فہرست مضامین

دکن زنده کردم باین آرزو   که نامم بماند درین چارسو

ابو تراب محمد عبد الجبّار خان صوفي ملکاپوري برازي حيدر
آبادي صدر مدرس عربي و فارسي مدرسہ اعزہ
مولف تاریخ دکن

فاعتبروا یا اولی الابصار

بفضل خالق ذوالجلال والاکرام درین ایام فرخندہ فرجام باعانت سرکار عالی نظام تاریخ [illegible]

المسمیٰ

محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن

حصہ اول

در بیان سلاطین بہمنیہ

از تالیف فاضل الادیب عالم اللبیب مؤرخ محقق مولوی ابوتراب محمد عبدالجبار خان صاحب صوفی

ملکاپوری براری حیدرآبادی

صدر مدرس عربی و فارسی مدرسہ اعزہ
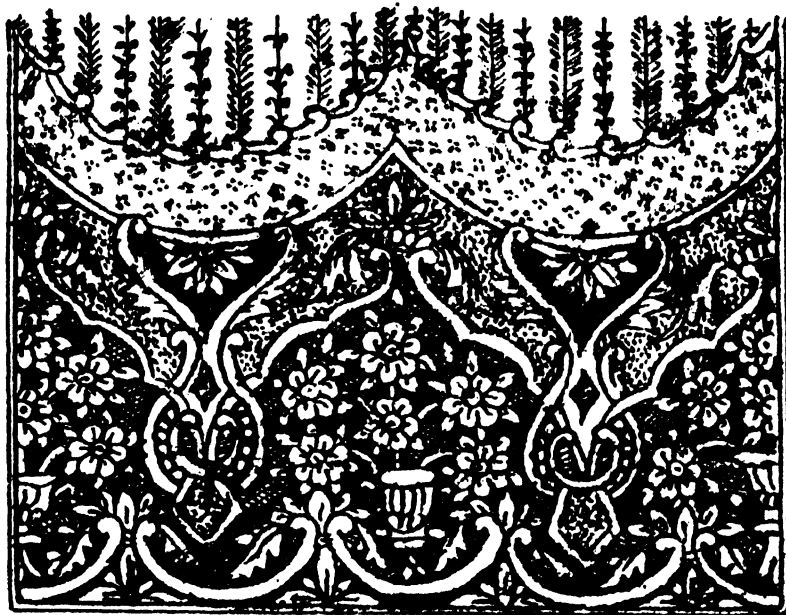
در مطبع فخر نظامی حیدرآباد دکن طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدک اللّٰھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک
ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر
انک علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ محمد
افضل الرسل والانبیاء وعلیٰ اٰلہ الطاھرین شموس الاقتداء
وعلیٰ اصحابہ الراشدین نجوم الاھتداء وکل واحد منھم
للاقتداء والاھتداء جدیرۃ

محبوب المدایح مدحِ شاہِ دکن صانہا اللہ عن الشرور والفتن

چونکہ حسنِ اتفاق سے میری مؤلفہ تاریخ دکن کی ابتدا و انتہا پادشاہِ جمشید بارگاہ فریدون درگاہ سکندر صولت بہرام شوکت رستم شجاعت حاتم سخاوت نوشیروان عدالت ارسطو فطنت لقمان حکمت عالیجناب اعلیحضرت قدر قدرت میر محبوب علیخان نظام الملک فتح جنگ مظفر الممالک آصفجاہ بہادر جی۔سی۔ایس۔آئی۔جی۔سی۔بی۔ کے زمانۂ مبارکت مین ہوئی و رسرکارِ عالی آصفیہ سے اعانت و امداد تاریخ کے طبع کرانے کے لئے عطا ہوئی۔ بنائً علیہ مجھ پر لازم و واجب بلکہ فرض ہی کہ مین آپ کے واقعی اوصافِ حمیدہ و صفاتِ پسندیدہ سے کتاب کے صفحات کو مزین کرون اگرچہ آپکی ذاتِ ملکی صفات مصنفین و مؤلفین و شعراءِ مشہورین کی مدح و ثنا سے مستغنی و بے نیاز ہی۔ لیکن مؤلفین کے لئے باعثِ فخر و ناز ہے اور اُن کی تالیف کے لئے امتیاز۔ مؤلفین متقدمین و متاخرین کی یہی طرز و روش متواتر از قدیم سے چلی آتی ہی اور تمام اسی طریقہ پر چلتے رہے ہین کہ پادشاہِ عہد کا ذکرِ خیر اپنی تالیفات مین کرین مین بھی بزرگانِ سلف کی پیروی کرتا ہون۔ ہمارے اسلام مین تمام امور کا مدار۔ اِنَّمَا الاَعْمَالُ بِالنِّیات پر ہے واقعی عمل و نیت کا علم علام الغیوب و ستار العیوب کو ہے۔ آپکے اوصاف حمیدہ

واخلاقِ برگزیدہ تمامِ روی زمین مین اظہر من الشمس وابین من الامس ہین۔ دکن کی
عامۂ رعایا وکافۂ برایا نے ہر ایک فرد صدق دل سے اس بات کا معترف
ہی کہ **اعلیٰحضرت** مدظلہ العالی کی ذات جامع الفضائل والکمالات وحاوی المراحم
والصفات رحمدلی وداد گستری وعدل پروری ودور اندیشی مین اور مردم شناسی
وبردباری مین فردِ فرید ہی۔ دانائی وراستبازی وہمدردی مین بے نظیر ووحید
ہی ملکی انتظام مین ایسا ملکہ حاصل ہی کہ گذشتہ تاریخون مین اسکا مثل نہین۔ مردم
شناسی ومعاملہ فہمی مین ایسی قوت دراکہ ہی کہ آدمی کی صورت اور مقدمہ کا عنوان
دیکھتے ہی سمجھ جاتے مین۔ آپکی ذات نادر الوجود ہی۔ متقدمین مین باوجودِ صفات
مذکورہ کوئی نہین سنا گیا کہ آپکا نظیر ہو۔ اگر آپکا نظیر ہی تو آپ ہی کی ذات بابرکات
ہی۔ آپکی توجہ سراپا رحم نے ملکِ دکن مین اپنے عدل وانصاف کا ایسا سکّہ جمایا کہ
دکن کے ہر گوشہ وبیشہ سے ظلم وستم کے درخت کو جڑ سے اوکھیڑ دیا۔ ستمگارون اور
ظالمون کی ایسی بیخ کنی کی کہ ظلم وستم کا نام ونشان باقی نہین رہا۔ آپ کے عہدِ
ہمایون مین امن وامان نے دکن کو اپنا مسکن وماوا قرار دیا۔ فی زماننا دکن دار الامن
والامان ہی۔ عرب وعجم ہند وسند کا امیدگاہ۔ غربا ومساکین کا پشت وپناہ ہی اہلِ
دکن وغیر دکن آپ کے سایۂ عاطفت مین آرام سے زندگی بسر کر رہے ہین کیا
امیر کیا فقیر ہر ایک کا وظیفہ یہی ہی کہ ہر وقت آپ کے لئے دعاے خیر کرے
اب مین بھی اِس دعا پر ذکرِ خیر کو ختم کرتا ہون۔ کہ خداے تعالی ہمارے ظلّ اللہ

پادشاہ

پادشاہ کو ہمارے سرون پر ہمیشہ سلامت رکھے اور شاہزادگانِ بلند اقبال کو بھی آپ کے سایۂ بلند پایہ مین خوش و خرّم رکھے۔ آمین ثمّ آمین۔

لمؤلفہ

شہی ہیچو اُو در جہان بی نظیر — نہ دیدو نہ بیند دگر چرخِ پیر

زخاکِ درِ دولتش ذر دکن — کشد سُرمہ در چشمِ خود مرد و زن

شد از دودمانش کرامت سمر — بود وارثِ دین پدر بر پدر

تمنا در آغوشِ بختش بخواب — ولی بختش از خواب در اجتناب

اجابت بدستِ دعایش گرو — دعایش اجابت طلب نو بنو

چو شد نامِ اُو در سخاوت علم — جہان راند بر نامِ حاتم قلم

بسی کشورِ دل کہ آباد از وست — دل آبادیِ خلق از دادِ اوست

ہمہ شیوہ اش در جہان مردمیست — کسی کو کند مردمی آدمیست

بہ تیغش قضا بستہ عہدِ درست — کہ ہر کس بدش خواست اُو را شکست

دہد ایزدش آنچنان برتری — ز ہر برتری باشدش بہتری

مؤدب شعاری کہ در خوابِ شب — نرفتست از دماغش خیالِ ادب

خدایا بیفزا جاہش کمال — کمالش چنان دہ نیابد زوال

اگر خشم گیرد بچرخِ سپہر — زہیبت بلرزد تنِ ماہ و مہر

کشد تیغ کین را اگر از نیام | بگیرد ز بهرام چرخ انتقام
عروجش برفعت چو بنواخت کوس | ثریا نمود آرزو پای بوس
بکوه گران گر نماید عتاب | شود آتش اندر دل سنگ آب
زهی معدلت کیش و آئین درست | بدنیا پی دین کمر بست چست
نبرده زبانش بجز حرف راست | زبانش بفرمان و فرمان رواست
ظفر زرو غا حامی کار اوست | دعای ملائک علمدار اوست
چو شد رایت دولت او بلند | فلک گشت مجمر کواکب سپند
بتوصیف او خلق رطب اللسان | بوصفش بریزد شکر از زبان
نمودم چو اوصاف او را رقم | بشد شاخ طوبی بدستم قلم
مرا تربیت داد خود چرخ پیر | که نامش نویسم به مشک و عبیر
دهد یاوری طالع من اگر | به بندم به اسپ قلم زین زر
دکن بر از وصفش کنم زرنگار | مثال گلستان بفصل بهار
برد بر زبان وصف او کس اگر | کند جیب و دامان پر از قرص زر
ز ر نام او سیم و زر را محک | زرش را نهد چشم بر مردمک
بمدحش شود خامه شاخ نبات | دواتم لبالب ز آب حیات
بنامش دهم تا کند نوش جان | بیابد حیات ابد در جهان
کنم ختم وصفش چو اندر دعا | خدایش اجابت دهد رونما

بیج

بمدحِ کسم نیست ہرگز ہوس خدایا بدہ ہرچہ خواہد ز تو		مراد ادِ اقبالِ او دسترس کہ لطفِ تو می زیبد از بہرِ او

بکن نامِ اورا ابگیتی سمر
ثمر چینند از نامِ او خلق زر

سببِ تالیفِ تاریخِ دکن

حمد و صلوٰۃ کے بعد فقیر الی اللہ الباری ابو تراب محمد عبد الجبار خان ملکاپوری برآری حیدرآبادی صوفی تخلص کہتا ہی کہ کوئی عاقل اِس امر سے انکار نہین کریگا کہ تاریخ کا فن نہایت مشکل و دشوار ہی۔ مؤرخ کو تاریخ لکھنے مین جو دقتین پیش آتی مین اُنکو وہی شخص خوب سمجھتا ہی جسکو تاریخ سے مذاق ہو اور اُسکو قرونِ ماضیہ اور اسلافِ قدیمہ کے حالات سے دلچسپی ہو۔ اور مؤرخ کے لفظ کا مصداق وہی بزرگ ہوتا ہی جو اسلاف کے واقعات کو اُن کے آثار و علامات و مکانات و عمارات سے ثابت کرے اور اُن کے روایات و حکایات کو متقدمین کی تالیفات و تصنیفات سے انتخاب کر کے غور و فکر کی ترازو مین تولے۔ اور تحقیق کی کسوٹی پر پرکھے اور ہر ایک واقعہ کو جہانتک ممکن ہو واقعہ کے ساتھ مطابق کرے اور منصفانہ بیان کرے تملقاً و نفاقاً کسی کی ہجو اور کسی کی مدح اور جاہلانہ کسی پر رد و قدح نکرے۔ اگر کہین کسی نے کے بیان مین غلطی پائے تو اُس کی

اصلاح کرے۔ اور صاحبِ غلطی کو نشانۂ ملامت نہ بنائے۔ ہندوستان مین اسلام کے آنے سے قبل ہنود کی تاریخین مستعمل ومتداول تھین۔ جب سے ہند مین اسلام کی آمد شروع ہوئی اُسی زمانہ سے ہند کی تاریخین عربی اور فارسی مین تالیف ہونے لگین اور اُنمین فتوحاتِ اسلام کے تذکرے اور سلاطین اسلام کے حملے مذکور ہونے لگے اُسوقت سے ابتک عربی و فارسی و ہندی و انگریزی وغیرہ زبانون مین بے شمار تاریخین لکھی گئین۔ مجھے اس بات کا پتا نہین ملا کہ اوّلاً کونسی تاریخ مرتب ہوئی۔ موجودہ تواریخ سے ثابت ہوتا ہی کہ سلاطینِ غزنویہ و غوریہ کے زمانہ سے ہند مین تاریخِ اسلام کی تدوین و تالیف شروع ہوئی پھر تغلقیہ و بہمنیہ کے زمانہ مین تالیف کا دائرہ وسیع ہونے لگا۔ تیموریہ کے عہد مین تالیف کا بازار گرم ہوا اور درجۂ کمال کو پہنچا۔ اکبر ہی زمانہ مین اکثر تاریخین مختلف زبانون مین مدوّن و مرتب ہوئین ہر ایک زبان کے مورّخ کی طرزِ تحریر جداگانہ ہی۔ بمصداق ؎ ہر گلی را رنگ و بوئی دیگر است ؛ ہر ایک اپنے بیان مین یگانہ ہی۔ میری طبیعت مین تاریخ بینی کا شوق تھا۔ لہذا مین ہمیشہ ہند وغیرِ ہند کی تواریخ کا جویا رہتا تھا۔ جہان پاتا تھا اُسکو دیکھ لیتا تھا۔ اسیطرح میرے مطالعہ مین اکثر تاریخین گذرین۔ ملکِ دکن کی تاریخون کی طرف خاصّتہً میری رغبت اسوجہ سے زیادہ تھی کہ دکن میرا وطن ہی۔ حب الوطن کے لحاظ سے دکن کے واقعات و حالات کو غور و فکر سے دیکھتا تھا۔ تواریخ مین سے کوئی

ایسی

ایسی تاریخ نظر نہین آئی جس مین دکن کے پورے پورے حالات ہون ۔ پس میرے
دلمین یہہ خیال پیدا ہوا کہ خاص دکن کی ایک ایسی تاریخ بسیط و مکمل لکھون کہ دکن
کے حالات کے لئے جامع ہو اور اُسمین دکن کا مالہٗ و ماعلیہ مذکور ہو ۔ جہان تک
ممکن ہو تحقیقات مین کوتاہی نکرون ۔ بناءً علیہ مین نے تاریخ لکھنے سے پہلے دکن
کی تواریخِ قدیمہ و جدیدہ کی جستجو شروع کی ۔ تقریباً دس سال تک تواریخ کی تلاش
مین سرگرم رہا مجھے نہ رات چین تھا نہ دن آرام ۔ اسی شغل مین دیوانہ بن رہا تھا
ہندو دکن کے بلاد و امصار مین جستجو کرتا رہا ۔ متعدد شہرون کے بازار و کوچون مین
گھومتا تھا ہر ایک شہر و قصبہ کے خاندانی شرفا و مشایخ سے ملتا تھا اور اپنے مقصود
کا نشان ڈہونڈتا تھا اور اپنے کام کی بات پوچھتا تھا جہان جو کچھہ پاتا تھا اُسکو
خرید لیتا تھا یا صاحبِ کتاب کی اجازت سے نقل کر لیتا تھا اور جو قصہ و افسانہ
کسی عمر رسیدہ بزرگ سے سنتا تھا اُسکو یادداشت مین درج کرتا تھا اور جہان
کہین دکن کے عمارات و مساجد و مقابر و منادر پر کتبے پاتا تھا اُنکو بیاض کے
صفحون مین قلمبند کرتا تھا اور دکن قدیم سکّے بھی جمع کئے ۔ غرض جو کچھہ تاریخی مواد
ملتا تھا اُسکو حاصل کرتا تھا ۔ آخر مدتِ مدیدہ و محنتِ شاقہ کے بعد میرے پاس
تاریخی ذخیرہ ایسا جمع ہوگیا کہ شاید اُسکا نظیر دکن کے کتب خانون مین موجود
نہوگا ۔ بعد ازان مین نے تاریخِ دکن کی یادداشتین لکھنی شروع کین ۔ حالات
و واقعات کی تحقیق مین حسبِ طاقتِ بشری کوتاہی نہین کی ۔ شاہانِ سلف و

وخلف کے حالات مختلف تواریخ سے ریزہ ریزہ فراہم کرکے طرز جدید مین نمایان کئے
زمانۂ حال کی طرز پر تاریخ کی ترتیب رکھی ہر ایک مضمون کو جداگانہ عنوان مین بیان کیا
تاکہ ناظرین کو آسانی ہو۔ ہر ایک سلطنت کے عہد کا پورا پورا خاکا کھینچا۔ اُس زمانہ
کی طرز معاشرت۔ وعدالت وسیاست کی حالت۔ اور خوشی وغمی کے مراسم
ہر ایک پادشاہ کے دربار کی صورت اور اُمرا و وزرا کے درباری لباس کی کیفیت
اور فوج کے ہتیار و وردی کی حقیقت۔ فوج کی تعداد و جواہر و خزائن کی مقدار۔ مداخل
و مخارج کی تفصیل۔ امرا و وزرا کے عہدے و مناصب۔ اور ملکی انتظام مالی و
دیوانی کی تغییر۔ اور یہہ امر بھی کہ پادشاہ متعصب تھا یا صلح کُل کا پابند۔ اور مختلف
اقوام و رعایا کے ساتھہ کس طرح سلوک کرتا تھا۔ اور یہہ امر بھی کہ اُس کے زمانہ مین
علم و ہنر کا کیا رنگ تھا۔ تجارت و صنعت کا بازار گرم تھا یا سرد۔ زراعت مین
ترقی تھی یا تنزل۔ اور سلطنت کی ترقی و تنزل کے کیا اسباب تھے۔ اور پادشاہ
کے فتوحات۔ اور اُسکے زمانہ کے واقعات اور اُسکی اولاد و زوجات۔ اور اُسکے
زمانہ کی عمارات۔ اور اُسکی وفات و مدت سلطنت۔ اور اوسکے زمانہ کے
معاصرین علما و حکما و مشایخ و عقلا کی فہرست مع سنہ وفات۔
مؤرخین فارسی و عربی نے اپنی تاریخون مین اس قسم کی باتین لکھی ہین مگر ایسے ڈہنگ
سے لکھی ہین کہ ہر ایک شخص اُنکو نہین سمجھہ سکتا ہی۔ اسلئے کہ اُنھون نے فتوحات
و مدایح سلاطین کو مقصود بالذات قرار دیا ہی۔ اور باقی حالات کو ضمناً متفرق

طور سے بیان کیا ہی۔

مین نے مضامینِ مرقوم الصدر کو فارسی عربی تواریخ سے انتخاب کرکے اونکا ایک مجموعہ بنایا۔ اور متفرقہ باتونکا ایک شیرازہ باندہا۔ ہر ایک مضمون کو شرح وبسط کے ساتھ لکھا اور خاص اپنی تحقیقات کا اظہار کیا۔ اور جن کتابون سے اخذ کیا اونکی نشاندہی کی تاکہ کسی نکتہ چین کو اعتراض کا موقع نہ ملے۔ اگر کسی نکتہ چین کو تحقیق کرنا منظور ہو تو منقول عنہٗ مین دیکھ لے۔ ہان مین نے منقول عنہ کی عبارت بجنسبہ نقل نہین کی معنی کو لے لیا۔ (اور اوسکو رنگ و روغن لگاکے خوشنما پیرایہ مین نمایان کیا تاکہ ناظرین کو اس کے مطالعہ سے لطف حاصل ہو) اور مضامین کے معانی بامحاورہ اردو مین ادا کئے۔ فقراتِ مقفّی وکلمات مسجّع کی پروا نہین کی۔ تاریخی مطلب کو صاف وسلیس عبارت مین لکھا استعارہ وتشبیہہ سے دور رہا۔ اور مین نے اپنی اس تالیف مین نہ کسی کی شاعرانہ مدح کی نہ مذمت خوشامد وتملّق کی رنگین عبارت سے کتاب کے ورقون کو آرایش نہین دی کسی کی فتح کی خوشی اور کسی کی شکست کی ناخوشی نہین کی۔ فاتح کو خیر اور منہزم کو شر نہین بنایا جو کچھ واقعہ ہوا اور اُس کے متعلق جو معلوم ہوا لکھدیا۔

ذکر تقررِ امدادِ تالیف وطبع تاریخ دکن از سرکارِ عالی نظام خلد اللہ ملکہٗ

جب تیرہ سی تین سنہ ۱۳۰۳ فصلی مطابق سنہ ۱۳۱۱ ہجری مین تاریخ دکن کی تمام یادداشتون
کا انبار اور مسودات کا تودہ ہوگیا۔ تب مین نے تاریخ کی ترتیب اور مسودات کا
مبیضہ کرنا شروع کیا قلّتِ فرصت و تقلیلِ معاش کی وجہ سے تھوڑا تھوڑا کام
کرتا رہا۔ مجھ مین اسقدر قدرت نہین تھی کہ خوشنویس نوکر رکھ کے مسودات کو
صاف کراؤن۔ مجھے اس مفید کام نہ کسی سے امداد و اعانت تھی نہ سرکارِ عالی
سے کچھ اعانتاً ماہوار مقرر ہوئی تھی۔ ترتیب و تبئیض کے زمانہ مین مخدومی قدردانِ
علم و ہنر عالیجناب نواب عماد الملک بہادر ناظمِ تعلیماتِ ممالکِ محروسۂ سرکارِ عالی
نظام مدّظلّہ العالی نے میری تاریخِ مؤلّفہ کی بابتہ عالیجناب نواب وقار الامرا بہادر
مرحوم مدار المہامِ سابق کی خدمت مین ایک رپورٹ بھیجی اور اُس مین تا زمانۂ
ختمِ تالیف تیس ۳۰ روپیہ ماہانہ امداد کی سفارش کی۔ چنانچہ عالیجناب مدار المہام
سرکارِ عالی نے بتاریخ ۲۵ ماہِ فروردی سنہ ۱۳۰۳ فصلی منظور فرمایا اور ارشاد
فرمایا کہ تخفیف یافتون مین سے کوئی خوشنویس جس کی ماہوار تیس ۳۰ روپیہ
ہو مولوی صاحب کی امداد کے لئے مقرر کیا جائے۔ اوّلاً ایک تخفیف یافتہ مقرر
ہوا۔ وہ مسودات کے صاف کرنے سے گھبرایا اور کہا کہ یہ کام مجھ سے نہین
ہوسکتا مین نے اس امر سے نواب عماد الملک بہادر کو مطلع کیا نواب صاحب
نے فرمایا کہ آپ کام کا سلسلہ جاری رکھئے اور مسودات کے صاف کرانے
اور متعلقہ کتاب کی ضرورت مین جو کچھ خرچ ہو جیبِ خاص سے کیجئے

آپ کو سرکار عالی سے یکشت رقم برآمدہ دلائی جائیگی۔ مین بدستور کام مین مشغول ہوگیا اور رقم ملنے کی امید پر قرض لیکر مسودات اجرت دیکے صاف کراتا جاتا تھا اور ضروری اشیا بھی متعلقہ تاریخ خرید تا تھا۔ اسیطرح پانچ سال گذر گئے سرکارِ عالی سے رقم نہین ملی۔ قرضخواہونکا مجھپر تقاضا ہونے لگا۔ لاچار ہو کے بتاریخ ۶ تیر سنہ ۱۳۰۸ فصلی مین عالیجناب مدار المہام سرکار عالی کی خدمت مین ایک عرضداشت بذریعہ جناب مولوی محمد عزیز میرزا صاحب بی۔ اے۔ معتمدِ عدالت وکوتوالی وامورِ عامّہ پیش کی۔ معتمد صاحب کی حسنِ توجہ سے حکم ملا کہ تاریخ ۲۵ امرداد سنہ ۱۳۰۳ فصلی سے چوتھی تاریخ ماہِ امرداد سنہ ۱۳۰۸ فصلی تک کی کل رقم چڑہی ہوئی مولویصاحب کو دیجاے۔ چنانچہ ماہِ مہر سنہ ۱۳۰۹ فصلی مین کل رقم ملی۔ پھر اُسوقت سے ابتک رقم چڑہی ہوئی ہمدست نہین ہوئی ہی۔ سرکارِ عالی کی قدردانی و ہنرپروری سے امیدِ واثق ہی کہ کل رقم چڑھی ہوئی ملیگی۔ اور آیندہ کتاب کی تکمیل تک امداد کا سلسلہ بھی جاری رہیگا۔ امداد ملنے کی صورت مین کتاب کی تکمیل جلد ہو جائیگی۔ اب مین ناظرین کے ملاحظہ کے لئیے عالیجناب نواب عماد الملک بہادر ناظمِ تعلیماتِ ممالک محروسئہ سرکار عالی کی ریپورٹ کی نقل بجنبہ گذارش کرتا ہون۔

وہو ہذا۔

نقلِ مراسلہ صدر دفتر نظامت تعلیماتِ ممالکِ محروسہ سرکارِ عالی واقع ۲۰ رجب سنہ ۱۳۳۱ھ
نشان ۲۳۳۲ مطابق ۲۵ اسفندار سنہ ۱۳۲۲ف امداد مولوی محمد عبد الجبار خان

بدفتر معتمد صاحب عدالت و کوتوالی و امورِ عامّہ سرکارِ عالی بکارِ تالیف تاریخ دکن

لکھا جاتا ہی کہ مولوی محمد عبد الجبار خانصاحب صدر مدرس مدرسۂ اعزہ دکن کی تاریخ بہت ہی مبسوط و مطوّل تحریر کر رہے ہین۔ اغلب حصّہ مرتب کر چکے ہین۔ یہ تاریخ ایسی مشرح و مفصّل لکھی جا رہی ہی اور اسقدر تحقیق کے ساتھ کہ آجتک کسی نے نہین لکھی۔ دفترِ گزیٹر خاص اس کام کے واسطے سرکار سے مقرر ہوا تھا۔ باوجود تین لاکھ خرچہ کے وہ کام نہین ہو سکا جو مولویصاحب کر رہے ہین۔ جب یہ تاریخ کامل ہو کر طبع ہو جائیگی۔ عام طور پر بہت ہی کار آمد ہوگی۔ اور اس عہدِ حکومت کی ایک یادگار قایم کر دیگی۔ تاریخِ مذکور کا ایک بڑا حصّہ تیار ہو چکا ہی۔ مگر مولویصاحب پابندیِ ملازمت اور قلتِ معاش کیوجہ سے مسودون کے صاف کرانیکا خرچ ادا کرنے پر قادر نہین ہین۔ اور نہ خود نقل کر سکتے ہین۔ جبکہ مولویصاحب نے ایسا اہم کام اپنے ذمہ لیا ہی تو کسیقدر سرکاری امداد کا دیا جانا بیجا نہوگا۔ امداد اس قسم کی ہو کہ مولویصاحب کو تبئیضِ مسوداتِ تاریخ مین آسانی ہو۔ میرے نزدیک مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اس کام کے واسطے مولوی صاحب کے تحت مین تیس ۳۰ روپیہ ماہوار کا ایک محرر بطورِ ہنگامی مقرر فرمایا جاے تاریخِ مذکور بعدِ تکمیل سرکار کی جانب سے طبع کرائی جائیگی یا مولویصاحب خود طبع کرائینگے

کرائینگے اِسکا فیصلہ مولویصاحب کے حقوق تصنیف کے لحاظ سے آیندہ طی ہوسکتا ہی۔ بالفعل تیس ۳۰ روپیہ کا تقرر بطورِ ہنگامی حسبِ توضیح بالا قابلِ منظوری ہی۔ یہہ تقرر خواہ عام بجیٹ موازنۂ تعلیمات سے منظور فرمایا جاے۔ خواہ صدر مدِ متفرقات کی گنجایش سے جسطرح مرکوزِ خاطرِ سرکار ہو فقط

دستخط

عماد الملک

نقلِ روبکارِ محکمۂ سرکارِ عالی علاقۂ عدالت و کوتوالی و امورِ عامّہ واقع ۲۵ فروردی سنہ ۱۳۰۳ ف

نشان ۲۵۸ مطابق ۳۰ شعبان سنہ ۱۳۱۱ ہجری

از طرفِ نواب عماد جنگ بہادر معتمد سرکارِ عالی	درخواستِ تقررِ یک کس بمواجب سی روپیہ	
بخدمتِ ناظم صاحب تعلیماتِ سرکارِ عالی	بطورِ ہنگامی۔ بماتحتیِ مولوی عبد الجبار خانصاحب	

حسب الحکمِ جناب نواب مدار المہامِ سرکارِ عالی بموجبِ مراسلۂ نشان ۲۳۳ واقع ۱۸ اسفندار سنہ حال بمقدمۂ مندرجۂ عنوان نگارش ہی کہ اسبارہ مین عالیجناب نواب مدار المہام سرکارِ عالی بلحاظ اس امر کے کہ مولوی عبد الجبار خانصاحب ایک نہایت عمدہ کام کر رہے ہین اس بات کو منظور فرماتے ہین کہ ایک محرّر سرکار کی طرف سے انکی امداد کے لئے دیا جائے۔ لیکن اونکے ساتھہ یہہ بھی ارشاد ہی کہ کسی تخفیف یافتہ سے یہہ کام لیا جائے۔ منشی صدر محاسب صاحب سرکارِ عالی

کی خدمت مین بھیجکر لکھا جاتا ہی کہ کوئی تخفیف یافتہ مواجب سی روپیہ جو خوش خط ہو ناظم صاحبِ سررشتۂ تعلیم کی خدمت مین بھیجدیا جاے۔ فقط

شرحِ دستخط

مددگارِ معتمد

مین بدستور اپنے مسودات کے مبیضہ کرانے اور تاریخ کے دوسرے حصّون کی تالیف مین ہمہ تن مصروف ہو گیا جب رفتہ رفتہ تین مجلدات کے مسودات مبیضہ صاف ہو کر طبع کرانے کے لایق ہو گئے مین نے عالیجناب نواب عماد الملک بہادر ناظمِ تعلیمات کی خدمت مین پیش کئے۔ ناظم صاحب نے تینون مجلداتِ تیار شدہ کا معائنہ فرما کے ارشاد کیا کہ مین مجلدات کے طبع کرانیکی امداد و منشیِ محرّرِ زاید کے لئے گذارش کرتا ہون قریب مین منظوری آئیگی آپ بھی ایک درخواست طبع کرانے کی امداد اور سابق کی امداد چڑھی ہوئی کی بابت جنابِ معتمد عدالت و کوتوالی و امورِ عامّہ کی خدمت مین پیش کیجئے۔ مین نے حسب الحکم ناظم صاحب بتاریخ ۶ تیر ۱۳۱۶ فصلی درخواست بھیجدی اور ناظم صاحب نے بھی رپورٹ روانہ کی وھو ہذا

نقل مراسلۂ صدر دفترِ نظامتِ تعلیماتِ ممالکِ محروسہ سرکارِ عالی واقع ۲ تیر ماہِ الٰہی سنہ ۱۳۱۶ فصلی ن ۲۲۰

منجانبِ نواب عماد الملک بہادر ناظمِ تعلیماتِ ممالکِ محروسۂ سرکارِ عالی۔

خدمت منصرم معتمد صاحب عدالت
وکوتوالی و امور عامہ سرکار عالی

مقدمہ

درخواست اعانت مولوی محمد عبد الجبار خان صاحب
برای تدوین کتاب تاریخ و تقرر یک کاتب
برای امداد مولوی صاحب موصوف

آپکو معلوم ہی کہ مولوی عبد الجبار صاحب نے اپنی تمام عمر تاریخ دکن کی
تحقیقات مین صرف کی ہی اور ایک مدت کی شاقہ محنت و تلاش سے ذاتی مصارف
کثیر برداشت کرکے ایسا ذخیرہ تاریخ کا جمع کیا ہی کہ آجتک کسی مورخ کو نصیب
نہین ہوا تھا بہت افسوس کی بات ہوگی اگر یہہ ذخیرہ ضایع ہوگیا۔ اور قوم کو
اوس سے فائدہ نہ پہنچا۔ اگر یورپ کے ممالک مین کوئی شخص ایسا کام انجام
دیتا تو معلوم نہین کہان تک حکومت وقت و نیز پبلک اوسکی قدردانی کرتا
اور اوسکو مدد دیتا۔ اور آخر مین وہ شخص مالامال ہوجاتا۔ یہان مولوی عبد الجبار صاحب
کی پیرانہ سری اور حالت صحت سے بہت خوف اسبات کا ہی کہ اگر جلد اس
سرمایہ سے فائدہ نہ اُٹھایا جاے جو حصہ اسوقت مدوّن نہین ہوا ہی فقط اوسکی
نوٹ مولوی صاحب نے قلمبند کئے ہین تلف ہوجائیگا۔ اسواسطے مین سرکار
سے نہایت الحاح کے ساتھ التجا کرتا ہون کہ ملک کو اس ذخیرہ سے فائدہ
پہنچانیکی فکر جلد کیجاے۔ اسکے لئے دو امر ضروری ہین۔ اوّل تو جو حصہ
تاریخ کا مدوّن ہوچکا ہی۔ اوسکا طبع کرانا بصرف سرکاری فوراً شروع کردیا جاے

اِسوقت مضامین ذیل تیار ہین۔ تذکرۂ مشایخ دکن جو بہت ضخیم کتاب ہی۔ تذکرۂ شعراء دکن۔ تذکرۂ سلاطینِ بہمنیہ۔ تحقیقاتِ متفرق بابت امورِ ملکی مثل جاگیر التمغا۔ دربار۔ لباس۔ سکّہ وغیرہ۔

دوم مولویصاحب کو ایک کاتب کے تقرر کی مدد دیجائے تاکہ وہ جو مضامین مدوّن نہین ہوئے ہین۔ اونکی تدوین مین مدد دے۔ کاتب ہوشیار اور معتبر ہو اور زود نویس ہونا چاہئے۔ جو مولویصاحب کی عمر بھر کی کمائی کو چرا کر اپنے نام سے طبع نکرائے۔ اور صاحبِ سواد بھی ہو۔ اور خط اچھا ہو۔ ایسا آدمی کم تنخواہ پر نہین ملیگا۔ تنخواہ کا اندازہ آپ خود کر سکتے ہین فقط

دستخط
عماد الملک
ناظمِ تعلیمات

الحمد للہ کہ عالیجناب قدردانِ علم و ہنر سی واکر اسکوئر سی۔ اے۔ ای معین المہام فینانس و عالیجناب فلک رکاب راجۂ راجگان مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر۔ کے۔ سی۔ آئی۔ اے۔ یمین السلطنہ پیشکار و مدار المہام سرکارِ عالی نظام خلد اللہ ملکہ نے میری مؤلفہ تاریخ کی تینون مجلّدات تیار شدہ کے طبع کرانے کیلئے اعانۃً چھہ ہزار روپیہ کی منظوری عطا کی۔ رقم سنہ ۱۳۱۸ فصلی کے شروع مین ملیگی۔ رقم ملتے ہی تاریخ کا چھپنا شروع ہوگا۔

مین سرکارِ عالی نظام و دونون ارکانِ سلطنت کی قدردانی وجوہر شناسی کا شکریہ تہہ دلسے اداکرتاہون - سرکار عالی وافسرانِ صدر نے میری برسون کی محنت وجانکاہی کومشکور فرمایا - اور مولفۂ محقرہ کو رتبۂ بلند عطا فرمایا - مجھے کیا بلکہ تمامِ اہلِ دکن کو مرہونِ منت فرمایا - کیونکہ میرا یہہ کام مفیدِ عام ہی - مین نے دکن کے بزرگانِ سلف ونامورانِ خلف کے حالات و واقعات جوگمنامی کے ظلمات مین پوشیدہ وافسردہ تھے ازسرِ نونمایان وزندہ کئے - جو مورخین منصف مزاج ہونگے میری تحقیقات کو عظمت کی نظر سے ملاحظہ کرینگے اور منصفانہ بےساختہ کہینگے - ماشاءاللہ مولویصاحب نے جوکچھہ لکھا درست وبجا لکھا - مدعیانِ بےسواد جنکا خمیر رشک وحسد سے ہی جاہلانہ بےسوچے سمجھے اعتراضات کرکے مورخین کے زمرہ مین شریک ہونگے - مجھے نہ جاہلونکی تعریف سے سرور ہوگا نہ اُنکی مذمت سے رنج - میرے نزدیک اونکے اقوال کا عدم و وجود مساوی ہی -

اب مین تاریخِ دکن کے مجلدات کے اسما اور اُن کے مضامین کی فہرست گزارش کرتاہون - میری اس تاریخ کے کُل مجلدات کا تاریخی نام محبوب التواریخ ہی - اِس نام کے جملہ حروف سے بحسابِ ابجدی تاریخ کی تدوین کا سنہ ۱۳۱۶ فصلی برآمد ہوتاہی - یہہ تاریخ پانچ مجلدات پرشامل ہی - اِسکی ہر ایک جلد کا مضمون جداگانہ ہی - ایک کو دوسرے سے کچھہ تعلق نہین ہی - ہر ایک پر استقلالاً تاریخ

کا اطلاق صادق آتا ہی۔ اگر ان پانچون مجلدات کو تاریخ خمسۂ دکن کہین تو بیجا نہو گا

حسنِ اتفاق و تاریخ کی خوش نصیبی ہے کہ اُسکی تالیف و تصنیف عالیجناب ملایک

انتساب قدر قدرت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی کے عہدِ میمنت مہدین

ہوئی۔ اس لئے مین نے تبرکاً و تیمناً تاریخ کو آپ کے نامِ نامی سے نامور کیا۔

اور ہر ایک جلد کا نام و لقب ایسا مقرر کیا کہ اعلیحضرت کے اسمِ مبارک کا جزوِ اوّل

لقب کا تاج ہوا۔ اس تاج سے کتاب کی ہر ایک جلد کو ناموری اور سربلندی حاصل

ہوئی گویا دکن کی تواریخ مین ہر ایک جلد کو تاجوری ملی۔ اہلِ دکن و غیرِ دکن کے نزدیک

محبوبیتِ عامّہ و مقبولیتِ تامّہ کا مرتبہ پایا۔

جلد اوّل

ملقّب بہ محبوب الوطن تذکرۂ سلاطینِ دکن۔ یہہ جلد تین حصون پر منقسم ہی۔

حصۂ اول[۱]۔ سلاطینِ بہمنیہ کے بیان مین۔

حصہ دوم[۲] مین طوائف الملوکِ دکن کا بیان ہی۔ یعنی۔ سلاطینِ[۱] قطب شاہیۂ

گولکنڈہ حیدرآباد۔ سلاطینِ[۲] عادل شاہیہ بیجاپور۔ سلاطینِ[۳] نظام شاہیہ

احمدنگر۔ سلاطینِ[۴] عماد شاہیۂ برار۔ بریدشاہیۂ[۵] بیدر

حصۂ سوم[۳] مین سرکارِ عالی نظام خلداللہ ملکہ کے بزرگانِ سلف سے اعلیحضرت

بندگانعالی مدظلہ العالی تک کا ذکر شرح و بسط سے مذکور ہی۔ یہہ حصہ تین جزون

پر منقسم ہی۔

جزو اول مین بزرگانِ سلف کے حالات و نسب و حسب کی کیفیت تا زمانۂ حضرت آصفجاہ بہادر مرحومِ اول۔

جزو دوم مین حضرتِ آصفجاہ بہادرِ مرحوم اول سے تا زمانۂ عالیجناب میر نظام علیخان اسد جنگ آصفجاہ بہادر دوم۔

جزو سوم مین آصفجاہ بہادر دوم سے تا زمانۂ غفران منزل حضرت افضل الدولہ نظام الملک آصفجاہ بہادر پنجم مذکور ہی۔

جزو چہارم مین عالیجناب فلک رکاب اعلیحضرت بندگانعالی متعالی ظلہ العالی علی روس الادانی والاعالی مادامت الایام واللیالی کا حال مذکور ہی۔

جلد دوم

ملقب بہ محبوب الانجمن تذکرہ اُمرا و وزراے دکن۔ اِس مین بہمنیہ کے زمانہ سے اس عہد تک کے امرا و وزرا کا ذکر ہی۔

جلد سوم

ملقب بہ محبوبِ زمن تذکرہ شعراء دکن۔ اسمین بہمنیہ کے زمانہ سے اس زمانہ تک کے مشاہیر شعرا کا ذکر ہی۔

جلد چہارم

ملقب بہ محبوبِ ذی المنن تذکرۂ اولیاء دکن۔ اسمین مشایخ واولیا وعلما کا ذکر ہی۔

جلد پنجم

ملقّب بہ محبوبِ نو وکہن تذکرۂ آثارِ دکن۔ اسمین دکن کے عماراتِ قدیمہ وجدیدہ وقلعہ جات و قُبجات ومقابر ومنادر ومساجد کا ذکر ہی۔

فی الحال تین مجلّداتِ تیارشدہ یعنی محبوب الوطن تذکرۂ سلاطینِ دکن کا حصّہ اوّل جو سلاطینِ بہمنیہ کے حالات پرشامل ہی۔ ومحبوبِ زمن تذکرۂ شعراء دکن ومحبوبِ ذی المنن تذکرۂ اولیائی دکن۔ سرکارِ عالی نظام خلداللہ ملکہ کی اعانت سے عنقریب مطبوع ہوکے شایع ہونگے۔ باقی مجلّدات کے مسوّدات ویادداشتین تیار ہین۔ مبیّضہ کے بعد طبع کے لایق ہونگے۔ انشاءاللہ تعالی تینون مجلّداتِ مذکورہ کے طبع کے بعد اونکے مبیضات کرائے جائینگے۔

تاریخ کے مؤاخذ کا ذکر

مین اپنی اس تاریخِ مؤلّفہ کے مؤاخذ یعنی منقول عنہا کی فہرست ناظرین کے سامنے پیش کرکے امید کرتا ہون کہ میری محنت وجانفشانی کی داد دین گے۔

یہہ تاریخی ذخیرہ جو مین نے جمع کیا نہایت جستجو وتلاش ومحنت وخراش کے بعد

فراہم ہوا ہی۔ مدت تک مین اسی کام مین ہمہ تن مصروف رہا۔ یہہ کام ایسا معظم بالشان تہا کہ مجھہ لاشی محض سے اُسکا وجود ممتنعات سے معلوم ہوتا تھا الحمد للہ کہ میری کوشش مشکور ہوئی۔ مؤاخذ کی فہرست مندرجہ ذیل ہی۔

تاریخ[1] تحفۃ السلاطین مؤلفہ ملا داؤد بیدری المتوفی ۸۱۰ھ ہجری یہہ تاریخ فیروز شاہ بہمنی کے زمانہ مین تالیف ہوئی۔ مجھے یہہ کتاب ناقص دستیاب ہوئی جو کچھ ہے نادر الوجود ہی۔ ملحقات[2] تاریخ طبقات ناصری از تالیف مولانا عین الدین المخاطب بہ گنج العلوم بیجاپوری معاصر حسن گنگوی بہمنی المتوفی سنہ ہجری۔ محمود[3] شاہی تاریخ شاہان گجرات مؤلفہ مولانا شمس الدین محمد شیرازی المتوفی سنہ ہجری۔ مطلع[4] السعدین مجمع البحرین المولانا عبد الرزاق سمرقندی المتوفی سنہ ہجری مولانا موصوف ۸۴۶ھ ہجری مین میرزا شاہرخ بن تیمور گورکان بادشاہ ہرات کی طرف سے سفارۃً بیجانگر وکالیکوٹ کے راجہ کے پاس آیا تھا مولانا نے یہہ سفرنامہ پارسی زبان مین دو جلدون مین لکھا ہی۔ تاریخ[5] اسدی مؤلفہ اسد خان لاری وزیر عادلشاہی المتوفی سنہ ہجری تاریخ[6] نظامی لمولانا نظام الدین احمد داماد عبد اللہ قطب شاہ یہہ تاریخ اگرچہ مختصر ہی لیکن اُسمین تاریخی مضامین اکثر کارآمد ہین۔ تاریخ[7] قطب شاہی کلان جو ابراہیم قطبشاہ کے عہد مین ملا خورشاہ نے تالیف کی۔ یہہ تاریخ بسیط ہی اسمین سلاطین عالم کا ذکر لکھا ہی۔ آخر مین سلاطین قطب شاہیہ وبہمنیہ کا بھی تذکرہ کیا ہی۔

تاریخ[8] تحفۃ الملوک لمولانا رفیع الدین شیرازی برادر افضل خان وزیر عادلشاہی

المتوفی سنہ ہجری یہہ تاریخ علی عادلشاہ کے زمانہ مین لکھی گئی ہی۔ تاریخی واقعات محققانہ لکھا ہی۔ علی نامہ[9] مؤلفۂ ملا نور اللہ شوستری نے علی عادلشاہ کے حالات فارسی عبارت رنگین مین لکھا ہی۔ علی نامہ[10] مؤلفۂ ملا نصرتی ملک الشعرا۔ اسمین علی عادلشاہ کے فتوحات کا ذکر اردو زبان مین مذکور ہی اور یہہ تاریخی حالات منظوم مین۔ تاریخ[11] مرآت الصفا مؤلفۂ میر محمد علی بن محمد صادق البرہان پوری المتوفی سنہ یہہ تاریخ میر عبد الرزاق شہنواز خان صمصام الملک مؤلف مآثر الامرا کی فرمایش سے ۱۱۷۰ ہجری مین تالیف ہوئی۔ طبقات[12] شاہجہانی مؤلفۂ مولانا محمد صادق ہروی یہہ طبقات شاہجہان کے زمانہ مین تالیف ہوئی۔ مآثر[13] برہانی مؤلفۂ علی بن عزیز اللہ طباطبائی مازندرانی یہہ تاریخ برہان نظام شاہ بحری والی احمدنگر کے عہد مین ۱۰۰۴ سنہ مین تالیف ہوئی ہی مآثر برہانی تاریخی نام ہی۔ اسمین ابتدا علاء الدین حسن گنگوی بہمنی سے کی ہی۔ تاریخ[14] احوال الخواقین مؤلفۂ محمد قاسم دہلوی۔ یہہ تاریخ ۱۱۴۰ سنہ ہجری مین تالیف ہوئی۔ مؤلف نے عالمگیر کے دونون فرزندون یعنی شاہ عالم و اعظم شاہ کا معرکہ بیان کیا ہی۔ اور آخر حصہ مین عالیجناب میر قمر الدین نظام الملک فتح جنگ آصفجاہ بہادر کا حال شرح و بسط سے لکھا ہی۔ تاریخ[15] فتحیہ مؤلفۂ یوسف محمد خان تورانی الاصل یہہ تاریخ ۱۱۲۲ سنہ ہجری مین تالیف ہوئی۔ عالیجناب آصفجاہ بہادر کا حال ابتدا سے انتہا تک کامل طرح سے لکھا ہی۔ مجموعہ[16] میرزا مہدیخان صفوی۔ یہہ ایک تاریخی ذخیرہ سلاطین تیموریہ کے بیان مین گوشوارہ کی طرح ہی اکثر

تاریخی

تاریخی واقعات کا پتا اس سے ملتا ہی کارآمد ہے۔ تاریخ فرشتہ دکن کی تواریخ[17] مین مشہور و معروف ہے ابراہیم عادلشاہ کے عہد مین تالیف ہوئی۔ مؤلف کا نام محمد قاسم فرشتہ تخلص ہے غلام علی مازندرانی کا بیٹا دکنی المولد و المنشا ہی۔ تاریخ خانجہانی[18] مؤلفہ خواجہ نعمت اللہ الہروی ہی۔ یہہ تاریخ خانجہانِ عالمگیر کے نام سے سنہ ۱۰۲۱ ہجری مین بمقامِ ملکاپور ضلع بلڈانہ برار تالیف ہوئی۔ اسمین افاغنہ کے قبائل و انساب و خانجہان کے حالات شرح سے مرقوم مین۔ تذکرۃ البلاد و الحکام[19] مؤلفہ مولانا میر حسین علی بن سید عبد القادر بکرمانی ہے یہہ تاریخ سنہ ۱۲۱۵ ہجری مین تالیف ہوئی۔ جدید التالیف ہی۔ مؤلف نے اسمین احکامِ دکن خاص بیجانگر کے راجاؤن کے حالات لکھے مین۔ تاریخِ خافیخانی[20] مؤلفہ محمد ہاشم خان المخاطب بہ خافیخانِ نظام الملکی المتوفی سنہ ہجری۔ یہہ تاریخ تین مجلدات مین ہی۔ دو مجلدات مطبوعہ کلکتہ ایک جلد قلمی نادر الوجود۔ محمد شاہ پادشاہِ ہند کے عہد مین تالیف ہوئی۔ ظفرنامہ[21] مؤلفہ مولانا شرف الدین علی یزدی المتوفی سنہ ۸۵۸ ہجری۔

شاہ عالم نامہ[22] مؤلفہ نعمت خانِ عالی المتوفی سنہ ۱۱۲۲ ہجری۔ مآثر الکرام[23] تاریخ بلگرام مؤلفہ مولانا میر غلام علی آزادِ بلگرامی المتوفی سنہ ۱۲۰۰ ہجری۔ تبصرۃ الناظرین[24] مؤلفہ مولانا سید محمد بنِ مولا سید عبد الجلیلِ بلگرامی یہہ تاریخ سنہ ۱۱۸۲ ہجری مین تالیف ہوئی۔

تاریخِ قادرخانی[25] مؤلفہ غلام حسین حیدرآبادی۔ یہہ تاریخ سنہ ۱۲۴۲ ہجری مین تالیف ہوئی آئینِ اکبری[26] و اکبرنامہ[27] مؤلفہ علامہ ابو الفضل المتوفی سنہ ۱۰۱۱ تاریخِ روضات الجنات[28] مؤلفہ مولانا باقر الموسوی الخوانساری۔ یہہ تاریخ عربی ہی۔ اس مین علما و سادات

کا ذکر ہے ۱۲۸۶ھ ہجری مین تالیف ہوئی - مجالس[28] المومنین مولفہ قاضی نور اللہ شوستری المتوفی تاریخ[29] روضۃ الصفا مولفہ محمد بن خاوند شاہی بلخی المعروف بہ امیر خوند المتوفی ۹۰۳ھ حبیب[30] السیر مولفہ غیاث الدین بن مولانا خوندمیر ۹۰۹ھ ہجری مین تالیف ہوئی - تاریخ[31] شاہان عجم مولفہ مرتضی مازندرانی - تاریخ[32] چنگیز خانی ناقص الاول و الآخر تاریخ[33] ہرات لمولانا عبداللہ ہروی یہ تاریخ ۹۰۹ھ ہجری مین ختم ہوئی تاریخ[34] مکہ المشرفہ مولفہ مولانا قطب الدین الحنفی یہ تاریخ ۹۸۵ھ ہجری مین تمام ہوئی - طبقات[35] الاطبا لابن اُصیبعہ المتوفی ۶۶۸ھ ہجری - نزہتہ[36] الجلیس مولفہ سید عباس بن علی المکی الحسینی الموسوی یہ تاریخ ۱۱۴۸ھ ہجری مین تالیف ہوئی - تاریخ[37] الحکما مولفہ ابو الجواد بن نصر اللہ التستری مولف نے یہ تاریخ محمد جلال الدین اکبر پادشاہ ہند کے عہد مین حسب الحکم حکیم ابو الفتح بن عبد الرزاق شیرازی تالیف کی - تاریخ[38] الحکما یہ تاریخ عبداللہ قطب شاہ کے زمانہ مین تالیف ہوئی مولف نے اپنا نام نہین لکھا - زبدۃ[39] التواریخ مولفہ مولانا نور الحق بن مولانا عبد الحق محدث دہلوی - تاریخ[40] برگزیدہ مولفہ مولانا حماد اللہ مستوفی یہ تاریخ سنہ ۳۰ ہجری مین تالیف ہوئی - روزنامچہ[41] عالمگیری یعنی دستور العمل عالمگیر پادشاہ ہند - دستور[42] الوزرا مولفہ مولانا غیاث الدین بن ہمام الملقب بخواندمیر یہ تاریخ ۹۱۵ھ ہجری مین تالیف ہوئی فہرست[43] وزرا عادلشاہی مرتبہ افضل خان شیرازی - رسالہ[44] تحفۃ الملوک نصائح ملک سیف الدین غوری وزیر علاء الدین حسن گنگوی بہمنی بابت انتظام سلطنت - رسالہ[45] اصطلاحات دفاتر مولفہ گانگو پنڈت منجم محاسب بہمنی - قانون[46] مالگذاری بہمنیہ اُس کے

عنوان

عنوان مین لکھا ہی کہ یہہ قانون حسب الحکم احمد شاہ ولی البہمنی کے مرتب ہوا۔ لطائف الاخبار [۴۷] روزنامچہ قندہار بابت سنہ ۶۲ ہجری۔ تاریخ نگارستان [۴۸] مؤلفہ مولانا محمد احمد المتوفی سنہ دستور جہان گشائی [۴۹] مؤلفہ مولانا خیر اللہ بن مولانا کرم اللہ یہ رسالہ شاہجہان کے عہد مین تالیف ہوا۔ منتظم ناصری [۵۰] مؤلفہ معتمد السلطان صنیع الدولہ محمد حسن خان مطبوعہ ایران جدید التالیف ہی۔ تاریخ فیروزشاہی [۵۱] مؤلفہ مولانا ضیاء الدین برنی یہہ تاریخ سنہ ۵۸ ہجری مین تالیف ہوئی۔ تاریخ فیروزشاہی [۵۲] مؤلفہ شمس سراج عفیف یہہ تاریخ فیروزشاہ کے عہد مین تالیف ہوئی۔ تاریخ بادشاہ نامہ [۵۳] مؤلفہ ملا عبد الحمید لاہوری المتوفی سنہ ۶۵ ہجری۔ عالمگیرنامہ [۵۴] مؤلفہ میر محمد کاظم بن محمد امین کاشی۔ مؤلف نے عالمگیر کے واقعات دہ سالہ سنہ ۶۷ سے سنہ ۱۰۷۸ تک کے لکھے ہین۔ ماثر عالمگیری [۵۵] یہ عالمگیرنامہ کا تکملہ ہی۔ محمد ساقی المخاطب بہ مستعد خان نے عالمگیر کے واقعات چہل سالہ سنہ ۲۲ ہجری مین تالیف کیا۔ لب التواریخ [۵۶] مؤلفہ بندار ابن بن بہار امل یہہ تاریخ سنہ ۲ ہجری مین تالیف ہوئی۔ تاریخ الفی [۵۷] مؤلفہ ملا احمد تتوی محمد جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد مین تالیف ہوئی۔ تزک جہانگیری [۵۸] جہانگیر پادشاہ ہند کے طرف منسوب ہی۔ ماثر حیدری [۵۹] مؤلفہ لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی المتوفی سنہ ہجری یہ تاریخ مدراس کے بادشاہ ٹیپو سلطان و حیدر کے بیان مین ہی۔

ماثر آصفی [۶۰] ایضاً مؤلفہ لچھمی نراین مذکور اعلیحضرت آصفجاہ کے خاندان کے حالات مین ہی۔ لطور روزنامچہ عالیجناب میر نظام علیخان اسد جنگ نظام الملک آصفجاہ دوم کے عہد مین تالیف کیا۔ تاریخ شہابی [۶۱] مؤلفہ قاضی شہاب الدین نبیرۂ قاضی عبد النبی

احمد نگری ۔ یہ تاریخ احمد نظام شاہ بحری کے زمانہ مین تالیف ہوئی ۔ بیاض صمصام الملک[62]
شہنواز خان المتوفی الشہید ۱۱۷۱ سنہ ہجری یہ بیاض گوشوارہ کی طرح مفید واقعات
کا مجموعہ ہی۔ منتخب التواریخ[63] مؤلفہ مولوی عبد القادر بدایونی المتوفی ۱۰۰۶ سنہ ہجری
اکبر پادشاہ ہند کا معاصر ہی۔ اکبر و فیضی و ابو الفضل وغیرہم کی تکفیر کرتا ہے
تاریخ طاہری[64] مؤلفہ مولانا غیاث الدین محمد طاہر۔ یہہ تاریخ ۱۰۰۹ سنہ ہجری مین تالیف
ہوئی۔ الآثار الباقیہ[65] فی القرون الخالیہ لابی ریحان بیرونی۔ تزک آصفیہ[66] مؤلفہ
شاہ تجلی حیدر آبادی معاصر آصفجاہ ثانی المتوفی ۱۲۲۵ سنہ ہجری شاہ موصوف مصور
کامل تھا کتاب کو خوشخط با تصویر لکھ کے حضور مین پیش کیا حضور نے پچاس ہزار
روپیہ خزانۂ شاہی سے اور پچاس ہزار روپیہ امراء دولت سے مؤلف کو عطا کیا
گلزار آصفی[67] مؤلفہ سید غلام حسین خان حیدر آبادی۔ تاریخ امتیاز نامہ[68]
مؤلفہ محمد اکبر رضوی المشہدی مورخ تخلص۔ یہ تاریخ نواب صلابت جنگ مرحوم کے
عہد مین تالیف ہوئی۔ دستور الانشا[69] مؤلفہ مورخ مذکور ۱۲۲۵ سنہ ہجری مین تالیف ہوئی۔
سفینۂ بیخبر[70] مؤلفہ میر عظمت اللہ بلگرامی بیخبر تخلص یہ تذکرہ ۱۱۴۱ سنہ ہجری مین تالیف ہوا
تذکرہ بے نظیر[71] مؤلفہ میر عبد الوہاب دولت آبادی دکنی۔ یہ تذکرہ فارسی مین شعرائے
دکن وغیر دکن کا معتبر تذکرہ ہی۔ ۱۱۷۲ سنہ ہجری مین تالیف ہوا بی نظیر تاریخی نام ہی
تذکرہ مردم دیدہ[72] مؤلفہ شاہ عبد الحکیم حاکم تخلص لاہوری ۱۱۷۵ سنہ ہجری مین تالیف
ہوا۔ ید بیضا[73] تذکرہ شعرا مؤلفہ میر غلام علی آزاد بلگرامی المتوفی ۱۲۰۰ سنہ یہ تذکرہ ۱۱۴۵ سنہ ہجری مین

مین ختم ہوا۔ سَروِ آزاد[74] ایضاً مؤلفِ موصوف نے سنہ ۱۱۶۶ ہجری مین اور خزانۂ عامرہ[75] سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین تالیف کیا۔ نتائج الافکار[76] مؤلفہ مولوی قدرت اللہ گوپاموی مدراسی سنہ ۱۲۵۶ ہجری مین تالیف ہوا۔ بیاضِ اشعارِ قدیم[77] مرقومہ سنہ ہجری۔ یادگارِ دکن[78] مؤلفہ منشی لچھمن لال دکنی یہہ تاریخ سنہ ۱۲۹۶ ہجری مین تالیف ہوئی۔ انکشاف المخلوق[79] مؤلفہ مولوی خادم علی سنہ ۱۲۰۵ ہجری مین تالیف ہوئی۔ حیاتُ الفردوس[80] مؤلفہ مولانا میرزا محمد المتوفی سنہ ۔ ثمراتُ الحیات[81] یعنی ملفوظاتِ شاہ برہان الدین الملقب راز الٰہ مؤلفہ علی عسکر بن محمد تقی بن محمد قاسم خوافی المخاطب بہ عاقل خانِ عالمگیری۔ رقعاتِ نظامی[82] مسمی بہ باغ بہار یعنے رقعاتِ میر عالم وزیرِ سرکار عالی نظام یہہ رقعات سنہ ۱۲۱۱ مین تالیف ہوئے۔ مکاتباتِ نظام شاہ بحری[83] مؤلفہ شاہ طاہر المتوفی سنہ ۹۵۶ ہجری۔ دستور السیاق[84] گوشوارۂ ہند و دکن وغیرہ یہہ گوشوارہ عالمگیر کے عہد مین مرتب ہوا۔ گوشوارۂ دکن[85] معہ اسماء قلعہ جات و عماراتِ دکن۔ یہہ رسالہ نادر الوجود ہی۔ میری تاریخ کی ایک جلد ملقب بہ محبوبِ نو و کہن تذکرۂ آثارِ دکن کا ماخذ یہی نادر الوجود ہی۔ اورنگ نامہ[86] مؤلفہ محمد قاسم مالوی۔ رسالہ تعمیراتِ روضۂ آگرہ[87]۔ رسالہ سوغاتِ دکن[88] مؤلفہ نور الدین محمد المعروف بہ محمد یوسف حکیمِ حیدرآبادی یہہ رسالہ سنہ ۱۲۱۳ ہجری مین حسب الحکم کپتان ولیم کیمل صاحب بہادر تالیف ہوا۔ حالاتِ صوبہ جاتِ دکن[89] مؤلفہ سید عالم علی۔ قانونِ آصفیہ[90] مرتبہ منشی نسارام پیشکارِ صوبہ جاتِ دکن سنہ ۱۱۸۵ مین مرتب ہوا۔ گلدستۂ بیجاپور[91] مؤلفہ میر احمد علیخان سنہ ۱۲۷۷ ہجری مین تالیف ہوا۔

تذکرہ گلزار اعظم[92] مؤلفہ نواب محمد غوث خان بہادر اعظم تخلص سنہ ۱۱۶۹ ہجری مین
تالیف ہوا۔ تاریخ جدولی[93] مؤلفہ مولوی خادم علی سندیلوی سنہ ۱۲۶۹ ہجری مین تالیف ہوئی
مرات اسکندری[94] مؤلفہ منشی سکندر خان بن محمد خان عرف منجھو سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین تالیف
ہوئی۔ تحفۃ الکرام[95] مؤلفہ علی شیر قانع سنہ ۱۱۸۱ ہجری مین تالیف ہوئی۔ تاریخ مرہٹہ[96] مؤلفہ
میر غلام علی آزاد بلگرامی۔ تاریخ امجدی[97] مؤلفہ مولوی امجد حسین خطیب جامع مسجد بلدہ
ایلچپور برار۔ مختصر ارجمند[98] مؤلفہ مستعد خان درسی شاعر براری۔ ریاض الانشا[99] مؤلفہ
خواجہ محمود گاوان وزیر بہمنیہ المتوفی سنہ ۸۸۶ ہجری۔ انوار قندھار دکن[100] مؤلفہ مولانا
رفیع الدین المتوفی سنہ ۱۰۲۲ ہجری۔ اخبار الاخیار[101] مؤلفہ مولانا عبد الحق محدث دہلوی
مشرع الروی[102] مؤلفہ الشیخ الشبلی التریمی۔ یہ تاریخ عربی مین ہی۔ تاریخ سلک الدرر[103] فی القرن
الثانی عشر۔ یہ تاریخ بھی عربی مین ہی۔ اسمین بارہوین صدی کے علما و اولیا وغیرہم
کا ذکر ہی۔ نور السافر فی القرن العاشر[104] مؤلفہ مولانا عبد القادر بن الشیخ العیدروسی۔
اسمین بارہوین صدی کے علما و سادات کا ذکر ہی۔ یہ بھی عربی ہی۔ رحلہ بن بطوطہ[105] جو معروف
ہی۔ سیر الہند[106] مؤلفہ منشی قادر خان بیدری یہ تاریخ مختصر سنہ ۱۲۶۴ ہجری مین تالیف ہوئی۔ بیاض قدیم[107]
جسمین سوانح دکن مرقوم ہی۔ قطب شاہیہ زمانہ کی لکھی ہوئی ہی۔ روایح گلشن[108] مؤلفہ میرزا تقی
شاعر یزدی جسمین میرزا نے حیدرآباد دکن کی عمارات و محلات شاہی کی تاریخین اور ہر ایک کی
تعریف بعبارت رنگین مثل ظہوری لکھی ہی۔ اور یہ شاعر عبد اللہ قطب شاہ کے عہد مین
دکن مین آیا۔ بادشاہی شعرا مین شریک ہوا۔ عبد اللہ قطب شاہ اور اس کے مصاحبین

وزرا

وزرا کے مدایح مین بھی مضامین دلچسپ لکھے ہین۔ قطب شاہ کے دربار و درباری امرا کے حالات مرقوم کیئے۔ رسالہ[108] انساب نواعط مؤلفہ محمد اکرم خان بن ملا احمد ناعطہ جعفری علوی۔ رسالہ نسب[109] مولانا وجیہ الدین العلوی الگجراتی المتوفی سنہ ہجری۔ اعراس بزرگان[110]۔ تذکرہ مشایخ برہانپور[111]۔ عنایت الٰہی[112] مؤلفہ مولانا شمس الدین المتوفی ١١٤٧ سنہ ہجری۔ تاریخ تالیف ١١٦٢ سنہ ہجری۔ تعلیم نامہ[113] سید احمد صاحب تاریخ تالیف ١٢٥٨ سنہ ہجری۔ نفحات الانس[114] مؤلفہ مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی المتوفی ٨٩٧ سنہ ہجری سیر المتاخرین[115] مطبوعہ کلکتہ۔ تذکرہ ریاض الشعرا[116] مؤلفہ علی قلیخان داغستانی المتوفی ١١٧٠ سنہ ہجری۔ تذکرہ مجمع الفصحا[117] مؤلفہ امیر الشعرا رضا قلیخان ہدایت تاریخ تالیف ١٢٨٥ سنہ ہجری یہ تذکرہ ضخیم دو مجلدات مین ہی۔ طہران مین کلان تختی پر مطبوع ہوا ہی تذکرہ گل رعنا[118] مؤلفہ لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی تاریخ تالیف ١١٨١ سنہ ہجری۔ گلشن بیخار[119] مؤلفہ نواب مصطفی خان شیفتہ تاریخ تالیف ١٢٥٠ سنہ ہجری۔ چمنستان شعرا[120] مؤلفہ لچھمی نراین مذکور تاریخ تالیف ١١٧٥ سنہ ہجری۔ یہ تذکرہ ریختہ گویون کا ہی۔ منتخب[121] دیوانہا مؤلفہ سراج الدین حسینی اورنگ آبادی تاریخی نام ہی ١١٦٩ سنہ ہجری بحساب جمل برآمد ہوتا ہی۔ کتاب الشعرا[122] مؤلفہ میر تقی درد۔ تذکرہ بینش[123] مؤلفہ سید مرتضی بینش مدراسی تاریخ تالیف ١٢٦٥ سنہ ہجری۔ صبح گلشن[124] مؤلفہ سید علی حسن خان بن نواب محمد صدیق حسن خان تاریخ تالیف ١٢٩٤ سنہ ہجری۔ شمع انجمن[125] مؤلفہ نواب صدیق حسن خان۔ تاریخ تالیف ١٢٩٢ سنہ روز روشن[126] تذکرہ شعر الجدید التالیف مطبوعہ بھوپال۔ تذکرۃ الشعرا[127] مؤلفہ مولوی رفیع الدین

قندہاری دکنی المتوفی سنہ ۱۲۴۲ ہجری۔ تاریخ تالیف سنہ ۱۲۱۶ ہجری۔ [۱۲۸] تنبیہ الشاکین فی جلائل حضرت محی الدین مؤلفہ سید غلام علی ارشد تخلص الحسینی الرضوی نواسہ مولانا فخر الدین ترمذی اورنگ آبادی۔ تاریخ تالیف سنہ ۱۱۹۶ ہجری۔ [۱۲۹] روضۂ اولیا خلد آباد مؤلفہ میر غلام علی آزاد بلگرامی المتوفی سنہ ۱۲۰۰ ہجری۔ [۱۳۰] کرامات الاولیا مؤلفہ نظام الدین احمد ابن محمد صالح الصدیقی۔ تاریخ تالیف سنہ ۱۰۶۵ ہجری۔ [۱۳۱] مونس الارواح مؤلفہ جہان آرا بیگم بنت شاہجہان پادشاہ ہند۔ تاریخ تالیف سنہ ۱۰۴۹ ہجری۔ [۱۳۲] لطایف اشرفی مؤلفہ مخدوم اشرف جہانگیری۔ [۱۳۳] مناقب شاہ صبغۃ اللہ نایب رسول اللہ بھروچی مدنی مؤلفہ عبد الفتاح مرید مولانا حبیب اللہ بیجاپوری تاریخ تالیف سنہ ۱۰۳۵ ہجری۔ [۱۳۴] روضۂ اولیا بیجاپور مؤلفہ محمد ابراہیم زبیری بیجاپوری۔ تاریخ تالیف سنہ ۱۲۶۰ ہجری۔ [۱۳۵] رسالہ توارد قوم مؤلفہ منشی قادر خان بیدری۔ تاریخ تالیف سنہ ۱۲۵۵ ہجری۔ [۱۳۶] رسالہ اسماء بزرگان گلبرگہ۔ [۱۳۷] تاریخ حدایق السلاطین مؤلفہ علی بن طیفور البسطامی [۱۳۸] بحر رحمت مؤلفہ مولوی ابو سعید نقشبندی والا تخلص۔ تاریخ تالیف سنہ ۱۲۴۱ ہجری [۱۳۹] سلسلۃ العارفین مؤلفہ مولانا محمد قاضی تاریخ تالیف سنہ ۱۰۰۰ ہجری۔ [۱۴۰] معرفت الاولیا مؤلفہ منشی قادر خان بیدری تاریخ تالیف سنہ ۱۲۵۴ ہجری۔ [۱۴۱] بحر المعانی مؤلفہ محمد بن نصیر الدین جعفر المکی۔ تاریخ تالیف سنہ ۸۲۵ ہجری۔ [۱۴۲] مناقب العارفین مؤلفہ مولانا شمس الدین احمد افلاکی۔ تاریخ تالیف سنہ ۸۱۰ ہجری۔ [۱۴۳] تحفۂ منیر مدایح نواب منیر الملک وزیر سرکار عالی نظام۔ [۱۴۴] پنج گنج تذکرۂ اولیا دکن مؤلفہ مولانا قاضی محمد فاضل المتوفی سنہ قاضی پیٹھ

آپ

آپ کے نام سے مشہور ہی ۔ کتبجات قبور قطب شاہیہ ۔ سوانح عمری شیخ علی متقی مولفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۔ شجرہ آصفیہ مولفہ نواب بدرالدین خان بہادر معظم الدولہ تاریخ تالیف سنہ ۱۲۵۲ ہجری ۔ مشکوٰۃ النبوہ تذکرہ اولیا مولفہ مولانا شاہ غلام علی صاحب قادری حیدرآبادی المتوفی سنہ ۱۲۵۲ ہجری ۔ حجۃ الذاکرین مولفہ مولانا سید شریف الحسینی البخاری السمرقندی خلیفہ مولانا غزران عالم شیخ صدیقی جد اعلی آصفجاہ اولی بانی ریاست دکن ۔ جوامع الکلم ملفوظات سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز المتوفی سنہ سلافۃ العصر مولفہ سید علی مدنی المتوفی سنہ ۱۱۲۰ ہجری ۔ سلوۃ الغریب واسوۃ اللبیب مولفہ سید علی المدنی المذکور ۔ یہہ مدنی کا سفرنامہ ہی جو مدینہ سے حیدرآباد دکن مین آیا ۔ شام غریبان تذکرہ شعرا مولفہ لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی ۔

گنج دانش ۔ گنج شایگان ہر دو مطبوعہ ایران جدید التالیف ۔ سیر و سیاحت ڈاکٹر برنیر المتوفی سنہ ۱۶۸۸ عیسوی تاریخ تالیف سنہ ۱۶۷۰ عیسوی ۔ اغصان الاربعہ مولوی ولی اللہ لکھنوی یہ رسالہ فرنگی محل کے علما کا شجرہ ہی ۔ خزینۃ الاصفیا مولفہ مولوی غلام سرور لاہوری ۔ تاریخ تالیف سنہ ۱۲۸۰ ہجری ۔ تاریخ حسینی مولفہ ملک راجا سوانح عمری حضرت بندہ نواز قدس سرہ کی ہی ۔ سفینۃ الاصفیا مولفہ دارا شکوہ ملفوظات شیخ فرید شکر گنج ۔ ملفوظات شاہ عیسی جند اللہ برہانپوری ۔ ملفوظات حضرت برہان الدین غریب ۔ ایضاً تذکرہ غرایب ۔ قران السعدا ۔ تذکرہ بہار بوستان مولفہ میر عبدالرزاق شہنواز خان صمصام الملک وزیر سرکار نظام المقتول سنہ ۱۱۷۱

یہ تذکرہ قدیم شعرا کے بیان مین ہے۔ صرف آخر مین چند معاصرینِ آصفجاہِ ثانیِ مرحوم کا بھی تذکرہ ہے۔

علاوہ تواریخ و تذکرہ ہای مذکورہ کے میرے پاس اور بھی تاریخین اور تذکرے و رسائل موجود ہین طوالت کی وجہ سے مذکورۂ بالا پر اکتفا کرتا ہون۔ مگر موقع و محل پر منقول عنہٗ کا حوالہ دونگا۔ جہان میری خاص تحقیق ہوگی وہان بھی ضرور منقول عنہٗ سے سکوت نہین کرونگا۔ اور جو باتین عرفِ عام و رواجِ انام اور بزرگانِ کرام سے ہمدست ہوئی ہین بطورِ روایت نقل کردونگا۔ اگر روایت میرے نزدیک معتبر یا غیر معتبر ہوگی تو اُس کے اظہار مین بھی کوتاہی نہین کرونگا۔ یہہ تمام مؤاخذ مذکورہ جو واقع مین مؤرخینِ ماہرین کے نزدیک خزینۂ جواہر بے بہا و گنجِ شایگان سے کم نہین ہین بلکہ زاید میرے پاس موجود تھے انہین تواریخ و کتبِ نوادرہ کے ذخیرہ کو جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا مین نے اس ذخیرہ کے فراہم کرنے مین اپنی عمر کا بڑا حصّہ اور اپنا تمام ذاتی سرمایہ صرف کردیا مجھے علوم و فنون کی کتبِ قدیمہ خاصّتہً کتبِ تواریخ سے ایسی دلچسپی تھی کہ مین ہمیشہ تلاشِ کتب مین شہر کے کوچہ و بازار مین گھومتا رہتا تھا اور ہند و سند کے دیار و امصار مین بھی جستجو کرتا تھا۔ انھین کتبِ قدیمہ کی محبت مین کتب فروشی کا پیشہ اختیار کیا تھا مدت تک اسی پیشہ مین سرگرم رہا۔ اگرچہ معترضین لعن و طعن کرتے تھے لیکن مین شیفتہ و فریفتہ تھا طعن و لعن کی پروا نہین کرتا تھا جب یہ ذخیرۂ کامل جمع ہوگیا تب سے مین نے کتب فروشی کا پیشہ یک لخت ترک کردیا اور تاریخ کی تالیف مین مشغول ہوگیا۔

تازہ حادثہ

افسوس صد افسوس فی زماننا بتاریخ غرۂ رمضان المبارک ۱۳۲۶ہجری آفت آسمانی
یعنی موسی ندی کی طغیانی مین میرا کتب خانہ نوادر تمام مع اثاث البیت و زر و زیور
غرق آب و نذر سیلاب ہوگیا۔ اور اسی تاریخ دکن کے چند اجزائے مطبوعہ و کاغذ مطبوعہ
بھی تباہ و تلف ہوگئے۔ میرا کتب خانہ عجیب و غریب تھا۔ نوادر کتب عرب علم ادب کا
خزانہ تھا۔ رسائل غرائب و تواریخ نوادر کا ذخیرہ تھا مین نے خاص دکن کی تین سو سے
زاید تاریخین فراہم کی تھین۔ واویلا وامصیبتا یہ تمام جواہر پارے خاک و آب
و گرداب مین تباہ و برباد ہو گئے۔ مین کثرت رنج و غم سے اکثر اوقات عالم سکوت مین
رہتا ہون اور رنج و الم کے دریا مین غرق آب و تلاطم امواج غم مین پامال سیلاب

شکریۂ مؤیدین و محضضین تالیف تاریخ دکن

اولاً مین سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ الی یوم القیام کا شکریہ نہایت ادب کے ساتھ ادا کرتا ہون
کہ سرکار عالی نے میری اس تاریخ کی جو گوشہ گمنامی مین جواہر کی طرح پوشیدہ و گمنام
پڑی ہوئی تھی۔ قدر دانی و جوہر شناسی سے طبع کرانیکی اجازت مع عطیہ چھہ ہزار روپیہ
مرحمت کی۔ تاریخ گمنام کو نام آوری عطا کی۔ ثانیاً ارکین سلطنت و بزرگان ریاست
مندرجہ ذیل کا بھی شکریہ مجھپر اور میری تاریخ پر واجب و لازم ہے۔ تاریخ زبان حال سے
ہمیشہ تک شکریہ ادا کرتی رہیگی اور مین زبان قال سے تا بہ زندگی ادا کرتا رہونگا

اراکین و بزرگان ذیل نے وقتاً فوقتاً تاریخ کی تالیف میں تائید و تخصیص کی ہے اور میری تحقیقات کی داد دی ہے۔

عالیجناب نواب فخر الملک بہادر معین المہام عدالت و کوتوالی و امور عامہ۔ عالیجناب جارج کیسن واکر اسکوائر بی۔ اے۔ آئی۔ سی ایس۔ سی۔ ایس۔ آئی معین المہام فینانس۔ عالیجناب میجر ڈبلو ہگ اسکوائر فرسٹ اسٹینٹ رزیڈنٹ سابق۔ عالیجناب مولینا سید حسین صاحب عماد الملک بہادر ناظم تعلیمات سابق۔ عالیجناب مولینا محمد عزیز مرزا صاحب بی اے۔ منصرم معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ عالیجناب مولوی سید اکبر نذر علی حیدری۔ بی اے۔ اسکوائر معتمد معین المہام فینانس۔ عالیجناب مولوی صدیق صاحب عماد جنگ مرحوم سابق ہوم سکرٹری۔ عالیجناب نواب رفعت یار جنگ مرحوم۔ عالیجناب شمس العلما مولوی سید علی صاحب بلگرامی۔ عالیجناب مولوی چراغ علی صاحب اعظم یار جنگ مرحوم۔ عالیجناب نواب محبوب یار جنگ مرحوم۔ عالیجناب مولوی نظام الدین احمد صاحب نظامت جنگ بہادر منصرم معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ۔ عالیجناب مولوی مصلح الدین صاحب حاکم الدولہ بہادر رکن مجلس مرافعہ۔ عالیجناب ڈاکٹر سراج الحسن صاحب ناظم تعلیمات۔ عالیجناب مولوی فصیح الدین صاحب رفعت یار جنگ بہادر ثانی۔ عالیجناب بابو بند لعل سیل صاحب۔ صدر محاسب ممالک محروسہ سرکار عالی عالیجناب مولوی خبیب الدین صاحب منصرم معتمد فینانس عالیجناب مولوی جلال الدین صاحب سعد جنگ بہادر عالیجناب نواب سلام اللہ خان بہادر جاگیردار برار عالیجناب خان بہادر خواجہ بدیع الدین صاحب مرحوم قاضی و جاگیردار ملکاپور برار۔

دکن کی تواریخ قدیمہ و جدیدہ کی نسبت مولف کی رائے

میرے مطالعہ مین دکن کی تواریخ قدیمہ سے ملخصات طبقاتِ ناصری مؤلفہ مولانا عین الدین المخاطب بہ گنج العلوم جنیدی بیجاپوری و تاریخ نظامی مؤلفہ مولانا نظام الدین احمد داماد عبداللہ قطب شاہ و تاریخ تحفۃ السلاطین ملا داؤد بیدری و تحفۃ الملک مولانا رفیع الدین شیرازی و جامع التواریخ چنگیزیہ ناقص و تاریخ مآثر محمود شاہی مؤلفہ مولانا شمس الدین شیرازی و سلوۃ الغریب و اسوۃ اللبیب مؤلفہ سید علی المدنی بن نظام الدین احمد و حدایق السلاطین مؤلفہ مولانا ابراہیم المتخلص بہ خادم شاگرد ملا ابن خاتون میر جملہ قطب شاہی و مناقب العارفین مؤلفہ مولانا احمد افلاکی۔ و تاریخ ہرات مؤلفہ معین الدین وغیرہا گذر چکی ہین۔ مؤلفین متقدمین کی تواریخ مذکورہ مین عدالت و صنعت و حرفت و زراعت و زمین وغیرہا انتظامات کی ضمناً جھلک اکثر مقامات مین دکھائی دیتی ہی۔ اور بعض بعض مضامین کی عنوان و فہرست بھی پائی جاتی ہی۔ میری تاریخ مین جو اس قسم کے نوادر مضامین ہین۔ انھین بزرگون کی کتب نوادرہ سے ماخوذ ہین۔

اُس زمانہ کے مورخین کی طرز تحریر یہ تھی کہ عبارتِ فارسی کو تشبیہ و استعارات کے زیور سے آراستہ کرین۔ اور شاہانِ وقت کی مدح و تعریف مین مبالغہ کرین اور بادشاہ کے رزم و بزم کی کیفیت مبالغہ آمیز عبارت مین لکھین۔ شاہانِ سلف اکثر عیش و طرب و لہو و لعب کے طرف مائل ہوتے تھے۔ ہر ایک مؤرخ بادشاہ کی خواہش کا مقلد رہتا تھا۔ آزادانہ نہین لکھہ سکتا تھا

بلکہ ہر ایک کا مقصود بالذّات یہی ہوتا تھا کہ پادشاہ کی مدایح مین اوراق سیاہ کریے لیکن کوئی مؤلف اصلا اس بات کی طرف ملتفت نہین ہوتا تھا کہ اسوقت کی عدالت وصنعت وحرفت وزراعت وزمین کی حالت اور ممالک کی آبادی کا رقبہ وتعلیم وتربیت کا ذکر وغیرہا ضروری انتظامات کی بابتہ کامل طور سے لکھے۔ ہان بعض نے ضمناً تھوڑا تھوڑا مثلاً مشتِ نمونہ از خروارے۔ بیان کیا۔ تمام مؤلفین مضامین کی تحریر مین باہمدیگر قریب قریب ہین مگر عبارت کی آراستگی مین۔ ہر گلی را رنگ وبوئی دیگر است۔ اس زمانہ کے مؤلفین اور اُس زمانہ کے مؤلفین کے فیمابین فرقِ آسمان وزمین ہی۔

تاریخ فرشتہ جو ہمارے اہلِ دکن وابناے وطن تواریخِ قدیمہ سے شمار کرتے ہین۔ یہہ تاریخ تواریخ کا لُبِ لباب ہی۔ بسببِ ایجاز واختصار انتظاماتِ ملکی سے خالی ہی۔ زراعت وزمین وعدالت وآئین کی کیفیت سے معرّا ہی۔ مؤرخین جدید کا ماخذ فرشتہ ہی ہی۔ میرے نزدیک فرشتہ اگرچہ مختصر ہی۔ لیکن دکن کے سلاطین کے فتوحات کا ذخیرہ ہی۔ اور جدال وقتال کے مضامین کا گنجینہ۔ فی زماننا ہمکو جن باتون کی تحقیق وتلاش مطلوب ہی۔ اُنکا نام ونشان نہین ہان کہین کہین بطریقِ نادر ضمناً بے محل دے موقع کوئی ایک آدھ بات ملجاتی ہی۔ فرشتہ مین یہہ سخت عیب ہی کہ ایک ہی شخص کو جہان بالذّات قصداً لکھتا ہی تو ذلیل وحقیر بناتا ہی جہان تبعاً ضمناً لکھتا ہی تو عزیز وشریف قرار دیتا ہی۔ چنانچہ **حسن** گانگوے بہمنی کو جہان مقصود بالذات لکھا ہی وہان لکھا کہ **حسن** مفلوک الحال گانگو پنڈت کا ملازم ہی الخ اور اُسکی شرافتِ خاندانی

وامارت کی نسبت کچھ نہین لکھا اور دوسرے مقام مین لکھا ہی کہ **علی شاہ** برادر حسن کانگوے بہمنی ہمشیرہ زادہ ظفر خان علائی ظفر خانِ علائی **ملک شیر الدین** سپہ سالار وزیر **علاء الدین خلجی** کا خطاب ہی۔ فرشتہ کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ **حسن گانگوی بہمنی** ملک زادہ وامیر زادہ تھا۔ اور **فقرۂ مذکور** بالا **گانگو پنڈت کا ملازم** سے وہ مجہول النسب والحسب ثابت ہوتا ہی ظاہر انہین معلوم ہوا کہ فرشتہ نے یہہ طرز کیون اختیار کی تھی۔ عمداً یا سہواً۔ اگر عمداً کیا ہی تو بیجا کیا ہی۔ مؤرخین کے نزدیک اعتبار کے لائق نہین رہا۔ ہر چند کہ فرشتہ کی جانب سے عذر کیا جاے مقبول نہوگا۔ فرشتہ کی راستبازی پر ایسا دہبہ آئیگا کہ تاویلات وتعبیرات کے زلال سے نہین مٹیگا۔ مؤرخینِ محققین کے نزدیک فرشتہ کی عظمت باقی نہین رہیگی۔ اگر سہواً ہی تو وہ معذور سمجھا جائیگا۔

فرشتہ کے معاصر عزیز اللہ طبا طبائی نے بھی یہی طرز اختیار کی ہی۔ اکثر شاہان احمد نگر وشاہانِ بہمنیہ کی مدح سرائی کی جو باتین تاریخی مطلوب ہین نہین لکھی۔ اور مؤلفینِ متاخرین نے جو کچھہ لکھا فرشتہ ہی سے لکھا۔

ملکِ دکن مین اسلام کی آمد اور اُسکی اشاعت کا ذکر

خافیخان نے اپنی تاریخ کی تیسری جلدِ غیر مطبوعہ مین لکھا کہ ہند مین محمودِ غزنوی

کی کوشش وکشایش سے اسلام شایع ہوا اور بت پرستی کی رسم مین خلل واقع ہوا دکن وکوکن مین اسلام وکلمۂ توحید وتشہد کا ذکر شروع ہوا - اور دیگر مؤلفین سے نقل کیا مگر منقول عنہ کا نام نہین لکھا ۹۰ سنہ ہجری مین حجاج بن یوسف ثقفی جو عبد الملک بن مروان کا سپہ سالار وعرب وعجم کا صوبہ دار تھا - نہایت ہی ظالم بیباک وسفاک تھا - خاصکر کے سادات کا قاتل وجلاد تھا - شرفا عرب وسادات بنی ہاشم کو جہان پاتا تھا حیلہ وبہانہ سے صغیر وکبیر کو قتل کرتا تھا اور اُن کے خاندان وخانمان کو خراب وبرباد - اُس کے ظلم وستم سے عرب مین پریشانی وپراگندگی عالمگیر تھی اور تمام عالم مضطرب الحال - خاصکر کے اکثر اولاد واصحاب مصطفوی ومرتضوی تنگ وعاجز ہوکے بادیدۂ گریان وسینہ سوزان مع عیال واطفال آٹھہ دس جہازوںمین سوار ہوکے بنادرِ دکن یعنی وآبول وچیول وکنبایٹ وبھروج وچھلی بندر وملیبار کے طرف روانہ ہوے - باعانت بادِ موافق ومخالف مختلف بنادر مین پہنچے - ہنود اِس نئی قوم کو دیکھکر اُترنے سے مانع ہوئے آخر نہایت عاجزی والتجا کرنے کے بعد عہد وپیمان لیکر اُترنے کی اجازت ملی اوّلاً اُنھین بنادر مین قول واقرار نامہ دیکے فروکش ہوئے - اقرار نامہ اِس بات کا تھا کہ ہنود کی طرز وروش مین رہین اور لباس بھی اس دیس کا اختیار کرین غربا اسلام نے بامرِ لاچاری بمصداقِ ضرب المثل - جیسا دیس ویسا بھیس ہنود کا لباس اختیار کیا - اور اہلِ اصنام کے ساتھ مل جلکر شیر وشکر کی طرح

اپنے

رہنے لگے اور مقتضائے حال کے موافق ہر ایک نے پیشہ و حرفہ اختیار کیا۔ اور کمال ہوشیاری سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اور اسلامی شعار نہایت احتیاط سے ادا کرتے تھے۔ اذان و قرأت قرآن اس طرح کرتے تھے کہ کوئی فرد ہنود سے نہ سنے۔ چنانچہ اکثر بنادر مین ابتدا مین شرفائے عرب المعروف بہ نوایتہ کی عورتین ہنود کی عورات کا لباس پہنتی تہین۔ اور خدا کی عبادت مین مشغول رہتی تہین۔ اور شادی و غمی مین ہنود کے رسوم کی پیروی کرتی تہین۔ اور شوہر کے فوت ہونیکے بعد کوئی عورت شوہر ثانی نہین کرتی تہی۔ اگرچہ مشائخ عرب اس امر کو عقلاً و شرعاً معیوب و مذموم جانتے تہے لیکن بامر لاچاری اپنے آبائی طریقہ کو جو شرع محمدی کے مطابق تہا ترک کرتے تہے۔ امتداد زمان کے بعد ہنود مین رہنے سے اون کے رسوم و رواج کو اختیار کیا۔ اور اپنے بزرگان سلف کا طریقہ چھوڑ دیا۔ ہان غربا عرب نے اس امر کا لحاظ رکہا کہ اپنی لڑکی کسیکو دی نہ کسیکی لی۔ بلکہ اپنے ہم کفو کو دیتے تہے۔ اور اپنے ہی خاندان سے کرتے تہے کوئی اُن کے قبیلہ سے خارج نہین ہوتا تہا۔ اگر کوئی اس کے خلاف کرتا تہا تو اُسکو قبیلہ سے خارج کر دیتے تہے۔ اور اُسکی شادی و غمی مین شریک نہین ہوتے تہے۔ غربا عرب رقص و سرود کو پسند نہین کرتے تہے۔ اور لہو لعب عیش و طرب سے دور رہتے تہے :

احکام البلاد و الحکام کے مولف نے لکہا کہ تیسری و چوتہی صدی ہجری سے دکن مین بزرگان دین و عارفان علم الیقین بغرض اشاعت اسلام آمد و رفت کرنے لگے۔ بعض تاجرانہ شعار رکھتے تہے۔ اور بعض درویشانہ پیرایہ مین ہوتے تہے۔ تمام کا مقصود بالذات یہی ہوتا تہا کہ اسلام و دین کی اشاعت ہو اور ہنود اسلام کے زمرہ مین شریک ہو جائین۔

بناءً علیہ ہنود کے ساتھہ حسن اخلاق سے پیش آتے تھے۔ اور نہایت لطف و خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ اور کبھی کبھی اپنی کشف و کرامت و خرق عادت کے کرشمے دکھلاتے تھے۔ ہنود بھی ایسے بزرگون کے حسن اخلاق دیکھکے گرویدہ و بندہ درم ناخریدہ ہوتے تھے۔ کرامت و خرق عادت دیکھہ کے سمجھتے تھے کہ یہہ بزرگ اوتار ہین۔ جس گانون و قصبہ مین کوئی بزرگ اسلام وارد ہوتا تو وہان کے اہل اصنام اُس کے پاس آمد و رفت کرتے تھے۔ اور مصیبت و رنج کی حالت مین بزرگ دین سے اعانت چاہتے تھے تو حضرت دعا و دوا سے اعانت فرماتے تھے۔ اکثر ہنود بزرگان دین کی دعا سے مستفید ہوتے تھے۔ اور بزرگون کو مقبولان حق سے شمار کرتے تھے آپ خفیہ طور سے کلمۂ توحید کی ہدایت فرماتے تھے۔ آہستہ آہستہ دکن کے بلاد و دیہات مین بیشمار ہنود موحد بنگئے لیکن راجاؤن و براہمہ کے خوف سے ظاہراً مسلمان نہین ہوتے تھے جب براہمہ و راجگان دکن بزرگان دین کی خرق عادت و کرامت دیکھہ کے معتقد ہونے لگے اور اسلام کی راستبازی تسلیم کرنے لگے۔ تب کوئی اہل اصنام سے اگر اسلام کے حلقہ مین شریک ہو جاتا۔ تو کوئی اُسکو مزاحم و مانع نہین ہوتا تھا چوتھی صدی تک یہی کیفیت رہی محمود غزنوی کے حملات کے بعد ہند کے تمام صوبجات مین آفتاب اسلام کی شعاعین چمکنے لگین اور ہر طرف توحید و تشہد کا ذکر ہونے لگا۔

دکن مین سلاطین اسلام کی آمد

تمام مورخین اسبات پر متفق ہین کہ دکن مین سلاطین اسلام کی آمد سلطان علاءالدین خلجی سے

شروع ہوئی۔ خلجی سے پہلے کسی بادشاہ اسلام نے دکن مین فوج کشی نہین کی تہی۔ سلام
مین یہی پہلا بادشاہ ہے جس نے الوالعزمی دلیری سے دکن کے تسخیر کا ارادہ کیا۔
اوسوقت مین دکن کا ارادہ کرنا نہایت مشکل و دشوار معلوم ہوتا تہا۔ بلکہ بلحاظ بُعد مسافت
محال نظر آتا تہا۔ اسلئے کہ راستے خطرناک تہے اور متعدد ریاستین حائل تہین۔ ریاستون
مین سے بدون جدال و قتال صحیح و سالم گزرنا غیر ممکن تہا۔ مگر بادشاہ نے کچہہ پروا نہین کی
متوکلاً علی اللہ فوج قلیل کے ساتہہ سنہ ۶۹۴ ہجری مین دلی سے برآمد ہوا۔ جہاڑیون و پہاڑون
کو طی کرتا ہوا برق و باد کی طرح دولت آباد دیوگڈہ مین پہنچا۔ اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔
چند روز تک محاصرہ رہا۔ آخر دیو رائے نے مصالحہ کیا۔ بیشمار زر و جواہر و اجناس و
نفائس نذرانہ گذرانا۔ اور صوبہ برار بہی دیا۔ بادشاہ نذرانہ و پیشکش وصول کر کے دلی چلا گیا
سالانہ خراج و پیشکش کے لئے وکلا آتے تہے۔ اور دکن کے راجاؤن سے خراج و پیشکش مقررہ
وصول کر کے لیجاتے تہے۔ علی ہذا لقیاس سلطان محمد تغلق شاہ تک یہی کیفیت رہی
سلاطین اسلام کے وکلا کی دکن مین آمد و رفت رہی۔ رفتہ رفتہ سلاطین اسلام کی
قوت بڑہتی گئی۔ اور راجاؤنکا زور و غلبہ گہٹتا گیا۔ سلطان محمد شاہ تغلق کے زمانہ مین
مسلمانونکا تسلط دکن مین ترقی پذیر تہا۔ اکثر راجگان مطیع و تابع ہو گئے تہے
دکن کے اطراف بلاد و قصبات مین مسلمان سکونت پذیر ہو گئے تہے۔ ارکان اسلام
ظاہراً آزادی سے ادا کرتے تہے۔ کوئی مانع و مزاحم نہین ہوتا تہا۔ اُس زمانہ
مین اکثر بزرگان دین و اولیاء عارفین اشاعت اسلام کی غرض سے دکن کے

بلاد و دیہات و قصبات مین آئے ہین ۔ مثلاً حضرت بابا شرف الدین و بابا شہاب الدین قدس سرہما خلیفہ حضرت شہاب الدین سہروردی و بابا فخر الدین وغیرہم قدس سرہم ۔

تغلق شاہ کے طرف سے دکن مین تین صوبہ دار تھے ۔ ایک صوبہ برار مین دوسرا صوبہ دولت آباد مین تیسرا ورنگل مین ۔ پھر ۷۳۳ھ ہجری مین بادشاہ کے دل مین یہ خیال و خبط پیدا ہوا کہ دلّی کو ویران کرکے دولت آباد کو دار السلطنت بنانا چاہیے ۔ اسی خبط و خیال سے تمام باشندگان دہلی کو دولت آباد روانہ کیا ۔ اور دلّی کو ویران و بے چراغ کردیا ۔ باشندگان دلّی بمصیبت تمام دولت آباد مین پہنچے ۔ بادشاہ متلون المزاج تھا ۔ پھر چند روز کے بعد اپنے اس عمل سے نادم ہوا ۔ اور اہل دلّی کو اجازت دی ۔ اور فرمایا جو چاہے دکن مین رہے اور جو چاہے دلّی واپس جائے ۔ اکثر دکن مین رہگئے ۔ اور بعض وطن مالوفہ روانہ ہوگئے تمام بدستور جاگیر و منصب پر بحال رہے ۔ اُسی وقت سے دکن مین اسلامی سلطنت کی بنیاد قائم ہوگئی ۔ اور دکن کے اطراف و جوانب مین تغلقی امرا و سپاہ سکونت گزین تھے ہان ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ مستقل طور سے کسی اسلامی بادشاہ نے دکن کو دار السلطنت نہین بنایا تھا مشیت ایزدی و حسن اتفاق سے یہ حسن گانگوئے بہمنی کا حصہ تھا متعدد اسباب اس کے لئے مہیا ہوگئے تھے ۔ اُس نے پوری طور سے دکن مین اسلامی سلطنت کا علم قائم کیا ۔ اور دکن کو دار السلطنت بنایا تمام ملک دکن مین توحید و تشہد شایع کیا فقیر مولف نے اسی وجہ سے اپنی مولفہ تاریخ دکن کی ابتدا سلاطین بہمنیہ سے

شروع کی۔ تاریخ نظامی کے مولف نے لکہا کہ بہمنیہ سلاطین کے کل اٹھارہ پادشاہ گذرے۔
باعتبار ترقی و تنزل تین اقسام پر منقسم ہوے۔ علاء الدین حسن گانگوے بہمنی سے احمد شاہ
ولی البہمنی تک ترقی کا ستارہ اوج بلندی پر تہا۔ علاء الدین ثانی بن احمد شاہ سے تنزل کا عروج
تا زمان محمود شاہ ثانی اور محمد شاہ ثانی سے کلیم اللہ تک پورا زوال ہوچکا۔ اگرچہ بادشاہ ہوتے تہے لیکن
بیکار وزراکے ہاتہہ مین کاٹہہ کے پتلے ہوتے تہے۔ گوشہ نشین لہو لعب و عیش و طرب مین مشغول وزرائے
نمک حرام سیاہ و سفید کے مالک و مختار ہوتے تہے۔ ملا نظام الدین نے جو بہمنیہ سلاطین کی تقسیم
باعتبار تنزل و ترقی کے تین قسم لکہی۔ درست نہین ہے۔ اس لیے کہ تنزل و ترقی علی الترتیب نہین ہوی
بلکہ باعتبار ذات شخص ہوی۔ میرے نزدیک اگر ملا صاحب اسطرح کہتے کہ بہمنیہ سلاطین کی ترقی
و تنزل باعتبار ذات شخص ہوا تو بہتر ہوتا یعنے بہمنیہ سلاطین سے حسن گنگوے بہمنی بانی سلطنت
و محمد شاہ و مجاہد شاہ و محمود شاہ اول و فیروز شاہ و احمد شاہ و علاء الدین ثانی بن احمد شاہ بہمنی
و محمد شاہ ثانی بہمنی۔ ان آٹھہ پادشاہون کے زمانہ مین سلطنت روز افزون ترقی کے اوج پر
عروج کرتی رہی۔ باقی سلاطین کے زمانہ مین سلطنت کی بنا تزلزل کی حالت مین رہی آخر مین
محمود شاہ ثانی کے زمانہ سے بالکل مردہ سی ہوگئی۔ بظاہر اگرچہ زندہ تہی۔ مگر بدیست و پا سلاطین
وزراکے ہاتہہ مین گویا کاٹ کے پتلے تہے۔ وزراسلطنت کے آڑ مین حکمرانی کرتے تہے۔ کلیم اللہ کے
فوت ہوتے ہی بہمنیہ سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ بہمنیہ سلطنت ۷۴۸ ہجری سے شروع ہوی اور ۹۳۴ھ مین منقرض
ہوگئی کوئی فرد اس خاندان سے باقی نہین رہا۔ کل مدت سلطنت ۱۸۶ ہجری ہوی بعد ازان دکن طوائف الملوک
ہوگئے۔ یعنے بہمنیہ کے صوبے خود مختار پادشاہ بنگئے۔ ہر ایک نے اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا۔ یوسف عادلشاہ

لہ منقولہ مولف ۱۲

بیجاپور مین - اور احمد شاہ نظام الملک بحری نے احمد نگر مین - فتح اللہ عماد الملک نے
برار مین - سلطان قلی قطب شاہ نے تلنگانہ مین - قاسم برید نے بیدر مین - مین نے
ہر ایک کا حال طوائف الملوک کے بیان مین لکھا ہے -

شجرۂ سلطنت بہمنیہ

نام پادشاہ	تاریخ و سنہ جلوس	تاریخ وفات	عمر	مدت سلطنت	مدفن
علاء الدین حسن گنگوے بہمنی	۲۴ ربیع الثانی سنہ ۷۴۸ھ	یکم ربیع الاول سنہ ۷۵۹ھ	۶۸ برس	۱۱ سال دو ماہ ۷ دن	گلبرگہ
محمد شاہ اول	۲۴ ربیع الاول سنہ ۷۵۹ھ	۹ ذیقعدہ سنہ ۷۷۶ھ	۴۸ "	۱۷ سال	"
مجاہد شاہ	۱۱ ذیقعدہ سنہ ۷۷۶ھ	۷ ذیحجہ سنہ ۷۷۹ھ مقتول	۲۲ "	۳ سال	"
داؤد شاہ	۷ ذیحجہ سنہ ۷۷۹ھ	۲ محرم سنہ ۷۸۰ھ مقتول	۵۲ "	۱۷ دن	"
محمود شاہ اول	۱۲ محرم سنہ ۷۸۰ھ	یکم رجب سنہ ۷۹۹ھ	۵۰ "	۱۹ سال ۶ ماہ	"
غیاث الدین	۲۴ رجب سنہ ۷۹۹ھ	۷ رمضان سنہ ۷۹۹ھ نابینا کرکے تخت سے اوتارا گیا	۱۸ "	۲ ماہ ۱۳ دن	"
شمس الدین	۷ رمضان سنہ ۷۹۹ھ	ربیع الاول سنہ ۸۰۰ھ نابینا کرکے مکہ بھیجا گیا سنہ ۸۱۰ھ مین مدینہ مین فوت ہوا	۲۶ "	چند روز	مدینہ منورہ
فیروز شاہ	۳۰ صفر سنہ ۸۰۰ھ	۵ شوال سنہ ۸۲۵ھ سلطنت سے علیحدہ ہوکے ۱۵ شوال فوت ہوا	۵۵ "	۲۵ سال چند ماہ	" "
احمد شاہ اول	۵ شوال سنہ ۸۲۵ھ	۸ رجب سنہ ۸۳۸ھ	۶۳ سال	۱۲ سال چند روز	بیدر
علاء الدین ثانی	۱۱ رجب سنہ ۸۳۸ھ	سنہ ۸۶۲ھ	۶۴ "	۲۴ سال	"
ہمایون شاہ	سنہ ۸۶۲ھ	۵ شوال سنہ ۸۶۵ھ	۴۴ "	۴ سال	"
نظام شاہ	سنہ ۸۶۵ھ	سنہ ۸۶۷ھ	۹ "	۲ سال	"
محمد شاہ ثانی شاگرد جناب ملا محمد شوشتری فضل العلما	سنہ ۸۶۷ھ	یکم صفر سنہ ۸۸۷ھ	۲۹ "	۲۰ سال	"

محمود شاہ ثانی	سنہ ۸۸۷ھ	۴ ذی الحجہ سنہ ۹۲۴ھ		۲۷ سال	بیدر
احمد شاہ ثانی	برائے نام تہا سنہ ۹۲۴ھ	سنہ ۹۲۷ھ		۲ ″	″
علاء الدین ثالث	سنہ ۹۲۷ مقتول امیر برید کے ہاتہ سے	سنہ ۹۲۹ھ		۲ ″	″
ولی اللہ	سنہ ۹۲۹ھ	سنہ ۹۳۲ مقتول		۳ ″	″
کلیم اللہ	سنہ ۹۳۲ھ	سنہ ۹۳۴ھ احمد نگر مین زہر ہلوت سے فوت ہوا نعش بیدر پہنچی گئی		۲ ″	″

علاء الدین حسن گانگوئے بہمنی کی نسب وحسب کی تحقیق

مورخین بہمنی کی نسبت مین مختلف الاقوال ہین۔ کسی مورخ[۵۱] نے مجہول النسب لکہا اور کسی[۵۲] نے مفلوک الحال ترکی الاصل بتلایا۔ اور کسی[۵۳] نے گانگو پنڈت منجم تغلق شاہ کا ملازم قرار دیا۔ اور کسی[۵۴] نے یہہ کہا کہ شریف زادہ تہا۔ اور کسی[۵۵] نے افاغنہ کی طرف منسوب کیا۔ مگر کسی نے صاف طور سے یہہ نہین لکہا کہ واقع مین کس خاندان وقبیلہ سے تہا۔ اور کہان کا باشندہ تہا۔ اور اُسکا نشو ونما کہان ہوا اور اُسکی ولادت باسعادت کہان ہوئی فقیر مولف کو بہمنی کی بابت پانچ باتین تواریخ قدیمہ سے ملین اول بہمنی کا امیر زادہ ہونا دوم خاندان ملوک غوریہ کا قرابتدار ہونا سوم اوسکا مولد ومسقط الراس غور ہونا چہارم اوسکا نشو ونما ملتان مین ہونا پنجم اوس کا سید علوی یا مشائخ غور سے ہونا طرفہ یہہ بات ہے کہ جن مورخین نے جہان اوسکا بیان بالذات کیا وہان اُسکو مجہول النسب و گانگو پنڈت کا ملازم قرار دیا۔ اور انہین مورخین نے جہان اُسکا بیان ضمناً وتبعاً لکہا وہان اوسکو امیر زادہ وشریف لکہا۔ مثلاً فرشتہ نے لکہا کہ گانگو پنڈت کا ملازم تہا اور تغلق کے زوال سلطنت کے بیان مین لکہا کہ علی شاہ برادر حسن گانگوئے بہمنی

[۵۱] تاریخ طاہری ۱۲ [۵۲] زبدۃ التواریخ ۱۲ [۵۳] فرشتہ ۱۲ [۵۴] تحفۃ الملوک ۱۲ [۵۵] محمود شاہی ۱۲

ہمشیرہ زادہ ملک ہژبرالدین ظفرخان علائی ظفرخان علائی علاءالدین خلجی کے اعظم الامرا سے تہا۔ صوبۂ پنجاب مین حکمرانی کرتا تہا۔ اُسکا مستقرِ حکومت ملتان تہا۔ دیکہو فرشتہ کے بیان بالا سے حسن کا امیرزادہ ہونا ثابت ہوا۔ وہ گانگو پنڈت کا ملازم نہین تہا بلکہ مہمان عزیز تہا۔ گانگو کے باغ مین قلبہ رانی نہین کرتا تہا۔ بلکہ نگرانی کرتا تہا۔ فرشتہ اگر ناظر کے لقب سے ذکر کرتا تو بجا ہوتا۔ معلوم نہین فرشتہ کے اقوال مین تضاد و خلاف کسو جہ سے واقع ہوا ہے دوم ملوک غوریہ کے قرابتداروں سے ہونا فرشتہ کے قول سے کہ ہمشیرزادہ ملک ہژبرالدین ظفرخان الخ عیان ہے سوم اسکا مولد غور تہا۔ چنانچہ فرشتہ اور ضیا برنی وغیرہ مورخین نے لکہا کہ جب علیشاہ برادر حسن گانگوئے بہمنی نے بیدر دکن مین بغاوت کی حسب الحکم بادشاہ تغلق خان صوبہ دولت آباد نے اوسکو مقید کرکے حضور مین بہیجا۔ جب وہ پیش ہوا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ علی شاہ کو وطن مالوفۂ غور روانہ کرو۔ چنانچہ حسب الحکم سندہ کے راستہ سے غور روانہ کیا گیا۔ پہر وہ پوشیدہ دکن مین آرہا تہا کہ سندہ مین گرفتار ہوکے قتل کیا گیا۔ بہرحال ہی فرشتہ وضیا کے بیان سے ثابت ہوا کہ حسن گانگوئے بہمنی کا وطن مالوفہ و مسقط الراس غور ہے۔ اور یہی روایت رحلہ ابن بطوطہ مین بہی مذکور ہے چہارم یہ امر کہ اسکا نشو و نما ملتان مین ہوا۔ ملحقات طبقات ناصری مین عین الدین بیجاپوری نے لکہا کہ حسن کا باپ جب غور مین فوت ہوگیا حسن کی والدہ مع فرزندان اپنے بہائی ملک ہژبرالدین ظفرخان صوبہ پنجاب ملتان کے پاس آئی: علیشاہ و حسن شاہ دونو مع والدہ ماموں کے پاس ہے علیشاہ کا عالم شباب تہا۔ اور حسن شاہ کا زمانہ طفلی۔ ماموں دونو کی تربیت و تعلیم کرتا تہا۔ آخر ظفرخان مغلوں کے مقابلہ مین جو دہلی

دلاور ہو کے درمیان ۶۹۷ھ ہجری مین واقع ہوا تہا مقتول ہوا۔ ظلفر خان کے فوت ہونے کے بعد حسن گانگو وغیرہ ملتان مین سکونت پذیر رہے۔ جو کچہہ سرمایہ جمع تہا اوس سے زندگی بسر کرتے تہے۔ **پنجم** یہہ امر کہ اُسکا سید علویہ یا مشایخ کرام سے ہونا عرف ورواج سے ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اُسکے نام کا تکملہ جزو شاہ ہے۔ اور افغانستان کا عرف وعام ورواج تام ہے کہ لفظ شاہ بجز پادشاہ یا سید یا مشائخ کوئی شخص اپنے نام کا جزو نہین کر سکتا۔ فی الواقع اس جزو کے مستحق سادات ومشائخ وسلاطین ہی ہو سکتے ہین۔ حسن شاہ کے باپ کا نام محمد شاہ اور اوس کے بہائی کا نام علیشاہ تہا۔ لفظ شاہ اون کے اسمار کا جزو عارضی نہین ہے بلکہ اُن کے اصلی اسمار کا تکملہ ہے۔ اوسکا باپ کہین کا پادشاہ نہین تہا۔ پس ضرور دو حال سے خالی نہین کہ سادات علویہ سے ہوگا۔ یا مشایخ کرام سے (اور بعض مؤرخین نے جو اوسکا نسب نامہ وشجرہ مرتب کرکے لکہا۔ اور اُس کے نسب کے سلسلہ کو بہمن مجوسی پادشاہ عجم سے منتہی کیا) وہ اعتبار کے لایق نہین۔

جو ناظرین تاریخ کے مذاق سے واقف ہون گے وے میری تحقیقات کی داد دینگے جو مدعی ہون گے بیجا اعتراض کرین گے۔

حسن کا ملتان سے دہلی مین آنا اور گانگو پنڈت منجم سے ملنا

زمانۂ قدیم سے یہ رسم چلی آتی ہے کہ خاندان کے ایک نامور بزرگ کے مرنے سے تمام خاندان

ز فرشتہ ۱۲ از مرآت الصفا ۱۲ مقولہ مولف ۱۲

تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اور اسکے پس ماندگان پر سخت مصیبت واقع ہوتی ہے۔ اس طرح ظفر خان علائی کے مقتول ہونیکے بعد اُسکا تمام خاندان پراگندہ حال و پریشان بال ہوگیا۔ نہ وہ جاگیر رہی نہ وہ منصب۔ ازانجملہ حسن شاہ و علیشاہ ماموں کے مرنیکے بعد انواع انواع مصائب و آلام مین مبتلا ہوے۔ حسن تو عالم طفلگی مین تہا۔ علیشاہ عالم شباب مین اور دیگر اعزہ بہی تکالیف مین تہے۔ تمام خاندان مین باہم تفرقہ ہو گیا۔ جس کو جہان موقع ملا اپنی گذراوقات و قوت بسری کا تعلق پیدا کیا۔ علی شاہ و حسن شاہ بہی مع عیال و اطفال ملتان مین تنگی و تکلیف کے ساتہہ زندگی بسر کرتے رہے۔ جو کچہہ سرمایہ و اثاث البیت پاس موجود تہا۔ اوسکو فروخت کرکے صرف کرتے رہے۔ مدت تک اسطرح گذارے۔ جب سرمایہ باقی نہین رہا تنگی و فاقہ کشی کی نوبت پیش آئی۔ تلاش معاش کی فکر پیدا ہوئی اُسوقت حسن شاہ کا عالم شباب تہا لکہنے پڑہنے مین لیاقت و مہارت کامل رکہتا تہا۔ عزم بالجزم کیا کہ دارالخلافہ دہلی مین جانا چاہیے۔ اور دربار شاہی مین رسائی پیدا کرکے تعلق پیدا کرنا۔ متوکلاً علی اللہ ملتان سے نکلا۔ کئی روز مسافت طی کرکے صبح کیوقت دہلی مین دریائے جمنا کے کنارے پہنچا۔ اُسوقت جمنا کے بہتے پانی سے وضو کرکے صبح کی نماز ادا کی اور خدا کی شکرگزاری مین زمین پر سر رکہا۔ تہکا ہوا راستہ کی تکلیف سہا ہوا تہا اور صبح کی تہنڈی ہوا چل رہی تہی حالت سجدہ مین غلبہ غنودگی سے سو گیا۔ اُسوقت تک سوار ہا کہ آفتاب طلوع ہوا۔ حسن کے چہرہ پر آفتاب کی شعاعین پڑہ رہی تہین حسن کا چہرہ دنشک آفتاب تہا۔ آفتاب کی شعاعین پڑنے سے نورٌ علی نور ہو رہا تہا

ایسی حالت مین گانگو پنڈت منجم ہنود کی عادت کے موافق جمنا کے کنارے غسل کے لئے آیا دیکھا کہ ایک جوان حسین سویا ہوا پڑا ہے۔ اور خوابیدہ کے چہرہ پر آفتاب کی شعاعیں پڑ رہنے سے حسن دوبالا ہو رہا ہے۔ پنڈت حسن خلاق و ہمدردی سے حسن کے سرہانے آیا اور حسن کو جگایا۔ اور لطف و محبت سے کہا آپ کہان سے آئے اور کہان رہتے ہین حسن نے افسوس و حسرت سے کہا۔ درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست۔ مین غریب نابلد ہون گانگو پنڈت نے کہا آپ ہمارے مہمان ہین غریب خانہ پر چلئے۔ حسن پریشان حال و پراگندہ بال تھا۔ غریق کی طرح تنکے کا سہارا دہونڈتا تھا۔ پنڈت کا شکریہ ادا کرکے بامر لاچاری راضی ہوا۔ پنڈت غسل سے فارغ ہو کے حسن کو ہمراہ لیکر گھر آیا۔ مہمان کو عزت و اکرام سے مکان عزیز مین رکھا۔ مہمانداری و مدارات مین کوتاہی نہین کی۔ چند روز گذرے بعد حسن نے پنڈت سے کہا کہ اے مہمان نواز! مین آپ کے مکان پر بیٹھے بیٹھے تنگ ہو گیا ہون۔ آپ مجھسے کوئی کام لیجئے تاکہ شغل مین میری دلچسپی ہوئے اور میرے دلکو خوشی حاصل ہو۔ گانگو پنڈت نے مہمان سے کہا۔ آپ میرے باغ مین جائیے۔ وہان مزدور قلبہ رانی کر رہے ہین۔ آپ انکی نگرانی کیجئے۔ حسن نے نہایت خوشی سے اس کام کو اختیار کیا صبح باغ مین جاتا تھا۔ شام کو پنڈت کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا۔ اسی طرح چند روز تک آمد و رفت کرتا رہا۔

تاریخ طاہری کے مولف نے لکھا کہ حسن گانگوئے بہمنی ملتان سے برآمد ہوا۔ چند روز مین مسافت طے کرکے دہلی مین صبح کیوقت پہنچا۔ جمنا کے کنارے اترا۔ وضو کرکے صبح کی نماز

ادا کی دور سے سفر کر کے آیا تھا۔ تھکا ہوا سست تھا کنارے پر سوگیا۔ یہانتک سویا
کہ آفتاب طلوع ہو گیا۔ اور اوسپر آفتاب کی شعاعین پڑنے لگین۔ گرما کا موسم تھا۔ آفتاب
کی حرارت شدید تھی۔ حسن کا چہرہ شدت گرمی سے عرق آلود ہورہا تھا۔ ایسی حالت مین
ایک سانپ بل سے نکلا۔ اور پھن کو برباد کر کے حسن کے چہرہ پر سایہ فگن ہوا۔ اور حسن کو دہوپ
کی مزاحمت سے محفوظ رکہا۔ یکایک اُسوقت گانگو پنڈت منجم ہنود کی عادت کے موافق
غسل کے لئے جمنا کے کنارے آیا۔ دیکہا کہ جمنا کے کنارے ایک جوان خوبصورت سوتا ہے
اور اُسپر ایک ناگ سایہ فگن ہے۔ پنڈت نے اپنے عقیدے کے موافق خیال کیا کہ یہہ جوان
بخت مندو بہرہ ور ہے ہونہار معلوم ہوتا ہے۔ حسن کے طرف بڑہنے لگا۔ سانپ دو رہو گیا
اور بل مین چلا گیا۔ پنڈت نے حسن کو جگایا کہ آپ کہان سے آئے۔ اور کہان قیام پذیر ہین۔
حسن نے کہا مسافر ہون غریب الدیار بے سرو سامان ہون۔ درویش ہر کجا کہ
شب آمد سرائے اوست ؛ کا مصداق ہون الخ باقی قصہ بجنسہ مذکورہ بالا ہے۔
مین اس قسم کی نقول و حکایات کو معتبر نہین جانتا ہون۔ اکثر مولفین رطب
و یابس مولفات مین درج کرنے سے محققین کے نزدیک پایۂ اعتبار سے ساقط ہوتے ہین
اور ایسے افسانون کو کتاب مین درج نہین کرتا ہون۔ عمداً ترک کر دیتا ہون۔ بعض
مقامات مین ایسے قصے و افسانے احباب کے کثرت اصرار سے جبراً درج کر دیتا ہون
امید کرتا ہون کہ ناظرین مجبور و معذور سمجہ کے نشانۂ ملامت نہ بنائین گے۔
"والعذر عند کرام الناس مقبول۔"

منقولہ مولف ۱۲

حسن کوگانگو پنڈت کے باغ مین علائی اشرفیونکا ملنا

ایکروز حسب عادت مقررہ حسن گانگو پنڈت کے باغ مین گیا اور مزدورون کی نگرانی کرنے لگا تہوڑی دیر کے بعد آرام گاہ مین آیا۔ اور فرش پر لیٹ گیا۔ کہ یکایک چند مزدور شور غوغا کرتے ہوے آئے اور حسن سے کہا کہ سرکا ہل کا پایہ زمین مین دہس گیا ہے۔ ہرچند کہ ہم زور کرتے ہین۔ وہ برآمد نہین ہوتا۔ حسن یہہ بات سنتے ہی آرام گاہ سے اُٹہا۔ اور مزدورون کے ساتہہ اُس مقام مین جہان ہل کا پایہ پہنس گیا تہا آیا۔ پایہ کے اطراف مین گہوم کر مزدورونکو حکم دیا کہ پایہ کے اطراف سے زمین کہودو حسب الحکم تمام نے کہودا۔ کہودنے کے بعد معلوم ہوا کہ ہل کا پایہ ایک آہنی زنجیر مین جو دیگ کے منہہ پر آویزان ہے پہنسا ہوا ہے پایہ کو نکالکر دیگ کو نکالے دیکہے کہ وہ علائی اشرفیون سے بہری ہوی ہے حسن نے دیگ خالی کرا کے اشرفیون کے تودے آرام گاہ مین لاکے رکہے۔ شام کیوقت اشرفیون کے تودون کو مزدورون کے سر پر پنڈت کے گہر لایا۔ اور کل پوری رقم پنڈت کے حوالہ کی۔ پنڈت حسن کی امانت و دیانت دیکہکر تعجب کرنے لگا اور اوسکی امانت و دیانت کی تعریف و تحسین کی دیکہو اسلام مین کیسے امانت دار و پاکباز ہوتے تہے۔ کہ غیر کے مال کو حرام سمجہتے تہے باوجود احتیاج و ضرورت غصب نہین کرتے تہے اس زمانہ اور اُوس زمانہ کے اقوام مین زمین آسمان کا فرق ہے۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ ہمکو حسن کی دیانت و امانت سے سبق لینا چاہئیے۔

حسن کا پنڈت کے ذریعہ سے شاہزادہ سلطان محمد تغلق کی خدمتمین باریاب ہو کے ایکصدی منصب سے سرفراز ہونا

از ملحقات ۱۲ منقولہ مولف ۱۲

جب گانگو پنڈت نے حسن کی دیانت و راستبازی و بے نیازی دیکھی۔ اُس کے دل مین یہہ خیال پیدا ہوا۔ کہ اس نیک محضر کا ذکر شاہزادہ سلطان محمد تغلق سے کرنا چاہیئے۔ تاکہ اس غریب الوطن کا تعلق سرکار پادشاہ سے ہوجائے اور ملازمت کی صورت نکل آئے۔ رات بھر اس خیال مین رہا صبح حسب عادت شاہزادہ کی خدمت مین گیا۔ سلام و کلام کے بعد شاہزادہ کی خدمتمین حسن کی دیانت و امانت کا پورا قصہ بیان کیا۔ شاہزادہ حسن کی دیانت کا قصہ سنکے دیدار کا مشتاق ہوا۔ اور فرمایا کہ اُسکو حضور مین لائے۔ پنڈت حضور سے گھر واپس آیا اور حسن کو درباری لباس سے آراستہ کرکے حضور مین باریاب کیا۔ شاہزادہ حسن کے دیکھنے سے بہت ہی خوش ہوا۔ اور اوسکی دیانتداری و راستبازی کی تعریف کی۔ اور اُسکی لیاقت و صورت و شکل دیکھہ کے سمجہہ گیا کہ یہہ شریف زادہ گردش زمانہ کا ستم رسیدہ ہے۔ اسکو والد ماجد یعنی سلطان غیاث الدین تغلق کی خدمتمین پیش کرنا چاہیئے۔ فی الفور غریب نا بلد کا حال سلطان کی خدمت مین عرض کیا۔ بادشاہی فرمان ہوا۔ کہ اُسکو حاضر کرو۔ شاہزادہ نے حسن کو بادشاہ کی خدمت مین حاضر کیا۔ اور حسن کی امانت و دیانت کا قصہ بیان کیا۔ پادشاہ اوس کی دیانتداری کا قصہ سنکر نہایت ہی محظوظ ہوا۔ اور اوس سے پوچھا آپ کون ہین اور کس خاندان سے ہین۔ حسن نے اپنا حال بیان کیا۔ اور کہا کہ مین ظفرخان علائی کا ہمشیرہ زادہ ہون پادشاہ ظفرخان سے پورا واقف تھا۔ بلکہ ظفرخان کے دوستون مین سے تھا سلطنت سے پہلے جب ملقب بملک غازی تغلق تھا۔ علاء الدین خلجی نے ظفرخان کے مقتول ہونیکے بعد اوسکو اوسکی جگہ پر مقرر کیا تھا۔ اور ملتان و سمانہ وغیرہ بدستور جاگیر مین عطا کیا تھا

سنہ تاریخ نظامی از زبدۃ التواریخ مولفہ بندرابن ۱۲

حسن کی زبان سے ظفرخان کا نام سنتے ہی اُسکو تسلی و دلاسا دیا۔ اور اُسیوقت منصب ایکصدی سے سرفراز فرمایا۔ حسن نے بادشاہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور امرا کے زمرہ مین شریک ہوا پہر دربار سے گانکو پنڈت کے مکان پر آیا۔ اور پنڈت کی مہمان نوازی و دستگیری وہمدردی کا نہایت ہی شکریہ ادا کیا۔ اور کہا اے میرے پیارے پنڈت مین تابزندگی تیرے احسانات کو نہین بہولون گا۔

پنڈت کا حسن کو سلطنت کی خوشخبری دینا اور درخواست کرنا کہ آپ میرے نام کو اپنے نام کا جُزو کرین

جب پنڈت نے حسن کی ترقی منصب و دولت دیکہی تب خیال کیا کہ ہونہار جوان کا زائچہ کہینچکر نجوم سے دیکہنا چاہیئے۔ کہ یہہ آیندہ زمانہ مین کیا کیا ترقیان کریگا زائچہ درست کرکے دیکہا آثار نجوم سے معلوم ہوا کہ سلطنت کے مرتبہ کو پہنچے گا۔ پنڈت خاموش ہوا حسن نے پوچہا کہ آثار علویہ سے میرے نسبت کیا معلوم ہوا۔ فرمائیے۔ پنڈت نے کہا تاوقتیکہ آپ میری ایک درخواست قبول نہین کرینگے نہین بتلاؤنگا۔ حسن نے کہا جو آپکی درخواست ہوگی مین بسر وچشم قبول کرون گا۔ فرمائیے۔ پنڈت نے اول عہد وپیمان لیکے حسن کو سلطنت کی خوشخبری سُنائی۔ حسن بہت خوش ہوا۔ اور پنڈت سے کہا فرمائیے آپ کی کیا درخواست ہے پنڈت نے کہا میری یہہ درخواست ہے کہ جب آپ سلطنت کے درجہ کو پہنچین اوسوقت اپنے نام کیساتہہ میرا نام شریک کرین۔ تاکہ دنیا مین آپکی بدولت

میرا نام بہی باقی رہے۔ اور حکمرانی و ملک گیری کے زمانہ مین مجکو محاسبی کی خدمت عطا کرنا حسن نے سلطنت سے پہلے ہی مہرکن کو بلا اپنا نام مہر پر حسن گانگوئے بہمنی کندہ کرایا۔ اور منتظر تہا کہ سلطنت کا زمانہ کب آتا ہے۔ اور ہمیشہ اس جستجو مین رہتا تہا۔ ایک روز پہر منجم سے پوچہا کہ نجوم سے یہہ بات دیکہنا چاہئے کہ مین بادشاہ ہونگا تو کہان کا ہونگا پنڈت نے نجوم سے دیکہکر کہا کہ آپ دکن کے بادشاہ ہون گے۔ پہر حسن کو اسبات کی فکر ہوی کہ دکن مین پہنچنا چاہئے جب بادشاہ نے قتلق خان استاد کو دولت آباد کا صوبہ مقرر کیا۔ اُسوقت حکم دیا کہ امیران صدہ سے جو کوئی استاد کے ہمرہ جائے۔ اُسکے لئے یہان جو منصب و جاگیرین مقرر ہین۔ وہان مع اضافہ عطا کی جائنگین۔ حسن تو پہلے ہی سے دکن کا مشتاق ہو رہا تہا دکن کا جانا قبول کیا۔ اور اپنے چند احباب افاغنہ امرا سے مثلاً ملک اسمعیل مخ و ملک سیف الدین غوری وغیرہم کو بہی ترغیب دیکر دکن لایا۔ بادشاہ نے حسن کو ہکیری ورائے باغ وغیرہ مواضع جاگیر مین عطا کئے۔

سلطان المشایخ حضرت شیخ نظام الدین اولیا سے سلطنت کی خوشخبری پانا

حضرت قدوۃ العارفین سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین اولیا نے بتقریب عرس شریف بزرگان سلف عام دعوت دی۔ دعوت مین امیر و فقیر بادشاہ و گدا شریک ہوئے۔ جوق جوق دعوتی لوگ آتے تہے۔ یکے بعد دیگر فراغت ہوکے چلے جاتے تہے۔ چنانچہ بادشاہ بہی شریک دعوت ہوکے چلا گیا۔ آخر مین حسن گانگوئے بہمنی بہی گیا۔ خانقاہ سے باہر اس خیال مین کہڑا تہا

کہ حضرت کی خدمتمین جاؤن - خانقاہ مین حضرت زبان مبارک سے بار بار فرمانے لگے
پادشاہے رفت و دیگر پادشاہ آمد پہر مریدین کو فرمایا کہ جاؤ لاؤ مریدین باہر آئے دیکہا
ایک شخص عوام سے کہڑا ہوا ہے - حضرت کے پاس واپس آئے عرض کیا - حضرت باہر کوئی
پادشاہ نہین ہے - صرف ایک شخص کہڑا ہوا ہے - مجہول الاسم والرسم حضرت نے فرمایا
وہی پادشاہ ہے لے آؤ چند مرید آئے - اور حسن کو حضرت کی خدمت مین لائے حسن نہایت
ادب سے تسلیم ادا کرکے قدمبوس ہوا - آپنے دعا خیر پڑہ کے ایک قرص نان یعنی کلچہ ہاتہہ مین
لیکے حسن کو دیا - اور فرمایا کہ یہہ تاج سلطنت ہے - اور زبان مبارک سے یہہ رباعی پڑہی

رباعی

عالم زستت جینر و قدم نہ کہ مذتیست ... در انتظار دولت تو بودہ روزگار
اسفندیار ملکی و دارائے دین وداد ... زینسان ہزار سال بمانی تو یادگار

حسن قدمبوس ہو کے مکان پر واپس آیا - حضرت کی خوشخبری نے اسکے دلمین سلطنت کے شوق کو دوچند کردیا

شیخ سراج جنیدی سے سلطنت کی خوشخبری پانا

حسن گنگوہ جب دکن مین آیا - رائے باغ و ہگری و گنجی وغیرہ کو بصیغہ جاگیر پایا - اکثر اوقات
سلطنت کے خیال مین مصروف رہتا تہا - اور رات دن اسی قسم کی تدبیر سوچتا تہا - ہمیشہ
اولیا کرام کی خدمتمین حاضر ہوتا تہا - اپنی کامیابی کی بابت دعا و ہمت کا خواستگار
ہوتا تہا - بزرگان دین کے کلام میمنت انجام سے اپنی فیروزی کی فال نیک لیتا تہا - چنانچہ ایکروز

ازمآثر برہانی ... ازتحفۃ السلاطین ۱۲ ... از نظامی ۱۲

مقام گنجی مین پہنچا۔ وہان حضرت شیخ سراج جنیدی قدس سرہٗ سے ملا۔ شیخ اُسوقت مسجد کی تعمیر مین بذات خود مزدورون کے ساتھہ کام مین مشغول تھے۔ حسن تسلیم و قدمبوسی سے مشرف ہوکے شیخ کے ساتھہ کام مین شریک ہوا۔ تبرکاً و یمناً ایک ٹوکری چونے سے بھری ہوئی سر پر لائی شیخ نے دیکھا مسکرا کے فرمایا حسن سلطنت کا بوجہ سر پر اوٹھاتا ہے پھر شیخ ظہر کی نماز کی تیاری کرنے لگے۔ چنانچہ وضو و طہارت مین مشغول ہوے۔ حسن آفتابہ ہاتھہ مین لئے وضو کرا رہا تھا۔ اور اُسوقت آفتاب کی روشنی شیخ پر واقع ہو رہی تھی حسن شیخ و آفتاب کے درمیان حائل ہوکے دھوپ کی شدت سے شیخ کو بچاتا تھا۔ شیخ نے فرمایا حسن ہم سے چتر شاہی چاہتا ہے۔ حسن شیخ کی اس قسم کی باتون سے نہایت ہی خوش ہوتا تھا۔ اور دل مین یقین کرتا تھا۔ کہ ضرور مین بادشاہ ہونگا۔ اور اہل کی کرامت و خرق عادت کا معتقد کامل تھا واقعی اہل اللہ کی دعا تیر بہدف ہوتی ہے اور اونکا فرمانا ضرور واقع ہوتا ہے۔ آخر حسن شیخ کی خدمتمین تسلیم بجا لا کے رخصت ہوا۔

حسن گنگوئے بہمنی کے اسباب سلطنت کا مقدمہ

چونکہ دولت آباد کا دار السلطنت قرار پانا اور دکن مین متواتر بغاوتونکا ہونا منجلہ اسباب سلطنت حسن گنگوئے بہمنی ہے اسلئے مین سلطنت کے اعظم الاسباب سے اولاً ناظرین کے ملاحظہ کیلئے ذیل مین گزارش کرتا ہون۔ "تاکہ ناظرین کو واقعات سے مفصل آگاہی ہو۔،،

بمقتضائے قدرت قادر ذی الجلال و مشیت ایزد بیمثال جیسا کہ اُس کے قول سے ملک ۲ لایام

نذا ولہا الخ وتعز من تشاء وتذل من تشاء الخ سے ظاہر ہے کہ عالم ناپائدار مین کون و
فساد و تغیر و تبدل کا سلسلہ جاری ہے۔ کوئی پردۂ غیب سے صفحۂ ہستی پر موجود کوئی گرداب
نیستی مین نابود ہوتا ہے۔ کوئی درجۂ امیری سے نقیری کو پہنچتا ہے۔ کوئی گدائی سے رتبۂ شاہی پر
عروج کرتا ہے۔ اور بزرگان سلف کی تواریخ سے بہی عیان ہے۔ آدم سے تا ایندم زمانہ مین قدیم سے
یہی رسم چلی آتی ہے۔ کہ اسی قسم کے تغیرات واقع ہوتے رہتے ہین۔ اور ایسے ایسے واقعات جلوہ نما
ہوتے ہین کہ خلائق کی نظر مین عجیب و غریب کہلائی دیتے ہین مورخین نے تغلق کے
زوال و حسن گنگوئے بہمنی کے اقبال کی بابت مختلف روایتین لکہی ہین۔ مین اُن روایتون
مین سے اونکو نقل کرتا ہون جو واقع کے مطابق معلوم ہوتی ہین۔ چنانچہ تاریخ فیروز شاہی
کے مولف ضیا برنی نے لکہا ہے کہ سلطان محمد تغلق شاہ ابتدائے سلطنت مین ممالک
کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتا تہا۔ اور رعایا کی حفاظت مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا
تہوڑی ہی مدت مین سرعت کے ساتہہ برق و باد کی طرح ہند کے تمام صوبجات و خاص صوبہ
دکن مین کامیابی حاصل کی۔ برار و دولت آباد و ورنگل و کرناٹک گجرات وغیرہا پر
قابض و متصرف ہوا۔ اور راجگان دکن خراج گزار و فرمان بردار ہوے۔ کوئی سرکش باقی نہین رہا
اور خزائن شاہی بہی آباد ہوگئے۔ مگر آخر مین یہہ حالت نہین رہی۔ نہ پادشاہ کے مزاج مین
رعایا کی رعایت نہ انتظام سلطنت کی ابتدائی کیفیت۔ اُسکے مندرجۂ ذیل اسباب واقع ہوے
اول خراج کی زیادتی دوم تانبے کے سکہ کا رواج سوم خراسان و ماوراء النہر کی تسخیر
کیلئے تین لاکہہ ستر ہزار سپاہ ترتیب دینا چہارم ایک لاکہہ سوار بسرکردگی خواہرزادہ خسرو ملک

ہمراہ چل کے پہاڑ کو روانہ کرنا پنجم اہل اسلام و اہل اصنام کو بیوجہ قتل کرنا۔ اور عہد ہائے جلیلہ پر اسافل و اراذل کو مقرر کرنا۔ اور دولت آباد کو دار السلطنت بنانا۔ اور مولانا عین الدین بیجاپوری نے ملحقات مین اسباب مرقومتہ الصدر سے اہل اسلام و اہل اصنام کی خونریزی و دولت آباد کی آبادی اور عہدہ داران اسافل و اراذل کی بیدادی کو بغاوت کا جزاعظم قرار دیا۔ اور لکہا کہ بادشاہ کی تلوّن مزاجی و خونریزی کے تذکرے ممالک مین شایع اور خاص و عام مین بادشاہ کی سفاکی و بیباکی کے چرچے واقع ہوے۔ امیران صدہ کے دلون مین بغاوت کی تخم ریزی شروع ہوئی۔ اور ممالک ہند کے بلاد و امصار مین بیدلی و پریشانی منتشر ہو گئی۔ اور خونریزی و بیدادی کی شہرت کا یہ نتیجہ ہوا کہ یکایک دکن مین بہاء الدین عم زادہ بادشاہ مخاطب بگرشاسپ امرائے کبار سے ولایت ساغر ممالک دکن کا جاگیردار تہا۔ سلطنت کی حالت دیکہکر اسکے دل مین حکمرانی و خودمختاری کا خیال پیدا ہوا بناءً علیہ ساغر کے قلعہ کی مضبوطی و فراہمی لشکر مین مشغول ہو کے اطاعت کے دائرہ سے قدم باہر رکہا۔ اور امرائے دکن کو اپنی رفاقت مین لیا۔ اکثر دکن کے بلاد و قصبات پر قابض ہوا۔ جو امرائے شاہی بلاد و امصار مین تہے مقابلہ کی تاب نہ لائے۔ اور فرار ہو کے شادی آباد عرف مانڈو مین سکونت پذیر ہوئے۔ جب تغلق شاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تب خواجہ جہان کو مع چند امرائے گجرات مدافعت کیلئے مامور کیا۔ خواجہ جہان مدافعت کے ارادے سے دولت آباد آیا۔ گرشاسپ بہی مع جمعیت تیار ہو کے مقابلہ کیلئے پہنچا۔ باہم طرفین مین مقابلہ ہوا۔ عین مقابلہ مین خضر بہرام جو امرائے گرشاسپ سے تہا۔ رو گردان ہو کے

خواجہ جہان کے ساتھ شریک ہو گیا۔ خضر بہرام کے نکلنے سے گرشاسپ کی فوج مین پریشانی
و پراگندگی واقع ہوئی۔ اور سپاہ مین بیدلی پہیل گئی۔ خواجہ جہان کی فوج مین خضر بہرام
کے لحاق سے تقویت ہوی۔ گرشاسپ فوج کی بیدلی دیکہکے فرار ہوا۔ ساغر کا رستہ لیا۔
راستہ مین کہین نہین ٹہیرا۔ خواجہ نے تعاقب مین فوج بہیجی۔ تعاقب کی وجہ سے ساغر مین
بہی قیام نہین کر سکا۔ کنبیلہ علاقہ کرناٹک کے راجہ کے پاس مع عیال و اطفال پناہ پذیر
ہوا اسی اثنار مین بادشاہ دلی سے دولت آباد آیا۔ خواجہ مع لشکر جرار کنبیلہ روانہ ہوا
طرفین مین خوب جنگ و جدال ہوا۔ دو مرتبہ خواجہ کو شکست ہوی۔ تیسری مرتبہ دیوگڈہ سے
کمک پہنچنے کے بعد خواجہ کو کامیابی و فیروزی نصیب ہوی کنبیلہ کا راجہ دستگیر و اسیر ہو گیا
پہر گرشاسپ بلال دیو کے پاس گیا۔ بلال دیو اہل اسلام کے تعاقب سے گہبرایا۔ اور گرشاسپ کو
گرفتار کر کے خواجہ کے پاس بہیجدیا۔ اور آپ بادشاہ کے خیر خواہون مین شریک ہوا خواجہ نے
فی الفور گرشاسپ کو بادشاہ کے حضور مین روانہ کیا۔ بادشاہ نے اسکا پوست نکالکے تشہیر کی۔

دولت آباد کو دار السلطنت بنانا اور امرا صدہ کا بغاوت پر آمادہ ہونا

گرشاسپ[1] کی بغاوت کیوجہ سے بادشاہ کے دلمین یہہ خیال پیدا ہوا کہ مین تمام ہند کا مالک ہون
دار السلطنت ایسے مقام پر قائم کرنا چاہیے کہ ہند کے ہر ایک حصہ کو اُسکے ساتہہ ایسی نسبت ہو
جیسا کہ مرکز کو دائرے کے ساتہہ ہوتی ہے: تاکہ ممالک کے خیر و شر سے بادشاہ کو جلد خبر ملے
اگر کہین حادثہ عظیم واقع ہو تو فی الفور اوسکا تدارک کیا جائے۔ اس امر کے

[1] دکن مین گرشاسپ پہلا شخص ہے۔ جو بادشاہ سے باغی ہوا۔

تصفیہ کیلئے مہندسین و حکمائے ہند کو جمع کیا۔ اور مشورہ کیا کہ کہان قرار دینا چاہئے بعض نے بعض نے عرض کیا کہ اُجین کو وہ باعتبار طول و عرض وسط ہند مین ہے۔ اسیوجہ سے بکرماجیت نے اوسکو دارالسلطنت بنایا تہا۔ اور بعض نے پادشاہ کا میلان خاطر دیکہہ کے دولت آباد قرار دیا۔ کہ یہہ بہی وسط ہند مین ہے۔ بادشاہ نے رائے ثانی پسند کی۔ اور حکم جاری کیا کہ دلی خراب کرین اور دولت آباد کو آباد۔ آخر دلی کی خرابی و بربادی اور دولت آباد کی آبادی کی بدولت دکن کا ملک مفتوحہ مقبوضہ ہاتہہ سے جاتا رہا۔ حسب الحکم پادشاہ دلی کے باشندے نوکر و غیر نوکر مذکر و مونث دولت آباد مین طوعاً و کرہاً آئے۔ وطن مالوفہ سے بے سروسان و بے خانمان ہوے۔ اگرچہ بادشاہ نے فیاضانہ باشندگان دلی کو راہ خرچ و مکانات کی قیمت دینے مین خزانہ سے دریغ نہین کیا۔ اور مسافرین کے آمدورفت کیلئے دولت آباد و دلی کے مابین ہر ایک منزل مین مسافرخانے بنوائے اور رستہ مین دو طرفہ سایہ دار درخت جابجا تاکہ مسافرین آرام سے آمدورفت کرین اور دولت آباد مین عمارات عالیہ تعمیر کین۔ قلعہ کے اطراف مین خندق کہدوائی۔ اور دولت آباد کے بالاگہاٹ مین پلورہ[1] کے متصل باغات لگائے اور بڑے بڑے حوض بنائے۔ لیکن باوجود اسباب آسایش و آرام بمقتضائے حب الوطن ہر ایک کے زبان سے یہی کلمہ نکلتا تہا۔ **ہائے دلی تو کہان اور ہم کہان**،، تمام نے بادشاہی جبر و ملازمت کیوجہ سے تعمیل حکم مین خلاف نہین کیا۔ پادشاہی قہر و غضب کے خوف سے کوئی دم نہین مار سکتا تہا۔ آخر پادشاہ نے اپنی والدہ ملکہ جہان کو مع جملہ حرم روانہ کیا۔ دلی مین کسی باشندے کو رہنے نہین دیا۔ دلی اس طرح ویران و برباد ہوئی کہ وہان کسی متنفس کی

[1] ہم پلورہ کے مفصل حالات آیندہ لکہین گے ۱۲

آواز بجز حیوانات درند و چرند و پرند سنائی نہین دیتی تہی۔ اسی سنوات مین خراج کی زیادتی کی وجہ سے اکثر رعایا گہر وار جلا کے جنگل و صحرا مین خانہ بدوش کی طرح داخل ہوے۔ پادشاہ نے صوبجات مین احکام بہیجے کہ فرار شدہ کو جہان پاؤ قتل کرو۔ یا زندہ درگور۔ اسیوجہ سے میانہ دواب ویران و تباہ ہوا۔ سپاہ کے عیال و اطفال دولت آباد مین تہے۔ خود سپاہ پادشاہ کے ساتہہ حیران و پریشان انہین ایام مین قدر خان نے لکہنوتی مین بغاوت کی پادشاہ نے اسکو قتل کرکے سنارگانو وغیرہا کو تصرف مین لایا۔ پہر قنوج مین معتبر سے خبر آئی کہ سید حسن پدر سید ابراہیم نے معبر مین بغاوت کرکے اُمرا کو قتل کیا ہے۔ اور ممالک پر قابض ہوا۔ پادشاہ شہر مین آیا۔ سید ابراہیم خریطہ دار و سید حسن کے قرابتدار اونکو مقید کیا۔ ۷۴۲ھ ہجری مین لشکر مرتب کرکے معبر روانہ ہوا۔ دولت آباد مین پہنچنے کے بعد عمال و مقاطعین پر سخت مطالبہ کیا۔ چنانچہ اکثر مطالبہ کی سختی سے ہلاک ہوئے۔ اور خراج کوٹرہایا محصلین تند و تیز مقرر کیے پہر خواجہ جہان کو دلی روانہ کیا۔ اور خود سید حسن کی تنبیہ کیلئے تلنگانہ کی راہ سے معبر روانہ ہوا جب ورنگل مین پہنچا وہان وبا کی بیماری تہی اکثر اہل فوج بیمار ہوے اور چند افسر و سپاہ فوت ہو گئے۔ اور خود پادشاہ بہی بیمار ہو گیا تہا۔ مگر صحت ہو گئی۔ ملک نائب و عماد الملک کو وہان چہوڑ کے خود دولت آباد آیا۔ جب بیڑ مین پہنچا اُسکا ایک دانت گرا۔ اُسی مقام مین دفن کیا۔ اور اُسپر ایک گنبد تعمیر کرایا۔ چنانچہ ابتک وہ گنبد یادگار موجود ہے گنبد دندان کے نام سے مشہور ہے۔ جب پٹن مین پہنچا چند روز وہان اپنے معالجہ مین مشغول رہا۔ پہر سنہ مذکور مین سنا کہ ملک شاہ ہو افغان سندہ مین بغاوت کر رہا ہے یہ پدر شہاب سلطان

مخاطب بہ نصرتخان - اور دولت آباد قتلق خان استاد کے تفویض کرکے حالت بیماری مین پالکی
مین سوار ہوکے دلّی روانہ ہوا - اور حکم دیا کہ باشندگان دلّی چاہین دولت آباد مین رہین یا
دلّی جائین - پس اکثر بمقتضائے حب الوطن پادشاہ کے ہمراہ روانہ ہوے - اور دلی پہنچے
اور بعض دولت آباد مین رہنا پسند کرکے سکونت پذیر ہوئے - رستہ مین تمام بلاد و قصبات
کو قحط سالی کیوجہ سے خراب و ویران پایا - علی ہذا القیاس دلی کو بہی خراب و بے چراغ دیکہا
اسوقت دلّی مین غلہ کی اسقدر گرانی تہی کہ سترہ دام کو ایک سیر اناج ملتا تہا - اکثر مویشی
و بنی نوع آدم ہلاک ہوئے - پادشاہ بعد از خرابی بصرہ دلّی کی آبادی کے طرف متوجہ ہوا
چندروز ریاست کو موقوف کیا - خزانہ سے رعایا کو تقاوی دی اور بہت سے کوئین کہدوائے
اور زراعت کرایا - لیکن کچہہ فائدہ نہوا - ملتان مین شاہو افغان نے بغاوت کا علم بلند کیا -
پادشاہ ملتان روانہ ہوا - ایک منزل نہین گیا تہا کہ والدہ ملکہ جہان کے فوت ہونیکی خبر آئی غمگین ہوا
جب ملتان کے قریب پہنچا شاہو افغان نے معذرت نامہ بہیجا اور معافی چاہی - اور ملتان سے
افغانستان چلا گیا - پادشاہ نے دلّی مراجعت کی - دلّی مین قحط کی وجہ سے سخت تکلیف تہی
پہر ۷۴۷ سات سو سینتالیس ہجری مین نصرتخان مقطع دار بیدر نے بغاوت اختیار کی - بیدر کے
قلعہ مین متحصن ہوگیا - حسب الحکم پادشاہ قتلق خان دولت آباد سے اُسکی گرفتاری کیلئے
بیدر آیا - اور دلّی سے چند امیران صدہ بہی کمک کے لئے آئے - قتلق خان نے چندروز کے محاصرہ
مین گرفتار کرکے پادشاہ کے پاس بہیجدیا - اس واقعہ کو ایک مہینہ نہین گذرا تہا کہ علی شاہ خواہرزدہ
ظفرخان علائی برادر حسن گنگوئے بہمنی جو امیران صدہ سے تہا - دولت آباد سے بادشاہی

گلبرگہ آیا - اور کامیابی کی خوشی مین ایک جشن آراستہ کیا - اور گلبرگہ کا نام حسن آباد رکہا بعض سورخین نے لکھا کہ جلوس کیوقت رکہا - اور اپنے سلطنت کیلئے فال نیک سمجہا - آخر اسیوجہ سے گلبرگہ مجمع البرکہ کو دارالسلطنت بنایا - اور اوسکو اپنے حق مین مبارک سمجہا -

ناصرالدین شاہ بہی دولت آباد مین کامیاب ہوگیا - تغلقی امرا قتل و خونریزی کے بعد بعض مقتول ہوئے اور بعض فرار - پہر حسن گنگو و امیران صدہ جاگیرات سے آئے - اور ناصرالدین شاہ سے ملے بڑی عظمت و شان سے دربار کئے - خطابات و عہدے عطا کرکے انتظام ملک کیطرف متوجہ ہوئے تمام امرا مین حسن ہی ہوشیار و ہوشمند تہا - اکثر امرا حسن کیطرف رجوع ہوتے تہے - حسن تمام کا مرجع تہا ہر ایک مہم اہتم مین حسن کی رائے پر چلتے تہے - اسمعیل مخ مخاطب ناصرالدین بادشاہ ضعیف تہا لیکن تجربہ کار جہان دیدہ و کار آزمودہ تہا - دیکہا کہ امرا و افاغنہ تمام حسن کے طرف مائل مین اور اسکی رائے و تدبیر پر عمل کرتے مین - ایسا نہو کہ مجکو سلطنت سے معزول کرین - اور حسن کو بادشاہ بنائین - بلحاظ حفظ ما تقدم امرا و افاغنہ کے سامنے بارگاہ کل یعنی دربار عام مین کہا کہ مین پیر و رتوت و ضعیف ہون - میرا دل و دماغ درست نہین ہے مین سلطنت کا کام انجام نہین دیسکتا ہون آپ سب بزرگ اس مہتم اہتم سے مجکو سبکدوش فرمائین اور کوئی دوسرا شخص قائم کرین تمام نے بادشاہ کی رائے تسلیم کی - اور پوچہا کہ کسکو مقرر کرنا چاہیے - اسمعیل مخ نے کہا میرے نزدیک حسن گنگو تخت سلطنت کے لائق ہے - سب نے پسند کیا - اور حسن کی تخت نشینی کی تیاری کی گئے میرے نزدیک[۵۲] حسن کی سلطنت و تخت نشینی کا سبب و جز اعظم تغلق کا ظلم و ستم و امیران مغات کی بغاوت بادشاہون کو چاہیے کہ ظلم و ستم سے دور رہین - اور رعایا کی تالیف قلوب مین

[۵۲] مقولہ مولف ۲

مستعد رہیں اور مقتضائے حال کے موافق سیاست و سزا سے بھی باز رہیں۔ نہیں تو کثرت بغاوت سے سلطنت کے اجزا مضمحل ہو جاتے ہیں۔

جلوس حسن گنگوئے بہمنی

تحفۃ السلاطین کے مولف ملا داؤد بیدری نے لکھا کہ امیران صدہ و ملوک افاغنہ کے اتفاق سے حسن گنگوئے بہمنی کے تخت نشینی کی تیاری بڑی عظمت و شان سے ہوئی۔ قطب الدین مبارک شاہ خلجی کی مسجد جو قلعہ دولت آباد میں واقع ہے فرش قالین و مسندہائے رنگین سے آراستہ کی گئی خاص بادشاہ کے جلوس کے لئے ایک صدر بلند فرش زرین و مسند بہترین سے سجایا گیا۔ تمام امرائے صدہ و ملوک عمدہ و صاحبان سیف و قلم و ارباب علم و عَلم جمع ہوئے۔ اور شیخ سراج جنیدی بھی حسن اتفاق سے آگئے۔ شیخ موصوف اُسوقت خلائق کے معتقد علیہ تھے۔ اور حسن گنگوئے بہمنی آپ سے حسن اعتقاد رکھتا تھا۔ شیخ نے ۲۴ تاریخ ربیع الاول ۷۴۸ھ بروز جمعہ حسن کو تخت نشین فرمایا۔ اور حسن کی کمر میں شمشیر آویزان کی۔ چونکہ اُسوقت سلاطین اسلام خلفائے عباسیہ کی تقلید کو فخر جانتے تھے۔ اور اُن کی طرز و روش کو لازم سمجھتے تھے۔ بنا، علیہ اُسکے سر پر تیمناً و تبرکاً خلفائے عباسیہ کی طرح سیاہ چتر قائم کیا گیا۔ پھر شیخ نے باواز بلند فاتحہ خیر پڑہی اور بادشاہ کیلئے خداتعالیٰ سے دعائے خیر چاہی۔ اور بادشاہ کو امر معروف و نہی منکر کی تعمیل کی ہدایت اور عدل و انصاف و بذل و احسان کی تاکید کی۔ تمام حاضرین بارگاہ نے آمین ثم آمین کہی نقیبوں و چوبداروں کی گلبانگ بارک اللہ بارک اللہ سے مسجد کا اندرون بیرون حصہ گونج رہا تھا۔ ملوک و امرائے افاغنہ و سپاہ افاغنہ و غیر افاغنہ نے نہایت ہی خوشی منائی۔

جوش خوشی سے اسعدک اللہ اسعدک اللہ کہتے تھے مستانہ وار چہلتے اور کودتے تھے
آخر اُمرا و ملوک و سپاہ نے ندرین دین۔ حسن گنگوئے بہمنی نے تخت نشینی کے بعد اولا یہہ حکم
دیا کہ پانچ من سونا و دس من نقرہ حضرت شیخ برہان الدین غریب کے پاس بہیجا جائے۔ اور
عرض کرائی کہ آپ یہ رقم حضرت سلطان المشایخ شیخ نظام الدین اولیار کی روح پرفتوح کیلئے
فقرا و مساکین و مستحقین کو عطا کرین۔ پہر پادشاہ کا خطاب و لقب علار الدین حسن گنگوئے بہمنی
قرار پایا۔ اور یہ لقب مہر شاہی مین کندہ کرایا گیا۔ **بندۂ کمترین درگاہ سبحانی علار الدین**
حسن گنگوئے بہمنی۔ یہی مہر فرامین و احکام کی پیشانی پر بطور طغری نقش کیجاتی تہی۔ اور
پادشاہ کے نام کا سکہ و خطبہ بہی جاری ہوا۔ اسمٰعیل مخ کا لقب شاہی ناصر الدین موقوف کیا گیا
پادشاہ نے اسمعیل مخ کو امیر الامرا بنایا۔ اور انتظام سلطنت کی طرف متوجہ ہوا۔

حسن گنگوئے بہمنی کے تخت نشینی کی بابت تقرر ساعت مین منجمین کا اختلاف

فرشتہ نے لکہا کہ منجمین اہل اسلام و اہل اصنام مین تاریخ و ساعت کے مقرر کرنے مین خلاف واقع ہوا
پادشاہ نے براہمہ کی رائے اختیار کی۔ بتاریخ ربیع الاول ۷۴۸ھ ہجری روز جمعہ و ساعت مین
تخت نشین ہوا۔ بعد ازان ملا محمد بدخشانی منجم نے جلوس کے نسبت افسوس کر کے کہا کہ اگر فلان
وقت و فلان روز ہوتا تو بہتر ہوتا۔ ملا کے افسوس کا تذکرہ پادشاہ نے سنا فکر مند ہوا۔ اور
گہبرایا فوراً ملا کو بلایا۔ افسوس کیوجہ دریافت کی۔ ملا نے کہا اِنے پادشاہ جلوس مین کوئی
ہرج نہین ہے امبارک ہے۔ مگر فرق یہہ ہے کہ کواکب کی حرکات و ساعات سے جو براہمہ نے تجویز کیا ثابت ہوتا ہے

کہ آپ کے خاندان مین تقریباً دو سو سال تک سلطنت رہیگی۔ اور سلاطین بکے بعد دیگر اٹھارہ خود بادشاہ ہون گے۔ پہر سلطنت منقرض ہو جائیگی۔ اور مین جو ساعت مقرر کر رہا تہا۔ اگر اُس ساعت مین جلوس میمنت مانوس ہوتا تو سلطنت آپکے خاندان مین پانسو برس تک رہتی۔ تقریباً دو سو اشخاص بادشاہ ہوتے۔ پہر سلطنت مین زوال آتا۔ بادشاہ ملا کی تقریر سے مطمئن وخوش ہوا۔ جو وہم وخیال دل نشین ہوا تہا اُسکو دل سے دور کیا۔ بادشاہ ابتدا سے سلاطین سلف کی طرح منجمین و اولیا کاملین سے حسن ظن رکہتا تہا۔ اور اون کے اقوال کو تصدیقاً مانتا تہا اور منجمین سے اولا گنگو پنڈت و کاملین سے حضرت سلطان المشایخ شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ و حضرت شیخ الشیوخ شیخ سراج جنیدی رحمۃ اللہ علیہ سے سلطنت کی خوش خبری پائی تہی۔ اور آخر مین اُن کے اقوال واقع کے مطابق پائے۔ اسی وجہ سے بادشاہ اہل نجوم و اہل اللہ سے حسن اعتقاد رکہتا تہا۔ چونکہ اہل نجوم و اہل اللہ کے اقوال واقع کے مطابق برآمد ہوے۔ اور اُسکو تجربہ سے بہی ثابت ہو چکا کہ فریقین کا قول ضرور واقع کے مطابق ہوتا ہے۔ ہم یہہ نہین کہہ سکتے کہ بادشاہ محض وہم وخیال کا پابند تہا۔

اس مقام مین ملا نظام الدین احمد نے فلسفی طریقہ سے لکہا کہ انسان اشرف المخلوقات ہین خدا تعالی نے ایسے ایسے قوتین پیدا کی ہین۔ اگر انسان اُن قوتون کو کام مین لائے تو عجائب وغرائب کا موجد کہلائے منجملہ قوتون کے انسان مین ایک قوت ارادہی مصورہ ایسی ہے کہ اگر انسان اُسکے ذریعہ سے شبانہ روز کام لیتا رہے یعنی جس چیز کا ارادہ کرے تو ضرور اُس چیز پر فیروز و کامیاب ہوگا مگر ارادہ اس طرح ہو کہ کبہی اُس ارادہ سے باز نرہے۔ ہر وقت اُس مطلوب کی دُہن مین مشغول رہے

محاصل کی تحصیل کیلئے گلبرگہ روانہ ہوا۔ اُس حدود کو حکّام و عمّال سے خالی دیکھہ کے، اپنے اعزّہ و اقارب کو جمع کیا ۷۴۶ھ ہجری مین بہرین حاکم گلبرگہ کو قتل کیا۔ اور اُسکا مال تاراج کرکے بیدر پہنچا۔ اور کُل صوبہ بیدر پر قابض و متصرف ہوکے مالکانہ تصرف کرنے لگا۔ پادشاہ نے قتلغ خان کو اُسکی مدافعت کیلئے مقرر کیا۔ اور مالوی لشکر کو کمک کے لئے بہیجا جب قتلغ خان بیدر کے اطراف مین پہنچا۔ علی شاہ بہی مقابلہ کیلئے برآمد ہوا۔ باہم خوب مقابلہ ہوا۔ آخر شکست پاکے قلعہ مین متحصن ہوگیا۔ قتلغ خان نے اُسکو حکمت عملی سے قول و قرار دیکے مع اعزّہ و اقارب قلعہ سے نکال کر ہمرکدواری مین پادشاہ کے پاس بہیجدیا۔ پادشاہ نے اُسکو مع اعزّہ غزنین و غور روانہ کردیا۔ پہر وہ پوشیدہ غور غزنین سے ہند مین آرہا تہا کہ سندہ مین گرفتار ہوکے قتل کیا گیا۔ اُسی زمانہ فتنہ انگیز و ہنگامہ ریز مین عزیز خمار کو پادشاہ نے دکن و گجرات کے امیران صدہ کے قتل کے لئے مقرر کیا۔ وہ ظالم جب دہار مین پہنچا وہان ستر یا اسّی امیران صدہ کو بتقریب دعوت بلایا۔ فریب و دغا سے تمام کو قتل کیا۔ پادشاہ نے قتل کے صلہ مین اُسکو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا۔ اور ایک تحسین نامہ بہی بہیجا۔ اور دیگر امرا کو تحسین نامے بہیجنے کی ہدایت کی۔ عزیز خمار کے قتل اور پادشاہ کے تحسین نامہ نے غضب کیا کہ دکن و گجرات مین بغاوت کی آگ بہڑکا دی۔ ہر طرف اُس کے شعلے پہنچے۔ پادشاہ ایک طرف فرو کرتا تہا۔ کہ دوسرے طرف بہڑکتی تہی۔

حسن گانگوے بہمنی کے اسباب سلطنت کا ذکر

جب سلطان محمد تغلق شاہ کے ظلم و ستم و قتل و خونریزی کی ممالک مین عام شہرت نشتر ہوی

تمام امرا و صوبجات مین کہلبلی پڑی - ہرطرف بغاوت شروع ہوگئی - پادشاہ ایک طرف فتنہ کی آگ فرو کرتا تہا پہر دوسرے طرف مشتعل ہوتی تہی - اسی طرح دکن مین بہی بغاوت کے تذکرے ہونے لگے - چنانچہ علی شاہ برادر حسن گنگوئے بہمنی نے بغاوت کی - گرفتار ہوکے حضور مین بہیجا گیا - پادشاہ نے رحم کرکے اُسکے وطن مالوفہ غزنین و غور کو روانہ کردیا - پہر پادشاہ نے سنا کہ دکن مین امیران صدہ مخالفت پر آمادہ ہین - بناءً علیہ پادشاہ نے **ملک علی جامدار و ملک احمد لاچین سپہ سالارون کو عالم الملک صوبہ دولت آباد** کے پاس بہیجا کہ تمام امیران صدہ کو حضور مین بہیجو - عالم الملک نے گلبرگہ و بیدر و بکری و رائی باغ وغیرہا کے تمام امرائے صدہ جمع کئے - دو تین مہینہ تک امرائے صدہ نے روانگی کی تیاری مین تاخیر کی - آخر تمام جمع ہوکے سپہ سالارون کے ساتھہ روانہ ہوئے **درہ مانک دون** جون گنج و ڈون کے درمیان واقع ہے پہنچے - اوس مقام مین پادشاہی سپہ سالارون نے امرائے صدہ سے بمقتضائے طمع دنیوی زر و جواہر طلب کیا - تمام نے انکار کیا - اور کچہہ نذرانہ و پیشکش نہین دیا - سپہ سالار ناخوش ہوے - اور دہمکی دیکے کہنے لگے کہ ان امرا سے دو قصور سرزد ہوے ہین ایک **باغیان گجرات** کو پناہ دینا دوسرا **حضوری مین تاخیر کرنا!** انکا انجام بہتر نہین ہوگا - امرائے صدہ سپہ سالارون کی باتون سے پریشان و پراگندہ ہوے اور باہم مشورے کرنے لگے - تمام مین حسن گنگوئے بہمنی دور اندیش و ہوشیار تہا - اور تمام حسن کی رائے سے اتفاق کرتے تہے - حسن نے کہا اے بہائیو! پادشاہ کے حضور مین جانا یقیناً موت کے منہ مین داخل ہونا ہے - ہم پہنچتے ہی بہیڑ بکریون کیطرح ذبح ہون گے ایسی حالتمین

از ملحقات ۱۲

یہان سے واپس ہونا مناسب ہے تمام نے حسن کی رائے سے اتفاق کیا۔ پہر سپہ سالاران مؤکلین سے
تمام نے ملک احمد لاچین کو قتل کیا۔ اور دوسرا ملک علی جامدار فرار ہو گیا۔ اور سپاہ بہی
درہم برہم ہو گئی۔ امرائے صدہ دولت آباد واپس آئے۔ تمام نے باہم ملکے ایک مجلس منعقد کی
اور بغاوت پر مستعد ہوئے۔ عالم الملک صوبہ جو نیک محضر و فرشتہ صفت تہا۔ اوس سے قلعہ
خالی کرایا۔ اور اُسکو کسی قسم کی تکلیف ندی۔ وہ علیحدہ ہو گیا۔ ان سب نے قلعہ مین اپنے اپنے
ٹہانے جمائے۔ اور سامان حرب رسد وغیرہ ذخیرہ فراہم کرلیا۔ عالم الملک نے حضور مین
واقعہ کی خبر دی۔ اور ملک علی جامدار بہی حضور مین پہنچا۔ بادشاہ بغاوت کی خبر سنتے ہی
فی الفور برق و باد کی طرح دولت آباد آیا۔ کثرت غضب سے دیوانہ بن رہا تہا۔ کل امرائے
بغات قلعہ مین متحصن ہو کے مقابلہ کے لئے آمادہ ہوے۔ تین مہینہ تک محاصرہ رہا طرفین سے روز آنہ
جمع باغی
مقابلہ ہوتا تہا۔ جانبین سے سپاہ مقتول و مجروح ہوتی تہی۔ آخر اہل قلعہ مغلوب ہوئے۔ اور
قلعہ مین داخل ہو گئے۔ مگر باغیون نے قلعہ کو نہین چہوڑا۔ محاصرہ کی حالت مین یکایک
خبر آئی کہ گجرات مین ملک طغی نے بغاوت کی اور مظفر گجراتی کو قتل کیا۔ بادشاہ گجرات
روانہ ہوا اور محاصرہ پر ملک برہان الدین کہرمی مخدوم زادہ قوام الدین وغیرہ امرائے صدہ کو
مقرر کیا۔ بادشاہ کے رخصت ہوتے ہی باغیون کی جرات و دلیری بڑہ گئی۔ پہر حسن اور دیگر امرائے
باہم ایکدل و ایک جان ہو کے ایک مجلس منعقد کی۔ بادشاہ سے مقابلہ و مقاتلہ کی بابت تدبیر کرنے لگے
اوس مجلس مین حسن نے تحریک کی کہ ایسے مہم مہم مین بدون افسر سپہ بادشاہ کے مقابلہ مین
پیش قدمی کرنا محال و دشوار ہے۔ اور کامیابی کی اُمید کرنا خشکی مین کشتی چلانا ہے۔ پس

میری رائے مین یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اولاً اگر ہم سب امرائے صدہ مین سے ایک تجربہ کار و ہوشیار و کارکردہ و کارآزمودہ کو انتخاب کر کے پادشاہ بنائین۔ اور لوازم شاہی مہیا کرین اور تمام پادشاہ کے حکم کے حلقہ بگوش رہین تو ضرور ہمکو کامیابی و فیروزی حاصل ہوگی امرائے صدہ نے حسن کی رائے صائب سے اتفاق کیا۔ واقعے مین حسن کی رائے صاد کے لائق ہے اگر سلطنت قائم نکرتے تو پادشاہ تغلق کا مقابلہ مشکل ہوتا۔ کامیابی کہان ہر ایک انا و لاغیری کا مدعی بنتا۔ کوئی کسی کی نہ سنتا۔ پہر باہم مشورے کے بعد اسمعیل مخ جو بزرگ عمر رسیدہ گرم و سرد چشیدہ تہا۔ پادشاہ بنائے۔ اور اوسکو ناصر الدین شاہ خطاب دئے اور نورالدین ہروی کو وزیر اور حسن گنگوئے بہمنی کو امیرالامرا مخاطب ظفر خان کئے۔ اسیطرح اور بہی امرا کو عہدے اور خدمتین معین کین پہر حسن نے دوسری تحریک پیش کی کہ پادشاہ مع تیس ہزار سپاہ قلعہ مین رہے۔ اور تغلقی سپاہ سے مقابلہ کرے۔ ہم سب امرا اپنی اپنی جاگیرات جا کے بغاوت کا بازار گرم کرین۔ اور ہر ایک امیر پادشاہی رسد روکے۔ اور جہان تک ممکن ہو مقابلہ مین کوتاہی نکرین۔ تمام نے حسن کی اس تحریک کو پسند کر کے پادشاہ کو قلعہ مین چہوڑا ہر ایک اپنی اپنی جاگیر مین روانہ ہوا۔ حسن گلبرگہ مین آیا۔ اوسوقت سرتیز سپہ سالار دکن برار سے بیدر آرہا تہا۔ حسن نے ملک موصوف کا مقابلہ کیا۔ بیدر و گلبرگہ کے مابین باہم سخت جنگ ہوا۔ تیس روز تک جدال و قتال کا سلسلہ جاری رہا طرفین مقابلہ مین برابر تہے۔ کولاس کے راجہ نے حسن کی کمک کے لئے دس ہزار سوار و پیادے بہیجے۔ آخر ملک سرتیز مقتول ہوگیا۔ اور حسن گنگوئے بہمنی کو فیروزی کامیابی ہوی۔ حسن کامیابی و فیروزی کیساتہ

مقولۂ مولف ۱۲

اگر ارادہ مین پورا مشغول نہو گا تو کامیابی نہو گی۔ مثلاً ایک اہل اسلام کسی بزرگ سے ہدایت پاتا ہے کہ روزانہ لفظ اللہ ہزار بار با وضو طہارت کاملہ کے ساتھہ پڑہتا رہے تو ضرور منزل مقصود کو پہنچیگا۔ اور ارادہ مین کامیاب ہوگا۔ مرید بزرگ کے فرمانے سے روزانہ لفظ اللہ کا ورد جاری رکہتا ہے اور وظیفہ کے پڑہنے مین بڑا اہتمام کرتا ہے۔ اور یقیناً سمجہتا ہے کہ مین کامیاب ہونگا۔ اور قوت مصورہ وجود کے صفحہ پر نقش کر دیتی ہے۔ کہ مراد حاصل ہوگی۔ پس مدت مقررہ کے بعد اس مواظبت کی برکت سے بامراد و کامیاب ہوجاتا ہے اور سمجہتا ہے کہ مواظبت کی بدولت یہہ بات نصیب ہوی واقع مین قوت ارادی نے منزل مقصود کو پہنچایا۔ ایسا ہی کوئی اہل اصنام جوگی یا پنڈت سے سن لیتا ہے کہ روزانہ رام رام کہنے سے اور ہنومان پر پانی ڈالنے سے جو مراد چاہو حاصل ہوتی ہے۔ جوگی کا چیلہ شب و روز رام رام ورد کرتا ہے۔ اور روزانہ ہنومان کا طواف کرتا ہے۔ اور حسن عقیدت سے پانی ڈالتا ہے۔ مدت مواظبت کے بعد کامیاب ہوجاتا ہے۔ کیا اسکو کامیابی ہنومان نے دی یا رام رام کہنے سے ہوئی۔ نہین نہین۔ اسکو کامیابی قوت ارادی و قوت مصورہ کے ذریعہ سے ہوئی۔ ہر ایک اس قوت سے کامیابی نہین حاصل کر سکتا۔ اس لئے کہ ہر ایک کی قوت فنا فی المطلوب نہین ہوتی۔ جسکی قوت فنا فی المطلوب ہوجائے۔ وہی کامیاب ہوتا ہے۔

حسن گنگوئے بہمنی ابتدا سے سلطنت کے خیال مین محو تہا۔ راتدن اسی خیال مین رہتا تہا کبہی اس خیال سے خالی نہین رہتا تہا۔ یہہ حالت تہی کہ فنا فی السلطنت ہوگیا تہا۔ آخر تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ حسن کو واقع مین کامیابی قوت مصورہ و ارادیہ کے ذریعہ سے ہوئی کوئی کہتا ہے کہ تقدیر سے ہوئی۔ کوئی کہتا ہے کہ بخت و اتفاق سے۔ کوئی کہتا ہے کہ حسن تدبیر سے

کوئی کہتا ہے کہ لیاقت و کیاست سے۔ کوئی کہتا ہے قوم کے معززین نے اتفاق کر کے پادشاہ بنایا

انتظام سلطنت و عہدہائے جلیلہ پر امرا و ملوک کا تقرر

چونکہ حسن گنگوئے بہمنی شاہان متقدمین کے انتظامات سلطنت و آداب مملکت سے ماہر و قوانین عدالت و سیاست سے واقف تھا۔ تخت نشینی کے بعد ملکی انتظام کیطرف رجوع ہوا۔ ممالک محروسہ کا ازسر نو انتظام تازہ کیا۔ خلل و خرابی دکن سے دور ہوی۔ امن و آرام قائم ہوا۔ مندرجۂ ذیل علما و امرا کو خدمات و عہدون پر مقرر کیا۔

سید رضی الدین جگا جوت – معتمد وکیل السلطنت۔ ملک اسمٰعیل مخ – امیر الامرا۔ سید محمد بدخشی – قاضی عسکر۔ سید صدر الشریف سمرقندی – صدر عدالت

قیرخان – کوتوال۔ سکندر خان – باربک۔ گانگو پنڈت منجم – صدر محاسب۔ ملک سیف الدین غوری – وکیل السلطنت

اعظم ہمایون بن ملک سیف الدین غوری – شقدار ورنگل۔ صفدر خان سیستانی – شقدار صوبہ برار۔ بہرام خان مازندرانی – شقدار صوبہ دولت آباد

بہادر خان بن اسمٰعیل مخ – سپہ سالار فوج۔ مولانا محمد اسحٰق سرہندی – صدر و قائع نگاران۔ خان محمد بن علی شاہ – نائب شقدار دولت آباد

سید جمال الدین نواعط – خزانچی۔ ملک رشدو – جامدار۔ ملک پیچو – شحنہ فیل۔ بایزید خان – میر بحری۔ کلیم اللہ مازندرانی – سرخیل۔

فولاد خان سیستانی - صلابت خان سیستانی - سید احمد ہروی - سید نور الدین
قوربیگی اول | قوربیگی دوم | مفتی | محتسب یعنی نرخی اور قیمت ودیگر اجناس وغیرہ

میر زین العابدین - ملک رستم - شیخ منہاج الدین جنیدی - ملک قوام الدین غوری
تمغاچی گھوڑہ یعنی مہتمم کروڑگیری - | پردہ دار | قاضی گلبرگہ | افسر خاصہ خیل

سید نقی اصفہانی | ملک التنہ

صدر محصلین مال واجب و مال وجہ | شحنہ بارگاہ

سوائے خدمات وعہدہ ہائے مذکورہ اوربہی بہت سی خدمتین تہین - مثلاً خدمت آبدارخانہ - و خدمت عرض مکرر - و خدمت ڈاک چوکی - و تعمیرات وغیرہا - ہر ایک خدمت پر لائق عہدہ دار مقرر کئے جاتے تہے -

رسالہ نصائح الملوک

ملک سیف الدین غوری وکیل السلطنت بہمنیہ نے حسن گنگوے بہمنی کو ایک رسالہ مسمی **نصائح الملوک** - بابت آداب شاہی وقوانین ملک کشائی لکہہ کے پیش کیا - بہمنی رسالہ کے مطالعہ سے محظوظ ہوا - اور تابہ زندگی اُسکی اکثر نصائح پر کاربندرہا مین نصائح کو خاص و عام کے فائدہ کے لئے گزارش کرتا ہون - تاکہ مفید ہو -

شاہجہانی زمانہ مین مولانا خیر اللہ بن کرم اللہ نے غوری کے رسالہ کو تغیر و تبدل کرکے اُسکا نام دستورجہان کشائی رکہا - منقول عنہ کا حوالہ نہین دیا بڑا کیا - واقع مین غوری الفضل للمتقدم کا مصداق ہے -

غوری نے لکھا اے پادشاہ - پادشاہ کو مندرجۂ ذیل صفات سے موصوف ہونا چاہیے
تاکہ سلطنت کے مہمات کو عمدہ طرح سے انجام دیوے - طالعمندی - جوہر شناسی
ہوشیاری - معاملہ فہمی - فراخ حوصلگی - دور اندیشی - شان شاہانہ
مکارم اخلاق - دینداری - بردباری - نشست و برخاست شاہانہ
حسن سلوک - حسن تدبیر - ہر ایک صفت کی اصطلاحی
طالع مندی - وہ ہے کہ پادشاہ کو عالم شباب مین سلطنت کے اسباب بغیر رنج و محنت
حاصل ہو جائین - یعنی غیرون کا ذخیرہ جمع کیا ہوا ہاتھ آ جائے -
جوہر شناسی - وہ ہے کہ اہل ہنر و صاحب جوہر کی دلجوئی و دلداری انعام و اکرام سے کرے
ہوشیاری - وہ ہے کہ ہمیشہ اعدائے مخالفین سے باخبر رہے - اور اونکی مدافعت کی فکر کرے
معاملہ فہمی - وہ ہے کہ مہمات سلطنت مین غور و فکر کرے - اہل اغراض و خوشامدگویونکی بات پر عمل نکرے
فراخ حوصلگی - وہ ہے کہ مواقع مصارف مین کثرت خرچ سے چین بجبین نہووے
ہمیشہ ہنس مکھ و خندہ پیشانی رہے - رنج و غم کو دور کرے -
دور اندیشی - وہ ہے کہ کار فردا کی تجویز آج کرے - اور تواریخ سے سلاطین سلف کے
حالات مطالعہ کر کے عبرت اختیار کرے -
شان شاہانہ - وہ ہے کہ ہمیشہ خلائق کو فیض عام سے سرفراز فرمائے - اور اہل ہنر و اہل
علم و فقرائے اہل اللہ و شعرا و مورخین کو شاہانہ ہمت سے ممتاز کرے اور ریاست
مین اعزاز سے رکھے -

مکارم ۸ اخلاق۔ وہ صفت فطری ہے کہ صاحب خلق امیر و فقیر کے ساتھہ ملائمت و ملاطفت سے پیش آتا ہے کسیکو شکستہ دل نہین کرتا۔

دین ۹ داری۔ وہ ہے کہ متدین شخص ہمیشہ دین کے کام کو دنیا کے کام پر مقدم کہے۔ اور سلطنت و عدالت کیلئے دین کا ہونا لازم و واجب ہے۔ اہل دنیا کی گفتگو پر دین کو ترک نکرے۔

بردباری ۱۰۔ وہ ہے کہ ارباب حاجت و فقرا و غربا کی سخت کلامی و نافرمانی سے رنجیدہ نہین ہونا بلکہ برداشت کرنا چاہیئے۔

نشست و برخاست شاہانہ ۱۱۔ وہ ہے کہ شاہانہ سلف کی طرح بارگاہ کل یعنی دربار عام مین جلوس کرے۔ اور ارکان دولت کا سلام و مجرا لیوے۔ اور امرا کیطرف محبت سے دیکھے۔ اور دربار مین فعل عبث کا مرتکب نہووے۔ عزت و وقار سے جلوس کرے۔ خاص و عام کے عرائض سنے اور ان کے اجرا کے لئے مناسب حکم کرے۔

حسن ۱۲ سلوک۔ وہ ہے کہ خلائق کے ساتھہ ملائمت و ملاطفت سے گفتگو کرے عطر و پان و میوہ و انعام و صلہ دیتا رہے۔ کیونکہ رعایا و سپاہ پادشاہ کے اس سلوک سے خیر خواہ و جان نثار ہوتے ہین۔

حسن ۱۳ تدبیر۔ وہ ہے کہ ہوشیاری و دانائی۔ تیزی و چالاکی سے غنیم کے مقابلہ کیوقت اپنی سپاہ کو دلیر و قوی اور دشمن کی سپاہ کو ضعیف و بیدل بنائے۔

نیز۔ پادشاہ کی صفات سے یہہ بہی ہونا چاہیئے کہ ہمیشہ خدائے کارساز و قہار بے نیاز سے استعانت کرے اور اسکی عبادت و بندگی بجالائے۔ اور فقرائے اہل اللہ سے ہمت

و دعا چاہئے۔ بزرگان وقت اگر تعویذ و نقش عطا کرین۔ تو اُن کو تعظیم سے لے لیوے اور اولیاء اللہ کی مزارات کی زیارت کرے۔ بزرگون کی زیارت خدا کی رضامندی کا سبب ہے

تالیف قلوب سپاہ و رعایا

پادشاہ کو چاہئے کہ سپاہ کی تالیف قلوب کرے۔ مال و دولت سے اُنکو سرفراز فرمائے تاکہ وہ موقع پر جان نثاری مین ایک دقیقہ فروگذاشت نکرے۔ اور اہل مناصب کو انعام و صلات سے ممتاز فرمائے۔ منافقین کے گروہ کو حکمت عملی و حسن سلوک سے موافق بنائے۔ اگر وہ موافقت نکرین تو اُنکو حسن تدبیر سے نکالدے تاکہ فتنہ برپا نکرین۔ اور اہل اغراض کی باتون کو سُننا مگر اُنپر عمل ہرگز نہین کرنا چاہئے۔

اے پادشاہ (۱) ناتوان بین۔ و (۲) واقعہ طلب۔ و (۳) بہانہ جو۔ و (۴) حریص۔ و (۵) قابوچی وکم فطرت سے پرہیز کرنا مناسب ہے۔ اور جہانتک ممکن ہو اپنی حکومت سے نکالنا چاہئے اور اُنکو ایسا موقع نہین دینا چاہئے کہ مملکت مین خلل پیدا کرین۔

ناتوان بین وہ ہے جو اپنی ترقی چاہے اور دوسرون کا زوال۔ اور تکلم کے وقت بیہودہ و پریشان باتین کہے۔ بے محل و بیموقع ہنسے اور آسمان کیطرف دیکھ کے آہ مارے۔

واقعہ طلب۔ وہ ہے جو اپنی بہتری کے لئے تمام عالم کی خرابی پسند کرے۔

بہانہ جو۔ وہ ہے جو آرام طلب ہو۔ اور فقرا مین شیخی و لاف زنی کرے۔

حریص۔ وہ ہے جو بخشش کی تعریف کرے۔ اور مرغوبہ اشیا کو نظر لگائے۔

قابوچی۔ وہ ہے جو آپکے ترقی کے زمانہ مین سلام کرے۔ اور تنزل کے زمانہ مین اعراض

کم فطرت ۔ وہ ہے جو بے موقع بات کرے اور بیجا نشست و برخاست

بابت مشورہ

اے پادشاہ! ہر ایک کام مین مشورہ کرنا چاہئے ۔ جو کام مشورہ سے ہوتا ہے وہ درست ہوتا ہے ۔ اگر مشورہ حسب مدعا ہو تو عین مراد ہے ۔ اگر خلاف ہو تو اہل شوری کو کوتاہ فہمی کا الزام نہ لگایا جائے ۔ مشورہ کے شرائط ۔ خلوت ۔ حسن نیت ۔ حسن سلوک ۔ استشارہ مین ۔

بابت سپاہگری

اے پادشاہ! سپاہگری وہ ہے کہ سپاہی ہمیشہ ننگ و ناموس کا لحاظ رکھے اور دشمن کی مدافعت مین کوشش کرے اور فنون سپاہگری سے ماہر ہو ۔ مثلاً تیر اندازی ۔ شمشیر زنی و نیزہ بازی و سواری وغیرہ ۔

بابت حسب و نسب

اے پادشاہ! حسب و نسب ایک اعتباری عزت و شرافت ہے ۔ صاحب النسب و الحسب کی تحقیر و توقیر عرفاً نسب و حسب کے اعتبار سے ہوتی ہے ۔ مثلاً جو شخص آل رسول صلعم سے ہو وہ خلائق کے نزدیک معزز و مکرم شمار کیا جاتا ہے ۔ اور جو شخص اپنے نسب کا سلسلہ انبیا و اولیا سے ثابت کرے ۔ اور خود بھی شیخت کی شان رکھے تو ایسے شخص کی بھی تعظیم کرنی چاہئے ۔ اور جو شخص اپنے نسب کا سلسلہ سلاطین و امرائے سلف سے پہنچائے ۔ اگر سلطنت اُس خاندان مین باقی ہو تو خاص و عام طوعاً و کرہاً اُسکی بھی عزت کرتے ہین ۔ ہان سلاطین سلف کے حالات پڑھ کے عبرۃً خلائق کے دلون مین پسماندون کی حالت پر رقت و محبت پیدا ہوتی ہے ۔

انہین بزرگان سلف سے جو شخص پسندیدہ خصائل و برگزیدہ شمائل و صاحب فضائل ہو کا فہ انام کے نزدیک مکرم ہوتا ہے۔ بلکہ تمام سے افضل شمار کیا جاتا ہے۔ کیونکہ صاحب الحسب والنسب و جامع العلم والادب نورٌ علی نور ہے۔ اس قسم کے عقلا و فضلا کو خدمات بزرگ پر مقرر کرنا واجب ہے۔ اکثر ایسے طبقات کے اشخاص صاحب علم و عمل اور صاحب ہمت و حمیت ہوتے ہین اُن کے گفتار و کردار سے جوانمردی و راستبازی نمایان۔ اور مالک کی خیرخواہی و جانثاری عیان ہوتی ہے۔ یہی بزرگ سخی المزاج و کریم النفس و نیک محضر ہوتے ہین۔ ناموری و شہرت کے میدان مین سبقت کرتے ہین۔ اور ثواب اخروی کی امید پر ملک کی آبادی و قوم کی ہمدردی مین ہمہ تن مصروف رہتے ہین۔ اور دنیا مین عمارات و مساجد و قلعجات پل و خوائق وغیرہ یادگار مفید عام چھوڑ جاتے ہین۔ اسی قسم کے بزرگون سے ملک و ملت کو تقویت کامل ہوتی ہے۔

طبقہ مجہول النسب

اے پادشاہ! طبقات مذکورہ بالا کے مخالف مجہول النسب خانہ بدوش گندم نمائے جوفروش انسان صورت شیطان سیرت۔ فریفتۂ دنیا۔ و شیفتۂ ہوا ہوتے ہین۔ اپنے جاہل غافل سست و کاہل دین و دنیا مین ناقص۔ بزرگان سلف کے نیک نام گمنام کرتے ہین۔ اس قسم کے اشخاص سے صلاح و فلاح کی امید رکھنا ممتنع کو ممکن بنانا ہے ایسے بدمعاشون کو ملازمت کے دائرہ سے باز رکھنا چاہئے۔

طبایع مختلف کی بابت

اے پادشاہ! دنیا مین آدمی مختلف الطبائع و متفرق الاحوال ہین۔ پادشاہ پر لازم ہے کہ اول ہر ایک شخص کے حال سے واقف ہو جائے۔ اور خدمات کے تقرر مین تحقیق کر کے حیثیت کے موافق خدمت عطا کرے اگر تقرر مین سہو کریگا تو سلطنت مین خلل واقع ہوگا۔ بے ہنر و بدسرشت و بے باک طینت عمدہ خدمات پر متقرر نہین کرنا چاہیے۔ دو نو ملک کو ویران و برباد کرینگے رعایا پر ظلم و ستم جائز رکھین گے۔ اگر ریاست مین کارپرداز لائق و نمک حلال ہون گے تو ریاست کی بنا مستحکم ہوگی۔ نہین تو یہ عمارت دیر تک باقی نہ رہیگی ۔

سلطنت دو قسم کے آدمیون بغیر نہین چل سکتی

اے پادشاہ! اول اہل السیف و العَلَم دوم صاحب العِلم و القلم۔ اول اہل السیف و العلم کہ ملک و مال ناموس و ننگ کے محافظ ہین۔ ان مین مختلف استعداد کے افراد ہوتے ہین۔ ہر ایک کو ہر یک استعداد و امتحان کی ترازو مین تولے۔ جس خدمت کے مناسب ہو اس خدمت پر مقرر کرے۔ مثلاً جو سپاہی جنگ باز مستقل مزاج صاحب رائے و صاحب ہمت جفاکش و دانشمند ہو اسکو ملک گیری و قلعہ کشائی پر مقرر کرے۔

جو چالاک و بے باک و ہنر شناس ہو۔ اسکو قلعہ گیری پر متعین کرے۔

جو خنجر گزار بردبار خوش سلوک صلح کار ہو۔ اسکو سرحد پر رکھنا چاہیے۔

جو کامل المشرب ہوشمند ہنرور مکار دشمن فریب ہو اسکو قلعہ داری کا کام دیا جائے۔

جو خدا ترس۔ عادل دیندار و ہوشیار و تجربہ کار حیلہ انگیز زمیندار دوست سپاہ پرور ہو

اُسکو فوجداری کی خدمت پر رکھے ۔

جو تیر انداز و چالاک و دلاور معرکہ شناس ہو اُسکو قراولی پر مقرر کرے ۔

جو حق شناس دین دوست ۔ صلاحیت اساس باحیا و بہادر ہو ۔ راہداری کی خدمت عطا کرے

جو بیباک و بیمروت سخت مزاج چالاک و فتاک نظرباز مقدمہ ساز ۔ اُسکو کوتوالی کی خدمت دینا چاہیے

جو لئیم الطبع کم فطرت کم ہمت زردوست ہو اُسکو کوئی کام ندیا جائے ۔

دوم طبقہ اہل العلم والقلم

اے پادشاہ ! اس طبقہ کے لوگ دولت و سلطنت کے کارپرداز ہوتے ہین ۔ ملک و مال کو رونق اور ملک کو آباد کرتے ہین ۔ پادشاہ کو چاہیے کہ اس فرقہ مین جو شخص سالار منش عالی دماغ ہو صاحب وقار درست کردار ہمت بلند ۔ خداترس ۔ مہربان بیمرت ۔ دریادل ۔ دوراندیش فراخ حوصلہ کشادہ پیشانی ۔ خوش اخلاق برگزیدہ آفاق ہو ۔ اور عالم و ملک رانی کے قواعد و ضوابط سے باخبر ہو ۔ ایسے جامع الصفات کو وکالت کی خدمت پر مقرر کرنا چاہیے

جو شخص خوش فہم ۔ حساب دان ۔ سیرچشم ۔ عدالت دوست رقیق القلب ۔ کریم النفس فراخ حوصلہ بردبار ہو ۔ اُسکو وزارت کی خدمت پر مقرر کرے ۔

جو شخص بیدار مغز انشاپرداز خوش الفاظ دوراندیش فن انشاپردازی سے واقف اور اصطلاح ملکی و دیوانی سے عارف ہو ۔ اُسکو دبیری کی خدمت عطا کرنا چاہیے ۔

جو شخص درست فہم نسب دان حسب شناس ۔ سپاہی دوست بردبار خوش خلق و سیاق دان ہو اُسکو بخشی گری کی خدمت پر مامور کرے ۔

جو شخص[5] چالاک مزاج و حساب دان ہو اُسکو داروغگی کی خدمت دینا چاہیئے۔
جو شخص[6] جفاکش و ہوشیار و چالاک ہو۔ اہل کارخانجات سے میل رکہتا ہو۔ اُسکو دیوانی بیوتات پر مقرر کرنا چاہیئے۔
جو شخص[7] شریر النفس۔ بدمنع غضبناک۔ درشت کلام۔ جفاکش ہو۔ اُسکو شاگرد پیشہ کی بخشی گری پر مقرر کرنا چاہیئے۔
جو شخص[8] جاسوس طبع۔ ہوشیار۔ بے ریا۔ غیرتدار۔ خداترس۔ راستباز۔ نمک حلال زود نویس ہو اُسکو وقایع نگاری پر مقرر کرنا چاہیئے۔
جو شخص[9] ضابطہ دان۔ امانت شعار۔ تیز فہم منصف مزاج۔ متدین۔ لشکر دوست۔ رحیم دل ہو اُسکو داغ تصیحہ کی خدمت دینا چاہیئے۔
جو شخص[10] شب روز ہوشیار و مستعد رہے منصف مزاج و عاقل ہو۔ اُسکو چوکی نویسی کی خدمت دیجائے۔
جو شخص[11] زبان آور۔ دلیر گو۔ جاسوس سیرت۔ درشت خصلت اور مقربین و منصدیون وغیرہ اہل دربار کی کیفیت سے باخبر ہو اُسکو وکالت بارگاہ پر مقرر کرنا چاہیئے۔
جو شخص[12] ضابطہ دان جفاکش درست سیرت خدمت پرست ہو اُسکو داروغگی کارخانہ کی خدمت دیجائے
جو شخص[13] سیاق دان خوش نویس حیادوست محبت کیش ہو۔ اُسکو مشرفی کی خدمت دینا چاہیئے
جو شخص[14] خدمت پرست جواب اندیش پرہراس کم خرچ شیر دل ہو اُسکو تحویلداری خدمت پر مامور کرنا
جو شخص[15] جامع فضائل کریم الاخلاق سلیم النفس متقی و پرہیزگار رحیم دل۔ لطیف المزاج ہو

اُسکو صدارت کی خدمت پر مقرر کرنا چاہیئے۔

جو شخص دیرینہ سال متدین متقی صاحب الرائے فقیہ ہو۔ خدمت قضا پر مقرر کیا جائے۔

جو شخص عالم متبحر فقیہ مدرس مسائل دان دین پرست حق شناس دیانت دار پرہیز گار ہو خدمت افتا پر مقرر کرنا چاہیئے۔

جو شخص خوش گو شگفتہ رو عشرت انگیز رنگ آمیز سخن رس بذلہ سنج۔ ظریف المزاج محرم راز ہو اُسکو مصاحبین کے زمرہ مین رکہنا چاہیئے۔

جو شخص خدا ترس ظاہر پرست محنت دوست شہر گرد بے باک راست کردار مجرم آزار دلیر وسخت گو ہو۔ خدمت احتساب پر مقرر کیا جائے۔

بارگاہ کل و بارگاہ خاص کا ذکر

تحفۃ السلاطین کے مولف نے لکہا کہ جب شاہان اسلام ہندمین فتح یاب ہوے۔ اور دہلی کو دار السلطنت بناکے حکمرانی کرنے لگے۔ اُسوقت سلاطین عجم کیطرح دو دربار کرتے تہے۔ ایک بارگاہ کل دوسرا بارگاہ خاص۔ بارگاہ کل دربار عام ہوتا تہا۔ اُسمین ہر ایک امیر و فقیر باریاب ہوسکتا تہا اور بارگاہ خاص مین امرا و ارکین سلطنت کے سوا کوئی داخل ہونیکا مجاز نہین تہا۔ بارگاہ کل یعنی دربار عام ہہنی ہفتہ مین ایکوقت بروز چہار شنبہ صبح سے دوپہر تک بڑی عظمت و شان سے ہوتا تہا۔ بارگاہ کل کا محل ریشمی فروش و قالینہائے زرین سے آراستہ کیا جاتا تہا۔ اور محل کے دروازے مخملی پردون سے سجائے جاتے تہے۔ بارگاہ کل کے سامنے تین دروازے تہے۔ ہر ایک کے درمیان سو ڈیڑ سو گز کا فاصلہ تہا۔ اور اطراف مین

جلو خانہ۔ ہر ایک دروازہ پر سپاہ و نقیبون کا مجمع رہتا تھا۔ ارباب استغاثہ وغیر استغاثہ کو کسی قسم کی روک ٹوک نہین ہوتی تہی۔ دربان و نقبا دربار کے جانے والون سے ہتیار رکہا لیتے تہے۔ کوئی دربار مین مع ہتیار داخل نہین ہو سکتا تہا۔ نقبا ریشمی قبائین و زرین کلاہین اور کمر مین بگلوس اور ہاتہون مین عصائے نقرئی لئے ہوئے۔ اسی تاک مین رہتے تہے کہ کون آتا ہے۔ اگر اہل صنام ہوتا تو دیکہتے ہی باآواز بلند چلاتے ہداک اللہ اگر مسلمان ہوتو بسم اللہ کہتے اہل اسلام و اہل صنام سے آواز کے سنتے ہی تین مرتبہ ادب سے تسلیم ادا کرکے آگے بڑہتا تہا اسی طرح دوسرے دروازے پر بہی یہی کیفیت رہتی تہی۔ نقیبون کی گلبانگ بسم اللہ وہداک اللہ نہایت ہی خوش معلوم ہوتی تہی۔ دربار مین امرا و وزرا اپنے اپنے موقع پر ادب سے دست بستہ کہڑے رہتے تہے۔ دربار مین سبکو بجز علما و مشائخ نشست کی اجازت نہین تہی۔ صرف ملک سیف الدین غوری کو خاص عنایت و فضیلت یا ضعف پیری کی وجہ سے اجازت ملی تہی۔ دربار عام مین۔ ارباب استغاثہ وغیر استغاثہ بیشمار جمع ہو جاتے تہے بادشاہ ہر ایک کی فریاد سنتا تہا۔ اور دادرسی کی داد دیتا تہا اکثر کا تصفیہ دربار ہی مین کر دیتا تہا۔ اور باقی مستغیثین کی عرضداشتین رکہ لیتا تہا دوسرے یا تیسرے دن اُنکو جواب کافی ملجاتا تہا۔ اُسوقت سرخ لباس مظلوم کی علامت تہی۔ جو لوگ دربار مین سرخ لباس کہلائی دیتے تہے اُنکی دادرسی فی الفور ہوتی تہی۔

امرا و وزرا وغیرہم کا درباری لباس ایک ہی قسم کا ہوتا تہا۔ اور تمام کی دستار بہی ایک ہی قسم کی۔ تحفۃ السلاطین کے مولف نے لکہا کہ لباس مختلف رنگ کے ہوتے تہے۔ لیکن تمام کی

ے حسن گنگوہے بہمنی نے ابتدائی جلوس مین آداب سجدہ کو موقوف کیا۔ صرف تین بار تسلیم کا معمول رکہا ۱۲

دستار سفید ایک ہی وضع کی ہوتی تھی۔ اور ملحقات کے مولف نے لکھا کہ دکن مین منصبداری
دستار کا رواج حسن گنگوئے بہمنی کا یادگار ہے۔ پادشاہ نے گانگو پنڈت کی تحریک سے ایجاد
کیا تھا۔ سلاطین بہمنیہ مین دستار منصبداری کا رواج فیروز شاہ بہمنی تک رہا۔ فیروز شاہ نے
بجائے دستار منصبداری تاج دستار نما بنوا کے اختیار کیا۔ فیروز شاہ سے آخر تک تاج پوشی
کی رسم جاری رہی۔ دربار بہمنی مین کوئی ملازم بغیر دستار نہین جا سکتا تھا۔
دکن و غیر دکن کا یہ خیال کہ منصبداری دستار کے موجد سلاطین تیموریہ ہین بالکل غلط ہے
تیموریہ موجد نہین ہین۔ بلکہ بہمنیہ کے مقلد ہین۔ ہان وضع مین کمی و بیشی کی گئی ہے
دربار عام حاکم و محکوم کیلئے مفید ہے۔ رعایا کیلئے بہت ہی مفید۔ حاجت مندونکی
حاجت کا قاضی الحاجات فقرائے غریب الدیار کا مددگار ہے۔ عوام الناس دربار عام
کیوجہ سے بیفکر و بیچنت رہتے ہین۔ کوئی کسی پر سختی و ظلم پادشاہی دادرسی کے خوف سے
نہین کر سکتا۔ پادشاہی عہدہ دار بہی خوف زدہ رہتے ہین۔ دادستد کا بازار سرد
ہو جاتا ہے۔ رعایا پادشاہ کی داد و فریاد رسی کا شکریہ دل سے ادا کرتی ہے۔ سلاطین تیموریہ
آداب و قوانین سلطنت مین باعتبار معنی شاہان سلف کے مقلد و باعتبار لفظ موجد بنے
کیا وجہ ہے کہ تیموریہ نے لفظاً تغیر کیا؟ سبب یہ ہے کہ تیموریہ چاہتے تہے کہ شاہان سلف کا کوئی
یادگار باقی نہ رہے۔ اور ہم کو کوئی مقلد نہ سمجھے۔ مثلاً تیموری نقبا بجائے بسم اللہ وہداک
اللہ ادب زیر نگاہ کورنش ظل اللہ استعمال کرتے تہے۔

بارگاہ خاص

اُس دربار مین وزراو امراو افسران فوج و معززین ریاست و بزرگان دین و ملت و مصاحبین و علما و شعرا و غیرہم داخل ہوتے تہے - یہہ دربار بہی بارگاہ کل سے شان و عظمت مین کم نہین تہا بلکہ اُس سے افضل - و آرائش و زینت مین بے بدل تہا - بارگاہ خاص کی عمارت بہی خاص تہی - اس دربار کے لئے کوئی دن خاص نہین تہا - پادشاہ مقتضائے حال کے موافق جب چاہتا تہا کرتا تہا -

عدالت کا ذکر

حسن گنگوئے بہمنی کے زمانہ مین شاہان متقدمین کیطرح عدالت کی کارروائی شرعی قاعدہ پر تہی - قضاۃ و علمائے متبحر کو عدالت و سیاست کا اقتدار کامل ہوتا تہا کسیکی مجال نہ تہی کہ شرع کے خلاف کرے - اُسوقت مین دو عدالتین بزرگ شمار کی جاتی تہین ایک عدالت دیوانی و دیگر فوجداری یہی دو صیغہ اہم المہمات سے ہین - انہین دو صیغون کی بدولت رعایا کے حقوق جانی و مالی کی حفاظت ہوتی ہے - اور باقی صیغجات انہین صیغون کے متعلق ہین - قضاۃ و علما و فقہا قضایا کا فیصلہ کرتے تہے - صدر عدالت دارالسلطنت گلبرگہ مین تہی - مولانا صدرالشریف صدر تہے - اور مولانا کے تحت مین مفتی و محتسب و ایک فوجدار اور ایک داروغہ رہتے تہے - اور ہر ایک ضلع مین محکمۂ قضا و محکمۂ محتسب و محکمۂ فوجداری ہوتا تہا - قصبات و دیہات مین قضاۃ و محتسب و فوجدارونکے نائب معین ہوتے تہے - قصبات و دیہات کے فیصلے قضاۃ و محتسب کے ملاحظہ سے گذر کے صدر عدالت مین بہیجے جاتے تہے - صدر کے فقہا ملاحظہ کرکے صواب و خطا سے مطلع کرتے تہے - دیہات مین

امناو تہانہ دار و چوکیدار و فوجدار - واقعات کی جانچ و پڑتال کرتے تہے - جہان زدوکوب و راہزنی و خونریزی ہو وہان مفسدین و قاتلین قطاع الطریق کو ماخوذ کرکے فوجداری محکمہ مین مقدمہ کا چالان کرتے تہے - فوجدار طرفین کے گواہونکا اظہار لیکر اپنی رائے لکہکے محکمہ قضا مین بہیجدیتا تہا - قاضی اظہارات کی تصدیق کرکے فیصلہ لکہتا تہا شرعاً جو حکم ہوتا تہا اُسکی تعمیل مین دیر نہین ہوتی تہی - قاضی کے حکم کی تعمیل عدالت کے داروغہ کے ذریعہ سے ہوتی تہی - فیصلہ کے بعد مدعا علیہ کو مرافعہ کے لئے ایک مہینہ کی مہلت دیجاتی تہی - مدعا علیہ کے جانب سے مہینہ کے اندر ہی مرافعہ پیش کیا جاتا تہا - صدر الشریف باتفاق فقہا و مفتیان عدالت فیصلہ کی تنقیح و جانچ کرلیتا تہا - اگر ماتحت کے فیصلہ مین کوئی غلطی ہو تو اُسکو ظاہر کرکے مدعا علیہ کو بری الذمہ کردیتا تہا - اگر غلطی نہو تو ماتحتی فیصلہ بحال رہتا تہا - اگر حکام و عمال کیطرف سے ظلم و تعدی واقع ہو تو بالمشافہ بادشاہ کے حضور مین عرض کیجاتی تہی - بادشاہ مقدمہ کی مثل منگواکے تحقیق کرتا - اگر غلطی ہو تو اُسکو دفع کرتا تہا - اور حکام کو تاکید و ہدایت دیتا تہا کہ دوبارہ غور و فکر سے دیکہو - ایسا نہو کہ حقدار حق سے محروم ہو جائے -

بادشاہ کبہی کبہی صدر الشریف کی عدالت مین جاتا تہا - مقدمہ مرجوعہ کی روداد - وگواہونکے اظہارات سنتا تہا - اور صدر الشریف کا فیصلہ دیکہکے خوشی کا اظہار کرتا تہا - یہی طریقہ سلاطین بہمنیہ مین مدت تک جاری رہا - چنانچہ قدیم دستور کے موافق ایک روز محمود شاہ بہمنی عدالت قضا مین گیا - اُسوقت ایک عورت رانیہ کا مقدمہ دائر تہا - قاضی صاحب

اظہار رہے رہتے تھے۔ عورت زانیہ نے دو شخصوں سے زنا کی تھی۔ اُسکو زنا سے اقبال تھا۔ مگر اُس نے یہ کہا کہ قاضی صاحب مین نے یہ فعل اس گمان سے کیا کہ مردون کو شرع مین چار بی بیون کی اجازت ہے۔ عورتون کو بھی چار تک ہوگی۔ قاضی صاحب عورت کے گمان سے متردد ہوئے کہ کیا حکم کرنا و کیا سزا دینا۔ محمود شاہ نے فرمایا قاضی صاحب زانیہ کو چھوڑ دیجئے۔ کیونکہ شرع مین حدود شبہ سے ساقط ہوتی ہین۔ قاضی صاحب نے زانیہ کو رہا کر دیا۔ اس نقل کو مولف ملحقات نے محمود شاہ اول کیطرف اور محمود شاہی کے مولف نے احمد شاہ کیطرف منسوب کیا ہے۔ اول کا قول درست ہے واالعلم عند اللہ۔

بہمنی کی فوج کی وردی و تعداد کا ذکر

تاریخ نظامی کے مولف نے لکھا۔ کہ ابتدا مین بہمنی کی فوج پچاس ہزار سوار و پچیس ہزار پیادے سے زیادہ نہ تھی۔ آئندہ محمد شاہ وغیرہ کے زمانہ مین مقدار مرقومہ سے زیادہ ہونے لگی۔ علی ہذا القیاس پایہ تخت مین سوار و پیادہ و سپاہ ایک لاکھ تک تھی علاوہ اِین چارون صوبجات مین بھی سوار و پیادے صوبہ دارون کے پاس رہتے تھے چارون صوبون کی جمعیت چالیس ہزار سے کم نہین تھی۔ ہر ایک صوبہ مین دس ہزار سوار و پیادے رہتے تھے۔ ضرورت کیوقت صوبہ دار مع جمعیت بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا۔ جان و مال کو بادشاہ پر فدا کرتا تھا۔ سید علی مدنی بن مولانا نظام الدین احمد دانا و عبداللہ قطب شاہ کے سفرنامہ مسمی سلوۃ الغریب سے

ہمکو بہمنی و طوائف الملوک کے سپاہ کی وردی وہتیار کا پتا ملتا ہے۔ اور انگریزی
سفرناموں سے بہی نہیں فقیر مولف کو ایک اردو دیوان سلطان قلی قطب شاہ کا
بدست ہوا ہے۔ دیوان کیا ہے۔ مختلف تصاویر امرا و سپاہ علی الخصوص اُسکی محبوبہ بہاگمتی
کی تصویر کا البم ہے۔ بہاگمتی کی سواری بڑی تزک و تجمل سے نکلتی تہی۔ ہاتی پر زرین
عماری مین سوار ہوتی تہی۔ اُسکے جلو مین دائین بائین ہزار سوار سلاح پوش
رہتے تہے۔ سواری کیا نکلتی تہی۔ عام و خاص کے لئے تماشا ہوتا تہا دیوان
مین محبوبہ کی تصویر مصور نے نہایت خوبی کے ساتہہ بنائی ہے۔ تصویر قلمی ہے
عکسی نہین۔ صفائی و درستی مین عکسی سے کم نہین ہے۔ تصویر حالت سواری
مین ہے۔ دیکہنے سے تصویر کی خوبی اور مصوّر کی لیاقت ثابت ہوتی ہے۔ مجکو اسی
دیوان کی تصاویر سے امرا و سپاہ کی وردی وہتیارون کا پتا ملا۔ اور برام پادری کے سفرنامہ
سے بہی جو عبداللہ قطب شاہ کے زمانہ مین آیا تہا۔ اور نظام الدین احمد کا رفیق بنگیا تہا
نظام الدین احمد چاہتا تہا کہ وہ رہے۔ گولکنڈہ مین بود و باش اختیار کرے اُسنے
کہا مین اس شرط پر رہتا ہون کہ مجکو گولکنڈہ کے میدان مین گرجا بنانیکی
اجازت ملے۔ نظام الدین احمد نے پادشاہ سے سفارش کرکے گرجا کی اجازت
دلائی۔ جب گرجا بنانیکی شہرت ہوئی۔ اراکین دولت جو متعصب تہے مانع ہونے لگے
اور پادشاہ کے ذہن نشین کیا کہ گرجا بننے کی صورت مین فتنہ و فساد برپا ہوگا۔ اور
تیموریہ سلاطین کو دست اندازی کا موقع ملیگا۔ پادشاہ نے گرجا بنانا موقوف کیا

پادری مذکور چلا گیا۔ پادشاہ نے رخصت کیوقت خلعت و ایک سانچے موتیون کا مالا قیمتی پچاس ہزار روپیہ و چند طاقہ پارچہ جات ریشمی دیکر مچھلی بندر کے جہاز مین سوار کرا دیا۔ برام نے اپنے سفرنامہ مین قطب شاہ کے دربار و اُمرا کی سواری وغیرہا کے حالات شرح و بسط سے لکھے ہین۔ اب مین سفرنامہ سے ذیل مین سوار و پیادہ و سپاہ سالار و سپاہ کی وردی و ہتیار کی پوری پوری صورت و ہئیت بیان کرتا ہون۔

سوارونکی وردی و ہتیار۔ قبا۔ خود۔ زرہ۔ شمشیر۔ نیزہ۔ دستار سُرخ۔

پیادونکی " " پاجامہ پتلون نما سفید۔ الخالق لطور کپچہ۔ و کلاہ مدور سیاہ

کرناٹکی سوارونکی " " پاجامہ زانو تک۔ کپچہ سیاہ رنگ۔ پگڑی سُرخ طلدار

پیادگان نائکواڑی کی " " دہوتی۔ پگڑی۔ کپچہ۔

سپاہ سالار و سپاہ کی وردی اگرچہ ایک ہی رنگ کی تہی۔ لیکن افسر کی وردی باعتبار قیمت عمدہ و ممتاز و گران بہا ہوتی تہی۔

امراو وزرائے درباری کا لباس۔ قبا زیب بدن۔ سر پر دستار منصب داری۔ کمر مین بگلوس۔

مشائخ و علمائے درباری کا لباس جبہ۔ کرتہ۔ صدری۔ عمامہ

خدام و شاگرد پیشہ " " قبا۔ کلاہ۔ بگلوس

نقبا و چوبداران " " قبا۔ کلاہ۔ بگلوس۔ عصا۔

از سفرنامہ برام ۱۲

بہمنی کے زمانہ مین تعلیم کی حالت

تحفہ السلاطین کے مولف نے لکہا کہ سلاطین اسلام کی کشائش ملک سے بالذات یہ غرض ہوتی تہی کہ اسلام کی اشاعت ہو۔ اور دین محمدی کا رواج عام۔ جب کسی ملک پر کامیابی و فیروزی ہوتی تہی تو اولاً تربیت و تعلیم کیطرف متوجہ ہوتے تہے۔ اکثر علمائے دین ہدایت اسلام و اشاعت دین محمدی کیلئے مقرر کرتے تہے۔ اور ملک مفتوحہ کے بلاد و قصبات و دیہات و مواضع مین مساجد تعمیر کراتے اور مساجد مین آئمہ و موذنین مقرر کرتے۔ اور آئمہ و موذنین کو اس امر کی تاکید کیجاتی تہی۔ کہ عوام الناس کو مسائل دین محمدی سے آگاہ کرین۔ اور عربی و فارسی زبان سکہلائین اور تعلیم و ہدایت مین تالیف قلوب و حسن اخلاق کا لحاظ رکہین۔ انتہی کلامہ۔ مولانا عین الدین نے ملحقات مین لکہا کہ سلاطین بہمنیہ نے دکن مین عربی و فارسی زبان کو زیادہ رواج دیا حسن گنگوئے بہمنی علم و ادب کے زیور سے آراستہ و فضیلت کے پیرایہ سے پیراستہ تہا۔ علمائے عصر و فضلائے دہر کی بڑی قدر و منزلت کرتا تہا۔ متعدد علما اُسکی مصاحبت مین تہے۔ مثلاً مولانا لطف اللہ سبزواری و ملا معین الدین ہروی۔ و مفتی احمد ہروی و ملا محمد اسحٰق سرہندی۔ و ملا فضل اللہ انجو ہی۔ و ملا حکیم علیم الدین تبریزی۔ و حکیم نصیر الدین شیرازی۔ صدر الشریف سمرقندی و ملک رکن الدین غوری و ملک سیف الدین غوری و سید رضی الدین جگا جوت و غیرہم۔ حسن نے شاہزادون کی تعلیم کا عمدہ اہتمام کیا۔ اساتذہ لائق تعلیم کیلئے مقرر کئے۔ تینون شاہزادون یعنی محمد و محمود و داؤد کی تعلیم ملا نا فضل اللہ انجو کے تفویض کی۔ پہر نفع عام و اشاعت اسلام کے لئے ممالک مین مدارس کہولے۔ طلبہ و اساتذہ کیلئے وظائف مقرر کئے۔ چنانچہ ۷۵۵ھ مین

حسب الحکم صفدر خان سیستانی صوبہ برار نے ایلچپور برار مین ایک مدرسہ قائم کیا۔ مدرسہ مین مولانا محمد ابراہیم سندہی و مولانا محمد یحیی سندی مقرر کئے گئے۔ یہہ مدرسہ تفال خان وزیر عماد شاہ کے زمانہ تک جاری رہا۔ وزیر موصوف مدرسہ کی ترقی چاہتا تہا۔ وزیر کی زندگی تک ترقی رہی۔ جب وزیر نظام شاہ بحری کے معرکہ مین قید ہو کے فوت ہوا تب ہی مدرسہ کا خاتمہ ہوگیا۔ یہہ مدرسہ ایلچپور کی جامع مسجد مین تہا۔ اور بارگاہ کل المعروف بہر کل مین جو جامع مسجد کے عقب مین ہے طلبہ و اساتذہ سکونت پذیر تہے طلبہ کو خوراک و پوشاک وقف سے ملتی تہی۔ اور اساتذہ و متعلقین مدرسہ کی ماہوار سرکاری خزانہ سے دی جاتی تہی بہمنی نے سالانہ تیس ہزار ہون محاصل کی جاگیر وقف کردی تہی۔ مدرسہ مین سو طلبہ بورڈرس۔ اور سو سے زائد غیر بورڈرس تہے۔ اسی طرح دولت آباد و گلبرگہ وغیرہ صوبجات مین بہی مدارس مساجد و خوانق مین جاری تہے تعلیم و تدریس کا بازار گرم تہا۔ اور زبان عربی و فارسی کا رواج عام ہو رہا تہا۔ بارگاہ کل دربار عام یہہ عمارت پختہ و سنگین ملک سر تیز والا و تغلق شاہ سپہ سالار دکن کی تعمیر کی ہوئی تہی۔ ملک سر تیز عمارت مین دربار عام کرتا تہا۔ عمارت کی سولہ کمانین تہین فی الحال شکستہ و ویران افتادہ مین چند کمرے باقی اور چند کہنڈر ہو گئے ہین۔

مدرسۂ احمد نگر

چونکہ طوائف الملوک سلاطین بہمنیہ کے مقلد تہے۔ عدالت و سیاست و انتظام مملکت مین بہمنیہ کے طریقہ پر چلتے تہے۔ علوم و فنون کے قدردان تہے۔ اور چاہتے تہے کہ علوم عربیہ و فنون

ایک ہون ساڑہے تین روپیہ کلدار کے برابر ہوتا ہے ۱۲ از تحفۃ الابرار تاریخ برار ۱۲

ادبیہ کو ممالک محروسہ مفتوحہ مین شائع کرین۔ عراق عرب و عراق عجم سے علمائے مشاہیر کو
بلاکے تعلیم و تدریس کا کام اُن سے لیتے تھے۔ طلبہ کی تربیت و تعلیم اور اُن کی بود و باش کیلئے
مدارس و مکانات پختہ و سنگین تعمیر کراتے تھے۔ اُس زمانہ مین مدارس و بورڈنگ
ہوس بجز مساجد و خوانق نہین ہوتے تھے۔ مساجد و خوانق کی بنا اس قسم سے ہوتی تھی کہ
ہر ایک مسجد و خانقاہ کے متعلق درسگاہین اور طلبہ کی سکونت کے لئے حجرے بنائے جاتے تھے
فی زماننا کی طرح بورڈنگ ہوس اسکول نہین ہوتے تھے۔ لیکن دکن مین جب عراق عرب و عجم سے
علمائے ماہرین کی آمد شروع ہوئی تب سے دکن مین مستقل مدارس تعمیر ہونے لگے۔
چنانچہ شاہ طاہر خوندیہ المتوفی ۹۵۶ھ ہجری کی تحریک سے برہان نظام شاہ بحری نے قلعہ احمد نگر
کے مقابلہ مین ایک مدرسہ عالیشان پختہ و سنگین تعمیر کرکے اوسکا نام لنگر دوازدہ امام رکھا اور
چند گانون جنکا محاصل بارہ ہزار ہون تھا۔ اخراجات کیلئے وقف کردئے۔ ہر روز مومنین
اثنا عشری کو کھانا پختہ دیا جاتا تھا۔ شاہ طاہر نے عراق و خراسان و فارس و آگرہ سے
علماء و طلبائے امامیہ کو بلایا۔ اور بادشاہی خزانہ سے بارہ ہزار ہون لیکر علماء و طلبہ کے
پاس راہ خرچ بھیجا۔ حسب الطلب شاہ طاہر علمائے مندرجۂ ذیل مقامات مذکورہ سے آئے
مدرسہ مین طلبہ کو درس و تدریس کرنے لگے۔ مدرسہ مین کتب متداولہ علوم عربیہ و ادبیہ پڑھائی جاتی
تھین معقول و منقول فلسفہ و ریاضی وغیرہ فنون کی بھی تعلیم ہوتی تھی۔ مدرسہ مین اکثر
طلبہ آفاقی امامیہ مذہب تھے۔ اور چند سنت جماعت بھی شریک تھے۔
قاضی عبد النبی احمد نگری نے جامع العلوم مین لکھا کہ مین بھی اس مدرسہ مین شریک تھا

اُسوقت مدرسہ مین مدرسین جامع العلوم والفنون چالیس تھے۔ طلبہ دوسو سے زیادہ تھے
شاہ طاہر روزانہ مدرسہ مین آتا تھا۔ منتہی طلبہ کو مجسطی و محاکمات واشارات وغیرہ کتب
حکمیہ پڑہاتا تھا۔ خوش تقریر و خوش بیان تھا۔ سامعین و طالبین تقریر سے نہایت ہی
خوش ہوتے تھے۔ کبھی کبھی برہان نظام شاہ بحری درسگاہ مین آتا تھا۔ شاہ طاہر کی تقریر سے
محظوظ ہوتا تھا۔ شاہ طاہر کی بدولت دکن مین علوم وفنون کا دائرہ وسیع ہو گیا۔ اکثر طلبہ
اس چشمۂ فیض سے مستفید ہوئے۔ شاہ طاہر کی نگرانی تک مدرسہ ترقی پذیر رہا۔ بعد مین
مدرسہ کی حالت سابقہ باقی نہین رہی۔ اس مدرسہ و بورڈنگ ہوس کی تعمیر ۹۲۹ سنہ ہجری
مین ہوئی۔ اُسکی عمارت کا طول تقریباً شرقاً وغرباً ۸۰ گز شمالاً وجنوباً ۶۰ گز ارتفاع ۱۰۰ گز
سے زائد اور اُسکے احاطہ مین طلبہ کی بود وباش کے لئے ستر یا اسّی حجرے لداو کے بنے ہوئے
ہین۔ درمیان مین ایک حوض زندہ دہ دردہ موجود ہے۔ فی الحال مدرسہ کو مٹلہ کے نام سے
مشہور ہے۔ اُسمین ماہ محرم مین بارہ امام کے علم قائم کئے جاتے ہین۔ اور حجرون مین غربا
ومساکین رہتے ہین۔ اون سے کسیقدر کرایہ لیا جاتا ہے۔ عاشورہ کے ایام مین روشنی
ہوتی ہے۔ عوام الناس کا ہجوم رہتا ہے۔ اسی مدرسہ کے متعلق بیرونی حصہ کے ایک جانب
مین درس گاہ دو منزلہ پختہ عمارت تھی۔ اب شکستہ و ریختہ ہو گئی۔ اور دوسرے جانب
مین باورچیخانہ و شاگرد پیشہ کے مکانات و حجرے تھے وہ بھی شکستہ وافتادہ ہو گئے۔ کھنڈر
ویرانہ دکھلائی دیتے ہین۔ اور زبان حال سے کہہ رہے ہین۔ ؎

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ آثار پدیدست صنادید دکن را

فہرست اسمائے مدرسین مدرسۂ احمد نگر

ملا شاہ[1] طاہر - ملا شاہ[2] حسن انجو - ملا شاہ[3] جعفر برادر شاہ طاہر - ملا علی[4] گل استرآبادی ملا رستم[5] جرجانی - ملا علی[6] مازندرانی - ملا ایوب[7] ابوالبشر کنیت - ملا عزیز[8] اللہ گیلانی ملا محمد[9] امامی استرآبادی - سید[10] حسن محمد مدنی نقیب زادہ مدینہ - آپ کو برہان شاہ کی دامادی سے شرف حاصل ہوا -

مدرسۂ بیجاپور

افضل خان وزیر کی تحریک سے ۹۷۰ھ ہجری میں علی عادل شاہ نے ایک مدرسہ عالیشان بنایا اور شیراز سے جامع الفضل والکمال ملا فتح اللہ شیرازی المتوفی سنہ ۹۹۶ ہجری کو درس تدریس کی غرض سے بلایا - اور بادشاہی خزانہ سے ملا کے لئے راہ خرچ چالیس[4] ہزار ہون بھیجے گئے تھے جب ملا بیجاپور میں پہنچا - بادشاہ نے استقبال کیلئے وزرا و امرا کو بھیجا اور ملا سے دربار میں نہایت ادب سے ملا - اور ملا کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا - اول ہی روز خلعت و انعام دمزد قدم و شست سر ایکہزار ہون و اسپ مع لجام و زین زرین عنایت کیا - اور مصاحبت کے زمرہ میں شریک فرمایا - اور طلبہ کی درس و تدریس بھی ملا کے تفویض ہوئی - منتہی طلبہ میں افضل خان شیرازی وزیر - و کشور خان و ملا شما - و رفیع الدین شیرازی وغیرہ تھے ملا دو تین سال تک بیجاپور میں عظمت و شان سے رہا - پھر وہاں سے قطب الملک کے پاس آیا - چند روز بسر کرکے اکبر بادشاہ کے پاس گیا - اکبر نے ملا کی بہت تعظیم و تکریم کی فوراً منصب سہ ہزاری سے سرفراز فرمایا - اور نقد روپیہ اسباب و سامان کے لئے مرحمت کیا

علامہ ابوالفضل و فیضی و حکیم ہمام وغیرہ درباری امرا کا ہم خیال تہا۔ باہم شیر و شکر کی طرح رہا
فلاسفانہ مذہب رکہتا تہا۔ جامع معقول و منقول تہا۔ صدارت کی خدمت پر مقرر ہوا۔ پہر
حسب الحکم عضدالدولہ خطاب پاکے مرتضی نظام الملک کے ساتہہ دکن مین آیا یہان کامیاب ہوکے
آگرہ گیا۔ پادشاہی حضور مین رہا۔ افاغنہ کے مہم اور کشمیر کے سفر مین مقام حسن ابدال مین
فوت ہوا کوہ سلیمان کی چوٹی پر دفن کیا گیا۔ بیجاپور مین ملا جب تک رہا طلبہ کی تعلیم و
تربیت مین مصروف رہا۔ بیجاپور کے مدرسہ مین سو سے زائد طلبہ تہے۔ تمام طلبہ بورڈرس تہے
طلبہ کو خوراک و پوشاک سرکار سے ملتی تہی۔ اور دیگر اخراجات متعلقہ مدرسہ بہی سرکاری خزانہ سے
دئے جاتے تہے۔ یہہ مدرسہ چند ہی مدت مین برخاست ہوگیا۔

مدرسۂ حیات نگر

سلطان عبداللہ قطب شاہ کی والدہ حیات النساء عرف حیات بخش نے ابراہیم پٹن کے قریب ایک
گانون اپنے نام پر آباد کیا اور اسکا نام حیات نگر رکہا اور اسمین ایک چہوٹا سا قلعہ و باغچہ اور اپنی بود و باش
کیلئے محلات بنائے۔ اور ایک مسجد عالیشان تعمیر کرائی۔ مسجد کے حاطہ مین طلبہ و اساتذہ و ملازمین
کیلئے کشادہ حجرے بنوائے۔ قطب شاہ نے والدہ کے فرمانے سے طلبہ و اساتذہ و امام و موذن و ملازمین
کے لئے صیغہ اوقاف سے وظائف و مشاہرات مقرر کردئے۔ تاریخ نظامی کے مولف نے لکہا کہ مدرسہ کا
ماہانہ خرچ دو سو ہون تہا۔ یہہ مدرسہ ملا ابن خاتون میر جملہ کی نگرانی مین تہا۔ مدرسہ مین طلبہ
اکثر غربا زادے تہے۔ میر جملہ ہفتہ عشرہ کے بعد بطریق سیر و تفریح وہان جاتا تہا۔ اور طلبہ کی
تعلیم کی بابت۔ مدرسین کو ہدایت و تاکید کرتا تہا۔ مدرسہ تانا شاہ کے زمانہ تک جاری رہا

از نظامی ۱۲

جب عالمگیر نے تاناشاہ کو قید کرکے دولت آباد بہیجدیا۔ اس ہنگامہ رستخیز مین یہہ مدرسہ موقوف ہوگیا

مدرسۂ گولکنڈہ

ملابن خاتون بیرجملہ نے عبداللہ قطب شاہ کے حکم سے بیرون قلعہ لنگر فیض و باغ عالم آرا کے قریب ایک مدرسہ قائم کیا تہا۔ اس مدرسہ کی عمارت پختہ و مضبوط تہی۔ اور مدرسہ کے احاطہ مین طلبہ کے سکونت کیلئے متعدد حجرے بنائے گئے تہے۔ اس مدرسہ کیلئے ایک ہزار ماہوار کی آمدنی کی جاگیر وقف کردیگئی تہی۔ جاگیر کا محاصل مدرسہ کے ضروریات مین صرف کیا جاتا تہا یہہ مدرسہ بہی ابوالحسن تاناشاہ کے زمانہ تک رہا بعد مین موقوف ہوگیا۔

مدرسۂ بیدر

چونکہ خواجہ محمود گاوان وزیر بہمنیہ درویش مشرب صوفی مذہب تہا۔ قوم کے ساتہہ ہمدردی کرنا اسکا خمیر تہا۔ اُسکی طبیعت مین قدرتی جوش تہا۔ کہ بنی نوع آدم کے ساتہہ حسن سلوک کرے دکن مین زمانہ دراز تک سلاطین بہمنیہ کی خدمت کرتا رہا۔ ابتدائے ملازمت سے انتہا تک نیک نام رہا۔ اُس نے مالی و ملکی انتظامات کو ایسی خوبی سے انجام دیا۔ کہ ملک کی آبادی بڑہ گئی۔ زمین و زراعت کی حالت درست ہوگئی۔ زمیندار مالامال ہوگئے۔ اور سرکاری آمدنی مین افزائش بہ نسبت سابق زائد ہوگئی۔ رعایا کے آسائش و آرام کے سامان مہیا کردئے۔ رعایا خوشحال و فارغبال تہی۔ آخر عمر مین خیرخواہانہ اُسکے دل مین یہہ خیال پیدا ہوا۔ کہ دکن کو دارالعلوم والفنون بنانا چاہئے۔ تاکہ دکن و غیر دکن علوم و فنون کے چشمہ سے محروم نہ رہین بنائے علیہ سنہ ہجری مین ایک عالیشان مدرسہ کی بنا رکہی۔ کئی سال مین اُسکی عمارت

ازتاریخ نظامی ۱۲

انتہا کو پہنچی۔ عمارت پختہ و سنگین ہے۔ اُسکا طول شرقاً و غرباً ۵ ۷ گز اور عرض شمالاً و جنوباً ۵ ۵ گز ہے۔ مدرسہ کے سامنے دو مینار بلند تھے۔ اُنمین سے فی الحال ایک موجود ہے۔ ۱۰۰ فیٹ بلند ہے اُسپر کلام اللہ کی آئتین سبز و زرد زمین مین سفید حرفون مین لکھی ہوی ہین صحن مدرسہ مین ایک مسجد پختہ تھی۔ اُسکے احاطہ مین چارون طرف طلبہ و علما کے لئے حجرے بنے ہوئے ہین۔ طلبہ و علما اُنمین رہتے تھے طلبہ کو خوراک و پوشاک وقف سے ملتی تھی۔ تحفۃ الملوک مین مولانا رفیع الدین شیرازی نے مدرسہ و مسجد کی بابت لکھا کہ مدرسہ و مسجد کی عمارت ایسی پختہ و مستحکم ہے کہ زمانہ کے امتداد سے اُسپر کچھہ اثر نہین ہوگا۔ شیرازی کا قول مبالغہ آمیز ہے اس لئے کہ بقا بجز ذات خدا کسی چیز کو نہین ہے۔ چنانچہ ۱۰۰۷؁ ہجری ۱۱ تاریخ رمضان مین رات کو بجلی گری۔ مدرسہ کا ایک حصہ اور بیرونی و اندرونی مکانات مع مسجد و ایک مینار شکستہ و منہدم ہوگئے۔ مدرسہ کا باقی حصہ و ایک مینار محفوظ رہا۔ ابتک موجود ہے۔ جسوقت بجلی گری مسجد مین تراویح کی نماز ہو رہی تھی۔ بجلی کے صدمہ سے مولوی سید حسین امام و چند مقتدیان مسجد شہید ہوئے۔ مدرسہ کے اندرونی دیوارون پر نقوش چینی مین خط جلی سے نیلی زمین پر سفید حرفون مین کلام اللہ کی آیتین لکھی ہوی ہین۔ مدرسہ کے قریب ایک چوک بھی تھا ابتک موجود ہے۔ مدرسہ ۸۷۶؁ ہجری مین تیار کیا گیا۔ اُسکی بنا کی تاریخ سامعی نے آیۃ کریمہ سے اسطرح کہی

قطعہ

این مدرسۂ رفیع و محمود بنا — چون کعبہ شدہ است قبلۂ اہل صفا

آثار قبول بین کہ شد تاریخش — از آیت ربنا تقبل منا

از قادر خان تاریخ بیدر ۱۲

مدرسہ مین عرب و عجم کے اساتذہ لائق مقرر تھے۔ کتب متداولہ عربی و فارسی کی پوری تعلیم ہوتی تھی مدرسہ سے اکثر طلبہ فارغ التحصیل نکلے ہین۔ مثلاً کشورخان غلام خواجہ وغیرہ امرا ذی محمود شاہی کے مولف نے لکھا کہ خواجہ نے مولانا عبدالرحمن جامی و مولانا محمد جلال الدین دوانی کو مدرسہ کی تدریس و تعلیم کیلئے بلایا تھا۔ لیکن دونون بزرگان مین پیری و ضعیفی کیوجہ سے نہین آئے۔ مولانا جامی نے خواجہ کے خط کے جواب مین ایک قصیدہ بہیجا۔ اُسکے اشعار سے یہان صرف دو شعر پر اکتفا کرتا ہون۔ اسلئے کہ مین نے **محبوب الجمن** تذکرہ امرو وزرا دکن مین خواجہ کے حال مین مولانا کا پورا قصیدہ لکہا ہے۔ مولانا جلال الدین دوانی نے بہی پیری و ضعیفی کا عذر لکہا اور **ھیاکل النور** کے شرح کا عنوان خواجہ کے نام سے معنون کر کے خواجہ کے پاس بہیجدیا۔ خواجہ کتاب کے دیکہنے سے بہت ہی خوش ہوا۔ مولانا جامی و دوانی کیلئے تحائف و زرنقد ارسال کیا

من اشعار جامی

شہر بیدر را چنان در بست بر رویم قضا	نیست در شہر شما از بہر منع زایران
جذب شوق از پیش روئے دفع صد داز قفا	از گران جانی نیارم سویت آمد ورنہ ہست

گزشتہ تعلیم و دیگر رسائل مین جناب شمس العلما مولینا شبلی نعمانی نے ہند پر الزام لگایا کہ ہند مین کہین ایسا مدرسہ قائم نہین ہوا جسمین طلبہ کے بود و باش کیلئے مکانات ہون۔ الخ جناب مولانا محمد عزیز مرزا صاحب معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ نے اس الزام کو صرف خواجہ محمود گاوان کے مدرسہ بیدر کو تمثیلاً پیش کر کے باطل کیا اور دکن کے دیگر مدارس کو تمثیل مین شامل نہین فرمایا شاید طوالت کیوجہ سے قلم انداز کیا ہو گا۔ یا بطلان الزام کیلئے ایک ہی تمثیل پر اکتفا کیا۔ اور اپنے بادپائے قلم کو مدرسہ بیدر کی حد سے آگے بڑہنے نہین دیا۔ نہین تو مولینا دکن کے تمام مدارس قدیمہ کو تمثیل مین پیش کر دیتے۔ ہمارے مولینا کی معلومات کا دائرہ بہت وسیع ہے

از سیرۃ محمودیہ ۱۲

ان مدارس کے علاوہ اور بھی دکن مین مدارس تھے مین طوالت کیوجہ سے مذکورہ الصدر پر اکتفا
کرتا ہون۔ محبوب تو وکہن تذکرہ آثار دکن مین ہر ایک کا ذکر مفصل آئیگا۔

تعلیم خانہ یعنے ورزش خانہ سپاہگری کا ذکر

دکن مین اگرچہ اسلام کی آمد سے پہلے اہل اصنام تیر اندازی و شمشیر بازی وغیرہ فنون سپاہگری مین
ورزش کرتے تھے۔ اور اقوام بھیل و کولی و گونڈ و ارکاٹی و کنہڑے و تلنگے
وغیرہ فنون مین چست و چالاک ہوتے تھے۔ لیکن سلاطین اسلام نے بمقتضائے حال فنون مذکورہ
و فن بنوٹ جو دکہنیون کی ایجاد ہے۔ یعنے اچھلنا کودنا۔ مخالف سے مقابلہ کرنا۔ اور خود کو دشمن
کی ضرب سے بچانا وغیرہا کی تعلیم مین بڑا اہتمام کیا۔ سپاہ و معززین امرا کو تاکید کی کہ بچون کو سپاہگری کے
فنون سے خالی نرکہین۔ یہ تعلیم علمی طریقہ سے ہوتی تہی۔ روزانہ مشق و ورزش کرائی جاتی تہی سپاہگری
کے مقابلہ مین علوم عقلیہ و نقلیہ کی تعلیم بہت ہی کم تہی۔ صرف قضاۃ و مشائخ و ائمہ دین وغیرہم
کی اولاد پر محدود رہتی تہی۔ اور فنون سپاہگری کی تعلیم عام تہی اسمین امرا و فقرا شریک ہوتے تہے
یہی وجہ تہی کہ دکن کا کوئی شہر و گائون تعلیم خانہ یعنی ورزش خانے سے خالی نہین ہوتا تہا تعلیم خانہ
مین اکثر چار بجے سے شام تک پیران تجربہ کار و جوانان ہوشیار و طفلان ہونہار کا مجمع کثیر ہوتا تہا
سپاہگری کے فنون کی ورزش و آزمائش ہوتی تہی شمشیر بازی و بنوٹ کے قواعد سکہلائے جاتے تہے
مجمع مین ہندو مسلمان باہم شریک ہتے تہے۔ ابتداء ہی سلاطین اسلام نے اس تعلیم کی تاکید
اور استبات کی کوشش کی تہی کہ سپاہگری کی تعلیم کا عام رواج ہو۔ انکی سچی ہمدردی و نیت کا

از نظامی ۱۲ از رسالہ بنوٹ

نتیجہ ہوا کہ دکن میں اس تعلیم کا عام رواج ہو گیا۔ ہر ایک اس تعلیم کا شائق بنگیا۔ قوم کے افراد خود ہی اسکا اہتمام کرتے تھے۔ پادشاہ و وزیر کی اعانت کے محتاج نہیں ہوتے تھے۔ ہر فرد بشر اس تعلیم کو اپنی صحت و حفظ نفس کے لئے واجب و لازم جانتا تھا۔ اس تعلیم خانہ کا تعلیم یافتہ چست و چالاک و تجربہ کار بے باک ہوتا تھا۔ اس تعلیم کی بدولت تمام رعایا۔ سپاہ بن جاتی تھی۔ اور ضرورت کیوقت کل رعایا فوج کا کام دیسکتی تھی۔ ہر ایک تعلیم یافتہ سبقت کے میدان میں خوب جولانی کرسکتا تھا میدان کارزار میں پیش قدمی سے باز نہیں رہتا تھا۔ فی زمانا ورزش خانے حرب دہیجا سے آباد ہیں۔ اس زمانہ کے لہو لعب حکمت سے خالی نہیں تھے۔ صاحبان عقل و فرہنگ اس قسم کے کہیل کود کو لغو نہیں جانتے ہیں ہاں مرغ بازی و بلبل بازی و تاش گنجفہ وغیرہا کو لغو جانتے ہیں۔ جوانان ہونہار کو اس قسم کی بازیوں سے دور رہنا چاہئے۔ ہاں گوئے و چوگان سواری و پولو۔ شکار و نشانہ بازی و فٹ فال و ٹینس وغیرہا جسمانی صحت کیلئے مفید ہیں۔ تاریخ فرشتہ میں لکہا ہے کہ جب احمد شاہ ولی البہمنی کرناٹک کے حملات میں ایکروز شکار کے لئے گیا۔ شکار کے تعاقب میں سوار و پیادہ سے جدا ہو گیا۔ اسوقت صرف چند مصاحبین اور گنتی کے سوار و پیادے ہمرکاب تہے۔ مخالفین جو گہات میں گہاٹ کے درزون میں پڑے ہوے تہے۔ موقع دیکہہ کے حملہ آور ہوے۔ چو طرف سے گہیر لئے سخت مشکل کا سامنا تہا۔ بظاہر خیر نہیں معلوم ہوتی تہی۔ ایسی حالت میں عبد القادر خان طرف دار برار فی الفور تین ہزار خاصہ خیل شاہی لیکر پہنچ گیا۔ فیما بین سخت مقابلہ ہوا۔ طرفین سے تیروں کی بارش ہو رہی تہی جوانان تیر انداز نے مخالف کی جماعت کو درہم برہم کردیا۔ اکثر کو

مقولہ مولف ۱۲   ۲ از فرشتہ ۱۲

معرکہ مین گرا یا۔ آخر بہمنی کو گرداب بلا سے ساحل نجات پر لائے۔ بہمنی بہت ہی خوش ہوا ہر ایک کو خلعت و منصب مناسب سے سرفراز فرمایا۔ اور حکم دیا کہ تیراندازان کامل کو شاہزادونکی تعلیم کے لئے مقرر کرو۔ اور امراکو تاکید کی تیراندازی کا تعلیم خانہ قائم کرین۔ امراو سپاہ اس فن مین مہارت حاصل کئے جائین اور اپنی اولاد کو بہی تیراندازی سکہلائین حسب الحکم والتاکید۔ تعلیم خانے قائم ہوئے۔ تیراندازی و شمشیر بازی کا عام رواج ہوا۔ تہوڑی ہی مدت کے بعد بہمنیہ سپاہ تیراندازی و شمشیر بازی کے میدان مین معاصرین پر سبقت کرنے لگے۔ اوس وقت سے سپاہ و پیادہ علاوہ اسلحہ حرب تیر و کمان بہی کہتے تہے۔

جاگیر و انعام کی تحقیق

مولف بہار عجم نے لکہا کہ لفظ جاگیر مصدر جا گرفتن بمعنی قائم مقام کردن سے مشتق ہے قائم مقام کردن سے نائب کردن مراد ہے۔ جاگیر مرکب ہے جا اور گیر سے یہان ترکیبی دبالتمین گیر بمعنی گرفتہ ہے۔ جیسا دل پذیر۔ پذیرفتہ دل و دل پسند۔ پسندیدہ دل۔ اور لفظ دار لاحق کرنے سے جاگیر دار ہوا یعنی محافظ جاگیر۔

جاگیر کا اصطلاحی معنی

عرف و اصطلاح مین جاگیر۔ زمین کے اوس حصہ اور گانون و شہر و قصبہ کو کہتے ہین۔ کہ بادشاہ امرائے سلطنت و معززین دولت و مشائخ کرام و علمائے واجب الاحترام وغیرہم کو اعزازاً و اکراماً عطا کرے۔ بمعطی لہ یعنی جسکو جاگیر دیجاتی ہے اوسکو جاگیر دار کہتے ہین یعنی محافظ جاگیر۔ جاگیر دار جاگیر مین مالکانہ تصرف و قبضہ کہتا ہے۔ گویا بادشاہ نے

[1] از نظامی ۱۲

اُنکو اجازت دی کہ جاگیرات مین شاہانہ حکومت کرین - اور رعایا کے ساتھہ بادشاہ کیطرح عدالت وسیاست و دادخواہ کی دادرسی مین حسن سلوک فرمائین - جاگیردار بلحاظ معنی مثل وزیر نائب پادشاہ ہے - وزیر و جاگیردار سلطنت کے دو بازو ہین - اور عمارت سلطنت و پادشاہت کے تہم -

جاگیر کی ایجاد

تاریخ چنگیزیہ و تاریخ رشیدی کے مولفین نے لکہا ہے کہ جاگیر کے موجد سلاطین مغول و تاتاریہ و چنگیزیہ ہین چنانچہ تیول و سیورغال و التمغا ترکی الفاظ بمعنی جاگیر ہین - اولاً چنگیز خان کے جد چہارم تومنہ خان نے ممالک مفتوحہ اپنی اولاد کو بطور جاگیر التمغا عطا کیا - کہ ہر ایک کی اولاد پر نسلاً بعد نسل باقی رہے - اور باہم بہائیون مین فتنہ و فساد برپا ہونے پائے اور امراو سپہ سالارون کو بہی سیورغال و التمغا دیا -

جاگیر کے ایجاد کی غرض

جاگیر التمغا و سیورغال کے ایجاد کرنے سے یہ غرض تہی کہ باہم شاہزادون مین اتفاق رہے - ایک دوسیر کی مساعدت و اعانت کرے - اور امرا کی شان و عظمت بڑہے اور مالک کی خیرخواہی و جان نثاری پر فریفتہ ہون اور ضرورت کیوقت معرکہ مین دلیری و بہادری کی داد دین - اور جنگ آوری کے میدان مین جوانمردی و دلاوری سے ایک دقیقہ فروگذاشت نکرین - اور شکرگزاری و وفاداری کے دائرہ سے قدم باہر نرکہین - واقع مین اس عطیہ کے موجد سلاطین چنگیزیہ و تاتاریہ ہین امیر تیمور موجد نہین بلکہ مقلد ہے - بہرحال سلاطین چنگیزیہ

وامیر تیمور گورگان کی ایجاد بمقتضائے حال تحسین و آفرین کے لائق ہے۔ سلطنت کے انتظام و استحکام کے لئے اس قسم کی باتون کا ایجاد کرنا واجب و لازم تہا۔ اسی طرح خطابات و صلات بہی ترغیباً وضع کئے جاتے تہے۔ چنانچہ سلطان محمود غزنوی نے امراکی دل افزائی کے لئے ملک کا خطاب ایجاد کیا۔ ہرایک امیر اعظم کے نام کا عنوان ملک کے لفظ سے معنون کیا۔ امرا محمود کے اس ایجاد سے بہت ہی خوش ہوئے۔ اور پادشاہ کے سچے خیرخواہ و جان نثار بنے۔ معرکوں اور مہمات اعظم مین دلیری و جرأت سے سبقت کرتے تہے۔ جانبازی و جان نثاری کو فخر جانتے تہے انہین جان نثارون کی بدولت محمود نے ہندو سندھ و غور و غزنین مین کامیابی حاصل کی فاتح ہند مشہور ہوا۔ تواریخ کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلاطین متقدمین نے جو روئے زمین پر گذرے مین۔ ہرایک عہد مین مقتضائے حال کے موافق انتظام سلطنت و ارکان دولت و رعایائے ملک و ملت کی تالیف قلوب کے لئے اس قسم کے خطابات و عطایات ایجاد کئے تہے۔ چنانچہ متقدمین کی ایجاد کا سلسلہ ابہی تک جاری ہے ہان کمی بیشی ہوئی ہے۔ دیکہو ہمارے سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ عطیات و خطابات وغیرہا مین سلاطین تیموریہ کے مقلد مین۔ اسندا ذزمان و تیموریہ سلطنت کے منقرض ہونے سے اگرچہ پورے پورے قوانین تیموریہ و دستانیر مغلیہ باقی نہین رہے۔ لیکن باوجود انقراض و امتداد اب بہی داد و دہش و معافی و بخشش و دربار و رفتار و گفتار وغیرہا۔ مین تیموریہ سلاطین کی شان نظر آجاتی ہے ہمارے اعلیحضرت بندگانعالی خلد اللہ ملکہ کی ذات بابرکات مین اکثر عادات پسندیدہ و صفات محمودۂ بزرگان سلف و خلف عزیزان عالم قدس سرہ و شاہان تیموریہ کی

[1] از فرشتہ ۱۲

دکھلائی دیتی ہین نے آپ کے حالات محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے پانچوین حصہ مین
شرح وبسط کیساتھہ لکھے ہین۔ عنقریب مطبوع ہوگا۔ ہرایک طالب شائق کے مطالعہ مین گذریگا
سلاطین چنگیزیہ وتیموریہ امرائے جاگیردار کو خواہ کبیر ہو خواہ صغیر اپنا نائب سمجھتے تھے۔ امیر
جاگیردار وزیر دونون کو اپنی دونو آنکھون کیطرح جانتے تھے۔ اس تالیف قلوب کی وجہ سے
امیر تیمور گورگانیہ کے امرا جان نثار معرکہ سے منہ پھیرنا عار وننگ سمجھتے تھے۔ بزدلانہ زندگی سے
مرنا پسند کرتے تھے۔ جی توڑ کے لڑتے تھے۔ میدان معرکہ مین سرخرو ہوتے تھے۔ امیر تیمور
گورگان جان نثارون کی مدد واعانت سے بڑے بڑے سلاطین پر کامیاب ہوا۔

جاگیر کے لفظ کی ایجاد

مورخین لفظ جاگیر کے ایجاد مین مختلف الاقوال ہین۔ بعض کا قول یہ ہے کہ جاگیر کا لفظ
سلاطین غزنویہ وغوریہ وتغلقیہ وبہمنیہ کے عہد سے ہند مین رائج ہوا ہے۔ اور بعض یہہ کہتے ہین
کہ تیمور نے بجائے التمغا وسیورغال وتیول لفظ جاگیر ایجاد کیا۔ جب ہند مین
تیموریہ سلطنت قائم ہوئی۔ تب سے ہند مین لفظ جاگیر نے خوب رواج پایا۔ سلطنت تیموریہ کے
ساتھہ ترقی کرتا رہا۔ سلاطین تیموریہ نے ہند مین اہل اسلام واہل اصنام امرا وفقرا مشائخ وبراہمہ
وغیرہم کو جاگیرات بیشمار عطا کین۔ اور جو جاگیردار تغلقیہ وبہمنیہ کے زمانہ کے تھے انکو بھی علاوہ
جاگیر سابق تجدیداً جاگیرات دین۔ اور اُن سے سلاطین سلف کے فرامین واسناد لیکے
از سر نو فرامین واسناد تیموریہ دئے۔ اور سلف کے فرامین کسی کے پاس باقی نہین رہے یہی
بھی وجہ ہے کہ سلاطین سلف یعنی تغلقیہ وبہمنیہ کے فرامین واسناد نادر الوجود ہین لیکن

نوابرنج سے پتا ملتا ہے۔ مثلاً فرشتہ نے لکھا ہے کہ علاء الدین خلجی نے ظفرخان کو ملتان
و پنجاب و سمانہ جاگیر تن دیا تھا۔ اور سلطان محمد تغلق شاہ نے حسن گنگوئے بہمنی
کو دکن میں مکری و رائے باغ و کلہر وغیرہا مواضع جاگیر تن عطا کیا تھا۔ اور بہمنیہ کے
فرامین جاگیرات دکن میں ابتک بعض مشائخ کے پاس موجود ہیں احمد شاہ بہمنی کا فرمان
جاگیر حضرت محمد الحسینی بندہ نواز گیسودراز قدس سرہ کے ورثہ کے پاس موجود ہے۔

جاگیر کے اقسام اور ہر ایک کی تعریف

جاگیر تن[۱]۔ جاگیر بشرط خدمت[۲]۔ جاگیر ذات[۳]۔ جاگیر مدد معاش[۴]۔ جاگیر التمغا[۵]۔ جاگیر وقف[۶]
۔ جاگیر تن[۱]۔ یعنی جاگیر تنخواہ۔ ضیا برنی نے لکھا کہ تنخواہ مرکب ہے
تن مخفف تنگہ۔ وخواہ امر بمعنی خواستہ سے خواستہ مساوی مطلوبہ ہے۔ یعنی تنگہ مطلوبہ
اس بنا پر تنخواہ کو محاورہ میں طلب بمعنی مطلوبہ کہتے ہیں۔ بعض کا قول کہ تنخواہ مرکب ہے تن بمعنی
جسم وخواہ سے یعنی محافظ جسم لیکن اعتبار کے لائق نہیں۔ ترکیب لفظ سے یہ معنی حاصل نہیں ہوتا

جاگیر تن کے اصطلاحی معنی

جاگیر تن اُس زمین کے حصہ اور گاؤں و بلدہ کا نام ہے کہ پادشاہ امیر یا وزیر و سپہ سالار
وغیرہم کو اس غرض سے عطا کرے کہ اُسکی آمدنی فوج و سپاہ کی تنخواہ میں دیجائے۔ اور جو
کچھہ خرچ آمدنی کے وصول کرنیمیں ہو اُسمیں سے منہا کرکے جسقدر باقی رہے۔ بادشاہی
خزانہ میں داخل کیا جائے۔ اُسکا حکم یہ ہے کہ جاگیر تن اُسوقت تک جاگیردار کے

تصرف مین رہسکتی ہے۔ جب تک فوج و سپاہ اوسکے تحت مین رہے۔ چنگیزیہ و تیموریہ سلاطین کے عہد مین یہ قاعدہ جاری تہا کہ بادشاہ جب چاہے۔ جاگیرین منتقل کرکے دوسرے کسی معزز امیر کے حوالہ کرے۔ اور فوج و سپاہ بہی اُس دوسرے کے تفویض کیجائے۔ بہہ جاگیر موروثی نہین ہوتی۔ ہان بادشاہ کو اختیار حاصل ہے۔ کہ کریمانہ و رحیمانہ متوفی کے وارثون پر مقرر کرے۔ یا نکرے۔

سلاطین چنگیزیہ و تغلقیہ و بہمنیہ و طوائف الملوک و تیموریہ کے عہد مین جاگیرات تن پر منتقل کرنیکا عمل برابر ہوتا رہا۔ دیکہو ملک ہزبرالدین المخاطب بہ ظفرخان سپہ سالار کو علاءالدین خلجی نے پنجاب ملتان و سمانہ وغیرہا جاگیرتن دیا تہا۔ جب ملک موصوف مغلون کے مقابلہ مین مقتول ہوگیا۔ تب علاءالدین خلجی نے اُسکی جگہ ملک غازی تغلق کو مقرر کیا۔ اور ملتان و سمانہ وغیرہا اُسکو بصیغہ جاگیرتن دیا۔ ظفرخان کے وارثون پر نہین منتقل کیا۔ اگر جاگیر موروثی ہوتی تو ضرور وارثون کو ملتی۔ اسی طرح بہمنیہ کے عہد مین بہی عمل درآمد ہوا ہے حسن گنگوئے بہمنی نے صفدرخان سیستانی صوبہ برار کو پائین گہاٹ کا ایک حصہ یعنی تعلقہ منٹہ بہور جسکو ملک عنبر نے ویران کرکے ازسرنو آباد کیا اور اُسکا نام ملکہ پور کیا اب تک اُس کے نام سے مشہور ہے“۔ جاگیرتن عطا کیا تہا۔ اُس تعلقہ کی زمین دو حصون پر منقسم تہی۔ ایک کا نام بالا جسکو اپل برار آپراس دوسرا پائین جسکو نیچواس کہتے ہین تعلقہ مین صفدرخان کے طرف سے دو نائب ایک بایزیدخان سیستانی دوم کلیم اللہ تا زندرانی مقرر تہے۔ جس حصہ پر بایزیدخان مقرر تہا اس حصہ کا نام بایزید خیل مشہور ہوا

ل از فرشتہ ۱۲ ۲ از ملخصات دنظامی ۱۲

عوام میں کثرت استعمال سے بازی کہیل ہوگیا۔ ابتک اس نام سے مشہور ہے۔ اور جس حصہ پر کلیم اسد خان تہا۔ اسکا نام کلیم اللہ خیل تہا وہ بہی متغیر ہو کے کلیم کہیل ہو گیا ابہی تک زبان زد عوام ہے۔ صفدر خان کے انتقال کے بعد وہ جاگیر منتقل کی گئی۔
اسی طرح تیموریہ کے زمانہ میں یہی عمل درآمد ہوا ہے۔ تعلقہ آکولہ برار عالمگیری عہد میں اسد خان وزیر کو جاگیر میں ملا تہا۔ پہر وزیر سے منتقل ہو کے خالصہ میں شامل ہو گیا۔ آکولہ کا قلعہ وزیر مذکور کا بنایا ہوا ہے۔ اسی طرح طوائف الملوکیہ بہی جاگیر میں کی بابت عمل کرتے رہے ہے۔ ابراہیم عادلشاہ نے اپنے وزیر اسد خان لاری کو بلگوان وغیرہ جاگیر میں دیا تہا۔ اور چند ہاتی وگہوڑے وغیرہ اسباب شاہی عطا کئے تہے۔ جب اسد خان فوت ہوا۔ اسوقت جاگیر واسباب شاہی قرق کیا گیا۔

جاگیر بشرط خدمت

جاگیر بشرط خدمت۔ وہ ہے کہ بادشاہ صاحبان علم و فضل اور کسی عہدہ دار کو خدمت کے معاوضہ میں تا وجود خدمت جاگیر عطا کرے۔ یہ جاگیر خدمت کے ساتہہ لازم ہے جبتک خدمت رہیگی تب تک جاگیر بحال و برقرار۔ خدمت کے فوت ہوتے ہی جاگیر موقوف ہوگی اذا فات الشرط فات المشروط دوامی وموروثی نہیں ہوتی ہے۔ مثلاً جاگیر بشرط خدمت قضاۃ و محتسبین و مفتیین کو دیجاتی ہے۔ قاضی و محتسب و مفتی جب تک قضا و احتساب و افتا کی خدمت ادا کرتے تہے۔ تب تک جاگیر پر قابض و متصرف رہتے تہے اگر خدمت سے عاجز ہوتے تو معطل کئے جاتے تہے۔ اُن کے قائم مقام دوسرے ہوتے تہے

۱؎ از دستور العمل عالمگیر ۱۲ ۲؎ از بساتین السلاطین ۱۲

اور جاگیر قائم مقام پر مستقل کیجاتی تہی - سلاطین بہمنیہ و تیموریہ کے زمانہ مین اسیطرح عمل درآمد رہا - اس جاگیر و جاگیردار کے بحال و برقرار رکہنے مین بادشاہ مختار ہوتا تہا - رکہے یا نہ رکہے

جاگیر ذات

جاگیر ذات - وہ جاگیر ہے کہ بادشاہ کسی امیر و وزیر وغیرہما کو عنایتہً و ترحماً خاص اوس کے ذاتی اخراجات کیلئے عطا کرے - یہ جاگیر بہمنیہ زمانہ مین معطی لہ کی زندگی تک اگر سند مطلقاً ہو تو رہتی ہے - اگر سند مین نسلاً بعد نسلٍ ہو تو ورثہ کو میراثاً دیجاتی تہی - اگر معطی لہ باغی ہو جائے تو قرق کیجاتی تہی - چنانچہ اس عرف کے موافق ابراہیم عادل شاہ نے ملک سیف خان عین الملک کا زندرانی سے بلگاؤن جاگیر ذات بغاوت کیوجہ سے چہین لیا - ایسا ہی بہی بلگاؤن اسد خان لاری کو جاگیر ذات مین عطا کیا تہا - زندگی تک وسکی ذات پر بحال رہا لاری کے مرتے ہی جاگیر ضبط کرلی تہی - تیموریہ سلاطین کے زمانہ مین بہی اسی طرح عمل درآمد رہا -

جاگیر مدد معاش

جاگیر مدد معاش - وہ ہے کہ بادشاہ وزیر و امیر وغیرہ کو علاوہ معاش جو اون کی گذر اوقات کیلئے کافی ہو بطور امداد مقرر کرے - یہ امداد ہنگامی الونس کیطرح ہوتی تہی جیسا کہ قحط سالی وغیرہ آفات آسمانی کے زمانہ مین امدادی اضافہ دیا جاتا ہے - یہہ جاگیر مشروط کیطرح ہے ایک محدود زمانہ تک رہتی ہے - بعد مین موقوف کیجاتی ہے - زمانہ محدود عام ہے - اوس خاص زمانہ تک یا معطی لہ کی حین حیات تک ہو - تیموریہ کے زمانہ مین اس قسم کی

ماثر عالمگیری ۱۲

مدد معاش میں حیات تک رہتی تہیں معطی لہ کے مرنیکے بعد موقوف کیجاتی تہیں - اگر پادشاہ معطی لہ کے ورثہ پر بحال رکھتا تہا - تو تجدید سند دیکے بحال رکھتا تہا معطی لہ موروث کی سند ورثہ کیلئے وثیقہ نہیں ہوتی تہی - یہی وجہ ہے کہ عالمگیر نے مدد معاش کی جاگیرین جو شاہان سلف کی دی ہوی تہیں اونکو منسوخ کرکے ازسرنو ترحما و عنایتہ موروث علی ہذہ ورثہ پر بحال رکہیں - دکن کے مشائخ و آئمہ و قضاۃ کے نزدیک اس قسم کی اکثر سندین موجود ہین عالمگیر کے بعد جو پادشاہ ہوے وہ بہی اسی طریقہ پر چلتے رہے - مگر بعض صوبے جو خود مختار پادشاہ مانے گئے اُنہین بعض نے اُسی عالمگیری دستور کی پیروی کی - اور بعض نے مدد معاش کو التمغا کیطرح موروثی کردیا - مثلاً سرکار عالی خلد اللہ ملکہ مین مدد معاش وغیرہ جاگیرین و انعامات موروثی ہوگئے - مگر کوئی قانون موروثی کی بابت نہین لکہا گیا - شاید حضرت آصفجاہ مرحوم کے مرنیکے بعد حضرت نظام الملک اسد جنگ میر نظام علیخان بہادر نے جاگیرات کیطرف توجہ نکی ہوگی - یا ترحما جاگیرات کی پیروی نہین کی - نہ بازپرس و تحقیق کا بازار گرم کیا - یا مشائخ و قضاۃ وغیرہ بزرگون کو ریاست کے دعاگو سمجہ کے مرفوع القلم رکہا - حضرت مرحوم کے جانشینون نے بہی حضرت کی پیروی کی اس سبب سے آجتک یعنی حضور سکندر صولت جمشید حشمت فلاطون حکمت ارسطو فطنت قدر قدرت اعلیحضرت میر محبوبعلیخان نظام الملک مظفر الممالک آصفجاہ بہادر سادس کے زمانہ تک بدستور قائم ہین تمام نمک خواران قدیم کو اس بات کا شکر ادا کرنا واجب و لازم کہ پادشاہ غریب پرور داد گستر جان نثاران قدیم کو بدستور پرورش فرماتی ہین اس قسم کی تخفیف کو رکیک و خفیف خیال کرتے ہین -

جاگیر التمغا

جاگیر التمغا - یہ لفظ مرکب ہے ال و تمغا سے - ال ترکی میں ہاتہہ کو کہتے ہیں - اور
تمغا بہی ترکی لفظ ہے - بمعنی مہر - و محصول کرڑوڑ گیری - ترکیبی حالت میں اول معنی مقصود ہے
اصل میں تمغائے ال سلطان تہا - بمعنی مہر دستِ سلطان مرکب اضافی تخفیف ہوکر مقلوب
الاضافت ہوکے التمغا ہوا شعرا و اہل دفاتر متاخرین نے التمغا مقصورہ کو بالف ممدودہ
یعنی آلتمغا استعمال کیا - منجملہ غلط العام سمجہنا چاہئے - جیساکہ

مولانا صائب - نہ ہرتن لائق تشریف شاہی است + شہادت آل تمغائے آلہی است

" .... روز محشر سرخرو چون لالہ برخیزد زخاک + آل تمغائے شہادت ہرکہ دارد بر جبین

ظفر .. آل تمغا غم سے نسلاً بعد نسلٍ لکہدیا + خون فشانی ہے یہ اشک دیدۂ پرخون کی ارث

مولانا کاتبی بہر غزل عامل منصوب نصب نامیہ + آل تمغائیست از سلطان دربار گل

مولانا ہاتفی بہ پرداخت نقاش نقش حریر + شد از آل تمغاش زینت پذیر

بعض کا قول یہ ہے کہ آل ایک نباتات کی قسم سے ہے - جس سے سُرخ رنگ برآمد ہوتا ہے - اکثر
رنگریز اُس کے رنگ سے کپڑے رنگتے ہیں - مہر کا رنگ سُرخ دیکہہ کے آل تمغا کے معنی سرخ مہر سمجہے
اور التمغا کے لغوی و اصطلاحی معنی پر غور نہیں کیا - سلاطین سلف کے رواج و عرف کی پروا
نہیں کی نہ اسباب کی جستجو کی کہ سلف کے دفاتر میں التمغائی کی بابت کیا عمل درآمد تہا -
نہ لغات و تواریخ سے مدد لی - اور بعض نے التمغائی جاگیرات کو نسلاً بعد نسل ہونیکی وجہ سے
سمجہا کہ آل تمغا مرکب ہے آل بمعنی اولاد - و تمغا بمعنی مہر - یعنے جاگیر آل و اولاد کیلئے ہی الخ

محض غلط معنی ہین۔ کالاصل لہ لفظ و معنی مین مناسبت نہین۔ ترکیب لفظ سے یہ معنی حاصل نہین ہوتا مہر کی سرخی اور شعرا کی درازی ملنے مدعیان کم مایہ کو تردد و شک مین مبتلا کیا۔ اور التمغا کے معنی مین غت ربود کرنے لگے۔ اسکے اصلی معنی سے کوسون دور رہے۔ اور اسقدر بہی نہین سمجہا کہ تمغا لفظ ترکی ہے۔ آل بمعنی نبات ہندی و آل تمغا بمعنی ولاد عزبی اور تمغا کے موجد مغول و تاتاریہ کیا ایجاد کیوقت ہند یا عرب سے مستعار لیا ہے۔ ہرگز نہین باوجود این کہ التمغا کے معنی خاص مہر پادشاہ اختیار کئے ہین۔ یہہ معنی مع الخصوصیت مجموع لفظ التمغا کے ہین۔ نہ صرف لفظ تمغا ہان تمغا مطلق مہر کے معنی مین مستعمل ہے جو راہ راستے سے کجروی اختیار کئے ہین وہ کہتے ہین تمغا کے معنی مہر۔ اور آل سے مراد رنگ سرخ ہے۔ التمغا کے معنی مہر سرخ۔ اگر مہر سیاہی سے کرین تو اُسوقت آل کا لفظ زائد ہو جائیگا۔

جامع التواریخ و تاریخ برگزیدہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اصطلاح دفتر و عرف مین جن فرامین جاگیر و مناشیر و عہدنامجات پر التمغا یعنی مہر خاص دستی پادشاہ ہو۔ واجب الامضا و لازم الاذعان ہوتے ہین۔ اور بطنًا بعد بطن مانے جاتے ہین۔ بلکہ تیموریہ وغیرہ سلاطین کے زمانہ مین اسناد کی عبارت مین لکہتے تہے کہ {ما ایشان را جاگیر التمغا دادیم} تیموریہ سلاطین نے التمغا کے مقابلہ مین طغری ایجاد کیا۔ خاص فرامین و اسناد جاگیرات کی پیشانی پر نقش کیا جاتا تہا اس طغرائی فرمان و سند کی وہی عظمت تہی جو چنگیزیہ کے نزدیک التمغا کی تہی۔

حضرات ناظرین با انصاف سے امید کرتا ہون کہ میری تحقیق کی داد دینگے۔ مین نے نہایت محنت و جانکاہی سے متفرق کتب سے ریزے ریزے جمع کئے۔ ناظرین اس طرحکی تحقیق کسی

کتاب کی ایک ہی فصل مین نہین پائینگے - تواریخ مین میری ہی یہہ پہلی تاریخ اس قسم کی مختلف تحقیقات کا ذخیرہ ہے - فی زمانناجن بزرگون نے جاگیر کی تحقیق مین قلم فرسائی کی ہے سلف و خلف کے خلاف عرفاً و نقلاً و عقلاً سلف کے کتب و دفاتر سے مطابق نہین کیا شاید مقتضائے حال خلاف کا باعث ہوگا - مین جو کچھہ عرض کرتا ہون - اوس سے مجکو کسی اعتراض مقصود نہین ہے - میری غرض واقعی امر کا اظہار کرنا ہے - کوئی مانے یا نمانے

جاگیر التمغائی کے دوامی ہونے کا ذکر

فرامین التمغائی کا دوامی بطناً بعد بطنٍ ہونا ایک ہی خاندان کے سلاطین کے نزدیک لازم و واجب ہے خاندان سلف یا سلطنت کے منقرض ہونیکے بعد جدید سلطنت کے نزدیک واجب ولازم نہین - اگر جدید سلطان قائم رکہے تو سلطان کا احسان خیال کیا جائیگا - اکثر سلاطین خلف نے سلف کے عطیات کو تالیفاً للقلوب بحال رکہا ہے - چنانچہ جامع التواریخ کے مولف نے لکہا ہے کہ چنگیز خان نے صدر جہان سمرقند کے فرمانے سے ایک یرلیغ جاری کیا کہ قضاۃ و علما تکالیف دیوانی و مزاحمات سلطانی سے معاف کئے جائین مساجد و مقابر کے اقطاع بدستور بحال رکہین - اسطرح عالمگیر نے بہمنیون کی عطا کی ہوی جاگیرات التمغا بدستور بحال رکہا اور اسناد و فرامین کی تجدید کی - اور ہماری گورنمنٹ انگلشیہ نے بہی ہندمین تیموریہ سلاطین کی التمغائی جاگیرات بحال رکہی بلکہ مزید بران اون جاگیردارون پربہی جنکی جاگیرات بشرط خدمت تہین مثلاً قضاۃ و محتسبین وغیرہم جو سلاطین تیموریہ کے عہد مین قضاۃ وجج کا

کام کرتے تھے۔ اور محتسب فوجداری پر مامور ہوتے تھے۔ چونکہ فی زماننا قضاۃ و محتسبین و مفتیین سے عدالت دیوانی و فوجداری کا کچھہ تعلق نہیں رہا۔ جب کام نہیں رہا تو بمصداق اذا فات الشرط فات المشروط جاگیرات موقوف ہونا چاہیئے تہا۔ مگر سرکار عالیشان گورنمنٹ انگلشیہ نے قضاۃ و محتسبین کے بزرگان سلف کی خدمت و بزرگی و قدامت کا خیال کرکے انکی جاگیرات کو بمعاوضہ خدمات سابقہ بطور پنشن بحال رکہی۔ تاکہ یہ بزرگزادے محروم نہوں۔ ہندوسند کے تمام قضاۃ کو انگلشیہ گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔

عہدنامجات و وثائق و فرامین التمغائی کی عملدرآمد کا ذکر

سلاطین چنگیزیہ کے زمانہ مین جن عہدناموں و فرامین تیول و جاگیر و صایا وغیرہ پر التمغائی یعنی خاص مہر دستی پادشاہ ہوتی تہی۔ اُس سے بطناً بعد بطنٍ و نسلاً بعد نسلٍ مراد لیجاتی تہی۔ چنانچہ تاریخ چنگیزیہ مین عہدنامہ کی بابت لکہا ہے کہ تومنہ خان تاتاری کئے فرزند تھے باپ نے مرنے سے پہلے تمام فرزندون کو وصیت کی کہ قبل خان سریرخانی پر جلوس کرے۔ اور قاچولی بہادر سپہ سالار رہو وے تمام فرزندون نے باپ کی وصیت قبول کی اور عہدنامہ پر دستخط کئے ہم بجنسہ عبارت تاریخ مذکور کو نقل کرتے ہین۔ ھوھذا۔

ہمہ برادران بحضور پدر با یکدیگر بیعت کردند کہ سریرخانی بر قبل خان مسلم باشد و قاچولی بہادر لشکرکشی و شمشیرزنی و مقرر شد کہ اولاد خودرا بطناً بعد بطنٍ خودرا وصیت کنند کہ ہمین طریقہ مرعی دارند۔ و عہدنامہ

درین باب بخط الیغوری قلمی کردند برادران نامهائے خودرا دران وثیقہ ثبت فرمودند۔ و تومنہ خان نیز آل تمغائی خویش بران عہدنامہ نہادہ وآن صحیفہ بخازن پادشاہ سپردند۔ تم کلامہ۔ تاریخ مذکور سے معلوم ہوا کہ تومنہ خان کے فوت ہونیکے بعد سنہ ہجری مین قبل خان جد سوم چنگیز خان موجب وصیت وعہدنامہ التمغائی تخت نشین ہوا۔ اسیطرح نسلاً بعد نسل یکے بعد دیگرے پادشاہ ہوتے رہے کسی ایک فرد نے خلاف نہین کیا۔ اُسی عہدنامہ پر کاربند رہے۔ وہ عہدنامہ مدت تک تاتاریہ سلاطین کی خزانہ مین زر وجواہر کے طرح محفوظ رہا۔ اختلاف وتنازع کے وقت پیش کیا جاتا تہا عہدنامہ التمغائی کو دیکھکر کوئی اختلاف نہین کرتا تہا چنانچہ چنگیز خان نے مرنے سے قبل اپنے فرزندون کو باہم اتفاق و اتحاد کی نصیحت کی۔ اور فرمایا کہ اوکتائے قاآن ولیعہد سریر خانی پر جلوس کرے۔ اور تومنہ خان کا عہدنامہ خزانہ شاہی سے منگواکے فرزندون کو دکہلایا فرزندون نے باپ کے حکم کو تسلیم کیا چنانچہ تاریخ مذکور مین لکہا ہے کہ {فرمود کہ عہدنامہ قبل خان وقاچولی بہادر کہ بالتمغا، تومنہ خان رسیدہ است وپدران ما علی الترتیب آسامی خودرا درآنجا ثبت نمودہ اند از خزینہ آوردند وآنرا بر پسران عرض کردہ الخ} چنگیز خان کے فوت ہونیکے بعد ۶۲۴ھ ہجری مین اوکتائے قاآن تخت نشین ہوا۔ اور دوسرے بہائی تولے خان وغیرہ قاآن کے مطیع وفرمان بردار ہوے۔

سلاطین تاتاری جو فرمان کہ التمغائی ہو اُسکی تعمیل وامضا مین تاخیر ومزاحمت جائز نہین کتہے تہے۔ چنانچہ تاریخ مذکور مین لکہا ہے کہ کیوک خان نے وزیر کو حکم دیا کہ

جو فرمان قاآن کی مہر التمغائی سے مزین ہو۔ اُسکو بغیر پیش کئے جاری کرین۔ {کیوک خان حکم کرد کہ ہر یرلیغ کہ با التمغائی قاآن موشح باشد بے آنکہ بر رائے او عرض کنند امضا نویسند الخ} اسی طرح ۶۴۹ھ ہجری مین منگوخان نے وزیر سے کہا کہ {تو التمغاہا باطراف وانحاء ممالک متواتر گردان کہ اگر بعد کسے سعات زیج کند بیاسا رسد۔ و بے التمغائی او احکام یرلیغ را مسموع ندارند الخ}

التمغا کی شکل و رنگت

تاتاریہ و چنگیزیہ زمانہ مین التمغا مربع شکل مین ہوتا تھا۔ وسطِ مہر مین شکل تبکدہ و اطراف مین نام پادشاہ مع آبا و اجداد ہوتے تھے۔ چنانچہ تومنہ خان کے التمغا سے معلوم ہوا کہ التمغا مربع شکل مین غازانخان کے زمانہ تک تھا۔ جب غازانخان اسلام سے مشرف ہوا تب سے مربع شکل کو مسندیر شکل سے مبدل کیا۔ اور اپنے آبا و اجداد کے خلاف وسط مین کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اطراف مین نام پادشاہ مع اجداد منقش کیا اور حکم دیا کہ تمام فرامین و مناشیر کا عنوان بسم اللہ سے معنون کیا جائے۔ اور التمغا کی رنگت دستور کے موافق سرخ و شنجرفی رکھی جائے۔ سلاطین اسلام کا طغریٰ بھی سرخ و شنجرف سے ہوتا تھا۔ اور طغرے مین پادشاہ کا نام مع آبا و اجداد لکھا جاتا تھا۔ سلاطین بہمنیہ و تیموریہ و طوائف الملوکیہ فرمان و سندِ مزین طغری کو مثل التمغائے چنگیزیہ کی سمجھتے تھے۔

جاگیر وقف

جاگیر وقف[1] وہ ہے کہ سلاطین زمین کا ایک قطعہ یا گاؤن وجہ موضع مساجد و مقابر و خوانق

[1] از رسالہ تحقیق جاگیرات

ومقابر ومعابد ومنادر کے اخراجات وما یحتاج الیہ کے لئے وقفاً عطا کرین - اور جاگیر کی سند اہل اسلام واہل اصنام کے ائمہ معتبر وبراہمہ معتمد کے نام تولیتہً دیجائے - یہہ جاگیر عملاً کسی کی ملک نہین ہوتی ہے - ہان اُسکی آمدنی مساجد ومنادر کی تعمیر وترمیم وضروری اشیا مین صرف کیجائے - ہر فرد بشر اوس سے استفادہ کرسکتا ہے - ان اخراجات کے اہتمام کے لئے مساجد وخوانق کے ائمہ وفقرا وسجادگان - ومعابد ومنادر کے براہمہ وپوجاری وگسائین متولی کئے جاتے تہے - متولی کی تولیت معززین قوم کے اتفاق سے ہوتی تہی - اور اُسکی بحالی وموقوفی معززین کے اختیار مین رہتی تہی - جسکو تولیت کا مستحق پائین مقرر کرین - ہان اگر بادشاہی فرمان وسند مین اسبات کی تصریح ہو کہ تولیت ائمہ وسجادگان کے خاندان کے لئے نسلاً بعد نسل رہے ایسی صورت مین موروثی شمار کی جائیگی - بہمنیہ کے عہد مین بموجب تحریر بالا عمل ہوتا رہا - تیموریہ بہی اسی طریقہ پر کاربند رہے اگر متولی کے وارث کو تولیت دیجاتی تہی تو بلحاظ رعایت بزرگان سلف دیجاتی تہی نہ بوجہ میراث - سلاطین اسلام متاخرین نے اسکی تنقیح وتحقیق کی طرف توجہ نہین کی - اس صیغہ کو مرفوع القلم یہ کہا اسلئے کہ یہہ کار خیر ہے عقبیٰ مین باعث نجات اور دنیا مین موجب تالیف قلوب ہے -

شکار ودورہ بہمنی کا ذکر

ملحقات مین لکہا ہے کہ ابتدائے آبادی عالم مین اہل الجزائر والسواحل وتراکمہ وافاغنہ واعاجمہ وغیرہم بمقتضائے ضرورت وحاجت شکار دوست تہے - اُنکی زندگی وقوت بسری شکار پر موقوف تہی - حیوانات کے گوشت کہاتے تہے اور کہال سے پوستین وفرش بناتے تہے

خانہ بدوشون کی گذر اوقات شکار ہی کے بدولت ہوتی تہی ۔ جب دنیا مین تمدن شروع ہوا تب اکثر چیزین جو انسان کی گذر اوقات کا موقوف علیہ نہین پیدا ہونے لگین ۔ اور انواع انواع اشیاء ماکولات و مشروبات و ملبوسات ایجاد ہوے ۔ اگرچہ بظاہر اسوقت مین شکار کی ایسی ضرورت نہین رہی ۔ جو ابتدا مین تہی ۔ لیکن بزرگان سلف کے خلف نے آبائی طریقہ کو ترک نہین کیا اُن کے طریقہ پر برابر چلتے رہے ۔ اور شکار کے فوائد سے واقف ہوے ۔ شکار آدمی کو آدمی بناتی ہے ۔ ضعیف البدن و نحیف الجسم کو تنومند و پیلتن کرتی ہے ۔ سست کو چست بناتی درست کو درست ۔ اور یہہ بہی ثابت ہوا کہ شکار سپاہ گری کے فن سے ایک عمدہ و بہتر فن ہے ۔ ہر ایک سپاہ کو شکار کا عادی ہونا چاہئیے ۔ سلاطین سلف اکثر شکار دوست گذرے ہین ۔ اونکی غرض شکار سے گوشت و پوست نہین تہی ۔ بلکہ صحت جسمانی و افزونی قوت روحانی ۔ علاوہ شکار اور بہی اسی قسم کی ورزشین کرتے تہے ۔ مثلاً سواری و نشانہ زنی و چوگان بازی وغیرہ ۔ چنانچہ مین نے ورزش کے بیان مین اس قسم کی کئی بازیان لکہی ہین ۔

حسن گنگوئے بہمنی جسکا خمیر غور و غزنین کی خاک سے تہا ۔ اور وہان کی آب و ہوا کی آغوش مین تربیت پایا ہوا تہا ۔ بزرگان سلف کی طرح شکار کا عادی سلطنت کے امور سے فارغ ہوکے تفریحاً و تفرجاً مع مصاحبین و سپاہ افاغنہ و تراکمہ شکار کو جاتا تہا ۔ اور شکار کے بہانہ سے ملک مقبوضہ کا دورہ بہی کرتا تہا ۔ دورہ مین اکثر اوقات بارگاہ کل یعنی دربار عام منعقد کر کے زمینداروں و پائیکاروں کو باریابی سے سرفراز ۔ و غربا و مساکین کو دیدار فیض آثار سے ممتاز کرتا تہا ۔ ہر ایک اپنی درخواست بلا واسطہ امیر و وزیر پیش کرتا تہا ۔ پادشاہ ہر ایک کی

درخواست سنتا تہا۔ داد خواہ کی داد رسی ور حاجتمند کی حاجت روائی آسانی سے ہوتی تہی۔ رعایا خوشی کے اظہار مین نذرانہ و پیشکش پیش کرتی تہی۔ بادشاہ خوشی سے ہر ایک کے نذرانہ و پیشکش کو قبول کر کے اُسکے معاوضہ مین شاہانہ عنایت و خلعت سے سربلند فرماتا تہا اسی دورہ و شکار مین قصبات و دیہات کی زمین زراعت کو دیکہتا تہا۔ جہان ترمیم و تعمیر و آبادی کی ضرورت پاتا۔ فوراً اُسکی تعمیر و ترمیم کا حکم دیتا۔ اور ترمیم کیلئے سرکاری خزانہ سے رقم ادا کیجاتی تہی۔ اور زمین غیر مزروعہ کو مزروعہ بنانیکے ہی لئے زمینداروں کو تقاوی دیکے زراعت کی تاکید کرتا تہا جس مقام مین پانی کی قلت پاتا وہان کوئین کہدوا دیتا۔ اگر دیکہتا کہ تالاب شکستہ و ریختہ ہو رہا ہے۔ تو اُسکو فوراً درست کروا دیتا۔ لوگ بادشاہ کے حسن سلوک سے خوشحال و فارغ البال ہوتے تہے۔ بعض کا قول شکار کی نسبت کہ شکار ربیکار است۔ اور دوسرے مقابل کا قول ہے شکار کار ردلا و ر است اگر غور سے دیکہا جائے تو ہر ایک کا قول درست و بجا ہے۔ اور دونون مین خلاف و تضاد نہین ہے اسلئے کہ ہر ایک کا قول مقتضائے حال کے موافق درست ہے۔ کسی طرح کا خلل و فساد نہین ہے۔ قائل اول نے ان لوگون کے عتبار سے کہا کہ ملکی و مالی انتظام جنکے ذمہ واجب و لازم ہے۔ وہ کون ہین؟ وزرا و کارپردازان ریاست ہین اگر وزرا شکار و کباب و شراب و رباب مین مشغول ہون گے تو ریاست مین ضرور خلل ہوگا۔ بشرط فرصت اُسکو بہی شکار و گوئے چوگان و ورزش پیادہ روی کرنا چاہئیے۔ تاکہ اُنکی صحت جسمانی درست رہے۔ اہل قلم کو اہل علم کے قدم بقدم رہنا چاہئیے۔ اور سپاہگری کے فنون سے بہی واقف ہونا چاہئیے نیز قائل ثانی کا قول کہ شکار کار ردلا و ر است درست ہے۔ اس لئے کہ سپاہی شکار کی

تلاش مین جسقدر دوا دوی و دنبالہ روی کرتا ہے۔ اُسیقدر اُسکے بدن مین چستی و چالاکی
خون روان کی طرح جولانی کرتی ہے اور اُسکے رگ و پے مین دلیری و قوت پیدا ہوتی ہے
دونو کے قول مین تضاد نہین ہے باعتبار حیثیت ہر ایک قول مین فرق ہے۔ کسی معترض
ظاہر بین نے کہا کہ حسن جسقدر وقت شکار ولہو لعب مین صرف کرتا ہے۔ اگر یہہ تمام وقت
عدالت و داد مین صرف کرتا تو بجا ہوتا۔ پادشاہ نے اعتراض سنکے کہا حضرت فعل الحکیم
لا یخلو عن الحکمۃ مین جوان کامون مین زیادہ رغبت رکھتا ہون۔ یہہ لہو لعب بازیچہ
طفلان نہین ہے۔ بلکہ میری غرض یہہ ہے کہ امراؤ سپاہ و حشم و خدم کو جفاکش و محنتی بناؤن
جولانی و پہلوانی سکہلاؤن۔ تاکہ ضرورت کیوقت دشمن کے مقابلہ مین چستی و چالاکی دلیری
و بیباکی سے سابق قدم و راسخ دم رہین۔ دلیری و بہادری کے میدان مین مردانہ جولانی کرین
پہر غیاث الدین بلبن کی نقل شکار بیان کی { یعنے امرائے تاتاریہ نے ہلاکو خان سے دربار بغداد مین
کہا کہ بلبن شکار دوست ہے اور رات دن شکار مین مست رہتا ہے اگر بادشاہ ہند کا عزم کرے تو
آسانی سے ہند مسخر ہو جائیگا } ہلاکو خان نے بلبن کے شکار و سواری کی حکایت
سنکے کہا کہ بلبن پادشاہ تجربہ کار و ہوشیار ہے۔ ظاہراً شکار کے لئے جاتا ہے۔ لیکن واقع مین
سواری و شکار سے اُسکا مقصد یہ ہے کہ خوانین و ملوک و سپاہ و حشم کو ورزش و جفاکشی کا
عادی بنائے۔ تاکہ مخالف کے ساتھہ محاربہ و معرکہ مین کاہلی و سستی نکرین بلبن شکار دوست
نہین ہے۔ بلکہ سلطنت و رعیت کا محافظ ہے۔ پہر یہی تذکرہ بلبن کے دربار مین ہوا کہ
ہلاکو خان نے آپ کی نسبت ایسا کہا بلبن خوش ہوا ہلاکو خان کے کلام کی تعریف

ے از ملحقات ۲ ے از تاریخ فیروز شاہی ۱۲

وتحسین کی۔ اور فرمایا کہ ملک و ملت کی حفاظت وہ سلاطین کرتے ہین۔ جو ملک شاہی وجہانداری کے رموز سے واقف ہوتے ہین۔ ناکسانِ نو آموز بزرگانِ سلف کے رتبہ کو نہین پاتے ہین۔ اسی طرح سلاطین سلاجقہ و سامانیہ و غوریہ و تیموریہ و چنگیزیہ بہی تمام شکار دوست سواری و چوگان بازی و تیر اندازی وغیرہ امور سپاہگری مین زیادہ مائل ہوتے تہے۔ ظاہر مین معلوم ہوتا تہا کہ لہو لعب مین مشغول رہتے ہین۔ واقع مین وہ ملک و ملت کے پاسبان بنتے تہے۔ اور لہو ولعب کے پیرایہ مین سپاہ و امرا کو چست و چالاک بناتے تہے۔ اور سستی و کاہلی سے کوسون دور رہتے تہے۔ اور اپنی سلطنت کیلئے حفظ ما تقدم کرتے تہے۔

ٹپہ خانہ

بہمنیہ زمانہ[۱] مین چہاپہ خانہ یعنی ٹپہ خانہ عام نہین تہا۔ مگر خاص پادشاہی تہا۔ اور ٹپہ رسانی کیلئے متعدد نایکواڑی مقرر ہوتے تہے۔ اور تین تین میل پر ٹپہ خانہ کی چوکیان رہتی تہین معمولی احکامات و پروانجات شاہی روزانہ روانہ ہوتے تہے۔ اور اضلاع سے سرکاری احکامات کے جوابات لاتے تہے۔ اور یہ ڈاک گہونگرو کاٹہہ کہلاتی تہی۔ اور سانڈنیان بہی اس کام کے لئے معین رہتی تہین۔ ضرور احکاماتِ پادشاہی ایک ضلع سے دوسرے ضلع مین پہرتی کے ساتہہ پہنچاتی تہین۔ وقائع نگارون و شقدارونکی رپورٹین و روزنامچے بارگاہ شاہی مین پہنچاتی تہین۔ سانڈنی کی زود روی مشہور ہے۔ روزانہ ساٹہہ ستر کوس چل سکتی ہے۔ اور ضرورت کے وقت اُس سے بہی زیادہ۔ تاریخ طاہری[۲] مین لکہا ہے کہ سلطان محمد تغلق کے پاس دہلی سے خطوط ورنگل و دولت آباد مین ساتوین دن پہنچتے تہے۔ گہوڑون کی بہی ڈاک چوکی تہی۔

[۱] منقولہ مولف ۱۲ [۲] از تحفۃ السلاطین و ملحقات ۱۲

تین تین میل پر مکانات تہے۔ اُنمین گہوڑے رہتے تہے۔ اُنکو برید[۱] و بام[۲] کہتے تہے۔ ڈاک چوکی بہی خاص تہی۔ عام رواج نہین تہا۔ اُمرا و وزرا ہی ضرورت کے وقت ڈاک چوکی قائم رکہتے تہے اُسوقت راستے خطرناک تہے۔ تنہا مسافر و تاجر صحیح سالم نہین گذر سکتا تہا۔ تجّار کے قوافل آمدورفت کر سکتے تہے۔ قطاع الطریق اقوام بہیل و کولی و گونڈ و بیڈر راستون مین لوٹ مار کرتے تہے۔ اِن بدمعاشون کے ظلم و تعدی سے اکثر جانین ہلاک و مال و اسباب تلف ہوتے، حسن گنگوئے بہمنی نے قطاع الطریق کے فساد و فتنہ کو سخت سخت سزائین قتل و حبس دوام سے اُٹہایا۔ تاخت و تاراج کا ہنگامہ سرد ہوا۔ اور اکثر قطاع الطریق کو پیادون کی فوج مین ملازم کرلیا اور اُن کے اکثر سردارون کو ماہوارین زائد مقرر کردین۔ اس حکمت عملی سے راستون کو خوف و خطر سے پاک کیا۔ غربائے دیار۔ و تجّار امصار کے لئے آمدورفت کا راستہ محفوظ کردیا۔

نذر عیدین و جشن نوروز

سلاطین اسلام[۳] نے دربار عیدین و جشن نوروز ملوک عجم کی طرح اسوجہ سے اختیار کیا کہ جشن عیدین و نوروز مین اُمرا و سپاہ کے ساتہ تالیف قلوب و دلداری کا موقع عمدہ طرح سے حاصل ہوتا ہے۔ تمام امرا و سپاہ و عہدہ دار و معززین سلطنت و بزرگان مشائخ وغیرہم نہایت ادب و نیازمندی سے پادشاہ کی شکرگزاری مین نذرانہ و پیشکش پیش کرتے ہین اور پادشاہ بہی نہین جشنون مین سپاہ و امرا کی کارگذاری و خدمت کے مقابلہ مین اپنی خوشی کا اظہار عطیہ صلات و خطابات سے کرتا ہے۔ حسن گنگوئے بہمنی بہی سلاطین سلف کی طرح سالانہ عیدین و نوروز کا جشن منعقد کرتا تہا۔ مشائخ و غربائے دیار و امصار و علماء عصر کو

[۱] از رحلہ ابن بطوطہ ۱۲ [۲] از فرشتہ ۱۲ [۳] از ملحقات ۱۲

انعام واکرام سے سرفراز کرتا تھا۔ ومساکین وسائلین کومال وزر سے مالامال۔ وامرائے سلطنت وکارپردازان ریاست کوخطابات مناسب سے سربلند کرتا تھا۔

عیدین و نوروز کے دربار کی کیفیت

بہمنیہ دستور کے موافق دربار ریشمین فرشون ورنگین قالینون ومخمل وزربفت کے مسندون وتکیون سے آراستہ کیا جاتا تھا۔ اور درودیوار کی آرائش نقش ونگار سے ہوتی تھی۔ اور دروازون پر مخمل کاشانی واطلس خراسانی کے پردے ڈالے جاتے تھے اور دربار کے تینون دروازون پر چوبدارون ونقیبون کا مجمع رہتا تھا۔ اور سوار وپیادے عمدہ عمدہ لباس پہنے ہوے دوطرفہ کھڑے ہوتے تھے۔ چوبدارون ونقیبون کی صف بندی ترتیب سے ہوتی تھی۔ امرائے دربار کے آتے ہی اگر مسلمان ہوتو بسم اللہ وہندو ہوتو بداک اللہ کہتے تھے اس آواز کے سنتے ہی درباری مسلم وہندو تین مرتبہ تسلیم وکورنش بجالاتا۔ اسی طرح ہرایک دیوڑھی سے گذر کے دربار مین باریاب ہوتا تھا۔ اور نذر دکھا کے اپنے موقع پر کھڑا ہو جاتا تھا۔ نذر کس طرح دیتے تھے؟ رقم نذرانہ پانچ ہون یا گیارہ یا زائد۔ ایک مخمل کی تھیلی مین بند کرکے اوسپر مہر کردیتے تھے۔ اور نذر دینے والے کا نام وتعداد نذرانہ لکھدیتے تھے نذر دینے والا بارہنگ کے ذریعہ سے پادشاہ کے سامنے نذر پیش کرتا تھا۔ اور پادشاہ اوسپر ہاتھہ رکھدیتا تھا۔ یہ قبولیت نذر کی علامت تھی۔ فوراً منشی تھیلی کو لیکے نقرئی یا طلائی طشت مین جو تخت کے پہلو مین رکھا جاتا تھا ڈالدیتا تھا۔ پھر منشی ایک رجسٹر مین نذردہندگان کے اسماء وتعداد لکھہ لیتا تھا۔ اور کل رقم نذرانہ جمع کرکے

پادشاہی خزانہ مین داخل کردیتا تھا۔ نذرانہ کے بعد تمام امرائے نذر دہندگان کی دعوت
ہوتی تھی۔ تمام تناول طعام سے فارغ ہوکے محفل راگ رنگ مین شریک ہوتے تھے۔ اور
سرود وسماع سے محظوظ کر کے رخصت کئے جاتے تھے۔ رخصت کے وقت پادشاہی خدمتگار
ہر ایک پر گلاب پاشی کرتے تھے۔ اور عطر و پان دیتے تھے۔ پان سپاری الایچی ایک
زرین پارچہ مین باندہ کے دیجاتی تھی۔ سلاطین تیموریہ بھی عیدین و جشن بدستور شاہان سلف
کرتے رہے۔ لیکن گلاب پاشی و عطیۂ عطر و پان کی رسم موقوف کردئے تھے۔

مزد قدم و نشست سر

حسن گنگوئے بہمنی نے ترغیباً و تالیفاً مقرر کیا تھا۔ کہ میرے عہد مین جو کوئی اہل ہنر و صناع حسب جوہر
و تاجر عرب و عجم وغیرہ ممالک سے وارد ہو (اہل اسلام سے ہو یا اہل اصنام سے) اُسکے لئے
تین روز سرکار سے کہانا دیا جائے۔ اور پانچ ہون مزد قدم و نشست سر حسب الحکم یہ قانون
پادشاہ کی زندگی تک جاری رہا پھر موقوف ہوگیا۔ بجز ملحقات کے کسی مورخ نے مزد قدم و
نشست سر ذکر نہین لکھا۔ مزد قدم و نشست سر کیا ہے؟ واقع مین پادشاہ کے طرف سے
ہمدردی و مساعدت ہے۔ اور ارباب ہنر کے لئے دکن مین تشریف آوری کی ترغیب پروانۂ طلبی
تھی۔ کسی تاریخ مین نہین دیکھا گیا کہ سلاطین سلف سے کسی نے مزد قدم و نشست سر غربا کیلئے
مقرر کیا ہو۔ اسلام مین حسن ہی پہلا پادشاہ ہے جس نے مزد قدم غربا کے لئے مقرر کیا۔
ہان ہمکو تاریخ سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ سلاطین ماضیہ نے نووارد مہمان کو بطور مزد قدم
نقد رقم عطا کی ہے۔ جیساکہ شاہجہان نے حضرت شیخ الاسلام خواجہ عابد المخاطب قلیج خان

از ملحقات ۱۲ ؎ مقولہ مولف ۱۲

بہادر جدامجد جناب میر قمرالدین خان فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر بانی سلطنت دکن کو بقول مآثر آصفی چھہ ہزار روپیہ بقول مولف عماد السلطنت چھہ لاکھہ روپیہ عطا کیا۔ اور بہی سلاطین نے علما و فضلا کو مزرقدم دئے۔ لیکن کسی پادشاہ نے یہ دستور نہین قائم کیا تہا۔ کہ ہر ایک غریب کو ملے۔ یہ حسن گنگوئے بہمنی ہی کا حصہ تہا"

بہمنی کے زمانہ مین زراعت و محاصل کی کیا حالت تہی

ملحقات کے مولف نے لکہا کہ حسن گنگوئے بہمنی ابتدائے سلطنت مین تغلقیہ میران صدہ و عہدہ داران و راجگان دکن کی تالیف قلوب مین مشغول تہا۔ اور مخالفین کی تسخیر مین مصروف مخالفین اہل اسلام و اہل اصنام کے ہموار و فرمان بردار کرنیکو زراعت و محاصل کی اصلاح پر مقدم جانتا تہا۔ بناء علیہ زراعت و محاصل کی اصلاح آیندہ پر موقوف رکہی۔ راجگان دکن کی طرح زراعت و محاصل کو بدستور قدیم بحال و برقرار رکہا۔ کمی و بیشی نہین کی۔ تغلقیہ کی طرح سی درسی گز مربع زمین کا حصہ زمینداروں کو دیتا تہا۔ اور بعض کو کامل ایک ضلع معتدبہ رقم پر بالمقطع والاجارہ حوالہ کر دیتا تہا۔ مقطع دار زمین و زمینداروں پر یکانہ تصرف کرتا تہا۔ اور محاصل مین کمی و بیشی کر سکتا تہا۔ اگرچہ مقطع و اجارہ کی صورت مین رعایا پر ظلم و ستم زیادہ ہوتا تہا۔ لیکن باقتضائے ضرورت کرنا پڑتا تہا۔ کئی سال تک یہی حالت رہی۔ جب دو تین سال گذر چکے۔ اور بادشاہ کو اطمینان کامل ہو گیا۔ اطراف و جوانب کے راجے و عہدہ دار مطیع و فرمان بردار ہو گئے۔ تب پادشاہ زمین و زراعت

وخراج کی طرف متوجہ ہوا۔ عمل بالمقطع کو ایک لخت موقوف کردیا۔ ہر ضلع کی زمین کو رسی گز مربع قطعات قرار دیکے۔ ہر ایک زمیندار کو پنجسالہ یا زائد مدت کا قول دیکر مال واجب مقرر کرنے لگا۔ اور دیگر حقوق خدمات مثلاً مقدمی۔ ونایکواڑی۔ وٹہواری۔ دیوانی۔ ودفتری وغیرہا بھی دینے لگا۔ غلجات کے محاصل مختلف الاقسام تھے۔ کہین نصف کہین ثلث کہین ربع لیتے تھے۔ اختلاف کی کیا وجہ تھی؟ آمدنی غلہ کی مقدار اور زمین مزروعہ کی حالت دیکھکے محاصل مقرر کیا جاتا تھا۔ اسلئے کہ کہین زمین درست کہین نادرست ہوتی تھی۔ غلہ بھی زمین کی حیثیت سے کہین کم کہین زیادہ پیدا ہوتا تھا۔ پادشاہ چاہتا تھا کہ محاصل کی آمدنی غلہ کی مقدار کے موافق معین کیجائے۔ تاکہ رعایا پر ظلم نہو۔ اسلئے محاصل کا ایک ہی کلیہ قاعدہ مقرر نہین کیا تھا۔ رعایا پادشاہ کے اس طریقہ سے خوشحال ہوئی۔ اور ہر ایک ضلع کی زمین آباد وشاداب ہوگئی۔ اور پادشاہ کی اس سہولت سے اکثر زمیندار بنجر وافتادہ زمین کو قول وعہد دیکے لینے لگے۔ اور اُسکو آباد وقابل زراعت بنانے لگے۔ پادشاہ کی رحمدلی وداد گستری سے تہوڑی ہی مدت مین اکثر زمین افتادہ قابل زراعت بنگئی۔ اور محاصل بہ نسبت سابق کسیقدر بڑہ گیا۔ گانگو پنڈت برہمن محاسب سلطنت بہمنیہ زمین کے آباد ودرست کرنیکی طرف کامل توجہ کرتا تہا اور اُسکو زراعت وزمین کیساتھ بہ نسبت اہل اسلام زیادہ دلچسپی تھی۔ اکثر اوقات پادشاہ کو زمین کے آباد وقابل زراعت بنانیکی ترغیب دیتا تہا اور زیادتی محاصل کے طریقے بتلاتا تہا۔ بہمنی نے پنڈت کو زمین ومحاصل کا اختیار کامل عطا کیا تہا۔ پنڈت نے زمین کی درستی ومحاصل کی زیادتی کا عمدہ انتظام کیا۔ یہہ انتظام اہل اسلام اقاعنہ وترکمہ وجو

ممکن نہین تہا۔ اس لئے کہ اکثر اہل اسلام زراعت دوست نہین ہوتے۔ بلکہ زراعت کو باعث ننگ و عار سمجھے تہے۔ اس طرح پیشہ و حرفہ کو بہی اہانت جانتے تہے۔ سپاہ گری و نوکری پر فریفتہ ہوتے تہے۔ جبتک سپاہ گری کا بازار گرم رہا تب تک اہل اسلام مرفہ الحال و فارغ البال رہے۔ آخر مفلوک الحال ہو گئے۔ جیسا کہ فی زماننا ہین۔ اکثر ہنود زمانہ ماضیہ و حال مین زراعت و تجارت پیشہ رہے ہین۔ آسودہ حال و دنیا کے مال و دولت سے مالا مال۔

زراعت کے محاصل کا ذکر

زمانہ قدیم مین زراعت کا محاصل مختلف طریقون سے لیا جاتا تہا۔ اول کنکوٹ۔ دوم بٹائی۔ سوم کہیت بٹائی۔ چہارم لانگ بٹائی۔

کنکوٹ۔ مرکب ہے کن یعنی غلہ۔ اور کوٹ بمعنی تخمینہ و اندازہ۔ اصطلاحاً وہ ہے کہ زمین و غلہ کو عقل و قیاس کی ترازو مین تولین۔ اور اندازہ برابر کرکے بقدر قرارداد ثلث یا ربع غلہ اخذ کرین۔ یا غلہ مقسومہ کے حصہ کو زمیندار کے ہاتہ بازاری نرخ سے فروخت کرکے نقد رقم لیجائے۔

بٹائی یا بہاولی۔ وہ ہے کہ غلہ بریدہ کو خرمن مین درست و صاف کرنے کے بعد بموجب قرارداد تقسیم کرین۔

کہیت بٹائی۔ وہ ہے کہ زمین کاشتہ کو بموجب قرارداد تقسیم کرین۔ اور اپنے اپنے حصہ کو کہیت سے قطع کرکے تصرف مین لائین۔

لانگ بٹائی۔ وہ ہے کہ غلہ بریدہ کو تودہ تودہ جمع کرکے حسب قرارداد باہم تقسیم کرین

اور ہر ایک اپنے حصہ کو صاف و درست کر کے لیوے۔ یا بموجب بازاری نرخ زمیندار سے نقد رقم وصول کرے۔

حسن گنگوئے بہمنی کے زمانہ مین پایکارون سے نقد رقم بموجب لانگ بٹائی وصول کرتے تھے اور محاصل مذکورہ بالا سے صرف۔ مال واجب۔ مال موجہ مال جرمانہ۔ مال پیشکش مال تمغا مال سہ بندی۔ مال نذرانہ وحقوق خدمات لئے جاتے تھے دو تین سال تک زمین کے خراج مین پریشانی رہی۔ اطمینان کے بعد حسب قرار داد تعلقیہ زمین کے سی درستی قطعات مقرر کر کے پایکارون اور زمینداروں کو عہد و پیمان لکھے دینے لگے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے رعایا راضی خوشحال تھی۔ اور بہمنی نے ہنود سے جزیہ موقوف کر دیا تہا۔ اہل اصنام واہل اسلام کے ساتھہ معاملات مین برابر حسن سلوک کرتا تہا دونون مین مابہ الامتیاز نہین رکھا تہا۔ بادشاہ کی حکمت عملی کی برکت سے دونو فریق شیر و شکر کی طرح باہم اتفاق و ملنساری سے زندگی بسر کرتے تہے۔ کسی قسم کا فتنہ و فساد برپا نہین ہوتا تہا۔ کوئی فرد اطاعت کے دائرے سے قدم باہر نہین رکھتا تہا۔

محاصل کی تفصیل

سلاطین و راجگان ہیشین کے عہد مین محاصل مندرجۂ ذیل بادشاہی خزانہ مین داخل کئے جاتے تھے۔ (۱) مال واجب۔ (۲) مال موجہ۔ (۳) مال دیوانی۔ (۴) مال ابابی۔ (۵) مال جرمانہ۔ (۶) مال پیشکش۔ (۷) مال نذرانہ۔ (۸) مال قتلغہ۔ (۹) مال خمس۔ (۱۰) مال عشر۔ (۱۱) مال دستوری دیوان۔ (۱۲) دروازہ بانی۔ (۱۳) راہداری۔ (۱۴) سہ بندی۔ (۱۵) تمغائے اشیاء۔ (۱۶) جزیہ۔ ودیگر حقوق

خدمات بہی مثلاً مقدمی و نایکواڑی - وپٹواری - و دفتری لئے جاتے تہے -

محاصل تمغا کا ذکر

ملحقات ناصری کے مولف نے لکہا - کہ تمغا اُس محصول کا نام ہے کہ شہر کے دروازون اور گذرگاہون پر تاجرون سے لیتے ہین - اور محصول لینے کے بعد اشیائے تجارت پر مُہر لگاتے ہین - تاکہ اسباب کی سند و نشان ہو کہ کوئی تمغاچی یعنی کروڑہ دوبارہ محصول طلب نکرے - بہمنیہ کے زمانہ سے قبل محاصل مندرجۂ ذیل لیا جاتا تہا - حسن گنگوئے بہمنی نے بہی بدستور قدیم جاری رکہا - مگر حق کچہری جو علاوہ محصول آٹہہ آنے تہا اسکو موقوف کردیا -

تفصیل محاصل کروڑگیری

نام حیوانات تجارتی	محاصل فی راس	مساوی سکہ رائجہ -
اسپ عربی و ترکی و ہندی	فی راس ایک ہون	۸ روپیہ کلدار
گاومیش نرگاؤ و مادہ گاو	فی راس ایک فنم	۹ ؍ ۴ پائی "
بز و غنم	فی راس پانچ جیتل	۱ ؍ "
شتر	فی راس نصف ہون	۴ روپیہ ۱۲ ؍ "
فیل	فی راس پانچ ہون	۴۰ روپیہ "

پارچہائے ریشمی و غیر ریشمی پر از روئے قیمت فی صدی ۸ روپیہ لیا جاتا تہا -

مشروع و چمرو و مخمل و زربفت و اطلس - و تافتہ - و بادلہ وغیرہ پر فی صدی ۸ روپیہ

آغابانی بسیلہ ودستار - وسنجر خانی - ڈوریہ مہدیخانی - وسالوئی زرین - دوپٹہ زرین کنارہ دار وغیرہا پرفی صدی ۸ ہے -

ظروف چینی ومسی وبیچرسی وگلی روغنی پر از روئے قیمت فی صدی ۸ ہے

ظروف نقرئی - وطلائی پر فی صدی صمہ

طلا ونقرہ غیر مسکوک پر فی صدی ۸ ہعہ

جواہرات پر " ۸ ہعہ

جنگلات - وحیوانات - وارابجات واستعمالی اشیا پر محصول نہین لیا جاتا تہا اسی طرح گہانس ولکڑی کا محصول بہی معاف تہا -

سیندہی بالمقطع دیا جاتا تہا - سیندی فروشون سے فی ہوئے کلان دس چینل - ہبوئے متوسط ۵ چینل - ہبوئے کوچک سے ۲ چینل محاصل لیا جاتا تہا -

میوجات وبقولات وغلجات پر محصول نہین لیا جاتا تہا - مگر نمک پر فی صدی صمہ محصول لیتے تہے - ملحقات کے مولف نے یہ لکہا ہے کہ حیوانات کا محاصل ایک ہی حالت پر نہین رہتا تہا - اگر آمدنی کم ہوتی تہی تو اوسوقت محاصل بڑہجاتا تہا - کبہی کبہی زمانہ سابق مین فی راس اسپ چارہون تک لیا گیا ہے - واقع مین محصول کی کمی وبیشی بلحاظ قیمت اسپ ہوتی تہی - اگر قیمت متوسط ہوتی تو ایک ہون - اگر قیمت گران ہوتی تو چارہون لیا جاتا تہا - بہمنیون نے محاصل مندرجۂ بالا پر کمی وبیشی نہین کی تہی -

صنعت و حرفت دکن

مورخین نے لکہا کہ بلاد دکن مین صنائع بدایع کے مختلف کارخانے تہے۔ زمانۂ سلف مین یہان کے ریشمی کپڑے اور ظروف بیدری۔ و ہتیار فولادی مشہور تہے۔ خاص پٹن و دولت آباد و کرکی ریشمی کپڑون مین بہت ہی مشہور رہتے۔ اور زمین کارخانے بہی بیشمار تہے۔ یہان کے ریشمی کپڑے نہایت ہی صاف و خوش قماش ہوتے تہے۔ متعدد الاقسام و مختلف الالوان خوش رنگ و خوشنما بنے جاتے تہے۔ اُسوقت تجارت کا بازار گرم تہا عرب و عجم چین و تاتار و یورپ کے تجار یہان آتے تہے۔ ریشمی کپڑے و ظروف بیدری و ہتیار فولادی و قالین ہائے ریشمی و اونی و سوتی خرید کے ممالک مذکورہ مین لیجاتے تہے۔ یہان کے مصنوعات غیر ممالک مین قدر و قیمت سے فروخت ہوتے۔ اور دکن کا الماس بہی معروف ہے۔ اُسکی تجارت بہی رونق پذیر تہی۔ راجگان ہنود اُس کے نکالنے مین بڑا اہتمام کرتے تہے۔ بہمنیہ کے عہد مین کسی بادشاہ نے اُسکی طرف توجہ نہین کی تہی۔ مگر طوائف الملوک کے زمانہ مین اُسکی جستجو شروع ہوئی۔ قطب شاہ و عادلشاہ کے عہد مین بہت ہیرے برآمد ہوئے۔ میر جملہ قطب شاہی و وکیل السلطنت عادلشاہی نے اس کام کے اہتمام مین بڑی ناموری پائی۔ چنانچہ الماس کے بیان مین تفصیلی ذکر آئیگا۔

تجار غیر ممالک یہان اسپان تازی و ترکی و موتی و کرانہ یعنی برازیل و ظروف چینی و شیشہ آلات حلبی و بانات و اطلس رومی و قالینہائے ایرانی۔ و زربفت و مخمل کاشانی

مرأت الہند۔ و تحفۃ الملوک وغیرہ ۱۲

لاتے ہین اور اہل دکن کے ہاتہہ فروخت کرتے تہے۔ یہان ریشمی کپڑے مندرجۂ ذیل
بنے جاتے تہے۔ مثلاً آغاآبانی وسنجرخانی ومہدی خانی۔ سیکاکول مین نہایت
نفیس ولطیف بنے جاتے تہے۔ ہر ایک قسم کا طاقہ چار روپیہ سے دو سو روپیہ تک کا ہوتا تہا
پٹن و دولت آباد وکرکی کے مشروع۔ وحمرو وتافتہ وبادلہ وساڑہی ودہوتی وڈوپٹہ
وململ و رومال وسوسی وسیلہ دوپٹہ۔ مختلف الاقسام ومختلف الالوان ہوتے تہے
علی ہذا القیاس نادیڑہ وکرپا۔ وماچین پلی۔ وچار او انگیرا واندور ورا ایچور وغیرہا کے
سیلے ودستارین مرغوب انام ومقبول عام ہوتے تہے۔ سلاطین و امرا کے نیمے وجامے
انہین سیلون سے بنائے جاتے تہے۔ اور بیدر مین ظروف جست بحریسی۔ حقہ وپاندان
وآفتابہ وقلمدان۔ وعطردان وکٹورے وطشت وخاصدان وغیرہا۔ یہان کے
صنّاعین اوّلا برتون کو سانچے مین ڈہالتے پہر اونکو چرخ پر چڑہا کے درست کرتے
ہین بعد مین زرگرون کے حوالے کرتے ہین جو برتنون پر نقرئی وطلائی تار نہایت
صفائی وخوبی سے جاتے ہین اور اوسپر سیاہ تاب چڑہا دیتے ہین۔ ظروف خوشنما
وخوبصورت معلوم ہوتے ہین۔
تحفۃ الملوک کا مولف رفیع الدین شیرازی لکہتا ہے کہ مین ملک عنبر کے زمانہ مین تفرجاً
دولت آباد آیا۔ اور ملک عنبر کے دولتخانہ پر فروکش تہا اسوقت مین نے ملک
عنبر کے دیوان محاسب سے دریافت کیا کہ دولت آباد وکوکی وپٹن سے کسیقدر ریشمی پارچے
غیر ممالک مین جاتے ہین۔ اور آپکو کسقدر محاصل کی آمدنی ہوتی ہے۔ اُسنے کہا سال بہ

مین تین ہزار[1] خروار ریشمی پارچہ کے جاتے ہین اور سرکار کو پانچ لاکھ ہون سالانہ محاصل کی آمدنی ہوتی ہے - اور دیوان محاسب نے کہا کہ قدیم زمانہ مین یہانکی صنعت و تجارت کا بازار گرم تہا - اب نہایت ہی سرد ہے -
بافندگی کا کام ہندو مسلمان دونو فریق کرتے ہین - ہندو جین لوگ زائد تہے مسلمان کم - قدیم زمانہ مین ظروف بیدری کی تجارت بہی رونق پر تہی - غربائے دیار - و تجار امصار غیر ممالک مین یہان کے برتن سوغات لیجاتے تہے - سنہری و نقرئی تارون سے جست کے ڈہلے ہوے برتنون مین نقش و نگار گل بوٹے نہایت نزاکت و نفاست سے بناتے ہین اور تارون کے جوڑ ایسے صفائی سے لاتے و جماتے ہین کہ ظاہر مین نہین معلوم ہوتا کہ یہ تار جست کے جزم سے علیحدہ ہین اور فولادی ہتیار تلوار و خنجر و کٹار اندر دو بہونگیر و نیزہ وغیرہ مین بنائے جاتے تہے - تجار عرب و عجم مین یہان کے فولادی ہتیار لیجاتے تہے - اہل عرب و عجم رغبت و شوق سے خریدتے تہے - تجار ان کی بہاری قیمت لیتے تہے نفع زیادہ حاصل کرتے تہے -

بہمنیہ سکّون کی تفصیل

سلطنت کے لوازم سے ہے کہ بادشاہ کے نام کا خطبہ و سکّہ رائج کیا جائے - تحفۃ السلاطین کے مولف نے لکہا ہے کہ حسن گنگوئے بہمنی نے تخت نشینی کے بعد اپنے نام کا سکّہ و خطبہ جاری کیا لیکن مورخ مذکور نے سکّہ کی کیفیت و کمیت نہین لکہی - اور دیگر مورخین نے بہی مولف مذکور کے ساتہ اتفاق کیا - مورخین کی مذبذب تحریر سے وہم ہوتا ہے کہ شاید سکّہ جاری نہ کیا ہوگا

[1] ایک خروار مین سن اٹہارہ سیر ہوتا ہے ۱۲

نیز فقیر مولف نے دکن کے سکے اور ہون رائج جمع کئے لیکن حسن کے نام کا کوئی سکہ دستیاب
نہین ہوا۔ اور دیگر سلاطین بہمنیہ و طوائف الملوک و راجگان دکن کے سکے طلائی و نقرئی
و مسی بہ دست ہوے۔ اور تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد شاہ بن حسن گنگوئے بہمنی دکن مین
طلائی و نقرئی و مسی سکے چلائے اور ایک سکہ اپنے باپ کے نام کا بہی چلایا۔ چنانچہ مین نے
ایک پیسا دیکہا کہ اوسکے ایک جانب السلطان الاعظم علاء الدین والدنیا۔ دوم جانب عبد معبود محمد
محمود مسکوک تہا اور اطراف مین چارون خلفائے راشدین کے نام تہے۔ اور ضرب فی حسن آباد
منقش تہا۔ یہہ سکہ بہی اس بات کی تائید کرتا ہے کہ حسن کے زمانہ مین کوئی بہمنیہ سکہ جاری نہین ہوا تہا
غیرون کے سکے مستعمل و متداول تہے۔ اور اکثر حسن گنگوئے بہمنی حکمرانی ملک کشائی مین تالیف
قلوب و صلح کل سے امور سلطنت کو انجام دیتا تہا۔ وقتاً فوقتاً حکمت عملی سے کام لیتا تہا عجب نہین
کہ بلحاظ تالیف قلوب و مصلحت وقت اپنی سلطنت مین راجگان عبدۃ الاصنام دیگر سلاطین
اسلام کے سکون کا رواج موقوف نہین کیا ہوگا اور اپنے سکہ کا رواج آیندہ پر موقوف کیا ہوگا
پس دکن مین سکہ اسلامیہ کی ایجاد محمد شاہ بہمنی ہی سے ہوئی اور محمد شاہ نے اسلامی سکون کے رواج
مین ایسی کوشش کی کہ تمام دکن مین اسلامی سکے دائر و سائر ہو گئے۔ اور سلاطین اسلام کی بدولت
طلائی و نقرئی و مسی سکون کا رواج عام ہوا۔ بجائے ہون اشرفی کا رواج زیادہ ہوا۔ ہون
و پرتاب کا بازار سرد ہوا۔ بہمنیون سے قبل راجگان ہنود کے سکے رائج تہے۔ اور دکن مین اہل اصنام
سے طوائف الملوک حکمرانی کرتے تہے۔ لیکن مذہباً و ملتاً باہم اتفاق رکہتے تہے۔ باہم اتفاق
ہونیکے سبب ایک دوسرے کے سکہ کو اپنی سرحد مین رواج سے مانع و مزاحم نہین ہوتا تہا

رعایا سے کوئی داد و ستد مین حیلہ و عذر نہین کرتا تہا۔ نرخ مین کمی و بیشی نہین ہوتی تہی۔ سکہ
رائجہ کی جو قیمت اصلی ہوتی تہی وہی قیمت بلاد غیر مین ملتی تہی
یہہ سکے بلاد دکن ہی مین متداول و رائج رہتے تہے غیر ملک مین کوئی نہین لیتا تہا۔ ہان
سونے و چاندی کی اصل قیمت ملجاتی تہی۔ راجگان دکن اسلامی سکون کا رائج ہونا بالکل پسند
نہین کرتے تہے۔ اور چاہتے تہے کہ اسلامی سکون کا رواج ترقی نہ کرے۔ پوشیدہ صرافون کو
ترغیب دیکے اسلامی سکون کو گلا پگہلا کے نیست و نابود کراتے تہے۔ چند روز تک صرافون کی
بدمعاشی و بدکرداری معلوم نہین ہوی۔ صراف اپنا کام کئے جاتے تہے۔ آخر بادشاہ کو معلوم ہوا
کہ صراف اسلامی سکون کو نابود کرتے ہین۔ فوراً حکم محکم قضا توام دیا کہ صرافون کو تاکید
مع التہدید کرین کہ وے اس عمل بیجا سے باز آئین۔ صراف راجاؤن کی پشتی پر فرمان شاہی
کی پروا نہین کرتے تہے۔ ہرچند کہ ممانعت کیجاتی تہی نہین سنتے تہے اور پادشاہی حکم
کی تعمیل نہین ہوتی تہی بظاہر عہد و پیمان کر لیتے تہے لیکن باطن مین خلاف حکم اسلامی
سکون کو مفقود و نابود کئے جاتے تہے۔ صرافون کے خلاف ور حکم کی عدم تعمیل سے بادشاہی
غضب کا دریا جوش مین آیا اور قہر کا تلاطم موجزن ہوا جوش غضب سے حکم دیا کہ آج شب صرافان
دکن کو قتل کرین۔ چنانچہ حسب الحکم بشب تاریخ ۵ ماہ رجب سنہ ۷۶۱ ہجری صرافان دکن
قتل کئے گئے۔ کسی مورخ نے مقتولین کی تعداد نہین لکہی۔ قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ اکثر مفسدین
قتل ہوے ہون گے۔ یہہ حکم اکثریہ معلوم ہوتا ہے مورخین نے کلیہ مبالغۃ قرار دیا ہے۔ قتل
و خونریزی کے بعد بادشاہی عتاب و غضب سے اہالی دکن خوف زدہ ہو گئے۔ کیا راجہ مہاراجہ

تمام حلقہ بگوش بنگئے۔ کوئی تعمیل حکم میں تاخیر نہیں کرتا تھا۔ محمد شاہ اس بات کا زیادہ خیال رکھتا تھا کہ بادشاہی حکم کی تعمیل ہو۔ اور کوئی اطاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہ رکھے۔ جو کوئی تعمیل میں تقصیر و تاخیر کرتا تھا اوسکو سخت سزا دیتا تھا بادشاہ کا حکم گویا حکم قضا تھا اوسکے وقوع میں تاخیر نہیں ہوتی تھی۔ بعض مورخین نے صرافان دکن کے قتل عام کو ظلم کہا ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہہ قتل بلحاظ انتظام سلطنت ظلم نہیں ہے۔ اس قسم کی سیاست مقتضائے حال کے موافق کرنا واجب لازم ہوتا ہے۔ نہیں تو سلطنت کی عمارت جلد منہدم ہو جائے اور حکومت کی شان و عظمت باقی نہیں رہے۔ اوسی زمانہ سے دکن میں دہلوی کھتریوں نے صرافی شروع کی۔ اس قتل عام کے بعد بہمنیہ سکہ نے خوب رواج پایا۔ آخر جب محمود شاہ ثانی کے زمانہ میں بہمنیہ کا تنزل شروع ہونے لگا تب ہنود اسلامی سکوں کو گلا پگھلا کے نیست و نابود کرنے لگے۔ پھر راجاؤں کے سکے بنانے لگے رفتہ رفتہ بہمنی سکے کم ہو گئے اور ہنود کے سکے زائد۔ بہمنیہ کے زمانہ میں پینتیس ۳۵ قسم کا ہون اور پرتاب مساوی نصف ہون اور فنم مساوی ششم حصہ ہون رائج تھے۔ اور علائی و تغلقی سکے بھی مستعمل تھے۔ ہون کے اقسام میں کنٹھی رائے کرائکی کا ہون زیادہ معتبر شمار کیا جاتا تھا اوسکا سونا خالص ہوتا تھا جیسے فی زماننا جے پوری اشرفی کا سونا خالص و عمدہ مانا جاتا ہے۔ اور بقیہ ہونوں کا سونا دوم درجہ ہوتا تھا۔ اول قسم کے ہون کا نرخ بہ نسبت باقی ہونوں کے زائد ہوتا تھا صرف چار پانچ آنے کی زیادتی ہوتی تھی۔ اور بقیہ ہونوں کا سونا بھی کھرا ہوتا تھا۔ اُمرا و وزرا اکثر بادشاہ کو عیدین و جشن نوروز وغیرہ میں کنٹھی رائے کے ہون نذرانہ دیتے تھے۔ چنانچہ ہون کے

مولفہ تاریخ نظامی ۱۲

اقسام تفصیل وار ذیل مین درج ہین -

تفصیل اقسام ہون

سانوری ہون - دہارواڑی ہون - سیرامی ہون - نندی ہون - ونکٹ پتی ہون
۶½ ماسہ ۱۰½ ماسہ ۱۰½ ماسہ ۱۱¼ ماسہ
بہوکلی ہون - ادہونی ہون - کرڑک ہون - کاویری ہون - گولکنڈہ ہون -
۱۱¼ ماسہ ۱۱¼ ماسہ ۱۲ ماسہ ۱۲ ماسہ ۲ ماسہ
گولکنڈہ ہون - بیجاپوری ہون - ایضاً - ایضاً - ہون راجہ کرناٹک - ایضاً
۱۲ ماسہ ۱۰ ماسہ ۱۱¼ ماسہ ۱۲ ماسہ ۱۰ ماسہ ۱۰½ ماسہ
ہون راجہ و بلوہ - ایضاً - فنم - پرتاب مساوی نصف ہون - بیدری ہون
۱۲ ماسہ ۳ ماسہ ۶ ماسہ ۲ ماسہ ۶ ماسہ
ورنگل ہون - براری ہون - محمد شاہی ہون بقول فرشتہ چار قسم کا ہوتا تہا
۳ ماسہ ۳ ماسہ
محمدی ہون - محمدی ہون - محمدی ہون - محمدی ہون - لیکن تبقول موٴلف
۳ ماسہ ۶ ماسہ تولہ ۲ تولہ
ملحقات پانچ قسم کا ہون ہوتا تہا - پنجم قسم محمدی ہون لکہا ہے -
۱½ تولہ

سکجات نقری

تنگہ محمدی - تنگہ محمدی - تنگہ محمدی - تنگہ علائی تنگہ تغلقی - راجمندری
تولہ ۱۱ روپیہ نصف تولہ - آٹہ آنہ ربع تولہ - چار آنہ تولہ - روپیہ تولہ ۱۱ روپیہ ۶ ماسہ ۴ ر
لاری - سنجری - خسروی
۳ ماسہ ۴ ر ۱۲ ماسہ ۱۱ روپیہ ۱۲ ماسہ ۱۱ روپیہ

سکجات مسی
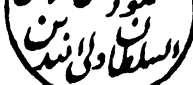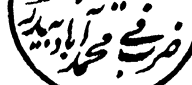
تنگہ علائی - تنگہ علائی - جیتل - چلکا مساوی ½ جیتل - تار مساوی ¼ جیتل
تولہ ۱۱ پیسہ ۲ تولہ ۱۱ ۲ پیسہ مساوی ۲ ۰ ر مساوی نصف آنہ مساوی ربع آنہ
بہمنیہ سلاطین کے سکجات مسی جو مجکو دستیاب ہوے مندرجۂ ذیل ہین - اور طوائف الملوک دکن کے بہی سکے جسقدر بہدست ہوئے ہین آیندہ موقع پر اُن کا ذکر کیا جائیگا -
فرشتہ اور طاہری کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد شاہ بہمنی نے سکہ کے ایک جانب وسط مین

کلمۂ شہادت اور اطراف مین خلفائے راشدین اربعہ رضی اللہ عنہم کے اسما کندہ کرایا تہا اور دوسرے جانب مین بادشاہ کا نام اور دار الضرب و سنہ نقش کرایا - اور ہمکو ایسے سکے دستیاب ہوے کہ اونمین مورخین کے قول کے مطابق خلفائے راشدین کے اسما اور دار الضرب کا نام نہین ہے - اور سی سکے دیگر سلاطین بہمنیہ کے جو ملے ہین اون کے نقوش بہی مختلف ہین بعض مین دار الضرب و سنہ کا بہی پتا نہین ہے نہ اونمین کلمہ و اسمائے خلفا ہین - میرے نزدیک یہہ اختلاف تین صورتون سے خالی نہین ہے - اول یہہ کہ محمد شاہ بہمنی اول موجد سکہ اسلامی کے عہد تک سکون مین کلمہ شہادت و خلفا کے اسما و دار الضرب کندہ ہوتے ہون گے - اور اوسکے بعد دیگر سلاطین نے سکہ کا رنگ بدل دیا ہوگا - چنانچہ محمد شاہ اول کے بعد جو سلاطین بہمنیہ گذرے ہین اون کے سکون کا رنگ نرالا ہے - وہ یہہ ہے ایک جانب بادشاہ کا نام - اور دوسرے جانب خلفائے عباسیہ کی طرح لقب و دار الضرب منقش ہے اور بعض ایسے ہین کہ اونمین دار الضرب کا نشان نہین ہے - دوم صورت یہہ ہے کہ طوائف الملوک کے وزرا و امرا جو بہمنیہ کے سلاطین آخیر پر حاوی ہوگئے تہے سفید و سیاہ کے مالک بنگئے تہے - اور باطنًا امامیہ مذہب کے پیرو تہے سکون سے خلفا کے نام خارج کئے ہون گے چنانچہ برہان نظام شاہ بحری و عادل شاہ و قطب شاہ نے بجائے اسمائے خلفا بارہ آئمہ کے اسما منقش کئے تہے سوم یہہ ہے کہ سکے جعلی ہون گے -

تفصیل سکجات سلاطین بہمنیہ

نمبر	نام بادشاہ	سکہ کا جانب اول	جانب دوم	کیفیت
۱	علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی	عبدہ مسعود محمد محمود علاء الدین والدنیا السلطان الاعظم	المؤید بنصر اللہ ضرب فی حسن آباد ۷۶۰	مورخین کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ سکہ محمد شاہ اول نے اپنے والد ماجد کے نام سے جاری کیا تہا
۲	محمد شاہ اول بن علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی	لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ	المؤید بنصر اللہ عبدہ مسعود محمد محمود ضرب فی حسن آباد	یہہ سکہ مربع شکل میں ہے
۳	مجاہد شاہ بن محمد	بادشاہ غازی مجاہد شاہ بہمنی	المؤید بنصر اللہ ضرب فی حسن آباد ۷۷۶	صرف تین سال بادشاہ رہا تہا۔ آخر کو قتل کیا گیا۔
۴	داود شاہ بن علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی			صرف ۷۵ دن سلطنت کی آخر قتل کیا گیا۔
۵	محمود شاہ بن علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی اول	محمود شاہ بہمنی السلطان	المؤید بنصر اللہ الغنی ضرب فی حسن آباد ۷۸۰	
۶	غیاث الدین بن محمود شاہ			صرف ایک مہینہ بیس دن سلطنت کی
۷	شمس الدین بن محمود شاہ			صرف ایک مہینہ ۲۷ دن سلطنت کی

۸	فیروز شاہ بن داؤد شاہ	فیروز شاہ بہمنی السلطان	الراجی رضوان الغنی ضرب فی حسن آباد	
۹	احمد شاہ بن داؤد شاہ بہمنی	شہاب الدنیا والدین السلطان احمد شاہ ضرب فی احمد آباد بیدر	المستعین باللہ المنان سمی خلیل الرحمن ابو المغازی ۸۲۵	
۱۰	السلطان علاء الدین بن احمد شاہ بہمنی اول۔	علاء الدنیا والدین بن احمد شاہ ولی البہمنی	المتوکل علی اللہ الغنی ضرب فی احمد آباد بیدر ۸۳۸	
۱۱	السلطان ہمایون شاہ بہمنی	السلطان ہمایون شاہ بہمنی	المتوکل علی اللہ الغنی ضرب فی احمد آباد بیدر ۸۶۳	
۱۲	نظام شاہ بہمنی	ابن ہمایون شاہ نظام شاہ السلطان	الواثق باللہ نظام الدنیا والدین ضرب فی بیدر ۸۶۵	
۱۳	سلطان محمد شاہ بہمنی	ہمایون شاہ محمد شاہ بن السلطان	المعتصم باللہ شمس الدنیا والدین ضرب فی محمد آباد بیدر	
۱۴	سلطان محمود شاہ بہمنی ثانی	محمد شاہ بہمنی محمود شاہ بن السلطان	المتوکل علی اللہ الولی ضرب فی محمد آباد بیدر ۸۸۷	
۱۵	سلطان احمد شاہ ثانی بن محمود شاہ البہمنی	محمود شاہ ثانی احمد شاہ بن السلطان	المؤید بنصر اللہ الغنی ضرب فی محمد آباد بیدر	
۱۶	سلطان علاء الدین بن احمد شاہ ثانی	علاء الدنیا والدین بن السلطان احمد شاہ ثانی	المتوکل علی اللہ القوی ضرب فی محمد آباد بیدر	

۱۷	ولی اللہ بن سلطان محمد شاہ ثانی	محمود شاہ ثانی البہمنی السلطان ولی اللہ بن ۹	المویدبنصراللہ ضرب فی محمد آباد بیدر ۹۲	
۱۸	کلیم اللہ بن احمد شاہ بہمنی	کلیم اللہ البہمنی السلطان ۳۲	المویدبنصراللہ الغنی ضرب فی احمد آباد بیدر ۹	خاتمہ سلاطین بہمنیہ

محاصل ذیل کے اصطلاحی معانی

دربانی۔ وہ محصول ہی کہ کوئی غریب الدیار و تاجر بدون اجازت نامہ شہر مین داخل نہین ہوسکتا تہا۔ اجازت نامہ یعنی ٹکٹ داخلہ دس جیتل فیس مساوی ہہ محصول دیکے ملتی تہی ٹکٹ کے ذریعہ سے تجار و غربائے دیار شہر مین داخل ہو سکتے تہے۔

راہداری۔ وہ محصول ہی کہ مسافرین واردین و صادرین بدون برات راہداری ایک شہر سے دوسرے شہر مین جا نہین سکتا تہا اس لئے کہ راستہ کے تہانون وناکون مین سخت روک ٹوک ہوتی تہی۔ برات راہداری کی فیس بیس جیتل مساوی آٹھہ آنہ لیجاتی تہی جاگیردار و مقطع دار وغیرہ بہی مسافرون سے محصول لیتے تہے کہین زائد کہین کم لیا جاتا تہا۔ کوئی قاعدہ و قانون کا پابند نہین ہوتا تہا۔ اکثر جاگیر دارون و مقطع دارون سے عایا پر ظلم ہوتا تہا حسن گنگوئے بہمنی نے اس قسم کے محاصل موقوف کردئے تہے۔ تحفۃ الخوانین مین لکہا ہے کہ تیموریہ سلاطین بہی موقوف کردئے تہے

عاشوری۔ وہ محصول ہی کہ طوائف الملوک دکن محرم کے اخراجات کے لئے زمیندارون سے علاوہ مال واجب بحساب فی روپیہ ایک جیتل لیتے تہے۔ ایک روپیہ مساوی چالیس جیتل ہوتا ہے۔ یہہ رقم

سرکاری خزانہ مین جمع ہوتی تہی۔ سالانہ عشرۂ محرم مین صرف کیجاتی تہی۔ تعزیہ دارون و مرثیہ خوانون کو دیتے تہے۔ شربت و کہچڑی تیار کر کے مساکین و غربا کو کہلاتے پلاتے تہے۔

دیوانی ۔ وہ محصول ہے کہ زمینداروں سے علاوہ خراج حق دیوانی و دفتر لیا جاتا تہا بحساب فی روپیہ ایک چہنیل لیا جاتا تہا۔

مقدمی ۔ وہ ہے کہ مقدم زمینداروں سے ہر ایک کہیت سے ایک ٹوکرا متوسط غلہ بریدہ کا بہرا ہوا لیتا تہا۔ یا نقدی تخمیناً غلہ بریدہ کی قیمت وصول کرتا تہا۔

سہ بندی ۔ وہ ہے کہ جو سپاہ چوکیدار ہنگامی غلہ کی محافظت کے لئے مقرر کئے جاتے تہے اونکی تنخواہ کیلئے زمینداروں سے فی روپیہ بحساب ایک چہنیل لیا جاتا تہا۔

جرمانہ ۔ وہ ہے کہ مجرمین سے بمعاوضہ جرم لیا جائے اسکا مقدار معین نہین ہے حاکم کی رائے پر ہے مقتضائے حال کے موافق جسقدر چاہے کرے۔

مال امانی ۔ وہ مال ہے جو مستامن سے بعوض امان جان لیا جائے اسکی بہی مقدار معین نہین ہے حسب قرارداد لیا جاتا تہا۔

مال پیشکش ۔ وہ ہے کہ امرا و رؤسا اور جاگیرداروں وغیرہ سے ایک رقم معتدبہ سالانہ لیجائے اگر پیشکش سالانہ مین تاخیر ہو تو مطالبہ کیا جاتا تہا۔

مال قلعہ ۔ وہ ہے کہ زمینداروں سے رسد و سامان کے معاوضہ مین نقد رقم لی جائے یا سامان رسد وصول کرین۔

مال نذرانہ ۔ وہ ہے کہ ملازم و غیر ملازم بادشاہ کو اظہار خوشی کے لئے نذر دیتے ہین مثلاً عیدین

وجشنہائے نوروز و سالگرہ وغیرہ مین پیش کرتے ہین۔ اگر کوئی ملازم نذر نہ دے تو مطالبہ نہین کیا جاتا۔ نذر و پیشکش مین یہی فرق ہے پیشکش مین مطالبہ ہوتا ہے۔

مال خمس ۔ وہ کہ تجار سے ⅕ بطور زکوۃ لیتے تہے۔ یہہ رقم بیت المال مین جمع رہتی تہی مساکین وغربائے اسلام و یتامی کو دی جاتی تہی۔

مال جنگی ۔ وہ ہے کہ غلہ و میوہ جات و بقولات وغیرہ سے خفیف محصول فی ٹوکرا ایک حلکا مساوی نصف پیسا لیا جائے اور قضاۃ و ائمہ مساجد و محتسبین و اہل خوانوں کے ملازمین سبزی و غلہ فروشوں سے ایک مشت یعنی جنگل بہر کے غلہ و میوہ و سبزی وصول کرتے تہے۔ اس وجہ سے اس محصول کا نام جنگی مشہور ہوا۔

سرد ہی ۔ وہ ہے کہ ہر ایک گاؤں و موضع سے کچھہ رقم سالانہ دفتر و کچہری کے اخراجات کے لئے لیتے تہے۔ جاگیرداروں و قضاۃ و محتسبین کو بہی سلاطین کے طرف سے سرد ہی مقرر کی جاتی تہی۔ سرد ہی کی سند بہی عطا ہوتی تہی۔ سلاطین تیموریہ وغیرہ تیموریہ کے عہد مین اس قسم کی سندین دیکہی ہین۔

مال جزیہ ۔ وہ ہے کہ ہنود سے بطور ٹیکس لیتے تہے۔ وہ تین قسم سے ہوتا تہا۔ اعلی ۴۸ درہم اوسط ۲۴ درہم ادنی ۱۲ درہم

محمد شاہ کی شادی اور اسکی خالہ سلطان جہان کا ملتان سے آنا

حسن گنگوئے بہمنی نے تخت نشینی کے بعد ہی اپنے فرزند سعادتمند کی شادی کی تیاری شروع کی۔ ملک سیف الدین غوری کی دختر نیک اختر سے نسبت قرار پائی۔ وزیر رو

بادشاہ کی شادی سے یہ غرض تہی کہ اس تقریب مین امیران صدہ و راجگان دکن کیساتہہ
حسن سلوک کیا جائے۔ اور تمام کو احسان و کرم کے ساتہہ حلقہ بگوش بنائے۔ اولاً شہر
گلبرگہ کو آرائش و نگارش سے رشک فردوس برین بنادیا۔ ہر ایک کوچہ و بازار کو نمونہ
گلزار۔ اور ہر ایک محلہ و گوشہ مین باورچیخانے قائم کردئے۔ اور باورچیان پختہ کار مقرر
کئے۔ اور حکم واجب الاذعان دیا کہ اقسام اقسام کے کہانے اور انواع انواع کے حلوے
تیار کر کے سلیقہ کے ساتہہ دسترخوانوں پر چنکے اذن عام جاری کرین۔ کہ امیر و فقیر بغیر روک
و ٹوک آئین۔ تناول طعام سے مرہون منت فرمائین۔ اور ہنود کیلئے ہر ایک مقام مین انبارخانہ
قائم کردیا کہ ہر ایک اہل اصنام کو خشک طعام مع تمام لوازم طعام تقسیم کرین۔ اس اہتمام کے صدر مہتمم
ملک سیف الدین غوری وکیل السلطنت و گانگو پنڈت صدر محاسب سلطنت تہے۔ اہل اسلام کا
اہتمام ملک موصوف کے سپرد تہا۔ اور اہل ہنود کی تقسیم و مدارات پنڈت کے متعلق تہی شادی
کے جشنون کا ابتدا ۱۴ تاریخ ربیع الآخر ۷۵۲ھ ہجری سے ۲۴ تاریخ ربیع الآخر ۷۵۳ھ ہجری
تک برابر جاری رہا۔ اس مدت مین گلبرگہ کے باشندون کے گہرون مین باورچیخانے سرد تہے
کل بادشاہ کے مہمان تہے۔ شہر کے ہر کوچہ و بازار مین سور و سرور تہا۔ کثرت نقش و نگار سے
در و دیوار پر عالم نور تہا۔ راگ و رنگ و نغمہ و چنگ سے منازل گونج رہے تہے۔ رقص و سرود
و آوازہ رباب و رود سے اہل بزم مین مست ہو رہے تہے۔ اور شہر مین جابجا تماشے و جلسے
نمایان تہے۔ خاص و عام خوشی و خرمی کے نشہ مین متوالے بن رہے تہے۔ اسی شادی کے
جشن مین ملکہ جہان نے اپنے شوہر حسن گنگو بہمنی سے کہا افسوس کہ ایسے جلسہ مین میری

ہمشیرہ شریک نہین - کاش ہوتی تو خوب ہوتا - پادشاہ نے پوچھا کہان ہے - اُس نے
کہا کیا آپ بھول گئے شہر ملتان مین ہے - اُسیوقت بہمنی باہر آیا - اور فی الفور
چند سوار روانہ کئے - اور اُنکو ہدایت کی کہ ملک سیف الدین غوری کی ہمشیرہ سلطان جہان
کو لائین - اور غوری و پنڈت کو تاکید کی کہ شادی کے جشنون کو برابر جاری رکھین
اور عقد کی تاریخ تبدیل کرین - حسب الحکم جشنونکا سلسلہ جاری رکھا گیا - سات مہینے
کے بعد ملکہ جہان کی ہمشیرہ کو لائے - اور لشکر مین شہرت ہوئی کہ ملتان سے سلطان جہان
ملک سیف الدین غوری کی بڑی ہمشیرہ آئی ملکہ جہان نے ہمشیرہ کے آنیکی بہت ہی خوشی
منائی - اور اپنے شوہر کا شکریہ ادا کیا - پھر عقد کی تاریخ مقرر کی گئی - اور تاریخ مقررہ پر
عقد خوانی ہوئی - اور ہر طرف سے مبارک بادی کا آوازہ بلند ہوا - تمام امرا و وزرا اور رعایا نے
نذرین دکھائین - اور بیشمار روپے پر زر و جواہر نثار کئے - پادشاہ نے امرا و وزرائے
ریاست و معززین و معتمدین دولت کو دس ہزار خلعت زربفت و مخمل و اطلس اور ہزار
گھوڑے عربی و ترکی مع زین ولجام زرین - اور بقول فرشتہ دوسو و بقول مولف
ملحقات دو ہزار خنجر و شمشیر و بگلوس مرصع بجواہر دئے اور مشائخ و فقرا کو خلعتہائے
فاخرہ و انعام وافرہ دیا - اکثر راجگان دکن شادی مین شریک تھے - مثلاً راجہ کولاس
و راجہ شنکر کھیڑلہ - و راجہ کرناٹک - و راجہ مدگل وغیرہم یہ تمام ہی خلعت ہائے فاخرہ
سے سرفراز ہوے - اور ملک سیف الدین غوری کو خلعت فاخرہ و اجازت نشست
سے ممتاز کیا حسن گنگوئے بہمنی نے شادی کی تقریب مین عطا و کرم و حسن خلاق سے

از ملحقات ۱۲

اکثر سرکشون و باغیون کو مسخر کیا کیا ہندو کیا مسلمان بادشاہ کی مداراۃ و خاطرداری سے فرمان بردار خیرخواہ بنگئے۔ کوئی مخالف نہین رہا۔ حسن گنگوئے بہمنی امرائے دولت وراجگان ذی عظمت سے شادی کے جشن مین یارانہ ملتا تہا۔ شان شاہی کا خیال نہین کیا کرتا تہا۔ امرا اور راجگان رکن تسلیم و کورنش نہایت ہی ادب سے بجالاتے تھے اور بادشاہ کے مروت و خلق کے خانہ زاد بندے بنتے تھے۔

ایلورے کے عجائب عمارات کی سیر

ملحقات کے مولف نے لکہا ہے کہ حسن گانگوئے بہمنی کی خدمت مین مصاحبین نے اسبات کی تحریک کی کہ ایلورے کے عجائب و غرائب عمارات جو راجگان قدیم کے یادگار ہین۔ اور صناعین چابکدست و سنگتراشان اعلی قدرت کی دستکاریان قابل دید ہین ایکروز بطریق تنزہ و تفرج ملاحظہ کیلئے چلنا چاہئے۔ بہمنی مصاحبین کے اصرار سے راضی ہوا۔ ایک روز سیر و تماشا کے لئے مقرر کیا گیا۔ راستے درست کئے گئے۔ اور مغارات معدن العجائب کی صفائی کی گئی۔ صفائی و درستی کے بعد میدان پرفضائے راحت افزا مین ڈیرے و خیمے قائم کئے گئے۔ پہر بروز چارشنبہ تاریخ بست و پنجم شوال ۷۵۳ھ ہجری مین بادشاہ بہمنی مع مصاحبین و وزرا و امرا مغارات معدن العجائب و مجمع الاصنام و التصاویر کے ملاحظہ کیلئے رونق افزا ہوا۔ ہر ایک مغارے کے تصاویر دیکہہ کے حیران ہوے۔ اور اوسوقت کے صناعین کی سنگتراشی و تصاویر کی خوشنمائی اور صفائی و رنگ آمیزی کی تحسین و تعریف کرتے تہے۔ اور کہتے تہے کہ قوم عاد کے صناع یہان آئے ہونگے اور کوئی کہتا تہا کہ چین و تاتار کے

نقاشون کے بنائے ہوے ہین۔ کوئی کہتا تہا کہ اوسوقت ہند ہی مین سنگ تراشی کا کام
نہایت نزاکت و لطافت سے ہوتا تہا اور ہند مین اس فن کا رواج عام تہا اس لئے کہ
ہند مین اکثر بتخانے اس قسم کی تصاویر حیوانات سے آباد پائے جاتے ہین۔ اوس کا رواج
علمی طریق سے تہا۔ سینہ بسینہ نسلاً بعد نسلٍ ایک ہی خاندان مین رہتا تہا۔ ایک خاندان کے
بزرگ دوسرے خاندان والون کو نہین بتلاتے تہے۔ اور اوسوقت کے حکما و موجدین فنون نے
بہی اس فن مین کوئی ایسی کتاب تدوین نہین کی جسمین اس فن کے اصول و فروع لکہی ہون
اور پتہرون کے رنگ و روغن و آلات تراش و خراش کی کیفیت و ماہیت نہین لکہے۔
اسی وجہ سے یہہ فن نادر ہند سے مفقود ہوگیا۔ کوئی کہتا تہا کہ ضرور حکمائے ہند نے اس فن مین
کوئی کتاب سنسکرت مین مدون کی ہوگی لیکن انقلاب زمانہ سے جیسا کہ زبان سنسکرت گمنام
و مفقود الخبر ہوگئی۔ اوس کے ساتہہ ہی کتب مدونہ علوم و فنون بہی مفقود و نابود ہوگئے
غرض سیر کرتے ہوے اور باہم مطالبہ کرتے ہوے ایک مغارے سے دوسرے مغارے مین گذرتے تہے
بعض مقام مین در و دیوار و ستون و منار پر کتبے دیکہے۔ سنسکرت جاننے والون کو بلائے
اور کتبہ کو پڑہائے۔ امتداد زمانہ کی وجہ سے خطوط جابجا سے مٹ گئے تہے۔ برابر پڑہے
نہین جاتے تہے۔ پورا پورا مطلب معلوم نہین ہوتا تہا مشکل سے ایک کتبہ پڑہا گیا۔ اور
اوسکا ترجمہ کیا گیا بجنسہ ذیل مین لکہا جاتا ہے۔

بارگاہ کے کتبہ کا ترجمہ

عمارات کا بانی کہتا ہے۔ اوسکا یہہ مضمون تہا۔ مین نے یہہ عمارات نمونہ دربار شاہی

مع تصاویر لوازم دربار اس غرض سے تعمیر کرایا کہ زمانہ آیندہ مین جو وارثین ملک آئین گے
اور عمارت کو دیکہہ کے ہمکو نیکو کاری و نیکنامی کے ساتہہ یاد کرینگے - اور ہماری شان و شوکت
اور ہمارے اقبال و زوال کی کیفیت معائنہ کرکے دنیائے ناپائیدار کی بیوفائی سے سبق عبرت
لین گے - اور دنیا کی آرائش و نمائش و آسایش و آرائش پر فریفتہ نہونگی - اور عدل و انصاف
و داد و دہش پر آشفتہ ہون گے - اور دنیا مین نیک نامی پائینگے - اور عقبی مین اپنے کردار
پسندیدہ کا اجر - اگر زمانہ استقبال مین کوئی داور دادگستر و حاکم عدل پرور ایسی عمارات
بنانا چاہیگا تو اوس سے کہو کہ ایسے عمارات کے تعمیر کرنیکے لئے بیس ہزار معمار مثل استادان
جو فن سنگتراشی و نقاشی مین مہارت تامہ اور فنون تعمیر و ترمیم مین لیاقت کاملہ رکہتے ہون
جمع کرے اور ہزار سال برابر کام لیتا رہے اور اس قسم کے عمارات کی تعمیر کے لئے خزانہ کا دروازہ
کہولدے اور کئے قرون تک تعمیر کا کام جاری رکہے تو شاید تعمیر کرسکیگا - اور اپنے زمانہ کا
یادگار چہوڑیگا - کتبہ کا مضمون تمام ہوا - ملحقات کے مولف نے لکہا کہ اس کتبہ کے مضمون
سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عمارت کے بانی نے اسکا نظیر ممتنع الوجود سمجہا ہے لہذا اس کے
ثانی کی تعمیر کو معلّق بالمحال کیا ہے یعنے اسکا نظیر بنانا غیر ممکن ہوگا - پس حسن گنگوئی بہمنی
اور اوس کے مصاحبین اوس زمانہ کے حکما و فلاسفہ و بنّائین کی الوالعزمی کی تعریف
و تحسین کرنے لگے - اور اوس زمانہ کی کثرت دولت و جاہ و حشمت پر تعجب - اور برہمہ
کی حکمت و دانائی کے قائل ہوے - اور در و دیوار کے نقش و نگار دربار کے شاہ نشینون
کی ترکیب و وقار دیکہہ کے کہنے لگے ما اعظم شانہ وما اکرم مکانہ - اسیطرح

ہر ایک مغارہ مین جاتے تہے۔ اُس کے تصاویر کی خوبی و نزاکت اور اُسکی عمارت کی رفعت و لطافت دیکہہ کے حیرت کے دریا مین ڈوبے جاتے تہے۔ اور عالم تعجب مین صورت تصویر بنجاتے تہے۔ پادشاہ بہمنی سیر و تماشے مین ایک ہفتہ تک ایلورہ کے میدان پر فضا و راحت افزا مین قیام پذیر رہا اُسوقت ایلورہ کے صنم کدون کا سلسلہ اجنٹہ تک تہا مگر درمیان سے اکثر منہدم و معدوم ہوگئے تہے۔ اور امتداد زمانہ کی وجہ سے خراب و مرمت طلب ہوگئے تہے۔ فی زماننا منجملہ چودہ یا پندرہ عمارتین موجود ہین۔ اونمین شکست و ریخت ہوگئی ہے سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ کی توجہ و عنایت سے اوسکی تعمیر و ترمیم ہوتی ہے اور صفائی کا بہی اہتمام عمدہ ہے۔ وہان کی آمد و رفت کے راستے درست کردئے گئے ہین۔ اکثر بلاد و امصار کے غربا و سیاح سیر تماشے کیلئے آتے ہین۔ نقش و نگار کے دیکہنے سے محظوظ ہوتے ہین۔ ہندوستان کے عجائبات کی فہرست مین آگرہ کے روضہ کا نام اول درجہ و ایلورہ کا نام دوم درجہ مین لکہتے ہین۔ یہہ زمانہ قدیم کے عجائبات کا نمونہ ہے۔ راجگان متقدمین کی شان کی نمائش کا آئینہ ہے۔

ایلورہ کے عجائب و غرائب و عمارات اور اونکے بانی پرچندیراو مہاراجہ دکن کا ذکر

تحفة الملوک کے مولف مولوی رفیع الدینصاحب شیرازی نے لکہا کہ ہنود کی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ دکن مین پرچندیراو نام ایک مہاراجہ تہا۔ سرحد گجرات و دکن و تلنگانہ سے سرحد ملیبار و کوکن تک تمام ممالک پر سلطنت کرتا تہا راجگان دکن و کوکن اوسکے فرمان بردار و خراج گذار

تہے - مہاراجہ کریم السیر و عدل گستر و خوش مذاق و خوش شفاق تہا - تمام رعایا و سپاہ اوس کے سایۂ عاطفت مین آسایش و آرام سے زندگی بسر کرتے تہے - خوشحال و فارغ البال تہے - مہاراجہ بہار کے موسم مین ممالک محروسہ کے دورہ کو نکلتا تہا - خلائق کو اپنے فیض عام سے بہرہ ور کرتا تہا - جس مقام مین زمین پر آب و سیراب و خوش دیکہتا تہا وہان عمارات عالیہ و تالاب ہائے جاریہ بنا کرتا تہا - اور جا بجا عمارات و تبخانجات نہایت سنگین و مستحکم بناتا تہا اوس زمانہ مین سنگتراشی و نقاشی کا کام نہایت صفائی و نزاکت سے ہوتا تہا - ابتک تبخانون کے نقش و نگار سے اونکی دستکاریون کی تصدیق ہوتی ہے - اور عمارات کی صورت و ہیئت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عمارات زمانہ حال کے یادگار ہین - امتداد زمانہ و انقلاب ایام سے اونکی خوبی و صناعی مین کچہہ تغیر نہین ہوا - کتبون و نقشون سے ثابت ہوتا ہے کہ ہزار ہا سال کے عمارات ہین - دہارانگر - دیوگڈہ - دولت آباد مہاراجہ کا دار السلطنت تہا - اوس کے بعد کے راجہ دیوراو نے جو مہاراجہ کے خاندان سے تہا اوسکا نام دیوگڈہ رکہا اور تغلق بادشاہ نے دولت آباد - اور فتح خان بن ملک عنبر نے فتح آباد - لیکن دولت آباد مقبول عام ہوا ابتک اوسی نام سے مشہور ہے - دہارانگر چندراو کے زمانہ مین نہایت آباد و معمور تہا - یہان ریشمی کپڑون کے بیشمار کارخانے تہے - زربفت و حمر و مخمل و مشروع متعدد اقسام کے بنتے تہے - ساڑہی و سیلے و ململ نہایت ہی نفیس و نازک بنے جاتے تہے کارچوبی و زردوزی کا کام بہی عمدہ و پاکیزہ ہوتا تہا - اطراف و جوانب کے بلاد و قصبات مین بہی متعدد کارخانے تہے - ملک کی سیرابی و خوش آبی کی وجہ سے شہر کے اطراف مین

چار چار میل تک باغات تھے۔ میوے کثرت سے ہوتے تھے مثلاً انگور و سیب و انجیر و نارنگی و لیمو و کھرنی و جامن و توت و شہتوت و نیشکر و انبہ وغیرہا نہایت ارزان تھے۔ ایک چیتل کو ایک ٹوکری آتی تھی۔ ابریشمی پارچجات کیلئے اقطار و امصار کے سوداگر چین و عرب و سمرقند و کاشغر و لاہور و دہلی وغیرہ سے یہاں آتے تھے اور یہاں کے نفائس کپڑے لیجاتے تھے غیر ممالک کے سلاطین و امرا رغبت سے خریدتے تھے۔ اور قیمت کے علاوہ سوداگروں کو انعام و خلعت دیتے تھے۔ دکن کی تجارت و صنعت اور بادشاہ کی عدالت کی شہرت تمام عالم میں پھیل گئی تھی تجار و اہل العلوم و الفنون دور دور سے یہاں آتے تھے اور یہاں کی دولت و نعمت کو دیکھ کے متوطن ہو جاتے تھے اور ایسے جمتے تھے کہ مرکے اوٹھتے تھے۔ شہر و بیرون شہر معمور و آباد تھا۔ کئی میل تک آبادی کا سلسلہ پہنچ گیا تھا روز بروز آبادی بڑھتی جاتی تھی۔ شہر کے چاروں طرف کوسوں تک باغات کی سیرابی شادابی نظر آتی تھی اور مکانات کی سلسلہ بندی نہایت خوشنما و راحت افزا معلوم ہوتی تھی۔ بیرون و درون شہر جدہر دیکھو ادہر سبزہ و تماشا دشت و صحرا پر فضا و دلکشا تھا۔ پرچند راے علم دوست تھا۔ اوسکے اہل مجلس علما و منجمین و مہندسین تھے۔ صناعین و بنائین کو بھی عزیز رکھتا تھا۔ اوسکا دربار مجمع علوم و فنون تھا۔ صاحبان علوم و فنون کی بڑی قدر کرتا تھا۔ اوسکی قدردانی کی شہرت سنکے دور دور سے بلاد و امصار کے ارباب علوم و فنون دکن میں آتے تھے کشمیری پنڈت و سندی منجم و چینی صناع مصری بنا اکثر اوس کے ملازم تھے۔ یہاں کی رعایا کیلئے علم و ہنر کے مدارس کھولے تھے۔ مہاراجہ کی توجہ سے علم و ہنر ترقی کی بلندی پر عروج کر رہا تھا۔ علم و ہنر کا

بازار گرم رہا تہا بعد مین انقلاب زمانہ سے مدارس برخاست ہوگئے خلف کے راجاؤن مین سے کسی نے اسطرف توجہ نہین کی۔ درس و تدریس خانگی طور سے ہونے لگی۔ اور صنعت و حرفت کا علم موقوف ہوگیا۔ مگر عملی تعلیم کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ جس خاندان مین جو پیشہ موروثی چلا آتا تہا اوسی خاندان تک محدود رہتا تہا جہالت کی وجہ سے غیر خاندان کے فرد کو نہین سکہلاتے تہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہند کے اکثر علوم و فنون گمنام ہوگئے۔ اقسام اقسام کے فنون خاک مین مل گئے۔ اب بہی موجود ہین مگر بہت ہی کم۔ علم نہین ہے مگر کام وہی نزاکت قدیمہ و نفاست دیرینہ کی جہلک دکہاتا ہے۔

ایکروز پرچیند راو کی مجلس مین مجمع علما تہا عمارات کی نسبت گفتگو ہو رہی تہی۔ مہاراجہ نے کہا کہ مین نے اپنے ممالک محروسہ مین بیشمار عمارتین تعمیر کین۔ مگر کوئی عمارت ایسی نہین ہے کہ زمانہ دراز تک باقی رہے۔ مین چاہتا ہون کہ ایسی عمارت تیار کرون کہ عجیب و غریب ہو اور مدت دراز تک یادگار رہے اور عالم مین مشہور و معروف ہووے۔ مجلس مین اکثر مہندس و معمار و سنگتراش حاضر تہے سب نے متفق ہو کر عرض کیا۔ مہاراج اس شہر کے اطراف مین جو پہاڑ ہے تمام روئے زمین کے پہاڑون سے نرالا ہے۔ اور پہاڑون کی طرح کہین رخنہ و شگاف نہین رکہتا ہے اور اسکا پتہر سخت و صاف ہے۔ نہایت ملائم و شفاف ہے۔ اس پہاڑ مین ایک ایسا مکان عالیشان بنانا چاہئے کہ اوسمین آٹہہ دس بادشاہ مع کارخانجات رہسکین۔ اور متعدد کمرے و حجرے بنانا کہ کسیکو دوسری عمارت کی ضرورت نہو۔ اور ہر ایک کارخانہ مین آدمی و حیوانات کی مورتین پتہر کی بنائین۔ اور بادشاہی دربار اور حرم سرا اور مکان لشکر بہی پتہر سے تراشین ہر ایک مکان و محل موقع مین بنائین۔ آدمی و حیوانات کی تصویرین اوس ہئیت و مقدار سے ہونی چاہئین کہ بعینہ صورت خلقی کا نمونہ ہون

نہ چھوٹی ہون نہ بڑی - یہہ عمارتین آپکے موجودہ زمانہ کی نمونہ ہونگی - اور زمانہ استقبال کے آنے والے دیکھہ کے عبرت حاصل کرینگے - اور دنیا کے مال و دولت کی ناپایداری پر افسوس کرین گے اور آپکی شان سلطنت اور اس زمانہ کی صنعت و دستکاری و رنگ آمیزی و نقاشی و سنگ تراشی کو دیکھہ کے تعجب کرینگے اور کہین گے ما اعظم شانہ -

مہاراج مہندسین و بنائین کی تقریر سے متاثر ہوئے فرمایا اگر اسطرح ممکن ہو تو بیشک عجیب و غریب ہوگا - مین چاہتا ہون کہ اول اسکا نمونہ موم یا گچ سے تیار کرین مہندسین و بنائین نے مہاراجہ کے ملاحظہ کے لئے ایک عمارت مع تصاویر چونہ و مٹی و اینٹ سے بنا کے دکہلا دے مہاراج دیکھہ کے بہت خوش ہوے - اور اجازت دی کہ ایلورہ کے پہاڑ مین بنانا شروع کرین حسب الحکم پہاڑ مین سنگ تراشی و نقاشی کا کام شروع ہوا - پہلے پہاڑ مین خلوتخانہ شاہی کا بنانا شروع کیا - اور چہت بلند پتہر ہی مین تراشا - مکان عریض و طویل بنایا اور اوسمین بڑے بڑے طاق بہی قطع کئے - پتہر کو ایسی خوبی و صفائی سے تراشنے کہ صاف و شفاف اسطرح تہا کہ آئینہ جلی معلوم ہوتا تہا - اور پتہر کو کسی قسم کا روغن دیا کہ روغن سے پتہر جلادار ہوگیا - اور بعض سقفون مین گاڑی بیلون کی تصاویر نزاکت و لطافت سے بنائے ہین - اور بعض طاقون مین اونٹون کی قطار قائم کئے - اور بعض مین گہوڑون کے طویلے مع زین و لجام - انہین مورتون کے قریب آدمی کی صورتین بطور سائیس و شتربان و گاڑیبان بنائین - گویا یہہ خدمت کے لئے مستعد کہڑے ہین - اور بعض کی صورتین اسطرح معلوم ہوتی ہین کہ آمد و رفت کر رہے ہین - او

حیوانات درندہ و پرندہ و چرندہ کی صورتیں محل و موقع سے قطار قطار ہین - اور سپاہ کی تصاویر مسلّح سو یا دو سو گویا یہہ سب محافظت کر رہے ہین دولتخانہ کے دروازہ پر چند ہاتی چہوٹے بڑے تراشے ہوے ہین - اور قریب چند آدمی کہڑے ہین گویا فیلبان خدمت کیلئے حاضر ہین

دہلیز دولتخانہ

دولتخانہ کے ایک جانب چار طاق بزرگ و فراخ پتہر سے تراشے - دو مختصر و دراز گویا یہہ دولتخانہ کے دروازے ہین - اور طاقون مین دو بڑے بڑے کمرے بنائے ہین گویا یہہ دربانون کی نشست گاہ ہین - اور دونو کمرون مین پانسو چہہ سو آدمی کی تصویرین بعض کہڑی ہین اور بعض بیٹہی ہوئی ہین - تمام مسلّح ہین - مکانات کے خارج مین تلوار و خنجر و کٹار و نیزہ و کمان و ترکش و تیر کی جا بجا تصویرین مجسم بنائی ہین - نہایت ہی صاف و نازک دیکہنے سے حیرت ہوتی ہے - مکان کے اندر جو صحن وسیع و پر فضا ہے اوس کے چارون طرف حجرے و کمرے تراشے ہین گویا سلطنت کے کارخانجات ہین - مثلاً سلاح خانہ - و فراشخانہ - و آبدار خانہ و شربت خانہ وغیرہ ہین ان محلات مین پچاس ساٹہہ آدمی کی تصویرین ہین گویا ہر ایک کام کے لئے مستعد ہے - اس محل کے بعد اور متعدد محلات ہین وہ بہی اسیطرح پر تکلف و درست ہین - دوم محل کا میدان اول محل کے میدان سے زیادہ وسیع و فراخ ہے اور اس مین ہی چند کمرے و حجرے ہین - اور سوم محل دوم محل سے ملا ہوا ہے اوسمین دار الضرب و زرگر خانہ و قور خانہ و جامدار خانہ و خزانہ وغیرہ ہین - ہر ایک کارخانہ کے مناسب نقش و نگار ہین - اور ملازمین کی بہی متعدد تصویرین ہین - اور دربانون و چوبدارون وغیرہ کی تصویرین

دروازون پر منقش ہین۔ ہم نقش و نگار اور تصویر کی وضع و طرز سے پہچان سکتے ہین کہ یہہ
دار الضرب ہے وہ قورخانہ ہے یہہ دربان ہے وہ چوبدار ہے۔ یہہ سپاہی وہ سپاہ سالار ہے۔

بارگاہ شاہی وکارپردازان وخدام کے مقامات کا ذکر

ایک محل وسط پہاڑ مین وسیع الشان رفیع المکان عریض و طویل تراشا۔ اور اوس کے اطراف
و جوانب مین حجرے اور طاق بعض مختصر پر تکلف بعض مطول پر زینت مرتب کیئے اور صدر مین
ایک شاہی دربار بنائے اور وہان ایک تخت منقش اقسام اقسام کے تصاویر سے نصب کیا
اور اوسپر مہاراجہ کی تصویر قایم کی۔ اور تصویر کے گلے اور ہاتہہ مین اہل ہند کی رسم کے موافق انواع
انواع کے زیور منقش بعض مجسم بعض منبت تہے نزاکت و لطافت صفائی و زینت مین بے نظیر
مہاراجہ کے دہنے و بائین طرف وزرا و امرا کی صورتین اور سر کے جانب خدمتگارونکی مورتین
ہر ایک بموقع و محل پر مودب قائم ہین۔ اور چند محلدار ہاتون مین رومال و چنور لئے ہوے کہڑے
ہین۔ اور بعض کے ہاتہہ مین صراحی و پیالہ اور بعض کے ہاتہہ مین پاندان و عطردان ہے۔ پاندان
کے طبق مین عطردان وغیرہ اشیا کی تصویرین منقش مجسم ہین۔ اور بعض کے ہاتہہ مین پہولونکا
طشت ہے پہولون کے نقوش بعینہ واقعی پہول معلوم ہوتے ہین۔ واقع مین تمام تصاویر
و نقوش زینت و تکلفات و نزاکت و صنعات سے مزین و مرتب ہین۔ دیکہنے سے حیرت
ہوتی ہے۔ اونکی تعریف و توصیف تحریر و تقریر مین نہین آسکتی اس بارگاہ کے سامنے سپہ سالار
و کوتوال اور فوجی افسر کہڑے ہین۔ اور اون کے مقابلہ مین چند قطار سپاہ مسلح قائم ہین۔
سپاہ و افسر بارگاہ سے دو ہزار قدم کے فاصلہ پر ہین۔ اور بارگاہ کے میدان مین مہاراجہ مقابل

قوالون وکسبنون کے چند طائفے ہین اور اون کے قریب مین بازیگر اور کشتی گیر اور پہلوانان شمشیر وپٹا باز اپنے اپنے ہنر وپیشہ مین مشغول ہین۔ ہر ایک کی ہیئت وشکل اوسی پیشہ کی صورت مین ہے گویا ہر ایک ہنرور اپنے اپنے کام مین مصروف ہے اور خاص چند ہاتی اور گہوڑے مع زین ولجام وزنجیر وگہنہ منقش ہین۔ اور چند خاص جلوخانے بہی مختصر بنے ہوے ہین۔ اور تین چار زنانہ محلات ہین۔ ہر ایک محل مین سو ڈیڑ سو رانیون اور خواجہ سراؤن اور گارڈنون کی تصویرین مختلف قائم ہین ہر ایک کی وضع وطرز نرالی ہے۔

تحفۃ الملوک کے مولف نے لکہا کہ ایلورہ ہند مین بلکہ دنیا مین ایک عجیب وغریب جائے ہے عالم مین کہین اسکا نظیر دیدہ ہے نہ شنیدہ۔ ان عمارات وعجائبات کی بنا کا سلسلہ تقریباً چہہ میل تک تہا۔ اور انکے علاوہ شکارگاہین اور سیرگاہین بہی تہین۔ شکارگاہون کے اطراف مین سنگ وچونہ سے دیوار مستحکم بنائی گئی تہی فی الحال سنہ ۱۱۷۱ ہجری مین دیوارین جابجا شکستہ وافتادہ ہوگئی ہین۔ اور مشہور ہے کہ ایلورہ سے اجنٹہ تک پچاس فرسنگ کا فاصلہ ہے اسیطرح محلات وعمارات وشکارگاہون کا سلسلہ برابر تہا۔ لیکن امتداد زمانہ سے اکثر درمیانی شکارگاہین اور عمارتین افتادہ وخراب ہوگئین فی الحال اون کے کہنڈر نظر آتے ہین۔ مگر ایلورہ واجنٹہ کے عمارات موجود ہین۔ انتہی کلام المولف المذکور۔ فقیر مولف کہتا ہے کہ فی زماننا کہ سنہ ۱۳۰۲ھ ہے درمیانی شکارگاہون کے کہنڈر وآثار بہی نہین دکہلائی دیتے۔ اور ایلورہ واجنٹہ کی عمارتین شکستہ وریختہ حالت مین موجود ہین۔ اور بعض کے چہت اور بعض کی دیوارین خراب وافتادہ ہوگئین ہین اور تاریخ نظامی کے مولف نے لکہا کہ ایلورہ کے عمارات سے فی الحال یعنی سنہ ۱۰۸۲ ہجری مین

بائیس عمارت بتخانہ قائم ہین۔ اور اجنتہ مین بہی اسیقدر موجود ہین۔ تم کلامہ۔
فی زماننا مجہے جیمس صاحب کی تاریخ سے معلوم ہوا کہ ایلورہ مین بارہ عمارتین موجود ہین شکستہ
و ریختہ حالت مین ہین سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ نے اوس عمارات قدیم کی حفاظت و نگرانی
عمدہ طرح سے کی ہے اون کے راستے درست و صاف کرائے۔ اور درندون و پرندون و چرندون
کو وہان سے نکالا۔ نہین تو بہی حیوانات وہان رہتے تہے۔ انسان کا گذر وہان ممکن نہین تہا
اب مقام محفوظ ہے۔ اکثر سیاحین امصار و بلاد سے آتے ہین سیر و تماشے سے محظوظ ہوتے ہین۔ دکن
کی سنگ تراشی و صنعت کی نزاکت و نفاست کو دیکہ کے تحسین و تعریف کرتے ہین اور راجگان
دکن کی اولوالعزمی پر آفرین کہتے ہین۔ اب ہم ایلورہ کے موجودہ عمارات کی کیفیت و کمیت انگریزی
تاریخ مولفہ جیمس صاحب سے نقل کرتا ہون کہ ناظرین اوسکے مطالعہ سے محظوظ ہووین۔ اور لطف
و مزہ اوٹہائین۔ بیان مکرر ہے مگر مزہ و لطف مین قند مکرر ہے دلچسپی سے خالی نہین ہوگا۔
جیمس صاحب نے اپنی تاریخ مین لکہا ہے کہ بلدہ اورنگ آباد کے شمال مین جو پہار واقع ہین اونکی
اندر چند دیول پتہر کے تراشے ہوے موجود ہین اور وہ مغارون و دررون کے نام سے مشہور
ہین۔ اب یہان اون پہاڑی دیولون و صنم کدونکا ذکر کیا جاتا ہے۔

مغار اول

اس مغار کے پیش رو پر جسکا طول ۴۰ فیٹ ہے کسی زمانہ مین چار ستون قائم تہے اور یہہ برآمدہ کے
سامنے بشکل ایک پیشگاہ یا سایبان کے معلوم ہوتی تہے یہہ ستون پہاڑ کے ایک بڑے جزکو
جسکی عمق کتنی ہی فیٹ تہے اور جسکا طول ۵۰ فیٹ سے زیادہ تہا برداشت کئے تہے مگر انقضائے

زمانہ پر ستون مذکور اسقدر بار عظیم کو برداشت نہین کر سکے اس وجہ سے چٹان مذکور مین ایک شگاف
پیدا ہوا بعد ازان پیشگاہ کے ستونون کو کچلتا ہوا گر پڑا۔ جب ہم اس چٹان افتادہ و شکستہ کو مشاہدہ
کرتے ہین تو یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ شاید چٹان مذکور گذشتہ تیس سالون کے درمیان گرا ہوگا۔
برآمدہ کا طول ۲۷ فیٹ ۵ انچہ ہے اور اوسکا عرض ۹ فیٹ ہے اور اوسکے سامنے کے ستون
شمار مین آٹھہ ہین ہر ایک ستون کا پایہ ۲ فیٹ و ۸ انچہ مربع ہے اُسکی بلندی بھی قریب قریب
اسیقدر ہے اس پایہ کے اوپر ستون ہشت پہلو ہے۔ مگر تیسرے چوتھے پانچوین اور چھٹے ستونون مین
چھوٹی چھوٹی تصویرین جنکی بلندی برابر بلندی چہت ہشت پہلو کے ہے۔ پانون کے گوشون پر
بیٹھے ہوے ہین۔ دوسرا اور چھٹے ستونون کے پائے بہ نسبت اور ستونون کے پایون کے زیادہ تر نیچے
ہین اور جسقدر کہ یہہ نیچے ہین اوسیقدر اجزائے ہشت پہلو بھی بہ نسبت دیگر ستونون کے اجزائے
ہشت پہلو کے زیادہ اونچے ہین مگر ان ستونون مین پایہ کے گوشون پر تصویرین نہین پائی جاتی ہین
اجزائے ہشت پہلو کے اوپر ایک ثلث حصہ ان ستونون کا شانزدہ پہلو ہے اور اس کل حصہ کی
وسط مین ایک گل بوٹہ دار پٹی ہشت پہلو کی پائی جاتی ہے۔ ہر ستون کے انتہا مین ایک جز شانزدہ
پہلو کا ہے جو ایک ہشت پہلو پٹی کے اوپر واقع ہے۔ اس ہشت پہلو پٹی مین تسبیح نما حلقون کے
اندر تصویرین مردون اور عورتون کی مختلف وضعات مین کہدی ہوئی ہین۔ صدر استون
ہر ایک ستون کا ایک چوکا سنگ کا ہے جو عمق مین ۱۰ انچہ اور عرض مین ۲ فیٹ ۴ انچہ ہے
صدر استون کے اوپر ایک پتھر کا براکٹ ہے جسکے کنارون پر تصویرین ہاتیون کی اور درمیان
مین دیگر تصویرین پائی جاتی ہین۔ پہلے۔ تیسرے۔ چھٹے۔ اور آٹھوین ستون بہت قریب قریب

مشابہ ہین۔ اور پہلا اور آٹھوان بالکل مشابہ ہین اور اسیطرح سے تیسرا اور چھٹا بھی۔ چارون
ستونون مذکورۂ بالا مین ہر ایک ستون کی شکل ہشت پہلو سے جو کہ اوپر پایہ کے سہہ
شانزدہ پہلو مین۔ تبدیل ہوتی ہے اور ارتفاع جز شانزدہ پہلو کی جز ہشت پہلو کی ارتفاع سے
زیادہ تر ہے۔ تیسرے اور چھٹے ستونون کے ان پہلوون مین گل بوٹے کی صنعت ہے۔ چارون
ستونون مین سے ہر ایک ستون کی تراش شانزدہ پہلو کے اوپر تراش مدور پائی جاتی ہے جسمین
پٹیان گل بوٹے کے کام کی ظاہر ہین۔ پہلے اور آٹھوین ستون مین جز و مدور کے اوپر تراش
ہشت پہلو ہوجاتی ہے اور تیسرے اور چھٹے ستون بالاخر بشکل صدر ستون ہوجاتی ہین جن کے
گوشون پر بیلین کندہ پائی جاتی ہین۔ اسکے اوپر ایک اور مدور پٹی ہے جسمین پتے منقش ہین
اس کے اوپر اور صدر ستون ہین جنکے اوپر براکٹ لگے ہین ان براکٹون مین مختلف اقسام کے
جانورونکی تصویرین کندہ ہین۔ چوتھے اور پانچوین ستونونمین تراش شانزدہ پہلو کی چھوٹی ہے
اور تراش ہشت پہلو کی اوپر واقع ہے اون کے پایون کے گوشون پر تصویرین سنگ مین
کھدی ہوئین بحالت نشست پائی جاتی ہین۔ ان ستونون مین سے ہر ایک ستون کے
وسط مین ۳۲ پہلو کی تراش ہے اور اون کے اوپر ایک تنگ مکان جزو شانزدہ پہلو کا ہے
اور اُس کے اوپر ایک عمیق ہشت پہلو کی تراش ہے۔ جسکے ہر ایک پہلو مین ایک ڈھال ہے
اوس سپر کے وسط مین ایک تصویر فربہ مگر پست قد شخص کی کھدی ہوی ہے جو چارون
اطراف مین گل بوٹے دار حاشیہ سے گھیرے ہوی ہے۔ اس برآمدہ کے پیچھے کی دیوار مین
تین دروازے اور دو کھڑکیان ہین۔ دو دروازے اونمین سے ایسے ہین جنمین کسی قسم کے

نقوش زیبائشی نہین پائے جاتے ہین مگر ایک دروازہ جو وسط مین واقع ہے ان نقوش زیبائشی سے خالی نہین ہے کیونکہ اوسکے بازؤن مین سب سے عمدہ نقوش کندہ پائے جاتے ہین اور دہلیز کے کنارون پر ایک مرد اور ایک عورت کی تصویرین استادہ پائے جاتے ہین - کہڑکیون کے سر اور بازو کے مقامات کتنے ہی خانون مین منقسم ہین جنمین سے ہر ایک مین مرد اور عورت کے تصویرین اسطور سے کندہ ہین گویا وے ایک دوسرے سے محبت ظاہر کرتی ہے انسے باہر ہیدار نقوش بشکل نصف دائرہ کے ہین جنکے باہر جو بڑے نقوش تینون کے پائے جاتے ہین اُس کہڑکی کا کام جو بڑے دروازہ کے مغرب مین واقع ہے ختم نہین ہونے پایا ہے اس کہڑکی کے اور مغربی دروازہ کے درمیان مین ایک تصویر بدہ کی ہے جو پدم آسن* کے اوپر بیٹہا ہوا نظر آتا ہے اور اوسکی خدمت کیلئے چند چنور بردارون کی تصویرین کندہ ہین اور دوسرے تصویرین بہی کندہ ہین جنکے ہاتھون مین کنول کے گلدستے ہین اور پانچ سر ناگ کے اون کے سرون پر کہڑے ہوے ہین - جب برآمدہ سے نکل کر باہر کیطرف نکلتے ہین تو دیوار پر ایک قطار بدہ کے ساتہہ تصویرون کی پائی جاتی ہے جو حالت نشست مین ہین اور اون کے ہر ایک کنارہ پر ایک بودہ ستو کی تصویر ہے یعنی اُس بدہ سادہو فقیر کی جو اپنے دوسرے جنم مین بدہ کا اوتار لیگا - جب ہم دہار کے اندر داخل ہوتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ دہار مذکور کو ۲۸ ستونون کا بنانا چاہتے تہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُسکا اختتام کسی ایسے واقعہ کے سبب نہو سکا جسمین اہل بودہ کا رسوخ ان مقامات پر سے جاتا رہا -

معار دوم

اس غار کی عمارت کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عمارت سادہو فقرا کے خانقاہ و تکیہ کے متشابہ ہے

*پدم آسن سے کنول کی نشست مراد ہے ۱۲ • پرستشگاہ ۱۲

یا دیول ہوگا۔ عمارت کی طرز براہمہ کے دیولون کی طرز کے مانند ہے اس غار کے سامنے کی عمارت
بالکل منہدم و نابود ہو گئی ہے مگر قرائن و آثار مندرسہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ ایک برآمدہ اندرونی
عمارت کا تہا۔ جسکا طول ۱۲ فیٹ ۶ انچہ تہا۔ اور عرض ۲ا فیٹ دس انچہ۔ اس برآمدہ مین دو مربع
ستون تہے اور اونکے مقابلہ مین دو ستون سادے غیر منقش تہے۔ اس منہدم برآمدہ کے عقب مین
ایک کمرہ ہے جسکا فرش دو فیٹ بہ نسبت فرش برآمدہ کے زیادہ بلند ہے۔ اس کمرہ کے پیشتر دو مربع
ستون ہین جنمین نقوش نہایت صفائی سے کٹے ہوئے ہین۔ کمرہ مذکور کا عرض اوسکے پیشتر و برا ۲۱ فیٹ
اور ایک انچہ ہے اور اُسکے پشت کی دیوار کی طرف چوبیس فیٹ چہہ انچہ ہے اور اوسکا طول چہتیس فیٹ دس انچہ
ہے اور اوسکی ارتفاع دس فیٹ ہے اس کمرہ کے اندر ایک پرستشگاہ ہے جسکے چارون طرف چار فیٹ
چوڑا رستہ طواف کے لئے بنا ہوا ہے اور اوسکے سامنے یہہ رستہ نو فیٹ چوڑا ہے اس پرستشگاہ کی پیشتر و طول مین
چودہ فیٹ ایک انچہ ہے اور اوسکے وسط مین ایک دروازہ بنا ہوا ہے جسکا عرض تین فیٹ چار انچہ ہے
اس دروازہ کے ہر ایک طرف ایک ایک لمبے قد کا دربان مع چند ملازمین کہڑا ہوا ہے۔ اس دروازہ پر
متعدد چہوٹے چہوٹے تصویرین بدہ کی تراشی ہوئی ہین۔ اور ہر ایک تصویر کی خدمت مین دو دو
چنور بردار کندہ ہین۔ دروازہ کے ہر ایک ستون سادہ کے پایہ کے سامنے ایک ایک تصویر نو مند
شخص کی کندہ ہے جسکا سرپیچ یا ٹوپی بہت اونچی ہے۔ دربانون کے قد کی درازی نو فیٹ ہے
اور ہر ایک کنول کے گلدستہ پر کہڑا ہوا ہے وہ دربان جو بائین طرف کہڑا ہے سادہ لباس پہنے ہوے
ہے مگر اوس کے سرپیچ مین کسیقدر صنعت ہے پیشانی کے پیچ پر جو جواہرات کی صنعت ہے اور اُس
صنعت کے اندر ایک چہوٹی سی تصویر بدہ کی کندہ ہے یہہ تصویر بدہ کی ریاضت کے وقت کی ہے

کیونکہ اسکے کف پا اولٹے ہوے ہین اور کف دست اونپر کیے ہوے ہین - اسی قسم کی ایک اور تصویر جواہرات
کی صنعت کی حاشیہ مین پائی جاتی ہے - اس دربان کے کان بڑے بڑے ہین - اور دہنے کان
مین ایک زنجیر لٹکتی ہے جسمین ایک بالی لگی ہوئی ہے - اور بائین کان مین ایک کنڈل لٹکتا ہے
جسکا قطر چند انچہ ہوگا - اوسکی گردن مین ایک مالا دانون کی پڑی ہوئی ہے اُسکا لباس صاف صاف
نہین نظر آتا ہے مگر وہ کمر سے بذریعہ ایک کمربند کے لٹکتا ہے اور اُس سے کسیقدر نیچے ایک اور
جواہر سے جڑا ہوا کمربند ہے جسمین سے ایک زنجیر لٹکتی ہے - کل لباس کو دربان مذکور اپنی ساقون سے
بذریعہ دست چپ ہٹاتا ہوا نظر آتا ہے جسکو وہ چوٹی پر اپنے ہاتہہ مین تہامے ہوے ہے - اس گلدستہ
کے اوپر ایک چہوٹی تصویر بدہ کی کندہ ہے نیچے اس کے ایک اور تصویر کندہ ہے جس کے بال گہونگروالے
ہین اور جسکے سر پر ناگ کے پانچ سر ہین اس دربان کے سیدہے کندہے کے اوپر ایک تصویر بحالت پرواز
کندہ ہے جسکے ہاتہہ مین پہولون کا ایک ہار ہے یہہ تصویر فرشتہ کی ہے اس دربان کا نام پدم پانی ہے
پدم پانی نیپال مین مثل بودہ ستو کے پوجا جاتا ہے - دوسرے کا نام مان جوسری ہے مگر اس کے لباس
و زیور کی صنعت بہ نسبت دربان مذکورہ بالا کے زیادہ تر عمدہ ہے - کمرہ کی دیوارون پر جابجا بدہ کی تصویرین
کندہ پائی جاتی ہین - ہر ایک تصویر مین وہ چار زانو بیٹہا ہے اور اسکے کف پا اسکے طرف اولٹے ہوے ہین
اوس کے ہاتہہ اونپر کیے ہوے ہین جنکی ہتیلیان اوپر کے طرف رخ کئے ہوی ہین - یا اپنے دست چپ
کی انگشت خنصر کو اپنے دست راست کے انگشت نر و انگشت شہادت کے درمیان مین تہامے ہوئی
ہے اور باقی اونگلیان دست راست کی اوٹہے ہوے ہین و نیز کف دست بہی بطرف ناظرون کے
کہلا ہوا ہے - دست چپ کی اونگلیان سوائے انگشت خنصر کے بند ہین اور باقی ہاتہہ مین سے درمیان

انگشت نر وانگشت خنصر کے گذر کر ایک گوشہ اوسکی پوشاک کا باہر کو لٹکتا ہے۔ بعض مقامون پر وہ
کنول کی نشست پر بیٹھا ہے۔ اسکی شاخین دیگر اشخاص کے ہاتھون مین جنکے بال گھونگر والے ہین اور
ٹوپیان اونچے ہین ان تصویرون کے عقب مین پرستش کرنیوالون کی تصویرین نیچے چوبرداروں کے
سجدہ کرتے ہوئے کندہ ہین۔ یہہ چوبردار کنول کے ستون پر کھڑے ہین پرستش کرنیوالے اشخاص
جٹا دہاری ہین۔ بعض خانون مین فرشتے بحالت پرواز ظاہر ہوتے ہیں سر کے اوپر نظر آتے ہین۔ مگر بہت سے
خانون مین نہ یہہ ہین اور نہ سجدہ کرنیوالون کی تصویرین ہین۔ جب ہم دیوستان کے اندر
داخل ہوتے ہین تو ایک تصویر کلان بدہ کی نظر آتی ہے اس تصویر کی بلندی ۹ فیٹ ہے
اور اسکے پاؤن کنول کے پہولون پر جو فرش کے اوپر کندہ ہین رکہے ہوے ہین ہاتہہ سامنے
سینہ کے اوٹھے ہوے ہین اور دست چپ کی انگشت خنصر کی چوٹی کو دست راست کے انگشت نر
وانگشت شہادت کے درمیان مین تہامے ہوے ہین جب بدہ کے ہاتہہ اس وضع پر ظاہر کیے جاتے
ہین تو وضع مذکور کو مُدرا کہتے ہین اور یہہ مدرا تین اقسام کی ہین۔

اول۔ دہیان مدرا جسمین دونون ہاتہہ کہلے ہوتے ہین اور ایک دوسرے پر رکہے ہوتے ہین
اور اونکی ہتیلیان اوپر کیطرف نکلے ہوتے ہین۔ یہہ دونون ہاتہہ ان پر رکہے ہوے ہین او زانون
کی طرح سے ترتیب ہوتی ہے کہ دونون کف پا اوپر کیطرف اوٹھے رہتے ہین۔

دوم۔ بہوم اسپرش مدرا۔ اس وضع مین بہی طریق نشست کی ویسی ہی ہے جیسے دہیان
مدرا مین ہے۔ مگر دست چپ مین کبہی پانی کا برتن ہوتا ہے اور کبہی خیرات مانگنے کا کاسہ۔ اور
دست راست ران پر رکہا ہوتا ہے یا بطرف زمین کے مائل رہتا ہے۔

سوم - وہ مدرا جسکا اوپر ذکر ہوا اور یہہ دو صورتون مین پیدا ہوتی ہے - اوّل جب بدہ کی
تصویر چارزانو بیٹھی ہوتی ہے - دوم جب پائون کو لٹکائے ہوتی ہے - کسی زمانہ مین یہہ تصویرین
رنگی ہوی تہین اور شناکہ بدہ کا رنگ سونہرا تہا اوسکی تصویر ہمیشہ پوشاک پہنے ہوی بنائی جاتی تہی -
یہہ پوشاک اوسکے دوش راست اور دست راست سے نہین گذرتی ہے اور ٹخنے تک لٹکتی ہے جس حالت
مین جب اوس کے ہاتہہ مدرا کی وضع سوم کے مطابق ہون تو ایک حصہ پوشاک مذکور کا اوس کے
دست چپ مین ہوتا ہے بال گہونگروادار کیے جاتے ہین اور اوس کے چوٹی مین ایک گانٹہہ ہوتی ہے - بدہ کے
کانون کے لوئین بہت نیچے تک لٹکتی ہوئی پائی جاتی ہین مگر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اسقدر درازی
لوؤن کی بوجہ زنجیر کے لٹکنے سے ظاہر ہوتی ہے - اوسکی پیشانی وسط مین اوٹہی ہوئی پائی جاتی ہے
جس سے گمان کیا جاتا ہے کہ اسکی مراد تلک سے ہوگی - بدہ کے جسم پر زیورات کسی قسم کے نہین ہین
نہ کڑے - نہ بالا - اور نہ بالیان - بدہ کے سنگہاسن کے نیچے داہنے و بائین طرف دو شیر ہین اور پشت
کی طرف اور دیگر جانور نظر آتے ہین - اوّل سب سے نیچے کا ہاتی ہے جو اپنی سونڈ کو اپنے سر کے
نیچے لپیٹے ہوے بیٹہا ہے - دوّم اوسکے عقب مین ایک جانور شیر کے مانند مع ایک انسان کے
اوسکی پشت پر سوار نظر آتا ہے - اس جانور کے دم اور پنجے شیر کے سے ہین - اور ایک بہاری
ایال اوس کے گردن پر ہے - دو سیدہی سینگ ہین جنکے نیچے اوسکی بڑی آنکہین نکلتے ہوئین
نظر آتی ہین و نیز دو اور چہوٹے سینگہ بشکل قوس کے نکلتے ہوے دکہائی دیتے ہین - سوّم
اسکے اوپر ایک مگر کے سر اور کندے نظر آتے ہین اور اوسکی دم ایک بیلدار صنعت کے ساتہہ
تراشی ہوی ہے - بدہ کے سر کے سر دو طرف تصویرین بادلون پر اوڑتی ہوی دکہائی دیتی ہین

دیوستہان کے دیوارون پر بطرف دست راست وچپ کے تصویرین بدہ کے چار قطارون مین نظر آتی ہین بعض اُنمین سے دمیان مدرا کے وضع مین اور بعض تعلیم مدرا کے وضع مین پائی جاتی ہین - اور ہراک کے خدمت مین چوربردار حاضر ہین -

مغار سوم

یہہ مغار سب سے عمدہ ہے اسکا کمرہ کلان ½ ۴۱ فیٹ عرض مین اور ½ ۴۲ فیٹ طول مین ہے اور اوسکی چہت ۱۲ استونون پر قایم ہے - مگر جملہ طول غار کا منہدم برآمدہ کے پیشتر و سے لیکر دیوستہان کی عقب دیوار تک ½ ۸۲ فیٹ ہے اور عرض قریب ۴۳ فیٹ کے ہے برآمدہ کے ستون شمار مین چار تہے جنکے صرف پائے اب نظر آتے ہین - دو وسط کے مدور اور باقی دو بشکل مربع تہے - باہر کیطرف دو سیڑہیان برآمدہ کے کل طول مین لگی تہین - اوپر کی سیڑہی مین بشکل نصف دائرہ کی دروازہ وسط کے روبرو نکلی ہوی تہی جسکی ہر دو کنارون پر شیر کے سر نصف تہے - یہہ برآمدہ طول مین ۳۰ فیٹ ۶ انچہ تہا اور عرض مین ۸ فیٹ اور ۹ انچہ تہا اور اسکے دونون کنارون پر دو ایک درے تہے جنکے فرش کسیقدر برآمدہ کے فرش سے اونچے تہے - درون کے دروازون کے ستون نقلی دیوار مین تراشے ہوے تہے - برآمدہ کی عقب دیوار کے وسط مین ایک دروازہ ہے جسمین سے راستہ غار کے اندر جانیکا ہے اس دروازہ کا عرض ۴ فیٹ ۸ انچہ ہے اور اوسکا ارتفاع ۷ فیٹ ۳ انچہ ہے - اس دروازہ کے دونون اطراف مین برآمدہ کے عقب دیوار مین دو کہڑکیان بہوٹی ہوی ہین جنکی بازو کی دیوارون مین نقش زیبایشی پائی جاتے ہین جو اب بوجہ اثر موسم کی بہت گہس گئے ہین دروازہ کی سیڑہی بنصف دائرہ نما ہے جسکے ہر دو کنارون پر باہر کیطرف مگر کی

تصویرین کندہ پائی جاتی ہین - کمرۂ کلان کے سامنے ایک پیش دالان ہے جسکا عرض ۸ فٹ اور
جسکی ارتفاع ۱۱ فیٹ ہے - اسکے ہر ایک کنارہ پر ایک حجرہ ہے جو ۹½ فیٹ طول و عرض
مین ہے - طرز ستونون کی بالعموم یکسان ہے ہر ایک ستون کا پایہ بشکل مربع ۲ سے فیٹ
تک ارتفاع مین ہے اوسکے اوپر تراش ہشت پہلو کی ہے جو ارتفاع مین صرف ایک فٹ ہے
اوسکے اوپر ستون کہین شانزدہ پہلو اور کہین ۳۲ پہلو کا ہے - صدر الستون مختلف طرز
آرائش کی رکہتے ہین کہین پر گل بوٹے کے نقش ہین کہین پر بیلین کہدی ہوی ہین -
اور کہین پر تصویرین پست قد اشخاص کی گوشون پر بیٹھی ہوی ہین - صدر ستون کے اوپر
براکٹ لگا ہے جسکے اندر ایک شکل مستطیل منبت ہے اور اس شکل کے بازون مین اوپر کیطرف
تصویرین جانورون کی معہ اونکے سوارون کے کندہ پائی جاتی ہین اُن بازون کے نیچے کیطرف
پتون کے نقش پائے جاتے ہین - گو کہ یہہ جملہ ستون طرز مین بالعموم متشابہ ہین تاہم اون مین
پانچ مختلف وضعات پائی جاتی ہین -

وضع اول - چار گوشون کے ستون ایک وضع ہین گو کہ کہین کہین پر تفاوت پائی جاتی ہین
وضع دوم - دو متوسط ستون سامنے کی قطار کے ایک وضع ہین -
وضع سوم - دو متوسط ستون قطار عقب کے ایک وضع ہین -
وضع چہارم - اول ستون ہر ایک بازو کے قطار کے ایک وضع ہین -
وضع پنجم - دوم ستون ہر ایک بازو کے قطار کے ایک وضع ہین -

ہر ایک قطار کی متوسط ستونون کے براکٹون کی سمت وہی ہے جو سمت قطار کی ہے -

مگر چارون گوشون کے ستونون کے براکٹون کی سمتین ایک دوسری سے علی القوایم ہین۔
اب اس مقام پر ذکر ستونون کا بہ تشریح تمام کیا جاتا ہے۔ اول سامنے کے گوشون کے
ستونون کو لیتے ہین ان سب ستونون کے پائے بشکل مربع ہین۔ ارتفاع ہر ایک ستون کی ۱۱ فٹ
و ۵ انچہ ہے اور پایہ کے اوپر کے حصہ مین جو ۱۱ انچہ ہے تین خانے ہر ایک پہلو پر کندہ ہین۔ بازو کے
خانے ۷ انچہ مربع ہین اور ہر ایک کے اندر ایک جوڑا مرد و عورت کا بطریق عاشقانہ کندہ ہے
وسط کا خانہ ½ ۱۰ انچہ طول مین اور ۷ انچہ عرض مین ہے اور اوسمین بہی ایک جوڑا مرد و عورت کا
بیٹھا ہے۔ پایہ کے اوپر ستون کی تراش ہشت پہلو کی ہے جسکی ارتفاع ۵ یا ۶ ۱۱ انچہ ہے چارون
گوشون مین سے ہر اک گوشہ پر ایک تصویر فربہ شخص کی ڈہول یا کوئی اور باجا بجاتی ہوی کندہ ہی تراش
ہشت پہلو کے اوپر تراش شانزدہ پہلو کی ہے جسکی ارتفاع کسیقدر ۴ انچہ سے زیادہ ہے۔ اس کے
اوپر ایک پٹی ۱۰ انچہ ارتفاع کی ہے جسمین دو قطارین پہلون اور پتون کی صنعت کی ہین اور
ان دونون قطارون کے درمیان مین ایک خط تسبیح نما ہے۔ اس پٹی کے اوپر ایک اور تراش
۳۲ پہلو کی ہے جسکی ارتفاع ۶ انچہ ہے اور جسکے اوپر کے کنارہ پر ایک اور گول پٹی گل بوٹون سے
منقش ظاہر ہے۔ ان سب کے اوپر ایک اور تراش ہے جسکے ہر ایک پہلو پر تصویرین کھڑی ہوئین
یا بیٹھی ہوئین نصف دائرہ نما حلقون مین کندہ ہین اور نہایت خوبی سے اون کے حاشئے
کھودے گئے ہین۔ ہر ایک پہلو کے متوسط خانہ مین جو بلندی مین ۱۱ انچہ ہے ۶ انچہ کے ارتفاع کی
تصویرین کندہ ہین اور باقی اورون مین ۷ انچہ کی ارتفاع کی تصویرین کہدی ہوی ہین۔
اسکے اوپر ایک اور تراش ہے جسکو صدر الستون کی گردن کہنا چاہئے۔ اس تراش کے گوشون پر

تصویرین فربہ اور پست قد اشخاص چار بازو دار کی کندہ ہین اور ہر ایک کے دو ہاتھہ صدر ستون
کے اوپر کے حصہ کو برداشت کئے ہوے ہین - یہہ حصہ صدر ستون کا ۱/۲ ۳ انچہ عمیق ہے اور اسکے
اوپر ایک براکٹ لگا ہے جسکی عمق ۱/۲ ۱۴ انچہ ہے اس سنگ کے وسط کی سطح ۲ فیٹ ۱۱ انچہ طول مین ہے
اور اوسکے ہر ایک بازو کا طول ایک فٹ ۱/۲ ۷ انچہ ہے - وسط کے مقام مین انسان کی دو تصویرین
کندہ ہین اور ایک ایسی محراب کے نیچے بیٹھی ہین جو دو مگرون کے دہانون سے پیدا ہوتی ہے
ان مگرون کے باہر کیطرف دو تصویرین فرشتون کی ہین - ہر ایک بازو پر ایک ایک تصویر ایک
قسم کے جانور کی ہے جسکا کوئی خاص نام نہین ہے مگر وہ شیر کے مشابہ ہے - یہہ ستون عقب کے
گوشون کے ایک ستون سے بہت مشابہت رکہتا ہے مگر قدرے تفاوت آرایش اور نقوش
مین پائی جاتی ہے - سامنے کی قطار کے دو متوسط ستون بہ نسبت ستونون متذکرہ بالا کے
زیادہ تر آراستہ و منقش ہین - ان ستونون مین سے ہر اک ستون کا پایہ مثل ستونون متذکرہ کے
پایون کے پایا جاتا ہے - اور تراش ہشت پہلو کے گوشون پر اوسیطرح سے تصویرین فربہ اشخاص
کی کہڑی ہوی بحالت نشست ہین اور ہر اک پہلو کے رخ پر ایک ایک مگر کی تصویر نمودار ہے
تراش شانزدہ پہلو کا جز دو حصون پر منقسم ہے جنمین سے حصۂ زیرین بہ نسبت حصۂ بالا کے
سادہ بغیر نقوش وغیرہ کے ہے اور اوس سے نصف ارتفاع پر ہے لیکن حصۂ بالائین پرکا
قطع گل بوٹون سے منقش ہے جس حالت مین نیچے کے قطع مین تسبیح کا خط نمودار ہے -
اس سے اوپر ایک فٹ ۷ انچہ ایک ستون مدور ہے اور اسکے حنوبی کے وسط مین ایک نہایت
عمدہ گل بوٹہ دار پٹی نمایان ہے اس سے اور اوپر قریب ۱/۲ ۱۶ انچہ کی ارتفاع کے تراش ستون کی

۳۲ پہلو کی ہے۔ جس کے نیچے کا نصف قطع پھیلا رہے۔ بعد ازان تراش ستون کی دوبارہ ہشت پہلو ہو جاتی ہے اور آٹھون پہلوؤن پر تصویرین مرد و عورت کی تسبیح نما حلقون کے اندر بیٹھی ہوئی ہین۔ اسکے اوپر ایک تنگ پٹی ۳۲ پہلو کی تراش کی ہے۔ صدر استون مین طرح طرح کے نقش بیل وغیرہ کے پائی جاتے ہین۔ اور اس کے اوپر کے حصہ کے اندر عین وسط مین ایک نصف پھول کنول کا نمایان ہے۔ صدر استون کا سب سے اوپر کا حصہ سادہ ہے یعنے بغیر کسیطرح کے آراستگی و زیبایش کے ہے اور اس حصہ کی عمق ۳ انچہ ہے اور اوسکی مساحت ۲ فیٹ ۱۰ انچہ مربع ہے اور اس کے اوپر براکٹ لگا ہوا ہے۔ ہر ایک بازو کے قطار مین اصل ستون اون ستونون سے بہت مشابہت رکہتا ہے جنکا ابہی بیان ہو چکا ہے مگر نقوش وغیرہ مین کسیقدر تفاوت ہے باعث جس کے ستون مذکور نہایت درجہ خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ اس کے پایہ کی مساحت زمین پر ۳ فیٹ ۴ انچہ مربع ہے۔ اور اوپر کے طرف تین فٹ مربع ہے اور اسکا ارتفاع ۳ فیٹ ہے جسمین کہ اوپر کے پٹی بہی شامل ہے۔ اس پٹی کے اوپر نیچے کے حاشیون مین تسبیح نما خطوط پائی جاتی ہین۔ جس حالت مین خود پٹی تین خانون مین منقسم ہے وسط کے خانہ مین تین تصویرین ہین اور بازو کے خانون مین گلاب کے پہولون کے نقش ہین۔ اس ستون کا جزو ہشت پہلو کی تراش کا ۴ انچ مرتفع ہے اور اوسکے گوشون پر بجائے تصویرین فربہ اشخاص کے ایک ایک جوڑا مرد و عورت کا مع ایک یا دو بچون کے کندہ پایا جاتا ہے اور اصلی تراش کے پہلوؤن کے رخ پر تصویرین فربہ اشخاص کی حلقون کے اندر بیٹھی ہوی ہین۔

اس سے اوپر ۴ انچہ تک ستون کی تراش شانزدہ پہلو ہے جسکے بعد ستون ۲ فیٹ تک ارتفاع مین

مدور ہے اس مدور حجر کے چارون اطراف مین تین پٹیان ہین جنپر سنگتراشی کی نہایت عمدہ
عمدہ صنعت ہے۔ اس کے اوپر ستون کی تراش دوبارہ شانزدہ پہلو کی ہوجاتی ہے۔ جسکا ارتفاع
۴۳/۴ ۷ انچہ ہے ہراک پہلو مین تصویرین بحالت عجیب و غریب کندہ پائی جاتی ہین۔ ایک خانہ مین
دو شخص باختلاط تمام شراب پیتے ہوے نظر آتے ہین۔ دوسرے خانہ مین بھی دو شخص لڑتے ہوے
تیسرے خانہ مین ایک دوسرے کیطرف پشت کرکر ناچتے ہوے اور چوتھے خانہ مین ایک دوسرے سے
اسطرح پر تکرار کرتے ہوے نظر آتے ہین کہ ایک شخص درمیان دو دیگر اشخاص کے بیچارہ و ماندہ گھسٹتا
جاتا ہوا دکھائی دیتا ہے اسیطرح سے اور باقی خانون مین اسی قسم کے تماشے نظر آتے ہین۔ اس کے
اوپر متواتر تین اور تراش ہین جو مختلف وضع اور مختلف آرایش کی ہین ان سب کے اوپر صدر ستون
ہے جسمین نہایت عمدہ و بڑی صفائی کے ساتھہ طرح بطرح کے نقش کئے ہین۔ صدر ستون کے
اوپر ایک ٹھ لگا ہوا ہے اور اوسمین مرد و عورت کی تصویرین کندہ ہین اور اوسکی بغل مین اوپر
کیطرف فرشتے بحالت پرواز نظر آتے ہین۔ بازو کے خانون مین تصویرین شیر نما جانورون
کی ہین جنکی پشت پر ایک یا ایک سے زیادہ سوار نظر آتی ہین۔ اب اس مقام پر ہر ایک بازو کی
قطارون کے دوسرے ستون کا ذکر کیا جاتا ہے اسکے پایہ کے اوپر کے قطع مین متوسط خانہ کے
اندر بوٹیون کے نقش ہین اور بازو کے خانون مین تصویرین فربہ اشخاص کی نظر آتی ہین۔
پایہ کے چارون گوشون پر ایک ایک تصویر شیر کی ہے اور تراش ہشت پہلو کی باقی چار پہلوون
کے رخ پر درمیان ان شیرون کے ایک مرد ایک عورت چارپائے پر بیٹھے ہوے ہین۔ اس کے
اوپر شانزدہ پہلو کی تراش ساڑے پانچ انچ کی ارتفاع تک ہے۔ اسکے اوپر ۲ انچ کی ارتفاع

ستون مدور ہی جسمین نہایت باریک ۳۲ پہلو کی تراش ہے اور جسکے وسط مین ایک وسیع پٹی گل کاری
کے کام کی نمودار ہے اسکے بعد شانزدہ پہلو کی تراش دوبارہ پائی جاتی ہے جنکے پہلوؤن کے رخون
پر اوسی قسم کے تماشے نظر آتے ہین جیسے اوپر بیان کئے گئے مگر فرق صرف اتنا ہی ہے کہ ان مقامون پر
محبت و عشق کا اختلاط پایا جاتا ہے اور جائے تعجب ہے کہ اہل بودہ جنکے مذہب کے رو سے عورت کو
علامت بدی کی تصور کرنا چاہیے اسقدر اپنی دیولون کے اندر ایسے اقسام کی تصویرین کندہ کرنیکے
مجاز ہوتے تھے۔ اسی قسم کے تصویرین جیسے اونپر ذکر ہوا ہے مختلف مقامات پر ظاہر کی گئی ہین۔
کہین پر عورت کہین پر مرد نپر نگین نظر آتے ہین اور کہین پر دونون پردۂ شرم کو ہٹائے ہوے
دکھائی دیتے ہین۔ اسکے اوپر کی تراش ہین گل کاریان و بیلین منقش نظر آتی ہین صدر استون مین
پتون و پہولون کے نقوش زینت دہ ہین اور جسکا اوپر کا حصہ چار بازو دار ذریعہ اشخاص کی تصویرون
کے ہاتون پر قایم ہے۔ صدر استون کے اوپر براکٹ لگا ہوا ہے اسکے خانۂ وسط کے
ہر دو بازو مین دو اشکال مستطیل کٹی ہوئین ہین۔ جنکے اوپر تصویرین مگر کی کندہ ہین۔ ان
مگرون کے دہانون سے ایک محراب پیدا ہوتی ہے جسکے نیچے دو تصویرین مرد و عورت کی
اختلاط کی گفتگو مین مشغول نظر آتی ہین۔ اس براکٹ کے ہر دو بازؤن پر دو تصویرین ہاتھیونکی
ہین اور ہر ایک کی پشت پر دو چھوٹے سوار ہین۔ اب قطار عقب کے متوسط ستونون پر خیال
کرنا چاہیے۔ ہر ایک کے پایہ کے اوپر کے قطع مین درمیان دو دانہ دار خطون کے گل بوٹہ کے
کام کی ایک پٹی واقع ہے اس ستون کی ہشت پہلو کی تراش ۵½ انچہ ارتفاع مین ہے۔ پایہ کے
گوشون مین ۳ بیش ۲ انچہ کے ارتفاع کی تصویرین ہین جنکے کانون مین بھاری بالیان ہین

اور سر پر جٹا ہین اور مالا و کڑے وغیرہ پہنے ہوئی ہین - ان کے سرون پر ناگون کے سر دکہائی
دیتے ہین - ہر ایک تصویر کے پاس ایک ایک خدمتگار حاضر ہے بعض تصویر خدمتگار پر سہارا
دی ہوئی نظر آتی ہے - اس تراش ہشت پہلو کے گوشون پر اور چھوٹی تصویرین بحالت نشست
کندہ ہین اور ہر ایک کے ہاتون مین کوئی نہ کوئی باجا ہے - اس تراش ہشت پہلو کے اوپر تراش
شانزدہ پہلو کی ہے جسکی ارتفاع ایک فٹ ہے - اس کے اوپر ایک جز ۱۸ انچہ کا ارتفاع
مین ہے اور اس کے وسط مین ایک پٹی سنگ تراشی کے صنعت کی واقع ہے - اس جز مین مستطیل
چارون طرف ستون کے ۴ نہایت باریک پٹیان پیچدار واقع ہین - اسکے اوپر ۲ انچہ کی
چوڑی ایک ور پٹی ہے جسمین کل کاریون کے نقش موجود ہین - اس کے اوپر دو پٹیان ہین اور
سب سے اوپر کی پٹی ہین ۳۰ قریب شخص کی تصاویر کندہ ہین - صدر ستون ہین بہت سی تصویرین
ہین انہین سے ایک تصویر عورت کی ہے جو ۱۴ انچہ ارتفاع مین ہے اوس کے سر پر پوشاک ہے -
اور بالی - مالا - چولی اور کڑے وغیرہ پہنے ہوے ہے بعض ستون مین ایسے موقع پر اوس کے
ہاتہ مین بین ہے اور اوس کے پاس دو خدمتگار ہین جنمین سے ایک عورت کوتاہ قد ہے اور دوسرا
ایک مرد کوتاہ قد ہے یہہ تصویرین لٹکتے ہوے پتیون کے سایہ مین کہڑی ہوی نظر آتی ہین
اس صدر الستون کے اوپر ایک براکٹ لگا ہوا ہے جسکی عمق ۴ انچہ ہے اور اسکے اوپر ایک اور
براکٹ ہے جسکے وسط مین ایک جوڑا مرد و عورت کا اختلاط کے ساتہہ گفتگو کرتا ہوا چارپائی
پر بیٹہا ہوا نمودار ہے یہہ تصویرین ایک محراب کے نیچے بیٹہی ہین جو دو مگرون کے منہ سے پیدا ہوئی
ہے اور یہہ مگر مرد و عورت کے دائین بائین ہین - ان مگرون کے اوپر فرشتے بحالت پرواز نظر آتی ہین

اور بازؤن پر تصویرین شیر نما جانورون کی مع اون کے سوارون کے کہدی ہوہی ہین -
سامنے اور پیچہے کے ستونون کی قطارون کی سیدہ مین ہر ایک بازو کی دیوار کے اندر ستون نقلی
بنے ہوے ہین - اوس ستون نقلی کا پایہ جو سامنے کے ستونونکی قطار کی سیدہ مین واقع ہے ایک فیٹ
۷ انچہ ارتفاع مین ہے اس پایہ کے اوپر ۳ فیٹ ۲ انچہ کی ارتفاع تک ستون بے نقش و نگار ہے - بعد اسکے
نقش و نگار شروع ہوتے ہین یہان درمیان دو دانہ دار خطون کے گل کاریون کی صنعت ہے اس کے
اوپر ایک حلقہ ہے جسکا بیرونی قطر دو فیٹ ۶ انچہ ہے اور اوسکے حاشیے کنول کے پتون سے آراستہ ہین
اور ایک اندرونی حلقہ مین جسکا قطر ایک فیٹ ۴ انچہ ہے ایک مرد درمیان دو عورتون کے بیٹھا ہوا ہے
ان سب کے اوپر تراش ستون کی شانزدہ پہلو کی ہے جو ۱۱ انچہ ارتفاع مین ہے - اس سے اور اوپر تراش
مستطیل ہے جسمین طرح طرح کے نقش مین بالخصوص اوسکے اوپر کے حصہ مین ایک نصف دائرہ نما حلقہ ہے
جس کے اندر ایک تصویر بگرگی ہے - ایک اور ستون نقلی اسی طرح کا دوسری سمت مین ہے - جس کے نقوش
آرایشی اول ستون مذکورہ سے بہت ملتے ہین - کمرۂ کلان کے بازون مین دو حجرے ہین اور ایک کا
فرش ۳ یا ۵ انچہ بہ نسبت فرش کمرۂ کلان کے زیادہ تر اونچا ہے - ان حجرون کے سامنے دو دو ستون
کا ارتفاع ۹ فیٹ ۰ انچہ ہے - اب تذکرہ دیگر ان ستونون کا کیا جاتا ہے دست راست کی طرف کے ستون
سادہ ہین اور اون کے نیچے کا قطر دو فیٹ ہے اور دو فیٹ ایک انچہ کی ارتفاع تک اونکی تراش
شانزدہ پہلو کی ہے اسکے اوپر تراش مدور ہے جس کے اوپر پہر تراش شانزدہ پہلو کی ہے - غرض کہ
۵ فیٹ و ۲ انچہ کی ارتفاع تک ایک دوسرے کے بعد تراش شانزدہ پہلو و تراش مدور چلی جاتی ہے
ان تراشون مین سے تراش مدور تو سادہ ہے مگر تراش شانزدہ پہلو کی گل بوٹون وغیرہ کی صنعت سے

آراستہ ہے۔ صدر ستون مدور ہین اور ارتفاع مین ڈہائی فیٹ ہین۔ دست چپ کیطرف کی
ستون بہی مثل ستون متذکرۂ بالا کے ہین۔ مگر کچہہ کچہہ تفاوت ہے ان ستونکے نیچے کے حصہ مین ۲ فیٹ
۲ انچہ کی ارتفاع تک تراش ہشت پہلو کی ہے اور قدرے بلندی تک گاؤدم ہین۔ اس کے اوپر ۱۰½ انچہ کی
بلندی تک ستون کی تراش شانزدہ پہلو کی ہے جس کے اوپر کے حصہ مین گلاب کے پہولونکے نقش ہین اسکے
اوپر تراش ۳۲ پہلو کی ۲½ انچہ کی ارتفاع تک ہے بعد اسکے دو فیٹ کی ارتفاع تک ستون مدور ہے
اسکے اوپر ۲½ انچہ تک پہر دوبارہ تراش ۳۲ پہلو کی ہے۔ باقی ستون اوپر کا مدور ہے لیکن اوسمین
۵ پٹیان گل بوٹے کے کام سے آراستہ ہین اسکے اوپر صدر الستون قایم ہے جسپر بیل بوٹے اسطرح پر منقش
ہین کہ وہ مانند گہرے کے نظر آتا ہے اور اسکے اوپر طرح بطرح کے نقش کندہ ہین۔ صدر الستون کے
ہر ایک بازو سے شیر نما جانورون کی تصویرین مع سوار کے باہر کیطرف نکلی ہوئی ہین جنکے منہ لمبی ہین
اور ایک انسان کی تصویر ہر ایک کے سامنے ہے۔ پرستشگاہ کے سامنے کے کمرہ کے رخ پر دو ستون ہین
جنکے مقابلہ مین دو ستون نقلی اور ہین ان ستونونکے نیچے کے حصہ مین تراش ہشت پہلو کی ہے
اور نیچے کا قطر ۲ فیٹ ۴ انچہ ہے اور اوپر کا ۲ فیٹ ایک انچہ۔ اس کل تراش کی ارتفاع ۳ فیٹ
ایک انچہ ہے بعد ازان ۲ فیٹ ۱۱ انچہ کی ارتفاع تک ستون مذکور کو مدور تصور کرنا چاہئے۔
اس تراش کے وسط مین ایک چوڑی پٹی نقش دار ہے اور اوس کے اوپر نیچے پتلی پٹی اس قسم کی ہے۔
اس تراش کے اوپر تراش ہشت پہلو کی ہے جسکی ارتفاع ۱۰½ انچہ ہے۔ ہر ایک پہلو کے اوپر ایک حلقہ ہے
جسمین ایک مرد اور ایک عورت کی تصویر کندہ ہین بعد ازان ستون پہر دوبارہ مدور ہو جاتا ہے
جسکے نیچے کے حصہ مین ایک پٹی گل بوٹے کے کام کی ہے۔ ان سب کے اوپر بالاآخر ایک تراش

ہشت پہلو کی پہر دوبارہ ظاہر ہوتی ہے۔ جسکی ارتفاع ½ ۴ انچہ ہے اس کے اوپر ایک اور پٹی طرح طرح
کے آرائش سے آراستہ ہے غرض کہ کل ستون کی کل ارتفاع ۸ فیٹ آدہا انچہ ہے اور اس کا
صدرالستون ۲ فیٹ ۶ انچہ ہے اور اس صدرالستون کا اوپر کا حصہ ۳ انچہ عمق مین ہے۔ اس ان ستونون کے
کندہ ہونے سے محراب نما شکلین نکلی ہوی ہین جسمین عورتون کی تصویرین پٹیون کے درمیان مین
کہڑی ہوین دکہلائی دیتی ہین۔ پرستشگاہ کے دروازہ مین ایک نہایت صفائی سے کٹی ہوی
سیٹری ہے اون چار ستونون کے اوپر جو پیش دالان کے عقب مین واقع مین ایک محراب ہے
جسکی پیشانی پر پتہر کے اندر کٹے ہوے عجیب تماشے دکہائی دیتے ہین۔ یہہ تماشے کے مقامات
چند خانون پر منقسم ہین پہلے خانہ مین ایک مرد بیٹہا ہوا ہے جس کے زانو پر ایک بچہ ہے
اس مرد کی ٹوپی اونچی اور نوک دار ہے اور اوسکا ملا اجڑا اوی معلوم ہوتا ہے اور اوسکے سامنے ایک
بڑہیا زمین پر بیٹھی ہے وہ ایک دوسرے بچہ کو مرد کیطرف اوٹہائی ہوی ہے۔ اس بڑہیا کے
پیچہے دو اور مرد بیٹہے ہوے ہین جنکی اونچی ٹوپیان اور بڑی بڑی بالیان ہین۔ اوس مرد کے
عقب مین جو بحالت نشست ہے خدمتگار کہڑے ہین اور ایک عورت چوربردار اوس کے
دست راست کی طرف ہے اور ایک مرد اوس کے دست چپ کی طرف ہے جس حالت مین ایک اور
مرد ایک صندوق سا لئے ہوے جاتا نظر آتا ہے۔ دوسرے خانہ مین ایک جانور بشکل بندر
نظر آتا ہے اور ایک شیر کی پشت پر چڑہا ہوا ہے پیچہے کیطرف ایک مرد شیر مذکور کو ہانکتا جاتا ہے
اور سامنے کیطرف تصویرین ایک یا دو عورتون اور ایک لڑکے کی کندہ ہین اور ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ وے کوئی چیز شیر کے سامنے ڈالتے ہین۔ طاقون کے اندر چار اور تصویرین

باجہ بجاتی ہین یا اور کسی کام مین مشغول ہین۔ تیسرے خانہ مین صرف ایک ہی تصویر مرد کی ہے
وہ دست بستہ ایک ستون سے سہارا دی ہوی ہے اور چوتہے خانہ کیطرف نظر اوٹہائے ہوے
کہڑا ہے۔ چوتہے خانہ مین تین تصویرین ہین جنمین سے ایک مرد ایک تخت کے اوپر بیٹہا ہوا نظر آتا ہے
اور اوس کے گرد دو خدمتگار ہین ایک تو اونمین سے ضرور عورت ہے۔ پانچوین خانہ مین تماشہ
بیابان نظر آتا ہے۔ اس تماشہ مین ایک مرد کو پہانسی لگتی ہے جس حالت مین ایک اور شخص مرد مذکور
کے ٹانگ کو کاٹتا ہوا یا باندہتا ہوا نظر آتا ہے۔ ایک عورت نزدیک ہے اور ایک کتا درمیان
مجرم اور عورت کے کہڑا ہے۔ چہٹے خانہ مین ایک مکان کے اندر کا تماشہ دکہائی دیتا ہے۔ ایک
آدمی اوس کے اندر جٹا دہاری بیٹہا ہے اور ایک عورت اوسکا سجدہ کرتی ہے اور اوس کے سر کے اوپر کچہہ
چیزین لٹکتی ہوی ہین جنکی غرض نہین معلوم پڑتی ہے۔ ساتوین خانہ مین ایک مرد و ایک عورت
ایک جا بیٹہی ہوی ہین اور ایک چہوٹی سی تصویر اون کے سامنے سجدہ کرتی ہے۔ پیچہے کیطرف
چند اشخاص کی تصویرین کہڑے ہین ایک کے ہاتہہ مین ایک برتن ہے۔ آٹہوین خانہ مین جو
بہت چہوٹا ہے بہت سی تصویرین ہین جنمین سے ایک شخص جو سامنے کیطرف ہے دیگر اشخاص
کے ہاتون مین گرفتار و مقید ہے۔ اگر یہہ نہین ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص تو اوسکو اپنی
پشت پر چڑہائے ہوے ہے اور دوسرا اوسکو مدد دیتا ہے جس حالت مین اور باقی اشخاص صرف
تماشہ دیکہتے ہین۔ نوین خانہ مین تماشہ لڑائی کا نظر آتا ہے اور یہہ مقام لڑائی کا جنگل مین معلوم
ہوتا ہے دست چپ کیطرف دو افتادہ شخصون پر ایک اور شخص اپنی تلوار کو گہوماتا ہے۔ اور
ایک شخص اوس کے سامنے ایک تیرانداز کے بالون کو پکڑے ہوے ہے جس نے اپنی کمان کو بالکل

کہینچ لیا ہے۔ اس تیر انداز کے پیچہے دو اور اوس کے طرفدار ہین جنمین سے ایک کے ہاتہہ مین ایک ڈہال بشکل مستطیل ہے ایک اور شخص اپنی تلوار کو پیچہے دو دیگر اشخاص کے کہینچے ہوے نظر آتا ہے اور یہہ دو شخص ایک اور افتادہ شخص کے اوپر کہڑے ہوے ہین اور ایک اون مین سے قریب ہے کہ اوسکا سر کاٹ ڈالے۔ اس سے آگے دو مرد و دو عورتون کی تصویرین ہین۔ دسوین[۱۰] خانہ مین صرف ایک ہی تصویر تنہا ہے۔ گیارہوین[۱۱] خانہ کے اندر ایک شکل قوی نظر آتی ہے جو بحالت نشست ہے اوس کے نشست کے دونون طرف جانورون کی تصویرین ہین جو شیر سی معلوم ہوتی ہین۔ ایک گہوڑا بہی نظر آتا ہے اور ان سب کے اوپر ایک بالاخانہ پر دو مرد اور دو عورتون کی تصویرین ہین جو اوسکی طرف اپنی نگاہون کو لگائے ہوے ہین۔ بارہوین[۱۲] خانہ کے اندر ایک دراز قد شخص ایک پلنگ کے اوپر درخت کے نیچے لیٹا ہوا ہے۔ اوس کے پلنگ کے سرہانے ایک جانور سور کی شکل کا نظر آتا ہے مگر اوسکا سر کٹا ہوا ہے۔ اس جانور کے پیچہے ایک سوار ہے۔ تیرہوین[۱۳] خانہ مین تیرہ تصویرین نظر آتی ہین اول ایک شکل ایسی ہے جو جٹا دہاری ہے۔ یہہ ایک اور دوسرے شخص کے پشت کے اوپر سوار ہے باقی اور تصویرین مختلف قدون کی ایک درخت کے سایہ کے نیچے بیٹہی ہوتی ہین۔ چودہوین[۱۴] خانہ مین ایک شخص بلند ٹوپی دئے ہوے بیٹہا ہے اور ایک سینگہ کا باجا بجاتا ہے اور ایک شخص ڈہولک بجاتا ہوا نظر آتا ہے ان کے پیچہے دو اشخاص گہوڑون پر سوار نظر آتے ہین۔ ہر ایک کے ساتہہ ایک ایک خدمتگار ہے جو چہتری کو اپنے آقا کے سر پر اوٹہائے ہوے ہے۔ ان کے پیچہے ایک ہاتی نظر آتا ہے جسپر کوئی معزز شخص سوار ہے۔ سب سے پیچہے ایک اور ہاتی ہے جو جہکتا ہوا دکہائی دیتا ہے۔ اور جسپر ایک شخص سوار ہوتا ہے اس شخص کے ہمراہ خدمتگار ہے جو چہتری ہاتہہ مین

لئے ہوے ہے - پندرہوین یعنی سب سے آخری خانہ مین ایک مرد و عورت یکجا بیٹھی ہوئے ہین
ایک طرف اون کے ایک مرد بین بجاتا ہے اور دوسری طرف ایک عورت گا رہی ہے -
ان تماشون کا اصلی مطلب نہین سمجھہ مین آتا ہے مگر غلب ہے کہ کسی کسی تاریخ زمانہ بودہ مین
بہہ بڑے مطلب کیلئے پیدا ہوئے ہونگے -
اب قدرے بیان پرستشگاہ کا کیا جاتا ہے - اس پرستشگاہ کے دروازہ کے دونون طرف دو ستون
نقلی ہین - ان ستونون کے پایون کے اوپر تصویرین ہین جنکے سر پر سانپون کے سر نظر آتے ہین اس دروازہ
کی دہلیز اونچی ہے اور سیڑہیون پر ہوکر پرستشگاہ کے اندر اوترنا ہوتا ہے اس پرستشگاہ کا مکان
۴۲ فیٹ ۹ انچہ طول مین ۱۲ فیٹ ۳ انچہ عرض مین اور ۱۱ فیٹ ۴ انچہ ارتفاع مین ہے - اس
مکان کے اندر ایک بڑی تصویر بدہ کی تخت پر بیٹھی ہوی ہے اور فرش سے لیکر جسپر اوس کے
قدم رکہے ہوے ہین سر کی چوٹی تک ۹ فیٹ ۵ انچہ بلندی مین ہے اوسکا چہرہ اور ایک زانو کسیقدر شکست
ہوگیا ہے اور اوس کے ہاتہہ اس وضع پر ترتیب پائے ہین گویا وہ وعظ کر رہا ہے - اس پرستشگاہ کے
اندر پرستش کرنیوالون کے نقشے عجیب ہین جو اور کہین نہین دیکھی جاتی ہین ان سب تصاویر کا رخ
چہرہ بدہ کی طرف ہے اور دہیان مین مشغول ہین منجملہ ان تصویرون کے عورتون کی تصویرون مین
سر کی پوشش عجیب ہے اون کے بال گندہے ہوے ہین اور بندی چوٹی پہنے ہوی ہین اور مردون
کے سر پر بڑے بال ہین عورتین کانون مین کنڈل ڈالے ہوے ہین اور مردون کی بالیان بشکل لٹکتے ہوے
حلقون کے ہین ان بالیون مین اور چہوٹی بالیان ملحق ہین اور ان بالیون سے لٹکن لٹکتے ہین
مالون کی صنعت عمدہ ہے - مرد بازو بند پہنے ہوے ہین مگر عورتون کے بازو بند نظر آتے ہین

مالون مین بہت سے لڑین موتیون کی ہین۔

مغار چہارم

یہہ مغار شکست ہوگیا ہے اور پتہرون کے چٹان اوس کے اندر پڑے ہوے ہین اسکا عرض ۲۲ فیٹ پیچہے کے طرف ہے اور ۲۲ فیٹ ۹ انچہ سامنے کیطرف ہے اور اسکا طول ۳۸ فیٹ ہے۔ وسط کی محراب دار چہت ۷ استونون کے اوپر قایم تہے۔ اس ستونونمین نہ نقوش نہ پائے اور نہ صدر ستون تہے۔ اس مغار کو عبادتگاہ کہنا چاہئے اور طرز عمارت کی دیکہنے سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ مغار کل مغارون مین سے قدیم معلوم ہوتا ہے۔

مغار پنجم

اس مغار کے اندر جین مذہب کے لوگون نے اپنی دیوتا پارس ناتہہ کی پرستش شروع کردی ہے اس کے سامنے کا حصہ منہدم ہوگیا ہے و نیز بغل کے حجرے شکست ہوگئے ہین۔ صرف پرستشگاہ مع مقام طواف کے باقی رہ گئی ہے۔ اس پرستشگاہ کے اندر ایک تصویر بدہ کی سنگہاسن پر بیٹہی ہوی ہے زمین اسکی ۸ فیٹ سے لیکر ½ ۸ فیٹ تک طول مین ہے اور اوسکا عرض ۸ فیٹ ہے۔ طواف کے مقام کا عرض ۴ فیٹ ہے اور اوسکا کل طول ½ ۲۲ فیٹ ہے۔

مغار ششم

اس مغار کے سامنے کا حصہ یعنی برآمدہ قدرے شکست ہوگیا ہے اور اوس کے ستون بہی ضایع ہوگئے ہین بیٹہک کا طول ۳۰ فیٹ ایک انچہ تہا اور اوسکا عرض ۹ فیٹ۔ اسکے ہر دو کنارون پر دو حجرے ہین طوف کے مقام کا فرش برآمدہ کے فرش سے ۱۵ انچہ اونچا ہے۔ اسکے بازو کی ہر دیوار مین تین تین

حجرے ہین اور عقب کی دیوار مین دو حجرے ہین۔ پرستشگاہ کے سامنے ایک اور کمرہ ہے جسکے سامنے دو مربع ستون ہین۔ ان ستونون مین نقوش زیبایشی کچھہ کچھہ پائے جاتے ہین۔ کہین پر گلبوٹون کی تراش ہے اور کہین پر حلقے تراشے ہوے ہین جنکے اندر تصویرین انسان کی کندہ ہین۔ ہر ایک بغل کے دیوار کے کنارے دو خانون پر منقسم ہین نیچے کے خانہ مین ایک تصویر فربہ شخص کی ہے اور اوپر کے خانہ مین ایک کہڑی ہوی تصویر عورت کی ہے۔ پرستشگاہ کے سامنے کا کمرہ ۲۱ فٹ طول مین ہے اور ۱۰ فیٹ عرض مین ہے اور دروازہ کے ہر طرف ایک دراز قد دربان ہی ہر ایک دربان کی خدمت مین ایک عورت ہے۔ علاوہ اسکے اور چہوٹی تصویرین ہین جنکی خدمت مین پست قد تصویرین حاضر ہین۔ پرستشگاہ کے اندر ایک بڑی تصویر بدہ کی ہے جسکے ہاتون کی ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وعظ کرتا ہے اور چوبردار خدمت مین حاضر ہین۔ اس پرستشگاہ کا طول ۱۰ فیٹ ہے اور اوسکا عرض ۹½ فیٹ ہے۔ بہت سی پرستش کرنیوالون کی تصویرین ہر دو طرف بدہ کے پائی جاتی ہین۔ حجرون کی دہلیزین بہت اونچی ہین۔ عقب کے حجرون کے اندر تصویرین بدہ کی پائی جاتی ہین۔

مغار ہفتم

اس مغار کے پیشرو پر چار ستون ہین جنپر معمولی نقوش پائے جاتے ہین اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باہر کی طرف کا ایک برآمدہ چٹان کے گرنیکی وجہ سے نیست نابود ہو گیا ہے۔ اندر کا کمرہ عرض مین سامنے کی طرف ۳۳½ فیٹ ہے اور پیچھے کیطرف ۳۵ فیٹ ہے اور سامنے کی دیوار سے لیکر پیچھے کی دیوار تک ۱۴ فیٹ ہے اس کمرہ کے ہر ایک کنارہ پر ایک حجرہ ہے جسکا فرش

کمرہ کے فرش سے اونچا ہے - اس کمرہ کے عقب کی دیوار مین ایک دروازہ ہے جسمین سے راستہ ایک
اور اندرونی کمرہ مین جانیکا ملتا ہے - اسکا فرش بھی کمرۂ بیرونی کے فرش سے بقدر ایک فٹ
کے اونچا ہے - اس کمرہ کا طول ۳۸ فیٹ اور عرض ۲۰ فیٹ ہے اور اسکے وسط مین ایک پرستشگاہ
واقع ہے جو باہر کیطرف سے طول مین ۲۸ فیٹ اور عرض مین ۱۸ فیٹ ہے - اوسکے اندر کی زمین
صرف ۱۰ فیٹ مربع ہے مقام طواف کی بغل کی دیوار مین تین تین حجرے بنے ہوئے ہین اور
عقب کی دیوار مین دو حجرے ہین عقب کے حجرون مین تصویرین بدھ کی ہین اس مغارکے اندر
نہایت عمدہ صنعت سنگ تراشی کی ہے اور نقوش اور تصویرین بہت پائی جاتی ہین - قدرے
ذکر اونکا اس مقام پر کیا جاتا ہے بیرونی کمرہ کے عقب کی دیوار مین علاوہ ایک دروازہ وسط کے
اوسکی بغل مین دونون طرف دو کھڑکیان ہین - اور اون مقامون پر جو درمیان دروازہ اور
کھڑکیون کے واقع ہین بڑی بڑی تصویرین معہ چھوٹی تصویرون کے جو بطور خدمتگار کے
کندہ ہین - دست چپ کی طرف ایک بڑی تصویر بودہ ستو کی ہے جسکو پدم پانی بھی کہتے ہین اور جسکے
ہاتھہ مین ایک کنول کا پھول ہمیشہ رہتا ہے - اس تصویر مین وہ کمر تک برہنہ معلوم ہوتا ہے
مگر کرتا پہنے ہوئی ہے جو اوسکی کمر سے بذریعہ ایک کمربند کے بندھا ہوا ہے - اوسکی گردن مین
نہ مالا ہے اور نہ اوسکی بازون پر بازوبند مین اوسکے اطراف مین پتھر مین کھدے ہوئے چند
تماشے نظر آتے ہین - ہر سمت مین یہہ تماشے چار مقامات پر منقسم ہین - ہر ایک مقام مین ایک
چھوٹی تصویر پدم پانی کی بحالت پرواز کندہ ہے - دست راست کی طرف سب سے اوپر یہہ نظر
آتا ہے کہ ایک بڑی آگ لگ گئی ہے اور چند بیچارے آدمی اوسمین مبتلا ہو کر پدم پانی کی

منت و سماجت کرتے ہین - اس سے نیچے مقام دوم مین ایک شخص تلوار کو ہاتہہ مین لئے ہوے
دوسرون کو دہمکاتا ہے - تیسرے خانہ مین ایک شخص زنجیر ہاتہہ مین لئے ہے اور دوسرا جو اوس کے مقابلہ
مین ہے پابہ زنجیر مین نظر آتا ہے - چوتہے مقام مین چند اشخاص جہاز مین بیٹہے ہوے ہین -
پدم پانی کے دست چپ کیطرف سب سے اوپر کے مقام مین ایک شیر چند عاجزون کے اوپر حملہ کرتا ہوا
نظر آتا ہے - دوسرے مقام مین سانپ اپنی بلون مین سے نکلتے ہوے ہین - تیسرے مقام مین ایک مست
ہاتی دکہائی دیتا ہے اور سب سے آخری مقام مین ایک بڑہیا مع لٹکتے ہوے جانورون کے
نظر آتی ہے اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ مراد اسکی سیتلا دیوی یعنی چیچک سے ہے جو ایک لڑکے کو
جو اپنی مان کے گود مین بیٹہا ہوا ہے نقصان پہنچانے پر مائل ہے - جب ہم ان تماشون کو بغور
خیال کرتے ہین تو یہہ واضح ہوتا ہے کہ یہہ تصویرین جو یہان پر کندہ کی گئی ہین خالی از مطلب نہین
ہے - اہل بودہ نے اپنی نماز روزمرہ کو بذریعہ ان تصویرون کے ظاہر کیا ہے - نماز مذکور مندرجہ ذیل ہے
مہربان اور عظیم الشان بودہ ستو مبارک - تو داور مطلق ہے اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے - تو نے
عجیب و غریب کام کئے ہین تجہہ مین بڑا رحم ہے اور تو بوجہ اپنی لاانتہا قدرت اور عقل کے اس عالم
مین روشن ہے اور تمام مخلوق کی حفاظت و نگہبانی کرتا ہے اور تو سب کو بیحد عقل سکہلاتا ہے
تو ہمیشہ ہمکو تناسخ ارواح سے بچاتا ہے - سب تکلیفون اور بیماریون کو دفع کرتا ہے اور جب کوئی تیری
منت و سماجت کرتا ہے تو انکے حوائج کو حاضر رہتا ہے اور دلی خواہش کو پورا کرتا ہے ہم تیری
تعریف اور پوجا کرتے ہین - اے بڑے رحیم پدم پانی مبارک مبارک - آگ کے شعلون سے اے رحیم ہمکو
بچا - دشمن کی تلوار سے اے رحیم ہمکو بچا - قید اور غلامی سے اے رحیم ہمکو بچا - جہاز کی تباہی سے

اے رحیم ہمکو محفوظ رکھہ جنگلی ہسردار اور خونخوارون سے اے رحیم مالک ہمکو بچا۔ بیماری اور موت سے اے رحیم
بڑے ہمکو محفوظ رکھہ۔ اے پدم پانی بودہ ستو مبارک مبارک۔ غرض اسطرح سے پدم پانی
کی پوجا ہوتی تہی۔ اس پدم پانی کے کندہون کے اوپر دو فرشتون کی تصویرین ہین جن کے
ہاتہہ مین پہولون کے ہار ہین اور اطراف کے تماشون کے مقامات کے اوپر بدہ کی تصویرین ہین جو چار زانو
وعظ دیتا ہوا کنول کے پہول پر بیٹہا ہوا ہے اس کل خانہ کے دست چپ کیطرف ایک کہڑکی کے قور کتنی ہی
خانون مین منقسم ہین ہر ایک خانہ مین ایک عجیب طرز کی تصویر کندہ ہے جسکا دہڑ تو آدمی کا ہے اور سر
کسی جانور بیل۔ ہاتی شیر اور سور وغیرہ کا۔ لیکن سر در کے خانون مین بہت سے تصویرین انسان کی
ہین اس سر در کے اوپر ایک تصویر لکشمی یا سری کی ہے جو کنول کے پہول پر بیٹہی ہے اور دو ہاتی اوس کے
اوپر پانی کے دہارین اپنے سونڈون سے ڈالتے ہین اور دو شخص دونون اطراف مین اوسکی پرستش کرتی ہین
اس دیوار کے ہر دو گوشون پر دو براکٹ لگے ہوے ہین جنمین سے ہر ایک پر تصویر ایک عورت کی کہڑی ہے
قد اس عورت کا ۷ فیٹ اونچا ہے۔ وسط کے دروازہ کے دونون طرف دو دربان کہڑے ہین۔
اس دروازہ کے پیشانی پر پانچ دیول نما خانے بنے ہوئے ہین جنکے اندر ایک ایک تصویر بدہ کی ہے۔
ان کے اوپر تصویرین فرشتون کی بحالت پرواز نظر آتی ہین۔ اس دروازہ کے دست راست پر اور درمیان
اس کے اور دوسری کہڑکی کے ایک اور بڑی تصویر بودہ ستو کی ہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بودہ ستو ہی
ہے جو بنام مان جوسری کے مشہور ہے اور جو نہایت رحیم شمار کیا جاتا ہے اور واسطے ترویج دین بدہ
کے مقرر ہے اس کے اطراف مین تصویرین سرستی یا ڈاکنی اور وجر دہر دونکی ہین یہہ وجر دہر تمام
بدہون کا منتری یعنے وزیر شمار کیا جاتا ہے اور بودہ مذہب کے دینی معقولات کا نگہبان ہے

باعتبار ان خدمات کے اوسکو وجہ پانی سے مطابقت کرنا چاہئیے - سرستی یا ڈاکنی کی بغل مین
ایک پست قد آدمی کی تصویر ہے اور اوس مرد کے دونون ہاتہہ ٹوٹ گئے ہین - جو بودہ ستو کے
دست چپ کی طرف کھڑا ہے - ان خدمتگارون کے سر کے اوپر فرشتون کی تصویرین ہین جو واسطے
چڑہاوے کے کوئی چیز ہاتو نہین لئے ہوے ہین - انکے اوپر پریون کی تصویرین ہین جنکے ہاتہون مین
پہولون کے ہار ہین دست راست کیطرف جو کھڑکی ہے اوسکے نقش وغیرہ مثل کھڑکی مذکورہ بالا کی
ہے اور لکشمی یا شری کی تصویر اوسیطرح سے اسکی پیشانی کے اوپر کندہ پائی جاتی ہے -
جب ہم اندرونی کمرہ کے اندر داخل ہوتے ہین تو دیوستہان کی پیشیر و بہت سے تصویرین کندہ پائی ہین
وسط کے دروازہ کے دونون اطراف کے مقامات پر تصویرین عورتون کی ہین جنمین سے ہر ایک
تصویر پہولون اور بازو بند اور کڑون وغیرہ سے آراستہ ہے اور ایک کنول کے غنچہ کو ہاتہہ مین لئے ہوے
ہے ہر اک تصویر کی خدمت مین دو اور عورتین حاضر ہین - وے جو دروازہ کے دست راست کی
طرف ہین ہاتہہ مین چور لئے ہوے ہین اور انمین سے ایک کے ساتہہ ایک پست قد آدمی ہے اون تصویرون
مین سے جو دروازہ کے دست چپ کیطرف ہین ایک تصویر ایک پست قد مرد کے سر پر سہارا لگئے ہوئی ہے
اور یہہ مرد بہی اپنی ٹہوڈہی کو ایک خمدار لکڑی کے اوپر رکہے ہوے ہے - ان عورتون کے سر پر عمدہ پوشاک
ہے - اور جڑاو مالا - بازو بند اور کڑے پہنے ہوے ہین ان تصویرون کے کندہ کرنیکی اصل غرض
نہین دریافت ہوتی ہے یعنے یہہ معلوم نہین ہوا ہے کہ ان تصاویر سے کن کن اشخاص کی مراد ہے
جو متعلق دین بدہ کے ہین بغل کی ہر اک کہڑکی کے اوپر دو دو تصویرین بدہ کی ہین جنمین سے ایک
مقام پر تو فرشتے خدمت مین حاضر ہین جس حالت مین دوسرے مقام پر یہہ نہین پائی جاتی ہین

دیوستہان کے اندر معمولی بڑی تصویر بدہ کی ہے جو ایک سنگاسن کے پشت کیطرف تصویرین ہاتیون۔
مگر اور شیر نما جانورون وغیرہ کی پائی جاتی ہین۔ ان کے اوپر پریون کی تصویرین ہین اور بغل کی دیوارون
مین اوپر کو تین قطارین بدہ کی تصویرون کی ہین۔ نیچے کی تصویرین چار زانو بیٹھے ہوی ہین
اور باقی ماندہ پانون لٹکائے ہوے بیٹھے ہین۔ ناظر کے دست راست کیطرف ایک گہرے خانہ کے
اندر جو ۵ فیٹ ۱۰ انچہ طول ہین اور ۴ فیٹ ۱۱ انچہ عرض مین ہے ایک عورت اور ایک مرد کی
تصویرین معہ پست قد خادمون کے نہایت عمدہ طور سے پتہر مین کٹی ہوی ہین۔ مرد کا سیر پیچ
بلند ہے اور وہ اپنے ہاتہہ مین ایک پہول لئے ہوے ہے جس حالت مین دوسرا ہاتہہ ٹوٹ گیا ہے
عورت کے ایک ہاتہہ مین بہی ایک پہول ہے مگر اوس کے دونون ہاتہہ قدرے شکستہ ہو گئے ہین۔ اوسکے
خدمتگار کا سر اوڑا ہوا ہے۔ اس کے مقابلہ مین اسی قسم کا ایک اور خانہ ہے جس کے اندر ساتہہ عورتون
کی تصویرین پتہر مین کٹی ہوئی ہین مگر اون کے جسم پر بہت کم پوشش ہے۔ وسط کی تصویرین
ناچ رہی ہین اور باقی ماندہ بیٹھی ہوئین باجے بجاتی ہین۔
اب قدرے تذکرہ اون حجرون کے تصویر کا کیا جاتا ہے جو بیرونی کمرہ کے بغلون مین واقع ہین
وے تصویرین جو دست چپ کے یعنے مغربی حجرہ مین ہین شمار مین آٹہہ ہین۔ عقب کی دیوار مین
کنارہ راست پر تصویر بدہ یا بودہ ستو کی کہڑی ہوی ہے اوسکے آگے چہہ تصویرین عورتون کی
ہین جنکے سر کی پوشاک نہایت عمدگی و آراستگی کے ساتہہ کٹی ہوی ہے اور سب سے آخر مین
ایک مرد کی تصویر ہے جسکا سیر پیچ بہت اونچا ہے اور دست چپ مین ایک تہیلی یا اور کوئی بہاری
چیز لئے ہوے ہے۔ یہہ سب تصویرین دین بودہ سے علاقہ رکہتے ہین دوسرے حجرے کے اندر

دو تصویرین فریہ اشخاص کی ایک مسند کے اوپر بیٹھے ہوے نظر آتی ہین - ایک انمین سے مرد ہے اور دوسری اوسکی بی بی ہے جو ایک بچے کو اپنے ایک ران پر بٹھلا ئی ہوی ہے - ان دونون میان بی بی کے خدمت مین دو خدمتگار حاضر ہین اور ایک ایک چور ہاتہہ مین لئے ہوے ہین - لیکن اوس آدمی کے ہاتہہ مین جو مرد کے قریب ہے پالنو چڑیا ہے - اوپر کیطرف بادلون کے اوپر فرشتے بحالت پرواز نظر آتی ہین واضح ہووے کہ اس مغارے کے اندر عورتون کی سرکی پوشاک مین و نیز کانون کے زیورات مین نہایت عمدہ صنعت کی گئی ہے جسمین بہت مشقت پڑی ہوگی -

مغار ہشتم

یہہ مغار اب بالکل بحالت شکست ہے اور اوسمین کوئی عجیب شئے قابل بیان کے نہین ہے اسکا طول ۴۲ فیٹ اور عرض ۲۰ فیٹ تہا -

مغار نہم

اس مغار مین ایک سامنے کا کمرہ تہا جو ۸۵ فیٹ طول مین اور ۱۸ فیٹ ۹ انچہ عرض مین تہا - مگر بالکل شکست ہو گیا ہے - اس کے پیچھے کا کمرہ ۴۸ فیٹ طول مین اور ۱۳ فیٹ ۱۰ انچہ عرض مین ہے - اس کمرے کے اندر بازو کی دیوارون مین اور غفب کے گوشون مین عورتون کی تصویرین ہین اور فرشتے اونکے سر کے اوپر ہین دیوستہان کے اندر صرف بدہ کا سر پتہر مین کٹا ہوا نظر آتا ہے - ایک حجرہ کے اندر جو ۱۴ فیٹ ۸ انچہ طول مین ہے - اور ۱۲ فیٹ ۶ انچہ عرض مین ہے بدہ کی ایک اور تصویر ایک درخت کے نیچے بیٹھی ہوی نظر آتی ہے اور چور بردار خدمت مین حاضر ہین ایک اور دیوستہان ہے جسمین ایک تصویر بدہ کی وعظ دیتی ہوی ہے صرف فرشتے اوسکے اوپر نظر آتے ہین اور کوئی چور بردار خدمتمین

حاضر نہین ہے - اس غار کی مغربی دیوار مین ایک نہایت بڑی تصویر بدہ کی کٹی ہوی ہے - درازی اس تصویر کی ۲۶ فیٹ ہے اور اپنے راست بازو پر آرام مین ہے یہہ تصویر او سوقت کی ظاہر کیگئی ہے جب بدہ نے تناسخ ارواح سے نجات پائی - اسکے پانون کی طرف ایک تصویر بدہ کی پانی کی کھڑی ہوی ہے

مغار دہم

یہہ مغار ختم نہین ہونے پایا ہے اسکا طول ۶ گز ہے اور عرض ۳ گز ہے سامنے کا حصہ بالکل منہدم ہوگیا ہے -

مغار یازدہم

اسمین ایک برآمدہ اور ایک کمرہ موجود ہے - کمرہ ۹ گز عرض مین ہے اور کل غار ۳۰ فیٹ اندر تک کہودا گیا ہے - بعد ازان کام بند ہوگیا ہے -

مغار دوازدہم

یہہ بہت بڑا مغار ہے اور اسکا کمرہ ۴۶ فیٹ طول و عرض مین ہے - اسمین ایک پوستہان بہی ہے مگر کوئی اختتام پر نہین پہنچا ہے -

حسن گنگو بہمنی کے فتوحات کا ذکر

ملحقات کے مولف نے لکہا کہ تخت نشینی و حکمرانی کے بعد بادشاہ بہمنی کے لبین ملک کشائی و جہانگیری کا شوق و ولولہ پیدا ہوا - اور بمصداق ؎ ہفت اقلیم ار بگیرد بادشاہ + ہمچنان دربند اقلیمے دگر + عزم بالجزم کیا کوئی اور ملک فتح کرنا چاہیئے تاکہ ملک کی فراخی و وسعت بڑہے اور سلطنت کی بنیاد مستحکم و مضبوط ہوجائے - بناءً علیہ ایکروز دربار عام منعقد کیا اور اوس مین

تمام وزرا و امرائے دولت و ارکان سلطنت شریک تھے حاضرین دربار سے خطاب کرکے اپنا مافی الضمیر
ظاہر کیا۔ اے ارکین دولت میں چاہتا ہوں کہ فی الحال آگرہ و گوالیر سے ہوتا ہوا دلی پر فوج کشی
کروں۔ اس مہم میں آپکی جو رائیں ہوں ہر ایک آزادانہ ظاہر کرے۔ جملہ حاضرین سے ملک سیف الدین
غوری وکیل سلطنت نے عرض کیا۔ اے خداوند بادشاہ عالم! میرے نزدیک فی الحال ایکبار گی
دلی پر فوج کشی کرنا مناسب نہیں اس لئے کہ آپکی سلطنت دکن میں ابھی قائم ہوئی ہے۔ پورا اطمینان
نہیں ہوا ہے۔ اطراف و جوانب کے مخالفین گھات میں ہیں۔ اور اکثر بلاد و قصبات دکن میں تغلقی
امرائے جاگیردار و مقطع دار ہیں۔ کہیں ایسا نہو کہ بادشاہ کی غیبت میں سرکشی و بغاوت کریں۔
اگر بغاوت کی آگ بھڑک جائیگی تو اوسکا فرو کرنا مشکل ہوگا۔ فی الحال آپکو دکن ہی کا پورا انتظام
کرنا چاہئے اور دکن کے راجاؤں کو اپنا خراج گزار بنانا چاہئے۔ اور تغلقی امرا و جاگیرداروں کو بھی
اطاعت کے دائرہ میں لینا چاہئے۔ بالفعل چند امرا سپاہ سالاروں کو مع جمعیت کرناٹک و
تلنگانہ وغیرہ سرحدات پر روانہ کرنا چاہئے۔ تاکہ راجاؤں سے خراج چڑھا ہوا اور پیشکش و تحائف
وہدایا وصول کریں۔ اور خود بادشاہ دار الحکومت سے کہیں نہ جائے۔ قطب کیطرح مستقر حکومت
سے کہیں حرکت نہ کرے۔ جب دکن کے سرحدات سے فراغت حاصل ہوجائے تب مالوہ و گجرات کا
ارادہ کرنا مناسب و بہتر ہوگا۔ اور یہہ ملک آسانی سے فتح ہوجائینگے انتہیٰ کلام غوری۔
دیگر حاضرین دربار نے بھی ملک سیف الدین وزیر کی رائے سے اتفاق کیا۔ بادشاہ نے نہایت
خوشی کے ساتھہ وزیر کی رائے اختیار کی اور وزیر کی تعریف کی پھر بادشاہ نے حسب رائے
وزیر مہمات کرناٹک و غیرہا کے لئے امرائے ذیل منتخب کئے۔ عماد الملک تاشقندی۔ مبارکخان لودی

سید رضی الدین قطب الملک۔ سکندر خان۔ معین الدین خواجہ جہان۔ صفدر خان سیستانی
قیر خان۔ صلابت خان سیستانی وغیرہم۔
عماد الملک و مبارکخان مہم کرناٹک پر مامور ہوکے مع جمعیت روانہ ہوئے دونون افسرون نے دریائے
ناولی سے بکری تک خوب تاخت و تاراج کی۔ اور تمام راجاؤن کو مطیع و حلقہ بگوش کیا۔ اور دو لاکھ
اشرفی علائی مساوی دو لاکھ تنولہ طلائے خالص و بیشمار جواہر و مروارید اور دو سو ہاتھی اور ایک ہزار
کنیزکین وصول کرکے لائے۔ اور راجاون نے خراج گزاری کے قول و قرار لئے۔ اور راجاؤن کے
ایلچی بہی بادشاہ کے پاس لائے۔ ایلچیون نے خراج گزاری کے عہدنامے حضور مین پیش کئے۔ بادشاہ
ایلچیون کو انعام و خلعت دیکے رخصت کیا۔
قطب الملک دکنی نے مندرکی طرف مع فوج کوچ کیا انکلوٹ پر پہنچ کے وہان کے راجہ سے مقابلہ کیا
راجہ نے اولاً ایک دو روز بیوجہ حرکت کی آخر خراج گزار ہوگیا۔ وہان کا قلعہ و خزانہ و مال و اسباب
بحساب ہمدست ہوا۔ قطب الملک نے انکلوٹ کا نام سید آباد رکہا اور وہان ایک پختہ قلعہ تعمیر کرایا۔
اور اوسطرف کے تمام مقطع دارون و جاگیردارون کو مطیع و منقاد بنایا۔ کسی سرکش کو نافرمانیکے فرمان برداری
و حلقہ بگوشی نہ بنے نہین چہوڑا۔ جاگیردارون و مقطعدارون نے نذرانہ و پیشکش و تحائف بیشمار لائے۔
خواجہ جہان نے کلبرگہ کے ضلع کے مقدمون و نایکون کو مسخر کیا۔ ہر ایک نے بغیر جنگ و مقابلہ خراجگزاری
و تابعداری قبول کی۔ ہر ایک مقام سے دو سالانہ محاصل چڑہا ہوا وصول کرکے لایا۔ اور ہر ایک
ضلع مین اپنے تہانہ دار و چوکیدار مقرر کئے۔ اور نایکون اور مقدمون سے قلعے اور گڑہیان
لیکر تہانہ دارون و چوکیدارون کے حوالے کئے۔ نایکون اور مقدمون کو بدستور خدمات

و جاگیرات پر بحال رکہا۔
سکندر خان مع فوج بیدر روانہ ہوا۔ بیدر کا قلعہ آسانی سے مسخر کیا۔ اور وہان کا انتظام کر کے بلیکہیڑکو بہی فتح کیا اور تلنگانہ کے راجہ وینکنا نائیڈ کو مطیع سرکار و مالگزار بنایا۔ چند ہاتی و تحائف نفائس و ایک لاکہہ ہون پیکر کامیابی کے ساتہہ حضور مین آیا۔ خلعت و انعام سے سرفراز ہوا۔
صفدر خان سیستانی نے ساغر پر فوج کشی کی۔ وہان کا راجہ مقابلہ کے لئے مستعد ہوا خراجگزاری و تابعداری قبول نہین کی۔ خان مع صوف نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ ابہی محاصرہ برخاست نہین ہوا تہا کہ راجہ دفعتہً ضرب تیر سے مقتول ہوگیا۔ راجہ کے مقتول ہوتے ہی اوسکی تمام جمعیت درہم برہم ہوگئی قلعہ خالی کر کے فرار ہوگئے۔ قلعہ مع ذخیرہ و آلات حرب و ضرب تصرف مین آیا۔ مال و زر تخمیناً ایک لاکہہ ہون اور چند گہوڑے و ہاتہی بہی ہاتہہ آئے۔
قیر خان مع جمعیت کوتر روانہ ہوا۔ کوتر و کلیانہ کو مسخر کیا۔ اور خود مختار بنکے بغاوت کا علم بلند کیا اور مالکیت کا دم مارنے لگا بادشاہ نے سکندر خان تاشقندی کو حکم دیا کہ بدبخت قیر خان کو گرفتار کر کے لاؤ۔ سکندر خان حسب الحکم مع فوج جرار کوتر روانہ ہوا۔ اور بادشاہ کے سامنے قسم کہائی کہ موذی باغی کو گرفتار کئے بغیر حضور مین نہین آونگا۔ کوتر مین پہنچتے ہی قیر خان سے سخت مقابلہ ہوا۔ قیر خان سپاہی دلیر و بہادر شیر تہا مقابلہ مین ثابت قدم و راسخ دم تہا۔ دو تین روز تک مقابلہ مین پہاڑ کی طرح جما رہا اور ادہر سکندر خان بہی معرکہ مین سد سکندری تہا خوب جم کے لڑتا رہا دو تین دن تک معرکہ کی آگ طرفین مین مشتعل رہی۔ طرفین سے سپاہ مقتول و مجروح ہوی۔ آخر فخر شعبان دفعدار نے قیر خان کو گرفتار کیا۔ اور سکندر خان کی خدمت مین لایا۔ سکندر خان نے قیر خان کو مقید کر لیا

اور فخر شعبان مع فتحنامہ و گرفتاری سپاہ نامہ قیر خان کا تمام بادشاہ کی خدمت مین بہیجا۔
فخر شعبان دوم روز بادشاہ کی خدمت مین پہنچا۔ نامہ و پیام گرفتارئے سپاہ نامہ پہنچا یا بادشاہ
باغی کے گرفتار ہونیکی خبر سے بہت خوش ہوا۔ اور فخر شعبان کو انعام وافر عطا کیا۔ اور حکم دیا
کہ فیروزی کامیابی کے نقارے بجوائین۔ اور فرمایا کہ کوتر کی تیاری کرین۔ فی الفور مع جمعیت
وسپاہ و مصاحبین کوتر روانہ ہوا جب بادشاہ قریب پہنچا تب سکندر خان مع سپاہ استقبال
کیلئے آیا۔ اور قیر خان کو مسلسل بزنجیر حضور مین لایا۔ بادشاہ نے سکندر خان کو خطاب فرزندی
و چتر سرخ سے سرفراز فرمایا۔ اور قیر خان کو بہت لعنت و ملامت کی۔ بیچارہ قیدی شرمندہ
و سر افگندہ ہوا۔ خجالت و ندامت سے عالم سکوت مین تصویر کی طرح سکتہ مین کہڑا ہوا تہا سکندر خان
نے بادشاہ کی خدمت مین سفارش کی کہ یہہ پہلا قصور ہے معاف کرنا چاہیئے۔ اگر بادشاہ
معاف فرمائینگے تو بندہ نوازی ہوگی۔ آیندہ اس قسم کی گستاخی کا مرتکب نہوگا۔ بادشاہ رحم دل
نے معاف کیا اور خان مذکور کو بدستور کلیانہ و کوتر کی قلعداری پر بحال رکہا۔
صلابت خان سیستانی نے قلعہ قندہار کو صلحاً مسخر کرلیا۔ تغلقی سپاہ و عہدہ دارون کو
تلطف و مدارا کیساتہہ خارج کردیا صفدر خان کی خوش اخلاقی و نرمی کے سبب کوئی قلعہ کا اندرونی
و بیرونی مقابلہ مین نہین آیا۔ اکثر تغلقی عہدہ دار و سپاہ نے بہمنی کی ملازمت اختیار کرلی بہمنی
بادشاہ تغلقی امرا و سپاہ کی دلداری بہت کرتا تہا۔ تغلقی عہدہ دار بہمنی کا لطف و کرم دیکہہ کے
حلقہ بگوش بنجاتے تہے۔ بہمنی کی فرمان برداری و تابعداری کو واجب جانتے تہے۔
کیرس مقدم کنبادی نے دو سال کا محاصل چڑہا ہوا۔ بہمنی کے خزانہ مین داخل کیا۔ اور

تفصیرات ماضیہ کی معافی چاہے۔ اور آیندہ کیلئے خراج گزاری کا اقرارنامہ بہیجا اور بادشاہی ملازمین کے زمرہ مین شریک ہونا قبول کیا۔ بادشاہ نے اوسکا قصور معاف کیا۔ اور اوسکو خلعت و خدمت مقدمی سے سرفراز فرمایا اور حکم جاری کیا کہ کوئی اوسکے حصار و دیار کو متعرض نہووے۔

نرائن ریڈی قلعدار مدہول تغلقی زمانہ سے قلعداری حکمرانی مدہول پر مقرر تہا۔ حسن گنگوی بہمنی سے سخت مخالفت کرتا تہا۔ مدعی ہوتا تہا کہ ہم منصبداران تغلق شاہ سے ہین۔ بادشاہ دلی کے خراجگزار ہین۔ بہمنی کیطرف سے اوسپر متعدد حملے ہوے۔ جنگ و جدل کر کے فرار ہو جاتا تہا۔ اور کبہی کبہی حالت حصر مین معذرت نامہ بہیجکے جان و مال کا قول طلب کرتا تہا۔ بادشاہ نیک محضر ہمیشہ اسکے عذرات قبول کر لیتا تہا۔ لیکن وہ کبہی اپنے عہد و پیمان پر قائم نہین رہتا تہا۔ بار بار عدول حکمی و عہد شکنی کے سبب سے کبہی بادشاہ کی خدمت مین حاضر نہین ہوتا تہا۔ ہمیشہ خوف زدہ رہتا تہا۔ نرائن نے سنا کہ بادشاہی حملہ مجہپر ہونے والا ہے بلحاظ حفظ ما تقدم حسن گنگوے بہمنی کے خدمت مین معذرت نامہ بہیجا۔ اور اپنے قصور کا معترف ہوا۔ اور اقرار کیا کہ آیندہ اطاعت کے دائرہ سے باہر قدم نہین رکہونگا۔ بہمنی رحم دل نے اوسکا عذر قبول کیا۔ اور قاضی بہاء الدین صاحب کو اوسکے پاس بہیجا اور پیام دیا کہ تجہہ سے بیشمار جرائم صادر ہوئے۔ تو عذاب و سزا کے لائق ہے مگر تو اپنے کردار ناہنجار سے مستغفی ہوتا ہے۔ بناءً علیہ ہم نے تیرے تمام جرائم ماضیہ معاف کیئے۔ اب تجکو چاہیئے کہ ہمارے پاس حاضر ہو کے کورنش و تسلیم کی سعادت حاصل کرے۔ نرائن بادشاہی عتاب و غضب کے خوف سے قاضی صاحب کے ہمراہ نہین آیا۔ قلعہ جام کہنڈی مین متحصن ہو گیا۔ حسن نے فوج جرار کو بسرکردگی سکندر خان تاشقندی اوس کے مقابلہ کے لئے

روانہ کیا۔ نرائن بہی مقابلہ کیلئے برآمد ہوا مدہول کے میدان مین باہم طرفین مین خوب جنگ ہوا۔ قتل و خونریزی کے بعد بہمنی سپاہ کو کامیابی و فیروزی حاصل ہوئی۔ بیشمار مال و دولت گہوڑے وہاتی بہدست ہوئے فتح و فیروزی کے بعد حسب الحکم بادشاہ تمام اموال غنائم سپاہ پر تقسیم کیا گیا صرف گہوڑے وہاتی بادشاہی طویلے و فیلخانہ مین داخل کیے گئے۔ نرائن قلعہ جام کہنڈی سے نکل کے قلعہ مدہول مین پناہ گیر ہوا۔ بادشاہی فوج نے تعقب کرکے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ چند روز کے محاصرہ مین اہل قلعہ غلہ و ذخیرہ کی قلت سے گہبرائے۔ اور تمام نے نرائن کو اسبات پر آمادہ کیا کہ بادشاہ سے صلح کرنا چاہیے اور جان و مال کا قول مانگنا چاہیے۔ نرائن بامر لاچاری نہایت عاجزی وانکساری سے قول امان جان طلب کرکے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور دو برس کا چڑہا ہوا خراج خزانۂ عامرہ مین داخل کیا۔ اور عہد و پیمان کیا کہ آیندہ کبہی خلاف نہین کرونگا۔ میر قصور معاف فرمائے۔ جسوقت نرائن بادشاہی دربار مین معذرت کیلئے پیش ہوا۔ بادشاہ حسن خلاق کے ساتہہ اوس سے ملا۔ اور اوسکی ہمت و راستبازی و خیرخواہی نسبت تعلق بادشاہ کی تعریف وتحسین کی۔ اور فرمایا راست بازو خیرخواہ اسی کا نام ہے کہ مالک قدیم کی خیرخواہی کرنا چاہیے جب تک مالک قدیم مین ظلم و ستم پائین تب بادشاہ جدید کے عدل و انصاف کو دیکہہ کے تابعدار و فرمان بردار ہونا چاہیے اور اپنے جرائم گذشتہ کی معافی کے طلبگار رہنا چاہیے۔ جیساکہ اسوقت آپ نے کیا۔ اسوقت نرائن کو خلعت اور ایک قیمتی مروارید کا مالا مرحمت کیا۔ مآثر برہانی نے لکہا ہے کہ اپنی گردن سے مروارید کا مالا نکال کے اوس کے گلے مین ڈالا۔ اور اوسکو بدستور قلعہ مدہول وغیرہ مین بحال کیا۔ پہر نرائن نے مدۃ العمر خلاف نہین کیا تا بہ زندگی خراجگذار رہا۔

اسیطرح معین الدین مقطع دار تعلقی بہی بہنی کا مخالف تہا۔ نرائن مذکور کا مددگار رہتا تہا۔ ہمیشہ فتنہ و فساد برپا کرتا تہا بادشاہی فوج اوسکی تنبیہ کے لئے سرگرم رہتی تہی مگر مقابلہ مین اکثر فرار ہو جاتا تہا بیچارے مقطع دار مین مقابلہ کی تاب کہان۔ جان کے خوف سے جنگل و صحرا مین حیران پریشان پہرتا تہا اور بادشاہ کے پاس آنے سے گہبراتا تہا۔ کہ قتل کیا جاؤنگا۔ اپنے رفیق نرائن کی رہائی اور بادشاہ کا حسن سلوک دیکہ کے بادشاہ کی خدمت مین آیا اور معافی چاہا۔ بادشاہ اوس سے ملا اور معانقہ و مصافحہ کیا۔ اور اوسکی بہی تعریف کی کہ اب تک آپ بہی بادشاہ قدیم کی خیرخواہی مین ثابت قدم ورا ستباز رہے۔ آفرین کے لائق ہے جب آپ نے اپنے بادشاہ جدید کو عدل و انصاف کے ترازو مین تولا۔ اور برابر پایا تب اوسکے دائرہ اطاعت مین قدم رکہا۔ یہی شان راستبازی ہے۔ اوس کے تمام جرایم درگذر کیا خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا۔ اور مقطع و جاگیر بدستور بحال و برقرار رکہا۔

نرائن و معین الدین کے حاضر ہونے کے وقت مین بعض مصاحبین نے بادشاہ سے کہا کہ دونو مفسدون کو قتل کرنا چاہئے تہا۔ دونون کے قول و قرار اعتبار کے لائق نہین ہین۔ اون کے اقوال شبہ مانند شبہ دیگر تمام کی مصداق ہین اونکی معذرت کو کالعدم سمجہنا چاہئے۔ بادشاہ نے کہا اخلاق و مروت و اشفاق و فتوت سے بعید ہے کہ عذرخواہ کے عذر کو قبول نکرین عفو کے عوض انتقام لیوین۔ مین ایسی بات کبہی نہین سنتا پسند کرتا ہون۔ اگر نرائن و معین الدین تا بہ زندگی مجہہ سے خلاف کرتے جائین اور خلاف کے ساتہہ ہی معافی چاہین تو مین ہمیشہ معاف کرتا رہونگا۔ کبہی مستعفی کو سزا نہین دونگا مصاحب نے بادشاہ کی خدمت مین اپنی گستاخی کی معافی چاہی اور بادشاہ کی رحم دلی و عفو کی تحسین و تعریف کی۔

اگرچہ کولاس علاقہ تلنگانہ کا راجہ باطناً سرکشی پر آمادہ تہا۔ لیکن بظاہر خیرخواہی کا دم مارتا تہا۔ خراج کے بہیجنے مین تاخیر کرتا تہا۔ تقریباً دو سال سے خراج بہمنی خزانہ مین داخل نہین کیا تہا۔ چونکہ راجہ موصوف نے حسن کی تخت نشینی سے قبل بغاوت کے زمانہ مین ملک سرتیز کے معرکہ و مقابلہ کے وقت بیس ہزار فوج سے اعانت و امداد کی تہی۔ بادشاہ اوسی امداد و اعانت کے لحاظ سے اوس سے مطالبہ نہین کرتا تہا شکر گزاری کے باعث اوس سے درگذر کرتا تہا۔ جب راجہ نے دیکہا کہ حسن دکن کا بادشاہ مستقل ہوگیا ہے اور دکن کے تمام راجاؤن نے اوسکی خراج گزاری قبول کی ہے۔ اور دیکہا کہ روز بروز بادشاہ کی ترقی بڑہتی جاتی ہے اور بادشاہ کی نیک مزاجی و بردباری عامہ رعایا کو حلقہ بگوش بنا رہی ہے۔ فی الفور جو خراج شاہان دہلی کو دیتا تہا اوسی حساب سے دو برس کا چڑہا ہوا خراج بہیجدیا۔ اور آیندہ بہیجدینے کا اقرار کیا۔ بادشاہ راجہ کے ساتہہ حسن سلوک کرتا تہا۔

بہمنی کی گجرات و مالوہ پر فوج کشی

تحفۃ السلاطین کے مولف نے لکہا کہ جب حسن گنگوئے بہمنی دکن کے انتظام سے فارغ ہوا۔ اور دیکہا کہ تمام دکن کے اقطار مین امن و امان و اطمینان قائم ہوگیا۔ بادشاہی عب و داب رعایا کے دلوںمین جم گیا اور بہمنیہ سلطنت کی بنا مستحکم و مضبوط ہوگئی۔ کسی قسم کا خوف و خطر باقی نہین رہا تب بادشاہ کے دل مین وہی جوش تسخیر ہند و سند موجزن ہوا۔ بناءً علیہ ۷۵۷ھ ہجری مین دولت آباد آیا اور وہان لشکر ظفر پیکر کا معائنہ کیا۔ پچاس ہزار سوار و ساٹہہ ہزار پیادہ برآمد ہوئے۔ اور فرشتہ نے لکہا کہ پچاس ہزار سوار نکلے الخ اور پیادہ کی بابت کچہہ نہین لکہا۔ شاید سہواً ترک کیا ہوگا اوس[1] زمانہ مین فوج کا اکثر حصہ بہ نسبت سواران پیادے ہوتے تہے کوئی سلطنت اور حکومت

[1] مقولہ مولف ۱۲

سوارون اور پیدلون سے خالی نہین ہوتی تہی۔ علاوہ فوج مذکورہ کے چارون صوبون مین بہی تقریباً
پیادہ وسوار پچاس ہزار سے زائد تہے۔ فرشتہ نے تخمیناً بغیر سوچے سمجہے پچاس ہزار سوار
لکہدیا۔ بعد کے ناقلین نے بہی منقول عنہ پر اعتماد کرکے پچاس ہزار سوار ہی پر اکتفا کیا۔ مگر تواریخ
بہمنیہ کی تلاش وجستجو نہین کی اگر جستجو کرتے تو ضرور بمصداق جوئندہ یابندہ کامیاب ہوتے بمصداق
لکیر کے فقیر نہ بنتے اور فرشتہ کی پیروی نکرتے اور اون کے تالیفات نقصان کے عیب سے پاک ہوتین۔
چنانچہ فقیر مولف نے تواریخ بہمنیہ کے تلاش مین ہندودکن کے بلاد مین کوچہ گردی وخانہ تلاشی
کی۔ اور جستجو مین خوب خاک چہانی۔ الحمدللہ کہ آخر مجہکو کامیابی ہوئی۔ اکثر تواریخ نادر الوجود
وستیاب ہوئین۔ مثلاً الملحقات مولانا عین الدین بیجاپوری وتحفۃ السلاطین مولفہ ملا داؤد بیدری
وحدایق السلاطین مولفہ مولانا ابراہیم خادم۔ وسلوۃ الغریب اسوۃ اللبیب سفرنامہ مولانا سید علی
مدنی۔ ومآثر برہانی مولفہ مولانا عزیز اللہ طبا طبائی وتحفۃ الملوک شیرازی وغیرہا۔ ان تواریخ کی دیکہنے سے
معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ فرشتہ ان تواریخ کا لب لباب ہے۔ فرشتہ نے اکثر بہمنیہ کے حالات کو قلم انداز
کیا ہے۔ میری مولفہ تاریخ ہذا کے یہی تاریخین ماخذ ہین۔ اور مین نے انہین ماخذ سے عجائب وغرائب
باتین اپنی تاریخ مین مندرج کی ہین۔ اور دکن کی دیگر تواریخ جدیدہ مین اس قسم کی باتون کا نام
ونشان نہین اگر کسی نے سنی سنائی کوئی ایک آدہ بات لکہی تو وہ بہی ناقص وناتمام۔ مین نے جو یہہ
پبلک کام مفید عام اپنے ذمے اس غرض سے نہین لیا کہ فخر وناز کرون اور غیرون کو مستحقر سمجہون۔
بلکہ میرا مقصود یہہ ہے کہ خاص وعام اس سے مستفید ہووین۔ اور از انصافانہ میری تحقیق کی داد دین۔
پہر دوبارہ ایک مجلس شوریٰ منعقد کی۔ تمام امرائے دولت وارکان سلطنت کو فراہم کرکے کہا۔ خدا تعالیٰ نے

مجکو دکن مین پوری سلطنت عطا کی اور مجھکو فوج و جمعیت و مال و دولت اسقدر عطا کیا
کہ مین جس ملک و لایت کا ارادہ کرون آسانی سے فتح کرسکتا ہون پس ایسی حالت مین قانع بنکے بیٹھنا
مناسب نہین ہے مین چاہتا ہون کہ دہلی و گوالیار و مالوہ و گجرات کو دکن مین شامل کرلون۔ پہلی
مجلس مین بہی مین نے اپنا ارادہ آپ سب ارکین سلطنت کے سامنے ظاہر کیا تہا۔ اُسوقت وکیل السلطنۃ
ملک سیف الدین غوری نے تجویز پیش کی تہی کہ فی الحال دکن کا انتظام کرنا چاہیئے الخ اور آپ سب
امرانے بہی غوری کی رائے سے اتفاق کیا تہا مین نے بہی پیر کی تجویز و رائے متفقہ کو پسند کیا تہا
الحمد للہ کہ فی الحال ہمکو دکن کے انتظام سے پورا اطمینان ہوگیا ہے اب ہند پر چڑہائی کرنا چاہیئے
اُسوقت ملک سیف الدین نے عرض کیا اے بادشاہ ابہی دلّی دور ہے اگرچہ ہم دلّی کے بادشاہ فیروز شاہ
کے مقابلہ کیلئے مستعد و کمربستہ ہین۔ مگر مالوہ و گجرات دلّی سے کم نہین ہے۔ فی زمانا راے ہرن بن
رائے کرن گجراتی نے آپکے پاس ایلچی بہیجا ہے اور آپسے التجا کی ہے کہ آپ براہ عنایت خسروانہ
گجرات کے جاگیر دارون و مقطع دارون کے مقابلہ مین جو رعایا پر ظلم و ستم کررہے ہین میری اعانت
کیجئے۔ اور میرے باپ دادا کا موروثی ملک مجھکو دلا دیجئے اس کامیابی کے بعد مین آپکے ہمرکاب
مالوہ چلونگا جان نثاری و کوشش و کشائش مین کوتاہی نہین کرونگا۔ تا بہ زندگی آپکا حلقہ
بگوش رہونگا۔ اور نیز دیگر امرا کے بہی خطوط آئے ہین۔ پس ایسی حالت مین اولاً گجرات کا ارادہ
کرنا چاہیئے۔ اور دیگر ارکین دولت نے بہی ملک سیف الدین کی رائے سے اتفاق کیا۔ پہر
بادشاہ نے شاہزادہ محمد شاہ بہمنی کو مقدمۃ الجیش کیطرح مع فوج گجرات روانہ کیا۔ اور بعد مین
آپ بہی جانیوالا تہا۔ جب شاہزادہ قصبہ نوساری مین پہنچا۔ اوس نے وہان شکار کثرت سے دیکہا

اسلئے اپنے والد ماجد کو جو شکار کا شایق تہا لکہا کہ یہاں کی آب و ہوا بہت درست ہے - اور شکار بکثرت ہے - حسن گنگوئے بہمنی شادان و فرحان فوراً وہان پہنچا ایک مہینے تک شکار مین مشغول رہا - شکار کی حبت جو مین اوسے بخار آگیا شکار کے کباب سے پرہیز نہین کرتا تہا - یکایک اوس سے تخمہ ہوگیا - معالجہ کیا گیا ہیضہ سے نجات ملی مگر بخار لاحق ہوگیا جون جون علاج کرتے تہے مرض بڑہتا جاتا تہا - بامر لاچاری حسرت و رنج کے ساتہہ فوراً گلبرگہ مراجعت کی - معالجہ مین مشغول ہوا - مشائخ و علما کے سامنے تمام معاصی مناہی سے توبہ کی - علما و مشائخ نے بادشاہ کی صحت کے لئے خدا سے دعائے خیر چاہی - حاضرین نے آمین ثم آمین کہی - محمد شاہ بہمنی بہی بعد مین گجرات سے مع الخیر واپس آیا - باپ بیٹے کے جو ارادے تہے وہ پورے ہونے پائے - جی کے ارمان جی ہی مین رہی - بعض[۱] مورخین مثلاً فرشتہ وغیرہ نے لکہا کہ بادشاہ نے کباب کے ساتہہ شراب کا زیادہ استعمال کیا - کثرت شراب کی وجہ سے ہیضہ و بخار مین مبتلا ہوا الخ مورخین کا قول پایۂ اعتبار سے ساقط ہے - اسلئے کہ حسن گنگوئے بہمنی عقیل و فہیم و پابند شرع شریف تہا - مدۃ العمر شراب کا استعمال نہین کیا - ہان گوشت و کباب اسکی غذا تہی - افاغنہ غور و غزنی کا خمیر گوشت ہی ہوتا ہے - مولفین فارسی اکثر کباب کا قافیہ شراب باندہتے ہین - جہان کباب کا ذکر آتا ہے اوسکے ساتہہ ہی شراب کا جوڑ ملاتے ہین اور رود و رباب کو بہی اوسکا تکملہ کردیتے ہین - اونکا ممدوح صفات مذکورہ سے واقع مین موصوف ہو یا نہو اسبات کی پروا نہین کرتے - ایسا ہی مورخین کم پایہ فرو مایہ نے بہمنی کو شراب خوار قرار دیا - شکار کے کباب کے ساتہہ شراب کو بہی لاحق کردیا - اسیطرح شاہان سلف کی مدح و ذم مین بہی مبالغہ کرتے ہین - طریقہ اعتدال سے عدول کرتے ہین - واقعات مین

[۱] مقولہ مولف ۱۲

مبالغہ کرنے سے محققین کے نزدیک تاریخ کی وقعت و عظمت نہین ہوتی اور اعتبار کے عروج سے ذلت و کذب کے نشیب مین گرجاتی ہے۔

حسن گنگوئے بہمنی کا مرض الموت مین مبتلا ہوکے گلبرگہ مین آنا

حسن گنگوئے بہمنی نوساری علاقہ گجرات مین بیمار ہوکے دار السلطنت گلبرگہ مین آیا۔ حکمائے یونانی و ہندی سے معالجہ رجوع کیا۔ اطبا رحاذق علاج کرتے تھے۔ مگر کوئی دوا مفید نہین ہوتی تھی۔ چھہ مہینے تک برابر معالجہ کا سلسلہ جاری رہا۔ دوا و دعا کی جاتی تھی لیکن بجائے صحت مرض بڑہتا جاتا تھا بادشاہ بہمنی کو دنیا و مافیہا سے یاس و نامیدی ہوتی جاتی تھی۔ باوجود بیماری و نامیدی زندگانی انتظام ملک سے غفلت نہین کرتا تھا۔ قلعہ مین ایک محل جو جلوخانہ کے قریب تھا اوسمین فرش نشیمن و بالین یاسمین پر کبھی لیٹا اور کبھی بیٹھتا تھا۔ اور مکان ایسے موقع پر تھا کہ وہان سے اہل دربار و غیر دربار کے کاروبار کو دیکھہ سکتا تھا۔ دوسرے تیسرے دن اوسی مکان مین دربار عام بقول فرشتہ صبح و شام علی الدوام کرتا تھا۔ داد خواہون کی فریاد سنتا تھا مظلومون کو ظالمون کے پنجہ سے رہا کرتا تھا اور صبح و شام غربائے دیار و فقرائے روزگار کو عمدہ عمدہ کھانے اور قسم کے حلوے تقسیم کرتا تھا۔ سادات کرام و مشائخ عظام کو انعام و اکرام سے سرفراز فرماتا تھا۔ اور حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ کے قیدیون کو چھوڑدین۔ اگر کوئی قیدی ایسا ہو جس کے رہا کرنے مین ملک مین فتنہ و فساد برپا ہوجائے۔ اور قیدی رعایا پر قیامت و آفت برپا کرے تو اوس قسم کے قیدیون کو دار السلطنت بھیجدین۔ چنانچہ صوبجات سے مجرمین مفسدین گلبرگہ مین آئے۔ بادشاہ رحم دل نے تمام مجرمین سنگین جرائم کا معائنہ کیا ہر ایک کی

رودادسنی پہر سب کو آزاد کردیا۔ مگر صرف گنتی کے ایسے چند اشخاص کہہ لئے جن سے بغاوت و ہنگامہ فساد کا گمان ہوتا تہا۔ فرشتہ نے لکہا کہ صرف ساتہہ شخصون کو جنکا رہا کرنا مقتضائے حال کے خلاف اور ملکی انتظام کے مخل معلوم ہوتا تہا اونکو شاہزادہ محمد شاہ کے حوالہ کیا۔ کہ میرے بعد جیسا مناسب ہو ویسا کرنا۔ فی الحال قید خانہ مین رکہین۔ واقع مین وہ اشخاص قتل کے لائق تہے۔ لیکن بادشاہ رحیم و رفیق القلب نے نہین چاہا کہ میری زندگی مین قتل کئے جائین۔ بہمنی قتل انسان مین بہت احتیاط کرتا تہا۔ حتی الامکان قتل پر عفو و جنگ پر صلح کو ترجیح دیتا تہا۔ یہی وجہ ہے کہ بادشاہ رفیق القلب کے عہد مین راجگان دکن و جاگیرداران تلنگ و کہن سے کبہی سخت معرکہ و زیادہ خونریزی نہین ہوی۔ اس چہہ مہینے کی مدت مین حکمائے مصر و یونانی مثلاً حکیم نصیر الدین شیرازی و حکیم علیم الدین تبریزی وغیرہ متواتر علاج کرتے رہے۔ لیکن مزاج صحت پذیر نہین ہوا۔ مرض مزاج پر غالب ہوگیا حرارت غریزی کم ہوگئی اور دوا موثر و مفید نہین ہوی۔ مرض بڑہ گیا۔ اور کمزوری و ناتوانی بہی زیادہ ہوگئی بس ایسی حالت مین بہمنی کو یقین کامل ہوا کہ اب رخصت کا وقت قریب ہے۔ اطبا کا معالجہ موقوف کیا اور کل نفس ذائقة الموت کا منتظر ہوا۔ اور ایسی حالت مین اپنے پیارے بیٹے محمود کو جو تمام فرزندون سے چہوٹا تہا اور باپ کا محبوب القلب تہا پاس دیکہکر پوچہا کہ وہ کہان ہے حاضرین نے جواب دیا کہ اوستاد کے پاس پڑہ رہا ہے۔ پہر اوسکو بلایا اور پیار سے پوچہا کہ تو کیا پڑہتا ہے جواب دیا بوستان سعدی شیرازی۔ بہمنی نے کہا آج کونسی حکایت پڑہی محمود نے کہا یہہ حکایت

حکایت

شنیدم کہ جمشید فرخ سرشت | بسر چشمہ بر بستگی نوشت

بدین چشمہ چون ما بسے دم زدند | برفتند چون چشم برہم زدند
گرفتند عالم بمردی و زور | ولیکن نبردند با خود بگور

حسن گنگوئے بہمنی اتیسری بیت سنکے بے اختیار زار زار رونے لگا۔ اور اپنے تینون بیٹون کو پاس بلایا اور نہایت محبت و یاس و حسرت سے کہا کہ میرا یہہ آخری وقت ہے۔ مین تمکو وصیت کرتا ہون اگر تم میری وصیت پر کاربند ہوگے تو خوش و خرم رہوگے اور سلطنت مین زوال نہین آئیگا۔ اگر آپ دولت و سلطنت کا بقا چاہتے ہین تو تمام بہائی باہم اتفاق سے رہو۔ اور محمد کو میرا جانشین سمجہو۔ اور اوسکی خدمت و اطاعت مین مستعد رہو۔ اور اوسکی اطاعت کو دارین کی سرفرازی سمجہو۔ پہر خزانچی کو بلایا۔ بیشمار ہون منگایا۔ اور تینون فرزندون کو دیا۔ اور کہا جامع مسجد مین جاؤ و مشائخ علمائے حنفی المذہب کو تقسیم کرکے آو۔ جب یہہ حسب الحکم تقسیم کرکے آئے اور باپ کو اطلاع دی تو باواز بلند الحمد للہ کہہ کے جان بحق تسلیم کی۔ رباعی

ہر روز بکے روز برآید کہ منم | خود را بجہانیان نماید کہ منم
چون کار جہان بروقرارے گیرد | ناگاہ اجل ز در درآید کہ منم

یہہ واقعہ گیارہ سال و دو ماہ سات یوم سلطنت کے بعد بتاریخ غرہ ربیع الاول ۷۵۹ھ ہجری مین واقع ہوا بقول فرشتہ بادشاہ کی عمر ۶۷ سال کی تہی۔ اور بقول مولف ملحقات ۶۸۔ قول ثانی درست و صحیح معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ حسن کی ولادت ۶۹۱ ہجری مین واقع ہوئی۔ جیسا کہ برج التاریخ کے مولف نے لکہا ہے۔

حسن گنگوئے بہمنی کی تجہیز و تکفین و تدفین کا ذکر

بادشاہ بہمنی بانی سلطنت بہمنیہ کی رحلت سراپا مصیبت کے حادثہ سے اعزہ واقربا۔ ووزرا و امرا۔ و رعایا کے دلوں پر سخت صدمہ واقع ہوا۔ بادشاہی عشرت کدہ ماتم کدہ ہوگیا۔ تمام واویلا واحسرتا کہتے تھے اور زار زار روتے تھے۔ گلبرگہ میں گھر گھر قیامت برپا ہوگئی۔ بادشاہی محل میں کثرت نالہ و بکا و شور و غوغا سے کہرام مچگیا۔ تینوں فرزند محمد و محمود و داؤد کے قلوب ہل رہے تھے۔ لیکن عالم سکوت میں تھے۔ اسیطرح ملک سیف الدین وکیل السلطنت جو بہمنی کا قدیم رفیق وعزیز قریب تھا عالم سکتہ میں تھا۔ پھر محمد نے صبر و سکون کی باگ ہاتھہ میں لیکے وکیل السلطنت سے تجہیز و تکفین کا حکم دیا۔ فی الفور شامیانہ شاہانہ تیار کرایا۔ اور قلعہ کے باہر قبر کندہ کرائی گئی۔ شہر کے علماء و فضلا ومشائخ جمع ہوئے۔ اور امرا و سپاہ سالار و سپاہ حاضر ہوئے۔ مشائخ نے نہلایا اور کفن پہنایا۔ پھر بہمنی کا جنازہ شاہانہ طرز سے نہایت کروفر کے ساتھہ قلعہ سے باہر لائے۔ وتجمل و شان کے ساتھہ مقبرہ میں پہنچے جنازہ کے ہمراہ تخمیناً خلائق کا اژدہام ساٹھہ ستر ہزار سے کم نہوگا۔ جنازہ کی مشایعت میں اہل اسلام واہل اصنام باہم شریک تھے۔ پھر تمام نے بادشاہ کو دفن کیا۔ اوسوقت آہ و نالہ کا شور و غوغا اسقدر بلند ہوا کہ زمین سے عرش بریں تک پہنچ گیا۔ آخر فاتحہ خیر پڑھی گئی۔ بہمنی کے تینوں فرزند خلف الصدق تھے۔ ماں باپ کی طاعت و تابعداری کو مثل فرض جانتے تھے۔ والدین کے حکم سے سرمو تجاوز نہیں کرتے تھے خاصۃً محمد تو باپ کی طاعت و عقیدت کا عاشق تھا۔ باپ کی جدائی کا اوس کے دل پر سخت صدمہ ہوا بناء علیہ بقول تحفۃ السلاطین ایک سال تک و بقول فرشتہ چھ مہینے تک جمعہ کی ہر شب باپ کی قبر پر زیارت کے لئے جاتا تھا۔ اور بیشمار خیرات کرتا تھا۔ فقرا و حفاظ کو عمدہ عمدہ کھانے کھلاتا تھا۔ قبر پر دوسو حافظ تلاوت قرآن کے لئے مقرر کیا تھا۔ ہر روز متعدد قرآن

ختم ہوتے تھے۔ تمام مرحوم کیلئے فاتحہ خیر پڑہتے تھے۔ مرحوم کی روح پر فتوح کو ثواب خیر سے خوشنود کرتے تھے۔ ملکہ جہان زوجۂ بہمنی مرحوم جو صالحہ ساجدہ عفیفہ ثانی رابعہ تھی۔ اپنے شوہر کی فریفتہ و آشفتہ تھی۔ کہتے ہین زوجین مین نہایت ہی اتفاق تہا۔ بادشاہ بھی اپنی زوجہ کا عاشق تہا۔ بجز اپنی بیوی کے کوئی دوسری بیوی نہین کی مدۃ العمر ایک ہی بیوی پر اکتفا کیا۔ کوئی مملوکہ بھی صرف مین نہین لایا۔ سلاطین مین یہی پہلا بادشاہ ہے جس نے بجز ایک بیوی کے دوسری نہین کی۔ اور سلاطین سلف مین اسکا نظیر عدیم المثل ہے۔ شوہر کے بعد دنیا و ما فیہا سے بیزار ہوئی۔ کہتی تہی کاش اگر مین شوہر کے ساتھہ ہی رخصت ہوتی تو خوب ہوتا۔ رنج و غم سہنا نہ پڑتا۔ یا اول ہی میرا کام تمام ہو جاتا تو دنیا مین سر پر خاک اڑانا نصیب نہوتا۔ آرائش و زیبائش کو ایک لخت موقوف کر دیا۔ زر زیور کو پہینکدیا۔ صرف ایک بڑی سفید سیلہ و کم قیمتی مشروع کا لباس پسند کیا۔ روزانہ شوہر کی قبر پر شام کیوقت جاتی تہی مغرب کی نماز و فاتحہ پڑہ کے واپس آتی تہی۔ ایک سال تک ملکہ کی یہی کیفیت رہی۔ پہر حج مین کا سفر اختیار کیا۔ چنانچہ آگے اوسکا ذکر آئیگا۔

بہمنی کے شمائل و خصائل کا ذکر

فرشتہ وغیرہ مولفین نے حسن گنگوے بہمنی کے شمائل سے مختصرے از مطول اور جزوے از کل و مجملی از مفصل لکہے ہین۔ شاید تمام کا مقصد اختصار ہوگا۔ حالانکہ سلاطین سلف کے فضائل و رذائل تفصیلی لکہنا چاہئے تاکہ ناظرین کو اون کے فضائل کے دیکھنے سے فضل و کمال کی طرف رغبت ہو اور رذائل کی برائیون سے نفرت۔ تواریخ کے تالیف کرنے سے مولفین کی یہی غرض ہوتی ہی بنا بر علیہ مین بہمنی کے خصائل و شمائل ملحقات و تحفۃ السلاطین سے اخذ کرکے اس مقام مین ناظرین کو ملاحظہ کیلئے

گزارش کرتا ہون۔ تاکہ ناظرین اولوالابصار کے لئے عبرت کا باعث ہووے۔

حسن گنگوے بہمنی کا حلیہ

متوسط قامت۔ آفتابی چہرہ۔ قوی ہیکل۔ رنگ سفید سرخی مائل۔ موی ریش بہورے سیاہی مائل خوبصورت فرشتہ سیرت چہرہ مہرہ سے رعب وداب عیان تہا۔ چستی و چالاکی ڈیل ڈول سے نمایان دانش و فرہنگ چہرہ گلرنگ سے نمودار تہی۔ بہادری ودلیری رگ و پے سے ٹپک رہی تہی۔ غرض بادشاہ کا وجود نادرالوجود صفات پسندیدہ و کمالات برگزیدہ کا جامع۔ اور انسانی خوبیونکا مجموعہ تہا

تربیّت و تعلیم

بہمنی کی ولادت زمین غور مین واقع ہوی۔ اور وہان کی آب و ہوا کی آغوش مین ساتہہ برس تک پرورش پائی۔ باپ کے رحلت کے بعد والدہ کے ساتہہ مع برادر علی شاہ ماموں ملک ہژبرالدین المخاطب ظفرخان وزیر علاءالدین خلجی کے پاس ہند مین آیا۔ ملک موصوف نے اوسکی تربیت و تعلیم کا عمدہ اہتمام کردیا۔ اور مستقر حکومت ملتان مین رکہا۔ چند ہی مدت کے بعد ماموں مغلون کے مقابلہ مین پنجاب و دہلی کے درمیان مقتول ہوگیا۔ یہہ واقعہ ۶۹۶ھ ہجری مین واقع ہوا۔ پہر تمام عزہ واقارب ملک موصوف کے بعد پراگندہ حال ہوے۔ ملتان ہی مین رہے۔ حسن بدستور اساتذہ کی خدمت مین جاتا تہا اور تحصیل علم مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا۔ جب ضروری کتب درسیہ متداولہ سے فراغت پائی۔ اور عالم شباب کے میدان مین قدم رکہا۔ تحریر و تقریر مین کامل استعداد رکہتا تہا۔ اور ہر نوع کا علوم مین مذاق ہوتا تہا

اخلاق

خوش اخلاقی گویا اُسکا خمیر تہا۔ ملنساری و خاکساری مین بے نظیر تہا۔ ہر ایک سے نیازمندانہ

ملتا تھا۔ نرمی و ملاطفت سے پیش آتا تھا۔ دوست و غیر دوست کی ہمدردی خدمت و منت کے ساتھ کرتا تھا۔ غرور سے کوسون دور رہتا تھا۔

عفو و کرم

سخاوت و کرم کا فریفتہ تھا۔ باوجود احتیاج ہر ایک غریب و فقیر کی دستگیری کرتا تھا۔ اور فقیر و غریب کی حاجت روائی اپنی ذات پر مقدم کہتا تھا۔ اکثر غربائے پراگندہ حال کی غمخواری و تیمارداری کرتا تھا۔ عفو کا بھی یہی حال تھا اگر کوئی سرکشی و نافرمانی کرتا تو اوسکو معاف کہتا تھا۔ کبھی مکافات نہین کرتا تھا۔ بلکہ بدی کا بدلا نیکوئی کرتا تھا۔ جہانتک ممکن ہوتا تھا تو اوس سے گزر بہتر جانتا تھا۔ انہین صفات کی بدولت ملک دکن کا مالک و بادشاہ ہوا۔ اور اس مصرع کے مضمون پر کاربند تھا ؎ درعفو لذتیست کہ در انتقام نیست۔

نقل ہے کہ ایکروز مولانا معین الدین ہروی نے ایک مسافر غریب جو ڈاکہ زنی کے اتہام مین مقید تھا اوسکی رہائی کی بابت سفارش کی اور مدلل طور سے ثابت کیا کہ وہ بیچارہ غریب الوطن بگمان اتہام مقید ہے۔ بہمنی نے اوسیوقت اسیر بیگناہ کو رہا کیا اور عاجز غریب سے معذرت کی ایکہزار ہون عطا کرکے رخصت کیا۔

۲ ایضًا۔ ایکروز گانگو پنڈت برہمن محاسب دفتر نے ایک فقیر گوسائین کو بہمنی کی خدمت مین پیش کیا بادشاہ گوسائین سے ملا اور اُس سے دیرتک درویشی کی بابت گفتگو کی۔ آخر رخصت کیوقت دوسو ہون دئے۔ گوسائین نے لینے سے انکار کیا۔ بادشاہ اصرار کرتا تھا گوسائین انکار۔ دیرتک باہم اصرار و انکار رہا آخر بامر مجبوری گوسائین نے لے لیا۔ اور رخصت ہوا۔

امانت و دیانت

دیانت و امانت مین بے نظیر تہا۔ کبہی کسی کے ساتہہ دغا و فریب نہین کیا تا بہ زندگی۔ امانت و دیانت پر ثابت قدم رہا۔ گانگو پنڈت کے باغ مین اشرفیون کا ملنا اور اوسکا بجنسہٖ پنڈت کے خدمت مین پہنچانا۔ اُسکی دیانت و امانت کی برہان قاطع ہے۔ اشرفیان ایسی حالت مین پنڈت کے پاس پہنچائین کہ اُسوقت سخت محتاج و تہیدست تہا۔ پنڈت اُسکی امانت دیکہہ کے اوسکا معین و مددگار رہنا۔ اور بادشاہی دربار مین پہنچانیکا وسیلہ بنا۔ آخر دیانت کی برکت سے دربار شاہی مین پہنچ گیا۔ ایک ہی آن مین ادنی درجہ سے اعلیٰ درجہ پر عروج کیا

وفاداری

اُسکی وفاداری ضرب المثل کے درجہ پر پہنچ گئی ہے۔ اُسکا فطری فعل تہا جس سے جو وعدہ کرتا تہا اُسکے ایفا مین تاخیر نہین کرتا تہا۔ وعدہ کے ایفا مین اوفی تہا۔ دیکہو اُسکے نام سے وفاداری عیان ہو رہی ہے۔ گانگو پنڈت نے جو وعدہ کیا تہا اُسکو پورا کیا۔ وعدہ یہہ تہا کہ پنڈت کا نام حسن کے نام کا تکملہ و جزء آخر ہو۔ اور سلطنت کے بعد محاسبی کی خدمت عطا کرے خود اسکا نام ہمارے کلام کی تصدیق کر رہا ہے۔ اور حسب الوعدہ گانگو پنڈت کو سلطنت کے عہد مین ممالک مقبوضہ کا صدر محاسب ہی کیا۔

شکرگزاری احسان

احسان فراموش نہین تہا۔ کبہی کافر نعمت نہین ہوا۔ ابتدائے حال مین پنڈت نے جو اُس کے ساتہہ حسن سلوک کیا تہا۔ تا بزندگی اوسکو یاد رکہا۔ وقتاً فوقتاً اُس کے ساتہہ احسان کرتا رہا

سلطنت کے زمانہ مین اُسی احسان کے بدلے مین گانگو پنڈت کو گلبرگہ مین جاگیر ذات عطا کی۔ اور بہمنی پورہ واقع گلبرگہ مین اُسکے لئے مکانات بنوادئے اور اُسکے اعزہ واقارب کیلئے اس محلہ کی کل زمین آل تمغا عطا کر دی تہی۔ اُس آبادزمین کا نام پنڈت کے نام سے بہمنی پورہ مشہور ہوا فی الحال نہ بہمنی بادشاہ رہا نہ پنڈت مگر بہمنی پورہ یادگار موجود ہے۔ اُس پورہ کو بمّن واڑی بہی کہتے تہے۔ نیز یہ امر بہی اُسکی شکرگزاری ہے کہ جبتک زندہ رہا کسی برہمن کو نہین ستایا نہ قتل کیا براہمہ کی بڑی عزت کرتا تہا۔ اکثر براہمہ کو احسان و کرم سے سرفراز فرماتا تہا۔ دکن مین یہی پہلا بادشاہ ہے کہ دفتری خدمتین براہمہ کے سپرد کیا۔ اور گنگو پنڈت بہی پہلا ہی برہمن ہے کہ دکن مین اہل اسلام کی نوکری قبول کی۔ اس سے قبل دکن مین کوئی برہمن مطلقاً نوکری نہین کرتا تہا براہمہ کی گذرا وقات گدائی پر تہی۔

استقلالی مزاج

بہمنی مستقل مزاج صاحب عزم بالجزم تہا۔ کبہی دنیوی انقلاب و کشاکشی زمانہ ناہنجار سے نہین گہبراتا تہا اگرچہ تمام دنیا تہ وبالا ہوجائے مگر وہ جگہ سے نہین ہلتا تہا۔ عالم سکون و قرار مین ثابت قدم رہتا تہا۔ کیسی ہی مصیبت پیش آئے پروا نہین کرتا تہا۔ بلکہ استقلال و اطمینان سے مصیبت کی مدافعت مین کوشش بلیغ کرتا تہا۔ اور مصیبت کے دائرہ سے نجات کے کنارہ پر پہنچتا تہا۔ دیکہو دولت آباد کی بغاوت مین تغلق کا کیسا مقابلہ تہا کہ تمام بغات بے سر وسامان تہے لیکن تمام باغیون کا سردار و دلیر مہرہ اور تمام تدبیر و مشورہ کا پیشوا حسن گنگو سے بہمنی ہی تہا جمع باقی تہا ہم بیان کر چکے ہین کہ حسن نے بادشاہی مقابلہ مین کیا کیا تدابیر شائستہ کین کہ تغلق باغیونکو

کامیابی حاصل ہوئی

حفظ ماتقدم

بہمنی دوراندیش و عاقبت بین تہا - ہر امر مین حفظ ماتقدم کا بہت خیال رکہتا تہا - اور واقعہ کے وقوع سے اول ہی واقعہ کا تدارک کرلیتا تہا - اور ایسے امور جنسے گمان ہوتا تہا کہ آیندہ فتنہ و فساد کا باعث ہوجاوینگے اُن امور فاسدہ کا فی الفور بندوبست کرتا تہا چنانچہ بہمنی نے سلطنت کے بعد سنا کہ امرا مین بغاوت کی تخم ریزی ہو رہی ہے - اور مجہکو سلطنت سے معزول کرنا چاہتے ہین فی الفور بغاوت و سازش کی تحقیق کرکے اسمعیل مخ بانی فتنہ کو قتل کیا چنانچہ اوسکی بغاوت و قتل کا ذکر ذیل مین کیا جاتا ہے -

اسمعیل کی بغاوت و اُسکے قتل کا ذکر

چونکہ اسمعیل مخ تغلقیہ زمانہ سے حسن کا دوست و خیرخواہ تہا - اور بغاوت کے ہنگامہ مین بغات کی مدد سے دکن کا بادشاہ بن چکا تہا - بنا برعلیہ حسن اوس کی زیادہ خاطر و مدارات کرتا تہا - جب اسمعیل دربار مین آتا تو بادشاہ تعظیماً اُسکے لئے مسند سے اُٹہہ کے چند قدم اُسکا استقبال کرتا تہا - اسمعیل و علما کے سوا دربار مین یہہ عزت کسیکو حاصل نہین تہی - چنانچہ نوروز کا دربار منعقد ہوا - دربار مین امرا و علما و قضاۃ جمع ہوے - حسب الاشارہ بادشاہ بہمنی صدرالشریف سمرقندی نے ملک سیف الدین غوری کو دربار مین اسمعیل مخ سے اوپر جگہہ دی - اسمعیل کو سیف الدین کا تقدم ناگوار معلوم ہوا - تخت کے پاس جاکے بدبختی کی شکایت کرکے رونے لگا - اور کہا کہ اس تقدم و تاخیر مین میری اہانت و ذلت ہے بادشاہ نے اوس سے کہا کہ تو

امیرالامرا و سپہ سالار ہے اور ملک سیف الدین غوری نائب سلطان و وکیل السلطنت ہے آپ خوب جانتے ہین کہ بادشاہون کے دربار مین عہدہ و منصب کے لحاظ سے تقدم و تاخر ہوتا ہے۔ سپہ سالار سے نائب سلطان کا منصب بزرگ ہوتا ہے۔ اُس کا تقدم اور آپکا تاخر عہدہ کے لحاظ سے بجا و درست ہے آپکی شکایت بیجا ہے۔ اسمٰعیل مخ بادشاہ کے جواب باصواب کو سن کے بظاہر خوشی خرمی سے خاموش ہوگیا اور ہر روز عادت کے موافق دربار مین آمدورفت کرتا تہا۔ اور کمال خندہ پیشانی و بشاشت کیساتہہ ملک سیف الدین کے بازو مین قیام کرتا تہا۔ اور باطن مین اپنے اعزہ و امرا دولت کے اتفاق سے چاہتا تہا کہ حسن موقع و فرصت کے وقت قتل کر کے خود بادشاہ بن جائے۔ مگر اُسکی یہہ تدبیر تقدیر کے موافق نہین تہی۔ یہہ راز قبل از وقوع فاش ہوگیا۔ اور بادشاہ اُس کے ارادہ فاسدہ سے آگاہ ہوگیا۔ اور احتیاطاً خفیہ طور سے بہی اوسکے حالات دریافت کر کے ایک دربار عظیم الشان منعقد کیا اور اُس مین تمام امرا و منصبدار و سادات و قضاۃ و علما و مشایخ کو جمع کیا اور اسمٰعیل مخ سے غدر و بغاوت کا سبب دریافت کیا۔ اس نے انکار کیا اور قسمین کہائین پہر بادشاہ حاضرین مجلس کی طرف متوجہ ہوا۔ اور بآواز بلند کہا کہ جو بزرگ اسمٰعیل کی اس سازش مین شریک ہون اور اس غدر مین اوسکی بیعت کیے ہون اونکو چاہیے کہ راست راست بے کم و کاست ظاہر کرین اور جو کچھ اسمٰعیل سے سنے ہون بیان کرین۔ اور ہرگز اُسکو پوشیدہ نکرین مین اون سب کی خطا معاف کرونگا کسیکو اس خطا مین ماخوذ نہین کرونگا۔ جو امرا و منصبدار اسمٰعیل کی سازش مین شریک تہے۔ انہون نے صاف صاف بیان کر دیا۔ اصل واقعہ کی حقیقت تمام کو معلوم ہوگئی۔ کچھہ شک و شبہ باقی نہین رہا۔ بادشاہ نے جرم ثابت ہونیکے بعد حاضرین مجلس سے اسمٰعیل کے

قتل کا فتوی طلب کیا۔ قضاۃ و علمانے قتل کا فتوی دیا۔ بادشاہ نے اُسیوقت اسمعیل کو مجلس مین قتل کرایا۔ اور دیگر مجرمون کے جرائم معاف کرئیے۔ اور پہر کسیکو نہین ستایا نہ اس کی زیادہ تحقیق کی۔ اُسیوقت اسمعیل کے فرزندون اور قرابتدارون کو معاف کردیا اور اُس کے بیٹے بہادرخان کو باپ کے عہدۂ امیر الامرائی پر معین کیا۔ اور اُسکے رشتہ دارون کے ساتہہ حسن سلوک کیا۔ پس ماندون کی تسلی و تشفی مین کوتاہی نہین کی۔ تمام امرائے ریاست و رعایائے سلطنت بادشاہ کی سیاست و حسن سلوک سے بہت خوش ہوئے۔ اور بادشاہ کا رعب و داب تمام کے دلون مین متمکن ہوگیا۔ بادشاہ کی یہہ حسن تدبیر تحسین کے لائق ہے اگر بہمنی اس فتنہ کے فرو کرنے مین تاخیر کرتا تو ہنگامہ عظیم برپا ہوتا اور سلطنت یا تہہ سے جاتی رہتی بادشاہون اور راون کے وزرائون کو واجب و لازم ہے کہ جہان بغاوت و فتنہ کی آگ سلگتی نظر آئے فی الفور اوسکو تلوار آبدار کے پانی سے بجہائین نہین تو توقف و تاخیر مین مشتعل ہو جائیگی۔ اور سلطنت کی پختہ عمارت کو جلا کے خاک سیہ کردیگی۔ بربادی کے بعد بجز حسرت و خاک بیزی کے کچہہ حاصل نہین ہوگا۔ اس فتنہ کی آگ فرو کرنیکے بعد پہر کبہی کسی نے بغاوت کی تخم ریزی نہین کی۔

اولیات حسن گنگوئے بہمنی

مورخین کے نزدیک دکن مین اسلامی سلطنت قائم کرنیکی حیثیت سے حسن ہی پہلا بادشاہ ہے کہ اس ناموری سے سلاطین اسلام مین نامور مانا جاتا ہے یہی پہلا بادشاہ ہے کہ دکن مین براہمہ نے اسی کے عہد سے سلاطین اسلام کی ملازمت اختیار کی۔ سلاطین دکن مین یہی

پہلا بادشاہ ہے کہ ایک بیوی کے سوا دوسری بیوی نہین کی - میرے نزدیک بادشاہ اس
سیرت یکتائی مین اپنا نظیر آپ ہی ہے - تواریخ مین کسی دوسرے بادشاہ کی ایسی نظیر نہین
دیکھی گئی - شاید بادشاہ نے یہہ سیرت گنگو پنڈت کی مصاحبت کی وجہ سے اختیار کی ہوگی
یہی پہلا بادشاہ ہے کہ دکن مین اسلامی سکہ جاری کیا - اور ظاہراً اسلام و شعائر اسلام کو
شایع کیا - اکثر مورخین نے سکہ کے جاری کرنے مین اختلاف کیا ہے - یہی پہلا بادشاہ ہے کہ دکن مین
درباری دستار منصبداری وضع کی - یہی پہلا بادشاہ ہے کہ دکن مین ستی کی رسم موقوف کرنیکی
ابتدا کی - اگرچہ یہہ موقوفی قطعاً و کلیۃً نہین ہوئی تہی - موقوف کرنے مین زیادہ تشدد اس خیال سے
نہین کرتا تہا کہ ہنود کے مذہب مین دست اندازی ہوگی - لیکن حکمت عملی سے گانگو پنڈت کے
ذریعہ سے براہمہ کو سمجہاتا تہا کہ کوئی مبادرت نکرے - تیموریہ سلاطین کے زمانہ مین بہی ستی کی
ممانعت ہوتی رہی لیکن کامل طور سے موقوف نہین ہوئی تہی - کمپنی انگلشیہ کے عہد مین لارڈ ولیم
بنٹنک نے ۱۸۲۹ء عیسوی مین کل ہندوستان سے ستی کی رسم موقوف کردی - بیچاری بیوائون
پر رحم کیا - نہین تو سخت بیرحمی سے جبراً جلائین جاتی تہین - یہی پہلا بادشاہ ہے کہ دکن مین
مسلمین و غیر مسلمین مساکین کے لڑکون و لڑکیون کی باہم شادی کرا دیتا تہا - اور سرکاری خزانہ سے
طرفین کو خرچ دیتا تہا - یہی پہلا بادشاہ ہے کہ اپنے زمانہ سلطنت مین برہمن کو قتل نہین کیا
یہی پہلا بادشاہ ہے کہ اسکے عہد مین محاسبی ممالک محروسہ کی خدمت براہمہ کے تفویض کی گئی - براہمہ کا
تقرر محاسبی پر ایسی ساعت نیک مین ہوا تہا کہ آج تک دکن مین محاسبی کا دفتر ہنود ہی کے تفویض
ہوتا ہے - اکثر دکن مین خزانہ وغیرہ دفتری حساب کتاب کے کامون پر ہنود ہی مقرر ہوتے ہین

لہ یہہ اولیات فرشتہ ملخصات و تحفہ وغیرہا سے اخذ کئے گئین ۱۲

چنانچہ اتبک سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ کے عہد مبارک مین بہی اکثر ہنود ہی مامور ہین۔ نئی مانتا منعدد بزرگان تعلیم یافتہ مدارس انگریزی غیر براہمہ بہی منفرر ہورہے ہین۔

بہمنی کا رعایائے مختلف الاقوام کے ساتہہ صلح کل ہونا

حسن گنگوئے بہمنی اگرچہ مسلمان سنی حنفی المذہب تہا لیکن معاملات مین مختلف الاقوام کے ساتہہ تعصب جائز نہین رکہتا تہا۔ لیکن ملکی انتظام مین اوسکا طریقہ صلح کل تہا۔ عدالت وانصاف مین کسیکی جانبداری نہین کرتا تہا۔ اہل اسلام واہل اصنام کو اپنی دونون آنکہونکی طرح مساوی سمجہتا تہا۔ تعصباً کبہی اہل اصنام کو ذلیل وخوار نہین کیا۔ اور کبہی راجگان خراجگزار پر سختی وتشدد جائز نہین رکہا۔ اور کبہی ہنود کے مذہب مین مداخلت نہین کی۔ اونکو آزاد رکہا تہا کہ مذہبی امور کو آزادی سے ادا کرین۔ کوئی اہل اسلام انکی مزاحمت نہین کرتا تہا۔ علما ومشائخ کے مثل پنڈتون وبراہمہ کی عزت وآبرو کرتا تہا اور اون کیساتہہ ہمدردی وحسن سلوک کو لازم جانتا تہا۔ کبہی اس بادشاہ نے جبراً ہنود کا بتخانہ توڑکے اوسکی جگہ عبادتخانہ نہین بنایا۔ اکثر مورخین کا قول کہ بتخانے توڑے اور عبادتخانے بنائے۔ اور بجائے آواز ناقوس تکبیر وتہلیل کی آواز کو بلند آوازہ کیا الخ۔ تعصب ومبالغہ کی آمیزش سے خالی نہین ہے۔ اکثر مورخین اسلام اس قسم کی باتین لکہدیتے ہین واقع مین ہون یا نہون اُسکی پروا نہین کرتے۔ میرے نزدیک ایسے مورخین کی تاریخین اعتبار کے لائق نہین۔ مورخ کا فرض منصبی ہے کہ منصفانہ لکہے۔ کسیکی جانبداری نکرے۔ اس بادشاہ بہمنی کے زمانہ مین اہل اصنام واہل اسلام باہمدیگر ہم پلہ ومساوی الدرجہ تہے کوئی فریق ایکدوسرے کو حقارت سے نہین دیکہتا تہا اور اسی بادشاہ کے عہد مین باہم ہنود ومسلمین مین

دنگہ و فساد نہیں ہوا ۔ تا بہ زندگی بہمنی تمام راجگان و نایکان دکن تابعداری و فرمان برداری مین حلقہ بگوش رہے ۔ کسی نے اطاعت و خراج گزاری سے سرکشی نہیں کی ۔ اسیطرح اہل اسلام بہی فرمان برداری سے تجاوز نہیں کرتے تہے ۔ غرض بہمنی ہنود و مسلمین کے نزدیک نیک نام و مرغوب نام تہا ۔ ہندو اسکو اوتار سمجہتے تہے ۔ اور مسلمان ولی ۔

حسن گنگوے بہمنی کے صدقات و خیرات کا ذکر

چونکہ اسلام و غیر اسلام مین صدقہ کار خیر ہے ۔ اور رد بلا و مصیبت کیلئے مسلم ہے بہمنی مذہباً حسن عقیدت[۱] سے خیرات و صدقات مین فراخ حوصلہ و عالی ہمت تہا ہمیشہ تا بہ زندگی فقرا و مساکین و حجاج و زائرین کی خدمت کرتا تہا ۔ اور انعام و اکرام سے سرفراز فرماتا ۔ ممالک مقبوضہ مین کئی لنگر خانے جاری کئے تہے اور ہر ایک لنگر خانے کیلئے موضع و قریہ کی آمدنی وقف کردی تہی ۔ گلبرگہ مین حضرت شیخ سراج جنیدی ۔ اور مولانا معین الدین بیجاپوری کی خانقاہون مین بڑے بڑے لنگر خانے تہے مسافرین واردین انہین بزرگون کی خانقاہون مین فروکش ہوتے تہے ۔ آسائش و آرام سے رہتے تہے ۔ صبح و شام مسافرین کو کہانا پکا ہوا ملتا تہا ۔ حکیم علیم الدین تبریزی کے متعلق بہی ایک لنگر خانہ و شفاخانہ تہا ۔ اسمین بیمارون کا علاج عمدہ طرح سے ہوتا تہا ۔ دوا و غذا بادشاہی شفاخانہ سے ملتی تہی ۔ بہمنی کا معمول تہا کہ ہر پنجشنبہ کو بتقریب فاتحہ بزرگان دین مثلاً حضرت خواجہ معین الدین چشتی و حضرت خواجہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و شیخ فرید الدین گنج شکر و حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا و غیرہم رضی اللہ عنہم عمدہ عمدہ کہانے پکائے جاتے تہے ۔ اور انواع انواع کے حلوے بنائے جاتے تہے ۔ فقرا و مشائخ و معززین جمع ہوتے تہے فاتحہ و

[۱] ازملحقات ۱۲

ختم قرآن سے فارغ ہوکے تناول طعام فرماتے تہے - خود بہمنی تبرکاً و تیمناً قبل از طعام اپنے ہاتہہ
مین آفتابہ و سیلابچی لے کے فقرا و مشائخ کے ہاتہہ دہولاتا تہا - یہہ عادت پسندیدہ بہمنیہ کی
خاندانمین نسلاً بعد نسلٍ تا انقراض سلطنت جاری رہی - چنانچہ یہی رسم تیموریہ سلاطین نے بہی اختیار
کی تہی - اور تیموریہ سے ہمارے عالیجناب میر قمرالدین خان نظام الملک فتح جنگ آصفجاہ بہادر نے بہی
یہی طریقہ اخذ کیا تہا - عالیجناب اکثر بزرگان دین کے اعراس مین تبرکاً مشائخ کے ہاتہہ خود دہلاتے تہے
اور اب تک یہان کے امرائے معززین مشائخ و فقرا علما و صلحا کے ساتہہ عالیجناب کے پیرو ہین - سر مو
فرق نہین کرتے بہمنی سالانہ حرمین و کربلائے معلی و بغداد شریف و دارالخیر اجمیر وغیرہ مقامات
مین ہزار ہا روپئے روانہ کرتا تہا - اور مزارات پر غلاف و شامیانہائے زرین بہیجتا تہا -
ملحقات کے مولف نے لکہا کہ حسن گنگوئے بہمنی نے ۷۵۵ھ ہجری مین شرفا مکہ و مدینہ کے لئے بہت سی
نقد رقم روانہ کی - اور وہان ایک رباط مسافرین کے لئے بنوا دی یہہ رباط مکہ کے صفا کے جانب مین
تہی - اور رباط کیلئے سالانہ پانچہزار ہون بہیجا جاتا تہا - یہہ رباط کا لنگر خانہ محمود شاہ اول بہمنی کے
زمانہ تک جاری رہا - رباط مین غربائے حجاج فروکش ہوتے تہے - نہایت آرام سے بسر کرتے تہے
یہہ رباط ۸۷۵ھ تک صحیح و سالم تہی بعد ازان منہدم ہوگئی اوسکا نام و نشان تک باقی نہین رہا
کتاب الاعلام فی اعلام بیت الحرام مین مولانا قطب الدین حنفی نے اس رباط کی نسبت
لکہا ہے کہ یہہ رباط والی گلبرگہ دکن کی بنا کی ہوئی تہی - سلطان سلیم خان عثمانی کے عہد مین مصر سے
امیر الحاج وغیرہ علما و قضاۃ مکہ مین آئے - بعض اسی رباط مین فروکش ہوے یہہ رباط کے اطراف سے جا بجا
افتادہ و شکستہ ہوگئی تہی - اور سیلاب کے صدمہ سے افتادہ و صدمہ رسیدہ تہی - اور اوسطرف سے گذر کا

راستہ بہی تنگ ہو گیا تہا۔ سلطان ٹکور کے حکم سے فراخی راہ کے لئے منہدم کرا ئی گئی۔ انہدام کیوقت ۱۳۰۸ھ ہجری جاری تہا۔ سنہ ٹکور کے بعد اوسکا نام ونشان باقی نہین رہا۔

اس بادشاہ بہمنی کے عہد کے کارہائے خیرات دکن کی سرزمین مین بشیار موجود ہین۔ لوگ ابتک اون سے مستفید ہوتے ہین۔ اکثر چشمے ورتالاب۔ اور کوئین اور نہرین اور مساجد و قلعجات و خوانق اونہین کے یادگار ہین۔ سلاطین بہمنیہ تعمیرات مین اگرچہ راجگان دکن سے بہت ہی پیچہے ہین لیکن راجگان سلف کے عمارات کے محافظ رہے ہین۔ ہمیشہ اونکی تعمیر وترمیم مین مستعد رہے۔ بہمنیہ نے اکثر ہندو راجاؤن کے قلعجات خام کو چونہ وگچ سے مستحکم وپختہ کیا۔ مین نے اون کے عمارات کا ذکر مفصل محبوب نوکہن آثار دکن مین لکہا ہے۔ مثلاً نرنالہ وکاویل گڈہ برار کے قلعے اور ایلچپور برار کی دل کشا منزل کے کتبے خبر دیرہے ہین کہ ہم کو بہمنیہ کی توجہ وترمیم نے ابتک قایم رکہا نہین تو ہم گر پڑ کے خاک مین ملجاتے فی الحال دل کشا منزل منہدم ہو گئی قلعے بدستور موجود ہین۔

قدردانی علم وہنر

بہمنی علم وہنر کا شائق تہا۔ اہل علم وہنر کو دوست رکہتا تہا۔ بادشاہ کی قدردانی کی شہرت سنکے دیار وامصار کے صاحبان کمال دارالسلطنت گلبرگہ مین آتے تہے۔ اور بادشاہ کے حضور مین باریاب ہوکے حسب لیاقت عہدون پر مقرر ہوجاتے تہے۔ ملحقات کے مولف نے لکہا کہ جزری قاری کا شاگرد عرب سے گلبرگہ دکن مین آیا۔ اسوقت حسن گنگوئے بہمنی حکمران وفرمانروا تہا۔ بادشاہ کے حضور مین پہنچا بہمنی آپکے علم وفضل سے واقف ہوا اور قرآن سنا بہت خوش ہوا۔ قاری صاحب کی بڑی تعظیم وتکریم کی۔ اپنے فرزندون کی تعلیم کے لئے مقرر کیا۔ قاری صاحب بادشاہ کی قدردانی سے

نہایت خوش ہوے اور گلبرگہ مین سکونت اختیار کرلی پھر قاری صاحب نے بادشاہ کے لئے ایک
قرآن شریف ہفت قرأت مین لکھا۔ سنہری جدولین و یاقوتی روشنی کے بیل بوٹے حواشی پر
بنائے۔ تیار ہونیکے بعد بادشاہ کی خدمت مین پیش کیا بادشاہ قرآن شریف کو دیکھہ کے
بہت محظوظ ہوا۔ اور سر و آنکھون پر رکھا۔ اوسیوقت قاری صاحب کو ایک بدرہ ہون کا
عطا کیا۔ مشہور ہے کہ وہ قرآن شریف ٹیپو سلطان والی مدراس کے کتبخانہ مین تھا۔ قاضی القضاۃ
مولانا صبغۃ اللہ صاحب نے اسکی نقل کرائی تھی چنانچہ قرآن شریف منقول جناب مولوی حسین عطاء اللہ
صاحب وظیفہ یاب سرکار عالی نظام و حال میر مجلس پائگاہ عالیجناب آسمانجاہ مرحوم کے کتبخانہ
مین موجود ہے۔ والی مدراس کی تباہی کے بعد اصل قرآن شریف منقول عنہ مفقود ہوگیا۔ اب
عنقا صفت معروف الاسم مجہول الرسم۔ قاری صاحب مدۃ العمر گلبرگہ مین رہے۔ آخر یہین فوت
ہوکے دفن ہوئے۔ اسیطرح مولف مذکور نے بہمنی کی قدردانی کی اور دو نقلین لکھین مندرجۂ
ذیل ہین۔

نقل اول - ایک سپاہی نو وارد نے نوکری کی درخواست کی۔ بادشاہ نے اوسکو
پاس بلایا۔ اور اس سے دریافت کہ آپکا حسب و نسب کیا ہے اور آپ کس قبیلہ و کنبہ سے ہین
سپاہی نے عرض کیا۔ خداوند میرا حسب و نسب شمشیر و علم و تیر و کمند ہے۔ بہمنی اوسکے جواب سے
خوش ہوا اسیوقت منصب جوالداری سے ممتاز فرمایا۔

نقل دوم - ایکروز ایک سپاہی لاری دربار عام مین آیا۔ اور نوکری کی درخواست کی
بہمنی نے پوچھا آپ کیا ہنر رکھتے ہین۔ سپاہی نے جواب دیا۔ میرا ہنر یہہ ہے کہ مالک کے سامنے

جان نثار ہونا۔ اسیوقت تلوار میان سے کہینچی اور چاہا کہ خودکشی کرے۔ درباری بہادرون نے فی الفور اُسکے ہاتھ سے تلوار چھین لی۔ اور اُسکو سمجہا یا منایا۔ بہمنی سپاہی کی جوانمردی دیکہہ کے بہت خوش ہوا اُسیوقت باردارون مین شامل کیا۔

سلسلہ آصفیہ کے قول کی تردید

سلسلہ آصفیہ کے مولف نے حسن گنگوئے بہمنی کے حال مین لکہا کہ خدا تعالی نے مسلمانون ہی کی قوم کو یہہ شرف دیا ہے جو اس قوم مین ایسے ایسے ادنی درجون سے ایسے بڑے بڑے بادشاہ ہوے ہین کہ جن پر کسیطرح ظلم و نا انصافی کا دہبہ نہین لگ سکتا الخ

مولف کا قول مسلمانون ہی کی قوم سے اس شرف کو یعنے ادنی درجہ سے اعلی درجہ سلطنت کو پہنچانا درست نہین ہے۔ کیا غیر قوم مین اس قسم کے شرف سے مشرف نہین ہوے ہین؟ خدا تعالی رحیم وکریم ہے اور تمام مخلوق کا خالق ہے۔ دنیوی ترقی و تنزل مین اُسکے نزدیک مسلم و غیر مسلم برابر ہین تواریخ مین ہم اس قسم کے نظایر اکثر پیش کر سکتے ہین۔ مولف کا دعوے بے دلیل ہے۔ دیکہو ہنود مین راجہ شالباہن ادنی درجہ سے درجہ حکمرانی کو پہنچا۔ ایسا صاحب قدرت و شوکت ہوا ہے کہ ہندوستان کے راجہ بکرماجیت کو جسکا دارالسلطنت اوجین مالوہ مین تہا قتل کیا۔ اور بہت سے نظائر ہین کہ ہم طوالت کی وجہ سے اسی ایک مثال پر اکتفا کرتے ہین۔ بمصداق۔ العاقل تکفیہ الاشارہ ناظرین خود سمجہہ جائینگے۔ نیز مولف کا قول کہ حسن گنگوئے بہمنی کسانی کے درجہ سے سلطنت کو پہونچا الخ یہہ بہی قول پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ اس لئے کہ وہ کسان نہین تہا نہ کسانی کرتا تہا بلکہ گانگو پنڈت کا مہمان عزیز تہا بیکار رہنے سے تنگ ہو کے پنڈت کے باغ مین دل بہلانے کے لئے

آیا جایا کرتا تھا۔ اور وہاں کے مردوں کی نگرانی کیا کرتا تھا۔ فرشتہ نے بھی سوچے سمجھے بلا ملازم بھمنی لکھدیا۔ اور ظفرخان علائی کا ہمشیرزادہ ہونا بھی فرشتہ نے لکھا ہے۔ فرشتہ کے اقوال متضادہ ہمکو فرشتہ کی نسبت بدگمان کرتے ہیں۔ شاید فرشتہ نے کسی قوت کے دباؤ سے یہہ بات لکھی ہوگی۔ یا سہواً خطا کے گڑہے مین گرا ہوگا۔ مولفین کے نزدیک ایسے مذبذب مورخ کی عزت و وقعت باقی نہین رہتی ہے۔ مورخین متاخرین تو فرشتہ کے خوشہ چین ہین فرشتہ ہی کو منقول عنہ و مستند علیہ قرار دیتے ہین۔ جب منقول عنہ معترضین کے جرگہ سے شمار کیا جائے تو اوس کے مقلدین بھی اوسی طبقہ مین شامل ہون گے۔ پس مقلدین ہماری تحقیق کے ماننے مین ہٹ دہرمی و تجاہل عرفی کرین گے۔ انصافانہ تسلیم کے رستہ پر نہین آئینگے۔ الله یہدی من یشاء۔

علاءالدین حسن گنگوے بھمنی کے فاتحہ سوم کا ذکر

بتاریخ چہارم ربیع الاول ۷۵۹ھ ہجری مین صبح کیوقت حسن گنگوے بھمنی مرحوم کے فاتحہ سوم کیلیئے تمام فرزند و اعزہ و اقارب و علما و مشائخ و قضاۃ و امرا و وزرا اور رعایا مقبرہ مین بیرون قلعہ گلبرگہ جمع ہوئے۔ اور سب تلاوت قرآن و ادعیہ ماثورہ مین مشغول ہوے دس بجے تک متعدد قرآن ختم کئے۔ ختم قرآن کے بعد تمام نے فاتحہ خیر کی رسم ادا کی۔ اور مرحوم کے لئے دعا خیر چاہے اور مرحوم کی روح کو ثواب با صواب سے خوشنود کیا۔ اور اسوقت کے دستور کے موافق پان کی گلوریان و گلدستے و شیرینی تقسیم کی گئی۔ اور بجائے چاہ شربت گلاب کیوڑہ پلایا گیا اور حاضرین پر گلاب پاشی بھی کی گئی۔ ملحقات کے مولف نے لکھا کہ اوسوقت رواج عام تھا کہ میت کی فاتحہ سوم مقبرہ مین کرتے تھے۔ علما و مشائخ و حفاظ و متعلقین مرحوم تمام جمع ہوتے تھے۔

صبح سے دس بجے تک قرآن خوانی ہوتی تہی۔ تلاوت کیوقت مجلس مین عود وعنبر اسقدر استعمال
کیا جاتا تہا کہ تمام مجلس خوشبو سے مہک جاتی تہی۔ اور اہل مجلس پر گلاب پاشی ہوتی تہی اور گلاب
وکیوڑہ کا شربت پلایا جاتا تہا۔ ختم کے بعد فاتحہ پڑہی جاتی تہی۔ اور حاضرین کو فاتحہ تمام ہوتے ہی
ایک ایک گلوری پان کی اور ایک ایک گلدستہ اور شیرینی دیتے تہے۔ پہر تمام یکے بعد دیگر رخصت
ہوکے چلے جاتے تہے۔ مقبرہ مین فاتحہ سوم کا ہونا دکن مین بہمنی کے زمانہ سے رائج ہے۔ چنانچہ
فی زماننا ہی مقبرہ مین کرتے ہین۔ لیکن مقبرہ بہمنیون کی طرح لازم نہین جانتے۔ بعض مقبرہ مین
کرتے ہین اور بعض مساجد وخوانق۔ اور بعض مشائخ وغیرہ اپنے مکانات پر فی زماننا گلاب پاشی
وشربت کی رسم موقوف ہوگئی ہے مگر صرف پان وشیرینی کی رسم باقی رہگئی ہے۔

محمد شاہ کے جلوس میمنت مانوس کا ذکر

ختم وفاتحہ وتعزیت کے بعد شاہزادہ محمد مع اعزہ وامرا وسپاہ دولتخانہ پر آیا۔ پہر جلوس میمنت
مانوس کی تیاری نہایت تجمل وتکلف کے ساتہہ شروع ہوئی۔ بارگاہ کل یعنے دربار عام مخملی
وزربفتی فرشون سے آراستہ کیا گیا۔ دروازون پر اطلس سیاہ زرین کے پردے ڈالے گئے۔ اور وسط
دربار مین بادشاہ کے جلوس کیلئے تخت نقرئی قائم کیا گیا۔ بہمنیہ دستور کے موافق تمام وزرا
وامرا وسپاہ ورعیت نے حسب وصیت بادشاہ مرحوم محمد شاہ کو تخت نشین کیا۔ شیخ سراج جنیدی
آئے اور بادشاہ کی کمر مین شمشیر مرصع باندہی۔ اور اپنے ہاتہہ سے بادشاہ کو تخت پر بٹہلایا۔
اور دوام سلطنت وازدیاد عمر کی دعا کی اور فاتحہ خیر پڑہی حاضرین دربار نے تین مرتبہ آمین
آمین باواز بلند کہی۔ تمام کی آواز آمین وآفرین سے دربار کا مکان گونج اوٹہا۔ آمین کے

ختم ہوتے ہی اول علما و مشائخ و قضاۃ نے نذرین دکہلائین۔ دوم وزرا و امرا و سپاہ سالارون نے پیش کین۔ سوم رعایائے معززین و غیر معززین علی ہذا القیاس ہر ایک صغیر و کبیر نے نذر پیش کرکے ہمین خوشی و خرمی کا اظہار کیا۔ نذرون کے بعد تمام نے بادشاہ کو خطاب کرکے دعائے خیر سے یاد کیا اصلح اللہ السلطان تین بار کہا۔ اور اکثر سپاہ و پیادے جوش خوشی مین اچہل رہے تہے۔ خاص کرکے جوش و ترکہ وافاعنہ مستانہ خوشی کی مستی مین کود رہے تہے اور بندوقون کے سر کرنے سے سلامی اوتار رہے تہے۔ بعض مورخین نے لکہا کہ اسوقت بندوق کی ایجاد نہین ہوئی تہی۔ قائل کا قول غلط ہے اسلئے کہ فرشتہ نے متعدد مقامون مین لکہا ہے کہ بندوقین سر ہو رہی تہین چنانچہ کولاس کے معرکہ مین لکہا ہے کہ محمد شاہ کا بازو گولی بندوق سے مجروح ہوگیا تہا الخ

انتظام سلطنت محمد شاہ کا ذکر

چونکہ محمد شاہ الوالعزم و عقیل و فہیم تہا۔ بادشاہی شان و شوکت اور دبدبہ سلطنت کا شائق اور دین محمدی کے رواج عام کا عاشق تہا تخت نشینی کے بعد ملک کا انتظام تجدیداً شروع کیا چتر سیاہ کے قبہ کو جواہر و مروارید سے مرصع کیا اور اسپر ایک ہمائے مرصع کی صورت بناکر لگائی۔ اور ہما مین وہ یاقوت جایا جو بیجانگر کے راجہ نے علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کو ہدیہ بہیجا تہا۔ وہ یاقوت بے بہا تہا تمام جوہری اوسکی قیمت کے اندازہ کرنے مین عاجز ہوگئے تہے۔ اور دربار کی زرک و شان بہ نسبت سابق بڑہادی۔ اعلی درجہ کے مخمل و زربفت کے فرش و اقسام کے گلدستون و نقوش سے سجایا۔ جمعہ کے سوا ہر روز دربار عام مقرر کیا۔ دربار مین والد ماجد سلطان علاء الدین

حسن گنگوئے بہمنی کے تخت نقرئی پر جلوس کرتا تہا - دربار مین تمام دست بستہ کہڑے رہتے تہے
دربار مین علما و مشایخ کو بیٹہنے کی اجازت تہی - اور خاص وکیل السلطنت ملک سیف الدین
غوری کو بسبب بزرگی اور کبرسنی بادشاہ مرحوم کے وقت سے اجازت ملی تہی - مگر اس ہیر دانشمند نے
بادشاہ کی نازک مزاجی کا خیال کر کے خود عرض کیا - کہ سب امرا و اعزہ حضور کے دربار مین کہڑے
رہتے ہین پس مین بہی کہڑا رہنا پسند کرتا ہون - بادشاہ نے منظور کیا - وزیر نے بہی اُس روز سے
کہڑا رہنا شروع کیا - امرا و وزرا کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا - اور چارون طرفدارون کے پاس
فرامین استمالت بہیجے - اور اون کے لئے القاب اسطرح مقرر کئے کہ طرفدار دولت آباد مسند عالی
و طرفدار برار مجلس عالی - و طرفدار بیدر و تلنگانہ اعظم ہمایون - و طرفدار پائے تخت گلبرگہ و بیجا پور
کو ملک نائب یہہ خطابات سلاطین بہمنیہ کے آخر زمانہ تک برابر امرا و سائر رہے - اور اپنے خاص
سواران باڈی گارڈ کو چار حصون مین یسلحدار - و سرخیل - و جوانان یکہ - و باردار
تقسیم کیا - پچاس سلحدار اور ہزار خاصہ خیل نوبت بنوبت روزانہ حاضر دربار رہتے تہے - دیگر
امرا و منصبدار بہی چوکی و پہرہ مین شریک ہوتے تہے - اونمین ایک افسر ہنا تہا اوسکو
سرنوبت کہتے تہے - اور ان مین چوکی اول کے سرنوبت کو دوسرے سرنوبتون پر فوقیت
ہوتی تہی اوسکو افسر سرنوبت کہتے تہے - سلحدار وہ تہے جو خاص بادشاہی اسلحہ کی نگہداشت
کرتے وہ شمار مین دو سو تہے - دوم سرخیل وہ خاصہ خیل یہہ خاص اردلی بادشاہ کے
چار ہزار سوار تہے - سوم جوانان یکہ جو خاص بادشاہی چیلے کہلاتے تہے - یہہ بہی دو سو سے
زاید تہے - چہارم بارداران جو خاص بادشاہی دربار مین امرا و غیرہم کو باریاب کراتے تہے

یہہ دوسو سے کم نہین تہے ان چارون طبقون کا یہہ کام تہا۔ کہ خاص بادشاہ کے جان و مال کے محافظ رہین۔ دولتخانہ شاہی پر رات دن پہرہ چوکی رکہین۔ روزانہ پچاس سلحدار اور ہزار سوار خاصہ خیل صبح سے دوسرے دن کی صبح تک دولتخانہ پر حاضر رہتے تہے۔ اور چوکیداری و نگہبانی نہایت ہوشیاری سے کرتے تہے بیرونی کوئی شخص بغیر اجازت و بغیر توسل پاسداران دولتخانہ۔ یا دربار مین داخل نہین ہوسکتا تہا۔ اور کوئی شخص دربار مین مسلح نہین جانے پاتا تہا اندر داخل ہوتے وقت ہتیار رکہوا لیتے تہے۔ یہہ امر بلحاظ احتیاط کیا جاتا تہا۔ بتقاضائے احتیاط و ہوشیاری ہتیار رکہہ لینا ہی چاہئے۔ تاکہ آیندہ بادشاہ کو کسی قسم کا صدمہ کسی مفسد سے نہ پہنچے۔ پہر بادشاہ نے امرائے دولت و کاربرداران سلطنت کو انعام و صلات و جاگیرات و خطابات سے سرفراز فرمایا۔ اور عہدہائے قدیم مین کسیقدر تغیر و تبدل کیا۔ تغیر بہی ایسا تغیر کہ بظاہر معلوم نہین ہوتا تہا۔ اکثرون کے خطابات سابقہ ہی بدستور بحال و برقرار رکہے۔ محمد شاہ کے عہد سلطنت مین مندرجۂ ذیل امرا خدمات و عہدون پر مامور تہے۔

ملک سیف الدین غوری وکیل السلطنت	بہادر خان ابن اسمعیل مخ	مقرب خان ابن خان صفدر سیستانی
ملک نائب	امیر الامرا	میر آتش

موسیٰ خان افغان	عیسیٰ خان	محمد اسمعیل ناعطہ	ملک محمود	ملا محمد مشہدی
افسر میمنہ فوج	افسر میسرہ فوج	داروغہ جواہر خانہ	خوان سالار	میر سامان

بایزید خان سیستانی	کلیم اللہ خان مازندرانی	سید شریف سمرقندی	ملا محمد بن مولانا علی بن عین الدین بیجاپوری
افسر خاصہ خیل	افسر جوانان یکہ	صدر	مفتی عسکر

محمود افغان - سید جلال حمید - شاہ ملک غوری -
افسر سلحداران مصاحب مصاحب مصاحب

اور حکم دیا کہ ہر روز بادشاہی دولتخانہ پر پانچ مرتبہ نوبت بجائی جائے - دکن مین نوبت کی
رسم اسی بادشاہ کیوقت سے جاری ہوئی - ہند مین اسکا رواج نہین تہا - اولاً اسکا ابتدا
سلاطین عجم کے عہد مین ہوا - روزانہ چار مرتبہ بجائی جاتی تہی - اور پانچ مرتبہ سلطان سنجر کے
عہد سے ہوئی - چنانچہ فرہنگ محمودی کے مولف نے لکہا کہ مخالفین نے سنجر کی ہلاکی کیلئے
کاہنون اور افسون خوانون کو مقرر کئے تہے - اونکے افسون و جادو نے سنجر کے مزاج مین
اثر کیا - سنجر بیمار ہوگیا - معالجہ جسقدر کیا جاتا تہا مفید نہین ہوتا تہا بجائے صحت مرض
بڑہتا جاتا تہا اور جسم روز بروز گہٹتا جاتا تہا اور ضعف مضاعف ہوتا جاتا تہا - حکمائے
دانا و عاملان بینا نے تجویز کیا کہ نوبت بیوقت بجوائین اور منادی ندا کرے کہ سنجر فوت
ہوگیا - یہہ نوبت دوسرے بادشاہ کی ہے - کاہنین اور افسون گر اس خبر کے سنتے ہی شغل
عمل سے باز رہین گے سنجر کو صحت ہوگی - بموجب تجویز حکما کیا گیا - بادشاہ کو صحت ہوگئی
اُسوقت سے پنج نوبت کو مبارک سمجہنے لگے - پہر سلاطین متاخرین نے سنجر کی پیروی کی
ہند و غیر ہند مین پنج نوبت کا رواج عام ہوا - فرشتہ نے لکہا کہ طوائف الملوک مین بجز
قطب الملک کے کسی نے نہین بجوائی - دربار مین بڑے کروفر و شان و تجمل سے جلوس کرتا تہا
جمعہ کے سوا روز صبح سے دوپہر تک دربار عام مین دادخواہون کی داد سنتا تہا - اور عدل
و انصاف سے ہر ایک کو خوش کرتا تہا - دربار مین امرا و ارکان دولت نہایت ادب کیساتہہ
دست بستہ عالم سکوت مین کہڑے رہتے تہے - کوئی بغیر اجازت بات نہین کرسکتا تہا

ظہر کی اذان ہوتے ہی دربار برخاست کرکے نماز کی تیاری کرتا تہا۔ اُسوقت بادشاہی سلام کیا تہا۔ سجدہ تہا۔ تمام امرا زانو کو ٹیک کر زمین پر سر رکہتے تہے۔ فیروز شاہ بہمنی تک یہی طریقہ جاری رہا۔ فیروز شاہ نے اس طرز کو موقوف کردیا۔ صرف خمیدہ ہوکر تین مرتبہ سلام کرنا جائز رکہا۔ تیموریہ سلاطین میں شاہجہان و عالمگیر وغیرہ متاخرین نے بہی اسی طرز کو پسند کیا۔ ہماری سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ کا سلام بہی تیموریہ سلاطین کے طریقہ پر جاری ہے۔

شیخ زین الدین دولت آبادی و محمد شاہ بہمنی کے خلاف کا ذکر

تمام مشایخ دکن نے محمد شاہ بہمنی کی بیعت کی تہی مگر شیخ نے نہین کی۔ ہر چند بیعت کا اصرار کیا گیا شیخ نے قبول نہین کیا۔ اُس کی وجہ یہہ تہی کہ شیخ بادشاہ کو شرابخوار و مرتکب مناہی گمان کرتا تہا محمد شاہ بیعت کا اصرار کئے جاتا تہا۔ اور شیخ انکار آخر جب محمد شاہ دولت آباد گیا اوسوقت شیخ کے پاس چند معتبرین کے ذریعہ سے پیغام بہیجا کہ میری بیعت کیجئے یا میری مجلس مین تشریف لائے۔ شیخ نے جواب مین اولاً ایک نقل لکہہ کے انکار کی وجہ بیان کی۔ نقل یہہ ہے کہ ایک وقت ایک دانشمند۔ و سید و مخنث تینون کفار کے ہاتہہ مین گرفتار ہوے۔ کفار نے یہہ بات قرار دی کہ انکو بتخانہ مین لیجائین۔ اور کہین جو کوئی بت کو سجدہ کریگا اوسکو رہائی ہوگی۔ اور جو کوئی انکار کریگا اُسکو قتل کرینگے اولاً دانشمند کو بتخانہ مین لیگئے۔ دانشمند نے بت کو سجدہ کیا۔ اور سید نے بہی دانشمند کا طریقہ اختیار کرلیا۔ لیکن جب مخنث کی نوبت آئی تو اُس نے کہا مین تمام عمر ناشایستہ فعلوں مین

بتلا رہا ہون - نہ عالم ہون نہ سید - میری نجات کسطرح ہوگی مین کسکی حمایت پر بت کو سجدہ کرون - مین ہرگز سجدہ نہین کرونگا - میرے نزدیک قتل ہونا سجدہ سے آسان زیادہ ہے الخ اے بادشاہ محنث کی نقل فقیر کے حسب حال ہے - مین آپکے ظلم سہونگا مجلس مین نہین آونگا نہ آپکی بیعت کرونگا - تا وقتیکہ آپ افعال مناہی سے توبہ نکرین اور شہر سے شرابخانے نہ اٹھا دین محمد شاہ شیخ کے مضمون جواب سے بہت ہی ناخوش ہوا - اور حکم دیا کہ آپ شہر سے چلے جائے شیخ فی الفور مُصلّی و عصا ہاتہہ مین لیکر شیخ برہان الدین غریب رحمۃ اللہ کے روضہ مین آئے اور بیٹھہ گئے - اور کہا کہ مین یہان بیٹھتا ہون - کس کی مجال ہے کہ مجکو یہان سے اوٹھائے بادشاہ شیخ کی ثابت قدمی دیکھہ کے اپنے کئے ہوے سے پشیمان ہوا - اور خیال کیا فقیر کو ستانا درست نہین حضرت شیخ کی خدمت مین یہہ مصرع لکھہ کے صدر الشریف کے ہمراہ بھیجا ع مرَ ان نوام تو ز ان من باش + شیخ نے صدر الشریف سے کہا اگر سلطان محمد شاہ غازی شریعت محمدی کا پاس کرے اور شرابخانون کو ممالک محروسہ سے نکالے - اور قضاۃ و صدور کو حکم کرے کہ وے امر معروف و نہی منکر کی تبلیغ مین کوشش کرین تو بادشاہ کا زین الدین فقیر سے زیادہ کوئی دوست نہین ہوگا - اور یہہ رباعی پڑہی -

تا من بزیم بجز نیکوئی نکنم | جز نیکدلی و نیک خوئی نکنم
آنہا کہ بجائے ما بدیہا کردند | تا دست رسد بجز نیکوئی نکنم

بادشاہ بہمنی اس رباعی کے مضمون اور خاص لفظ غازی سے جو حضرت نے بادشاہ کے نام کا جز کیا تہا بہت ہی خوش ہوا - اور فال نیک سمجہا - اور حکم دیا کہ میرے نام کے ساتہہ لفظ غازی

لاحق کرین۔ پہر اسوقت دار الخلافہ گلبرگہ مین آیا۔ شراب فروشون کی تمام دوکانین ممالک محروسہ سے موقوف کین اور شرع محمدی کے رواج مین کوشش کرنے لگا۔ اور حضرت شیخ سے مکاتبت و مراسلت کا سلسلہ جاری کیا۔ ہمیشہ نیازمندی و حسن عقیدت کا اظہار کرتا رہا۔ حضرت بہی جوابات بہیجتے تہے۔ امر معروف و نہی منکر سے آگاہ فرماتے تہے پند و نصائح کے شرایط بجالاتے تہے۔ مشائخ و بزرگان دین کی یہی شان ہونی چاہیے کہ سلاطین و امرا کو لہو و لعب و ارتکاب مناہی سے نصیحت کرتے رہین۔ جیساکہ شیخ نے بہمنی کو نصیحت کی اور مناہی سے بچایا۔

سکۂ طلاء و نقرہ و مسی

اور اپنا سکہ طلائی و نقرئی و مسی ایجاد کیا۔ دکن مین یہی پہلا بادشاہ ہے کہ اسلامی سکہ رائج کیا طلائی و نقرئی سکے چار چار قسم کے ہوتے تہے۔ اور مسی سکہ دو قسم ایک پورا پیسا دوسرا نصف پیسا جیسا سکون کے بیان مین مذکور ہوچکا ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہین۔ اس سے پہلے راجگان دکن کے ہون و پرتاب کا عام رواج تہا۔ حسن گنگوئے بہمنی نے خود اپنا سکہ رائج نہین کیا تہا مگر محمد شاہ نے اپنے والد ماجد کا بہی سکہ چلایا تہا۔ اسی سکہ کو دیکہہ کے بعض مورخین نے لکہا کہ حسن گنگوئے بہمنی ہی دکن مین سکہ اسلام کا موجد ہے۔ مورخ کا گمان اعتبار کے لائق نہین۔ نہ واقع کی مطابق ہے۔ راجگان دکن و رایان نو وکہن اسلامی سکہ کے رواج سے تعصباً ناخوش ہونے لگے۔ اور پوشیدہ اسباب کی کوشش کرنے لگے کہ اس سکہ کو نیست و نابود کرنا چاہیے بنا ء علیہ صرافان دکن کو اسبات پر مستعد کیا کہ اہل اسلام کے سکہ کو گلا پگہلا کے نیست و نابود کرین۔ صرافان دکن راجاؤن کی تحریک و ترغیب سے سکہ کو گلا پگہلا کے نیست و نابود کرنے لگے۔ محمد شاہ اس بات پر

مقولہ مولف ۱۲

واقف ہوا۔ صرافون کو تہدیداً اس ارتکاب کی ممانعت کی۔ لیکن صرافان دکن راجاؤن کی
پشتی و اعتماد پر اپنے کردار ناہنجار سے باز نہین آئے۔ ہرچند کہ مکرر سہ کرر تاکید کیجاتی تھی لیکن
وہ حکم کی تعمیل نہین کرتے تھے۔ محمد شاہ نہایت ہی دلیر و غیور تھا۔ اور چاہتا تھا کہ بادشاہی
حکم کی تعمیل ہو۔ کبھی اس بات کو جائز نہین کہتا تھا کہ حکم کی تعمیل نہو۔ محمد شاہی حکم گویا
حکم قضا تھا فوراً نافذ ہوتا تھا۔ صرافون کے خلاف عدم تعمیل حکم سے بادشاہی قہر کی آگ
مشتعل ہوئی۔ بادشاہ نے ممالک مقبوضہ کے تمام صرافون کے قتل کا ارادہ مستحکم کیا۔

صرافان دکن کے قتل کا ذکر

وکیل السلطنت نے حسب الحکم صرافون کے قتل کی بابت فرامین ممالک مقبوضہ مفتوحہ کے بلاد و
قصبات مین معتبرین خیرخواہ کے ہاتھہ سے روانہ کئے کہ فلان تاریخ ماہ رجب مین ہندو صرافون کو
قتل کرین۔ یہہ کارروائی صیغہ راز مین ہوئی۔ پس ۱۵ تاریخ رجب ۸۶۱ ہجری مین روز و وقت
مقررہ پر دکن کے بلاد و قصبات مین تمام صرافان دکن قتل کئے گئے۔ بہمنیہ کا ملک اون کے
وجود ناپاک سے پاک ہو گیا۔ فرشتہ و مقلدین فرشتہ کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ قتل عام
ہوا۔ مگر ملحقات کے قول سے پایا جاتا ہے کہ قتل عام نہین ہوا۔ بلکہ خاص ہی لوگ قتل کئے گئے
جو اس فتنہ کے بانی تھے۔ دار السلطنت و بیرون سلطنت مین جسقدر مفسدین و فتنہ انگیز تھے
تمام قتل ہوئے۔ صرافون کے قتل ہونے مین کسیطرح شک نہین ہے لیکن قتل عام مین شک ہے
عجب نہین کہ مورخین نے اپنی عادت کے موافق مفسدین کے قتل کو مبالغۃً قتل عام لکھدیا ہو
پھر حسب الحکم صرافی کے پیشہ پر وہ کھتری جو دہلی سے دکن مین آئے تھے اور یہین متوطن ہو گئے تھے

مقرر ہوئے۔ پہر کسی نے اس قسم کی سرکشی و فتنہ انگیزی نہین کی۔ اسلامی سکہ کا رواج عام ہوا
فیروز شاہ بہمنی کے زمانہ تک وہ کہنی صراف دیگر پیشے کرتے رہے۔ آخر فیروز شاہ بہمنی کی خدمت مین
حاضر ہوئے۔ اور اپنے آبا و اجداد کے اعمال ناشائستہ سے نفرت کرکے بیشمار نذرانہ و پیشکش ادا کرکے
صرافی کی اجازت لی۔ اور صرافی کرنے لگے۔ اور ایسے محتاط ہے کہ راجاؤن کے سکون سے نفرت کرتے تہے
بلکہ انکو گلاکے اسلامی سکے بناتے تہے اور بادشاہی عہدے دارون کو مطمئن کرتے تہے۔ محمود شاہ
ثانی کے اوسط زمانہ تک اسلامی سکہ کا رواج عام رہا۔ بادشاہ عیاش کے عیش و عشرت مین مشغول
ہونیکے سبب سلطنت کے امور مین ضعف و خلل پیدا ہونے لگا۔ اور حکومت کی باگ عہدہ دارون کے
ہاتہہ مین تہی۔ بادشاہ شطرنج کے مہرن کی طرح کاٹ کا تپلا تہا۔ صرافون نے موقع دیکہہ کے پہر اپنے
آبا و اجداد کے طریقہ کو زندہ کیا۔ بطور سابق اسلامی سکون کو گلا پگہلا کے چہہ سات سال کے عرصہ
مین ایسا نیست و نابود کیا کہ اونکا نام و نشان باقی نہین چہوڑا اور ہندو راجاؤن کے زر مسکوکہ
ہون و پرتاب کو رواج عام دیا۔ بادشاہی کارپردازون نے اس اسلامی شان کا کچہہ لحاظ نہین کیا
اپنے اغراض نفسانی مین مستغرق رہے۔ اور ہر ایک خود مختار بادشاہ بننے کی فکر کرنے لگا۔
فرشتہ لکہتا ہے کہ فی زماننا کہ ۱۰۱۵ہجری ہے وہی راجاؤن کے سکے مسلمانون کی حکومت مین
رائج ہین۔ اور لکہا کہ مجہے خوب یاد ہے کہ ایک مرتبہ احمدنگر مین شاہ قلی المخاطبہ صلابت خان وکیل السلطنت
مرتضیٰ نظام شاہ بحری کی مجلس مین محمد شاہ بہمنی کے ایجاد سکہ و قتل صرافون کا ذکر ہوا وکیل السلطنت
کو حمیت اسلام نے محرک کیا۔ عزم بالجزم کرکے اسلامی سکے طلائی و نقرئی و مسی جاری کئے
اور راجاؤن کے سکون کو موقوف کیا۔ اور حکم دیا کہ انکو گلاکے اسلامی سکے بنائین۔ یہان بہی

ہندو صرافون نے وہی طریقہ اختیار کیا۔ جو ان کے آبا و اجداد نے محمد شاہ کے عہد مین کیا تہا یعنے غائبانہ نظام بحری کے سکّے گلا دیتے تہے۔ اور راجاؤن کے سکّے بنا لیتے تہے۔ وکیل السلطنت ہر چند کہ اونکو سزائے قتل دیتا تہا لیکن وہ اپنے کام سے باز نہین آتے تہے۔ اس اثنا مین وکیل السلطنت فوت ہو گیا۔ مرحوم کے بعد کسی نے اس کے رواج و عدم رواج کیطرف توجہ نہین کی پہر بدستور ہنود کے سکّے رائج رہے۔ برائے نام کہین کہین مسی سکّے دکہلائی دیتے تہے۔ اسی سنہ مین سید مرتضی خان سمنانی صوبہ دار برار نظام شاہی نے برار مین اپنا سکہ جاری کیا تہا او سپر اپنا نام و خلفائے راشدین کے اسما منقش کئے تہے۔ مرتضی سنی المذہب تہا۔ اور صلابت خان امامیہ مذہب۔ دونون مین باہم مخالفت تہی۔ مخالفت کی بنا پر برار مین اپنا سکہ جاری کیا تہا۔ اور بحری کا سکہ مسکوک نہین کرایا تہا آخر مخالفت کا یہہ نتیجہ ہوا کہ وکیل السلطنت نے برار پر چڑہائی کی باہم کشت و خون ہوا۔ اور مرتضی خان برار سے نکلکر اکبر بادشاہ ہند کے پاس چلا گیا وہان مناصب مناسب سے سرفراز اور انعام و جاگیر سے بہی ممتاز ہوا۔ اور اکبر بادشاہ ہند کے سایۂ عاطفت مین سکونت اختیار کی اور ایسا ہی ۱۰۰۰ھ ہجری مین برہان نظام شاہ بحری نے بہی شاہ طاہر کی تحریک سے ائمہ معصومین کے نام سے سکہ جاری کیا تہا۔ ہنود اوسکے بہی مخالف تہے۔ لیکن بادشاہی رعب و داب سے ظاہراً بجز فرمان برداری و تسلیم کے کچہہ نہین کر سکتے تہے یہہ سکہ بہی برہان شاہ بحری کی زندگی تک جاری رہا۔ بادشاہ کے مرتے ہی موقوف ہو گیا۔

خزانہ و کارخانجات بہمنیہ کا ذکر

محمد شاہ بہمنی والد ماجد کے بعد انتظام سلطنت کے سلسلہ مین خزانہ و کارخانجات کے معاینہ مین

مشغول ہوا۔ ہرایک مہم کو ذات خاص سے معائنہ کرتا تہا۔ اور اوسکے مال و ماعلیہ سے واقف ہوتا تہا۔ خزانہ شاہی کا معائنہ کیا۔ اور خزانہ کی خوب تنقیح کی۔ مندرجۂ ذیل خزانہ مین زر مسکوک و غیر مسکوک۔ وجواہر ومروارید برآمد ہوئے۔

طلائے خالص (۴ سو من)۔ نقرہ خالص (۷ سو من)۔ ہون (پچاس لاکھ)۔ پرتاب (پچاس لاکھ)۔ فنم (چالیس لاکھ)۔ جواہر مختلف الاقسام یاقوت والماس زمرد وغیرہ (تخمیناً قیمتاً ایک کرور روپیہ) ظروف طلائی و نقرئی۔ طلائی و زرین زین و لجام (قیمتاً دس لاکھ)۔ اس طرح سلاح خانے ہتیارون سے اور توشہ خانہ اقسام کے پارچون سے اور فیلخانہ ہاتہون (۲ ہزار) و شترخانہ اونٹون۔ اور گاڑیخانہ رتہون اور گاڑیون سے آباد و معمور پایا۔ کوئی کارخانہ ایسا نہین دیکہا کہ اوسمین کچہہ سامان نہو۔ ہرایک کارخانہ کو آباد و درست دیکہا۔ اور جس کارخانہ مین سامان کہنہ و بوسیدہ دیکہا اوسکو کارخانہ سے علحدہ کردیا اور اوسکے معاوضہ مین اسکا نعم البدل قائم کردیا۔ پہر کارخانجات مین سے سلح خانہ۔ وفیلخانہ۔ و شترخانہ۔ وگاڑیخانہ وغیرہ کا ملاحظہ کیا سلح خانہ مین مندرجۂ ذیل ہتیار دستیاب ہوے۔

سلح خانہ

شمشیر فولادی (۲۰ ہزار)۔ خنجر فولادی (۳۰ ہزار)۔ کٹار (۱۰ ہزار)۔ سپر (۱۵ ہزار)۔ زرۂ آہنی (۵ ہزار)۔ خود آہنی (۵ ہزار)۔ نیزہ (۱۰ ہزار) تیر (۲۰ ہزار)۔ کمان (۱۰ ہزار)۔ بندوق (۲۰ ہزار)۔ گرز آہنی (۵ سو)۔ کلولہ بندوق (۱۰ من)۔ باروت کے متعدد کوٹہے تہے

فیلخانہ و شترخانہ وگاڑیخانہ

فیلخانہ مین تین سو بیس ہاتی تہے۔ اور شترخانہ مین اونٹ ایکہزار سے زائد تہے۔ اور گاڑیخانہ مین

دوسو تہہ۔ اور تین سو گاڑی تہین۔ دو ہزار بیل مالوی و گجراتی تہے۔ اور گہوڑے خاص بادشاہی پانسو سے کم نہین تہے۔

توشہ خانہ

توشہ خانہ مین ہزار ہا تہان مخمل کاشانی و زربفت خراسانی و دیبائے رومی۔ و اطلس چینی و شالہائے کشمیری۔ و قبا ہائے زردوزی و حمرو و مشروع و سیلہائے نادیڑی و سنجر خانی و مہدبیجانی وغیرہا سے متعدد صندوق بہرے ہوئے تہے۔ اور عمدہ عمدہ قالین ہائے ریشمی و اونی و سوتی ایرانی و ہندی بیشمار تہے۔ اور ہندی خاص آکوٹ ضلع برار کی شطرنجیان اور دکن کی سوزنیان بیحساب تہین۔ اسیطرح بادشاہی شان و شوکت کے لائق ڈیرے و خیمے اور چتر و خرگاہ تہے۔ اور متعدد میانے اور ہاتیون کے ہودے اور اونٹون کے کجاوے تہے۔ اور قنایتین اور پردے بیحد تہے۔ علی ہذالقیاس اور بہی سامان شاہی و اسباب ملک کشائی کی کمی نہین تہی باوجود اس سامان و اسباب کے مورخین کہتے ہین کہ بادشاہی خزانہ خالی تہا۔ اور فوج کی تعداد مین بہی بہت کمی بتلائے ہین۔ صرف پچاس ہزار سوار ہی لکہتے ہین۔ لیکن فرشتہ و مقلدین فرشتہ نے تعداد سپاہ و خزانہ مین سہواً یا عمداً غلطی کی ہے اسلئے کہ ملحقات کا مولف ان کے خلاف لکہتا ہے۔ اور مین نے خزانہ و کارخانجات وغیرہا کی بابت جو لکہا ہے ملحقات ہی سے لکہا ہے۔ مجہے اسبات سے زیادہ تعجب ہوتا ہے۔ کہ بعض مقامات مین ملحقات کا حوالہ دیتا ہے۔ اور ملحقات کا نسخہ اوسکے پاس موجود تہا۔ کیا وجہ ہے کہ بعض وقایع مین منقول عنہ کا حوالہ دیتا ہے اور بجنسہ منقول عنہ کی عبارت نقل کرتا ہے۔ اور مفید باتون کو

ترک کر دیتا ہے۔ شاید فرشتہ نے مفید باتون کو بادشاہون کے موافق مزاج نہ سمجھا ہوگا
جو باتین اون کے مذاق کے موافق دیکہتا ہے اونکو لکہہ دیتا ہے۔ اور بہمنیہ کے اکثر فضائل کو گوشہ
گمنامی مین ڈالدیتا ہے۔ یہہ امر مورخ کی شان کے خلاف ہے۔ ظاہر مین ہم کو یہہ طریقہ ناگوار
معلوم ہوتا ہے۔ واقع مین نہین معلوم کیا وجہ ہوئی ہوگی کہ قلم انداز کیا ہے والعلم عند اللہ

توپخانہ محمد شاہی کا ذکر

تاریخ نظامی کے مولف نے لکہا کہ حسن گنگوئے بہمنی کے عہد مین توپ کا استعمال شروع نہین ہوا تہا
مگر محمد شاہ نے باپ کے بعد دکن مین آتشبازی کا کارخانہ قائم کیا۔ سلاطین اسلام مین یہی پہلا بادشاہ ہے
کہ دکن مین توپخانہ بزرگ ترتیب دیا۔ اس سے قبل اہل اسلام مین توپ کا استعمال و رواج شایع
نہین ہوا تہا۔ ہان تاریخ مثلاً فرشتہ و ماثر برہانی وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ بیجانگر مین بہمنی سے
قبل توپون کا رواج شروع ہو چکا تہا۔ اور بہمنی کا توپخانہ بیجانگر کی توپخانہ سے زیادہ آباد و
معمور رہا۔ چنانچہ ذکر عنقریب آئیگا۔ بہمنی کے توپخانہ مین اکثر توپچی رومی و ترکی و فرنگی تہے
اور توپخانہ کا افسر اعلی میر آتش مقرب خان بن صفدر خان سیستانی تہا۔ بادشاہی کارخانہ مین
توپین بنائی جاتی تہین اور تلوار و خنجر و نیزہ وغیرہ آلات حرب بہی تیار کئے جاتے تہے اور باروت
بنانیکے بہی متعدد کارخانے تہے اور توپون کے گولے اور بندوقون کے گلولے بہی سانچون مین
ڈہالتے تہے۔ غرض اس بادشاہ کے عہد مین آتش بازی و جنگ سازی کے آلات و آدات
عمدہ طرح سے مہیا کئے گئے تہے۔ اور ممالک مقبوضہ مین بہی تعلقدارون پر تاکید شدید تہی کہ آلات
حرب و سامان جنگ مہیا و فراہم کرنے مین مستعد رہین۔ ہر ایک صوبہ مین تیار بنائے جاتے تہے

ہر ایک شہر مین متعدد صیقل گرون اور ہتیار بنانیوالون کے کارخانے تہے۔ چنانچہ صفدر خان سیستانی نے ملکا پور ضلع برار پائین گہاٹ مین ایک محلہ صیقل گرون کو عطا کیا تہا۔ اُس محلہ مین تمام صیقل گر رہتے تہے۔ امتداد زمانہ و انقلاب دہر سے نہ وہ صیقل گر رہے نہ اُنکی سر پرست ہان ابتک محلہ بنام صیقل پورہ موجود ہے۔ اب اُسمین مسلمان زیادہ و ہندو کم آباد ہین۔ اور ایک آدہ صیقل گر بہی ہے مگر کیا کرے اب کوئی اوس پیشہ کا خریدار نہین۔ زراعت و مزدوری پر گذر اوقات کرتا ہے۔ عجب نہین کہ یہہ صیقل گر اُنہین صیقل گرون بہمنیہ کے باقیات الصالحات سے ہو۔ جہالت و بعد مدت کی وجہ سے اپنے آبا و اجداد کے حال سے جاہل ہے۔ صرف اسقدر جانتا ہے کہ ہمارے آبا و اجداد صیقل گر تہے اور صیقل گری کا پیشہ کرتے تہے۔ اور یہہ نہین جانتا کہ کس زمانہ مین تہے۔

تیاری گنبد علاء الدین حسن گنگوے بہمنی کا ذکر

چونکہ محمد شاہ والدین کا فرزند رشید و خلف سعید تہا۔ والدین کی اطاعت بجائے فرض جانتا تہا کبہی باپ کی طاعت سے سرکشی نہین کی۔ مدۃ العمر حلقہ بگوش رہا۔ باپ کے انتقال کے بعد بہی جوش محبت و حسن عقیدت سے چہہ مہینے تک ہر شب جمعہ کو باپ کی قبر پر جاتا تہا۔ نہایت ادب سے زیارت کرتا تہا۔ اور فاتحہ خیر پڑہتا تہا۔ فقرا و مساکین کو داد و دہش سے شاد و خوشدل کرتا تہا اور باپ کی قبر پر ایک گنبد عالیشان و قبہ سنگین بنیان کی تعمیر شروع کی۔ تقریبًا مدت شش ماہ مین گنبد عالیشان سنگین و پختہ تیار ہوگیا۔ اور گنبد کے اطراف مین ایک باغ پر فضا بنایا اوسمین اقسام کے میوجات کے درخت جمائے اور پہولون و شگوفون کے پودے لگائے

اور دو سو حفاظ قبر پر تلاوت قرآن کے لئے مقرر کئے کہ ہمیشہ مرحوم کی خوشنودی روح کے لئے قرآن و فاتحہ پڑھتے رہیں۔ تاکہ خدا تعالےٰ مرحوم کو تلاوت قرآن و فاتحہ کے ثواب سے خوشنود کرے اور گنبد کے خدام و حفاظ و عود و گل و روشنی چراغ وغیرہ کے صرف کے لئے چند گاؤں وقف کر دئے۔ سالانہ باپ کی فاتحہ کی تقریب میں عرس بڑی عظمت و شان سے کرتا تہا مشایخ و فقرائے مساکین و علماء دین و معززین سلطنت کو مدعو کرتا تہا۔ عمدہ عمدہ کہانے پکوا کے کہلاتا تہا۔ یتامیٰ و بیواؤں و معذوروں کو پوشاک مع خوراک و نقد انعام عطا کرتا تہا۔

اور ملکہ جہان والدۂ سلطان محمد شاہ بہی شوہر کے غم میں دنیا و ما فیہا سے بیزار تہی جو کچھہ نقد زر و زیور خاص رکہتی تہی وہ تمام شوہر کی خوشنودی روح کیلئے فقرا و مساکین پر تقسیم کر دیا رات دن رنج و غم میں بسر کرتی تہی۔ کثرت رنج سے خود کو زندہ درگور سمجھتی تہی۔ اسیطرح سے ایک سال گزرا۔ پہر فرزند دلبند سے حرمین شریفین جانیکی اجازت چاہی۔ فرزند رشید نے والدہ کی درخواست کو نہایت ادب کے ساتہہ قبول کیا۔ اور والدہ کی دلجوئی میں ایک دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

ملکہ جہان والدۂ محمد شاہ کا حرمین شریفین کو جانا

محمد شاہ بہمنی نے حسب خواہش والدۂ ماجدہ حرمین شریفین روانہ کرنیکی تیاری شروع کی خزانچی کو حکم دیا کہ خزانہ میں جسقدر زر مسکوک و غیر مسکوک اور جواہر و نقود ہوں تنقیح کر کے پیش کرو۔ خزانچی نے بموجب فرمان واجب الاذعان تمام زر و جواہر سے بہری ہوئی صندوقیں پیش کیں۔ ملاحظہ کیا کہ چار سو من خالص چاندی و ساتہہ سو من سونا غیر مسکوک برآمد ہوا

اور اسیطرح ہون و برتاب علائی اشرفیان کئی لاکہہ شمار کی گئین - اور جواہر بہی بیشمار نکلے
کل زر مسکوک و غیر مسکوک والدہ کو خرچ راہ کے لئے - اور حرمین مین خیرات و صدقات
دینے کے لئے نکالا - اوسوقت بعض امرائے دولت و ارکان سلطنت نے خیرخواہانہ عرض کیا کہ
فی الحال بادشاہ بانی سلطنت بہمنیہ کا انتقال ہو چکا ہے - ابہی آپکی سلطنت کا ابتدا ہے
اور مہمات سلطنت کا انتظام کرنا واجب و لازم ہے - اور مخالفین راجگان دکن گہات مین ہین
اور ہند مین فیروز شاہ بادشاہ بہی قایم مقام تغلق شاہ حکمرانی و سلطنت کر رہا ہے - بلحاظ دور
اندیشی و عاقبت بینی ایسی حالت مین خزانہ کو خالی کرنا مناسب نہین - معلوم نہین کیا معرکہ
پیش آئے اور کسی طرف سے فتنہ قائم ہو جائے - معرکہ و فتنہ کی صورت مین سخت مشکل کا سامنا
ہوگا - ایسی مصیبت واقع ہوگی کہ اوسکی مدافعت دشوار ہوگی - آخر نتیجہ یہہ ہوگا کہ سلطنت
ہاتہہ سے جاتی رہیگی - پس ملکہ جہان مخدومہ زمین و زمان کے ہمراہ بقدر ضرورت خرچ
دینا چاہئے - باقی خزانہ مین محفوظ رکہنا چاہئے - آیندہ بادشاہ مالک و مختار ہین جو چاہین
کرین - محمد شاہ امرا کی خیرخواہانہ نصیحت سے متردد و حیران ہوا - اسی اثنا مین ملک سیف الدین
وکیل السلطنت آیا اور بادشاہ کو مکدر پایا - بادشاہ نے اپنا ارادہ اور امرا کی نصیحت کا تذکرہ کیا
ملک معہ صوف جو بادشاہ کا مزاج دان و مقتضائے حال کا نبض شناس تہا تذکرہ سن کے آہستہ آہستہ
کہا کہ اگرچہ امرا کا کہنا و خیرخواہانہ رائے دینا درست و بجا ہے لیکن جب آپنے راہ خدا مین خیرات
و صدقات مین صرف کرنیکے لئے نکالا - اب اوسکو خزانہ مین واپس کرنا مناسب نہین - محمد شاہ
وکیل السلطنت کی تقریر دلپذیر سے بہت خوش ہوا اور زبان سے کہنے لگا کہ خدا تعالی نے

میرے باپ کو بغیر مال و دولت و جاہ حشمت سلطنت عطا کی اگر وہ چاہیگا تو میری سلطنت کو
بغیر خزانہ کے محفوظ رکھیگا - اور میرے خزانہ کو معمور و آباد کر دیگا۔ بظاہر تمام رائے ناصحین سرد ہو گئی
کسی نے دم نہیں مارا - مگر باطن میں رنجیدہ ہوئے - بادشاہ عالی ہمم نے کسیکی پروا نہیں کی کل
خزانہ شاہی سے زر مسکوک و غیر مسکوک جواہر قیمتی نکالکے والدہ ماجدہ کو دیا - اور صدر الشریف
سمرقندی و معین خان خواجہ سرا و پانسو سپاہ محافظ ہمراہ دیکر ملکہ معظمہ کو روانہ کیا - اور ملکہ جہان کے
ہمراہ اعزہ و اقربا و فقرا مونث و مذکر تخمیناً آٹھہ سو سے زیادہ تھے - تمام کا خرچ زاد و راحلہ ملکہ جہان
کے ذمے تھا - اور اس جہاز میں جو ہندی عجمی سوار تھے انکو بھی کھانا سرکار ملکہ سے دیا جاتا تھا
بندر وابل میں دہم تاریخ ماہ شوال ۱٦ھ ہجری میں پہنچے اور وہاں سے محمد شاہی جہاز میں
سوار ہوئے ایک مہینہ ساتھہ روز کے بعد جدہ میں پہنچے - ماہ ذیقعدہ کی ۷ تاریخ تھی - عین
موسم حج میں پہنچ گئے - جدہ سے مکہ میں پہنچ کے حج و طواف و زیارت خانہ کعبہ سے فارغ ہوئے
وہاں ملکہ جہان نے مستحقین و فقرا و قانعین صلحا کو انعام و احسان سے مالامال کر دیا - اور سادات
کے چار ہزار لڑکوں اور لڑکیوں کی باہم شادیاں طرفین کو خرچ دیکر کرادیں - پھر بہیئت مجموعی
مع تمام ہمراہیوں کے مدینہ منورہ گئی - حضرت رسالت مآب صلعم و خلفاء راشدین و فاطمۃ الزہرا
و غیرہم رضی اللہ عنہم کی زیارت سے مشرف ہوئی - اور وہاں بیشمار روپیہ مجاورین و مہاجرین
و مستحقین و غیرہم کو دیا - اور پنجشنبہ کو حضرت کی مزار پر جاتی تھی اور فاتحہ و درود دیر تک کے
دعائے خیر چاہتی تھی - اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مزار پر بھی جاتی تھی - ایک سال تک
مدینہ منورہ میں رہی - تحفۃ السلاطین کے مولف نے لکھا کہ ملکہ جہان اکثر اوقات جنت البقیع میں

جاتی تھی۔ حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا کی زیارت کرکے خلفائے اربعہ اور حسنین رضی اللہ عنہم کے نام خیرات بیشمار کرتی تھی۔ ایکروز صدر الشریف سے کہا کہ اگر مین جناب سید الشہدا امام حسین کی زیارت سے مشرف نہونگی تو سیدۃ النسا مجھہ سے راضی نہونگی۔ مین چاہتی ہون کہ کربلائے معلی کی تیاری کرین۔ صدر الشریف کربلائے معلی کے سفر کرنے مین بہیئت مجموعی متفکر ہوا۔ مگر ملکۂ جہان کے سامنے بجز آرے بلے کچھہ کہہ نہین سکا۔ اسی شب مین ملکۂ جہان نے حضرت سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو خواب مین دیکھا۔ کہ فرماتی ہین۔ اے ملکۂ جہان! مین تمہارے حسن اعتقاد سے راضی ہون۔ اور خدا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی راضی ہین آپ یہین سے وطن مالوفہ جائین۔ وہان آپکے فرزند منتظر ہین الخ۔ فرشتہ نے اسی مضمون کو دوسرے پیرایہ مین نقل کیا ہے۔ اور منقول عنہ تحفۃ السلاطین کو لکھا ہے۔ اور ہمارا بھی منقول عنہ وہی تحفہ ہے شاید فرشتہ کا منقول عنہ کوئی دوسری کتاب ہوگی۔ سہواً تحفہ لکھا گیا ہوگا۔ کیونکہ میرے پاس تحفۃ السلاطین کا قدیم نسخہ موجود تھا۔ مین نے اکثر اُسی تاریخ سے اپنی تاریخ مین مضامین نقل کئے ہین۔ افسوس میرا وہ نسخہ موجودہ نادر الوجود موسی ندی کے طغیانی مین نذر سیلاب ہوگیا۔ اب اسوقت میرے پاس اوس مفقود تلف شدہ کے نوٹ لکھے ہوئے موجود ہین۔ پہر صبح ملکۂ جہان نے صدر الشریف سے رات کا خواب بیان کیا صدر الشریف بہت خوش ہوا۔ اور عرض کیا کہ یہہ خواب مبارک ہے۔ آپ کو یہہ بزرگی حسن نیت و خوبی عقیدت سے حاصل ہوئی۔ اور آپ کو بارگاہ ایزدی و درگاہ رسالت پناہی مین قبولیت ہدست ہوئی۔ آپکا حج مقبول ہوا۔ اور زیارت منظور ہوئی۔ ہم ہمراہی آپکے

بذل واحسان سے حج وزیارت سے مشرف ہوئے۔ پہر ملکہ جہان نے کربلائے معلی بہت مال واسباب
روانہ کیا۔ اور فرمایا کہ وہان سادات وزائرین ومجاورین وخدام مزارات متبرکات پر تقسیم کرین
حسب الحکم ملکۂ جہان کربلائے معلی مین مستحقین کو مال مرسلہ تقسیم کیا گیا۔ اور ملکہ جہان[1] نے
شرفاء مکہ کے توسل سے خلیفۂ عباسی مصر الحاکم بامر اللہ ابو الفتح ابوبکر بن ابی ربیع سلیمان کا فرمان
بابت بادشاہی دکن اور خطبہ وسکہ کی اجازت حسن تدبیر سے حاصل کر لی تاکہ آئندہ سلاطین دہلی
بہمنیہ کے سلاطین پر بغاوت کا الزام لگا کر جنگ وجدال کا ہنگامہ وفتنہ برپا نکرین۔ اور نیز خلیفۂ
عباسی مذکور سے فیروز شاہ بادشاہ دہلی کے پاس سفارش کرائی کہ بہمنیہ سلاطین کو مرفوع القلم رکہے
اور دکن کے ملک کو بہمنیہ کو بطور التمغا عطا کرے۔ بادشاہ دہلی نے خلیفہ کی اس سفارش ثانی پر بدستور
سابق عمل کیا۔ اور تا[2] بہ زندگی دکن کیطرف ملتفت نہین ہوا۔ اگرچہ راجگان وامیران صدہ دکن
نے بادشاہ دہلی کو ترغیب دی کہ آپ دکن آئے ہم آپکے ہمرکاب رہین گے۔ تابعداری مین سر مو
فرق نہین کرینگے۔ اور مفسدین بغات (جمع باغی) سے دکن کو پاک فرمائے۔ لیکن اونکی ترغیب کو کالعدم سمجھا
اون کے جواب مین سکوت کیا۔ نیز خلیفہ مذکور نے حسن گنگوئے بہمنی کے عہد مین ماہ ذیحجہ ۷۵۵ سنہ
مین فیروز شاہ بادشاہ دہلی کے پاس ایک فرمان مع خلعت بہیجا تہا۔ اور اوسمین سلاطین بہمنیہ کی
سفارش کی تہی۔ کہ سلاطین بہمنیہ کو مرفوع القلم رکہے۔ اور اون سے ملک دکن کی بابت مواخذہ
نکرے۔ چونکہ سلاطین اسلام خلفائے عباسیہ کو مذہبًا خلیفۃ المومنین مانتے تہے اور اونکے حکم کی
تعمیل کو بجائے فرض سمجہ کے بالراس والعین ادا کرتے تہے۔ بناءً علیہ فیروز شاہ بادشاہ دہلی نے
دکن کی تسخیر کا قصد نہین کیا۔ تاریخ نظامی کے مولف نے لکہا کہ حسن گنگوئے بہمنی انتظام سلطنت مین

[1] از ملحقات ۱۲ [2] از فرشتہ وزبدۃ التواریخ مولفہ مولانا نور الحق دہلوی ۱۲

اکثر حفظ ماتقدم کا زیادہ خیال رکھتا تھا۔ ہر طرح سے سلطنت کی پائیداری چاہتا تھا۔ شرفائے مکہ کی خدمت مین بیشمار نقود و تحائف بھیجکے خلیفۂ عباسی سے سلطنت دکن کے بقا کے لئے فیروز شاہ بادشاہ دہلی کے پاس سفارش کرائی تھی۔ تغلق کے فوت ہونے اور خلیفہ عباسی کی سفارش سے مطمئن ہوا۔ اور مستقل طور سے سلطنت کرنے لگا۔ ملکۂ جہان نے بھی شوہر مرحوم کی طرح مخالفین کے خوف سے اپنے فرزند کے لئے احتیاطاً دوبارہ سفارش کرائی ملکۂ جہان کی دور اندیشی و حکمت عملی آفرین کے لائق ہے۔ پھر ایک سال گذرے بعد حسب ہدایت حضرت فاطمۃ الزہرا حرمین شریفین سے مع جملہ ہمراہیان روانہ ہوگئی۔ جدہ مین آئی۔ اور وہان سے جہاز مین سوار ہو کے ایک مہینہ کی مدت مین بندر دابل پر پہونچے۔ سلطان محمد شاہ والدۂ ماجدہ کی خبر مقدم سنکے استقبال کے لئے مع مصاحبین و اعزہ و سواران خاصہ خیل قصبہ کلہر مین آیا۔ وہان والدہ ماجدہ کی ملاقات سے مشرف ہوا۔ مان نور دیدہ کے دیدار سے اور بیٹا مان کی قدم بوسی سے باہم خوشی و خرمی مناتے تھے۔ ملکۂ جہان نے نور دیدہ کو حرمین شریفین کی تحائف و نفائس و خلیفۂ عباسی کا فرمان سلطنت دکن اور خطبہ و سکہ کی بابت دئے۔ محمد شاہ نے حرمین کے تبرکات کو سر آنکھون پر رکھا۔ اور خلیفۂ عباسی کی خلعت عطیہ کو اعزاز و اکرام سے پہنا۔ اور خانہ کعبہ کا جامہ مشجر سیاہ کا تبرکاً چتر بنایا۔ اس خوشی مین دو مہینہ تک کلہر مین قیام پذیر رہے روزانہ جشن منعقد ہوتے تھے۔ امرا و وزرا و معززین شریک جلسہ ہوتے تھے۔ اور ہر روز فقرا و مشائخ کو عمدہ عمدہ کہانے کہلائے جاتے تھے۔ اور خیرات بھی بیشمار ہوتی تھی۔ پھر وہان سے حسن آباد گلبرگہ مین آئے۔ یہان خوب جلسے ہوے۔ اہل شہر صاحبان علم و قلم و رعایا نے بھی بہت

بہت خوشی منائی۔ اُن دنون مین گلبرگہ رشک بہشت برین ہو رہا تہا۔ پہر ملکۂ جہان نے شوہر کی زیارت کی اور قبر پر فقرا و حفاظ و خادمین پر بہت خیرات کی۔ اور فرزند دلبند سے اجازت لیکر شوہر کے گنبد کے قریب سکونت اختیار کی۔ محمد شاہ نے ان کے لئے گنبد کے قریب ایک مکان مختصر بود و باش کے لئے بنا دیا تہا۔ شوہر کی مفارقت مین رات دن آہ و زاری کرتی تہی روزانہ صبح و شام قبر پر جاتی تہی فاتحہ خیر پڑہکے آتی تہی۔ تا بہ زندگی ماتمی لباس مین رہی۔ آخر ۷۶۳ہجری مین عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف روانہ ہوی۔ شوہر کے پہلو مین مدفون ہوی مورخین نے ملکۂ جہان کی خوبی و حسن نیت و عقیدت کی بابت لکہا کہ نہایت نیک طینت و پاکیزہ سیرت عفت و عصمت مین یگانۂ تہی۔ تدبیر و حکمت عملی مین ترکان خاتون خیرات و بذل احسان مین جیبر مجسم غرض صفات فضائلہ کا مجموعہ تہی۔ اوس کے حسن نیت کی ایک مثال بے مثل لکہی ہے وہ یہہ ہے کہ جب ملکہ نے حرمین شریفین کا سفر کیا اوس کے ہمراہ تقریباً ایکہزار سے زائد مذکر و مونث تہے تمام حرمین شریفین مین مع الخیر والعافیہ پہنچے و حج و زیارت سے مشرف ہوے۔ اور کل ایک سال کے بعد صحیح سالم حسن آباد گلبرگہ مین پہنچے کسیکو کوئی مرض لاحق نہین ہوا نہ کوئی صدمہ نہ کوئی نقصان اجل ہوا۔ جیسے گئے تہے ویسی ہی حالت مین آئے۔ یہہ نعمت عظمیٰ و دولت کبریٰ سوائے عفیفہ مخدومہ کے کسیکو نصیب نہین ہوئی ایسے دور و دراز کے سفر دشوار مین بہیئت مجموعی جانا اور صحیح سالم آنا عجائبات سے تمام صغیر و کبیر ملکہ کی حسن نیت کے قائل ہوئے۔

بیجانگر و تلنگانہ کے راجاؤنکا باہم اتفاق کرکے مخالفت پر آمادہ ہونا

تاریخ نظامی کے مولف نے لکھا کہ جب محمد شاہ نے ارکان ریاست کے خلاف تمام خزانہ والدہ ماجدہ کے ہمراہ خیرات و صدقات کے لئے حرمین شریفین بھیجدیا۔ خزانہ بہ نسبت سابق خالی ہوگیا بعض ارکان سلطنت بادشاہ کے خلاف سے باطن مین کشیدہ خاطر ہوئے اور اسبات کی تدبیر کرنے لگے کہ بادشاہ کو ایسے واقعات مین مبتلا کرنا جنسے یہہ ثابت ہو جائے کہ یہہ پریشانی و مصیبت ارکان سلطنت کے خلاف سے واقع ہوئی۔ اور بادشاہ کے نزدیک وکیل السلطنت کی رفعت و عظمت باقی نرہے۔ بناءً علیہ کارپردازان نمک حرام نے ایک تازہ فتنہ و ہنگامہ بیجا باطناً برپا کیا۔ یعنے راجگان دکن کے پاس خفیہ خطوط بھیجے اور انکو ترغیب دی کہ آپ خراجگزاری موقوف کرین اور ملک کا وہ حصہ جو آپنے علاء الدین حسن گنگوے بہمنی کو دیا ہے ستنرد کیجئے۔ اسوقت بادشاہ پراگندہ حال ہے اور شاہی خزانہ خالی ہے اسوقت بادشاہ آپ سے مقابلہ نہین کرسکیگا۔ ارکان دولت کی شرارت سے بیجانگر و تلنگانہ کے راجاؤن نے باہم اتفاق کرکے چاہا کہ بہمنیون سے بغاوت کرکے الگ ہو جانا چاہیئے پس اولاً بیجانگر کے راجہ نے محمد شاہ کے پاس سفراء بھیجے (جمع سفیر)۔ اور سفراء کی زبانی کہلا بھیجا کہ قدیم زمانہ سے رائچور و مدکل کے قلعے مع تعلقہ کشنا ندی کے کنارہ تک بیجانگر کے راجاؤن کے تخت و تصرف مین تھے۔ ہم سے آپکے والد ماجد کے عہد مین لئے گئے ہین اگر آپکو ہماری ہمسائگی اور اپنی سلطنت کی پائیداری منظور ہو تو از روئے محبت قلعجات مذکورہ مع تعلقہ کنارہ کشنا تک واپس دیجئے تاکہ آپکی سلطنت ہمارے سپاہ قاہرہ کے صدمہ سے اور بادشاہ دہلی کے حملہ سے محفوظ رہیگی۔ اور دو سال کا چڑھا ہوا خراج بھی

از فرشتہ ۱۲

نہین بہیجا- اسیطرح رائے تلنگ جسنے علاء الدین حسن گنگوے بہمنی کو کولاس پیشکش کیا تہا- اسوقت موقع پاکے دارالسلطنت گلبرگہ مین اپنے سفیر بہی بہیجے اور پیغام دیا کہ میرا فرزند ناگدیو مجہہ سے سرکشی کررہا ہے اور قلعہ کولاس کو مع تعلقہ کے واپس لینے کیلئے مستعد ہے- پس میرے نزدیک آپکے لیئے مناسب ہے کہ جنگ سے پہلے ہی قلعہ مذکورہ واپس کرین- تاکہ مین آیندہ آپکے ساتہہ موافقت واتحاد کے طریقہ پر ثابت قدم راسخ دم ہونگا- اور آپکے دوستکے ساتہہ دوست اور دشمن کے ساتہہ دشمن ہون گا- اور یہہ دہمکی بہی لکہی[۵۲] اگر آپ واپس نکرینگے تو ہم فیروزشاہ بادشاہ دہلی کے ساتہہ ہوکے آپکو دکن کی سلطنت سے نکالین گے- محمد شاہ ایسا ثابت قدم وراسخ دم تہا- اور بہادری ودلیری واستقلالی مین بیمثل تہا کہ راجاؤنکی دہمکی کو بازیچہ طفلان سمجہا اور سفیرون کے آنیکی کچہہ پروا نہین کی- بظاہر نہایت دانائی وحکمت عملی سے سفیرون کو تعظیم وتکریم سے مہمان رکہا اور اونکی مہمانداری مین کوتاہی نہین کی- سفیرونکو ڈیڑہ سال تک لیت ولعل مین رکہا- اور جانیکی اجازت نہین دی- اور وکیل السلطنت کے ذریعہ سے خطوط محبت آمود سفیرلانیکے ہاتہہ سے بیجانگر وتلنگانہ روانہ کیئے- اور اس ڈیڑہ برس کی مدت مین آلات جنگ توپ تفنگ وغیرہا بیشمار فراہم کرلیا- سپاہ کو سازوسامان سے آراستہ کرلیا- بظاہر ایسی شان استغنائی سے رہتا تہا کہ ظاہر مین شان وشوکت دیکہہ کے خوف کرتا تہا- اور محمد شاہ نے اسی مدت مذکورہ مین جن امرا کی نسبت بدگمانی کا وہم تہا- اونکو حکمت عملی سے معزول کیا- اور اونکی جگہہ پر امرائے معتبر مقرر کیئے- اور فوج وسپاہ کو مقابلہ کے لئے تیار بنایا- اور خزانہ سے جسقدر رقم جاچکی تہی اوسکی بہی تکمیل کرلی- بعض مورخین[۵۳] کا قول کہ خزانہ خالی تہا کل زرمسکوک وغیرمسکوک

[۵۲] از تاریخ نظامی ۱۲

[۵۳] مولف ظاہری مراد ہے ۱۲

والدہ ماجدہ کے ہمراہ حرمین بہیجدیا الخ۔ اعتبار کے لایق نہین کیونکہ محمد[1] نے خزانہ کا اکثر حصہ والدہ کے ہمراہ کر دیا تہا۔ شاید مورخین نے اکثر کو کل پر محمول کر کے لکہدیا ہوگا کہ خزانہ خالی تہا واقع مین بہمنیہ کا خزانہ زر مسکوک و غیر مسکوک و جواہر بیشمار سے معمور تہا۔ چنانچہ مین خزانہ کے بیان مین لکہہ چکا ہون۔ بس آخر محمد شاہ نے دلجمعی و اطمینان سے ڈیڑہ سال کے بعد دربار عام منعقد کیا۔ اور دربار مین بیجانگر و تلنگانہ کے سفیرونکو بلایا۔ تمام حاضر ہوے جوش غضب و قہر سے چلایا۔ تہدیداً و تشدداً کہا کہ دو ڈہائی سال گذر چکے ہین کہ مین تخت نشین ہوا ہون۔ تب راجگان دکن نے چڑہا ہوا خراج نہین بہیجا۔ نہ پیشکش و ہدایا بہیجے۔ ہمکو بہت سی ضرورتین درپیش ہین جلد چڑہی ہوی رقم اور پیشکش و تحایف حسب معمول اونٹون اور ہاتیون پر لاد کے حضور مین بہیجدین۔ سفرا بادشاہ کو غضبناک دیکہہ کے گہبرائے اور ڈرنے لگے بجز اس اعتراف کے کچہہ نہین کہہ سکے۔ ایخداوند عالم! ہم عنقریب چڑہا ہوا خراج و پیشکش حضور مین داخل کرتے ہین۔ دربار برخواست ہوا سفرا فرودگاہ پر واپس آئے اور دربار کی کیفیت اور خراج و پیشکش کے مطالبہ کی حقیقت راجاؤن کی خدمت مین روانہ کی۔ ملحقات کے مولف نے لکہا کہ پہر چند روز کے بعد سفرا کو عزت و آبرو کے ساتہہ روانہ کیا۔ اور دستور کے موافق انعام و صلہ سے سرفراز فرمایا۔ سفرا راجاؤن کی خدمت مین پہنچے۔ مکرر بالمشافہ بہمنی کے قہر و غضب کی حکایت بیان کی۔ بیجانگر کے براہمہ مسلمانون کی فوج کشی کی خبر سے گہبرائے راجہ کو سمجہائے کہ فی الحال صلح کا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ اور چڑہا ہوا خراج بہیجدینا۔ اور مسلمانو نکی خونریزی و ترکتازی سے جان و مال کو بچانا۔ نہین تو یہہ اہل اسلام ہمارے ملک سیراب کو

[1] ازملحقات ۱۲

خراب و رہا رے قصبات و بلاد کو برباد کرینگے - اور ہماری نشان و شوکت کو خاک مین ملائینگے
راجہ نے حسب رائے براہمہ بذریعہ سفرائے دولت مصالحہ کرلیا - اور خراج چڑہا ہوا بہیجدیا
بظاہر صلح ہوگئی - لیکن راجگان دکن باطنًا مسلمانون کی حکومت و سلطنت سے ناخوش
رہتے تہے بامر مجبوری خراج گزاری قبول کرلیتے تہے جب اُنکو موقع ملتا تب وہ سرکشی سے باز
نہین آتے تہے - تم کلامہ - فرشتہ و دیگر مولفین نے مضمون مرقومہ بالا نہین لکہا - صرف
ملحقات مین ہی لکہا گیا - شاید درست ہو - معلوم نہین فرشتہ نے کسوجہ سے اس مضمون کو
اپنی کتاب مین نقل نہین کیا - واللہ اعلم بالصواب - پہر چند روز کے بعد تلنگانہ کے
راجہ نے اپنے بڑے بیٹے ناگ دیو کو ورنگل سے مع سوار و پیادہ بیشمار کولاس کی طرف سے روانہ کیا -
اور بیجانگر کے راجہ نے بہی اوسکی مدد کیلئے بیس ہزار سوار و پیادہ بہیجا - سلطان محمد شاہ نے
بہادر خان ولد اسمعیل مخ سپہ سالار کو حکم دیا کہ مع اعظم ہمایون و صفدر خان سیستانی با لشکر
بیدرو برار مخالف کی سرکوبی و گوشمالی کے لئے جائین - بہادر خان حسب الحکم مخالف کے مقابلہ
کے لئے برآمد ہوا - ایک ہفتہ کی مدت مین کولاس کے میدان مین پہنچ گیا - مخالف کی فوج اول ہی سے
آمادہ جنگ تہی ادہر سے بہی پہنچی باہم فریقین مین سخت جنگ ہوا - طرفین سے مجروح و مقتول
ہوئے - دو روز تک طرفین کی سپاہ جمکر تیر و کمان و شمشیر و تفنگ سے برابر مقابلہ کرتے رہے - آخر
اہل اصنام کے پیر اوکہڑے - میدان جنگ سے فرار کا راستہ اختیار کیا - گرتے پڑتے ورنگل پہنچے -
اہل اسلام بہی ورنگل تک تعاقب مین رہے - پہر راجہ نے بہادر خان سے صلح کرلی اور اپنی کردار
ناہموار سے معافی چاہی - بہادر خان نے حسب الحکم صلح کیا راجہ سے ایک لاکہہ ہون اور پچیس ہاتی

توہی ہیکل اور تحائف و ہدایائے نفیسہ لیکر مع الخیر و العافیہ حسن آباد گلبرگہ مین معاودت کی۔
اور حضور مین باریاب ہوا۔ بادشاہ اس پہلی ہی فتح سے بہت خوش ہوا۔ خدا کا شکریہ بجالایا
سپاہ سالار و سپاہ کو انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ یہہ واقعہ ۷۶۳ھ مین واقع ہوا۔

جنگ دوم براجہ تلنگانہ

یہہ سنہ مذکور کے آخر مین ایکوقت محمد شاہ بہمنی چوکی پر بیٹھہ کے وضو کر رہا تہا کہ یکایک حوبداران نے
خبر دی کہ چند سوداگر آئے ہین عربی و ترکی گھوڑے لائے ہین۔ بادشاہ گھوڑونکا خواہان
و شائق تہا۔ خاص عربی گھوڑون کا عاشق تہا۔ حکم دیا کہ سوداگرون کو حاضر کرین۔ سوداگر
حاضر ہوے گھوڑے پیش کئیے کوئی گھوڑا بادشاہ کی سواری کے لائق نہین نکلا۔ سوداگرون سے
کہا ایسے گھوڑے لانے سے کیا فائدہ جنمین بادشاہ کی سواری کے لائق ایک بہی نہ نکلے۔
سوداگرون نے عرض کیا۔ خداوند ہم حضور کیلئے نجیب و شریف گھوڑے لائے تہے لیکن ہم سے
ناگدیو والی ورنگل نے کم قیمت پر جبراً لے لیا۔ محمد شاہ نے کہا تم نے کیون نہین کہا کہ
یہہ ہم بہمنی کیلئے لیجاتے ہین۔ سوداگرون نے کہا کہ ہم نے بہت گفتگو کی لیکن اوس نے ہماری
ایک بہی نہین سنی۔ محمد شاہ بہمنی ناگدیو کی اوس گستاخی و بے ادبی سے نہایت ہی ناخوش
ہوا۔ شاہانہ ناگدیو کی گوشمالی کا عزم بالجزم کیا۔ ابہی چوکی سے نہین اوٹھا تہا کہ سراپردہ
سیاہ و خیمہ و خرگاہ بیرون شہر بہیجدیا۔ سلاطین بہمنیہ کا دستور تہا کہ جب سفر کرنا ہو تو اول ہی
سراپردہ سیاہ و خیمہ و خرگاہ روانہ کرتے تہے۔ یہہ سفر کی علامت تہی تمام کو معلوم ہو جاتا تہا کہ
بادشاہ سفر کرنیوالا ہے۔ اوسیوقت دارالسلطنت ملک سیف الدین غوری کے تفویض کر کے

خورشید نام سیاہ گہوڑے پر سوار ہوکے بیرون شہر متصل سلطان پورہ فروکش ہوا۔ وہان
دس روز تک رہا۔ پہر حضرت شیخ محمد سراج جنیدی سے ہمت و دعا چاہی۔ گیارہوین دن
مست ہاتی پر ہودہ مین سوار ہوکے تلنگانہ روانہ ہوا۔ جب قلعہ کلیانی کے قریب پہنچا۔ حالت سواری
مین ایک مصاحب تاج سے پوچہا کہ ویلم پٹن مین کب پہنچین گے۔ مصاحب نے کہا اگر
آپ اسطرح چلین گے تو دوسرے سال مین پہنچین گے۔ اوسوقت بادشاہ کے کان کہڑے ہوے
ہاتی کو کہڑا کر دیا۔ فوج مین سے چار ہزار سوار انتخاب کرکے بہادر خان سپاہسالار و اعظم
ہمایون کو مع ایک جمعیت خاص بطور ہراول روانہ کیا۔ اور آپ ایک ہزار سوار ہمراہ لیکر برق
و باد کیطرح چند ہی روز مین ویلم پٹن پہنچ گیا۔ چند افاغنہ کو سوداگرون کی شکل مین شہر مین
بہیجدیا۔ سوداگر نقلی جب شہر مین داخل ہوے دربانون نے روکا سبب بیان کیا کہ ہم سوداگر
ہین۔ رہزنون نے ہمارا مال لوٹ لیا ہے ہم راجہ کے پاس فریاد و داد خواہی کے لئے آئے ہین۔ ہم امید
کرتے ہین کہ راجہ کے عدل و انصاف سے داد پائین گے۔ پس اس بحث و تکرار مین محمد شاہ
مع جمعیت دروازہ مین آپہنچا۔ شور و غوغا ہوا۔ دربانون نے خیال کیا کہ رہزن آئے۔ مدافعت
کے لئے مستعد ہوئے۔ دروازہ بند کرنا چاہا۔ سوداگر مانع ہوے اور باہم زد و کوب شروع ہوئی۔ محمد شاہ کی
سپاہ نے دربانون کو قتل کیا۔ اور تمام شہر مین داخل ہوگئے۔ بیرون قلعہ تمام شہر مین کشت و خون
کا بازار گرم ہوا۔ ناگدیو عیش و عشرت مین مشغول تہا۔ حریفان ہم مشرب کے ساتہ راگ و رنگ
مین مست تہا۔ اور نہین جانتا تہا کہ اہل اسلام اسطرح حیلہ و مکر سے حملہ کرین گے۔ اور شہر مین
داخل ہوکے قیامت برپا کرین گے۔ خبر کے سنتے ہی ہوش باختہ ہوگیا۔ نہایت بیقراری کیساتہ

عشرت کدہ سے قلعہ مین داخل ہوا۔ محمد شاہ فی الفور قلعہ کے دروازہ پر آیا۔ اور محاصرہ مین مشغول ہوا۔ اور شہر کے تمام مزدور قلی و ہنرمندون کو جمع کر کے چند چوبین زینے بنائین اور دیگر سامان و اسباب قلعہ کشائی بہی فراہم کیا۔ شام کے قریب ناگدیو نے گہبرا کے مذبوحی حرکت کی جب دیکہا کہ اب بہمنی کے مقابل ہونا مفید نہین۔ کشایش و کشش کرنا بیکار ہے۔ تمام اہل قلعہ کے قلوب پر خوف غالب ہوا۔ ناامیدی کی حالت مین قلعہ کے عقب مین جو ایک دروازہ چنا ہوا جو ایسے واقعات مین فرار کیلئے موضوع کئے تہے کہول کے مع جمعیت فرار ہوئے۔ بہمنی نے واقف ہو کے تعاقب مین سپاہ بہیجے۔ ابہی شہر کے حدود سے باہر نہین گئے تہے کہ اسیر و دستگیر کر کے قلعہ مین لائے۔ بادشاہ بہمنی ناگدیو کی رہنمونی سے بیشمار خزائن و دفائن پر متصرف ہوا۔ بہمنی بادشاہ کو اس فتح و فیروزی مین بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ تاریخ نظامی کے مولف نے لکہا کہ خزائن و دفائن و جواہر مندرجہ ذیل ہمدست ہوئے۔

ہون	پرتاب	سونا خالص غیر مسکوک	چاندی خالص غیر مسکوک	جواہر مختلف الاقسام
۵ لاکہہ	۴ لاکہہ	۵ من	۱ من	تخمیناً قیمتی ۱۰ لاکہہ ہون

ان دونون لڑائیون مین بادشاہ کو ایسی کامیابی ہوئی۔ کہ بہمنی خزانہ آباد و معمور ہو گیا۔ خزانہ کی کمی سے جو پریشانی تہی تمام دفع ہو گئی۔ بادشاہی شان کی عظمت و شوکت بڑہ گئی بادشاہ نے سوار و پیادہ بجائے مقتولین از سر نو فوج مین بہرتی کئے۔ اور دلاوران کارکردہ کو انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ بادشاہ بہمنی رات دن ملک کشائی کی فکر مین رہتا تہا۔ اور جنگ کے ساز و سامان فراہم کئے جاتا تہا۔ ملکی انتظام مین ذرہ برابر غفلت نہین کرتا تہا۔ جفاکش و محنتی تہا رعایا کی نگرانی و پاسبانی مین مستعد رہتا تہا۔ تم کلامہ۔

پہر دوسرے دن صبح کیوقت ناگدیو بہمنی کے سامنے پیش کیا گیا۔ بہمنی نے اوس سے پوچہا کہ فلان سوداگر میرے لئے گہوڑے لا رہا تہا۔ آپ نے اوسے جبراً کیون لیا تہا۔ اور ایسی بیجا حرکت کیون کی۔ ناگدیو بہمنی کے خوف سے ہوش باختہ ہو رہا تہا۔ غرور و تکبر سے جواب گستاخانہ دیا۔ بادشاہ بہمنی چاہتا تہا کہ معاف کرے لیکن اوسکی شوخی سے بادشاہ غضبناک ہوا اور اوسکو قتل کر ڈالا۔ فرشتہ نے لکہا کہ آگ مین جلایا۔ بہمنی اس فتح و فیروزی کے بعد پندرہ دن تک شہر مین رہا خوب عیش و عشرت کیا۔ اور انہین ایام مین اہل شہر تاجر وغیر تاجر سے نرمی و سختی سے بیحساب مال و زر و جواہر وصول کیا۔ چونکہ بادشاہ اسوقت وہان کا انتظام نہین کر سکتا تہا لہذا فیروزی کے ساتہہ دارالسلطنت گلبرگہ مراجعت کی۔ اہل تلنگانہ نے دیکہا کہ بادشاہ جا رہا ہے۔ مور و ملخ کی طرح بادشاہی لشکر پر حملہ آور ہوئے۔ بہمنی بادشاہ دلیر و بہادر بے اندیشہ گذرتا تہا۔ اور مخالفین کو دفع کرتا جاتا تہا۔ بادشاہ نے سپاہ کو حکم دیا بجز زر و جواہر کوئی چیز ہمراہ نہ لو۔ خیمے و ڈیرے چہوڑ دین۔ اونٹ و بیل و بابوون کو بہی جنگل مین رہا کرین۔ صبح سے سہ پہر تک سفر کرتے تہے۔ راتون کو نہایت ہوشیاری و بیداری سے گذارتے تہے۔ لیکن اہل تلنگانہ نے راستہ مین بادشاہی فوج کو بہت تنگ کیا۔ جب موقع پاتے تہے اہل اسلام کو تیر و تفنگ کی ضرب سے ضائع کرتے تہے۔ بادشاہی فوج چار ہزار سوار سے ڈیڑہ ہزار سلامت رہی۔ راستہ مین متعدد مراتب باہم لڑائیان ہوئین کبہی اہل اسلام غالب و اہل اصنام مغلوب کبہی انکا برعکس ہوتا تہا۔ اسی رستخیز و ہنگامہ بیجا مین ضرب گولی بندوق سے بادشاہ کا بازو مجروح ہوا۔ بادشاہ دلیر نے ضرب کی کچہہ پروا

نہین کی اور گہوڑے سے نہین اوترا بدستور سوار رہا۔ آخر پالکی مین سوار ہو کے نہایت عظمت وشان کے ساتہہ اپنی سرحد مین داخل ہوا۔ چند روز کولاس مین استراحت کیلئے قیام پذیر ہوا ملک سیف الدین غوری نے سنا کہ اہل تلنگ بادشاہی فوج پر ہجوم کر رہے ہین چند امرا کو مع جمعیت روانہ کیا تہا وہ بہی کولاس مین پہنچے۔ حسب الحکم تلنگانہ کے بلاد مین تاخت وتاراج کر کے ہمرکاب بادشاہ دار السلطنت حسن آباد گلبرگہ مین مع الخیر والعافیہ پہنچے۔ یہہ واقعہ بہی ۷۶۳ھ مین واقع ہوا

تلنگانہ کے راجہ کا محمد شاہ بہمنی کے عہد مین مخالفت کرنا

۷۶۴ھ ہجری مین تلنگانہ کا راجہ اول کی شکست اور دوم فرزند کے قتل ہونے اور ملک کی ویرانی سے نہایت غمگین تہا۔ اور بکثرت رنج وغم سے پیچ وتاب کہاتا تہا۔ اور چاہتا تہا کہ بہمنی سے انتقام لیوے۔ اسلئے فیروز شاہ بادشاہ دہلی کی خدمت مین عرضداشت بہیجی اوسکا مضمون یہہ تہا کہ مین حضور کی تابعداری فرمان برداری مین ثابت قدم وراسخ دم ہون اگر حضور مالوہ وگجرات کے امرا کو حکم کرین کہ دکن کا ملک بہمنیون سے مسترد کرین۔ تو مین باتعلق راجہ بیجانگر خیرخواہی مین کوتاہی نہین کرونگا۔ ہم تہوڑی ہی مدت مین دکن کو مخالفین کے تصرف سے نکالینگے۔ مع تحائف وپیشکش چند سالا لہ دولت پابوسی سے مشرف ہونگے شہر مین اسبات کی شہرت ہوئی تہی کہ دہلی کے سلاطین سے جو کوئی دکن کا سفر کرتا ہے وہ مبارک نہین ہوتا ہے۔ بادشاہ نے اس شہرت کے سبب سے راجگان دکن کو جواب نہین دیا اغماض کیا۔ تاریخ نظامی نے لکہا کہ خلیفہ عباسی کی سفارش کی وجہ سے دکن کا قصد نہین کیا۔ محمد شاہ بہمنی تلنگانہ کے تسخیر کے لئے برآمد ہوا۔ اور اپنے چچازاد بہائی خان محمد کو

حکم دیا کہ دولت آباد مین لشکر جمع کر کے بالا گھاٹ دولت آباد مین قتلق خان کے حوض کے پاس
اوترین اور سرحد کی حفاظت مین کوتاہی نکرین - اور صفدر خان سیستانی صوبہ دار برار
و اعظم ہمایون صوبہ بیدر کو فرمان طلب بہیجا - جب یہ حسن آباد گلبرگہ مین پہنچے - لشکر کو پیشین کیا
محمد شاہ بہمنی نے دار السلطنت ملک سیف الدین غوری کے سپرد کر کے کولاس روانہ ہوا
ایک ہفتہ کی مدت مین کولاس پہنچا - اعظم ہمایون کو مع لشکر بیدر وماہور وگولکنڈہ روانہ کیا
اور صفدر خان کو مع امرائے برار ورنگل پر مقرر فرمایا - پھر خود بادشاہ مع بہادر خان سپہ سالار
آہستہ آہستہ روانہ ہوا - اسی اثنا مین بیجانگر کا راجہ فوت ہوگیا - اور اوسکا برادرزادہ بقول
فرشتہ تخت نشین ہوا - اور بقول مولف ملحفات اوسکا ہمشیرزادہ - روایت ثانی صحیح ہے
اسلئے کہ بیجانگر کے راجاؤن مین قدیم سے یہہ رسم چلی آتی ہے کہ اولاد کو تخت نشین نہین کرتے تہے
بلکہ ہمشیر کی اولاد کو جانشین کرتے تہے - اسوقت تلنگانہ کا راجہ بیجانگر کی امداد سے مایوس
ہوا - اور تنہا سپاہ اسلام کے مقابل نہین ہوسکا - جنگل وپہاڑی مین فرار ہو کے بہاگ گیا
اور وہان سے چند معتمدین بہادر خان سپہ سالار کے پاس بہیجے - مصالحہ کی درخواست کی -
محمد شاہ بہمنی نے ابتدا مین صلح سے انکار کیا - تلنگانہ کا راجہ مسلمانون کا غلبہ دیکہہ کے بیدار ہوا
اپنے چہوٹے بیٹے کو مع معتبرین بہمنی کے لشکر مین بہیجا - معافی کا خواستگار ہوا - اور
گناہان گزشتہ سے توبہ کی - اور نہایت عاجزی سے عرض کیا کہ فی الحال بندگان بادشاہ
اسلام کے زمرہ مین شریک ہوتا ہون - آیندہ کبہی عہد پیمان سے نہین گزرونگا - سابق
مین بیجانگر کے راجہ کے ورغلانے سے جو خطا واقع ہوئی ہے اوسکو معاف فرمائین -

بہادر خان وغیرہ امرا نے صلح و عفو جرایم کی بابت سفارش کی۔ بہمنی نے اس امر مین سپہ سالار کو مختار فرمایا۔ آخر سپہ سالار کے ذریعہ سے اس شرط پر صلح قرار پائی کہ تین سو ہاتی۔ اور تیرہ لاکہہ ہون۔ اور دو ہزار گہوڑے اور گولکنڈہ مع تعلقات ملازمان شاہی کی خدمت مین پیش کرے محمد شاہ بہمنی تلنگانہ مین دو برس سے تاخت و تاراج کر رہا تہا۔ تمام تلنگانہ ویرانہ ہو گیا تہا۔ راجہ نے بامر لاچاری حسب قرارداد نذرانہ و پیشکش قبول کیا۔ اس قرارداد و صلح کے بعد محمد شاہ نے دار السلطنت مراجعت کی۔ اور بہادر خان کو اس مین قیام پذیر ہوا۔ کہ تلنگانہ کے راجہ سے پیشکش و نذرانہ وصول کر کے لائے۔ محمد شاہ نے گولکنڈہ کی حکومت پر اعظم ہمایون کو مقرر کیا۔ راستہ مین احمد آباد بیدر مین پہنچا تین مہینے تک توقف کیا۔ اور تمام امرائے جان نثارون کو اجازت دی کہ اپنی جاگیرات مین جا کے آرام و راحت سے بسر کرین۔ تلنگانہ کے راجہ کے سفیر حسب معاہدہ ہاتی و گہوڑے و ہون لیکر کولاس مین سپہ سالار کے پاس پہنچے۔ بہادر خان سپہ سالار ایلچیون کو مع ہاتی وغیرہ ہمراہ لیکر حضور مین آیا۔ اور ہاتی و گہوڑے وغیرہ پیش کئے بادشاہ بہمنی بہت خوش ہوا سفیرون کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا۔

تخت فیروزہ رائے تلنگانہ کا پیش کرنا +

پہر سفیرون نے سپہ سالار کے توسل سے درخواست کی۔ کہ اگر بادشاہ ایک فرمان بابت سرحد عنایت کرے کہ آیندہ حضور کی اولاد راجگان تلنگانہ کی اولاد کو اپنا فرمانبردار سمجہہ کے عنایت و کرم سے سرفراز کرتے رہین۔ ہم نیازمند اس عنایت کے مقابلہ مین ایک نادر تحفہ شاہانہ پیش کرین گے۔ بہادر خان نے یہہ تمام کیفیت حضور مین عرض کی۔ بادشاہ تحفۂ نادر کے

دیدار کا مشتاق ہوا۔ حسب الحکم سفیرون سے مجلس عالی مین مکرر بادشاہ کے حضور مین تحفہ نادر کا اقرار لیا
محمد شاہ بہمنی نے خاص دست مبارک سے لکہا کہ گولکنڈہ ہمارے اور آپکے درمیان سرحد رہے۔
جبتک راجہ تلنگانہ عہد شکنی نہین کریگا۔ تو آیندہ ہمارے اور آپکے اولاد مین باہم ربط و اتحاد رہیگا
پہر عہدنامہ پر اپنی اور دیگر امرا و قضاۃ کی مہر لگادی۔ اوسیوقت سفیرون کے حوالہ کردیا۔ سفیرون نے
تخت مرصع جو راجہ تلنگانہ نے محمد تغلق شاہ کیلئے تیار کیا تہا۔ بادشاہ بہمنی کے حضور مین پیش کیا
بہمنی تخت کے دیکہنے سے نہایت ہی خوش ہوا۔ سفیرون کو انعام و صلہ دیکے عزت و آبرو کے ساتہہ
روانہ کیا۔ اور خود بادشاہ بیدر کی سرحد سے فی الفور دار السلطنت گلبرگہ مین پہنچا۔ جس روز شہر مین
داخل ہوا روز نوروز تہا۔ تخت کا نام فیروزہ رکہا جشن نوروز مین اوسی پر جلوس فرمایا۔ اور
جان نثارون کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا۔ **نظم**

براورنگ فیروزہ بنشست شاد	بمجلس طرب رازمی داد داد
نشستند گردان بگرد و سریر	بشادی بزرگان روشن ضمیر

تخت فیروزہ کا ذکر

فرشتہ نے لکہا کہ یہہ تخت تلنگانہ کے راجہ نے سلطان محمد تغلق شاہ کو نذر دینے کیلئے تیار
کیا تہا۔ آبنوس کی لکڑی سے جو سونے مین مستغرق تہی اور جواہر قیمتی سے مرصع تہی۔ طولاً
تین گز اور عرضاً ڈہائی گز تہا۔ ایسے ڈہب سے بنایا گیا تہا۔ کہ اوس کے تختون کو جدا کرکے صندوق
مین رکہدیتے تہے۔ اور ایسا ہی اوسکے جوڑ ملا کے قائم کردیتے تہے۔ یہہ تخت سلاطین بہمنیہ کے
خاندان مین نسلاً بعد نسل محمود شاہ بہمنی ثانی تک قائم رہا۔ ہر ایک بہمنی بادشاہ جب تخت نشین

ہوتا تہا تو محمد شاہ بہمنی کی طرح اُسپر جواہر مروارید قیمتی بڑہاتا جاتا تہا۔ مثل رفش کاویانی جواہر بے بہا سے بے بہا ہوگیا تہا۔ چونکہ ابتدا مین اوسکی پوشش مینائے فیروزہ رنگ سے تہی اسلئے محمد شاہ نے اوسکو بنام فیروزہ موسوم کیا تہا۔ آخر اسکا مینائے فیروزہ رنگ کثرت جواہر و مروارید کی مرصع کاری سے پوشیدہ ہوگیا تہا۔ اور اُسکا اصلی رنگ معلوم نہین ہوتا تہا۔ محمد شاہ بہمنی نے تخت فیروزہ پر جلوس کے بعد چالیس روز دن رات عیش و عشرت مین بسر کئے۔ اور حکم عام تہا کہ تمام اہل شہر اپنے اپنے گہرونمین عیش و عشرت کی مجلس منعقد کرین۔ محمد شاہ بہمنی ثانی کے زمانہ مین اُس تخت کی قیمت کا تخمینہ ہوا تہا۔ جوہریان نقاد نے ایک کرور ہون قرار دی تہی۔

مجاہد شاہ کی شادی کا ذکر

محمد شاہ بہمنی تلنگانہ کی فتح و فیروزی کی خوشی مین عیش و طرب مین ہمہ تن مصروف تہا۔ اسی تقریب مین ایک دربار خاص آراستہ کیا۔ اوسمین ملک سیف الدین غوری وکیل السلطنت و صدر الشریف سمرقندی کو بیٹہنے کی اجازت دی۔ اور بہادر خان بن اسمعیل فتح کو امیر الامرائی خطاب سے سرفراز فرمایا۔ اور اسکی دختر بادشاہ بیگم کو اپنے فرزند مجاہد شاہ سے منسوب کی بہمنیہ دستور کے موافق شادی کے رسوم ادا کئے گئے۔ امراو سپاہ و خدام کو جوڑے قیمتی تقسیم کئے اور ایک مہینہ تک جلسونکا سلسلہ جاری رہا۔ اور تمام اہل اسلام و اہل اصنام کو کہانے کہلائے۔ ہندوؤن کے کہانے کا اہتمام گانگو پنڈت کے متعلق تہا۔ اور اہل اسلام کا اہتمام ملا محمد مشہدی و صدر الشریف کے تفویض تہا۔ علما و مشائخ و طلبہ کو عقد کے روز بیشمار انعام و خلعتہائے فاخرہ مرحمت کیا۔ کہ اسی عیش کے زمانہ مین دہلی سے چند اساتذۂ علم موسیقی آئے

بعض اساتذہ امیر خسرو دہلی و امیر حسن کے تربیت یافتہ تہے۔ صوت و الاپ و عمل سرود و رباب مین حضرات موصوف کے یادگار تہے۔ کل اساتذہ و تلامذہ تین سو قوال تہے۔ بادشاہ نے ایسی شادی و خوشی مین انکے وجود کو مغتنمات سے سمجہہ کے خاطرداری و مہمانداری عمدہ طرح سے کی۔ تحفۃ السلاطین کے مولف نے لکہا کہ اوسوقت میری عمر بارہ برس کی تہی۔ اور مین محمد شاہی قبر مین مہرداری کی خدمت پر مقرر تہا۔ مجہے خوب یاد ہے کہ محمد شاہ جلسہ سرود و سور مین مست تہا۔ دہلی کے قوالونکی جماعت مجلس مین آئی۔ اور امیر خسرو کے اشعار مدحِ شاہان و تعریف حسنِ خوبان مین گائے بادشاہ محظوظ ہوا۔ اور اہل مجلس بہی خوش ہوے۔ پس ملک سیف الدین غوری سے کہا کہ ان قوالون کے انعام دینے کیلئے بیجانگر کے راجہ کے نام سے ایک پروانہ لکہین۔ غوری نے حسب الحکم حکمنامہ لکہہ کے بیجانگر روانہ کیا اور قوالونکو بہی رقم وصول کرنیکے لئے حکمنامہ کے ساتہہ ہی بہیجا۔ بیجانگر کا راجہ دلیر و متکبر تہا۔ بہمنی کی اس برات و ظیفہ و انعام سے نہایت ہی ناخوش ہوا۔ قوالونکو گدہون پر سوار کرکے بیجانگر کے تمام محلون مین تشہیر کرایا۔ اور تمام کو ذلت کے ساتہہ شہر بدر کیا۔ بیجانگر کے راجہ نے قوالون کی تشہیر مین بہت سختی کی۔ اور بادشاہ کے حکم کی تحقیر کی اور حکم کی تعمیل مین تقصیر کی۔ زیادتی و سرکشی کا ابتدا راجہ سے ہوا۔

راجہ بیجانگر کا بہمنی پر حملہ اور اوسکی شکست کا ذکر

بیجانگر کے راجہ نے قوالون کی تشہیر کے بعد شاہان بہمنیہ کے ممالک کی تسخیر کا عزم بالجزم کیا فی الفور تیس ہزار سوار و نو لاکہہ پیادہ و تین ہزار ہاتی ہمراہ لیکر سرحد دکن پر حملہ آور ہوا۔ قلعہ

ادہونی کے اطراف مین چہاونی قائم کی - اور سوار و پیادہ کو تاخت و تاراج سے ممانعت کی -
خاص ولایات اہل اسلام کو دست برد سے محفوظ رکہا - محمد شاہ راجہ کی فوج کشی کی خبر سنکے
برار و بیدر کے لشکر کو آرام و استراحت کیلئے چہوڑا - کیونکہ دو برس تک برابر لڑائیون مین جان
کہپا چکے تہے - دولت آباد کے لشکر کو مع خان محمد بلایا - اور ولیم پٹن کے غنائم کا خمس
بدست شاہزادہ مجاہد شاہ حضرت شیخ سراج جنیدی قدس سرہ کے پاس بہیجا کہ سادات و
مشائخ و مستحقین پر تقسیم کرین - اور دعائے خیر چاہی کہ خدا مخالف پر غالب کرے - شیخ
موصوف نے مستحقین کو بادشاہی عطیات سے خوشدل کیا - اور بروز جمعہ باتفاق مشائخ و علما
حسن آباد گلبرگہ کی مسجد مین گیا - نماز کے بعد فتح و نصرت کی دعا مانگی اور سلامتی شاہ کیلئے
فاتحہ خیر پڑہی - تمام نے آمین ثم آمین کہا - پہر بادشاہ نے خیمہ و بارگاہ باہر بہیجدیا - اور اُسوقت
برسات کا موسم تہا - کشنا ندی جوش آب سے موجزن تہی - بیجانگر کا راجہ دلجمعی کے ساتہہ
قلعہ مدکل پر آیا - اور قلعہ گیری مین بہت کوشش کرنے لگا - قلعہ کے اندر آٹہہ سو اہل اسلام
تجربہ کار و ہوشیار متمکن تہے - قلعہ کی محافظت و مخالفت کی مدافعت مین ہمہ تن مصروف تہے
دو لتخواہی مین سرمو کوتاہی نہین کرتے تہے - لیکن قلعہ کا داروغہ ملک رکن الدین غوری
قرابتدار و کیل السلطنت تہا - اہل قلعہ پر سختی کرتا تہا - داروغہ کی سختی و بدزبانی اہل اسلام مین
خلاف و نفاق کا باعث ہوئی - اہل قلعہ محافظت مین بے پروائی کرنے لگے - بیجانگر کا
راجہ قلعہ پر قابض و متصرف ہوگیا - اور سیاہ راجہ نے کل اہل اسلام کو مع عیال و اطفال
قتل کیا - بقول مورخین انگریزی آٹہہ سو مین سے صرف ایک آدمی کو اس غرض سے زندہ رکہا

کہ محمد شاہ بہمنی کو مطلع کرے الخ اور بقول فرشتہ ایک شخص رات کے وقت لباس بدل کے پیادگان ہنود کے بہیس مین قلعہ سے صحیح سالم برآمد ہوا۔ فی الفور ندی کشنا سے عبور کرکے دار السلطنت گلبرگہ مین پہنچا۔ اور محمد شاہ بہمنی کو اس حادثہ کی خبر دی۔ بادشاہ اس خبر وحشت اثر کے سننے سے بہت رنجیدہ ہوا۔ اور اوس اجل رسیدہ کی بابت حکم دیا کہ فی الفور اسکو قتل کرین مین ایسے شخص کی صورت دیکھنا نہین چاہتا ہون جس نے ایک جماعت کثیر کی موت دیکھا ہو۔ پہر مدکل کی پامالی وخونریزی پر بادشاہ اور مسلمانون کے دلون مین قہر وغضب کا دریا جوش وخروش مین آیا مشائخ وعلما مساجد ومعابر مین قصاص وقتال کا فتوی دیا اور اہل اسلام کے دلون مین جنگ کا جوش پہیلایا۔ محمد شاہ نے قسم کہائی کہ مین اپنی تلوار کو اوسوقت تک میان مین نہین رکہونگا۔ جب تک مقتولین اہل اسلام کے قصاص مین ایک لاکہہ براہمہ قتل نہ کئے جائینگے۔

محمد شاہ بہمنی کا حملہ قلعہ مدکل پر اور فیروز وکامیاب ہونیکا ذکر

ماہ جمادی الاولی ۷۶۷ہجری مین دار السلطنت گلبرگہ مین ملک سیف الدین غوری کو انتظام سلطنت کیلئے رکہا۔ اور شاہزادہ مجاہد شاہ کو ولیعہد کیا۔ صرف نو ہزار سوار۔ اور بیس ہاتی جنگی ہمراہ لیکر روانہ ہوا۔ اوسوقت بارش موسلا دہار برس رہی تہی۔ اور بجلی کڑک رہی تہی۔ اور بادل گرج رہا تہا۔ رستون مین کثرت سے کیچ وخلاب تہا۔ جابجا نالے اور دلدل پیش آتے تہے گہوڑے وہاتی مشکل سے چلتے تہے۔ اور کیچ دلدل سے گذرتے تہے۔ مگر بادشاہ اور اوسکی

جمعیت سوار و پیادہ رستون کی تکالیف اور بارش کے مصائب سے نہین گھبراتے تھے۔ دلیری و ہمت سے آگے بڑہتے جاتے تھے۔ چلتے چلتے تیسرے روز کشنا کے کنارے پہنچے۔ دریائے کشنا آب باران سے لبریز تھا۔ اور جوش خروش سے بہ رہا تھا۔ دریا کے ایک کنارے پر بہمنیہ کی فوج قائم تھی۔ اور دوسرے کنارے پر راے بیجانگر کی چھاونی تھی۔ دریا سے عبور کرنا محال معلوم ہوتا تھا اور ہندو راجہ دریا کے حائل ہونے سے بیفکر تھا۔ اور یقین کرتا تھا کہ ایسے دریا مُہیب سے مسلمانون کا عبور کرنا غیر ممکن ہے۔ فراغت سے عیش و طرب و لہو لعب مین مشغول ہوا۔ راگ و رنگ و آواز رود و چنگ مین مصروف۔ اسیطرح سپاہ و خدم بہی خواب غفلت مین تھے محمد شاہ بہمنی اور تمام سوارون نے دریا مین گھوڑے ڈالے۔ عنایت و رحمت خدا سے تمام صحیح سالم کنارے پر پہنچے۔ پہر کنارے پر درست ہوکے فی الفور برق و باد کی طرح راجہ کے قلب فوج مین داخل ہوگئے قتل و خونریزی کا بازار گرم کیا۔ ہنود بہی خواب غفلت سے ہوشیار ہوکے مقابلہ مین جم کے لڑنے لگے۔ راجہ ایکبارگی مسلمانون کے حملہ سے گہبرایا۔ اور اوس کے دل پر اہل اسلام کا ایسا خوف و رُعب غالب ہوا کہ کل لشکر و شاہی اسباب کو چہوڑکر قلعہ ادھونی کیطرف بہاگا۔ راجہ کے فرار ہوتے ہی لشکر مین کہلبلی واقع ہوئی۔ اکثر نے فرار کا راستہ لیا۔ مسلمانون نے قتل عام شروع کردیا۔ فرشتہ وغیرہ مورخین کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ مقتول ہنود کی تعداد ستر ہزار کو پہنچ گئی تہی۔ باہم قتل و خونریزی کا بازار دو روز تک گرم رہا طرفین سے مقتول و مجروح ہوئے۔ ملحقات کے مولف نے مقتولین ہنود کی تعداد بموجب قول فرشتہ ستر ہزار ہی لکہی اور مسلمانون کے شُہدا کی تعداد دو ہزار۔ آخر ہندو مغلوب ہوئے

مسلمانون کو کامیابی و فیروزی ہوئی - اس فتح مین مسلمانون کو بیشمار اموال و اسباب شاہی
ہمدست ہوا - ایک توپخانہ بزرگ جسمین تین سو توپین تہین مع گاڑیان اور دو ہزار ہاتی اور
سات سو عربی گہوڑے اور ایک سنگاسن مرصع اور کئی لاکہہ ہون - اور جواہر مروارید و طلا و نقرہ
مسکوک و غیر مسکوک سے تصرف مین آیا - بادشاہ بہمنی نے زر مسکوک و دیگر اسباب فوج و سپاہ پر تقسیم کر دیا
صرف گہوڑے شاہی طویلے مین اور ہاتی فیلخانہ مین اور جواہر وغیرہ خزانہ مین داخل کیا - اور
توپون کو توپخانہ مین شامل فرمایا - اور سنگاسن مرصع سواری بادشاہ کیلئے رکہے - کرنل میڈوز ٹیلر
نے اپنی تاریخ مین لکہا کہ یہہ پہلا وقت ہے کہ ہند مین توپونکا استعمال شروع ہوا - ان توپون کے
ہمدست ہونیکے بعد بہمنیہ سلاطین نے اپنی فوج مین انہین توپون کو درست کرکے توپخانہ قائم کیا
اور توپخانون مین - رومی و ترکی فرنگی بہرتی کئے - یہہ توپین اکثر جنگ مین کارآمد ہوتی تہین
اور میدان جنگ مین رات کے وقت ان توپون کے ذریعہ سے فوج کی زیادہ حفاظت ہوتی تہی
توپونکو فوج کے اطراف مین دائرہ کی طرح مسلسل زنجیرون سے باندہ دیتے تہے - فوج کی اطراف مین
توپونکا دائرہ بنجاتا تہا - اور فوج اوس دائرہ مین مرکز کی طرح قائم رہتی تہی - اور کامل حفاظت
ہوتی تہی - مخالفین کو شبخون کا موقع نہین ملتا تہا - کرنل ٹیلر کا قول کہ بہمنی نے بیجانگر کا
توپخانہ ہمدست ہونیکے بعد توپخانہ قائم کیا الخ درست نہین ہے اسلئے کہ محمد شاہ نے اس
توپخانہ کے ہمدست ہونے سے اول ہی توپخانہ قائم کرچکا تہا لیکن مختصر توپخانہ تہا - بیجانگر
کے توپخانہ ملنے سے توپخانہ بہمنی بزرگ ہوگیا - اور بہمنیہ سلاطین کی قوت و شوکت بڑہگئی
اور ماثر برہانی اور فرشتہ کے بیان سے کرنل ٹیلر کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ دکن مین بیجانگر کی

راجہ نے توپخانہ اول قائم کیا تہا۔ مختلف الاقوال کی صورت مین ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ دکن مین سلاطین اسلام سے محمد شاہ بہمنی ہی پہلا بادشاہ ہے جس نے توپخانہ قائم کیا۔ اور راجگان ہنود مین بیجانگر کا ہی پہلا راجہ ہے۔ جسکے عہد مین توپ کا رواج شروع ہوا۔ بہمنی و راجہ کے پاس رومی و فرنگی و ترکی توپخانہ پر متقرر تہے۔ جب بہمنی کا توپخانہ کامل ہو گیا۔ تب بہمنی نے باروت و گولہ و تیار بنانیکے لئے متعدد کارخانے قائم کئے۔ علی ہذا القیاس بیجانگر کا راجہ بہی آلات جنگ مثلاً توپ و تفنگ بنانے و ڈہالنے مین کوتاہی نہین کرتا تہا۔ بیجانگر کے راجاؤن اور مسلمانون مین باہم جنگ و جدال کا سلسلہ برسون نسلاً بعد نسل جاری رہا۔ چنانچہ آخر سنہ ۹۷۲ ہجری مین رامراج کے عہد مین طوائف الملوک عادلشاہیہ و نظام شاہیہ و قطب شاہیہ و بریدشاہیہ نے باہم ملکے بیجانگر کی سلطنت و راجگی کو برباد و تباہ کیا اور وہان کی تمام سیرابی و شادابی ویرانی و خرابی کے ساتہہ مبدل ہو گئی جہان شاہی محلات و مکانات شاہ نشین تہے وہان کہنڈر و ویران دکہلائی دیتے ہین۔ باغات و منتزہات کے سلسلے کوسون تک شہر کے اطراف مین تہے وہ تمام طرفین کے معرکون کے روند مین پامال و خراب ہو گئے۔ اب بجائے باغات و عمارات خالی میدان سنسان و جنگل بے خانمان ہے نہ کہین باغ ہے نہ راغ بلکہ بجائے باغ خزان ہے۔ جہان گل و بلبل تہے وہان خار و بوم ہے۔ بیجانگر کا حال عنقریب آگے آئیگا۔ اوسمین مین نے اسکا پورا مالہ و ماعلیہ لکہا ہے نیز طوائف الملوک کے بیان مین بیجانگر اور طوائف الملوک کے معرکون اور واقعات کا ذکر کیا جائیگا

پس محمد شاہ نے اس فتح کو فتوحات کا مقدمہ سمجہہ کے موسم برسات کو قلعہ مدکل مین تمام کیا پہر خان محمد مع جمعیت دولت آباد حضور مین پہنچا۔ اوسوقت بہمنی کی جمعیت بڑہ گئی راجہ

بیجانگر کے تعاقب مین قلعہ ادہونی کو روانہ ہوا۔ راجہ قلعہ ادہونی کے خارج مین سکونت پذیر تہا اپنے خواہرزادہ کو قلعہ کا حاکم مقرر کرکے شہر بیجانگر کے اطراف مین گیا۔ اور اطراف کے عساکر اور خزانہ وباقی اسباب شاہی بیجانگر سے طلب کیا۔ اور بہمنی سے مقابلہ کی تیاری کی۔ محمد شاہ بہمنی نے حسب رائے خان محمد قلعہ کی تسخیر کو آیندہ پر کہا۔ فی الحال ممالک محروسہ کے تمام قلعجات مین فرمان بہیجے آلات جنگ وادوات توپ تفنگ طلب کئے۔ اور توپخانہ کو بسرکردگی مقرب خان درست کیا۔ اور رومیون و فرنگیون کو مقرب خان کے تابع فرمایا۔ جب توپخانہ وسامان جنگ کا پورا اہتمام ہو گیا تب بادشاہ مع توپخانہ وجمعیت قلعہ ادہونی کے اطراف سے برخاست کرکے رود تنگبہدرہ گذر کے بیجانگر مین داخل ہوا۔ سلاطین اسلام سے یہی پہلا بادشاہ ہے کہ بذات خاص بیجانگر پر فوج کشی کی اور کامیابی و فیروزی کے ساتہہ مراجعت کی۔ بادشاہ بہمنی عالی ہمت و صاحب جرات ثابت قدم وراسخ دم تہا۔ کشن رائے والی بیجانگر کے طرف متوجہ ہوا۔ کشن رائے والی بیجانگر بہمنی کی توجہ سے گہبرا کے مسلوب الحواس ہوا۔ تمام ارکین دولت وبراہمہ صاحب حکمت کو فراہم کرکے بہمنی سے مقابلہ کرنیکی بابت مشورہ کیا۔ تمام براہمہ وارکین کے رائے سے قرار پایا کہ بہوج مل سپہ سالار کو بہمنی کے مقابلہ مین بہیجنا چاہیئے۔ جب بہوج مل اس خدمت پر معین ہوا تب کثرت غرور سے لاف زنی کرتا تہا۔ اور مونچہون کو تاب دیکے شیخی سے کہتا تہا کہ اگر مہاراجہ فرمائین تو بہمنی کو زندہ گرفتار کرکے لاتا ہون یا اوسکے سر کو خدمت مین پیش کرتا ہون۔ کشن رائے نے کہا مجہے اسکا دیکہنا پسند نہین ہے مخالف کا مرنا بہتر ہے۔ قتل کیا جائے۔ پہر بہوج مل مع چالیس ہزار سوار اور پانچ لاکہہ پیادہ مقابلہ کے لئے برآمد ہوا۔ اور حکم دیا کہ براہمہ وپنڈتہائے ویدانتی لشکر کو

اسباب کی تحریص و ترغیب کرین کہ مسلمانون سے جنگ کرنا باعث ثواب ہے۔ اور اون کے قتل کرنے مین نجات ہے۔ اور اہل اسلام کی برائیان تائید تحریص مین بیان کرین۔ مثلاً گاؤکشی و بت شکنی وغیرہا۔ جب فریقین مین بارہ کوس کا فاصلہ رہا۔ تب محمد شاہ بہمنی و خان محمد نے سپہ سالارون کو حکم دیا کہ لشکر کی تنقیح کرکے مطلع کرو۔ عرض کیا کہ پندرہ ہزار سوار۔ پچاس ہزار پیادہ ہین اولاً بہمنی نے دس ہزار سوار و بیس ہزار پیادہ و توپخانہ خان محمد کے ہمراہ کرکے بھوج مل سے مقابلہ کے لئے آگے روانہ کیا۔ بتاریخ چودہ ماہ ذیقعدہ ۷۶۶ہجری باہم فریقین کا مقابلہ ہوا طرفین کی سپاہ جوش و خروش مین تھی باہم کشت و خون شروع ہوا طرفین سے مقتول و مجروح ہونے لگے موسیٰ خان و عیسیٰ خان افغان افسران میمنہ و میسرہ معرکہ مین مقتول ہوے۔ فوج میمنہ و میسرہ مین تفرقہ واقع ہوا قریب تھا کہ بہمنی کی شکست ہو جائے۔ لیکن ایسی حالت مین حسن اتفاق سی محمد شاہ بہمنی مع تین ہزار سوار معرکہ مین پہنچ گیا۔ اور اطراف و جوانب کی فوج متفرقہ بھی جمع ہو گئی اور مقرب خان داروغہ توپخانہ نے حسب الحکم گولہ باری شروع کر دی۔ اہل اصنام گھبرائے مضطرب الحال ہوئے۔ ایسی حالت مین مقرب خان نے اجازت چاہی کہ لشکر مین داخل ہو کے مع سپاہ حملہ کرون۔ خان محمد نے اجازت دی اور چند امرا کو بھی کمک کے لئے بھیجدیا۔ باہم شمشیر و خنجر سے لڑنے لگے ٭ چکاچاک خنجر ز میدان کین ٭ بہفتم فلک شد ز روئے زمین ٭ عجائب اتفاق سے ہے کہ خان محمد کا ہاتی شیر شکار زمام فیلبان سے سرکشی کرکے بھوج مل کے لشکر مین چلا گیا۔ بھوج مل کے ہاتیون نے اوسکو گھیر کے بیکار کر دیا۔ خان محمد مع پانسو سوار بھوج مل پر حملہ آور ہوا۔ وہان اپنے ہاتی کو دیکھا۔ ہاتی نے خان محمد کو پہچان لیا۔ اور لشکر اسلام کے آگے ہو گیا۔ اور اہل اسلام کی

فوج کو متفرق کرنے لگا۔ اسی اثنا مین بہوج مل زخم تیر سے مجروح ہو کے معرکہ سے فرار ہو گیا۔ سپاہ لا کے
فرار ہونے ہی لشکر پراگندہ ہوا۔ فرار ہونے لگے۔ اہل اسلام کشش مین کوشش کر رہے تھے کشتگان ہنود
کے جابجا تودے ہو گئے تھے۔ کہ یکایک بادشاہ بہمنی کا چتر نمودار ہوا حکم دیا کہ جنگ و فتح سے ہنود کا
قتل مقصود ہے قتل مین کوتاہی نہین کرنا چاہئیے۔ پس حسب الحکم قتل کا بازار گرم ہوا۔ فرشتہ نے
لکھا کہ اہل اسلام نے قتل مین اسقدر کوشش کی کہ جوان و پیر و زنان و طفل شیرخوارہ تک باقی نہین
چھوڑا تمام کو تہ تیغ کیا الخ فرشتہ کا قول مبالغہ آمیز ہے۔ وہان زنان و طفل سے کوئی نہین تھا۔ نہ کوئی
بوڑھا معذور تھا۔ مقابلہ کے لئے جوانان تنومند آئے تھے۔ اور انتخابی لاو مقابلہ مین شریک تھے۔ چنانچہ
اسی مقام مین صاحب ملحقات نے لکھا ہے کہ جابجا مقتولین کے انبار ہو گئے تھے۔ دیکھکے حسرت و افسوس
ہوتا تھا کیسے کیسے سرگان نو دمیدہ و سروقدان تنومند چمیدہ زمین پر خاک و خون مین آلودہ پڑے ہوے
تھے الخ محمد شاہ بہمنی اس فتح کے بعد وہان ایک ہفتہ تک قیام پذیر رہا۔ اطراف و اکناف مین فتح نامے
بھیجے۔ باوجود قتل و خونریزی کامیابی و فیروزی بہمنی چاہتا تھا اپنی قسم کی تکمیل کرے۔ مقتولین ہنود
کی تعداد ایک لاکھ کرے۔ اس لئے کشن رائے کے تعاقب مین روانہ ہوا۔ وہ مقابلہ کی تاب نلاکے مضطرانہ
باوجود لشکر و جمعیت جنگل و صحرا مین فرار ہوا۔ پہاڑون و جھاڑیون مین پناہ گیر ہوا۔ ننگ و ناموس
کی پروا نہین کی۔ اس بیت پر کار بند ہوا ؎

کس گرفتار نام و ننگ مباد ۔۔۔ کوچہ راہ و رسم تنگ مباد

محمد شاہ بہمنی تین مہینہ تک اوس کے تعاقب مین سرگرم رہا۔ جہان ہنود کو پاتا تھا قتل کرتا تھا
آخر لاچار ہو کے کشن رائے دارالملک بیجانگر کے طرف روانہ ہوا۔ وہان کے پہاڑون کی گھاٹیون مین

نو لاکہہ پیادے کہے کہ ممانعت و مدافعت کرتے رہیں۔ اور آپ راجہ قلعہ میں متحصن ہوگیا۔ محمد شاہ پہاڑون کے قریب بین بہی ایک مہینہ تک جما رہا۔ برابر باہم لڑائیان ہوتی رہین اور تعاقب سے باز نہین آتا تہا۔ بیجانگر کے اطراف مین ڈیرے وخیمے قائم کردئے۔ اور جا بجا دمدمے بہی ایستادہ کردئے۔ ہر روز جنگ ہوتا تہا۔ ہنود راتکو اردوئے بہمنی کے طرف گہومتے تہے۔ گالیان و فحش بکتے تہے۔ اور بہاگ جاتے تہے کوئی مقابلہ مین نہین آتا تہا۔ بادشاہ نے ایک مہینہ تک کامل کوشش کی کہ شہر مین داخل ہو جاؤن اور دل کی آرزو پوری کرون۔ لیکن داخل ہونا نصیب نہین ہوا آخر بہمنی نے خان محمد کی رائے سے تکلفانہ اپنے کو بیمار بنایا سنگاسن مرصع مین سوار ہوکے مراجعت کرنے لگا۔ کشن رائے نے سمجہا کہ بادشاہ قریب المرگ ہے عنقریب مرجائیگا۔ اور اہل اسلام نے بناوٹ سے یہہ خبر بہی اڑادی تہی کہ بہمنی مرگیا۔ مراجعت و بیماری یا مرنیکی خبر سے کشن رائے ہوشیار ہوا اور دلاوری کے میدان مین جولانی کرنے لگا۔ مع جمعیت بادشاہ کے تعاقب مین بیجانگر سے برآمد ہوا اور ہنود بادشاہی فوج کے تعاقب مین شور و غل مچاتے تہے۔ اور کہتے تہے کہ تمہارا بادشاہ مرگیا۔ براہمہ کی دعا قبول ہوگئی ہم اب تمکو زندہ نہین چہوڑین گے۔ کئی روز تک بہمنی آگے چلتا تہا۔ اور راجہ تعاقب مین آتا تہا۔ چلتے چلتے تنگبہدرا سے گذر کے مسطح وہموار میدان مین پہنچ گئے۔ اوسوقت بہمنی نے دربار عام منعقد کیا۔ اور دربار مین آیا سب کو اپنے دیدار سے سرفراز فرمایا۔ تمام بادشاہ کے درشن سے خوش ہوئے۔ بہمنی نے ہموار زمین مین قیام کیا اور کشن رائے بہی دو تین کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوا اور سپاہ کو حکم دیا کہ آج شب کو تمام فلان مقام مین مستعد جنگ و مسلح رہین۔ اور میرے آنیکے منتظر رہین۔ تمام نے حکم کی تعمیل کی۔

بہمنی دو پہر رات گذرے پر جنگی لباس پہنکر گہوڑے پر سوار ہوکر برآمد ہوا۔ اور بمقام مقررہ پر پہنچا
تمام ساز و سامان کے ساتہہ مستعد تہے۔ ہر ایک سپہ سالار و عہدہ دار خدمات مقرر کرکے ہنود پر حملہ
کیا۔ کشن رائے اور تمام ہندو مسلمانون کو بہگوڑا سمجہہ کے عیش و عشرت و رقص و سرود مین مشغول تہے
اوسوقت تک خواب غفلت مین پڑے ہوے تہے کہ قریب صبح مسلمانون کی صدائے تکبیر سے ہوشیار
ہوے۔ دیکہا کہ گہرے ہوے ہین۔ گہبرائے راجہ مسلوب الحواس ہو گیا۔ بامر لاچاری فرار ہوا اور سپاہ
و حشم بہی بہاگی۔ راجہ اسطرح بہاگا کہ بیجانگر تک کہین نہین ٹہرا۔ محمد شاہ بہمنی راجہ کے تمام خزائن
و اسباب شاہی پر متصرف و قابض ہوا۔ چند منزل تک فراریون کا تعاقب کیا۔ اس ہنگامہ گریز
و ستیز مین دس ہزار ہندو قتل ہوے۔ اور اکثر زخمی ہوکے ہلاک ہوے۔ سخت قہر و غضب سے بیجانگر کے
اطراف مین تیس چالیس کوس تک جہان آبادی پاتا تہا وہان قتل عام کرکے ویران و خراب کرتا تہا
براہمہ و معتبران ہنود یہہ خرابی و خونریزی دیکہہ کے کشن رائے کو ملامت کرنے لگے اور کہا تیری
سلطنت ہم پر منحوس و نامبارک ہوئی۔ ہماری عزت و آبرو برباد ہوئی۔ تخمیناً دس ہزار برہمہ قتل کیئے گئے
اور رعیت کا نام و نشان باقی نہین رہا۔ کشن رائے نے کہا جو کچہہ ہوا تمہاری رائے سے ہوا
مین تقدیر الٰہی مرکو رد نہین کرسکتا ہون آپ جو کچہہ کہین مین اوسپر عمل کرتا ہون۔ تمام نے
کہا کہ پہلے تیرے باپ نے علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی سے صلح و موافقت کرلی تہی۔ تجہکو بہی مسلمانو
سے صلح کرلینا چاہیے۔ کشن رائے نے براہمہ کی رائے سے اتفاق کرکے محمد شاہ بہمنی کے پاس سفیر
صلح کے لئے بہیجے۔ اور گذشتہ کی معافی چاہی اولاً بادشاہ نے انکار کیا۔ اسوقت مصاحبین
سے ایک مصاحب شوخ نے عرض کیا۔ تاریخ روضہ طاہری کے موئلف نے لکہا کہ ایک نایلہ نے کہا کہ

آپ نے قسم کہائی تہی قلعہ مدکل کے مقتولین کے قصاص مین ایک لاکہہ ہندو قتل کرونگا۔ نہ ایسی قسم کہائی کہ ہندو کی اصل کو صفحہ ہستی سے مٹاؤنگا۔ بادشاہ نے مسکراکر کہا جب تک راجہ دلّی کے فوالونکا وظیفہ نہین اداکریگا تب تک قتل موقوف نہین کرونگا۔ سفیرون نے اوسیوقت قبول کیا۔ جو کچہہ وظیفہ تہا ادا کیا۔ اوسیوقت امن و امان قائم ہوگیا۔ بادشاہ نے خدا کا شکریہ ادا کیا اور کہا الحمدللہ جو میری زبان سے نکلا تہا وہ پورا ہوا۔ محمد شاہ بہمنی صاحب عزم بالجزم تہا جو ارادہ کرتا تہا۔ اوس سے کبہی باز نہین رہتا تہا۔ استقلال و جرأت و جوانمردی سے ہرایک کام اختتام کو پہنچاتا تہا۔ پہر سفیرون نے دست بستہ ہوکر عرض کیا اے خداوند عالم آپ اسوقت ہمارے حال پر مہربان ہین اگر اجازت ہو تو کچہہ گزارش کرین۔ اجازت دی سب نے کہا اے بادشاہ کسی مذہب و ملت مین جائز نہین ہے کہ مجرم کے عوض مین غیر مجرم کو سزا دین۔ اور قلعہ مدکل کے مسلمانون پر جو کچہہ تشدد ہوا ہے اسکا بانی کشن رائے تہا۔ فقرا و مساکین و برہمہ رعایا کا کیا قصور خدائے تعالی نے آپکو تمام دکن کا مالک بنایا ہے اور کرناٹک کا ملک آپکے زیرسایہ ہین ہے ہم یقیناً کہہ سکتے ہین کہ آپ اور آپکی اولاد کو مدت تک اس ملک والون سے ہمسایگی رہیگی۔ اور دنیا دارون مین اس قسم کے معاملات ہوتے رہتے ہین شاید پہر کبہی ایسا موقع آجائے تو خلائق کا کیا حال ہوگا معلوم نہین کہانتک نوبت پہنچیگی۔ اب رعایا کی حالت اسبات کی درخواست کرتی ہے کہ آئیندہ فقرا و مساکین کا قتل نہوا کرے۔ سلطان محمد شاہ بہمنی سفیرون کی تقریر سنکے متاثر ہوا۔ حسرت و افسوس کے ساتہہ کہا کہ مین نے خدا سے عہد و پیمان کیا ہے کہ آئیندہ کبہی ایک فرد بشر کو قتل نہین کرون گا۔

نہ آیندہ میری اولاد مین کوئی اس امر کا مرتکب ہوگا۔ سفیرون نے سجدہ شکر ادا کیا۔ اوسی تاریخ سے دکن مین یہہ بات قرار پائی جو کوئی معرکہ جنگ مین زندہ گرفتار ہو جائے۔ تو اوسکو ہلاک نہ کرین۔ اور بیوجہ عام رعایا کو قتل نکرین۔ یہی بہمنون کا قانون و قرارداد طوائف الملوک کے زمانہ تک جاری رہا۔ بعد مین کبہی مقتضائے حال کے خلاف عہد واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ رام راج کے عہد مین طرفین سے خلاف معاہدہ عمل درآمد ہوا ہے پہر محمد شاہ صلح کرکے دارالسلطنت حسن آباد گلبرگہ مین آیا۔ اولاً حضرت شیخ محمد سراج جنیدی رحمہ اللہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور غنائم سے خمس خیرات و صدقات کیلئے نذر کیا۔ اور نیازمندی سے گزارش کی کہ آپ کی دعا سے فتوحات عظمیٰ حاصل ہوئی۔ آپکی مبارک دعا میرے حق مین مبارک ہوی۔ پہر حضرت سے رخصت ہوکے دارالامارہ مین آیا اعزاز و افتخار سے ملا۔ امرا و ارکان سلطنت کو انعام و صلات سے سرفراز فرمایا۔ ایک ہفتہ پانچ روز کے بعد دولت آباد روانہ ہوا۔ فوج جرار مع ساز و سامان جنگ نہایت کروفر سے آیا۔

بہرام خان مازندرانی کی بغاوت اور اوسکے فرو ہونیکا ذکر

ابہی بیجانگر کے معرکہ سے معاودت کیے تین ایک ہفتہ سے زائد نہین گذرا تہا۔ کہ دولت آباد کا سفر درپیش آیا۔ اوسکی وجہ یہہ ہے کہ محمد شاہ بہمنی بیجانگر کی لڑائی و چڑہائی مین دو چار مہینہ تک مصروف رہا۔ اور وہان تکلفاً بیمار رہنگیا تہا۔ بعض کوتاہ اندیشون نے موقع پاکے مشہور کردیا کہ محمد شاہ فوت ہوگیا۔ اور اسوقت دولت آباد خالی تہا۔ صوبہ دار بادشاہ کے ہمرکاب تہا۔ وہان کوئی

صاحب شکوہ موجود نہین تہا۔ اسوجہ سے بہرام خان ماژندرانی حسن گنگوئے بہمنی کا ہمشیرزادہ وفرزند خواندہ تہا۔ کونبہ دیو مرہٹہ وبعض امرائے برار وبکلانہ کے ورغلانے سے مخالفت کا علم قائم کرکے دولت آباد پر قابض ہوگیا۔ اور جو کچہہ وہان خزانہ وذخیرہ تہا اُسپر متصرف۔ اور بارہ ہزار سوار وپیادہ فراہم کرکے مالکیت کا مدّعی ہوا۔ اولاً محمد شاہ نے اوسکو ایک خط نصیحت آمیز لکہا کہ میرے سننے مین آیا کہ آپ بعض شیاطین کے ورغلانے سے وہ بات کرنی چاہتے ہین کہ آپ کی شان کے لائق نہین۔ میرے نزدیک مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ معافی چاہین اور اپنے کردہ ناہموار سے توبہ کرین۔ مین آپکو اور آپکے احباب وانصار کو معاف کرونگا۔ اور کسی قسم کا مواخذہ نہین کیا جائیگا یہہ خط سید جلال حمید شاہ ملک مصاحبین کے ہاتہہ سے بہرام خان کے پاس بہیجا بہرام خان نے اس معاملہ مین کونبہ دیو سے مشورہ کیا اُس نے بُری صلاح دی۔ اور کہا بادشاہ شدید المزاج ہے اُس سے بیخوف نہین رہنا چاہیے اور استقلال وہمت کے ساتہہ اس مہم کو پورا کرنا چاہیے۔ بہرام خان نے بادشاہ کے خط کی کچہہ قدر نہین کی۔ سرکشی پر کمربستہ ہوگیا۔ بادشاہ کے دونون مصاحب واپس آئے۔ اور بہرام خان کے حالات ناپسند بیان کئے۔ محمد شاہ بہرام کی اس حرکت بیجا سے بہت ہی ناخوش ہوا فی الفور مسند عالی خان محمد کو روانہ کیا۔ اور خود بہی شکار کرتا ہوا وہان پہنچا

نظم

روان میراندیگران طرب شاہ ۔۔۔ شکار افگن شکار افگن دران راہ

جہان خالی شد از صید چرندہ ۔۔۔ نماند اندر ہوا مرغ پرندہ

بہرام خان وکونبہ دیو وغیرہ قصبہ پٹن مین پہنچے۔ وہان بہت سی فوج بہرتی کرلی۔ خان محمد جو زمانہ دیدہ سرد وگرم چشیدہ تہا وبہادر تجربہ کار وجنگ آزمودہ تہا مقابلہ ومقاتلہ مناسب سمجہکے

شیوگائون مین مع جمعیت فروکش ہوا۔ بہرام خان نے ایک حملہ کیا لیکن کامیاب نہین ہوا۔
اپنے مقام فرودگاہ پر چلا گیا۔ مسند عالی نے بادشاہ جو مقام بیڑ مین تہا بہرام کی فوج کی حالت
دیکہہ کے لکہا کہ فلان تاریخ و روز ہم مخالف کی فوج پر حملہ کرینگے۔ اگر آپ بہی تشریف لائین گے۔ تو مناسب
ہوگا۔ بادشاہ فی الفور مع جمعیت تین سو سوار خاصہ خیل سے روانہ ہوا۔ اور لشکر کے آنے کا انتظار
نہین کیا۔ مصاحبین نے عرض کیا کہ مسند عالی کے عریضہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مخالف کے ساتہہ
فوج زائد ہے۔ اگر بادشاہ آہستہ آہستہ منازل طی کرے تو مناسب ہوگا۔ اور امرا و سپاہ بہی ہمرکاب
ہو جائین گے۔ بادشاہ نے امرا کی درخواست قبول نہین کی۔ فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ بروز
میعاد مقررہ پہنچ جاؤن۔ آپکا کہنا میرے ارادہ سے مخالف ہے۔ آپ خوب جانتے ہین کہ مین نے
ہزار سوار سے تلنگانہ کو فتح کیا۔ اور نو ہزار سے بیجانگر کے راجہ کو جنگل و صحرا مین بہگایا۔ اور کامیابی
کے ساتہہ مراجعت کی اسوقت صرف یہہ تین سو سوار مخالفین کے مدافعت کیلئے کافی ہین مخالفین
کیا ہین خس و خاشاک ہین۔ نظم

ببین از کجا تا کجا تاختم | بو یلم پٹن سر برافراختم
بگلگون سپردم عنان باز چون | برارم ز بیجانگر جوئے خون
برانیم چو بر پشت اسپ سیاہ | بخواہد ز من کوہ البرز راہ

پس بادشاہ ایسے وقت مین تاریخ و روز مقررہ پر قصبہ پٹن کے قریب پہنچ گیا۔ مسند عالی
فوجون کو ترتیب دیکر بہرام سے مقابلہ کر رہا تہا کہ بادشاہ کے پہنچنے کی خبر منتشر ہوی۔ مخالف
کے لشکر مین کہلبلی پڑ گئی۔ اکثرون نے بہرام خان کی رفاقت چہوڑ دی۔ بہرام دکو نبہ دیو

گھبرائے اور دولت آباد کی طرف روانہ ہوے۔ مسند عالی کی فوج نے مخالف کی چھاونی لوٹ لی۔
بادشاہ بھی پہنچ گیا۔ میدان کارزار مین خوب جمکر لڑا۔ اور دلاوری و بہادری کی خوب داد دی
دوست و دشمن بادشاہ کی ہمت و شجاعت پر آفرین کہنے لگے۔ پھر میدان کارزار سے دولت آباد
بھگوڑون کی تعاقب مین آئے۔ بہرام خان و کوبند دیو قلعہ مین پناہ گیر تھے۔ مسند عالی محاصرہ کی
فکر کرنے لگا۔ بہرام خان و کوبند دیو حیران و پریشان ہوئے بھین بدلکے حضرت زین الدین کے پاس آئے اور عرض کیا

کہ اے از رخت راحت دل پدید — زبانِ تو ہر مشکلے را کلید
بیا در د بر ما چنین تر کتاز — چہ تدبیر کان شاہ گردن فراز

حضرت فرمائے اب کیا کرنا چاہئے۔ شیخ نے فرمایا۔ المستشار موتمن اسوقت آپکے لئے
مع عیال و اطفال گجرات جانا مناسب ہے دونون نے قلعہ سے عیال و اطفال کو شیخ کے مکان پر بلایا
شیخ نے دونون کی پیٹھ پر ہاتھ رکھکے کہا خدا حافظ سوار ہو جاو۔ دونون گجرات چلے گئے۔
بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بھاگ گئے۔ چار سو سوار تعاقب مین دوڑائے لیکن وہ ہاتھ نہین آئے
بادشاہ شیخ سے بہت ہی رنجیدہ ہوا۔ چنانچہ شیخ کی کشیدگی کا ذکر مذکور ہو چکا ہے اب اعادہ کی
ضرورت نہین۔

قطاع الطریق یعنے رہزنون کے قتل کا ذکر

مفرح القلوب کے مولف نے لکھا کہ محمد شاہ بہمنی رعایا کی آسائش کو اپنی آسائش پر ترجیح دیتا تھا
اُن کے جان و مال کی حفاظت کو فرض جانتا تھا۔ بادشاہ عادل کے عہد مین کوئی
کسی پر ظلم نہین کر سکتا تھا۔ عمال و حکام بھی بادشاہ کے پیرو تھے۔ اُسکی چال پر چلتے تھے۔

ممالک محروسہ مین امن وامان تہا لیکن دکن کی جہاڑیون اور پہاڑون مین راہزن سکونت پذیر تہے۔ وارد و صادر کو لوٹ لیتے تہے۔ اور اونکو ہلاک بہی کر دیتے تہے تاجرون کو ایک شہر سے دوسرے شہر کو آنا جانا سخت مشکل تہا۔ رعایا بدمعاشون کی شرارت و راہزنی سے تنگ ہوگئی تہی۔ روز بروز اُن کی شرارت بڑہتی جاتی تہی۔ ہرچند کہ بادشاہ بندوبست کرتا تہا۔ اور اس شرارت سے مانع ہوتا تہا۔ نہین مانتے تہے۔ اور اپنے کردار ناہموار سے باز نہین آتے تہے۔ اونکی سرکشی و ستمگاری سے بادشاہی غضب کا دریا جوش و خروش مین آیا۔ ایک بارہ حکم دیا کہ تمام ملک مین فرامین قتل راہزنان جاری کرین۔ حسب الحکم فرامین جاری کئے گئے تمام ممالک مین راہزنون کا قتل عام شروع ہوا۔ برابر چہہ مہینہ تک قتل کا بازار گرم رہا۔ اور یہہ بہی حکم جاری کیا کہ ہر ضلع سے جسقدر قتل ہوتے جائین مقتولین کے سر دارالسلطنت گلبرگہ مین بہیجے رہین۔ مدت مذکورہ مین بیس ہزار سر جمع ہوے۔ شہر کے چارون طرف چار چبوترے بقول بعض چار برج بنا رہنا دئے۔ قول اول ہی اعتبار کے لائق ہے۔ اکثر مورخین مثل فرشتہ و مقلدین فرشتہ نے چبوترے لکہا ہے۔ شہر کے اطراف مین چبوترے اس غرض سے بنائے تہے کہ خلائق کو عبرت ہو۔ اور بقیۃ السیف اپنی کردار ناہنجار سے باز آئین۔ بادشاہ کے قتل سے تمام راجگان دکن تابعدار و فرمان بردار ہوگئے اور عام رعایا کے دلون مین بادشاہی رعب و داب متمکن ہو گیا قطاع الطریق سے ایک فرد بہی زندہ نہین چہوڑا تمام راستے بیخوف و خطر ہوگئے۔ کسی قسم کا خوف باقی نہین رہا۔ دکن کے راستے اور جہاڑیان ان موذیون کے وجود مردود سے پاک صاف ہوگئین کسی قسم کی شکایت باقی نہین رہی۔ مفسدین کا بہی نام و نشان نہین رہا۔ محمد شاہ نے

یہہ کام رعایا و تاجرین کے لئے نہایت ہی مفید کیا۔ تمام رعایا کیا ہندو کیا مسلمان بہت ہی خوش ہوئے۔ اور اطمینان سے رہنے لگے۔

محمد شاہ بہمنی کا دلجمعی سے تخت جہانداری پر زندگی بسر کرنا

جب محمد شاہ بہمنی راے بیجانگر و راجہ تلنگانہ و دیگر زمینداران دکن کے معرکون و لڑائیون سے فارغ ہوا اور تمام راجگان دکن تابعدار و فرمان بردار ہو گئے۔ اور کوئی مخالف مقابل نہین رہا۔ اور کسی نے سالانہ خرچ مقررہ کے بھیجنے مین خلاف نہین کیا تو بادشاہ نے لشکرکشی کو موقوف کردی۔ اور جنگ و جدال سے بیفکر ہو گیا۔ اطمینان و دلجمعی سے امور سلطنت کا انتظام ملک سیف الدین غوری کے سپرد کیا۔ وکیل السلطنت کو مختار کل بنایا۔ اور آپ فراغت سے عیش و عشرت و شکار مین مشغول ہوا۔ وہان اکثر اوقات شکار کے شوق مین ممالک محروسہ کا دورہ کرتا تہا۔ جس طرف جاتا تہا وہان کا صوبہ دار تحائف و پیشکش پیش کر کے دار الملک مین پہنچا دیتا تہا۔ اور اکرام و انعام کے ساتھ اپنے مستقر پر مراجعت کرتا تہا۔ بادشاہ اسی دورہ و شکار مین ممالک محروسہ کی نگرانی اور داد خواہون کی دادرسی و فریاد رسی بجا لاتا تہا پس ممالک دکن کے تمام خورد و بزرگ خوش و خرم تہے۔ اور اوس کے سایہ عدل مین امن و امان سے زندگی بسر کرتے تہے۔ کوئی کسی پر ظلم و ستم نہین کر سکتا تہا۔ اسی بادشاہ نے ملک کو رہزنون و غارت گرون سے ایسا پاک و صاف کر دیا تہا کہ ممالک غیر سے تجار و مسافرین بیخوف و خطر آمد و رفت کرتے تہے۔ مسافرین و تجار کے مال و متاع کی حفاظت کے لئے جا بجا تہانے مقرر کر دئے تہے۔ سوداگر اپنے مال و اسباب کو تہانہ دارون کے حفاظت مین رکہہ کے فراغت سے اپنے کاروبار مین

مشغول ہو جاتے تہے۔ اس بادشاہ کے عہد مبارک مین چورون و رہزنون کا نام و نشان باقی نہین رہا تہا چوری و ڈاکہ زنی کا کہین واقعہ نہین ہوتا تہا۔ یہہ اطمینان و دلجمعی ممالک محروسہ مین رہزنون کے قتل عام اور مقتولین کے سرون کہوپڑیون کے چبوترے و مینار بنانے سے ہوئی تہی۔ جیساکہ رہزنون کے قتل مین ذکر ہو چکا ہے۔ رہزنون و چورون کو اسقدر عبرت و دہشت ہو گئی تہی کہ وے چوری و رہزنی کے نام سے نفرت کرتے تہے۔ محمد شاہ بہمنی کا انتظام مقتضائے حال کے موافق نہایت ہی درست و بجا تہا۔ بدمعاشون کو تاوقتیکہ اس قسم کی سزا نہ دیجائے ہرگز بدمعاشی سے باز نہین آتے بدمعاشون کو عبرت سزائے موت ہی سے ہوتی ہے۔ قید و بند سے پورا انتظام نہین ہوتا۔ ہان حبس دوام سے بہی عبرت کرتے ہین۔ بعض مورخین بادشاہ کے اس قتل عام کو ظلم سے تعبیر کرتے ہین۔ اونکی تعبیر بجا و درست نہین ہے۔ وے مقتضائے حال کا لحاظ نہین کرتے اگر لحاظ کرتے تو ایسی تعبیر کرتے اس بادشاہ کے زمانہ کو اہل اسلام و اہل اصنام نعمت عظمی و موہبت کبری سمجہتے تہے۔ ہر وقت خدائے واہب العطا کا شکریہ ادا کرتے تہے۔ اگرچہ اہل اصنام ابتدا مین بادشاہ کی کثرت خونریزی سے متنفر تہے۔ اور بادشاہ کی خونریزی کو تعصبًا خیال کرتے تہے۔ نہین سمجہے تہے کہ یہہ سختی بلحاظ انتظام ہے اور اپنی سرکشی و بغاوت کا لحاظ نہین کرتے تہے۔ قتل و خونریزی کا ابتدا اونہون سے شروع ہوا تہا قلعہ مدہول کا واقعہ ہمارے کلام کی تصدیق کرتا ہے۔ اگر ہم بیجانگر کے راجہ کو ظالم کہین تو ہمارا قول بجا ہو گا۔ آخر راجہ نے براہمہ کی حسن تدبیر سے صلح کر لی تو پہر کبہی باہم ہندو اور مسلمانون مین فتنہ و فساد نہین ہوا۔ اہل اسلام عہد و پیمان مین ایسے راست باز ہوتے تہے کہ کبہی عہد شکنی نہین کرتے تہے اور جس سے جو وعدہ کرتے تہے اوسکا ایفا واجب و لازم جانتے تہے۔ اور جس کو اپنی پناہ مین لیتے تہے

اوسکی پوری حفاظت کرتے تھے۔ یہی مسلمانون کی راستبازی غیر قومون کے دلون پر موثر ہوتی تھی۔ اور مسلمانون کی ہمدردی آسانی سے مخالفین کو مسخر کرلیتی تھی۔ سلاطین بہمنیہ اپنے خراج گزارون وذمیون کے جان و مال کی بڑی حفاظت کرتے تھے۔ اگر کوئی ظالم اونپر دست درازی کرتا تو اُسکی مدافعت مین کوشش بلیغ کرتے۔ اگر ظالم اہل اسلام سے ہوتو اوسکو بھی دفع کرتے تھے انصاف و عدالت مین مذہبی تعصب کے روادار نہین ہوتے تھے۔ اب مین ناظرین کے ملاحظہ کیلئے احمد شاہ ولی البہمنی کی ایک نظیر تاریخ فرشتہ و نظامی وغیرہ سے نقل کرتا ہون۔ تاکہ میرے کلام کی تصدیق ہووے۔ پھر احمد شاہ نے ۸۲۹ھ ہجری مین قلعہ ماہور پر لشکرکشی کی۔ قلعہ کو صلحاً مسخر کرلیا۔ اور بلدہ رایچور مین ایک سال تک ما قلعہ کادیل گڈہ و نرنالہ کی تعمیر کی۔ برار مین قیام کرنے سے یہہ غرض تھی کہ خاندیس و گجرات کو جو صاحب قران امیر تیمور گورگانی نے فیروز شاہ کو عنایت کیا تھا مسخر کرے۔ ہوشنگ شاہ والی مانڈو نے بادشاہ بہمنی کے مافی الضمیر سے واقف ہوکر نرسنگہ حاکم کہرلہ خراجگزار بہمنی کو اسبات کی ترغیب دی کہ بہمنیہ کی اطاعت سے سرگردان ہوجائے۔ اور ہوشنگ کا مطیع و تابعدار بنے۔ نرسنگ نے قبول نہین کیا۔ ہوشنگ نے دو مرتبہ کہرلہ پر بسرکاری سپہ سالاران فوج کشی کی۔ کامیاب نہین ہوا۔ سپہ سالار شکست پاکے ذلت کیساتھہ واپس آئے۔ پھر تیسرے مرتبہ ہوشنگ شاہ نے فوج جرار کہرلہ برار پر روانہ کیا امرائے ہوشنگ شاہ راجہ کے بعض پرگنات پر قابض ہوگئے۔ نرسنگ فوج فراہم کرنیکی فکر مین مشغول ہوا۔ کہ یکایک خبر منتشر ہوئی کہ خود ہوشنگ شاہ مع جمعیت آرہا ہے۔ نرسنگ گھبرایا ۸۳۲ھ مین ایک سفیر مع عرضداشت احمد شاہ بہمنی کی خدمت مین بہیجا۔ اور عرض کیا کہ ہوشنگ شاہ

والی مالوہ اس خراج گزار خیرخواہ پر حملہ آور ہوتا ہے۔ مین فیروز شاہ بہمنی کے عہد سے آپکے خاندان
کا حلقہ بگوش ہون۔ اس طرف کے تمام حکام جانتے ہین کہ مین سلاطین بہمنیہ کا خراج گزار ہون
پس آپ سے امید کرتا ہون کہ ایسی حالت مین جلد میری مدد کرین۔ اور میری فریاد رسی فرمائین
احمد شاہ نے فی الفور فرمان عبدالقادر خان المخاطب بخانجہان حاکم برار کے نام بہیجا کہ فرمان
پہنچتے ہی لشکر فراہم کرکے نرسنگہ کی اعانت کیلئے جائین۔ اور خود بادشاہ ہی مع چہہ ہزار سوار
بہ بہانہ شکار ایلچپور مین آیا اور سکونت پذیر ہوا۔ ابہی تک ہوشنگ اپنی ریاست مین تہا کہ بہمنی کی
سکونت کو بزدلی پر محمول کرکے فی الفور کہرلہ پر آیا۔ تاخت و تاراج کرکے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور
شیخی کرنے لگا۔ اور کہتا تہا کہ بہمنی کیا ہمارا مقابلہ کرسکتا ہے۔ احمد شاہ یہہ خبر سنتے ہی ایلچپور سے
کہرلہ کے طرف متوجہ ہوا۔ اوسوقت ملا عبدالغنی صدر اور نجم الدین مفتی وغیرہ علمانے بادشاہ
کی خدمت مین عرض کیا کہ آج تک سلاطین بہمنیہ نے مسلمانون کے ساتہہ جنگ نہین کیا ہے
اسوقت اس بدنامی سے پرہیز کرنا چاہئیے۔ خصوصًا اس اعانت و امداد مین کہین گے کہ کافر کی
حمایت کرکے مسلمانون سے جنگ کیا علما کی بات موثر ہوی۔ اسوقت بہمنی کا لشکر ہوشنگ سے
بیس کوس کے فاصلہ پر تہا۔ بہمنی نے ایک سفیر ہوشنگ کے پاس بہیجا اور پیغام دیا اور علمائے دین
کے سمجہانے منانے سے قتل و خونریزی مین سبقت نہین کی۔ ہوشنگ کو سمجہایا کہ نرسنگہ
ہمارا طاعت گزار و فرمان بردار ہے آپ بمقتضائے محبت اوس سے درگذر کیجئے۔ اور بوجہ
طرفین کے اہل اسلام برادران دین کا خون اپنے ذمے نہ لیجئے۔ بروز قیامت خدا کو کیا جواب
دینگے۔ نرسنگہ میر اخراج گزار و دقی فرمان بردار ہے مجہپر اوسکی حفاظت واجب و لازم ہے

آپ اگر اوس سے دست بردار نہونگے توضرور مجہکو آپ سے مقابلہ و مقاتلہ کرنا لازم ہوگا۔ مین معذور ہون ۔ بروز قیامت مجہہ سے کچہہ باز پرس نہوگی ۔ پس آپ کو چاہیے کہ اپنی دار السلطنت مراجعت کرین اور ہم بہی حسب فرمودہ علمائے دین کوچ کرتے ہین ۔ ابہی سفیر ہوشنگ کے پاس نہین پہنچا تہا کہ دکنی روانہ ہوئے ۔ ہوشنگ پیغام سے ناخوش ہوا فی الفور بہمنی کی فوج پر حملہ آور ہوا ۔ بہمنی ایک ایک منزل جاتا تہا ۔ ہوشنگ تعاقب مین برابر آتا تہا ۔ جب ہوشنگ کی شوخی حد سے زیادہ بڑہ گئی ۔ اوسوقت بہمنی نے علما کو بلایا ۔ اور کہا مجہپر جو کچہہ لازم تہا بجالایا اور ذلت و خواری کو قبول کیا ۔ کل کوچ کرتا ہون ۔ فلان مقام مین جو ہماری سرحد ہے قائم رہتا ہون جو مقابلہ کریگا اوس سے جنگ کرونگا ۔ دوسرے دن حسب معمول ہوشنگ ستر ہزار فوج کے ساتہہ فوج دکن مین داخل ہوا فیمابین جنگ جدال کا بازار گرم ہوا ۔ طرفین کے بہادرون نے اپنے جوہر اور ہنر دکہلائے **نظم**

دو لشکر بصحرا کشیدند فوج	دو دریائے آتش برآوردہ موج
شد از ہر دو سو لشکر آراستہ	قیامت ز روئے زمین خاستہ
نمودند شیران مفرد سوار	بہ میدان یکے با یکے کارزار
چو راہ ہوا بستہ شد بر عقاب	ز دیدہ نہان شد بروز آفتاب

طرفین کے سپاہ ہاتون مین شمشیر و سپر لیکے باہم زد و کوب مین مشغول ہوئے ۔ سلطان احمد شاہ کمین گاہ سے نکل کر ہوشنگ کی فوج پر حملہ آور ہوا ۔ ہوشنگ حملہ کی تاب نلاکے فرار ہوا اور اوسکا لشکر بہی فرار ہوگیا ۔ اہل دکن نے تعاقب کیا ۔ مالوی دو ہزار مقتول ہوے ۔ بیشمار مال

مال و اسباب دکنیون کو ملا۔ ہوشنگ کی بیگم مع دو لڑکیان اسیر ہوئی۔ اور دو سو ہاتی۔ نرسنگ نے مع فرزندان فراریون کا تعاقب کیا۔ احمد شاہ کو بہت افسوس ہوا۔ ہوشنگ کے عیال و اطفال کو انعام و اکرام کے ساتہہ روانہ کیا۔ نرسنگہ مع فرزندان بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ کو کہرلہ لیگیا اور نہایت تکلف کے ساتہہ بہمنی کی ضیافت کی۔ اور تحائف و پیشکش بیشمار نذر گذرانے منجملہ تحائف ایک الماس و یاقوت و مروارید قیمتی تہے۔ اور دیگر امرا و سپاہ سالارون کو بہی حسب مرتبہ دیا۔ بطریق مشایعت بادشاہ کی ہمرکاب مع فرزندان قصبہ ماہور تک آیا تا زندگی سلاطین بہمنیہ کا خراج گزار رہا۔ دیکہو بہمنی نے اپنے خراج گذار ذمی کا بدون تعصب لحاظ کیا۔ ہوشنگ اہل اسلام کا پاس نہین کیا۔ راستبازی سے اپنے عہد و قرار پر قائم رہا۔ علما اور فضلا کی نصیحت ایک حد تک سنی ہرچند کہ علما اس بات پر زیادہ اصرار کر رہے تہے کہ بہمنی ہوشنگ کا لحاظ کر کے نرسنگہ کافر کی اعانت سے باز رہے۔ لیکن بادشاہ بہمنی نے قبول نہین کیا۔

شمائل و فضائل محمد شاہ بہمنی منقول از مفرح القلوب

مفرح القلوب کے مولف نے محمد شاہ بہمنی کے شمائل و فضائل کو مشوارہ کی طرح مختصر لکہا گویا دریا کو کوزہ مین بہر دیا۔ اور متفرقہ پہولون کا گلدستہ بنایا اس لئے مین بہی بعینہ کتاب مذکور سے نقل کرتا ہون مضمون اگرچہ مکرر ہے لیکن فرق اسقدر ہے کہ یہان کل متفرقہ عادات و سیر کا مجموعہ ہے۔ ناظرین کیلئے گویا کل کتاب کے مضامین کا لب لباب ہے۔ اور بہمنی کے لائف کا ذخیرہ ہے **هوهذا** محمد شاہ بہمنی عدالت و سخاوت مین باپ سے بہتر تہا۔ شجاعت و ہمت مین نامور

حسن اخلاق و نیک سیرت مین بے مثل حسن عقیدت و خوبی ارادت مین بیدل - امرا و رعایا کے ساتہہ
خوش اخلاقی سے پیش آتا تہا - علما و شعرا کی بڑی قدر کرتا تہا - مشائخ و غربا کو عزیز رکہتا تہا
حضرت شیخ محمد سراج جنیدی کا مرید و معتقد تہا - جب کہین لشکر کشی کرتا تب خود حضرت کے
پاس حاضر ہوتا - اعتقاداً دعا و ہمت چاہتا تہا - اکثر اوقات کامیابی کے بعد حضرت کی خدمت
مین آتا اور شکریہ ادا کرتا تہا - نہایت ادب سے کہتا کہ یہہ فیروزی آپکی دعا کی برکت سے - تحائف
نفائس غنائم سے پیش کرتا - حضرت کی خانقاہ مین ہمیشہ ہر پنجشنبہ کو تا بزندگی ایک دیگ پانی
اور گیارہ ہون نقد بہیجتا تہا - والدین کی قبر پر ہر شب جمعہ کو جاتا تہا - حفاظ و غربا و مساکین
و خدام مقبرہ کو زر نقد دیتا تہا - اور فاتحہ خیر پڑہ کے مرحومین کی ارواح مقدسہ کو خوشنود کرتا تہا
اسی بادشاہ نے ولایت خود ولایت بیجانگر و تلنگانہ پر چڑہائی اور معرکون مین کوشش و کشش دلیرانہ
ادا کی - اکثر ایسی ایسی سخت مصائب و آفات کا سامنا ہوا کہ اُنسے نجات و رہائی بحال معلوم
ہوتی تہی - مگر بادشاہ کبہی نہین گہبرایا - دلیرانہ مدافعت مین ہمہ تن مصروف ہوا سپاہ بہی بادشاہ کی
دلیری دیکہہ کے دلیر بنجاتے تہے - کبہی معرکہ سے منہ نہین پہیرتے تہے - میدان کارزار مین جم کے
دلیرانہ لڑتے تہے - جوانمردی بہادری کی داد دیتے تہے - آخر بادشاہ کی جانکاہی و دلسوزی سے
فیروزی و کامیابی حاصل ہوتی تہی - چنانچہ بیجانگر کی کامیابی بادشاہ کی ہمت و سپاہ کی
جرائت سے حاصل ہوئی -

یہہ بادشاہ عہد و پیمان و قول و قرار مین راست باز و راسخ دم تہا - اور ایسا مضبوط و مستحکم تہا کہ
کبہی اپنے اقرار سے منکر و عہد و پیمان سے عہد شکن نہین ہوتا تہا - دیکہو جب بیجانگر کامیاب ہوا

اسوقت ہنودنے عرض کیا خداوند عالم! ناحق رعایا بے گناہ قتل ہوئی۔ ہم رعایا کا کیا قصور تہا۔ برہمہ کا قول بادشاہ کے دل پر موثر ہوا دیر تک سکتہ کے عالم مین حیران رہا۔ پہر برہمہ سے اقرار کیا کہ آیندہ مین کبہی بنی آدم کا قتل نہین کرونگا۔ جو مخالف سے جنگ مین اسیر ودستگیر ہوگا۔ اوسکی جان بخشی کرونگا پہر جب تک زندہ رہا اس عہد پر ثابت قدم رہا۔ بلکہ اوس کے بعد مین کئی بادشاہون نے اس عہد کی پیروی کی۔ پہر اگر عہد شکنی ہوئی تو ہنود راجاون کے طرف ہی سے ہوئی۔ بامر مجبوری خلاف عہد ہونے لگا۔ اہل اسلام باوجود خلاف عہد اگر قتل و خونریزی کرتے تہے تو مقابلہ کیوقت کرتے تہے۔ اور اونکو قتل کرتے جو ہنود اور مقابل بنکے مقابلہ مین آتے تہے۔ اور علی العموم اوسی تاریخ معاہدہ سے دکن مین یہہ بات قرارداد ہوگئی کہ اگر مخالف کی فوج کا کوئی فرد جوان یا پیر یا بچہ وغیرہ ہاتہہ آجائے تو اوسکو قتل نہین کرتے تہے۔ عیال و بچون کو اون کے وارثون کے پاس بہجدیتے تہے۔ دکن کے طوائف الملوک بہی اسی قاعدہ کے پابند تہے۔ تاریخ فتحیہ کے مولف نے لکہا کہ اسیطرح عالیجناب میر قمرالدین المخاطب فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر بانی ریاست نظام خلد اللہ ملکہ نے بہی یہی قاعدہ جاری کیا تہا کہ مخالف کے اسیر کو قتل نکرین بلکہ قید خانہ مین نہایت آسائش کے ساتہہ حسب حیثیت قیدی رکہین۔ قلعدارون کو تاکید کی جاتی تہی کہ نظر بند رکہو۔ کسی قسم کی اذیت و تکلیف ندو۔ اور ہمارے سرکار نظام کے خصوصیات سے تہا کہ مخالفین کے مقتولون کو دفن کراتے تہے اور مجروحین کا معالجہ۔ چنانچہ آپنے مبارزخان صوبہ دار حیدرآباد کو قتل گاہ شکرکہیڑلہ برار واقعہ سنہ ہجری مین مع فرزندان و سپہ سالاران عزت کے ساتہہ دفن کرایا۔ انتہی کلامہ۔

یہہ[4] بادشاہ والدمرحوم کیطرح علما و شعرا و اہل کمال کی بہت قدر کرتا تہا۔ مفرح القلوب کے مولف نے لکہا کہ ایک وقت شعرا مین سے کسی شاعر نے ایک قصیدہ بادشاہ بہمنی کی تعریف مین پیش کیا سنکر بہت خوش ہوا۔ حکم دیا کہ شاعر کو خزانہ شاہی مین لیجاؤ۔ جسقدر اوٹہا سکے لینے دو۔ شاعر حسب الحکم خزانہ مین گیا ہونون سے بہری ہوئی پانچ تہیلیان اوٹہائین۔ ہر ایک تہیلی مین ہزار ہون تہے۔ خزانچی نے عرض کیا کل رقم پچیس ہزار ہون ہوئے۔ بادشاہ نے فرمایا کم ہے۔ اور دینا چاہیئے۔ افسوس مورخ نے شاعر کا نام اور اوسکا قصیدہ نہین لکہا۔ مین اس روایت کو معتبر نہین سمجہتا ہون۔ والعلم عند اللہ۔

اسی[5] بادشاہ نے دکن کی جہاڑیوں سے رہزنوں و غارتگرون کو نیست و نابود کردیا۔ مسافر کشی و غارتگری کا بازار سرد ہوگیا چہہ مہینہ تک رہزنون و غارتگرون کا قتل عام جاری رکہا۔ مقتولین کی تعداد بیس ہزار تک پہنچی تہی۔ ممالک محروسہ سے تمام کی کہوپڑیان حسن آباد گلبرگہ مین منگوا کے شہر کے چارون طرف چار چبوترے بنا دئے۔ تاکہ غارتگرون کے لئے عبرت کا باعث ہووے غارتگرون کی وجہ سے بلاد و امصار سے تجار و غیر تجار دکن مین آ نہین سکتے تہے۔ اب بیخوف و خطر مال و زر ساتہہ مین لئے ہوئے آتے ہین۔ کوئی مانع و مزاحم نہین ہوتا ہے اوسوقت بلاد و امصار کی آمد سے دکن کی تجارت ترقی پذیر ہوگئی تہی۔ بادشاہ کی نیکنامی کی شہرت بلاد و امصار مین پہیل گئی۔ بادشاہ تجار و مسافرین کی نگہداشت کرتا تہا گویا سعدی علیہ الرحمہ کے شعر کا مصداق بنتا تہا۔

بزرگان مسافر بجان پرورند ٭ کہ نام نیکوشان بعالم برند

اسی[6] بادشاہ نے اپنے زمانہ مین ممالک محروسہ سے شراب خانے موقوف کردئے تہے۔ کوئی اہل اسلام

شرابخواری نہین کرسکتا تہا سخت ممانعت تہی اگر کوئی اس فعل کا مرتکب ہوتا تہا تو سخت سزا دیتا تہا۔ ضرب بید سے مرتکب کے اعضا کو نرم کرتا تہا۔ بادشاہی عتاب و عقاب کے خوف سے کوئی شرابخواری کا خیال نہین کرتا تہا۔ ہان ہنود مستثنےٰ تہے۔ پوشیدہ اپنے گہرون مین بنا کے استعمال کرتے تہے۔ طرفہ بات یہہ ہے کہ سیندہی کی عام اجازت تہی۔ نظامی نے لکہا کہ اہل اسلام بہی استعمال کرنیکے مجاز تہے۔ ہندو بیرہ و سیندہی برابر استعمال کرتے تہے۔ مگر یہہ ممانعت بادشاہی کے زمانہ تک رہی۔ سراج التاریخ کے مولف نے لکہا کہ محمود شاہ بہمنی اول کے عہد تک شراب کی ممانعت رہی۔ بعد مین اس شراب خانہ خراب نے ایسا رواج پایا کہ بہمنیہ سلاطین کا زوال اسی خانہ خراب کے بدولت ہوا۔

یہہ بادشاہ سپاہگری کے فن مین ہوشیار و چالاک تہا۔ تیر اندازی و شمشیر بازی و پہکیت و بنوٹ و بلشانہ بازی وغیرہ فنون مین استاد مانا جاتا تہا۔ بادشاہ کی قدردانی کی وجہ سے ہندوسند کے پہلوانان زور آور دکن مین آتے تہے اور جابجا سپاہگری کے تعلیم خانے قائم کہتے تہے شام کیوقت تعلیم خانون مین پیران تجربہ کار و جوانان ہوشیار و طفلان ہونہار جمع ہوتے تہے باہم کشتی و جنگ مصنوعی کرتے تہے۔ بہ نسبت تعلیم علوم عقلی و نقلی فنون سپاہگری کی تعلیم زیادہ تہی۔ یہہ تعلیم عام تہی۔ وہ تعلیم خاص تہی۔ امرا و وزرا اہل مناصب و مشایخ و قضاۃ وغیرہ کی اولاد پر مخصوص تہی۔ واقع مین یہہ طریقہ خوب تہا۔ علوم عقلی و نقلی کی عام تعلیم مین فتنہ و فساد برپا ہوتا ہے۔ ہندوستان مین سلاطین اسلام کے عہد مین عام تعلیم نہین تہی۔ خاص خاص بزرگ زادے و شرفا و وزرا و امرزادے تحصیل کرتے تہے۔ اور غربا و فقرا و عامہ رعایا سے

شائقین بھی درجۂ فضیلت کو پہنچ جاتے تھے۔

[۸] یہہ بادشاہ شاہانہ تجمل و تزک و خسروانہ کر و فر کو بہت پسند کرتا تھا۔ اسکا دربار آرائش و نگارش سے اراستہ ہوتا تھا۔ اور ریشمین فرشون و زرین پردون سے پیراستہ زربفت زرین و مشجر رنگین کا بادشاہی سراپردہ و شامیانہ اطلس سیاہ کا چتر بنا ہوا تھا۔ اوس کے قبہ پر ہما کی مورت الماس ویاقوت سے مرصع بنائی ہوئی تھی۔ دیگر شاہی سامان بھی بیشمار تھا۔ جیسا کہ کارخانجات کے بیان مین مذکور ہوچکا ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہین۔

[۹] اسی بادشاہ کے عہد مین دکن مین توپخانہ ایجاد ہوا۔

[۱۰] اسی بادشاہ نے بیجانگر کے قتل عام کے بعد کبھی برہمن کو قتل نہین کیا۔

[۱۱] اسی بادشاہ کے معاصرین علما و فضلا و کملا مندرجۂ ذیل تھے۔

[۱] شیخ المشایخ زین الدین دولت آباد۔ [۲] شیخ محمد سراج جنیدی۔ [۳] مولانا عین الدین بیجاپوری [۴] صدر الشریف سمرقندی۔ [۵] شیخ المشایخ بہاء الدین انصاری مانڈوی۔ [۶] مولانا عبد الغنی صدر برار [۷] مولانا نظام الدین برنی۔ [۸] مولانا غوث الدین سمانوی۔ [۹] و مولانا حکیم ظہیر الدین تبریزی [۱۰] و مولانا نجم الدین مفتی برار۔ [۱۱] و مولانا سید ابراہیم سندی۔ [۱۲] و مولانا سید یحیی سندی وغیرہم۔

[۱۲] اسی بادشاہ نے امرائے اہل مناصب کو چار حصون پر تقسیم کیا تھا۔

سلحداران۔ باربرداران۔ خاصہ خیل۔ جوانان یکہ جو بادشاہی چیلے کہلاتے تھے۔

[۱۳] اسی بادشاہ نے طرفداران ممالک کو خطابات ذیل دئے تھے۔

طرفدار دولت آباد	طرفدار برار	طرفدار بیدر و تلنگ	طرفدار احسن آباد گلبرگہ	سپہ سالار ممالک محروسہ
مسند عالی	مجلس عالی	اعظم ہمایون	ملک نائب	امیر الامرا

[۱۴] اس بادشاہ کے عہد مین بلاد و امصار کے مختلف قومین مجمع تہین - اکثر اہل السیف و العلم تہے اور کمتر اہل القلم - افاغنہ - تراکمہ - اعاجمہ - حبوش - عرب مولدین وغیر مولدین - بہیل - گونڈ - پارسی - مرہٹہ - کرناٹکی - کنہڑے - راجپوت - نائکان دکنی - بخاری لاری - بدخشانی - سمرقندی - تاشکندی وغیرہم تہے - افاغنہ و تراکمہ و حبوش و عرب و بہیل و گونڈ وغیرہم فوج مین تہے - بعض اعاجمہ و بخاری و بدخشانی و سمرقندی و تاشکندی و ہروی صیغہ عدالت و دفتر دیوانی و دبیری مین مامور تہے -

[۱۵] اسی بادشاہ کی حسن تدبیر سے فیلخانہ مین تین ہزار ہاتی قوی ہیکل تہے - دکن مین کسی راجہ و مہاراجہ کے پاس ایسا فیلخانہ نہین تہا -

[۱۶] اسی بادشاہ نے دکن مین پنج وقت نوبت نوازی کو رواج دیا - اس سے قبل دکن مین کہین ایجاد نہین ہوئی تہی -

[۱۷] اسی بادشاہ نے دکن مین اسلامی سکے طلائی و نقرئی و مسی ایجاد کئے -

[۱۸] اسی بادشاہ نے والد مرحوم کے زمانہ کے مدارس عامہ و لنگر خانہائے یتامی کو مع شئ زاید بحال رکہا اور ممالک محروسہ کے تمام قصبات و دیہات مین مساجد تعمیر کرائین - اور ہر ایک مسجد کے لئے امام و موذن و ملا مقرر کردیا - اور اُن کے ماہواری اور مساجد کے تیل چراغ وغیرہ کے لئے یومیہ اوقاف سے جاری کیا -

[۱۹] اسی بادشاہ کے عہد مین مالگزاری و عدالت کا انتظام بدستور علاء الدین حسن کانگوئے بہمنی بحال رہا اوس مین کچہہ تغیر و تبدل نہین ہوا - اور آداب شاہی مین بہی کچہہ کمی و بیشی نہین ہوئی

یہہ بادشاہ صادق النیت و الارادہ تہا جس اہم امور کا ارادہ کرتا تہا۔ اُس کام کو کامل طرح سے انجام کو پہنچاتا تہا۔ ارادہ سے کبہی باز نہین رہتا تہا ہر چند کہ ناصحین و مانعین روکتے تہے نہین رکتا تہا۔ آخر الوالعزمی و استقلالی سے کامیاب ہوتا تہا۔

یہہ بادشاہ اس بات کو واجب و لازم جانتا تہا کہ حکم شاہی کی تعمیل ہو۔ اگر کوئی تعمیل حکم مین تاخیر و خلاف کرے تو اسکو سزائے موت دیتا تہا۔ خاص و عام بادشاہ کے حکم کو حکم قضا سمجھتے تہے۔ کوئی خلاف نہین کرتا تہا۔ واقع مین بادشاہی حکم کی یہی شان ہونی چاہئے اگر حکم کی تعمیل نہو تو حکم کی اہانت ہوگی۔ اور سلطنت کی قوت مضمحل ہو جاتی ہے۔

تمہید ذکر بیجانگر

چونکہ سلاطین اسلام اور راجگان بیجانگر کے درمیان باہم اکثر معرکے واقع ہوے ہین۔ کبہی اہل اسلام غالب و اہل اصنام مغلوب کبہی اسکا برعکس ہوا ہے۔ مورخین نے اگرچہ تاریخون کے صفحے اُن کے واقعات و معرکون سے بہرے ہین۔ اور انہین کے کشت و خون کے مضامین سے اوراق کو رنگین کئے ہین۔ چنانچہ میری اس تاریخ مین بہی اُن کے اکثر حالات سلاطین بہمنیہ و طوائف الملوک کے واقعات مین مذکور ہون گے لیکن کسی مورخ نے اُنکی ذاتی صفات و عادات کا تذکرہ نہین لکہا۔ نہ اُنکی حکومت و سلطنت کی کیفیت لکہی۔ شائقین تاریخ اکثر اسبات کے جویا رہتے ہین۔ کہ راجگان دکن کے عہد مین دکن کی کیا حالت تہی؟ اُنکا عدل و انصاف کسطرح ہوتا تہا۔ اور اُن کے فضائل کیا کیا تہے اس لئے مین اپنی اس تاریخ مولفہ مین بیجانگر کے بانی اور وہان کے راجاؤن کے خصائل و شمائل لکہتا ہون

تاکہ ناظرین اُن کے حالات سے واقف ہو جائین ۔
راجگان دکن کے حالات اگرچہ عنقا صفت ہین ۔ فارسی تاریخون مین کہین اُسکا ذکر مفصل نہین ہے
مورخین اُنکے حالات مین مختلف الاقوال ہین ۔ کوئی راجاؤن کے نامون مین خلاف کر رہا ہے
کوئی ابتدائے سلطنت کے بیان مین متردد ۔ کوئی بیجانگر کی آبادی کے سنہ مین پریشان ہو رہا ہے
اور ان سبمین بہی مختلف الرائے ہین کہ آبادی کب سے شروع ہوی ۔ جو کچھہ لکہا ہے بعض درست
و بعض نادرست ہے ۔ مین بہی مورخین کی طرح چند روز پریشان و متردد رہا ۔ لیکن راجاؤن کے
حالات کی تلاش و جستجو مین ہر وقت مشغول رہتا تہا ۔ ایک زمانہ دراز تک مجھکو کامیابی نہین ہوئی
آخر ملخفات ناصری و تاریخ نظامی و فہرست قلعجات دکن و گوشوارہ قطب شاہیہ مین کسیقدر ضمناً
راجاؤن کے حالات دستیاب ہوے ۔ اور خاص ایک کتاب مسمی احکام البلاد و الحکام مولفہ میر حسین علی
بن عبدالقادر کرمانی ملی ۔ یہہ کتاب اگرچہ جدید التالیف ہے ۔ لیکن راجگان بالاگہاٹ و پائین گہاٹ
کرناٹک کے حالات کا ذخیرہ ۔ تنجانون و تالابون و شہرون کے عمارات کا گوشوارہ ہے ۔ کرمانی کی تاریخ
کا ماخذ تلنگی تاریخ ہے ۔ کرمانی نے منقول عنہ کی تلنگی عبارت کو فارسی پیرایہ سے آراستہ کیا ہے ۔
اور تاریخ مذکور مین ہنوکنڈہ و انی گندی و چندرگری وغیرہا کی آبادی کا ذکر کرکے ہنوکنڈہ کو
بیجانگر و ودیانگر قرار دیا ہے ۔ ہر ایک کے نام کا وجہ تسمیہ لکہا ہے ۔ شائقین تواریخ فارسی و اردو مین
میری تاریخ کے سوا کوئی ایسی تاریخ نہین پائینگے جسمین راجگان دکن کے حالات مرتباً مذکور ہون
اگرچہ مورخین و سیاحین انگریزی نے بہت کچھہ لکہا ہے اور ہر ایک واقعات کی تحقیق و تنقیح مین
کوتاہی نہین کی لیکن اکثر واقعات مین متردد ہو گئے ہین ۔ تردد کی کیا وجہ ہے ۔ وجہ یہہ ہے کہ

مترجمین کم لیاقت اُن کو واقعات کا ترجمہ برابر نہین دیسکتے تہے جو کچہہ دیتے تہے وہ ناقص ہوتا تہا
اس لئیے کہ مترجمین جس مضمون کی انگریزی پوری نہین بناسکتے تہے اُسکو قلم انداز کرتے تہے پس تاریخی
واقعہ ناقص ہوجاتا تہا۔ ہان سیاحون نے جن عمارات کے حالات طولاً و عرضاً وارتفاعاً بذریعہ مشاہدہ
لکہے ہین تمام صحیح و درست ہین۔ لیکن اُن کے بانی کے حالات و وقت بناہین غت ربود کئیے ہین
سیاحین و مورخین انگریزی معذور ہین۔ ہم اونکو نشانۂ اعتراض نہین بناتے ہین

بیجانگر کی آبادی اور اوس کے بنا و وجہ تسمیہ کا ذکر

جب تلنگانہ و دیوگڈہ و کرناٹک وغیرہ دکن کی ریاستین اسلام کے متواتر حملون سے تباہ و برباد ہوئین
تب راجگان دکن اسبات کی فکر کرنے لگے کہ کوئی ایسی جائے تجویز کرنا چاہئیے کہ ہم غنیمون کے حملون سے محفوظ
رہین۔ اور ہمارے مال و دولت کی کامل حفاظت ہوجائے۔ اور ہم اطمینان و دلجمعی سے نچنت رہین۔ سلاطین
اسلام کی آمد سے پہلے دکن کا ملک سرسبز و سیراب تہا۔ کثرت زراعت و تجارت سے آباد تہا۔ زراعت و تجارت
کی ترقی رونق پذیر تہی۔ صنعت و حرفت کا بازار گرم تہا۔ طوائف الملوک حکمرانی کرتے تہے۔ تمام
باہم اتفاق سے رہتے تہے۔ باہم خلاف و فساد نہین کرتے تہے۔ پینوکنڈہ والی کندی کے راجہ کو مہاراجہ
سمجہتے تہے۔ مہاراجہ دکن کے راجاؤن مین مال و دولت جاہ و حشمت سپاہ و خدم و اہل السیف والقلم
زیادہ رکہتا تہا۔ اکثر راجگان دکن مہاراجہ کے خراج گزار تہے اور بعض راجہ جو خراج گزار نہین تہے۔ خود
مختارانہ حکومت کرتے تہے۔ وہ بہی مہاراجہ کو اپنا مددگار جانتے تہے۔ بلحاظ اعزاز مہاراجہ تحائف
نفائس و نذرانہ بہیجتے تہے۔ مثلاً بندر کالیکوٹ کا راجہ سامری بیجانگر کے مہاراجہ کا خراج گزار نہین تہا
لیکن محبت و اتحاد کا اظہار کرتا تہا۔ مہاراجہ جس معاملہ مین تحریک کرتا تو فوراً اوسکی تعمیل کردیتا تہا

مہاراجہ تمام راجگان دکن کا سرپرست و حامی مانا جاتا تہا پس کشن راے اول نے ارادہ کیا کہ ہنو کنڈہ وانی گندی وغیرہ کے پہاڑیون و جہاڑیون مین ایک شہر عظیم الشان بسانا چاہئے۔ اور اطراف کے تمام پہاڑیون کے سلسلہ مین جہان جہان فاصلہ و شگاف ہو اُسکو پتہر و چونہ سے باہم ملانا۔ اور درمیانی جہاڑیون کو قطع کرکے زمین ہموار لائق آبادی و کشتکاری بنانا چاہئے۔ پہر مہاراجہ نے باتفاق راے برامہہ و راجگان دکن شہر کی بنا رکہی۔ پہاڑون کے سلسلہ کو باہم ملایا۔ اور درمیان کی جہاڑیون کو بہی قطع کرایا۔ پس پہاڑیون کے باہم ملانے سے ایک وسیع میدان دائرہ نما قائم ہوگیا۔ اُس دائرہ نما میدان مین ہنو کنڈہ وانی گندی و نرکلاپٹن وغیرہ شامل ہوگئے۔ اور ہمپی بہی اسی دائرہ کے مغربی جانب مین واقع تہا۔ اسی شہر جدید مین شمار کیا گیا۔ اور اُسی دائرہ مین ایک مستحکم و سنگین قلعہ بہی بنوایا۔ اور اکثر بادشاہی محلات و دوکانین و بازارات تعمیر کرائے۔ اور متعدد چشمے و تالاب بنائے۔ اور ایک نہر بہی شہر مین لائی۔ تمام شہر جنگل تازہ و شاداب ہوگیا۔ اور شہر کا نام و یجی نگر رکہا۔ کثرت استعمال سے بیجانگر ہوگیا۔ مورخین اسکے وجہ تسمیہ مین مختلف الاقوال ہین کوئی کہتا ہے کہ اس کے بانی کا عرف بیجی راے تہا اُسیکے نام پر مشہور ہوا۔ اور کوئی کہتا ہے کہ اُسکا بانی ودیارن برہمن ہے جو شنکراچاری کے جانشینون مین سے تہا۔ اور علوم و فنون مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ اور ہمیشہ قوم کے ساتہہ ہمدردی کرتا تہا۔ خلائق کی بہتری چاہتا تہا۔ چنانچہ اسی برہمن نے کرناٹک کے ضلع مین ایک پاٹ شالہ یعنی مدرسہ قائم کیا تہا۔ مدرسہ مین سنسکرت کی تعلیم ہوتی تہی۔ اور اسی برہمن نے چارون بید کی تفسیر لکہی۔ بیدون کے مضامین مشکلہ کو حل کیا۔ اور اسی برہمن نے ابتدا مین ہنو کنڈہ کو آباد کیا تہا۔ اولاً آبادی کا نام ودیا نگر رکہا گیا تہا پہر عوام الناس مین ہنو کنڈہ نام سے مشہور ہوگیا۔ اسیطرح بیجانگر کا نام اولاً ودیانگر وضع کیا گیا پہر

ویجانگر ۔ بیجانگر نام سے موسوم ہوا ۔ گوشوارہ قطب شاہیہ مین لکھا کہ بجے لفظ سنسکرت بمعنی فتح و فیروزی ہے اور ویجی بمعنی زیادہ فتح و فیروزی ہے ۔ براہمہ نے اس شہر جدید العمارۃ کا نام شگون مبارک سمجھکے ویجی نگر رکھا ۔ تاکہ ہم اس نام کی برکت سے مخالفین پر فیروز کامیاب ہوتے رہین گے ۔ وجہ تسمیہ کی روایت گوشوارہ صحیح و درست معلوم ہوتی ہے ۔ اسیطرح بیجاپور وجے پور کا وجہ تسمیہ ہے ۔ اور تحفۃ الملوک نے نقل کیا کہ بیجانگر منسوب بہ بیجن نواسہ رستم دستان ہے ۔ پھر خود ہی رد کرتا ہے کہ تواریخ سے بیجن کا آنا ہند مین ثابت نہین ہوتا ہے پس شہر کا آباد کرنا کیونکر ہوا ۔ اصل مین یہہ شہر ہندو راجاؤن کا آباد کیا ہوا ہے تم کلامہ ۔

اور تاریخ نظامی کے مولف نے لکھا کہ کشن رائے کے اجداد مین ایک راجہ مسمی بیجی رائے گذرا ہے ۔ اُس کے نام پر بیجی نگر نام رکھا گیا ۔ اور عوام الناس کے کثرت استعمال سے بیجانگر ہوگیا ۔ تخمیناً اسکی آبادی ساتوین صدی ہجری مین معلوم ہوتی ہے ۔ اور ہنو کُنڈہ وانی کُنڈہ وانی گندی کی آبادی پانچوین صدی ہجری بتلاتے ہین ۔ انتہی کلامہ ۔ بساتین السلاطین کے مولف نے لکھا کہ ورنگل کا راجہ کرناٹک مین بلال دیو راجہ کے پاس آیا ۔ اور کہا کہ اہل اسلام ہمکو ہلاک و برباد کرنا چاہتے ہین ۔ انکی مدافعت کیلئے ایک شہر عظیم الشان مع قلعجات و عمارات سنگین و پختہ بنانا چاہیئے ۔ تاکہ ہم شہر مین ضرورت کیوقت پناہ گیر رہین ۔ اس لئے بلال دیو راجہ کرناٹک نے تنگبہدرا کے کنارے جہاڑی خطرناک و دشوار گزار مین ایک شہر مع قلعجات وغیرہ تعمیر کرکے اپنے فرزند بیجن رائے کے نام پر بیجن نگر رکھا ۔ کثرت استعمال سے بیجانگر ہوگیا تم کلامہ اور احکام البلاد والحکام کا مولف لکھتا ہے کہ ہنو کنڈہ کی آبادی عیسی علیہ السلام سے قبل واقع ہوئی ۔ اور بیجانگر کی تعمیر غالباً پانچوین صدی ہجری مین ہوئی ۔ یہہ شہر ۸۴۷ھ ہجری مین شباب کے عالم مین جولانی کر رہا تہا ۔ اسی زمانہ مین مرزا شاہ رخ بن تیمور گورکان بادشاہ ہرات و سمرقند کا سفیر بیجانگر مین آیا تین چار

مہینہ تک راجہ کا مہمان رہا سفیر مذکور اپنے سفرنامہ مسمّی مجمع البحرین مطلع السعدین مین بیجانگر کی حالت چشم دید بیان کی ہے۔ سفیر کی تحریر سے بیجانگر کی واقعی شان معلوم ہوتی ہے۔ مال و دولت و جاہ و حشمت کی کیفیت اور راجہ کے حسن اخلاق و فیاضی کی حقیقت اور راجہ کی مہمان نوازی غربا پروری اور مزاج کی سادگی و انکسار کے واقعات سے تعجب ہوتا ہے۔ اکثر سیاحین متاخرین نے عبدالرزاق کی تحریر کو مبالغہ و غلو پر محمول کیا ہے۔ اصل مین سفیر کا قول واقع کے مطابق ہے۔ سفیر مشاہدہ کو لکھتا ہے مین سفیر کے سفرنامہ سے بیجانگر کی حالات عنقریب نقل کرتا ہون۔ ناظرین ملاحظہ کرین گے۔ لطف و مزہ سے مسرور ہون گے۔ اور احکام البلاد و دیگر تواریخ سے کہ پانچوین صدی ہجری سے ۹۷۲ سنہ ہجری تک یہہ شہر ترقی پذیر رہا۔ راجہ رام راج خاتمہ راجگان بیجانگر کے زمانہ تک آباد و قائم رہا۔ جب رام راج طوائف الملوک کے مقابلہ مین ۹۷۲ سنہ ہجری مین مقتول ہوا تب یہہ خاندان برباد و راجگان کے پس ماندگان تباہ و پراگندہ حال ہوے۔ بیجانگر جو متعدد شہرون کا مجموعہ تہا۔ گویا گلہاے تازہ و شگفتہ کا گلدستہ تہا۔ انقلاب زمانہ سے ابتدا کی حالت کیطرح منتشر و متفرق ہو گیا۔ کوسون آبادی کا نام و نشان باقی نہین رہا۔ وہی بلاد و قصبات جو بیجانگر مین شامل تہے مثلاً پنوکنڈہ وانی گنڈی و ہمپی و ترکلاپٹن ویرانہ و خراب حالت مین رہگئے۔ لیکن اُنکی سیرابی و تازگی معدوم و نابود ہو گئی۔ باغات و زراعات کے سلسلے جو کوسون تک تہے تمام منقطع ہو گئے۔ اب باغات و زراعات کے مقامات مین جنگل سنسان و جہاڑی و خارستان ہے۔ بنی آدم کی جگہہ درندے چرندے رہتے ہین۔ ہان کسیقدر بتخانے موجود ہین۔ بتخانون سے اُسوقت کے عمارات کی پختگی و متانت و خوبی صنعت کی تصدیق ہوتی ہے اور بتخانون کی تصویرون و مورتون کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس زمانہ مین

سنگ تراشی و نقاشی کا کام نہایت ہی صفائی و نزاکت سے ہوتا تہا۔ تالابون و چشمون و کنوئن
و کنٹون کے معائنہ سے یقین ہوتا ہے کہ راجگان ہنود اور اُن کے مشیر براہمہ ملک کی آبادی و سیرابی
چاہتے تہے۔ اور قوم کی بہلائی مین ہمہ تن مصروف رہتے تہے۔ دکن مین جسقدر چشمے و تالاب و کنٹے
و نہرین ہین اکثر راجگان ہنود کے یادگار ہین۔ اہل اسلام نے اس کام مین ترقی نہین کی۔ لیکن ہنود کے
مفید عام چشمون و تالابون کی تعمیر و ترمیم کرتے رہے۔ انہین اہل اسلام کی تعمیر و ترمیم کی بدولت
راجگان سلف کے یادگار باقی رہے۔ نہین تو کالعدم ہو جاتے۔ اہل اسلام کا یہہ کام تعریف کے لائق ہے۔

بیجانگر کی آبادی کس مقام مین تہی

ملحقات کے مولف نے لکہا کہ بیجانگر۔ دریائے تنگبہدرا کے کنارے جنوبی جانب مین واقع ہے۔ اور شہر کے
اطراف مین پہاڑیون کا سلسلہ دس بارہ میل تک برابر چلا گیا ہے۔ اور اُن پہاڑیون سے ایک بڑا فراخ و وسیع
میدان دائرہ نما بنگیا ہے۔ شہر بیجانگر اُسی میدان مین آباد ہے۔ اور شہر کی آبادی کے قرب جوار مین
قدرتی ہزارہا چٹانین سخت پتہرون کی اونچی اونچی ستون کی طرح قائم ہین۔ واقع مین یہی سلین
اور چٹانین گویا شہر کی حفاظت کیلئے دمدمے تہے۔ اور بانی شہر نے پہاڑیون کے سلسلہ مین جہان
جہان فاصلہ و شگاف تہا انہین چونہ و پتہر سے دیوار بناکے باہم ملا دیا تہا۔ پہاڑیون کے باہم ملانے
سے شہر کے اطراف مین پوری دیوار سنگین بنگئی تہی۔ پس پہاڑیون کے باہم ملنے سے شہر بیچ مین
دائرہ نما ہو گیا تہا۔ کہتے ہین کہ شہر کا محیط پہاڑیون کے احاطہ مین پچاس ساٹہہ میل سے کم نہین تہا
ان دیوارونکا سلسلہ شہر و دریا کے درمیان واقع ہے۔ کوئی غنیم دریا سے شہر مین داخل نہین ہو سکتا ہے
اور شہر کے جنوبی جانب مین ہمپی جو اسی شہر کا ایک حصہ شمار کیا جاتا تہا واقع ہے۔ اسیطرح پنوکنڈہ

وانی گنڈی ونرکلاپٹن وغیرہ بھی شہر مین داخل تھے۔ اور پہاڑیون کے سلسلہ کے تحت مین باغات وزراعات کثرت سے لگائے تھے۔ تالاب بھوکم تانی المعروف بھوک سمندر سے پانی دیا جاتا تھا۔ باغات وزراعات کے انتہا سے چوطرف شہر مین خاص وعام کے مکانات پختہ وخام تھے وسط شہر مین راجہ کا دولتخانہ وبارگاہ وضرابخانہ ودیوانخانہ وٹھانہ کوتوالی وغیرہ عمارتین تھین۔ اور متعدد بازارات ومنڈیان وفیلخانہ وطویلہ وتماشاگاہ وغیرہا تھے۔ اب مین شہر کی آبادی ورونق کا ذکر مولنا عبدالرزاق سمرقندی سفیر مرزا شاہرخ بن امیر تیمور گورکان بادشاہ سمرقند وہرات کے سفرنامہ مسمی مجمع البحرین قران السعدین سے نقل کرتا ہون۔ عبدالرزاق ۸۴۷ھ ہجری مین آیا تھا۔ اوسیوقت بیجانگر کی آبادی کا عالم شباب تھا۔ شہر آبادی سے سیراب شاداب تھا بیجانگر واقع مین شہر کیا تھا متعدد شہرون وقصبات کا مجموعہ تھا۔ اسکی آبادی کا سلسلہ منزلون تک مسلسل تھا۔

مولینا عبدالرزاق سمرقندی سفیر مرزا شاہرخ بادشاہ سمرقند وہرات کی آمد بیجانگر مین

عبدالرزاق اپنے سفرنامہ مین لکھتا ہے کہ مین حسب الحکم بادشاہ بتاریخ ماہ ۸۴۶ھ ہجری مین بھائی کے مرنیکے بعد جہاز مین سوار ہوکر ہند کیطرف روانہ ہوا سوئے اتفاق سے ہماری کشتی طوفان مین آگئی ہم چند روز تلاطم امواج مین حیران وپریشان رہے۔ پھر چند مدت کے بعد کشتی بندر کالیکوٹ مین پہنچی وہان لنگر انداز ہوئے۔ سب بندر مین اترے۔

بندر کالیکوٹ کا حال

کالیکوٹ ایک بندر آباد ومعمور ہے اسمین بلاد وامصار کے تجار ونفائس بیشمار۔ تجار حبشہ وزنگبار و

تبت و تاتار و تمام بلاد حجاز و یمن مجتمع تہے وہان کا حاکم راجہ تہا۔ عادل و کریم تہا۔ اُس شہر مین
مسلمان تاجر بہی مقیم تہے۔ اُنہون نے وہان راجہ کی اجازت سے دو جامع مسجد بنائی تہین دلجمعی سے
صلوۃ و اذان ادا کرتے تہے۔ کوئی مانع و مارج نہین ہوتا تہا۔ اور وہان ایک قاضی بہی متدین تہا
اکثر مسلمان شافعی مذہب تہے۔ اور اُس شہر مین امن و اطمینان اُس درجہ تہا کہ تجار و جہازون سے
مال و اسباب نفائس اشیا نکالکر لاتے تہے۔ اور بازارون مین ڈالدیتے تہے۔ اور سرکاری سپاہ
اون کے مال کی حفاظت کرتی تہی۔ اور راتدن مال و اسباب کے اطراف مین متعین رہتی تہی جب
مالک اسباب بیچتا تہا تب اوس سے چالیسوان حصہ زکوۃ لیتے تہے۔ اور کوئی دوسرا محاصل اُن سے
نہین لیا جاتا تہا۔ اور دیگر بنادر مین اُسوقت یہ دستور تہا کہ اگر کوئی کشتی طوفان کی وجہ سے
آجائے تو اُسکو بادآورد سمجہہ کے لوٹ لیتے تہے۔ مگر کالیکوٹ کا راجہ بادآورد کو بہی محافظت سے رکہتا تہا
اور کشتی کے مال مین کسی قسم کی تاخت و خیانت نہین کرتا تہا۔ جب اُسکا وارث پیدا ہوتا تہا تو
اُسکو دیتا تہا۔ اور دستور کے موافق چالیسوان حصہ زکوۃ لیتا تہا۔

میرزا شاہرخ نے کالیکوٹ کے راجہ کیلئے ایک عربی گہوڑا اور پوستین کا ایک ڈگلہ زردوزی اور
کلاہ نوروزی بہیجی تہی۔ اور یہہ تحائف بہیجنے کا سبب یہہ ہوا کہ ایک وقت شاہرخ کے ایلچی و بنگالہ
کے ایلچی کشتی مین سوار ہوئے۔ طوفان و تباہی کیوجہ سے کالیکوٹ مین فروکش ہوے۔ اور راجہ سے
ملے۔ اور میرزا شاہرخ کی سلطنت کی عظمت و شوکت راجہ سے بیان کی اور یہہ بہی عرض کیا تمام اقالیم
کے سلاطین رسل و رسایل کا سلسلہ بادشاہ سے جاری کیئے ہین۔ اور یہہ قصہ بہی ذکر کیا کہ فی الحال
بنگالہ کے بادشاہ نے ابراہیم جونپوری کے ظلم و تعدی کی شکایت کرکے استعانت کی تہی۔

مرزا شاہرخ نے ایک فرمان شیخ الاسلام خواجہ کریم الدین ابو المکارم جامی کے ہمراہ جونپور کے
پادشاہ کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ بنگالہ کے بادشاہ کو مت ستاؤ نہیں تو آیندہ تمہارے حق
مین بہتر نہوگا۔ جونپور کے بادشاہ نے شاہرخی فرمان کے مضمون سے مطلع ہوکے بنگالہ کیطرف سے
مراجعت کی اور کسی طرح کی مداخلت و دست اندازی نہین کی۔ کالیکوٹ کے راجہ نے یہہ خبر سنکر
ایک عریضہ مع تحائف ونفائس شاہرخ کی خدمت مین ایک سفیر کے ہمراہ بھیجا۔ اور عریضہ مین
عرض کیا۔ کہ اس بندر مین اکثر مسلمان تجار جمعہ و عیدین مین خطبہ پڑہتے ہین۔ اگر حضرت
اجازت دین تو خطبہ آپکے نام والقاب سے پڑہین ؎ خوش آمدست جہان را صدائے خطبہ او
چنانکہ زمرہ کفار میل آن کردند + راجہ کا سفیر مع تحائف بنگالہ کے ایلچیون کے ہمراہ دربار
شاہرخ مین باریاب ہوا۔ اور تحفہ و عریضہ پیش کیا۔ کالیکوٹ کے راجہ کا سفیر خواجہ مسعود نامی
مسلمان سخن دان و فاضل تہا۔ عرض کیا کہ اگر حضرت اُسکے طرف ایک خاص ایلچی روانہ کرینگے
تو اوسکو تمام معاصرین مین فخر ہوگا۔ اور اوسکو دین اسلام کی دعوت کرین۔ تاکہ کفر کی تاریکی
اُسکے دل سے دور ہو جائے اور اسلام کا نور اُسکے دل مین داخل ہووے آپکو دارین مین ثواب ملیگا
سفیر کی درخواست منظور ہوی حکم ہوا کہ کوئی سفیر تجویز کرو۔ عبد الرزاق سمرقندی مولف مجمع البحرین تجویز
کیا گیا۔ عبد الرزاق جب وہان سے روانہ ہوا حاسدین نے کہا واپس نہین آئیگا۔ عبد الرزاق لکھتا ہے کہ جب مین ان
تین برس بعد واپس گیا۔ حاسدین فوت ہو چکے تہے۔ عبد الرزاق لکھتا ہے جب مین کشتی سے کالیکوٹ
مین اوترا۔ کنارے پر ایک مجمع ایسے لوگون کا دیکہا کہ ایسی صورتین میرے خیال مین بہی نہین تہین
؎ عجب گونہ قومے نہ مردم نہ دیو + کہ عقل از لقاشان شود در گریو۔ اگر دیدمے مثل

ایشان بخواب + دلم سالہا داشتی اضطراب ÷ مرا انس باروئے مہوش بود + نہ باہر سیاہی مشوش
بود + تمام ننگے ننگے حبشی ناف سے زانو تک لنگوٹ بندہے ہوئے کیا امیر کیا فقیر اس صورت
وہیئت مین تہے کئی مسلمان عربون کی طرح لباس فاخرہ پر تکلف مین نظر آئے مسلمان و ہندو
راجہ کی طرف سے میرے استقبال کیلئے آئے تہے۔ سب سے ملاقات ہوی۔ مجہکو کشتی سے اوتار کر ایک
عمدہ مکان مین فروکش کئے تین روز کے بعد راجہ کی ملاقات کیلئے لیگئے۔ مین نے دیکہا کہ ایک شخص
برہنہ اندام سیہ فام مثل عام اہل صنام ہے لوگون نے کہا یہی راجہ ہے۔ وہان کے راجہ کو سامری
کہتے ہین۔ اور یہہ راجہ وہان کے راجہ سابق کا خواہر زادہ تہا۔ امر سے معلوم ہوا کہ یہان قدیم سے
یہ رسم چلی آتی ہے جب گدی نشین راجہ فوت ہوجائے تب اوسکی جگہہ خواہر زادہ کو مسند نشین کرتے ہین
اور راجہ کے بیٹے اور بہائی اور دوسرے اقربا کو مسند نشین نہین کرتے۔ اور کوئی علبہ وزور آور سے بادشاہ
نہین ہوسکتا۔ وہان ہنود کے بہت سی مختلف قومین تہین۔ براہمہ و جوگی وغیرہ بہی تہے
سب مشرک و بت پرست تہے۔ جب مین اُس سے ملا اُسوقت دو تین ہزار ہنود سیاہ فام و چند مسلمان
دربار مین حاضر تہے۔ مجہکو تعظیم سے بٹہایا مین نے میرزا شاہرخ کا فرمان و عربی گہوڑا اور پوستین کا
دگلہ زردوزی و کلاہ نوروزی پیش کیا۔ سامری نے دیکہا اور کچہہ تعظیم نہین کی۔ اور دربار سے
محل مین چلا گیا۔ پہر مین دربار سے منزل گاہ پر آیا۔ ابتدا جمادی الآخر سے اوائل ذیحجہ تک
وہان مقیم رہا راجہ کی طرف سے مہانداری برابر ہوتی رہی۔ اُنہین دنون مین بیجانگر کے راجہ نے
ایک سفیر مع نامہ سامری کے نام سے بہیجا۔ نامہ کا مضمون یہہ تہا کہ حضرت میرزا شاہرخ کے
ایلچی کو یہان بہیجو۔ سامری اگرچہ اسکا ماتحت نہین تہا۔ مگر ہمیشہ اُس سے خوفناک و ہراسان رہتا تہا

اُس کے حکم کی تعمیل ماتحت کے طرح کرتا تھا۔ اُسوقت بیجانگر کا راجہ تین سو بنادر اور خشکی مین دو تین مہینے کی مسافت و سفر کی ولایات و بلاد پر حکمران تھا۔ چند بنادر سرندیپ و سیلان کے حدود مین رکھتا تھا جسکو تمام ملیبار کہتے ہین۔

کالیکوٹ سے اکثر جہاز سیاہ مرچ سے بہرے ہوئے مکے جاتے ہین۔ اہل کالیکوٹ دریائی سفر مین تیز و چالاک ہوتے ہین۔ اور چینی بچے مشہور ہین۔ راستہ مین کہین قطاع الطریق کالیکوٹ کے جہاز کو متعرض نہین ہوتے۔ اس بندر مین تمام دنیا کے نفائس اشیاء و تحائف میسر آتے ہین مگر گائے کا گوشت کہین نہین ملتا۔ گاؤکشی کی سخت ممانعت ہے۔ اگر کوئی گائے ذبح کرلے اور معلوم ہوجائے تو راجہ ذابح کو فی الفور قتل کرتا ہے۔ گائے کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے ہین۔ اُسکے سرگین کی خاک پیشانی پر ملتے ہین۔ اور پیشاب پیتے ہین۔

عبدالرزاق سمرقندی لکھتا ہے کہ کالیکوٹ کے راجہ نے مجھکو خلعت و انعام دیکر بیجانگر روانہ کیا مین کشتی مین سوار ہوکر بنادر طے کرتا ہوا منگلور کے بندر مین جو بیجانگر کی سرحد مین ہے پہنچا۔ دو تین دن وہان قیام کرکے خشکی کی راہ سے روانہ ہوا۔ منگلور سے نو میل کے فاصلہ پر راستہ مین ایک بتخانہ دیکھا کہ تمام جہان مین اُسکا نظیر محال ہے۔ مربع متساوی الاضلاع تخمیناً گز دہ در دہ اور اُسکی ارتفاع پانچ گز بتخانہ مین چار کمرے تہے۔ پہلے کمرے مین ایک بت آدمی کی صورت اُسکا تمام جسم خالص سونے کا اور دو آنکہین سرخ یاقوت کی تہین۔ آنکہین اسقدر خوبی سے جڑی ہوئین تہین گویا دیکھہ رہی ہین۔ اُسکا تمام کام نہایت نزاکت و صنعت سے کیا گیا تھا۔ وہان سے ہر روز قصبہ و گائون مین گذر ہوتا تھا۔ ہر ایک مقام آباد و معمور نظر آتا تھا۔ اسی طرح چلتے چلتے ایک پہاڑ کے

دامن مین پہنچے - پہاڑ نہایت بلند تہا - درختون و سبزون سے شاداب و سیراب تہا - اور انواع انواع
کے پہولون سے گلزار - پہر پہاڑ کی ایک جہاڑی مین گذر ہوا - وہان خاردار درخت کثرت سے
تہے - اسقدر کثرت تہی کہ جہاڑی مین آسمان و آفتاب دکہلائی نہین دیتا تہا - آخران پہاڑون کے
سلسلے اور جہاڑی سے نکلکر نیسلور مین پہنچے - یہ قصبہ نہایت آباد و معمور تہا - اور اہل قصبہ نہایت
حسین گویا حور و غلمان تہے - اور یہان بہی ایک تبخانہ نہایت ہی بلند نظر آیا اس تبخانہ کا گنبد
کئی میل سے دکہلائی دیتا تہا - مجملاً اُس تبخانہ کی عمارت کی حقیقت گزارش کرتا ہون - اس
تبخانہ کا میدان تخمیناً دس جریب زمین ہے - اُسکے اطراف و جوانب مین باغات دلکشا - اور قدم قدم
پر پہولون کی کیاریان - اور سرو و چنار کے درخت بیشمار - اور چو طرف نہرین جاری - تمام چمنون
اور کیاریون کی کنارون پر سبزہ و ریاحین خوشنما طرز سے تہے - اور درمیان مین ایک بڑا حوض کشادہ
سنگین بنا ہوا - اور حوض کے اطراف مین سنگین فرش خوشنما تراشا ہوا تہا - اور حوض کے کنارہ پر
ایک تخت عمدہ پتہر کا تراشا ہوا بلندی مین بمقدار قد آدم نہایت لطافت و خوبی سے بنا ہوا تہا
اور سنگتراشون نے پتہرون کی باہم جوڑ اس خوبی و نزاکت سے ملائے تہے کہ کل تخت ایک ہی پتہر
قدرتی معلوم ہوتا تہا ؎ ازین گنبد چہ گویم کز لطافت * جہان را نسخہ خلد برین بود - خم طاق
بلندش چون مہ نو * ز رفعت با فلک پہلو ہمی سود - اور تبخانہ پر ہزارہا تصاویر پرند و چرند
ایسی لطافت و صفائی سے تراشی تہین کہ کوئی ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے مخمل و کمخواب پر بہی
نہین بنا سکیگا - ابتدا سے انتہا تک تمام فرنگی و خطائی تصویرین اوسپر منقش تہین - تبخانہ کی
عمارت چار طبقہ تہی - طولاً پچاس گز اور عرضاً بیس گز - ارتفاعاً پچاس گز - اور بہی تبخانہ کے اطراف مین

چند عمارتین خورد و بزرگ ہین - ہر ایک سنگین و منقش و مصور تہی - نہایت صاف و پاکیزہ - ہنود صبح و شام بت خانہ مین عبادت کیلئے آتے ہین - دونو وقت رقص و سرود ہوتا ہے - براہمہ پوجاری کثرت سے رہتے ہین بلاد و امصار سے راجے اور مہاراجے زر و جواہر و نفائس سالانہ و ماہانہ بہیجتے ہین - یہ مقام ہنود کا کعبہ اکبر ہے - دو تین روز اس بتخانہ کی سیر کرتا رہا - پہر وہان سے روانہ ہوا آخر ذیحجہ مین بیجانگر پہنچا - راجہ نے استقبال کیلئے ایک جماعت امرا مع جمعیت بہیجی سب مجہکو شہر مین اعزاز سے لائے اور مقام خاص مین جو بادشاہی محلات سے تہا فروکش کیا -

شہر بیجانگر کی کیفیت اور اسکے اطراف کے ساتہون حصار کی حقیقت

عبد الرزاق سمرقندی نے اپنے سفرنامہ مین لکہا کہ جب مین شہر بیجانگر مین پہنچا - شہر کو نہایت معمور و آباد دان اور بادشاہ کو کمال عدل و انصاف کے ساتہہ حکمران دیکہا - اِس مملکت کی وسعت سراندیپ سے گلبرگہ تک اور بنگالہ سے ملیبار تک ہزار فرسنگ سے زیادہ تہی - اس مملکت کی آبادی زیادہ اور راجہ تین سو بنادر کا مستقل مالک تہا - گیارہ لاکہہ فوج پیادہ و سوار اور ایکہزار ہاتی رکہتا تہا - ہندوستان مین کوئی راجہ اس سے بڑہکر نہین تہا - اُسوقت تمام اُسکو مہاراجہ مانتے تہے - یہان کے باشندے پادشاہ کو رائے و راجہ کہتے ہین - کتاب کلیلہ و دمنہ جو رائے و برہمن سے منقول ہے اسی مملکت کے براہمہ کی یادگار ہے - کتاب عجیب و غریب ہے - متعدد زبانون مین اُس کے ترجمے ہوے ہین - عربی فارسی - ترکی - فرنگی وغیرہ -

عبد الرزاق سمرقندی ۸۴۶ھ ہجری مین دیورائے کے عہد مین بیجانگر آیا - اسکی تحریر سے معلوم ہوتا ہے

کہ اُسوقت بیجانگر کی آبادی عالم شباب مین تہی - ایسا شہر خوشنما و پر فضا تہا کہ اُسکا نظیر کسی نے آنکہہ سے دیکہا نہ کان سے سُنا تہا - وہ اس طرز و روش سے تہا - کہ اسکے اطراف مین ایک فصیل مستحکم و سنگین بنی ہوئی تہی - اور فصیل کے اندر سات قلعہ یکے بعد دیگرے نہایت مضبوط و مستحکم تعمیر کئے تہے اور شہر کے چار دروازے تہے - ایک دروازہ غربی - دوم دروازہ شرقی - سوم دروازہ شمالی - چہارم دروازہ جنوبی - یہہ چارون دروازے ایسے فراخ و بلند تہے کہ ہاتی مع حوضہ فراغت سے گذر جاتا تہا، دروازون کے تختے آہنین مستحکم تہے - ایک دروازہ سے دوسرے دروازہ تک چہہ میل کا فاصلہ تہا - اور ان چار دروازون کے سوا اور بہی چند دریچے تہے - اول قلعہ کے اطراف مین باہین فصیل و قلعہ پچاس گز عرضاً ہزار ہا پتہر بمقدار قد آدمی نصف حصہ زمین اور نصف حصہ باہر باہم مضبوط جمے ہوے تہے - گویا یہہ تمام پتہر دمدمے تہے - غنیم کی فوج سے کوئی پیادہ و سوار قلعہ کے اطراف مین قدم نہین رکہہ سکتا تہا اگر کوئی بڑہ آتا تو اندرونی فوج کے تیر و تفنگ کا نشانہ بنجاتا تہا - قلعہ پہاڑ کی چوٹی پر مدور شکل مین چونہ و پتہر سے پختہ تعمیر ہوا تہا - اور دروازے مستحکم و سنگین تہے - اور ہر ایک دروازہ پر حفاظت کیلئے متعدد دربان تہے - اسیطرح سے ساتون قلعے یکے بعد دیگرے ترتیب وار بنا کئے گئے تہے حصار اول و دوم و سوم کے اطراف مین باغات و عمارات و مزارعات کثرت سے تہے - اور تیسرے سے ساتوین تک ہر ایک کے اطراف مین غلہ کے انبار اور دوکانین قطار در قطار اور بازار واقع تہے - بادشاہی دربار کے سامنے چار بازار اور دربار کا مکان وسط مین تہا گویا یہہ چوک تہا - شمالی جانب مین بڑا مکان عالیشان راجہ کا محل سرا تہا - ہر ایک بازار کے ابتدا اور انتہا مین ایک محل رفیع و رواق بدیع خوشنما بنا ہوا تہا - تمام بازار کی دوکانین پچیکاری و گلکاری سے آراستہ اور طرح طرح کے

نقش و نگار سے پیراستہ تہین - لیکن راجہ کا محل تمام عمارات سے اعلی و بہتر تہا - بازار عریض و مستطیل تہے
گلفروشون کی دوکانین قطار قطار دو طرفہ برابر - ہر ایک دوکان کے سامنے ساگوانی چوڑے چوڑے
تخت رکہے ہوے تہے اور اُنپر اقسام اقسام کے پہول تودہ تودہ چنے ہوے تہے - تمام دوکانون پر تازہ
پہول خوشبودار ہوتے تہے - ہر روز پہول کثرت سے فروخت ہوتے تہے - اہل اصنام پہول کو کہانیکی طرح
ضروری جانتے تہے - اُنکی پرستش اکثر پہولون سے ہوتی تہی - بتخانہ مین بتونپر پہول چڑہاتے تہے - علی ہذا
تمام پیشہ ورون کی دوکانون کے سلسلے تہے - جوہری بازارون مین مروارید - یاقوت - الماس -
زمرد - نیلم وغیرہ جواہر کہلم کہلا فروخت کرتے تہے - نہ کسی کا خوف تہا نہ خطر - نہ قطاع الطریق کا
اندیشہ نہ کسی ظالم چور کا ڈر تہا - بازار مین کوتوالی کے سپاہ محافظت کیلئے مستعد و تیار کہڑے رہتے تہے چند
قدم کے فاصلہ پر دس دس جوانون کا تہانہ تہا - اسیطرح سے تمام بازار مین حفاظت کرتے تہے - عبد الرزاق
سفیر نے لکہا کہ مین خود ایکروز بعض دوکانون پر گیا - اور جواہر کا ملاحظہ کیا - ہر ایک دوکان پر جواہر نفیسہ دیکہے
مثلاً مروارید آبدار - و دُر شاہوار - و یاقوت رمانی - و الماس یکانی - و زمرد سبز ریحانی - یہہ تمام جواہر
نہایت ہی رخشان و درخشان تہے - مینے کہین اس چمک و دمک و آب و تاب کے جواہر صاف و شفاف
دیکہے نہ سنے تہے - بازارون مین اور بادشاہ کے محلات مین نہرین پتہر کی تراشی ہوئین ہر طرف جاری تہین
پانی صاف و شیرین تہا - بادشاہی محل کے داہنے جانب مین ایک دیوانخانہ وسیع چہل ستونی سنگین بنا ہوا تہا
اور دیوانخانہ کے سامنے صحن مین ایک نشیمن بمقدار قد آدمی زمین سے بلند اور طول مین تیس گز و
عرض مین آٹہہ گز تعمیر کیا ہوا تہا - اور اُسکے اطراف مین پہولون کے گُنڈے سنگین برابر قطار
قطار چنے ہوے تہے - راجہ شام کیوقت مع امرا و وزرا اُسمین رونق افروز ہوتا تہا - اور دیوانخانہ کے

بائین جانب اسی قسم کا ایک اور مکان تہا جسمین دفتر وال دفتر بیٹہتے تہے۔ اور دفتر کا کام کرتے تہے
گویا یہہ دفترخانہ تہا دفتر مین دو قسم کی تحریر ہوتی تہی ایک تاڑ کے پتون پر آہنی قلم سے نقوش کرتے تہے
اور قلم کو انگلیون مین تہام کر سبابہ کے ذریعہ سے پتون پر نقش کرتے تہے۔ یہہ نقوش پائیدار
نہین ہوتے تہے۔ چند روز مین نیست و نابود ہو جاتے تہے۔ دوسرا ایک پتہر سیاہ پر پتہر کے قلم سے
لکہتے تہے۔ اُسپر حروف سفید برآمد ہوتے تہے۔ حروف کندہ کی طرح دکہلائی دیتے تہے۔ یہہ نقوش
پائیدار ہوتے تہے۔ اکثر بادشاہی فرامین اسی پر لکہتے تہے۔ اور دیوانخانہ کے بیرونی نشیمن چہل ستونی
مین ایک خواجہ سرا دماک خطاب ہتا تہا اور اُس کے سامنے صدہا چوبدار و بہالدار دست بستہ کہڑے رہتے
اور راجہ کی ملاقات دماک کے ذریعہ سے ہوتی تہی۔ گویا وہ بارگاہ کا بار بک تہا۔ اور تمام چوبدارون
اور بہالدارون پر دماک جو حکم کرتا تہا فی الفور اُسکے حکم کی تعمیل کرتے تہے۔ کسی کی مجال نہین تہی
کہ حکم عدولی کرے۔ دماک جب دیوانخانہ سے برآمد ہوتا تہا تب اُس کے سامنے چند چتر زنگین لیجاتے
تہے۔ اور بگل و نفیرین بجاتے تہے۔ اور اُسکے داہنے اور بائین جانب بہاٹ مدح خوانی کرتے
جاتے تہے۔ اسیطرح سے راجہ کے بارگاہ مین پہنچتا تہا۔ دیوانخانہ سے بادشاہی بارگاہ تک بہت
فاصلہ تہا بادشاہی محل کے ساتہہ دیوڑہیان یکے بعد دیگرے تہین۔ اور ہر ایک دیوڑہی سے
دوسری دیوڑہی تک ربع میل کا فاصلہ تہا۔ ساتہون دیوڑہیون پر متعدد دربان مسلح
رہتے تہے۔ ہر ایک دیوڑہی پر دماک کا استقبال ہوتا تہا۔ سواری کے دیکہتے ہی غل مچاتے تہے
اور خوشی سے چلاتے تہے۔ ساتوین دیوڑہی کے اندر دماک اکیلا راجہ کی خدمت مین جاتا تہا
اور مہمات ملکی عرض کرکے باہر آتا تہا۔ اُسی کر و فر و تجمل و تزک سے اپنے گہر کو جاتا تہا۔ دماک کا

مکان راجہ کے محل کے عقب مین تہا۔

ضرابخانہ یعنی ٹکسال کا ذکر

راجہ کے محل کے بائین جانب مین ٹکسال تہی۔ اُسمین تین قسم کا سکہ طلائی نبتا تہا۔ اور اُنکا سونا خالص نہین ہوتا تہا۔ ایک ورا ہہ مساوی دس دینار کبکی۔ دوسرا پرتاب نصف ورا ہہ تیسرا فنم ورا ہہ کا ششم حصہ۔ فنم کا رواج کثرت سے تہا۔ اور چاندی کا سکہ تار جو فنم کا ششم حصہ ہوتا تہا اُسکی چاندی خالص ہوتی تہی۔ اور تانبے کا سکہ چیتل جو تار کا تیسرا حصہ ہوتا تہا۔ اور وہان یہہ قاعدہ تہا جسکو سکہجات بنوانا منظور ہو دیوان کے ذریعہ سے سونا چاندی ٹکسال مین داخل کرے۔ اور ضرب سکہ کی اجرت ادا کرے تمام سکے اُسکو تیار کر کے وزناً مساوی چاندی سونا دئے جاتے تہے۔ سال مین چار مہینے ٹکسال کا کام جاری رہتا تہا۔ اور آٹہہ مہینہ موقوف۔ ٹکسال کے سپاہ و ملازمین وغیرہ کا خرچہ اُسکی آمدنی سے ہوتا تہا۔ جو کچہہ رقم پس انداز ہوتی تہی خزانہ مین داخل کی جاتی تہی۔

سرکاری خزانہ کا ذکر

خزانہ کے مکان مین صدہا حوض سنگین پختہ بنے ہوے تہے۔ سونے اور چاندی کی اینٹون سے بہرے ہوے تہے صدہا صندوق ہون و پرتاب و فنم سے بہرے ہوے تہے۔ علی ہذا القیاس جواہر مرصع آلات سے بڑے بڑے آہنین صندوقین لبالب تہین۔ اور ظروف طلائی و نقرئی۔ اور زیورات اور بتونکی مورتین طلائی بیشمار تہین۔ اسیطرح توشہ خانہ اشیائے نفائس سے معمور تہا۔

توشہ خانہ

توشہ خانہ مین اقسام کے کپڑے مخمل کاشانی۔ و دیبائی رومی و اطلس فرنگی و شالہائے کشمیری و سیلہائے

وقالینہائے حریری و کمخواب و حمرو - و سنجر خانی - و محمود خانی و آغابانی سیکا کولی و زیر نہائے زرین و لجام پشمین - اور ہاتیون کی جہولین زردوزی وغیرہ اسباب شاہی بیحساب تہے -

سلاح خانہ

قسم قسم کے ہتیارون سے بہرا ہوا تہا - ہزار ہا تلوارون فولادی - و خنجر ہائے فولادی آبدار - و تیر و کمان بیشمار و سپر ہائے رنگین - و خود ہائے آہنین - و انواع و اقسام ضرب زن - و تفنگہائے ہندی - و نیزہائے وغیرہ بیشمار تہے - علاوہ این ہتیارون کے کارخانے تہے - اُن مین فولادی آلات جنگ مثلاً توپ و تفنگ ہوئے اجاتے تہے اور کارخانون مین رومی و فرنگی ملازم تہے - انکے اہتمام سے ہتیار تیار ہوتے تہے - راجہ دیوراے جو بیجانگر مین حکمران تہا - اسنے اہل اسلام کے مقابلہ و مقاتلہ کیلئے حرب و ضرب کے بے انتہا سامان فراہم کئے تہے - اور اسکی فوج مین اہل اسلام و اہل اصنام و دیگر اقوام شامل تہے - چنانچہ عنقریب راجہ کے حال مین ذکر کیا جائیگا یہی بیجانگر کے راجاؤنمین پہلا راجہ ہے کہ اس نے سوارون و پیادونمین اہل اسلام کو بہرتی کیا - ہر ملت و مذہب کے معتقد کو اجازت دی کہ آزادانہ اپنے رسوم و معتقدات کو ادا کرین - مسلمانون کو اجازت دی کہ مسجد بنا کرین - حسب الاجازت مسجد بنائے تہے - اذان و صلوٰۃ برابر ادا کرتے تہے - کوئی مانع و مزاحم نہین ہوتا تہا -

فیلخانہ

دیوانخانہ کے مقابل فیلخانہ تہا - اسمین ہزار ہاتی تہے - بعض مورخ نے لکہا کہ ہزار سے زائد تہے - قول اول صحیح ہے اس راجہ کے عہد مین ہزار ہی تہے - لیکن رام راج کے عہد مین تین ہزار سے زائد ہو گئے تہے - اور اُنمین چند ہاتی سفید تہے - نہایت جسیم و تنومند و قوی ہیکل تہے - یہہ خاص بادشاہی ہاتی

کہلاتے تہے۔ ہر روز علی الصباح ایک ہاتی سفید ڈیوڑہی پر حاضر کیا جاتا تہا۔ راجہ ملاحظہ کرتا تہا۔
ہنود صبح کو ہاتی کا دیکہنا فال خیر جانتے ہین۔ اسی لئے روزانہ ایک ہاتی ڈیوڑہی پر حاضر رہتا تہا۔ تا راجہ
دیکہہ لیوے۔ بادشاہی خاص ہاتی تیس تہے۔ اُنکی غذا روزانہ کہچڑی ملتی تہی۔ کہچڑی کو دیگ سے نکالکر نمک
شکر افشان کرکے اُسکو کہلاتے تہے۔ اور آٹے کے پیڑے گہی مین تلے ہوے دیتے تہے اگر فیلبان اُس مین
کچہہ تصرف کرتا تو ہاتی فیلبان پر حملہ کرتا تہا۔ راجہ بہی فیلبان پر اس تصرف بیجا سے خفا ہوتا تہا۔ صبح و شام
اسی قسم کی غذا دیتے تہے۔ ہر ایک ہاتی کے لئے مکان خاص علیحدہ علیحدہ ہوتا تہا۔ نہایت مضبوط
و بلند بناتے تہے۔ اُسکی چہت لکڑی سے پختہ بنائی جاتی تہی۔ ہر ایک ہاتی کے پاؤن مین زنجیرین بندہی
ہوئی رہتی تہین۔ ہر ایک کی زنجیر پر اُسکا نام کندہ ہوتا تہا۔ اگر کسی ہاتی کو اُسکے اصلی تہان سے بیجا کے
دوسرے تہان مین باندہتے تو وہ وہان سے نکلکر اپنے اصلی مقام پر آجاتا تہا۔ بیجانگر کے حدود مین ہاتی
کثرت سے ہوتے تہے۔ راجہ کے حصار اول و دوم مین ہاتیون کا توالد و تناسل ہوتا تہا۔ عبدالرزاق
سفیر کہتا ہے کہ مین نے خود فیلخانہ مین جاکے بہت فیل بچے دیکہے۔

ہاتی کے تسخیر کا ذکر

بیجانگر کے باشندے شکاری جنگلی ہاتی کو اسطرح تسخیر کرتے تہے۔ ہاتی جس راستہ سے آمد و رفت کرتا تہا۔ اور
پانی کے لئے تالابون و چشمون پر وارد ہوتا تہا۔ اُسی راستہ مین ایک گہری باولی کہدکے اُسکو پاٹ
دیتے تہے۔ جب ہاتی اُسمین گرتا تہا تب تین دن تک کوئی اُسکے پاس نہین جاتا تہا۔ پہر ایک شخص آتا
اور اُسکی پیٹہہ پر چند لاٹہیان مارتا تہا۔ پہر دوسرا شخص پہنچتا تہا۔ مارنیوالے کے ہاتہہ سے لاٹہی
چہینکر پہینک دیتا۔ اور تہوڑا سا دانہ چارہ اسکے سامنے ڈالکر چلا جاتا۔ اسیطرح چند روز گذر جاتے

رفتہ رفتہ ہاتی تانی شخص سے مانوس ہو جاتا تہا۔ آخر ایکروز شخص مانوس اسکے پاس جاتا اور اکثر ہاتی کو اُسکے مرغوبات اشیا مثلاً نبات شکر وغیرہ اُسکے سامنے ڈالتا۔ اور اُسکی مالش بہی کرتا۔ اس خدمت کی وجہ سے وہ تابع ہو جاتا۔ پہر شخص مانوس اُسکی گردن مین زنجیر ڈالدیتا۔ اور اُس باوڑی کو مٹی وپتہر سے بہرنا شروع کرتا۔ آہستہ آہستہ باوڑی بہرتی جاتی تہی۔ جب پوری بہر جاتی تب ہاتی نکل آتا تہا۔ پہر اُسکو سدہا کے فروخت کرلیتے تہے

ہاتی کی نقل

کہتے ہین کہ ایک وقت ایک ہاتی فیلخانہ سے فرار ہوا۔ اور جنگل کی راہ لی۔ بہت سے فیلبان اُسکے تعاقب مین گئے۔ اور اُسکے راستہ مین متعدد مقامات مین کوئین کہودے۔ ہاتی کسیطرح گرفتار نہین ہوتا تہا۔ ہاتی سونڈ مین ایک بڑی لکڑی عصا کی طرح لیکے احتیاط سے راستہ مین ٹیکتا ہوا پانی پر جاتا تہا۔ اور فیلبانون کے حیلون سے بہت ڈرتا تہا۔ تمام فیلبان عاجز ہوگئے۔ اور راجہ تاکید کرتا تہا کہ ضرور گرفتار کرو آخر ایک فیلبان اُسکی گذرگاہ مین ایک درخت پر چڑہ کے پتون مین پوشیدہ گہات مین بیٹہا۔ ہاتی اُس راستہ سے گذرا فیلبان درخت سے فی الفور اُسکی پیٹہہ پر کود پڑا ایک رسی جو اُسکی پیٹہہ پر بندہی ہوی تہی اُسکو پکڑلیا۔ ہاتی اُچہلتا تہا اور سونڈ کو ہلاکر اسپر ڈالتا تہا مگر فیلبان ہوشیار و چالاک تہا اُسکی گرفت مین نہین آتا تہا۔ آخر ہاتی زمین پر بیٹہا۔ ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر لیٹتا جاتا تہا۔ فیلبان بہی چالاکی وچستی سے برابر ایک پہلو سے دوسرے پہلو آتا جاتا تہا۔ اور ہاتی کی رسی ہاتہہ سے نہین چہوٹتا تہا اور آنکس سے مارتا جاتا تہا۔ بالمرلاچاری ہاتی تابع ہوگیا۔ تمام فیلبان جمع ہوگئے اور ہاتی کو زنجیرون مین جکڑکر راجہ کے حضور مین لائے۔ راجہ بہت خوش ہوا فیلبان کو بیشمار انعام دیا۔

ہاتی کے شکار کا ذکر

راجگان ہندہاتی کا شکار اس طرح کرتے تہے۔ مہینون تک جنگل و پہاڑ مین بسر کرتے تہے۔ تدابیر و حیلون سے ہاتیون کو گرفتار کرکے لاتے تہے۔ اور اپنی بہادری و شجاعت و دلیری ظاہر کرتے تہے۔ اور اکثر مجرمین کو ہاتی کے پانون سے باندہ کے ہلاک کرتے تہے۔ ہاتی کے دانتون و ہڈیون کی تجارت کرتے تہے۔ سیلان سے دوسرے ملکون مین بہیجتے تہے۔ سیلون مین اسکی تجارت ہوتی ہے۔ گز و گرہ کے حساب سے فروخت کیتے تہے فی زمانا بہی اسیطرح ہے بلکہ اُس سے زائد ہے۔

بیجانگر کی کوتوالی کا ذکر

ٹکسال کے مقابلہ مین کوتوالی کی عمارت قائم تہی۔ کوتوالی کے سپاہ و عہدہ دار بارہ ہزار تہے۔ تمام شہر کے بازارون و شرابخانون کا انتظام انہین کے تفویض تہا۔ کوتوالی کی سپاہ و عہدے دارون کا روزانہ خرچ بارہ ہزار فنم ہوتا تہا۔ کوتوالی کا تمام خرچ شرابخانون کی آمدنی سے دیا جاتا تہا ہر ایک سپاہی کو تنخواہ بیس فنم ماہوار دیتے تہے۔ شرابخانون کا محاصل ماہانہ منہائی خرچہ کے بعد چار چند باقی رہتا تہا۔ کل خزانہ مین داخل کیا جاتا تہا۔

شرابخانون کے عمارات کا تکلف و تجمل

ضرابخانہ کے عقب مین شرابخانہ کا ایک بازار طولاً تین سو گز عرضاً بیس گز تہا۔ بازار کے دو طرفہ مکانات مسلسل خوشنما و مصفا بنے ہوے تہے۔ اور ہر ایک مکان کے روبرو بیٹہنیخانہ سنگین و بلند تعمیر کیا گیا ہوتا تہا مکانات و بیٹہنیخانجات کے در و دیوار نقش و نگار سے آراستہ اور شیر و چیتا و ببر وغیرہ درندو پرند کی تصویرون سے پیراستہ تہے تصویرین ایسی خوش اسلوبی و خوبی سے بنائی تہین کہ بجنسہ ہو بہو جاندار معلوم ہوتی تہین۔ ظہر کی نماز کے بعد اکثر فاحشہ عورتین جنکو پاتری کہتے تہے ہر ایک زیورات جواہر و جامہاے

فاخرہ سے سنگار کرکے کمال حسن و جمال و ناز و انداز سے دروازون کے سامنے چوکیون پر بیٹھتی تہین۔ ہر ایک کے سامنے دو تین خادمہ دست بستہ کہڑی رہتی تہین۔ عیش و طرب و لہو و لعب مین مشغول۔ رقص و سرود مین مصروف رہتی تہین۔ وہان تمام خوشی و عیش کے سامان مہیا تہے۔ اور اذن عام تہا جسکا جی چاہے وہان جائے۔ جس سے چاہئے عیش و آرام کرے اور زر معین پاترکی کی نذر کرے۔ اُس محفل مین بے زر بیقدر ہوتا تہا۔ اُسکے طرف کوئی ملتفت نہین ہوتا تہا۔ وہ سب کا دست نگر رہتا تہا قسمت سے کچہہ ملجائے تو بہتر جانتا تہا ورنہ چیر منہہ دیکہتا پہرتا تہا۔ جو شخص خرابات و سیدیخانون مین داخل ہوتا تہا۔ اہل خرابات اوس کے مال و اسباب کی حفاظت کرتے تہے۔ اگر کوئی چیز گم ہو جاتی تو اُسکا تاوان دیتے تہے۔ شہر بیجانگر مین اور اُسکے ساتون قلعون مین بیشمار شترابخانے و سیدیخانے تہے۔ کوتوالی کے سپاہ شترابخانون کا عمدہ انتظام و اہتمام کرتے تہے۔ کہین خونریزی و فتنہ انگیزی نہین ہوتی تہی جان و مال کی بڑی حفاظت کرتے تہے۔ اگر کسی کا مال گم ہو جاتا تو کوتوالی اُسکی ذمہ دار ہوتی تہی۔ تلاش کرکے برآمد کرتی تہی نہین تو تاوان دیتی تہی۔ راجہ عدل پرور کا یہہ انتظام یعنے کوتوالی کو مال مفقودہ کا ذمہ دار بنانا مال برآمد نہونیکی صورت مین کوتوالی سے تاوان دلانا الخ تعریف کے لائق ہے۔ اسی انتظام کی وجہ سے چوری و ڈاکہ کے واقعات نہایت ہی کم واقع ہوتے تہے۔ اگر متاخرین اس قسم کے انتظامات سے سبق لین تو عمدہ انتظام ہو جائے۔ رعایا کے مال و اسباب کی حفاظت کامل طرح سے ہو جائے۔ جب تک سپاہ و عہدیدار ازین قسم کی سختی نکی جائے رعایا کو آرام نصیب نہین ہوتا۔ عبدالرزاق سمرقندی سفیر لکہتا ہے کہ میرے چند رفقا یہان یعنے بیجانگر مین چند ریشمی طاقے لائے تہے وہ چوری ہو گئے۔ کوتوالی مین اطلاع دیگئی کوتوال نے اُس محلہ کی سپاہ پر حکم کیا کہ جلد مال برآمد کرکے لاؤ اور مالک کے حوالہ کرو نہین تو مال مسروقہ کی

قیمت تاوان دو۔ کوتوالی کے سپاہ مال کے برآمد کرنے مین عاجز ہوئے۔ رفیقون سے قیمت دریافت کرکے ادا کی

عبدالرزاق سمرقندی سفیر کا بیجانگر مین پہنچنا

سفیر نے لکھا کہ مین اواخر ذیحجہ ۸۴۶ھ ہجری مین شہر بیجانگر مین مع الخیر والعافیہ داخل ہوا۔ راجہ نے مجکو ایک محل عالیشان مین اعزاز و اکرام سے فروکش کیا۔ مین اور میرے ہمراہی آرام سے اُسمین فروکش ہوئے راجہ نے ہمارے لئے عیش و آرام کا تمام سامان مہیا کردیا تہا۔ ابہی ہم سفر کے مصائب سے فارغ نہین ہوئے تہے کہ محرم کا ہلال نمایان ہوا۔ پس غرہ محرم کو راجہ کے سرکارسے ونائگواڑے میرے پاس آئے۔ اور خبر دی کہ راجہ صاحب نے آپکو یاد فرمایا ہے۔ عصر کا وقت تہا مین نماز سے فارغ ہوکے راجہ کے دربار مین گیا۔ پانچ عربی گہوڑے اور دو تہان کمخواب و اطلس ہمراہ لے گیا۔ راجہ چہل ستونی دربار مین نہایت عظمت و شوکت سے تخت پر بیٹہا تہا۔ اور اُسکے داہنے و بائین طرف تمام خدمتگاران حلقہ بگوش دست بستہ کہڑے تہے۔ راجہ زیتونی اطلس کی قبا پہنا ہوا تہا۔ اور سرپر تاج مرصع رکہا ہوا۔ اور گلے مین مروارید آبدار کا مالا پڑا ہوا تہا۔ سبزہ رنگ لاغر بدن قد بلند جوان صورت دونون کلون پر خط غباری نمایان۔ چہرہ سے ملاحت عیان تہی۔ مجکو راجہ کے سامنے لیگئے۔ مین نے تسلیم ادا کی۔ راجہ نے تسلیم کے جواب مین سر جہکایا۔ اور فرمایا کہ ہم بہت خوش ہوئے کہ ایک بادشاہ بزرگ نے ہمارے پاس سفیر بہیجا اور مجکو زیادہ اس بات کی خوشی ہے کہ مین دکن مین پہلا ہندو راجہ ہون۔ کہ مسلمان بادشاہ جلیل القدر نے دور دراز فاصلہ سے میرے لئے خلعت و گہوڑا عربی تحفہ بہیجا۔ بادشاہ نے اس نوازش سے مجکو تمام راجگان دکن مین ممتاز فرمایا۔ مین بادشاہ کی عنایت خلعت کا شکریہ دل سے ادا کرتا ہون۔

مین اُسوقت متعدد جامے پہنا ہوا تہا۔ گرمی کی شدت تہی عرق مین غرق ہو رہا تہا۔ راجہ کے

ہاتھہ مین خطائی پنکھا نہایت نفیس تہا - میری حالت دیکھہ کے محبت سے مجکو عطا کیا - مین نے شکریہ ادا کرکے لیا - پہر ایک طبق جسمین دو دستے پان کے اور ایک بستہ پانسو قسم اور تیس مثقال کافور کا عنایت کیا - بعد ازان دربار سے برخاست ہوا مین بہی فرودگاہ مین آیا - میرے لئے مع جملہ رفقا و ملازمین ہر روز راجہ کے طرف سے راتب مقررۂ ذیل پہنچاتے تہے - دو بکرے - چار جفت مرغ - پانچ من برنج - اور ایک من گہی - اور ایک من شکر - اور ایک من آٹا - اور ہزار دانہ بادام - چند مثقال کافور - مرحمت کرتا تہا تین مہینہ تک اسیطرح خاطر و مدارات کرتا رہا - اور ترجمان کے ذریعہ سے کہتا تہا کہ سلاطین اسلام سفیرونکی دعوت کرتے ہین اور باہم ایک دسترخوان پر کہانا تناول فرماتے ہین - مگر ہم اور آپ باہم نہین کہا سکتے - کیا کرون مذہب کی پابندی مانع ہے - اور ترجمان کے ذریعہ سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ یہہ بستہ قسم ایلچی کی دعوت سے یہہ راجہ نہایت خوش اخلاق و سیر چشم تہا - اور صلح کل کے طریقہ پر چلتا تہا - چنانچہ قریب مین اوسکا ذکر آئیگا -

ذکر برگ تنبول

پان نارنگی کے پتے کی طرح درازی مین اُس سے زیادہ دراز ہندوستان و اکثر حدود ہرمز مین ہوتا ہے - لوگ اُسکو نہایت رغبت سے تناول کرتے ہین اور اُسکے فوائد سے کامل اعتقاد و اعتماد رکہتے ہین - واقع مین اُنکا اعتقاد بجا و مناسب ہے - اُسکے تناول کا یہہ طریقہ ہے - سپاری کو ریزہ ریزہ کرکے منہہ مین ڈالتے ہین پہر دو یا چار پان لیکر اُسپر چونہ و کتہا برابر تی لگا کر باہم لپیٹ کے منہ مین رکہہ لیتے ہین اُسکو بیڑہ کہتے ہین - کبہی کبہی اُسمین کافور و الایچی و جوتری وغیرہ بہی شریک کرتے ہین - منہ مین رکہنے سے ہونٹ رنگین ہوتے ہین - منہ سُرخ ہو جاتا ہے چہرہ سے مسرت و خوشی ظاہر ہوتی ہے - شراب کی مستی و سرخی دکہلا دیتی ہے

بھوک کو تسکین اور سیر آدمی کو کھانیکا راغب کرتا ہے۔ منہ کی بدبو دفع اور دانتون کو مضبوط کرتا ہے مفرح دل و مقوی بدن ہے۔ یہہ چند ابیات ذیل اُسکے خواص مین نقل کی جاتی ہین **ھذا**

نظم

بیرۂ تنبول کہ صد برگ لبست | چون گلِ صد برگ در آمد بدست
برگ نادر چون گلے در بوستان | خوشتر این نعمت ہندوستان
تیز چو گوشِ فرس تیز خیز | صورت و معنی بصفت تر و تیز
تیزئی او آلۂ قطع جذام | قول نبی رفتہ علیہ السلام
بر رگ و در رگ چو نشانی زخون | لیک ہم از رگ دوشِ چون برون
طرفہ نباتے کہ چو شد در دہن | خونش چو حیوان بدر آید زتن
خوردنِ او بوئے دہن کم کند | سستیٔ دندان ہمہ محکم کند
سرخی رویش ز دو خدمت گرش | چونہ و فوفل شدہ رنگ آورش
طرفہ کہ با این دو شہر یکست آپس | مرتبہ نام ہمو راست بس
گرچہ کہ آتش بنمو ہست بیش | کہنہ شود بیش کند آب خویش
گرچہ کہ از آب شود ار دروی | لیک ز زر دیست ہمہ آبروی
برگ عجب بین کہ گستہ زہر | از پس شمشاہ بود تازہ و تر
حرمت ازین بیش کہ بیگاہ و گاہ | ہم بگدا محترم و ہم بشاہ
در دہنش گیر و بصحبت خرام | تا نگری فعل عجب والسلام

سفیر نے لکہا کہ راجہ کے محل مین ساتہہ سو رانیان تہین۔ تمام رانیون مین صرف ایک لڑکا دہ سالہ تہا
ہر ایک بیوی رانی علیحدہ رہتی تہی ہر ایک کے لئے تنخواہ و وظیفہ مقرر تہا اُسکی مملکت مین جہان کوئی لڑکی
خوبصورت ہوتی تہی اُسکے ماں باپ دنیا کی طمع وہوس مین برضا و رغبت بادشاہ کے محل مین داخل
کر دیتے تہے۔ اُسکی بڑی عزت ہوتی تہی۔ رانیون مین شریک ہوکے رانی کہلاتی تہی۔ معلوم ہوتا ہے کہ
راجہ عیاش تہا۔ مہ جبینون کے حسن وجمال پر فریفتہ رہتا تہا۔ عیش وعشرت مین زندگی بسر کرتا تہا۔

واقعہ بیجانگر

عبدالرزاق لکہتا ہے کہ ۸۴۷ھ ہجری مین بیجانگر کے راجہ کے بہائی نے ایک نیا محل تعمیر کیا۔ اور مکان کی
خوشی مین ایک جشن منعقد کیا۔ اپنے بہائی راجہ و ارکان ریاست کو دعوت دی کہ جشن مین شریک ہوکے
تناول طعام سے سرفراز کرین۔ تمام ارکان ریاست جشن مین شریک ہوے۔ رقص وسرود ہو رہا تہا۔ نغمہ
وراگ کے آواز سے مکان گونج رہا تہا۔ تمام راگ و رنگ مین مست ہو رہے تہے۔ چونکہ ہنود باہم ملکے
ایک جا ایک خوان پر کہانا نہین کہاتے ہین۔ فرداً فرداً کہایا کرتے ہین۔ راجہ کے بہائی نے کہانیکے
لئے ایک علیحدہ مکان مقرر کیا تہا۔ واقع مین وہ قتل گاہ مقرر کیا تہا۔ اور گہات مین اپنے چند سپاہی
ومعتمدین بٹہادئے تہے۔ اور خود مہمانون کی پیشوائی و استقبال کے لئے آتا تہا یا کسی غیر کو بہیجکر کہتا تہا
کہ فلان امیر و بزرگ کو دعوت کے مکان مین لیجاؤ۔ اور کہانا کہلاؤ۔ یعنی قتل کرو۔ اور جشن مین اہل
طرب و صاحبان لہو ولعب کو جمع کیا تہا۔ تمام گانے بجانے مین مشغول تہے۔ فرداً فرداً مہمانون کو مجلس
عیش وطرب سے قتل گاہ مین بہیجتا تہا۔ داخل ہوتے ہی کمین گاہ سے ایک جلاد سفاک آکے
شخص داخل کو مار ڈالتا تہا۔ مقتول کے اعضا پارہ پارہ کرکے خاک مین دفن کر دیتا تہا۔ پہر دوسرے کو لاتا

اُسکو بہی قتل کرتا - جو کوئی مکان مین آتا تہا عدم کی راہ لیتا تہا - اسیطرح ارکانِ دولت سے صدہا کو قتل کیا ؎ باز آمدنت نیست چو رفتی رفتی :: ڈہول و نقارہ کی آواز کی وجہ سے کوئی شخص حال سے واقف نہین ہوتا تہا ظاہر مین مجلس سرود کا ہنگامہ گرم تہا - رقص و سرود ہو رہا تہا - راجہ کا بہائی خود دربار کی طرف متوجہ ہوا - ملازمین کو چرب و شیرین زبانی سے دعوت مین بہیجدیا - کسی نقیب و چوبدار کو نہین کہا جب دربار کو نقیبون و چوبدارون سے خالی کر چکا تب اطمینان سے راجہ کے پاس آیا - ہاتہہ مین ایک طشت تہا جسمین برگ تنبول تہے - اور پوشیدہ اُسمین ایک خنجر لایا تہا - راجہ سے کہا مجلس آراستہ ہے تمام مجلس آپکے منتظر ہین - راجہ نے کہا اسوقت میرا مزاج درست نہین ہے مین نہین آؤنگا - ؎

باز بط گفت کہ صحرا خوش است گفت شبت خوش مرا جا خوش است

پس راجہ کا بہائی راجہ کے آنے سے مایوس ہوا - اُسوقت خنجر نکالکے راجہ پر چند وار کئے - راجہ تخت سے نیچے گرا - اُس برادر غدار نے خیال کیا کہ راجہ مقتول ہوگیا - اپنا ایک معتمد وہان چہوڑا کہ راجہ کا سر تن سے جدا کرے - اور آپ باہر نکلا اور چلایا کہ مین نے راجہ و امرا و وزرا تمام کو قتل کیا اب مین ملک کا مالک و راجہ ہون - جب اُسکا معتمد راجہ مجروح کے پاس سر تن سے جدا کرنیکے لئے گیا - راجہ نے تخت کو معتمد کے سینہ پر ایسا مارا کہ وہ سر کے بل زمین پر گرا - راجہ کا ایک ملازم جو وہان پوشیدہ تہا نکل آیا اور اُس معتمد غدار کو مار ڈالا - راجہ حرم سرا کے راستہ سے باہر آیا - دیکہا کہ برادر نامہربان رعایا کو اپنی سلطنت کیطرف بلا رہا ہے - خلائق ہشیار جمع ہے اسوقت راجہ چلایا کہ مین زندہ ہون اس حرامزدہ کو پکڑو رعایا نے اسکو اُسیوقت پکڑا اور قتل کیا - راجہ نے امرا و بہائیون کو بلایا کوئی باقی نہین رہا مگر دو ملک وزیر جو اس واقعہ سے پیشتر سیلان گیا تہا - راجہ نے اُسکو بلایا اور واقعہ سے آگاہ کیا جو لوگ برادر نامہربان

کے ساتھہ شریک تھے انکو قتل کیا۔ دماٹک راؤ سے لوٹ کر آیا۔ واقعہ سنکے حیران ہوا۔ راجہ کی صحت کا شکریہ ادا کیا۔ اور ایک جشن مہناوی ترتیب دیا۔

جشن مُہناوی کا ذکر

عبدالرزاق سفیر نے لکھا کہ بیجانگر کے راجاؤنکا قدیم سے یہہ دستور تہا کہ سالانہ جشن نہایانہ منعقد کرتے تہے۔ اور یہہ شروع سال مین ہوتا تہا۔ اور اُسکو مہناوی کہتے تہے۔ بیجانگر کے راجہ نے تمام ممالک مین فراین طلب بہیجے امرا و سپاہ سالاران و معززین کو بلایا۔ اور حکم دیا کہ ایک ہزار ہاتی مع ساز و سامان آراستہ کرین اور بلاد و امصار کے ارباب لہو و لعب و اہل نشاط و طرب کو بلائین۔ و صناعین آتشبازی و نقاشین و مومی چینی حاضر کرین حسب الحکم تمام امرا و وزرا و براہمہ حاضر ہوئے۔ اور اطراف ممالک سے ارباب نشاط و طرب صاحبان لہو و لعب جوق جوق آئے۔ و صناعین و نقاشین بہی آئے۔ پس ماہ رجب ۸۴۶ھ ہجری مین ایام بیض یعنی تاریخ چودہوین و پندرہوین و سولوین مین ایک وسیع و فراخ میدان مین تمام جمع ہوئے۔ میدان پر فضا کو نمونہ بہشت برین بنائے۔ اُس فضائے دلکشا مین چار محل قائم کئے ایک محل سہ طبقہ۔ دوسرا چار طبقہ۔ تیسرا پنج طبقہ۔ چوتہا چہہ طبقہ تہا۔ ہر ایک محل کو اقسام اقسام کے نگارش و آرائش سے سجائے اور طرح طرح کی تصویرون و مورتون سے سنوارے۔ آدمی و وحوش و چرند و پرند وغیرہ حیوانات کی تصویرین نہایت نزاکت و صفائی سے بنائی تہین۔ اور بعض محلات کے رواق اس قسم سے تہے کہ گہومتے نظر آتے تہے اور منظرون و دریچون سے خوشنما چہرے دکہلائی دیتے تہے۔ اور ایک محل نو منزلہ تہا اُسکو چہل ستونی

عمارت کے میدان مین قائم کئے تہے راجہ کا تخت پانچوین منزل مین تہا۔ سفرا و امرا کیلیے طاقون یعنی محل کے منزلون سے خارج مین جائے مقرر کی گئی تہی۔ چہل ستون عمارت اور چار محلات کے درمیان قوال و مطرب و زنان رقاصہ رقص و سرود مین مشغول تہے۔ اکثر قوال و مطرب دو شیزہ لڑکیان تہین پر نہایت حسین و خوبصورت زرین لباس پہنے ہوئی تہین۔ رقص و سرود مین قیامت برپا کرتی تہین۔ کرشمہ و انداز و غمزہ و ناز سے دلون کو شکار کرتی تہین۔ ناظرین عقل سے مدہوش اور ہوش و خرد سے بیہوش ہوتے تہے۔ نظم

پردہ برافراختہ از آفتاب — کردہ بیک غمزہ جہانے خراب
روے چو خورشید برافروختہ — جانِ کسان زآتش خود سوختہ
قامت شان بود بپا کوفتن — گیسوئے مشکین بزمین روفتن
رقص کنان چون بزمین پا زدند — در حق ناہید لگدہا زدند
از روش و جنبش دستان شان — مجلسیان ہمہ حیران شان

بازیگرون کے کرتب

بازیگر عجیب و غریب تماشے کرتے تہے۔ تین لکڑیان ہر ایک طولاً گز عرضاً نصف گز۔ ارتفاعاً تین ربع باہم جوڑتے تہے۔ اور دوسری دو لکڑیان مساوی تین لکڑیان مذکور پہلی دو لکڑیون پر رکہتے اور ایک لکڑی پر جو پہلی لکڑی ہے رکہتے ہین۔ چوب اول و چوب دوم گویا دو زینے چوب سیوم کے ہین۔ اور ایک سدہے ہوئے ہاتی کو اشارہ کرتے ہین کہ چوب اول و دوم سے تیسری چوب کی چوڑائی ہاتی کے پنجہ سے زیادہ ہوتی ہے۔ جب ہاتی تیسری لکڑی پر چارون ہاتہہ رکہکر کہڑا ہوتا ہے اور باقی

لکڑیون کو علیحدہ کر دیتے ہین۔ اور ہاتی اُن تین لکڑیون پر قائم رہتا ہے۔ اور ہاتی قوالون کے راگ سنتا ہے۔ اور اُنکو محظوظ کرتا ہے پہر اُسیطرح آواز کرکے سونڈ اٹہاتا ہے اور اوتارتا ہے ارباب جشن و راجہ بہت ہی خوش ہوتے ہین۔

دیگر۔ پہر بازیگر میدان مین ایک ستون قائم کرتے ہین۔ ستون کا ارتفاع مین دس گز ہوتا تہا۔ اور اُسپر ایک لکڑی ترازو کے کانٹے کی طرح رکہتے تہے۔ کانٹے کے ایک جانب ایک پتہر بمقدار وزن فیل باندہتے تہے۔ اور دوسرے جانب مین ایک تختہ ایک گز چوڑا رسیون سے آویزان کرتے تہے۔ اور ہاتی کو اُس تختہ پر سوار کرکے دونون طرف کے پہڑلے وزن مین برابر کر لیتے تہے۔ برابر ہونیکے بعد دونون پہڑلون کو زمین سے پانچ گز بلندی پر اُٹہاتے تہے۔ پتہر کے ساتہہ ہاتی برابر ہوا مین آویزان ہوجاتا تہا ترازو کی شکل دائرہ کا نصف دائرہ ہوتی تہی۔ اس شکل سے راجا کے سامنے کہڑا کرتے تہے اور بازیگر اور قوال اُسکے سامنے گاتے بجاتے۔ اور ہاتی بہی اُن کی نقل برابر کرتا تہا سونڈ ہلاتا تہا اور آہستہ آہستہ چنگاڑتا تہا۔ ناظرین خوش ہوتے تہے۔ راجہ بازیگرون و قوالون کو انعام و خلعت عطا کرتا تہا۔ اسیطرح تین دن تک جشن ہوتا رہا۔

آتش بازی

رات کو اقسام اقسام کی آتش بازی چہوڑی جاتی تہی۔ آتش بازی مین طرح طرح کے رنگ قوس قزح کے مانند نظر آتے تہے۔ انار۔ بان۔ مہتاب۔ و غبارے وغیرہ عجیب و غریب رنگ برنگ کے تماشے دکہلاتے تہے۔ بعض آتشبازی سے توپ و تفنگ کی طرح ہیبت ناک آواز برآمد ہوتی تہی۔ رات کو برق و رعد کا سما دیکہا جاتا تہا۔ طرح طرح کے لہو و لعب ہوتے تہے۔ تیسرے دن جلسہ برخاست ہوا

عبدالرزاق لکھتا ہے کہ جلسہ ختم ہونیکے بعد مجکو تخت کے قریب لیگئے۔ مین نے تخت کو دیکھا سونے کا تخت جواہر نفائس سے مرصع تھا تخت پر جواہر مختلف رنگون کے اس خوبی و لطافت سے باہم مرتب کئے تھے کہ انکے جوڑ معلوم نہین ہوسکتے تھے۔ ظاہرین ایسے خوشنما دکھلائی دیتے تھے گویا قدرتی اشیا عجائب دنیا سے ہے۔ جسکا نظیر تمام دنیا مین نہین ہوگا۔ تخت کے چارون گوشون پر جواہر و یاقوت و نیلم سے چار مورکی مورتین تھین۔ چمک دمک مین مہر و ماہ سے فائق تھین۔ آب و تاب مین برق رخشان سے زائد تھین۔ اور تخت پر ایک زیتونی اطلس کی مسند تھی۔ مسند کے اطراف موتیونکی جھالر لگی ہوی تھی۔ جھالر کے موتی آبدار و شاہوار تھے۔ جھالر کی تین لڑین مسلسل تھین۔ اور موتیون کے دانے بڑے بڑے تھے بادشاہ تین روز تک تخت پر جلوس کرتا رہا۔ مہناوی کا جلسہ برخاست ہونیکے بعد راجہ نے سفیر کو بلایا

راجہ کے دربار مین سفیر کا جانا

جلسہ ختم ہونیکے بعد راجہ نے عبدالرزاق سمرقندی کو شام کیوقت بلایا۔ بارگاہ خاص مین باریاب ہوا۔ بارگاہ خاص مکان عالیشان تھا۔ اُسمین بڑے بڑے چار کمرے تھے۔ ہرایک کمرے کی وسعت دہ در دہ گز تھی۔ بارگاہ کی چھت اور دیوارین مطلا و مرصع تھین۔ دیوارونمین ہرطرف طلائی تختیاں جڑی ہوئی تھین۔ پہلے کمرہ مین ایک طلائی تخت مرصع رکھا ہوا تھا۔ اور راجہ اُسپر رونق افزا تھا۔ عبدالرزاق پیش کیا گیا پہنچتے ہی سفیر نے تسلیم و کورنش ادا کی سفیر کو قریب بلایا اور نہایت محبت سے مرزا شاہرخ کے امرا و لشکر و گھوڑونکی تعداد۔ سمرقند۔ وہرات۔ و شیراز وغیرہ بلاد کے حالات دریافت کیا۔ سفیر عرض کرتا تھا ترجمان راجہ کو سمجھاتا تھا۔ راجہ میرزا شاہرخ کا احوال سنکے بہت خوش ہوا۔ اور خوشی و محبت کا اظہار شیرین و لطف آمیز لفظون مین کیا اور فرمایا کہ مین بادشاہ کی خدمت مین چند ہاتی و چند خواجہ سرا

اور دیگر تحائف نفائس لائق ایلچی کے ہمراہ بھیجنے والا ہون۔ اسوقت راجہ کے مصاحبون مین سے ایک نے ترجمان کے ذریعہ سے پوچھا کہ آپکے ملک مین اسطرح کا مکان مرصع نہوگا۔ عبدالرزاق نے جواب دیا کہ ہمارے ملک مین اسطرح کا مکان بنا سکتے ہین مگر ایسی رسم و رواج نہین ہے۔ راجا و مقربین نے جواب سنکے سفیر کی تعریف و تحسین کی۔ اور سفیر کو چند بدرہ نقد اور دستے تنبول و میوجات مرحمت کئے۔

ہرمزی تاجرون کی شرارت

بیجانگر مین ہرمزی چند تاجر رہتے تہے۔ جب سنا کہ راجہ نے سفیر کی بڑی عزت و آبرو کی اور بادشاہ کی خدمت مین ایک سفیر مع تحائف نفائس بہیجا ہے رشک و حسد سے مضطرب و بیچین ہوے اور اسبات کی پیروی کرنے لگے۔ کہ راجہ کو اس ارادہ سے باز رکہین۔ شرارت ذاتی و خیانت اصلی سے یہہ فتنہ برپا کیا۔ کہ عبدالرزاق سمرقندی میرزا شاہرخ کا سفیر نہین ہے۔ یہہ ایک سوداگر ہے۔ اسبات کی شہر مین شہرت ہوئی راجا و امرا کے مجالس مین یہہ تذکرہ ہونے لگا۔ انہین ایام مین دنائک وزیر جو عبدالرزاق کے حال پر مہربان و قدردان و مردم شناس تہا گلبرگہ گیا تہا۔ اگر وہ ہوتا تو کسی کی مجال نہوتی کہ ایسا فتنہ و افترا قائم کرے۔ وزیر گلبرگہ اس وجہ سے گیا تہا کہ سلطان علاء الدین احمد شاہ بہمنی بادشاہ گلبرگہ نے سنا کہ بیجانگر کا راجہ دیو رائے بہائی کے ہاتہہ سے مقتول ہوا شہر مین باہم امرا مین خلاف ہو رہا ہے۔ سپاہ و رعایا مین تفرقہ واقع ہے۔ بہمنی خبارات کے سُننے سے بہت خوش ہوا اور دیکہا کہ اسوقت موقع خوب ہے فی الفور ایک سفیر بہیجکر پیغام کہلا بہیجا کہ سات لاکہہ دراہہ پیشکش بہیجو۔ نہین تو مین بیشمار فوج روانہ کرتا ہون۔ تمہارے ملک کو خراب و برباد کردونگا۔ سپاہ و رعایا کو ہلاک کرونگا۔ دیو راو بہمنی کے پیغام سے غضبناک ہوا۔ اور نہایت جوش غضب و قہر سے شعلۂ جوالہ کیطرح بہڑکنے لگا۔ فیالفور

جوشش غضب مین بہمنی کے سفیر کو دربار مین بلایا۔ اور کہا کہ بہمنی سے کہنے کہ مجھے
اسبات کی کچھہ پروا نہین اگر مین زندہ رہونگا تو ایکدو روز مین ہزارہا جدید نوکر رکھہ سکونگا۔ اگر تمام
فوج ہلاک ہوجاے تو مجکو کچھہ خوف و اندیشہ نہوگا۔ اگر آفتاب موجود ہو تو اُسکے مقابلہ مین ذرہ
معدوم محض ہے۔ بہمنی نے مجکو عاجز گمان کیا۔ واقع مین اُسکا گمان خبط ہے مین اس مصرع کا مصداق ہون
طالع قوی و سعد قرینست و بخت یار + فرمایا کہ بہمنی جسقدر چاہے میرے ملک سے لیوے علما و سادات
پر تقسیم کرین۔ اور مین جسقدر اُنکا ملک مسخر کرونگا براہمہ کو عطا کرونگا۔ طرفین سے عساکر روانہ ہوے
اہل اصنام مسلمانون کی بلاد و قصبات مین تاخت و تاراج نہین کرتے تہے اور مسلمان ہنود کے ملک
مین خرابی و بربادی طرفین کے اکثر مردمان کاری قتل ہوتے تہے۔ آخر دیو راے کی فوج غالب ہی باہم مصالحہ
ہوگیا۔ گلبرگہ کے راجہ نے دما ملک وزیر کو سپاہ سالار مقرر کرکے روانہ کیا تہا۔ اوسکا قائم مقام ہمہ نز نامی
برہمن مقرر ہوا تہا۔ یہہ برہمن ترش رو و بدخلق تہا۔ نئے قائم مقام نے عبد الرزاق کا راتب روزانہ
بیوجہ موقوف کردیا تہا۔ ہنرمزی مفسدین نے موقع پاکر وزیر جدید سے سازش کرکے مکرر دربار مین عرض کیا
کہ یہہ بادشاہ کا سفیر نہین ہے۔ سوداگر ہے۔ سفارت کا دعوی غیر واقع ہے۔ ہنود کے قلوب مین
مفسدین کا کہنا جاگیر ہوا۔ بیچارہ عبد الرزاق چند مدت بیجانگر مین پریشان حال رہا۔ چند مرتبہ
راجہ نے راستہ مین اسکو گذرتے ہوے دیکہا مگر پرسان حال نہین ہوا ع گر ہمہ عدلست ہمین بس بود
جب دما ملک گلبرگہ کے معرکہ سے کامیابی کے ساتہہ آیا۔ اور عبد الرزاق کا حال دریافت کیا معلوم ہوا
کہ ہمہ نز برہمن نے اسکا روزینہ موقوف کردیا ہے۔ دما ملک نے خبر کے سنتے ہی جدید وزیر کو بڑی ملامت
کی اور دار الضرب سے ساتہہ ہزار فنم منگوا کے عطا کئے۔ اور خواجہ مسعود و خواجہ محمد خراسانی جو ہمراہ تہے

سفارت کیلئے مقرر کیا۔ اور بادشاہ کیلئے تحائف و نفائس تجویز کیا۔ اور انہین دنون مین خواجہ جمال الدین نام فتح خان کا سفیر مع عرضداشت و تحائف راجہ کے پاس آیا۔ فتح خان سلطان فیروزشاہ کی خاندان سے تہا۔ راجہ نے عبدالرزاق سمرقندی سے رخصت کے وقت کہا کہ ہم کو معلوم ہوا کہ آپ میرزا شاہرخ کے سفیر نہین ہین۔ نہین تو مین آپکو بیشمار انعام دیتا اور آپکی بہت عزت کرتا اگر آپ پہر دوبارہ یہان تشریف لائین گے۔ اور ہمکو ثابت ہوگا کہ آپ میرزا شاہرخ کے بہیجے ہوئے ہین تو آپ کیسا نہ سلطنت کی شان کے موافق سلوک کیا جائیگا۔ اسوقت سفیر نے زبان حال سے کہا نظم

دیگر نفرہی نزدم ہمرہ شاہی ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ از بادۂ عشق تو گر با وطن آیم

راجہ نے عبدالرزاق کے ہمراہ دو سفیر خراسانی مذکور مع ایک خط روانہ کیا اور خط مین اسبات کو ظاہر کیا کہ مین چاہتا تہا کہ آپکی خدمت مین تحائف نفائس بہیجکر محبت و اتحاد کا سلسلہ قائم کرون لیکن یہان چند ہرمزی سوداگرون نے بیان کیا کہ عبدالرزاق واقع مین آپکا سفیر نہین ہے آپ کے ماثر ملکانہ و مفاخر شاہانہ سننے سے بہت خوش ہوتا ہون۔ خدا تعالی نے آپ کو جامع صفات حسنہ کیا۔ آپکے اوصاف دیار و امصار کے خاص و عام مین مشہور ہین۔

عبدالرزاق سمرقندی کی مراجعت ہند سے جانب ہرات

عبدالرزاق سفیر مرزا شاہرخ بادشاہ ہرات ماہ شعبان کی بارہ تاریخ ۸۴۷ھ ہجری مین شہر بیجانگر سے مع سفیران راجہ بیجانگر روانہ ہوا۔ منازل و مراحل طے کرتا ہوا غرۂ رمضان سنہ مذکور مین دریائے عمان کے کنارے پہنچا۔ بندر باکنور مین فروکش ہوا۔ وہان امیر سید علاء الدین مشہدی سے ملا۔ سید بزرگوار ایک سو برس کا عمر رسیدہ تہا۔ مدت سے بندر مین سکونت پذیر تہا۔ وہان کے

تمام اہل اسلام و اہل صنام سید کے معتقد تہے۔ آپ سے ارادت صادق رکہتے تہے اور حضرت کی بزرگی و کرامت کے قائل تہے۔ سید کی بات کو نص قاطع سمجہتے تہے کسیکو سید کے فرمانے سے انکار نہین تہا کل فرمان بردار تابعدار تہے۔ اُسی بندر مین بیجانگر کے ایلچیون مین سے ایک مسمی خواجہ مسعود فوت ہوا

کہ داند درین دیر کینہ سرشت ۵ کہ ما را کجا زیر سر ماند خشت

عبد الرزاق مع خواجہ محمد خراسانی سفیر بیجانگر بندر باکنور مین تا اختتام ماہ صیام سکونت پذیر رہا سرانجام و تیاری سفر کے لئے ہنود کے بندر مین آیا۔ چالیس روز کا زاد و راحلہ مع بیس نفر ہمراہی خرید لیا پہر عید الفطر کے بعد ایسے ایسے موانع واقع ہوے کہ بندر مذکور مین تا اختتام ماہ شوال قیام کرنا پڑا۔ آخرہ تاریخ ذیقعدہ سنہ مذکورہ مین جہاز مین سوار ہوا کشتی روان ہوئی۔ جب دریا کے درمیان پہنچی باد مخالف کے صدمہ سے کشتی طوفان مین آئی۔ ایک مہینہ تک بر تلاطم امواج مین پراگندہ و پریشان کبہی بالا کبہی پائین ہوتی تہی۔ مسافرین کشتی نے تمام سامان و اسباب دریا مین ڈالکے صوفیانہ مجرد بیٹہے تہے اور دم بدم قاضی الحاجات کی درگاہ مین مناجات کرتے تہے۔ اسطرح سے ایک مہینہ ختم ہوا۔ اور عید الضحی کی نماز بہی مسافرین نے کشتی ہی مین ادا کی آخر خدائے مجیب الدعوات نے سب کی التجا و دعا قبول کی۔ صرصر مخالف موافق ہوگئی طوفان کی طغیانی کم ہوئی تمام کو اطمینان حاصل ہوا پہر آخر ذی الحجہ مین قلہات کے پہاڑ نمایان ہوے۔ محنت و مصیبت راحت و مسرت سے مبدل ہوئی مسافرین جہاز نے محرم ۸۴۶ ہجری کا ہلال دریا مین دیکہا۔

سفیر کا ہرمز مین پہنچنا

عبد الرزاق لکہتا ہے کہ ہم نے محرم کا چاند دریا مین دیکہا۔ ہماری کشتی چند روز دریا مین لنگر انداز رہی

وہین رسم عزا و مرثیہ خوانی سید الشہدا امام حسین علیہ السلام ادا ہوئی - پہر ہم مسقط مین پہنچے - وہان
شکستہ کشتی کو درست کرائے - پہر وہان سے روانہ ہوئے بندر خورفغان مین داخل ہوئے - وہان دو تین
روز توقف ہوا - اسی اثنا مین ایک رات سخت گرمی واقع ہوئی - راتکو اکثر پرندے درختون کے آشیانون سے
زمین پر گر گئے - تمام مردہ و بیجان تہے - وہان سے صبح روانہ ہوکے بارہ تاریخ صفر سنہ مذکور مین بندر ہرمز
مین داخل ہوئے - بندر ہند سے ہرمز تک پچپن دن مین آئے - ہرمز مین معلوم ہوا کہ مرزا شاہرخ کا مزاج
علیل ہے - تمام ممالک فارس و عراق مین اضطرابی واقع ہوی - سفیر مذکور بہی ستر روز تک مقیم رہا - آخر
لار سے خبر ملی کہ اب صحت کامل حاصل ہوئی - صحت کی خبر سنکے عبد الرزاق اگرچہ سفر کی محنت سے ضعیف البدن
ہوگیا تہا ہرمز سے نکلا بندر لاوغان سے ہوتا ہوا ترزک مین پہنچا - اور وہان سے بادشاہ کی خدمت مین
عریضہ بہیجا - اُسکے جواب کے انتظار مین چند روز وہان مقیم رہا - جواب فرامین حسب دلخواہ لائے - اور دیگر
حکام و عمال کے نام پروانے بہیجائے - راہداری کا انتظام خوبی کے ساتہہ کیا گیا - سفیر مذکور مع سفیران
بیجانگر ترزک سے میمند و فرغانہ ہوتا ہوا ولایت سیرجان مین پہنچا - وہان شاہ شجاع کرمانی
کی زیارت سے مشرف ہوا - اور قریہ شیش مین ولی کامل مولنا شمس الدین محمد سغانی سے بہی ملا
شاہ موصوف اکبر مشائخ و اعظم ابنا ملوک سے تہے - پہر وہان سے کرمان مین پہنچا - امیر حاجی محمد
جو وہان کا داروغہ تہا - اور وہ سفیر سے کدورت رکہتا تہا - ایک روز عبد الرزاق سفیر سے پوچہا
مولنا آپکے اور ایلچیون کے آمدورفت مین بادشاہی خزانہ سے کسقدر خرچ ہوا ہوگا - سفیر نے کہا
پچاس ہزار دینار - اور کہا آپ یہان سے کسقدر لیجاتے ہین - سفیر نے جواب دیا دس ہزار دینار - کہا
کیا خوب پچاس ہزار دینا اور دس ہزار لینا ہے - پہر سفیر نے کہا کہ ہمارا بادشاہ سوداگر نہین ہے کہ

حساب کرے۔ ہمارے بادشاہ کو اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے کہ کسی غریب نے ایک پرندہٗ نشا ہین حضور مین
پیش کیا۔ بادشاہ نے غریب کا تحفہ نہایت خوشی سے قبول کیا۔ اور غریب کو پچاس ہزار دینار دئے
پھر سفیر نے حاجی سے کہا کہ فی الحال مین ایک در تحفہ یعنی ہنرمدیب کے عدود مین راجاؤن نے اسلام کا
سکہ و خطبہ جاری کرنیکی اجازت چاہی ہے۔ لیجاتا ہون۔ یہہ تحفہ بادشاہ کے حضور مین پیش کرونگا
میرے نزدیک یہہ تحفہ بادشاہ کی نظر مین اُس سے بہتر ہوگا کہ پچاس ہزار دینار خزانہ مین ہین۔
پھر عبدالرزاق کرمان سے روانہ ہوا قہستان ہوتے ہوئے پندرہ تاریخ ماہ رمضان دارالسلطنت ہرات
مین پہنچا۔ خدا کا شکر بہ ادا کیا۔ اعزہ و اقارب سے ملا ۵

شکایت شب ہجران فرو گذاشتہ بہ ‎ ‎ بشکر آنکہ برافکند پردہٗ روز وصال

دوسرے دن بادشاہ ہرات کے دربار مین باریاب ہوا۔ بادشاہ کی دست بوسی حاصل کی۔ دربار مین خمیدہ پشت
کھڑا تھا۔ بیٹھنے کی اجازت ملی۔ خواجہ محمد خراسانی سفیر راجہ بیجانگر و خواجہ جمال الدین سفیر فتح خان نبیرہ
فیروز شاہ دہلوی کا حال حضور مین عرض کیا۔ حسب الحکم دونون دربار مین بلائے گئے تسلیم و کورنش
کے بعد دست بوسی سے مشرف ہوے اور راجہ کے تحائف و نفائس تین عدد یاقوت کی انگشتریان۔ اور
اونٹ ہندی و چند طاقے پارچہاے ریشمی پیش کئے۔ بادشاہ راجہ کے ایلچی سے بہت ہی خوش ہوا۔ اور
تحائف و نفائس کو محبت سے قبول کیا۔ اور زیادہ خوش اسوجہ سے ہوا کہ دو تین سال سے بادشاہ کے دربار
مین کہین کوئی سفیر مع تحائف و ہدایا نہین آیا تھا۔ راجہ کے ایلچیونکی خاطرداری تعظیم و تکریم سے کی۔
مکان عزیز مین فروکش کیا۔ ہفتہ مین دوبار باریاب ہوتے تھے۔ اور انکو دربار مین بیٹھنے کی اجازت دیہی
بادشاہ عبدالرزاق سے دیار و امصار کے حالات اور وہان کے رسوم و عادات دریافت کرتا تھا۔ اور

خاص راجگان ہند کی حقیقت استفسار کرتا تہا۔ عبدالرزاق راست راست عرض کرتا تہا۔ بادشاہ حالات
سنکے محظوظ ہوتا تہا۔ مال و دولت و جواہر کی کیفیت سنکے کہتا تہا کیا عبدالرزاق کہ یہہ الف لیلہ
کی کہانی ہے یا یہہ تیری مبالغہ آمیز جادو بیانی ہے۔ عبدالرزاق ادب سے عرض کرتا خداوند عالم یہہ
بیان واقعی ہے۔ بادشاہ و دیگر مصاحبین کہتے تہے۔ زمین ہند زرخیز ہے۔ راجہ کے ایلچی ذی الحجہ کے آخر تک
ہرات مین رہے۔ پہر بادشاہ نے ہر ایک ایلچی کو ایک ایک گہوڑا مع زین و لجام زرین اور تین تین ہزار
دینار کبکی اور ایک ایک گلہ زردوزی عطا کیا۔ اور ایلچیون کے دس ملازمین کو قبائین اور چارسو دینار انعام
دے۔ اور بندر ہرمز تک کا زاد و راحلہ بہی مقرر کردیا۔ اور فتح خان فیروز شاہی کے ایلچی خواجہ جمال الدین نے
ایک عرضداشت پیش کی۔ اسکا مضمون یہہ تہا کہ جب حضرت صاحب قران امیر تیمور گورگان
ہندمین رونق افزا ہوے تہے۔ اسوقت ہندمین کوئی نامی بادشاہ زندہ نہین تہا۔ ملو وسارنگ نے
چتر بنایا۔ اور ہمارے خاندان کا نام مٹایا۔ مین ضعیف البنیان غربت مین ادہر اُدہر مصیبت سے زندگی بسر کرتا ہون
ع غریب را دل آوارہ باوطن باشد + بادشاہ نے عرضداشت کو سنکے بیجانگر کے راجہ کو لکہا کہ
فتح خان فیروز شاہ کے فرزندونسے ہے۔ آپکے سایۂ عاطفت مین پناہ گزین ہے۔ اگر آپ سے
ہوسکے تو اسکو خاندانی مملکت پر پہنچائین۔ نہین تو ہمارے بارگاہ مین روانہ کرین تاکہ ہم اسکے
ہمراہ بیشمار فوج بہیجین۔ اور اسکو آبائی سلطنت پر قائم کرین۔ اور تخت سلطنت پر بٹہائین

شاہرخ خسروی کہ بندۂ او درجہان پادشہ نشان باشد

مولانا اعظم جامع الفضائل مولانا ناصر الدین نصر اللہ جنابدی کو سفارت کیلئے مقرر کیا۔
اور مولانا کو انعام و راہداری واسپ ڈاک مرحمت کیا۔ اور بیجانگر کے راجہ کیلئے تحائف و نفائس

مہیا کئے - مولنا حسب الحکم روانہ ہوا -

بادشاہ نے عبدالرزاق سے ہرمزین توقف کی وجہ دریافت کی - اُسنے ہرمزیون کی شکایت کی -
بادشاہ ناخوش ہوا اور حکم دیا کہ خواجہ محمد بغدادی زیر ہرمز کو دیوان اعلی مین حاضر کرین - اور اُس سے
دریافت کرین کہ عبدالرزاق ہرمزمین چند روز کس وجہ سے متوقف رہا - حاجی محمد یوسف ہرمزمین گیا
اور اونکو بادشاہی حکم سنایا - اور بغدادی سے کہا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ مین آپ کو دیوان اعلی مین
حاضر کرون - تاکہ حضور آپ سے عبدالرزاق کی تاخیر کا سبب دریافت کرین - ہرمز کے بادشاہ و حکام
نے سفارش کی کہ چند روز کی مہلت دیجئے تاکہ حضور مین عرضداشت بہیجون پہر جو کچہہ حکم ہوگا بجالاونگا
بغدادی نے ایک عرضداشت بادشاہ کے حضور مین بہیجی - اور عبدالرزاق کی خدمت مین ایک نیاز نامہ
مع پانچ غلام حبشی و رساٹہہ تہان پارچہ ریشمی اور ایک سو سولہ ۱۱۶ تہان گلبدن بہیجے - اور حاجی یوسف
اور اُسکے ہمراہیون کو نفائس کپڑے و زر نقد دیا - اور حاجی یوسف کو سمجہا مناکے سترد کیا - عبدالرزاق
نے حاجی مذکور کو مع کل اسباب حضور مین پیش کیا - بادشاہ نے پسند کیا - اور بغدادی کا قصور معاف فرمایا
اب مین تحفۃ الملوک سے راجایان بیجانگر کے حالات نقل کرتا ہون - تاکہ ناظرین مستفید ہووین -
تاریخ مذکور کے مولف نے لکہا کہ اکثر مورخین بیان کرتے ہین کہ شہر بیجانگر راجایان دکن کا بنا کیا ہوا ہے
اور یہی قول صحیح ہے - اور بیجانگر کے راجاؤن کی نسب کا سلسلہ کسی مورخ نے صحیح نہین لکہا - احمد شاہ بہمنی
کے عہد مین یعنی ۸۲۰ھ ہجری مین شہر بیجانگر مین شیو رائے تخت نشین تہا - اٹہائیس سال حکومت
کرکے ۸۴۸ھ ہجری مین فوت ہوا - یہہ راجہ دلیر و بہادر تہا - اکثر اوقات سلاطین اسلام سے جنگ و جدال
کرتا رہا - کبہی سلطان غالب ہندو مغلوب کبہی اسکا عکس ہوتا تہا - تابہ زندگی شاہان اسلام کا خراج گذار

نہین ہوا۔ ہمیشہ مخالفت کرتا رہا۔
اشبوراو کے بعد اجیت راو تخت نشین ہوا۔ یہہ راجہ نہایت خوش اخلاق و نیک نہاد و تہا منصف و عادل مزاج تہا۔ رعایا و سپاہ کو جان سے زیادہ عزیز رکہتا تہا۔ اُسکے زمانہ مین رعایا آسودہ حال و فارغ البال تہی ملک گیری و جہان کشائی کا شائق تہا۔ اکثر ولایات اسلام پر فوج کشی کرتا تہا۔ بلکہ چند شہر جو شبوراو کے زمانہ مین سلاطین اسلام کے قبضہ مین آ گئے تہے اُنپر قابض و متصرف ہوا۔ چالیس برس سلطنت کرکے سنہ ۹۰۸ ہجری مین فوت ہوا۔
اجیت راو کے بعد کشن راو تخت نشین ہوا۔ یہہ راجہ عاقل و عادل تہا۔ ریاست کا انتظام عمدہ طرح سے کرتا تہا۔ چند امرائے اسلام مثلاً عین الملک کنعانی وغیرہ سلاطین اسلام سے برخاستہ خاطر ہوکے راجہ کے پاس آئے۔ راجہ نے حسن اخلاق و ہمدردی نسانی سے اُنکے ساتہہ حسن سلوک کیا۔ اور اپنی ریاست مین اُنکو پناہ دی اور اُنکے لئے وظائف مقرر کر دئے۔ اور مکانات و عمارات و مساجد و معابد بنانیکی اجازت دی نماز و اذان و آداب اسلام کے ادا کرنے مین مزاحمت و ممانعت نہین کی اہل اسلام اُسکی حکومت مین آرام و آسائش سے زندگی بسر کرتے تہے۔ اور راجہ کے حکم کے تابعدار و فرمان بردار رہتے تہے۔ وفاداری و راستبازی سے راجہ پر قربان ہوتے تہے اور اپنے مذہبی امور کو آزادانہ ادا کرتے تہے۔ کوئی مانع نہین ہوتا تہا وہان یعنی بیجانگر مین اہل اسلام کا ایک محلہ ترکلا پٹن نام سے مشہور ہوگیا تہا۔ اہل اسلام راجہ کے شکر گزار و جان نثار تہے۔ ہر وقت اُسکی دولت خواہی کیلئے مستعد رہتے تہے۔ اسی راجہ کے زمانہ مین بیجانگر مین ایک نہر تہی۔ جو دو پہاڑیون کے درمیان سے گذرتی تہی۔ راجہ نے دونون پہاڑیون کے درمیان ایک دیوار مضبوط بنانا شروع کیا تہا۔ دیوار کا طول تقریباً ایک فرسخ تہا۔ اور عرض ساٹہہ گز۔ اور عمق

بینتیس گز دیوار تیار ہونیکے بعد تمام پانی بیجانگر کی نہر مین جمع ہوا۔ اور دوسرے طرف سے باز رہا یہہ چھوٹا سا دریا ہوگیا۔ اس دریا کا دور تیس میل تہا۔ اور اسمین ساتہہ پہاڑ واقع تہے۔ اور پانیکی کثرت سے چند دیہات غرق ہوگئے ۔

رفیع الدین لکھتا ہے کہ اب یعنی ۱۰۲۰؁ ہجری مین وہ دریا موجود تہا۔ اُسکا پانی نہایت صاف و درست تہا۔ اُسکے کنارون پر کی زمین قابل زراعت بنجر پڑی ہوئی تہی۔ اگر آباد کی جاتی تو لاکھون روپیہ کی آمدنی ہوتی۔ لیکن وہ دیوار پوری نہین ہوئی تہی۔ کہ کشن رائو فوت ہوگیا۔ مدت سلطنت چونتیس سال۔ تاریخ فوت ۹۴۲؁ ہجری ہے۔ اُسکا ایک لڑکا سداشیوراج نام تہا۔ اُسکے وزیر بہوج تلمراج نے لڑکے کو باپ کی جگہہ مسندنشین کیا۔ اور خودمختارانہ سلطنت کا اہتمام بدستور راجگان سلف کرنے لگا۔ اور غرض نفسانی سے چاہتا تہا کہ بادشاہ کے اعزہ واقارب کو بیدخل کرے۔ اور امرائے قدیم کو خدمتون سے علیحدہ کرکے اپنے اعزہ واقارب کو مقرر کرے۔ تمام ارکان دولت و رعایا اُس سے ناخوش ہو رہے تہے اور موقع کے منتظر تہے۔ اسی اثنا مین ابراہیم عادلشاہ نے تلمراج وزیر کی حالت دیکھکر اسعد خان سپہ سالار کو بیشمار فوج دیکر بیجانگر روانہ کیا۔ بہوج تلمراج ابراہیم کی فوجکشی کی خبر سنکے گہبرایا۔ اور امرا وارکان دولت کو جمع کرکے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئیے؟ بعض حاضرین نے مقابلہ کی ترغیب دی۔ اور بعض نے صلح کی طرف رجوع کیا۔ بہوج تلمراج نے صلح کو پسند کیا اور دلمین ٹہان لیا کہ اہل اسلام کو پیشکش و نذرانہ دیکر لوٹانا چاہئیے۔ اور فراغت سے حکومت کرنا۔ بنابرین اسعد خان کے ذریعہ سے صلح کرلی۔ آٹہہ لاکہہ ہون اور ایک الماس ساڑے تین مثقال کا دیکر مسلمانون کو واپس کیا۔ اور بلائے ناگہانی کو سر سے دور کیا۔ اب فراغت سے حکومت کے

میدان مین مختارانہ جولانی کرنے لگا۔ خود پسند خود غرض تہا۔ اکثر امرا اسکی طرز و روش سے
ناخوش و بددل ہورہے تہے۔ آخر ناخوشی و بددلی کا یہہ نتیجہ ہوا کہ تمام نے باہم اتفاق کرکے رام راج کو
جو کشن راو کا قرابت دار و داماد تہا۔ بیجانگر کے قریب چند گائون کا جاگیر دار تہا۔ اپنی جاگیر کی آمدنی
پر قانع و صابر تہا۔ لائے۔ اور سلطنت پر آمادہ کیا۔ بہوج تلمراج گہبراکر فرار ہوا۔ دکن کے کسی گائون مین بہ
حماقت و غیرت سے آگ مین جل کر ہلاک ہوگیا۔

حکومت رام راج۔ سنہ ۹۴۲ ہجری مین وزارت کی مسند پر بیٹہا۔ کشن راو کے بیٹے کو ہر روز دربار مین بٹہاتا تہا
اور آپ اسکے سامنے دست بستہ قایم رہتا تہا۔ تمام امرا و ارکان دولت کیا اہل قلم و کیا اہل علم سلام و مجرا
ادا کرتے تہے۔ خود رات دن ملکی انتظام مین مشغول رہتا تہا۔ عقیل و فہیم و تجربہ کار و ہوشیار تہا۔ محنتی و
جفاکش و دلیر و صاحب ہمت تہا۔ دو ڈہائی سال کے عرصہ مین بہت سے امرائے قدیم کو معزول کیا۔ اور
اور اپنے اعزہ و اقارب کو سرکاری خدمات پر مقرر کیا۔ اپنے دونون برادران بزرگ کو ایک تلیم راج
دوم وینکٹادری۔ اول کو ملکی انتظام مین اپنا مشیر بنایا۔ اور دوم کو فوج کا سپہ سالار و سرنوبت فرمایا
اور تمام ولایت کو اپنے باہم بہائیون پر تقسیم کردی۔ فوج مین بہی اکثر اپنے اقارب و اعزہ بہرتی کرلیے پہر
آپ حکومت کی مسند پر بیٹہا۔ اور کشن رائے کے لڑکے اور اسکے تمام متعلقین کو ایک مکان محفوظ مین رکہا
جو دیوار کشن راو کیوقت مین ناتمام رہگئی تہی اسکو ختم کیا۔ اور ریاست کے استحکام و آبادانی مین نہایت
کوشش کی۔ تمام ملک آباد ہوگیا اور آمدنی بڑہگئی۔ چند امرائے عادل شاہی شاہان اسلام سے رنجیدہ
ہوکے اسکی خدمت مین گئے۔ اور اس سے نوکری کے خواہان ہوے۔ اُس نے امرائے اسلام کی
درخواست خوشی سے منظور کی۔ اور ہر ایک امیر کو معزز خدمت پر مقرر کیا۔ اور اہل اسلام کے ساتہہ

حسن اخلاق و محبت سے پیش آتا تھا۔ اور دربار مین کشن رائے کے موافق قرآن شریف ایک بلند کرسی
پر رکھا۔ اور حکم دیا کہ اہل اسلام مجلس مین آکر قرآن شریف کی تعظیم و تکریم ادا کرین۔ اور شہر سے خارج
مسلمانون کے رہنے کے لئے ایک مقام پر فضا و جائے دلکشا عطا کیا تھا۔ اہل اسلام تمام وہان سکونت
پذیر ہوسے تھے۔ اور ان کے لئے بازار وغیرہ بھی مقرر کر دیا تھا۔ اہل اسلام کے بود و باش کا مقام و محلہ بنام
ترکلا پٹن مشہور ہوا۔ اور مساجد بنانیکی بھی اجازت دی۔ اور حیوانات کے ذبح کرنے مین ممانعت نہین کی
اہل اسلام آزادانہ رہتے تھے۔ ایکوقت رامراج کے بڑے بھائی نے کہا کہ حیوانات کے ذبح کرنیکی ممانعت
کرنی چاہئے۔ رام راج نے کہا یہہ ہماری خدمت کیلئے نوکر ہین۔ نہ تغیر مذہب و ملت کے لئے۔ انکو
مانع نہین ہونا چاہئے تاکہ ہماری خدمت خلوص و صدق دل سے کرین۔ نہ جبراً۔
تحفۃ الملوک کے مولف نے صیغۂ ملازمت مین مسلمانونکا تقرر وغیرہ رام راج والی بیجانگر کی طرف منسوب کیا
یہ واقع مین بیجانگر کی فوج مسلمانون کو کشن رائے نے شریک کیا تھا۔ رام راج اس صفت اولیت کا
مستحق نہین ہے۔ ہان رام راج نے کشن رائے کی انتظام ملکی مین پوری پیروی کی۔ اکثر خلاف
نہین کیا۔ شاذ و نادر کہین مقتضائے حال کے خیال سے کیا ہوگا۔
یہہ رامراج اور اسکے اعزہ نے شہر مین بہت بتخانے بنائے۔ رود خانہ سے نہرین شہر مین
لائے۔ شہر مین گھر گھر باغات تھے اور انمین اقسام کے میوے پہلتے تھے۔ تمام شہر سیراب و شاداب
تھا۔ ہر طرف امن و امان کا وفور تھا ظلم و ستم وہان کافور تھا۔ اور بیجانگر کی رونق نور علی نور
تھی۔ آخر تمام سلاطین طوائف ملوک دکن باہم متفق ہوکے رام راج پر حملہ آور ہوئے فیمابین
سخت لڑائی بلکہ متعدد لڑائیان ہوئین بیشمار جانبین سے لوگ قتل ہوے۔ آخر بتاریخ بستم

ماہ جمادی الثانی ۹۷۲ھ ہجری مین رامراج مقتول ہوا۔ رام راج کے بعد بیجانگر ویران و برباد ہوا مسلمانون نے خوب لوٹ مار کی۔ مال و دولت سے مالامال ہوے۔ رفیع الدین شیرازی نے تحفۃ الملوک مین لکھا کہ مین اس واقعہ کے بعد اُس سرزمین مین گیا دیکھا بین پچیس کوس تک جنگل و جھاڑی تہی آبادی کا نام و نشان نہین تہا۔ اور اُس جنگل مین حیوانات مثلاً شیر وغیرہ کثرت سے تہے۔ اب تو صرف بیجانگر کا نام ہے۔ اُس جنگل مین بہت جدید قرئے و قصبے آباد ہوگئے ہین۔ اور یہہ بہی نہین معلوم ہوتا کہ بیجانگر واقع مین کہان تہا۔ ہان پیرانہ دیرینہ سال نشان دہی کرکے کہتے ہین کہ یہان تہا

مجمل کیفیت راجگان بیجانگر معاصرین سلاطین بہمنیہ

فرشتہ نے لکہا کہ مہاراج بن کشن بادشاہ ہند کے عہد مین شیورائے دکن مین حکمرانی کرتا تہا اکثر راجگان دکن اُسکے خراج گزار تہے تمام شیورائے مذکور کو مہاراج مانتے تہے۔ اُسکا دارالحکومت بیجانگر تہا۔ اتفاقاً ایک مرتبہ زمینداران دکن نے بغاوت کرکے اُسپر فوج کشی کی شیورائے مع فوج بیشمار پیادہ وسوار مقابلہ کے لئے برآمد ہوا۔ فیمابین جنگ کا میدان گرم ہوا۔ آخر جنگ مین رائے کو شکست ہوئی۔ زمینداران دکن کامیاب ہوئے۔ اس شکست کے بعد شیورائے نے مہاراج بن کشن سے استعانت کی۔ مہاراج نے اپنے فرزند کو مع جمعیت امداد کیلئے بہیجا۔ شیورائے نے مع جمعیت امدادی زمینداران دکن سے مقابلہ کیا۔ اس ستیز و آویز جنگ خونریز مین مہاراج کا فرزند دلبند مقتول ہوگیا۔ شیورائے نے فرار کا راستہ اختیار کیا۔ مہاراج ورائے کی فوج درہم برہم ہوگئی۔ لیکن مہاراج فرزند کے قتل و شکست کی خبر سنکے نہایت ہی غضبناک ہوا۔ فوراً اپنے سپہ سالار ملچند کو مع جمعیت سوار و پیادہ روانہ کیا۔

تاکہ دکن کے زمینداروں کو سزا دیوے۔ سپہ سالار کے آنے ہی شیورائے بھی مع جمعیت بقیہ آسیف شریک ہوا۔ باہم مخالفین میں سخت جنگ ہوا۔ سپہ سالار کو کامیابی ہوئی۔ مخالفین میدان معرکہ سے فرار ہوئے پھر سپہ سالار نے شیورائے کو موروثی سند پر بٹھایا۔ اور مہاراج کی خدمت میں مراجعت کی انتہی کلامہ۔

فرشتہ کے بیان مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ بیجانگر کی آبادی سلاطین اسلام کی آمد سے قبل ہے اسیطرح ابوالفضل نے آئین اکبری میں راجگان ہند کے سلسلہ میں لکھا کہ رام دیو راٹھور نے اودہ و پنجاب و نگرکوٹ و مالوہ و اوڑیسہ بنگالہ وغیرہ فتح کرلیا تھا۔ ہند کے راجاؤں میں اولوالعزم و عالی ہمت مانا جاتا تھا۔ اُسوقت ہند میں کوئی اُسکا مقابل نہیں ہو سکتا تھا شہر قنوج اُسکا دارالسلطنت تھا۔ رامدیو نے شیورائے حاکم بیجانگر سے خراج و پیشکش لیا۔ اور رائے سے دختر کی درخواست کی۔ شیورائے نے خوشی سے اپنی لڑکی مع جہیز زر و جواہر و تحائف نفائس راٹھور کی خدمت میں بھیجدی۔ راٹھور بہت خوش ہوا۔ دکن کی چڑہائی موقوف کردی انتہی کلامہ ابوالفضل کے قول سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ بیجانگر کی آبادی سلاطین اسلام کے قبل ہے مگر بیجانگر کی زیادہ شہرت سلاطین اسلام کے حملوں و معرکوں سے ہوئی۔ شاید یہہ شیورائے مخفف سداشیورائے بن چیت شکتی سنیاسی بانی پنوگنڈہ ہے۔ یہہ شیورائے اول ہوگا اور اسی راجاؤں کے سلسلوں میں سنہ ہجری میں دوسرا شیورائے گذرا ہے۔ چنانچہ رفیع الدین شیرازی نے تحفۃ الملوک میں لکھا کہ شیورائے ۸۶۸ سنہ ہجری میں تخت نشین ہوا اُسکے بعد دیورائے اول۔ پھر دیورائے اول کے بعد اجیراو۔ اور اُسکے بعد کشن رائے ثانی

خسرو رام راج تیس سال حکمرانی کرکے تقریباً ۹۴۲ھ یا ۹۵۰ھ مین فوت ہوا۔ اس کے بعد سدا شیوراج بن کشن رائے دوم چونکہ خورد سال تھا اس لئے تیمراج خود دیوانی و فوجداری کا کام کرتا تھا وزیر سخت و تند مزاج تھا۔ رعایا کے ساتھہ سختی کرتا تھا۔ رعایا وزیر کے ظلم و ستم سے پراگندہ حال تھی۔ آخر رعایا و امرا نے باہم اتفاق کرکے وزیر متلوّن المزاج کو معزول کیا۔ بعض نے لکھا کہ وزیر نے رام راج کی حکمت عملی سے جبراً خودکشی کرلی۔ اور رام راج داماد کشن رائے کو جو عمر رسیدہ و زمانہ دیدہ۔ اور زمانہ کا گرم و سرد چشیدہ تھا مقرر کیا۔

مورخین انگریزی و فارسی بیجانگر کے راجاؤن کے نامون مین مختلف الاقوال ہین۔ اور بعض ہنودی نے بھی راجاؤن کے سلسلون مین تقدم و تاخر کا لحاظ نہین کیا۔ اور راجگان قدیم کو سلاطین اسلام کے معاصرین قرار دئے۔ اور مورخین اسلام نے راجگان قدیم کے حالات سے اغماض کیا۔ ان متاخرین راجاؤن کے حالات لکھے جو بہمنیہ سلاطین و طوائف الملوک کے معاصر تھے۔ اور سلاطین اسلام سے مقابلے و معرکے کرتے رہے۔ چنانچہ ملحقات و تحفۃ الملوک و تحفۃ السلاطین و فرشتہ و غیرہا تواریخ کے مولفین نے علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کا معاصر کشن رائے اول لکھا ہے۔ یہہ کشن رائے محمد شاہ اول و مجاہد شاہ و محمود شاہ اول کے زمانہ تک بیجانگر مین حکمرانی کرتا رہا۔ پھر کشن رائے کے بعد دیورائے حکمرانی کی مسند پر جلوس فرما ہوا۔ یہ دیورائے فیروز شاہ بہمنی و احمد شاہ بہمنی و علاء الدین احمد شاہ وغیرہم کے زمانہ تک زندہ رہا۔ اکثر اوقات سلاطین بہمنیہ سے لڑتا رہا آخر صلح کرکے خراج گزار بنگیا تھا۔ اسی راجہ نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی فیروز شاہ بہمنی سے کردی تھی۔ چنانچہ اسکا تمام ذکر بہمنی کے ذکر مین آئیگا۔ باوجود مصالحہ و رشتہ دامادی

کبھی کبھی خلاف کرتا تھا۔ لیکن شکست و ذلت کے سوا کچھ نہین کر سکتا تھا۔ دیو رائے کے بعد
اچیرائے مسند نشین ہوا۔ محمد شاہ ثانی کا معاصر تھا۔ اچیرائے کے بعد کشن رائے دوم حکمران
ہوا۔ یہہ کشن رائے محمود شاہ وغیرہا کے زمانہ تک زندہ رہا۔ اسکے بعد سداشیوراج طفل خورد سال
مسند نشین کیا گیا۔ اور تیمراج وزیر تمام ریاست کا انتظام کرتا تھا۔ مختار کل تھا۔ چند مدت کے
بعد وزیر مذکور معزول کیا گیا۔ اور رام راج داماد کشن رائے تمام امرا و رعایا کے اتفاق سے وزیر
و رائے زادہ کا اتالیق ہوا۔ آخر یہ وزیر بیجانگر کا خود مختار مالک ہوگیا اور بیجانگر کی سلطنت کا خاتمہ
اسی پر ہوا۔ چنانچہ عنقریب اس کا ذکر آئیگا۔ اور بعض مورخین نے راجگان قدیم کو راجگان
مذکور کے مقام مین ذکر کیا ہے۔ اور بعض نے راجہ قدیم کے حالات جدید راجہ کے ساتھہ لاحق
کئے۔ اور راجہ قدیم کے نام کے ساتھہ جدید کا نام بہی شامل کر دیا۔ مثلاً لکھا کہ ہری ہر رائے اول
یا کشن رائے اول کلمہ تردید کے ذریعہ سے اسلئے لکھا کہ کوئی قدیم و جدید راجاؤن مین تمیز
نکرے۔ اور تمام کے نزدیک یہی امر ثابت ہو جائے کہ بیجانگر کا وجود انہین راجاؤن کے عہد
مین ہوا ہے جو سلاطین بہمنیہ کے معاصر تھے۔ حالانکہ مولفین اہل اسلام نے معاصرین
بہمنیہ کے راجاؤن کے اسما جو لکھے ہین بعض انہین راجگان قدیم کے اسما سے مختلف ہین
اور بعض قدیم راجاؤن کے ہمنام ہین۔ لیکن اول و دوم کے تکملہ سے الگ الگ ہو جاتے ہین
نہین معلوم مورخین کس وجہ غلطی کے گڑھے مین گرے ہین۔ شاید رواۃ کی غلط بیانی سے
غلطی واقع ہوئی ہوگی۔ فقیر مولف بہی مورخین کے کثرت اختلاف سے حیرانی کے عالم
مین ہے۔ اگرچہ پورے طور سے فیصلہ و تصفیہ نہین کر سکتا۔ لیکن جسقدر مجہکو راجگان

بیجانگر کے حالات مختصراً مرتباً دستیاب ہوئے ہین۔ گزارش کرتا ہون۔ آیندہ بشرط فرصت بیجانگر جاؤنگا وہان کے کہنڈر افتادہ و آثار قدیمہ۔ اور در و دیوار کے نقش و نگار دیرینہ دیکہہ کے مستقل بیجانگر کی تاریخ لکہونگا۔ اور اسبات کی زیادہ کوشش کرونگا کہ واقعات مطابق واقع ہو جائین۔ واللہ اعلم بالصواب بحقیقة الحال

اب بیجانگر کے راجاؤن کے حالات ترتیب وار گزارش کرتا ہون۔ ہر ایک راجہ کے حالات سے بیجانگر کے بلاد و قصبات کی آبادی و بنا کا حال بہی معلوم ہو جائیگا۔ بیجانگر واقع مین متعدد بلاد و قصبات و قریات پر شامل ہے بلاد و قصبات اسکے محلے شمار کئے جاتے تہے ان بلاد و قصبات کی آبادی مدت دراز مین ختم ہوئی۔ اور ان شہرون کی تعمیر و ترمیم کا سلسلہ مدت دراز تک جاری رہا متعدد راجاؤن کی کوشش و محنت کا یادگار تہا جیسا صدر مین اسکا ذکر ہو چکا ہے۔

راجگان بیجانگر کی حکمرانی و سلطنت کا ذکر ابتداے آبادی سے انتہاے خرابی تک

احکام البلاد والحکام کے مولف نے لکہا کہ عیسیٰ علیہ السلام سے سات سو برس قبل نیو گنڈہ و بیجانگر کے مقام مین پہاڑ و جنگل خراب و ویرانہ تہا۔ وہان وحشی جانور رہتے تہے۔ اکثر حیوانات درندون کا سکونت گاہ تہا بنی آدم سے کبہی کبہی سنیاسی و جوگی اسطرف آمد و رفت کرتے تہے۔ اس پہاڑ و جہاڑی کے جنوبی سمت مین ایک غار تہا جسمین گوسائین و جوگی سکونت اختیار کرتے تہے۔ اور غار کے اطراف مین چہہ سات کوس تک سخت

جہاڑی تہی۔ اُس زمانہ مین شمالی کوہستان ہندہیا چل سے ایک سنیاسی کریا شکتی وڈیر نام مع برادر چت شکتی غار کے طرف آیا۔ اس بیابان لق ودق کے غار مین جہان بنی آدم کا نام ونشان نہین تہا قیام پذیر ہوا۔ ریاضت و جوگ یعنی حبس نفس مین مشغول ہوا۔ چت شکتی بہی بہائی کے ساتہہ تہا۔ اور اُسکی عورت بہی ہمراہ تہی۔ ایک بہائی تارک الدنیا تہا۔ دوسرا صاحب الدنیا۔ لیکن دونو بہائی باہم اتفاق سے زندگی بسر کرتے تہے صاحب الدنیا اپنے بہائی تارک الدنیا کی خدمت کو عبادت سمجہتا تہا۔ رفاقت سے کبہی جُدا نہین ہوتا تہا۔ چند مدت کے بعد چت شکتی کو ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اُسکا نام سداشیو رائے رکہا گیا۔ پدر وعم بزرگوار اُسکی تربیت و تعلیم مین مصروف ہوئے۔ جب سداشیو نے عالم شباب مین قدم رکہا اُسوقت علوم و فنون مین فارغ التحصیل ہو چکا تہا۔ چچا کا ہمقدم و ہم خیال تہا۔ اور فن سپاہگری مین بہی مہارت رکہتا تہا۔ سرداری ونام آوری کا جویا رہتا تہا۔ ایکروز اپنے عم بزرگوار سے درخواست کی کہ مجکو ریاست و حکمرانی کی آرزو ہے۔ سرداری و شہریاری کا طالب ہون۔ آپ میری مدد کیجیے۔ مال و زر کا بندوبست کر دیجیے۔ چچا نے برادرزادے کی درخواست منظور کی۔ کہتے ہین کہ کریا شکتی طلسمات و نیرنجات و بعد نبات کے علوم و فنون مین مہارت کاملہ رکہتا تہا۔ صاحب کمال و استدراج تہا۔ مال و دولت کی کچہہ کمی نہ تہی۔ اطراف سے مزدور و قلی بلائے عمارات کی تعمیر کے سامان فراہم کئے۔ اولًا دو تین پہاڑون کے سلسلون مین دیوار سنگین و پختہ بنانی شروع کرائی۔ مدت تک پہاڑون کے ملانے کا سلسلہ جاری رہا۔ جب دیوار تیار ہو چکی تب دونون پہاڑون کے وسط مین دو تالاب اور دو چشمے بنائے گئے۔ اور ایک قلعہ و بالا حصار عالی شان تیار کرایا۔ اور قلعہ کے اطراف کی زمین کو ہموار کر کے کشت زار

بنایا۔ اور اُسمین قسم قسم کے نباتات و طرح طرح کے شگوفون و گلون کے پودے جمائے۔ اور انگور و برگ تنبول وغیرہ کے منڈوے بہی لگائے۔ بالا حصار تیار ہونے کے بعد پائین قلعہ کی تیاری شروع کی۔ کوہ شمالی کے دامن سے کوہ جنوبی کے دامن تک ایک ور قلعہ مع برج و بارہ و خندق پختہ و فصیل سنگین بنایا۔ اور اُسکے تین دروازے رکہے۔ ایک شمالی دروازہ دوسرا مشرقی دروازہ تیسرا جنوبی دروازہ۔ اور مولف احکام البلاد نے دیگر مولفین سے نقل کیا کہ شمالی دیوار کا پایہ کہدنے وقت دروازہ کے متصل زمین سے ایک پورا تبخانہ مع ایک مورت سنگین برآمد ہوا۔ کریا شکتی و ڈیرہ تبخانے کے برآمد ہونے سے بہت ہی خوش ہوا۔ اُسکی از سر نو تعمیر کرائی۔ اطراف و جوانب کے حکام وغیر حکام جوق جوق پرستش کے لئے آنے لگے۔ اور اُس مقام کو متبرک سمجہنے لگے۔ آخر تیرہ برس مین قلعہ و دیگر عمارات کی تعمیر اختتام کو پہنچی۔ اختتام کے بعد ایک جشن عظیم الشان منعقد کیا۔ اطراف و جوانب کے راجاؤن کو شراکت جشن کی دعوت دی۔ تمام جمع ہوئے جشن مین خوشی کا اظہار اور دیوتا کے فضائل بیان کرکے اپنے برادر زادے سداشیو رائے کو تخت نشین کیا۔ تمام سداشیو کی مسند نشینی سے خوش ہوئے۔ اور اُسکو اپنا حامی و مددگار و پشت پناہ قرار دئے۔ مسند نشینی سے پہلے ہی سداشیو کو مرشد زادہ سمجہتے تہے۔ اور کریا شکتی کو اپنا پیر و مرشد۔ سداشیو کی تخت نشینی کے بعد کریا شکتی اپنے غار مین جہان وہ عبادت کرتا تہا چلا گیا۔ مولف احکام البلاد نے لکہا کہ ہنود کی تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ قلعہ کی تیاری پانچوین یا چوتہی صدی ہجری مین واقع ہوئی۔ اور سداشیو کا والد جت شکتی وڈیرہ وہان سے روانہ ہوکر جنوبی سمت کے پہاڑ مین پہنچا وہان چند تبخانے بنائے اور نہر دہارادو و تالاب سنگین بنایا۔ جنگل و ویران و بیابان

سنسان کو آباد کیا۔ اور آپ بہی اُسی آبادی کے قریب ریاضت و حبس دم مین مشغول ہوا۔ اور
سداشیو نڈکور چپل کے پاس تنگبہدرا کے کنارے بالاگہاٹ کرناٹک مین حکومت کرتا رہا بالاگہاٹ
کے جنگل و جہاڑی کا اکثر حصہ آباد کردیا۔ رات دن ملک کی آبادی و زراعت و تجارت کی ترقی
چاہتا تہا۔ اکثر کام مفید عام کرتا تہا۔ تالابون و چشموں کے بنانے مین کوتاہی نہین کرتا تہا جنگ
و جدال سے متنفر رہتا تہا۔ خونریزی و جانستانی کو گناہ عظیم جانتا تہا۔ سداشیو رائے خلق پروری
و دادگستری مین بیمثل تہا۔ ہنود اُسکو اوتار سمجہتے تہے۔ آخر سداشیو کے عم بزرگوار کرپاشکتی کی
حالت قریب المرگ ہوئی۔ تب سداشیو کا باپ چت شکتی بہائی کے ملنے کے لئے آیا۔ دونون
بہائی جنوبی پہاڑ کے نیچے جسمانی ملاقات و زبانی مکالمات سے مستفید ہوے۔ بعد ازان کرپا شکتی نے
بہائی اور بہتیجے کو رخصت کیا۔ پہر دیکہا کہ اب جل مو عود کا وقت قریب ہے فی الفور اُسی غار زمین جہان
رہتا تہا مع لباس خاکی و عصا پوشیدہ ہوگیا۔ اور غار کا راستہ پتہر و چونہ سے بند کرایا۔
ابتدا مین قلعہ معمورہ کو شکتی گڑہی کہتے تہے لیکن آخر مین ہنوکندہ مشہور ہوا۔ اول کا
وجہ تسمیہ ظاہر ہے۔ دوسرے کے وجہ تسمیہ مین کہتے ہین کہ اِس قلعہ کی تعمیر و آبادی اصل مین دو تین
پہاڑون کے باہم ملانے سے حاصل ہوئی۔ تلنگی زبان مین ہنو آپس مین ملی ہوئی چیز کو کہتے ہین
اور کندہ بمعنی پہاڑ ہے۔ پہر اسی آبادی کا نام ودیانگر بیجانگر ہوا۔ سداشیو رائے وڈیر کرناٹک کے
بالاگہاٹ و پائین گہاٹ کے راجاؤن مین پہلا راجہ ہے۔ انتیس ۲۹ برس تک سلطنت کرتا رہا
اکثر ویرانہ جنگلون کو آباد کیا۔ اور جہاڑیون کو قطع کرکے کشت زار بنایا۔ آخر مرگ مفاجات مین
فوت ہوا۔ ایک فرزند مسمی رجن چہوڑ گیا۔ مدت سلطنت ۲۹ سال چند ماہ۔

ارجن وڈیر بن سداشیوراے کا ذکر

باپ کے بعد ارجن وڈیر مسند نشین ہوا۔ باپ کی طرح عدل و انصاف و آبادی ملک مین مصروف ہوا۔ عقیل و فہیم ہوشیار و چالاک تہا بینوکنڈہ سے کاویری ندی کے کنارے پایان گہاٹ تک کل ملک اپنے تصرف مین لایا۔ مشرقی پہاڑون کے سلسلے اور اُن کے تحت کی آبادی ارجن گڈہ نام سے مشہور ہوئی۔ جنوبی حصہ کی آبادی کا نام ارجندرہ رکہا گیا۔ یہان کی آبادی بہ نسبت مشرقی زیادہ تہی فی الحال اسکو بوجندرہ کہتے ہین۔ اور یہہ اولکنڈہ کی جاگیر مین داخل ہے۔ پہر ارجن نے چندر گری پر ایک قلعہ سنگین تیار کرایا۔ آخر بائیس برس سلطنت کر کے فوت ہوا۔ لاولد تہا۔ وزرانے اُسکے ہمشیرہ زادہ رام چندر دیوا کو مسند نشین کیا۔ یہہ راجہ نوجوان تہا عیش و عشرت مین بسر کرتا تہا۔ ملک کا انتظام وزرا کرتے تہے۔ راجہ برائے نام تہا۔ تمام عہدے دار و کارپرداز حکمرانی کرتے تہے۔ رعایا پر ظلم و ستم ہوتا تہا۔ ہر ایک غرض نفسانی مین مبتلا تہا۔ کوئی ریاست کے انتظام کی پروا نہین کرتا تہا۔ اسی طرح دو تین سال گذر گئے۔ آخر رام چندر دیوا فوت ہوا۔ چند روز ریاست لاوارث رہی۔ گہر گہر حکومت تہی۔ امرائے مالدار رعایا پر ظلم و تعدی کرتے تہے۔ باہم ارکان دولت مین مخالفت کی آگ بہڑک رہی تہی۔ پس انہین ایام مین ودیارن برہمن تنجانہ پنپا مین آیا۔ یہہ تنجانہ تنگبہدرا کے کنارے شمالی جانب مین ہے۔ ریاضت و عبادت مین مشغول ہوا۔ نہایت مفلس و تہیدست تہا۔ قانع و صابر تہا۔ شب و روز قوم کی بہلائی و خیر خواہی مین مصروف رہتا تہا فضائل علوم و فنون سے آراستہ تہا۔ براہمہ مین عالم متبحر شمار کیا جاتا تہا۔ شنکر اچارج کے جانشینون مین گیارہوان جانشین تہا قوم کی درستی کے لئے

میسور کے علاقہ مین ایک مدرسہ قایم کیا تھا۔ مدرسہ مین سنسکرت زبان کی تعلیم ہوتی تھی۔ علوم سنسکرت مین مہارت کامل رکھتا تھا۔ چارون بیدون کی تفسیر لکھی ہے۔ چنانچہ اسکا ذکر ہوچکا ہے۔ برہمن موصوف تارک الدنیا تھا۔ ملک قناعت مین حکمرانی کرتا تھا۔ لیکن چاہتا تھا کہ ہمی آدمسے خاص اپنی قوم کے ساتھہ حسن سلوک کرے۔ اور ملک آباد کرے۔ بنائے علیہ دیوتا سے التجا کرتا تھا اور مال و زر مانگتا تھا۔ اکثر اوقات اسی خیال مین محو رہتا تھا۔ آخر ایک رات خواب مین دیوتا سے اشارہ ہوا کہ تجھکو اس جنم مین کچھہ نہین ملیگا۔ دوسرے جنم مین تجکو کامیابی ہوگی برہمن جب ہوشیار ہوا۔ دیوتا کے مضمون کو سمجھہ کے تبخانہ سے نکلا۔ جوگی بنکر ریاضت کرنے لگا پھر چند روز کے بعد دیوتا سے بشارت پائی۔ کہ تو مذہب سے دوسرے طریقہ مین آیا۔ یہی ایک جنم سے دوسرے جنم مین آنا ہے۔ اب تیری مراد حاصل ہوگی۔ جو تو چاہیگا وہ موجود ہوگا برہمن کو درویشی مین ایسا مزہ و لطف حاصل ہوا تھا۔ کہ دنیا سے بیزار تھا۔ نہین چاہتا تھا کہ دنیوی امور کے طرف توجہ کرے۔ لیکن اس بشارت سے اُسکے دل مین یہہ خیال پیدا ہوا کہ ہندو دہرم کے بقا کے لئے ایک شہر عظیم الشان اور چند قلعے بنانا چاہئیے۔ تب رات کو اسی خیال مین سوگیا۔ بہت کو خواب مین دیکھا۔ اور عرض کی کہ مجکو اسقدر مال و زر عطا کر کہ مین ایک شہر اور چند قلعے بناؤن دیوتا نے اسکی درخواست قبول کی۔ اور اس سے کہا کہ فلان گوشہ مین بے انتہا خزانہ مدفون ہے اُسے لے لے۔ پھر برہمن خواب سے ہوشیار ہوا۔ تبخانہ مین آیا۔ دیوتا کی پرستش کرکے نشان دادہ گوشہ مین کہدا۔ واقعی بے انتہا خزانہ پایا۔ بہت خوش ہوا۔ تمام خزانہ تصرف مین لایا۔ اور شہر کی گندہی اور چند تبخانون کی

بنارکہی بیشمار مزدور وقلی وسنگتراشان چابکدست ومعماران اساتذہ جمع کئے۔ دو چار سال مین شہر کی عمارتین وبتخانے تیار ہوگئے۔ بہر نجوم سے دریافت کیا کہ یہہ شہر کب تک قائم رہیگا معلوم ہوا کہ پانسو برس تک قایم رہیگا۔ مدت مذکورہ گذرنے کے بعد مخالفین کے ہاتہہ سے برباد وتباہ ہوگا۔ احکام البلاد کے مولف نے خزانہ ملنے کے مضمون کو دوسرے پیرایہ مین لکہا اسکا لکہنا عقلاً وعرفاً محال معلوم ہوتا ہے۔ اعتبار کے لائق نہین۔ بناءً علیہ مین نے اسکو قلم انداز کیا۔

شہر انیگندی کی وسعت بارہ فرسنگ تہی۔ اسکا وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ زمانہ قدیم مین آبادی سے قبل وہان ایسی جہاڑی تہی جسمین ہاتی پیدا ہوتے تہے۔ تلنگی زبان مین آنی ہاتی کو کہتے مین۔ گندی بمعنی جگہہ۔ شہر وقلعہ کی تیاری کے بعد ودیارن برہمن نے بنارس جانیکا قصد کیا۔ چاہتا تہا کہ حکمرانی کی مسند پر کسی لائق شخص کو بٹہا کر جائے۔ شخص لائق کی جستجو کرنے لگا اس زمانہ مین تنگبہدرا کے شمالی کنارہ پر ایک بوگا نام گلہ بان رہتا تہا۔ بے انتہا مال ودولت رکہتا تہا۔ ہزارہا نوکر وخدام کا مالک تہا۔ ہوشیار ولائق تہا۔ کنہڑے وتلنگے اسکو معزز سمجہتے تہے۔ تمام اسکی بزرگی وعزت کو مانتے تہے۔ ودیارن برہمن نے تمام خاص وعام کے اتفاق سے بوگا کو رائل خطاب دیکر وہان کی ریاست کا مالک بنایا۔ جو کچھہ مال ودولت وسامان سلطنت تہا اسکے حوالہ کرکے بنارس چلا گیا۔

بوگا رائل کی حکمرانی وراجگی کا ذکر

بوگا رائل۔ نہایت لائق وہوشیار تجربہ کار تہا۔ مسند نشین ہونیکے بعد ریاست کے انتظام مین

ہمہ تن مصروف ہوا۔ عدالت و سیاست مین کوتاہی جائز نہین کہتا تہا۔ ملک کی آبادی
ورعایا کی دلداری مین بہت کوشش و جانفشانی کرتا تہا بالاگہاٹ و پائین گہاٹ کرناٹک کی
رعایا بوگا کے عدل و انصاف سے خوشحال تہی۔ بوکا پٹن اسی کا آباد کیا ہوا ہے۔ تا زندگی
حسن اخلاق سے رہا۔ اطراف کے راجاؤن زمینداروں سے اتفاق و اتحاد رکہتا تہا۔ آخر اٹہارہ برس
سلطنت کرکے عالم بقا کو روانہ ہوا۔ اولاد مین صرف ایک لڑکا مسمی پرتاب رائل یادگار چہوڑ گیا
بعض مورخین و عوام الناس نے اسی بوگا کو متغیر کرکے باگہا۔ و بکا لکہا۔ بوگا کے نام سے
کئی راجے نامزد ہوے ہین۔

پرتاب رائل بن بوگا رائل

باپ کے بعد مسند نشین ہوا۔ تمام ممالک بالاگہاٹ کرناٹک پر قابض و متصرف ہوا۔ عمارات کا
شائق تہا اکثر بتخانے و تالاب بنائے۔ زراعت کی ترقی چاہتا تہا۔ اور فن سپاہگری کو بہت ہی
پسند کرتا تہا۔ اُسکے عہد مین اکثر لوگ خاص و عام زراعت و نوکر پیشہ تہے۔ اور دوسرے پیشے
مثلاً لوہاری و بدّافی و بافندگی کم کرتے تہے۔ اُسوقت تمام ملک دکن مین ہنود ہی بستے تہے۔
کہین اہل اسلام کا نام و نشان نہین تہا۔ اسی راجہ نے سکۂ طلائی مسمی پرتاب مساوی نصف ہون
ایجاد کیا تہا۔ یہہ سکہ دیرینہ ہے۔ بعض نے اس سکہ کو ورنگل کے راجہ پرتاب کی طرف منسوب کیا ہے
اور پرتاب بیجانگر کے سکہ سے سکوت کیا واقع مین پرتاب بیجانگری و پرتاب ورنگلی دکن مین دونون
رائج تہے۔ باہم دونون مین کمیتاً و کیفیتہً فرق تہا۔
عبدالرزاق سمرقندی کے سفرنامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پرتاب بیجانگری مساوی نصف ہن ہے الخ

اور گوشوارہ قطب شاہیہ سے معلوم ہوا کہ پرتاب و زنگلی مساوی نصف ہون ہے الخ دونون مورخین کی تحریر سے ثابت ہوا کہ دونون قسم کی ہُن مستعمل تہے۔ اور دونون و زن ہی مساوی تہے لیکن کسی مورخ نے یہہ نہین لکہا کہ اُنکی شکل و صورت اسطرح تہی دونون باہم صورت و شکل مین کیفیتہ الگ الگ ہون گے۔ آخر یہہ راجہ چار سال سلطنت کرکے اس دار ناپایدار سے عالم بقا کو روانہ ہوا۔

بڑا ورر رائل بن پرتاب رائل

باپ کے بعد مسند نشین ہوا۔ امرا وزرا کو انعام خلعت سے سرفراز کیا۔ باپ کی طرح رعایا کے ساتہہ حسن سلوک کرنے لگا۔ ملک کی آبادی مین بہت کوشش کی اکثر زمین ناہموار کو ہموار و لائق زراعت بنایا رفتہ رفتہ کجلی بن مین جہان اکثر آدمی حبشی صورت دیو سیرت رہتے تہے پہنچا۔ وہان جہاڑی کثرت سے تہی اور اُسمین قسم قسم کے میوے اور رنگ برنگ کے درخت مثلاً صندل و شیشم و ساگوان کوسون تک درختون کے سلسلے تہے۔ اور وہان کی آب و ہوا درست تہی۔ اُس مقام پُر فضا کو پسند کیا۔ ارکان دولت سے مشورہ کرکے کاویری ندی کے کنارے ایک بتخانہ سنگین اور قلعہ آہنین بنایا۔ قلعہ کا نام کُرگرا رکہا۔ اور ملنا نام سپہ لار کو وہان کا حاکم کیا۔ اور خود دار الریاست انی گندی مین آیا۔ سپہ لار نے اُس جہاڑی کو کٹوا کے میدان صاف لائق آبادی بنایا۔ اور اُسمین آدم وحشیانہ کو نرمی و ملاطفت سے مسخر کرکے بسایا۔ اُس جنگل مردم خوار کو بنی آدم کا مستقر قرار دیا جنگلی وحشیون کو آنے جانیکی اجازت دی۔ جنگلی آدمی پرتاب کی توجہ سے آدمی بنگئے۔ زراعت و تجارت مین ترقی کرنے لگے۔ کاویری ندی کے کنارہ پر آبادی و زراعت کثرت سے ہونے لگی اور دونون کنارون پر بیشمار خلائق آباد ہوگئے۔ آخر یہ راجہ عادل داد گستر پچیس برس

سلطنت کرکے فوت ہوا۔

ویروپاجی رائل بن بڑا ورر ائل

باپکے بعد مسند حکومت پر جلوس کرکے ملک کا انتظام اپنے قبضۂ اقتدار مین لیا۔ بہہ راجہ عیاش تہا راتدن عیش و عشرت مین بسر کرتا تہا۔ راگ و رنگ مین مست رہتا تہا۔ بجز عیش و عیاشی دنیا و مافیہا سے کچہہ تعلق نہین رکہتا تہا ملک کا انتظام کارپردازون کے دست قدرت مین تہا تمام مختار و خودغرض تہے۔ جو چاہتے تہے کرتے تہے رعایا پر ظلم و ستم ہوتا تہا۔ بیچارے غربا کی داد و فریاد کوئی نہین سنتا تہا۔ بناء علیہ عایا و بعض امرا راجہ سے منحرف و بیدل ہوئے۔ اور تمام جویائے فرصت تہے کہ راجہ کو راجگی سے سبکدوش کرین۔ اسی پریشانی و پراگندگی مین بسر کررہے تہے کہ یکایک سریرنگ رائل چہتری کندنول کا حاکم جو ایشر راج حاکم بیدر کی اولاد سے تہا حملہ آور ہوا۔ جنگ و جدال کے بعد فیروز و کامیاب ہوکر ویروپاجی کو قید کرلیا۔ اسوقت کرناٹک مین بڑے بڑے تین صوبے تہے ایک انی گندی دوسرا نپوگنڈہ۔ تیسرا چندرگیری۔ بعض مورخین نے لکہا کہ تیسرا دارالریاست ویلور کا قلعہ تہا۔ ویلور کا قلعہ بڑا ورر ائل حاکم نپوکنڈہ کے عہد مین چکتی بہوپت راج محافظ شولنگرم و سالگڈہ نے بنایا تہا۔ سریرنگ رائلنے قلعہ ایلور کو اپنا دارالریاست قرار دیا تہا۔ ملک کی آبادی بڑی جانفشانی سے کرتا تہا۔ آخر ۳۲ سال سلطنت کرکے فوت ہوا۔ سیرنگ پٹن اسی کا یادگار ہے

ہر یہر رائے بن سریرنگ رائل چہتری

باپکے بعد تخت نشین ہوا۔ عاقل و مدبر تہا۔ بہادری و دلاوری مین بہی مشہور تہا۔ ریاست کا انتظام

بڑی گرمی سے کرتا تھا۔ ٹیپو کنڈہ کو اپنا دارالسلطنت بنایا تھا۔ شب و روز ملک کی آبادی و ترقی
تجارت و زراعت مین بہت کوشش کرتا تھا۔ رعایا کی آسائش کو اپنی آسائش پر ترجیح دیتا تھا
اسکے عدل و انصاف سے تمام خوشحال تھے کوئی کسی پر ظلم و ستم نہین کر سکتا تھا۔ اسکے عہد مین
تجارت و زراعت کا بازار گرم تھا۔ اسیکے زمانہ مین توران و ایران و کشمیر و کاشغر و کابل و قندہار و
لاہور کے تجار اقسام اقسام کے تحائف و اشیائے نفائس مثلاً شال و کمخواب و مخمل و اطلس و نافہائے
مشک و تیر و کمان ور کابلی و قندہاری ونٹ عراقی و عربی گہوڑے ہمراہ لیکر آئے۔ رائل اشیائے
نفائس کے دیکھنے سے بہت خوش ہوا۔ تمام سامان و اسباب تاجرون سے بڑی قدر و قیمت سے خریدا
اور تاجرون کو علاوہ قیمت انعام و اکرام سے سرفراز کرکے خوش خرم روانہ کیا۔ راجہ کے انعام سے
تجار بہت خوش ہوئے۔ انعام و اکرام سے راجہ کی یہہ غرض تہی کہ تجارت کا بازار گرم ہوجائے۔ اور
ممالک غیر سے تجار خوشی خوشی آمد و رفت کرین۔ اسوقت براہمہ متعصب تاجرین اہل اسلام کی صورت
دیکھنا پسند نہین کرتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ یہہ ملیچ قوم شہر مین نہ آئین۔ چنانچہ راجہ سے اس امر
کی شکایت کی راجہ طریقہ صلح کا پابند تہا۔ حکیمانہ مزاج رکہتا تہا۔ براہمہ کی دلجوئی و دلداری سے
درگذر نہین کرتا تہا۔ بناء علیہ تجار اہل اسلام کے لئے شہر سے دو تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام
وسیع تاجرون کے اوترنے کیلئے مقرر کردیا اور اُن کے لئے ایک چھوٹا سا بازار بہی معین کیا۔
تاکہ اُنکو کسی قسم کی تکلیف نہو۔ اور حکم دیا کہ تجار و واردین و سیاح مسافرین فرودگاہ مقررہ پر
فروکش ہوا کرین۔ اور اُن کی حفاظت کے لئے ایک تہانہ بہی مقرر کردیا۔ کہ اون کے
مال و اسباب کی نگہداشت کرین۔ اور فرمایا کہ براہمہ و ہنود سرکاری عہدہ دار فرودگاہ پر جاکے

اُن سے داد وستد کرین - برا ہمہ راجہ کی حسن تدبیر سے بہت خوش ہوئے - وہ فرودگاہ تاجرون کی آمد و رفت سے ایک گانون ہوگیا - گویا تاجرون کا بندرگاہ ہوگیا ہنود اُسکو تلنگی زبان مین ترکلا پٹن کہنے لگے - احکام البلاد کے مولف نے لکہا کہ اب تک وہ گانون موجود ہے - مگر فی زمانناً مثل بیچانگر ویرانہ و گمنام ہے - تلنگی زبان مین اہل اسلام کو ترکلو کہتے ہین اور پٹن گانون و شہر کو بولتے ہین اسی راجہ کے عہد مین ایک پاتری مسماۃ بہوگم تانی جو رقص و سرود مین مشہور تہے - مال و دولت بیشمار رکہتی تہی - اُس نے راجہ کے حکم و اجازت سے قلعہ کے باہر جنوبی دروازہ کے مقابل ایک تالاب تعمیر کرائی - تالاب کا کچہہ حصہ قلعہ کی خندق سے ملا ہوا ہے اُسکا نام بہوگ سمندر مشہور ہوا - فی زمانناً موجود ہے - اور اسی راجہ کے زمانہ مین ایک سادہو فقیر جنکی مرشد لنگایت مسمی سدارام جوگی صاحب کمال و استدراج تہا - اُس گنبد پختہ مین بستا تہا جو پائین قلعہ کے غار مین بنا ہوا تہا اور قلعہ کے مشرقی جانب مین بہی ایک اور چہوٹا سا گنبد پختہ تہا - اُسمین بہی جوگی آمد و رفت کرتا تہا - غرض دونون گنبد جوگی کے تصرف مین تہے - رائل اور اُسکے تمام امرا جوگی کے معتقد تہے - رعایا اُسکو اپنا پیر و مرشد مانتے تہے اکثر اوقات جوگی کے پاس جوق جوق آتے تہے - اپنے حاجات و مقاصد کے خواستگار ہوتے تہے - جوگی ہر ایک خواستگار کو دعا و دولسے سرفراز کرتا تہا - اسی راجہ کے عہد مین حضرت سید بابا فخر الدین عراقی بہی مع برادر سید علی چلہ کش و چند فقرائے مریدین آئے حضرت صاحب کشف و کرامات تہے - آخر راجہ ہر ہر رائل نے بیس برس سلطنت کرکے انی گندی مین فوت ہوا - تقریباً اُسوقت ۵۹۰ ہجری ہوگا - بعض مورخین نے ہری ہر رائل کا عرف کشن رائے لکہا - شاید واقع کے مطابق ہو -

رام چند رائل بن ہر بہر رائل

باپ کے بعد مسند نشین ہوا۔ عاقل و ہوشیار۔ و عادل و نیکو کار تہا۔ بزرگان سلف کی طرح تجارت و زراعت و آبادی ملک کی ترقی چاہتا تہا۔ تخت نشینی کے بعد ریاست کا انتظام کرنے لگا ملک کی حفاظت و حراست مین سستی نہین کرتا تہا۔ اس کے عہد مین آبادی دریائے شور کے کنارہ تک پہنچ گئی۔ اکثر پائین گہاٹ و بالا گہاٹ کرناٹک مین تالاب و چشمے و تبخانے اسیکی بنا کئے ہوئے یادگار ہین۔ احکام البلاد کے مولف نے لکہا کہ اسیکے زمانہ مین سلطان محمد تغلق شاہ گجرات سے ہوتا ہوا بابا فخر الدین قدس سرہ کی زیارت کے لئے آیا۔ رائل جنگ کے لئے مستعد ہوا تہا لیکن بابا فخر الدین کے برادر زادے بابا یوسف قتال کے فرمانے سے راجہ نے ارادہ جنگ کو فسخ کیا آپ کے فرمانے سے کچہہ خوف و خطر نہین کیا۔ مولف نے اس امر کی تشریح نہین کی کہ رائل نے تغلق سے مصالحہ کیا یا نہین پیشکش و خراج دیا یا نہین۔ شاید حضرت بابا کی سفارش سے راجہ کو معاف و مرفوع القلم رکہا ہوگا۔ اس راجہ کے زمانہ مین رعایا خوشحال تہی۔ دولت و مال سے مالامال آخر اٹہائیس برس سلطنت کرکے فوت ہوا۔

ہری چند بن رام چند رائل

باپ کے بعد تخت پر بیٹہا۔ یہہ راجہ نیک مخضر و فرشتہ سیر عابد و مرتاض تہا۔ امور ملکی کا تمام انتظام کارپردازون کے تفویض کیا تہا۔ آپ رات دن عبادت و پرستش مین بسر کرتا تہا۔ فقرا دوست و غربا پرور تہا۔ اکثر جوگی و گوسائین و فقرائے سنیاسی اسکے مصاحب تہے۔ اس راجہ کے زمانہ مین اطراف و جوانب کے چہوٹے چہوٹے راجے بہی خدا پرست تہے۔ بمصداق الناس علی دین

ملوکہم۔ رعایا بہی نیک سیرت و خوش عادت تہی۔ کہین باہم جنگ و ستیز کا ہنگامہ نہین ہوتا تہا ہرطرف امن و امان قائم تہا خود را جہ کشت و خون سے بہت ہی پرہیز کرتا تہا۔ خون ریزی کو گناہ عظیم سمجہتا تہا۔ واقعی یہ فعل نہایت ہی برا ہے کوئی مذہب ایسا نہین ہے کہ اس فعل کو برا نہ کہتا ہو۔ مخالفین سے ہمیشہ مصالحہ رکہتا تہا پیشکش و نذرانہ دیکے صلح کرلیتا تہا۔

احکام البلاد کے مولف نے لکہا کہ تمام راجگان مرقوم الصدر کرناٹک کے بالا گہاٹ و پائین گہاٹ مین چہہ سو برس تک یکے بعد دیگرے اسی ہر سبب سے سلطنت کرتے رہے۔ اہل سلام کی تلوار سے نہایت خوفناک ہتے تہے ہر حال مین مصالحہ پسند کرتے تہے۔ مقابل ہونا پسند نہین چاہتے تہے بیشمار زر و جواہر دیتے تہے۔ دکن مین اہل اسلام کی قوت و شوکت انہین راجاؤن کے زر و جواہر کی بدولت بڑہی۔ اور اہل اسلام مال و دولت سے مالا مال ہوتے رہے۔ آخر راجگان دکن کی ریاستین انہین اہل سلام کے معرکون مین برباد و تباہ ہوگئین۔ راجگان متاخرین بہی مسلمانون کی ہمسایگی کی بدولت سخت دلیر و شوخ ہوگئے تہے جنگ و جدال کی لئے ذرہ ذرہ باتون پر کہڑے ہوجاتے تہے۔ قدیمی عہد و پیمان کو بالائے طاق رکہدیتے تہے۔ بزرگان سلف کی پیروی مصالحہ مین نہین کرتے تہے۔ حد قول و قرار سے بڑہجاتے تہے۔ جبراً اہل اسلام بہی مقابل ہوجاتے تہے۔ اہل سلام مقابلہ مین اگرچہ تہوڑے ہوتے تہے مگر جی توڑ کے لڑتے تہے۔ ایسے جمتے تہے کہ مرکے اوٹہتے یا کامیاب ہوجاتے سمجہتے تہے کہ اگر شکست پائینگے تو یہان سے کہان جائینگے پہلے ہی اپنے وجود کو نیست و نابود سمجہ کے لڑتے تہے اس استقلال کی برکت سے اکثر کامیاب ہوتے تہے۔ ہندو بزدلی کرکے بہاگ جاتے تہے۔ برباد و تباہ ہوجاتے تہے۔ تاریخ

مقولۂ مولف ۱۲

نظامی کے مولف نے لکھا کہ ہنود کا معرکہ سے بہاگ جانا بزدلی نہین سمجہنا چاہیے بلکہ اُن کا بہاگنا حکمت عملی دانائی سے خالی نہین تہا۔ وہ بہاگنے مین رعایا و فوج کی جانون کی حفاظت کرتے تہے اور مذہباً و اعتقاداً خون ریزی سے پرہیز کرتے تہے۔ خونریزی انکے نزدیک گناہ عظیم ہے۔ اور جانون کی حفاظت ثواب بزرگ ہے۔ تم کلامہ۔

نظامی کا قول منصفانہ تعریف کے لائق ہے جو کچہہ لکہا درست و بجا ہے۔ بہہ راجہ فقرا دوست تیس برس تک سلطنت کرکے فوت ہوا۔ دنیا مین نیک نام چہوڑ گیا۔ خاص و عام راجہ کو اوتار سمجہتے تہے اطاعت و فرمانبرداری مین سرمو فرق نہین کرتے تہے۔ اولاد مین صرف ایک پوتا یعنے فرزند زادہ مسمی پرتاب رائل وارث ریاست چہوڑ گیا۔ یہہ پرتاب رائل ثانی ہے۔

پرتاب رائل نبیرہ ہری چند رائل

وزرا و امرا کے اتفاق سے دادا کا جانشین ہوا۔ یہ راجہ دلیر و ہوشمند تہا۔ فن سپاہگری مین استاد شمار کیا جاتا تہا۔ سلطنت کے انتظام و بندوبست مین مصروف ہوا۔ آبا و اجداد کے خلاف نہایت لشکر و آلات حرب و ضرب سے زیادہ دلچسپی رکہتا تہا۔ لشکر و آلات جنگ توپ و تفنگ فراہم کرنے لگا۔ اطراف و جوانب کے راجپوتون و مسلمانون کو فوج مین بہرتی کرنے لگا دکن مین یہی پہلا راجہ ہے جس نے فوج مین اہل اسلام کو نوکر رکہا۔ اس سے قبل راجگان دکن کے پاس کوئی فرد اہل اسلام سے نوکر نہین ہوا تہا۔ اور بیشمار ہاتی و گہوڑے عربی و ترکی فراہم کئے تہے۔ راجگان مذکور کی طرح رائل بہی حضرت بابا سید فخر الدین قدس سرہ کا معتقد تہا ہر سال درگاہ پر زر نقد و غلاف زرین نذر بہیجتا تہا۔ صلح کل کے طریقہ پر چلتا تہا حکمرانی

حکمت عملی سے کرتا تہا۔ احکام البلاد کے مولف نے لکہا کہ بہمنیہ سلاطین سے ایک بادشاہ نے پرتاب رائل
پر لشکرکشی کی۔ رائل بہی جنگ کے لئے مستعد ہوا۔ فریقین مین مقابلہ کا میدان گرم ہوا بہمنی
کو کامیابی ہوئی۔ کل بالاگہاٹ بہمنی کے تصرف مین آیا۔ پہر چہتری و بہمنی مین چند سال تک
باہم جنگ و جدال کا سلسلہ جاری رہا آخر پرتاب دس سال سلطنت کر کے فوت ہوا۔ لاولد تہا
کارپردازون نے اُس کے ہمشیرہ زادے کو تخت نشین کیا۔ مدت سلطنت دس سال

دیو رائل ہمشیرہ زادۂ پرتاب رائل

راجۂ مرحوم کی اولاد مین کوئی لڑکا نہین تہا۔ وزرا نے اُسکے ہمشیرہ زادہ راجہ کو مسند نشین کیا
راجہ ہوشیار اور ہونہار معلوم ہوتا تہا۔ وزرا نے ملک کا انتظام و فوج کا اہتمام راجہ کی رائے پر رکہا
چند روز کے بعد ایک افسر سلاطین دہلی کے طرف سے مع فوج کثیر آیا اور امیران دکن اُس کے
ساتہہ ہوے۔ تمام نے ملکرانی گندی پر حملہ کیا فیمابین سخت مقابلہ ہوا۔ راجہ شکست کہا کے
فرار ہوگیا۔ اہل اسلام کامیاب ہوئے۔ اہل صنام نے نذرانہ زر و جواہر۔ تحائف نفائس و ہاتی
و گہوڑے دیکے صلح کرلی۔ اور اہل اسلام کے خراج گزار بنگئے۔ احکام البلاد کے مولف نے سلاطین
دہلی کے افسر کا نام و سنہ نہین لکہا۔ لیکن تاریخ نظامی کے مولف نظام الدین احمد داماد سلطان
عبداللہ قطب شاہ نے لکہا کہ ملک کافور نے انی گندی پر حملہ کیا تہا۔ راجہ نے نذرانہ و پیشکش زر و
جواہر بیشمار دیکے صلح کرلی تہی۔ اور خراجگزار و فرمان بردار بنگیا تہا۔ الخ
مولف کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ احکام البلاد کے مولف کے قول افسر سلاطین دہلی الخ سے ملک کافور
ہی مقصود و معہود ہوگا۔ خراجگزاری کے معاہدہ کے بعد دکن کے امیران ضدہ مع سفیر بادشاہ دہلی

راجہ کے پاس آمد و رفت کرتے تہے۔ راجہ تعظیم و توقیر کرکے نذرانہ و پیشکش چڑہا ہوا دیکر روانہ کرتا تہا، بیالیس برس تک یہی دستور جاری رہا۔ آخر دیورائے فوت ہوا۔ مدت سلطنت بیالیس سال احکام البلاد کے مولف نے لکہا کہ محققین نذرانہ و پیشکش لینے کے لئے سلاطین دہلی کے طرف سے آتے تہے اور بادشاہ کی مخملی پاپوش ہمراہ لاتے تہے۔ راجہ پاپوش کی تعظیم کرکے حسب قرارداد نذرانہ و پیشکش دیکے محصلین کو دہلی روانہ کردیتا تہا الخ میرے نزدیک احکام البلاد کے مولف کی روایت اعتبار کے لائق نہین ہے۔ شاید مولف نے تعصباً و اہانتاً لکہا ہوگا۔ مولف مذکور کے سوا کسی مورخ نے اس روایت کو نہین لکہا ہے۔

ویر بہدر رائل بن دیو رائل اول

ویر بہدر آبائی دستور کے موافق تخت نشین ہوا۔ حکومت و ریاست کے انتظام کی باگ اپنے ہاتہہ مین لی۔ رائے عالم آرا سے ملک کا انتظام کرنے لگا۔ عادل و باذل تہا۔ داد و دہش مین غفلت نہین کرتا تہا۔ حکمرانی و ملک کشائی کا شائق تہا۔ سلاطین اسلام سے مصالحہ رکہتا تہا۔ سالانہ نذرانہ و پیشکش بہیجتا تہا۔ انیگندی کا اکثر شمالی و جنوبی جانب اسی کا آباد کیا ہوا ہے تمام بالاگہاٹ و پائین گہاٹ کرناٹک مین عہدے دار لائق مقرر کئے۔ اور بیشمار فوج جمع کرلی۔ اور اسبات کا ارادہ کررہا تہا کہ اہل اسلام کو دکن کی سرزمین سے نکالے لیکن یکایک بسال ہم جلوس مرض سکتہ مین فوت ہوا۔ جی کی آرزو جی ہی مین لے گیا۔

نرسمہا رائل بن ویر بہدر رائل

باپ کے بعد مسند نشین ہوا۔ ہوشیار و فہیم۔ رحیم و حلیم تہا۔ بہادری و دلیری مین بے نظیر شمار کیا جاتا تہا

ملک کو عدالت و انصاف سے سیرب و شاداب کیا تجارت و زراعت کی اشاعت پسند کرتا تھا
تجارت و زراعت کی ترقی عروج پر تھی۔ ملک کی آبادی مین بہت کوشش کرتا تھا
زمیندارون کی اعانت و مدد کرتا تھا۔ انکو زر نقد شاہی خزانہ سے تقاوی دیتا تھا۔ سہولت
و آسانی کے ساتھہ تقاوی کی رقم اقساط سے لیتا تھا۔ ان کے مال و اسباب مین دست اندازی
نہین کرتا تھا۔ رعایا خوشحالی و آزادی سے زندگی بسر کرتی تھی۔ اس راجہ نے اکثر قلعے و شہر
تعمیر کرائے۔ صوبہ نیلور کو دارالسلطنت بنایا تھا۔ ورنگل و دیبرسنگار گنڈہ و کندپلی سگیاں کول
وغیرہ صوبجات آباد کیے۔ انی گندہی کے شمالی و جنوبی جانب کی آبادی کی تکمیل اسکی یادگار
ہے یہہ راجہ نیک نیت و رعیت پرور نہایت سپاہ دوست و لشکر نواز۔ لیکن اولاد نہو نیکی
وجہ سے اکثر غمگین رہتا تھا۔ آخر خدا کی عنایت سے دو رانیان حاملہ ہوئین۔ دونون سے فرزند
نرینہ پیدا ہوئے۔ فرزندون کے تولد کی بہت خوشی منائی۔ امرا و وزرا فقرا و براہمہ کو انعام
و صلات سے سرفراز فرمایا۔ ایک کا نام کشن رائل دوسرے کا نام ویرنر سمہا رائل رکہا۔ اولاد کو
دیکہہ کے اُسکا دل باغ باغ ہوتا تھا۔ اونکی تربیت مین دلدہی کرنے لگا۔ نشو و نما کے بعد
تعلیم کا عمدہ انتظام کیا۔ سپاگری و ملک گیری کے فنون بہی سکہلائے۔ عالم شباب مین
دونون لائق ہوئے۔ لیکن کشن رائے دانائی و بہادری مین بیمثل تہا۔ باپ اسکو زیادہ
چاہتا تھا اور اسی سے زیادہ محبت رکہتا تھا۔ دوسرا لڑکا اور اُسکی مان راجہ کی حالت
دیکہہ کے رنجیدہ و کشیدہ دل ہوتے تھے۔ اور تدبیر کرنے لگے کہ کشن کو ہلاک کرنا چاہیے
لیکن کشن کا اقبال یاور تھا۔ روز بروز ترقی کر رہا تھا۔ حاسدین کو موقع نہین ملتا تھا

اُس زمانہ مین راجہ کی حکمرانی ترقی کے اوج پر عروج کر رہی تھی۔ قوت و قدرت بھی روز افزون تھی۔ سلاطین بھمنیہ سے اتفاق رکھتا تھا۔ سالانہ نذر و پیشکش بھیجتا تھا۔ ضرورت کیوقت فوج و لشکر سے بھی اعانت کرتا تھا۔

کشن رائے کی سوتیلی مان و بھائی تابو جو رہتے تھے کہ کشن رائے کو قتل کرین۔ ایک رات راجہ اتفاق سے رانی مخالفہ کی خوابگاہ مین آیا۔ سر سے دستار رکھا کے چوکی پر رکھی اور بستر پر لیٹ گیا۔ اور مُہر دستی بھی دستار پر رکھدی۔ رانی دیکھہ رہی تھی۔ راجہ کے سوتے ہی رانی نے چالاکی سے مہر اٹھالی۔ اور ایک سادے کاغذ پر چھاپ کر دی۔ پھر مُہر کو بدستور دستار پر رکھدی۔ صبح اُسی مہر کردہ کاغذ پر ایک جعلی خط رامنا وزیر کے نام لکھا۔ خط کا مضمون یہہ تھا۔ کہ کشن رائے کو جلد قتل کرے اور اُسکی آنکھین میرے پاس بھیجے الخ۔ رامنا وزیر خط کا مضمون دیکھتے ہی حواس باختہ ہو گیا۔ عاقل و دور اندیش تھا۔ سمجھہ گیا کہ یہہ رانی صاحبہ کی شرارت ہے۔ کشن رائے کو اپنے گھر لا کے پوشیدہ رکھا۔ اور ایک ہرن کی آنکھین نکال کے رانی صاحبہ کے پاس بھیجدین۔ رانی صاحبہ مطمئن و خوش ہو گئی۔ دوسری صبح کیوقت تمام راجہ کے درشن گاہ مین حاضر ہوئے لیکن راجہ کی آنکھین کشن کے دیدار سے روشن نہین ہوئین۔ وزیر سے کشن کی غیر حاضری کا سبب دریافت کیا۔ وزیر نے شب گزشتہ کا خط پیش کر دیا۔ راجہ خط دیکھتے ہی گھبرایا۔ جوش غضب سے اُسکے دل و دماغ سے شعلے بھڑکنے لگے حسرت و غم سے سر پر خاک اوڑانے لگا۔ تمام دولتخانہ مین کھرام مچگیا۔ راجہ کا عشرتکدہ ماتمکدہ ہو گیا۔ راجہ نے کثرت رنج و غم سے کھانا پینا ترک کر دیا۔ چاہتا تھا کہ رانی کو قتل کرے

لیکن عورت سمجھکے خاموش ہوگیا۔ اُسوقت راجہ کا سنہ جلوس پندرہواں[15] سال تہا کشن کے غم مین فرمانروائی سے بیزار تہا۔ بامر لاچاری دوسرے لڑکے کو ولیعہد کیا۔ اور خودنے گوشہ نشینی اختیار کی لیکن بادشاہی مُہر اور کارپردازون کی بحالی برطرفی اپنے اختیار مین رکہی۔ وزیر اور ارکان دولت ملکی و دیوانی کام انجام دیتے تہے۔ بادشاہی مُہر احکامات و فرامین پر راجہ کے حضور مین لگائی جاتی تہی۔ اسیطرح بارہ برس گذر گئے۔ جب راجہ قریب المرگ ہوا۔ اُسوقت راجہ نے وزیر کو بلایا۔ اور افسوس کرکے کہا کاش اگر کشن رائل زندہ ہوتا تو کیا ہی خوب ہوتا۔ وزیر نے کہا مہاراج آپ جسکی دستگیری کرین وہی کشن ہو سکتا ہے۔ جب آپ چاہین وہ غیب سے پیدا ہو سکتا ہے پس راجہ وزیر کی تقریر سے خوش ہوا۔ خیال کیا شاید کشن رائل زندہ ہوگا۔ پہر نہایت محبت و خوشی سے وزیر کو حکم دیا کہ میرے یوسف گم گشتہ کو حاضر کر۔ وزیر نے حسب الحکم فخر خاندان یعنے کشن رائل کو حاضر کیا۔ راجہ فرزند کے دیکہتے ہی بہت خوش ہوا۔ اور لخت جگر کی سر و آنکہین چومین۔ اور ملکرانی کی مُہر اُسکے حوالہ کی۔ پہر کشن رائل اپنی والدہ سے ملا۔ ماں نور دیدہ کے دیدار سے بہت خوش ہوئی۔ اُسکے دل مردہ مین از سر نو جان تازہ آئی۔ پہر کشن رائل کا باپ چند روز کے بعد فوت ہوا۔ مدت سلطنت اٹہائیس سال۔

کشن رائے اول از بنائر شیو رائے

یہہ راجہ شیو رائے اول کی اولاد سے ہے۔ باپ کے فوت ہونیکے بعد تخت نشین ہوا۔ اسکا دار السلطنت بیجانگر تہا۔ یہہ راجہ اولی العزمی و جوانمردی و دلیری و بہادری مین بے نظیر تہا تخت نشینی کے بعد ملک کی آبادی و وسعت مین بہت کوشش کی۔ چند ہی روز مین بیجانگر کے

اطراف شرقی و غربی کو کامل آباد کر دیا تہا۔ قدیم کی جو عمارتین تہین اونکی تعمیر و ترمیم سر نو کر دی تہی۔ عمارات قدیمہ کی داغ دوزی و ترمیم ایسی کی کہ وہ مثل عمارات جدیدہ معلوم ہوتی تہین۔ اسی راجہ نے بیجانگر مین متعدد عمارتین بنا کی تہین۔ دکن کے اطراف بلاد و قصبات مین اکثر چشمے و کنٹے اسکی یادگار ہین۔ اور اسکی سلطنت دکن مین ترقی و عروج کر رہی تہی تجارت و زراعت و حرفت کا بازار گرم تہا۔ اکثر راجگان دکن اُس کے خراج گزار تہے۔ بعض بنادر و بلاد کے حکام اگرچہ خراج نہین دیتے تہے لیکن اسکو اپنا سرپرست و بزرگ مانتے تہے۔ خوشی و غمی مین اُسکے ہمرکاب رہتے تہے۔ یہ راجہ علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کے آخر عہد مین تخت نشین ہوا تہا بہمنی کا مخالف نہین تہا۔ بلکہ مصالحہ رکہتا تہا۔ تحائف نفائس دوستانہ بہیجتا تہا حسن گنگوئے بہمنی نے تا بہ زندگی اُسپر دست اندازی نہین کی۔ بہمنی کے فرزند محمد شاہ کے عہد مین نزاع و خلاف واقع ہوا۔ فرشتہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ بہمنی کو بیسیقدر خراج و پیشکش صلحاً بہیجا تہا۔ اور جنید سے دوستانہ تعلق رکہتا تہا۔ حسن گنگو کے بعد پیشکش و خراج کو موقوف کر دیا تہا۔ بلکہ بلاد مفتوحہ مقبوضہ لینے پر متوجہ ہوا تہا۔ اور سن لیا تہا کہ محمد شاہ نے تمام خزائن زر و جواہر والدہ کے ہمراہ ملکہ معظمہ روانہ کر دئے۔ خزانہ خالی ہے کیا ایسی حالت مین بہمنی مقابلہ کر سکیگا۔ بنائے علیہ محمد شاہ بہی مستعد ہوا۔ باہم چند جنگ کے بعد صلح ہو گئی۔ محمد شاہ کی زندگی تک کبہی فساد نہین ہوا۔ جنگ و صلح کا ذکر محمد شاہ کے حال مین ذکر ہو چکا ہے اعادہ کی ضرورت نہین۔ جب ۷۷۶ھ مین محمد شاہ نے اس دار فانی سے بہشت برین ارحلت کی۔ مجاہد شاہ جو بمصداق الولد سر لابیہ چاہتا تہا کہ ممالک مفتوحہ کا دائرہ وسیع ہو جائے

تخت پر جلوس کرتے ہی کشن رائے کو لکھا کہ آپکے ہمارے درمیان حد معین ہونی چاہیے۔ مابہ النزاع کو درمیان سے اٹھانا چاہیے۔ مجاہد کا سفیر جب راجہ کے دربار مین پہنچا۔ اور بہمنی کا پیغام عرض کیا راجہ پیغام سے ناخوش ہوا۔ نامہ شاہی کا جواب خلاف رائے بہمنی لکھا۔ اور درخواست کی جو بلاد وقصبات رود کشنا کے کنارے آپکے بزرگون نے جبراً ہم سے چھین لئے ہین۔ مناسب ہے کہ آپ اُن تمام کو ہمارے ملازمین کے تفویض کرین۔ اور ہمارے چند زنجیر فیل و اسباب شاہی جو آپکے تصرف مین ہین مسترد کر دیجئے۔ مجاہد سفیر کے پہنچتے ہی راجہ کے جواب سے ناخوش ہوا۔ چاہتا تھا کہ بیجانگر مین برق و باد کی طرح پہنچے۔ اور راجہ کی گوشمالی بجالائے۔ فی الفور حکم دیا کہ برار و بیدر و دولت آباد کی فوجین سوار و پیادہ طلب کرین۔ حسب الحکم صفدر خان سیستانی برار سے و اعظم ہمایون دولت آباد سے خان محمد بیدر سے مع عساکر حاضر ہوئے۔ آلات حرب و آدات ضرب فراہم کرکے برق و رعد کی طرح گرجتا و چمکتا بیجانگر روانہ ہوا۔ اولاً چلتے ہوئے راستے مین سناکہ راجہ ادہونی مین سکونت پذیر ہے۔ آپ ہی فوج جرار ہمراہ لیکر راجہ کے مقابلہ مین قایم ہو گیا۔ باوجود جمعیت قلیل راجہ سے لڑائی کرنے لگا۔ آخر لڑائی کا خاتمہ صلح پر ہوا۔ پھر راجہ نے کبھی خلاف نہین کیا محمود شاہ اول کے زمانہ تک زندہ رہا۔ عمر رسیدہ تھا۔ اُسکے فوت ہونیکے بعد دیو رائے ثانی مسند نشین ہوا۔ فیروز شاہ بہمنی۔ و احمد شاہ و علاء الدین بن احمد شاہ بہمنی کے آخر عہد مین فوت ہوا۔

دیو رائے بن کشن رائے اول

یہ راجہ دلیری و بہادری مین معروف تھا۔ عدل و انصاف و اخلاق و اوصاف محمودہ سے موصوف تھا۔ رعایا کی دادرسی مین مصروف رہتا تھا۔ زراعت و تجارت کی ترقی چاہتا تھا۔ بلاد و حصار کے

تجار وارد ین کے جان و مال کی بڑی حفاظت کرتا تہا۔ اور ان کے مال و اسباب کو بڑی قدر و قیمت سے
خریدتا تہا۔ تاجرین کو قیمت اشیا مُن پہلے دیتا تہا۔ علاوہ انعام و اکرام سے بہی سرفراز کرتا تہا
راجہ کے انعام و اکرام کی شہرت نے بلاد و امصار کے تاجرون کے لئے بیجانگر مین آمد و رفت کا راستہ
کشادہ کردیا۔ عرب و عجم کے تجار جوق جوق آنے لگے۔ بلاد بعیدہ کی اشیائے نفائس یہان لاتے تہے
اور یہان سے ہیرے و جواہر و ہتیار فولادی و پارچہائے ریشمی لیجاتے تہے۔ راجہ کے عہد مین تجارت
کا بازار گرم تہا۔ اس راجہ کے عہد مین میرزا شاہرخ بن امیر تیمور گورگان کا سفیر عبد الرزاق سمرقندی
سنہ ۸۴۷ ہجری مین بیجانگر آیا۔ اس نے بیجانگر کے حالات اپنے سفرنامہ مین مفصل قلم بند کئے ہین چنانچہ
اسکا ذکر ہوچکا ہے اب یہان اعادہ کرنا تحصیل حاصل ہے۔ سفیر کی تحریر سے بیجانگر کی ترقی کا عروج
معلوم ہوتا ہے۔ اور راجہ کے حسن اخلاق و علو شان کی عظمت بہی نمایان ہوتی ہے۔

یہہ راجہ فیروز شاہ و احمد شاہ و علاء الدین بن احمد شاہ کا معاصر تہا۔ فیروز شاہ سے متعدد جنگ کئے
کبہی غالب کبہی مغلوب آخر باہم صلح ہوگئی تہی۔ اسی راجہ نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی فیروز شاہ
سے کردی تہی۔ جہیز مین بیشمار زر و جواہر دیا تہا۔ شادی و لڑائیون کی تفصیل فیروز شاہ کے
حال مین ذکر کی جائیگی۔ اسی راجہ کے عہد مین بیجانگر مین کثرت سے اہل اسلام فوج مین
بہرتی کئے گئے۔ چنانچہ فرشتہ نے لکہا کہ دیو رائے نے براہمہ معتمدین سے دریافت کیا۔ کہ ہمارا ملک
باعتبار طول و عرض و محاصل شاہان بہمنیہ کے ملک سے زیادہ ہے۔ اسیطرح ہماری فوج و جمعیت
سوار و پیادہ بہی بہ نسبت بہمنیہ بہت زیادہ ہے کیا وجہ ہے کہ اہل اسلام اکثر اوقات غالب ہوتے
ہین۔ اور ہم مغلوب۔ اور ہم اُن کے خراجگذار ہوتے ہین؟ بعض براہمہ نے عرض کی کہ خدا تعالی نے

اہل اسلام کو اہل اصنام پر زیادہ تسلط و غلبہ عطا کیا ہے۔ ہماری کتابون مین اسطرح لکھا ہوا ہے
اسلئے اکثر اوقات اہل اصنام مغلوب ہوتے ہین۔ بعض نے کہا یہہ وجہ نہین ہے بلکہ واقع مین یہہ ہے
کہ اہل اسلام مین دو چیزین ایسی ہین کہ اونکی فتح کا سبب ہوتی ہین۔ ایک یہہ ہے کہ اُن کے گھوڑے
تیز و چالاک ہوتے ہین۔ اور ہمارے گھوڑے اُنکا عکس یعنی کمزور و لاغر اندام۔ دوسرے یہہ ہے کہ
بہمنیہ کے لشکر مین تیرانداز زیادہ ہین اور ہمارے لشکر مین کم۔ دیورائے کو برہمن و قوم کی رائے پسند
آئی حکم دیا کہ اہل اسلام کو فوج مین بھرتی کرنا چاہیئے۔ اور اُنکو جاگیر و انعام عطا کرنا اور اُنکی تالیف
قلوب کے لئے مسجد بھی تعمیر کرنی چاہیئے۔ اور اُنکو آداب و ارکان اسلام کے ادا کرنے مین کوئی مانع و مزاحم
نہووے۔ اور قرآن شریف دربار مین میرے سامنے تعظیم کے ساتھہ رحل پر رکھین۔ تا اہل اسلام
اُسکو سلام کرین۔ کیونکہ اُسوقت اہل سلام ہندو کو سلام کرنا عار و ننگ سمجھتے تھے۔ دیورائے
نے یہہ تجویز اس غرض سے کی تھی کہ اُنکی عار و ننگ باقی نہین رہیگی۔ وہ سمجھینگے کہ ہم قرآن شریف
کو سلام کرتے ہین۔ اس حیلہ سے بادشاہی سلام بھی ادا ہو جائیگا۔ ع چہ خوش بود کہ برآید
بیک کرشمہ دو کار۔ پھر راجہ نے ہندوؤن کو حکم دیا و تاکید کی کہ اہل اسلام سے تیراندازی سیکھین
نظامی نے لکھا کہ حسب الحکم مسلمانون سے تیراندازی سیکھنے لگے بیجانگر مین متعدد تعلیم خانے مقرر
کئے گئے چند مدت مین اکثر ہنود اس فن مین کامل ہو گئے۔ دیورائے اور اُسکے ارکان دولت
باہم تدبیرین کرنے لگے کہ فوج کو بڑہانا چاہیئے۔ فی الحال دو لاکھہ سوار و اٹھارہ ہزار پیادہ ہین۔
آیندہ ستر ہزار سوار و تین لاکھہ پیادہ بڑہانا چاہیئے۔ تدبیر و شورہ کے بعد معززین نے دس ہزار سوار
مسلمان و ساٹھہ ہزار ہندو تیرانداز اور تین لاکھہ پیادہ ترتیب دیکے دیورائے کے ملاحظہ مین لائے

دیورائے فوج سوار و پیادہ کو دیکھ کے بہت خوش ہوا۔ شاہان بہمنیہ کے ممالک کی تسخیر کا عزم جزم کیا۔ سنہ ۸۴۷ھ
مین تنگبھدرہ سے عبور کر کے قلعہ مدگل کو مسخر کرلیا۔ اور اپنے لڑکون کو رائچور و بنکاپور کے قلعون پر
مامور کر کے خود کشنا کے کنارے قیام پذیر ہوا۔ ساگر و بیجاپور تک ظلم و بیدادی کی آگ مشتعل کر دی
تمام رعایا برباد و تباہ ہوگئی۔ اور زراعت پامال و خراب تجارت و صنعت کا بازار سرد ہوگیا۔ ملک مین
قحط سالی کے آثار نمایان ہوگئے۔ علاوہ رسد کی نایابی سے ہزار ہا آدمی و مواشی ہلاک ہوئے۔ آخر چند
لڑائیون کے بعد باہم صلح ہوگئی۔ راجہ نے خراج گزاری قبول کی۔ پھر راجہ نے تا بہ زندگی اطاعت
و خراجگزاری کے دائرہ سے قدم باہر نہین رکہا۔ فریقین مین پھر کبھی مخالفت نہین ہوی۔ یہہ آخری
صلح علاء الدین بن احمد شاہ سے ہوی تھی۔ پھر راجہ سنہ ہجری مین فوت ہوا مدت سلطنت ۲۴
سال۔ اولاد مین ایک لڑکا تہا۔

اجیرائے بن دیورائے

باپ کے مرنے کے بعد حسب دستور قدیم تخت نشین ہوا۔ امرائے دولت و ارکان سلطنت برابر حسب مراتب حکمت
کو انعام و صلات سے سرفراز فرمایا۔ باپ کی طرح صاحب عزم عالی ہمت تہا۔ داد و دہش مین مشہور تہا
فقرا دوست غربا نواز تہا۔ اسباب شاہی کو نہایت تزک و شان سے رکہتا تہا۔ سپاہ و حشم و جماعت
خدم کے ساتہہ حسن سلوک کرتا تہا۔ امرا و رعایا کی دلداری کو اپنے نفس پر ترجیح دیتا تہا۔ اور کہتا تہا
کہ میری سلطنت و حکمرانی انہین امرا و رعایا کی بدولت ہے۔ نہین تو مین بھی انہین افراد سے
ایک فرد ہون۔ ہمیشہ غرور و تکبر سے دور رہتا تہا۔ زمینداروں سے حسن اخلاق سے ملتا تہا۔
اُن کے ساتہہ ایسا ملجا تا تہا کہ منجملہ ایک فرد کی طرح معلوم ہوتا تہا۔ زمیندار راجہ کی عنایات

عنایات دیکہہ کے نہایت خوش ہوتے تہے۔ اور صدق دل سے راجہ کے جان نثار و خیر خواہ بنتے تہے۔ روزانہ راجہ کے درشن و زندوٹ کو عبادت سمجہہ کے بجالاتے تہے۔ مذہب کا پابند تہا براہمہ کی خدمت و بندگی کو بجائے پرستندگی سمجہتا تہا۔ انکی نصیحتون کو گوش جان سے سنتا تہا۔ جہان تک ہوے سکتا تعمیل کرتا تہا۔ اُسکے عہد مین براہمہ و فقرا کی بڑی عزت و آبرو ہوتی تہی۔ براہمہ و فقرا آسودہ حال تہے۔ دولت و مال سے مالامال تہے۔ اگر ہم فقرا و براہمہ کو بحیثیت مال و دولت امرا کے زمرہ مین شریک کرین تو بیجا نہوگا۔ یہہ راجہ سلاطین بہمنیہ کا خراجگذار تہا۔ جنگ و جدال سے پرہیز کرتا تہا۔ ہر وقت صلح کو پسند کرتا تہا۔ مگر ایک مرتبہ براہمہ کی ترغیب سے خلاف کیا تہا۔ یعنے ۷۰۸ہہ ہجری مین پرکیتہ رائے قلعدار بلگوان کو اسبات پر آمادہ کیا تہا کہ بندر گووہ مقبوضہ بہمنیہ پر فوج کشی کرے۔ رائے پرکیتہ نے فوج کشی کا عزم کیا۔ محمد شاہ اس خبر کے سننے سی شکار کرتے ہوے مع فوج جرار بلگوان بہیج گیا رائے پرکیتہ قلعہ مین محصور ہوکے مدافعت کرنے لگا۔ محمد شاہ بہمنی خواجہ محمد گاوان کی حسن تدبیر سے قتل و خونریزی کے بعد بیرونی حصار پر قبضہ کرکے اندرونی حصار کے محاصرہ مین مصروف ہوا۔ ایسی حالت مین رائے پرکیتہ تبدیل لباس کرکے بہمنی کیخدمت مین حاضر ہوا۔ اور کہا کہ مین رائے پرکیتہ ہون معاف فرمائین یا قتل۔ بہمنی نے نہایت فیاضی و رحمدلی سی اُسکا قصور معاف کرکے امرا کے زمرہ مین شریک فرمایا۔ اخیر تک اپنی زندگی اس خلاف کے سوا کبہی خلاف نہین کیا بدالعمر بہمنی کا خراج گذار رہا۔ آخر راجہ تقریبًا ۹۰۵ہہ ہجری مین فوت ہوا۔ مدت سلطنت ۳۸ سال

کشن رائے دوم بن اچیر رائے

کشن رائے باپ کے مرنیکے بعد حسب دستور قدیم مسند نشین ہوا۔ ملکی و دیوانی انتظام کا اہتمام عمدہ طرح سے کرنے لگا۔ لشکر و آلات حرب آدات ضرب جمع کرنا شروع کیا۔ تہوڑی ہی مدت مین ملک گیری و ملک کشائی کی قوت و قدرت کامل حاصل کرلی۔ بہمنیہ سلاطین کے مقابلہ کے لئے مستعد ہوگیا

محمود شاہ بہمنی ثانی کا معاصر تہا فریقین مین متعدد معرکے واقع ہوئے کبہی محمود شاہ بہمنی غالب
کبہی مغلوب کبہی راجہ اسکا عکس ہوتا تہا۔ آخر رائچور کی لڑائی مین بادشاہ گہوڑے سے گرا۔ اور بادشاہ
کے سر پر ضرب آئی۔ بہمنیہ لشکر مین تفرقہ واقع ہوا ایسی حالت اضطراری مین ملک برید نے موقع پاکے
کشن رائل سے صلح کرلی۔ اور مع بادشاہ بیدر مین چلا آیا مختارانہ حکومت کرنے لگا بہمنی بادشاہ
اسکے ہاتہہ مین کاٹہہ کے پتلے کی طرح تہا۔ نام کا بادشاہ تہا۔ واقع مین برید بادشاہ تہا۔ بہمنی راتدن
عیش و عشرت مین مست رہتا تہا۔ اسی راجہ کے عہد مین طوائف الملوکی قائم ہوئی۔ بہمنیہ کا ہر ایک
صوبہ خود مختار بادشاہ بنگیا۔ یوسف عادلشاہ نے بیجاپور مین اور قطب الملک نے گولکنڈہ مین
عماد الملک نے برار مین اور ملک برید نے بیدر مین جلوس فرمایا۔ تمام والی بیجانگر سے مصالحہ رکہتے تہے
لیکن اُس سے بیخوف نہین رہتے تہے۔ اسیطرح راجہ بہی مسلمانون سے بیفکر نہین رہتا تہا۔
احکام البلاد کے مولف نے لکہا کہ کشن رائے نے بہمنیہ کی سلطنت تقسیم ہونیکے بعد سالانہ نذرانہ و پیشکش
موقوف کر دیا۔ کشن رائے کی حکومت و رفعت کی شہرت دکن کے بلاد و قصبات مین شایع ہوگئی۔
راجگان و جاگیرداران دکن راجہ کو مہاراج سمجہنے لگے۔ اسی عظمت و شوکت کے ساتہہ پچیس برس تک
سلطنت کرتا رہا۔ بہ نسبت سابق فوج و لشکر کی تعداد بڑہ گئی تہی۔ چار لاکہہ پیادہ و سوار تہے
اور تین ہزار ہاتی جنگی۔ مخالفین کی خوب تنبیہ کرتا تہا۔ دکن مین کوئی اسکا مقابل نہین ہوسکتا تہا
آخر عارضہ سرطان سے ۹۳۰ہ ہجری مین فوت ہوا۔ مدت سلطنت پچیس سال بقول بعض
۹۳۵ہ ہجری۔ اولاد مین صرف ایک لڑکا مسمی سداشیو راج ایک سالہ طفل وارث چہوڑ گیا
ارکین دولت نے کشن رائے کے بہائی اچہوت راج کو تخت نشین کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اچہوت راج

کشن رائے کا بہائی دوسری مان سے ہوگا۔ یا اُسکے بنی اعمام و ذوی الارحام سے ہوگا۔ اُسکا کوئی حقیقی بہائی نہین تہا۔ مدت سلطنت پچیس سال۔

اچہوت راج برادر کشن رائے ثانی

اچہوت راج ارکین دولت کے اتفاق سے تخت نشین ہوا برادر و پدر کی طرح ملک کا انتظام کرنے لگا۔ انتظام مین کچہہ تغیر و تبدل نہین کیا۔ ہوشیار و چالاک تہا۔ سلاطین اسلام طوائف الملوک سے بیخوف نہین بیٹہا تہا۔ فوج و سپاہ کی درستی و آلات حرب و ضرب کے فراہم کرنیمین سستی جائز نہین کہتا تہا لیکن راجہ کی وہ شان نہین تہی جو کشن رائے کو حاصل تہی۔ اسی زمانہ مین قاسم برید نے راجہ حال سے مخالفت شروع کی راجہ کے حدود مین دست اندازی کرنے لگا۔ اور فوج کثیر جمع کرکے راجہ کے ملک پر حملہ کرنیکے لئے مستعد ہوا۔ اور قطب شاہ و عادلشاہ و عماد شاہ و نظام الملک بحری کو اپنا رفیق بنایا۔ تمام نے باہم اتفاق کرکے راجہ کے ملک پر حملہ کیا۔ راجہ بہی حملہ کی خبر سنکے جنگ و مقابلہ کے لئے میدان مین برآمد ہوا۔ دارالسلطنت کو کارپردازون کے حوالہ کیا۔ فریقین کا مقابلہ کوہیر کے اطراف مین ہوا۔ شدت کے ساتہہ لڑائی کی آگ مشتعل ہوی۔ طرفین کے سپاہ مجروح و مقتول ہوے صبح سے سہ پہر تک جنگ کا ہنگامہ گرم رہا۔ اسوقت تک فریقین برابر تہے۔ آخرکار ایک راجہ ضرب تیر سے مقتول ہوگیا۔ راجہ کے قتل ہوتے ہی لشکر مین کہلبلی پڑی تمام نے گریز و فرار کا راستہ اختیار کیا۔ طوائف الملوک نے فراریون کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ اس کامیابی کے بعد تمام طوائف الملوک نے اپنے اپنے مستقر مین مراجعت کی۔ یہہ واقعہ تقریباً ۱۸ ۱۱۰ ہجری بقول بعض ۵۲۸ ہجری مین واقع ہوا۔

رام راج داماد کشن رائے کا ذکر

احکام البلاد کے مولف نے لکھا کہ چھوٹے راج کے بعد رام راج داماد کشن رائے حکمرانی کی مسند پر جلوہ افروز ہوا۔ بظاہر کشن رائے کے لڑکے مسمی سداشیوراج کو تخت نشین کیا اور آپ نیابتاً وزارۃً ملکی و دیوانی مہمات کا انتظام کرنے لگا۔ ہوشیار و تجربہ کار عمر رسیدہ زمانہ کا گرم و سرد چشیدہ تھا۔ عقیل و فہیم و دوراندیش و عاقبت بین۔ دلیر و بہادر جفاکش و محنتی تھا۔ عادل و خوش خلق تھا۔ ملک کی آبادی رعایا کی آسائش زراعت و تجارت کی افزائش چاہتا تھا۔ ملک کی حفاظت و شاہی نفعت کو پسند کرتا تھا۔ وزارت کی حالت مین لشکر سوار و پیادہ کو ساز و سامان و اسلحہ حرب و ضرب سے آراستہ کیا۔ اکثر قلعجات و مکانات قدیمہ کی ایسی تعمیر و ترمیم کی کہ دیکھنے مین جدید معلوم ہوتے تھے۔ اور اطراف و جوانب کے قصبات و دیہات مین بھی چھوٹی چھوٹی گڑھیان بنا دین۔ اور ہر ایک قصبہ و گانون مین ایک ایک تھانہ دار اور چند چوکیدار مقرر کردئے۔ تاکہ رعایا کے جان و مال کی پوری حفاظت کرین۔ اور اپنے اعزہ واقارب کو حسب لیاقت خدمات و عہدون پر مقرر کیا۔ ایک بھائی مسمی ینکنادری کو امیرالامرا و سپہ سالار اور دوسرے بھائی مسمی تلمراج کو اپنا معتمد کیا۔ اور تیسرے بھائی مسمی گوبندراج کو ادہونی و مدکل و رائچور وغیرہ کے قلعجات پر معین فرمایا۔ اور کرناٹک پائین گھاٹ و بالاگھاٹ کے حکام و راجاؤن مین تغیر و تبدل و عزل و نصب کیا۔ تغیر و تبدل و عزل و نصب سے راجہ کی غرض یہہ تھی۔ کہ ملک کا انتظام عمدہ طرح سے ہو۔ ہر طرف عدل و انصاف سے کام لیا جائے راجہ جو کچھہ کرتا تھا بمقتضائے حال کرتا تھا۔ اصحاب غرض اس کارروائی سے ناخوش ہونے تھے۔ وزیر و لیر کچھہ پروا نہین کرتا تھا۔ جو کچھہ مقتضائے حال کے موافق ہوتا تھا۔ کئے جاتا تھا۔ تاریخ نظامی کے مولف نے لکھا کہ اہل اسلام سے

باطناً خلاف رکہتا تہا - اور مذہبی تعصب سے اُنکو حقیر سمجہتا تہا - اور مال و دولت و فوج و جمعیت کی کثرت
پر ناز بہی کرتا تہا - اور سمجہتا تہا کہ یہی سلمان اگرچہ مال و دولت و فوج و جمعیت مین کمتر ہین - لیکن مارنے
مرنے سے نہین ڈرتے بیخوف و خطر جی توڑکر میدان جنگ مین جمکے لڑتے ہین - انہین جب موقع ملیگا
تو ہماری ریاست برباد کرینگے - اور ہماری جان و مال کو ہلاک و تلف کرینگے - بناءً علیہ اہل اسلام کے ساتہہ
ظاہراً ہمدردی کرتا تہا - اور طوائف الملوک جو باہم جنگ و جدال کرتے تہے - جو ضعیف اُس سے اعانت
چاہتا تہا مع جمعیت آتا - اور اس ضمن مین سلاطین اسلام کے ملک کو برباد و تلف کردیتا تہا - اور ہمدردی
و اعانت کا اظہار کردیتا تہا - اہل اسلام باہم یکے با دیگر حسد و رشک مین مدہوش تہے - راجہ کی کارروائی
سے آگاہ نہین ہوتے تہے - بے سمجہے باہم جنگ و جدال کرتے تہے - فریقین سے لاکہون مسلمان ہلاک ہوتے تہے
اور رعایا و ملک بہی برباد و تباہ ہوتا تہا - آخر اس حسد و رشک کا نتیجہ یہہ ہوتا تہا کہ فریقین ضعیف و کمزور
ہوجاتے تہے - اسی باہمی نا اتفاقی نے بہمنیہ سلطنت کو برباد کردیا - اور جو بہمنیہ زمانہ مین سلطنت کو
قوت و زور آوری حاصل تہی وہ سب جاتی رہی - اور خود طوائف الملوک بہی تہوڑی ہی مدت مین
نیست و نابود ہوگئے - اُنکا نام و نشان تک باقی نہین رہا - جبتک سلاطین بہمنیہ کی قوت و شوکت
تہی کوئی دکن کا ارادہ نہین کرتا تہا - اسیطرح طوائف الملوک مین بہی جب تک اتفاق رہا سلاطین
تیموریہ کو مداخلت کا موقع نہین ملا - آخر باہمی نا اتفاقی و خانہ جنگی کی بدولت دکن تیموریہ
سلاطین کے قبضہ مین آیا -

رام راج کی ہمدردی

اہل اسلام سے جو شاہزادے یا امیرزادے یا کوئی عہدہ دار دی عزت و سپاہی حسب ضاہمت بیجا نگر جاتے تو

راجہ اونکی خاطر و مدارات کرتا۔ اور مہمانی و خاطرداری مین کوتاہی نہین کرتا تہا۔ اپنی ریاست مین عزت و آبرو سے رکہتا تہا۔ اور اُنکے لئے وظائف مقرر کردیتا تہا۔ جو کوئی نوکری کی درخواست کرتا۔ اسکو حسب لیاقت خدمت و عہدہ پر مقرر کرلیتا تہا۔ چنانچہ ابراہیم قطب شاہ اپنے بہائی کے خوف سے بیجانگر گیا رامراج نے مہمان عزیز کو عظمت و اعزاز کے ساتہہ معزز مکان مین اوتارا۔ اور اسکے لئے وظیفہ و جاگیر مقرر کردی۔ ابراہیم مع مصاحبین و خدم و حشم چند سال تک بیجانگر مین رہا آخر اپنے بہائی جمشید قلی قطب شاہ کے انتقال کے بعد آیا۔ اور بادشاہ ہوا۔ راجہ نے ابراہیم کو رخصت کے وقت کہا کہ اگر جمعیت و مال کی ضرورت ہو تو اسوقت دس ہزار پیادہ و سوار ہمرکاب لیجائے ابراہیم نے کہا اسوقت ضرورت نہین ہے۔ اسیطرح علی عادلشاہ جب مخالفین کی فوج کشی کی وجہ سے بغرض استعانت رامراج کے پاس گیا تب رامراج نے عادلشاہ کی خیر مقدم مین تمام بیجانگر کے کوچہ و بازار کو آرائش و زیبائش سے رشک گلزار بنا دیا تہا۔ دو ڈہائی منزل تک راستہ مین زمین پر فرش رنگین بچہایا گیا تہا۔ اور اطراف مین آرائش شگوفون و گلون سے کئے تہے۔ جابجا رنگ برنگ کی جہنڈیان آویزان کئے تہے۔ دو میل تک راجہ استقبال کے لئے آیا۔ عادلشاہ سے ملا معانقہ و مصافحہ کیا۔ اور پیشانی کا بوسہ لیا علی عادلشاہ نے بہی تعظیم و تکریم سے آداب تسلیم ادا کی۔ راجہ کیطرف سے ہنود کی رسم کے موافق موتی اور ہون و پرتاب عادلشاہ پر تصدق و نثار کئے گئے۔ عادلشاہ رامراج کو باپ کہتا تہا جب رامراج ملاقات سے فارغ ہوا۔ تب علی عادلشاہ سے کہا کہ آپ کی والدہ یعنی رانی صاحبہ آپکے انتظار مین مشتاق دیدار ہے۔ دولتخانہ مین چلئے۔ علی عادلشاہ دولتخانہ مین گیا۔ دروازہ مین قدم رکہتے ہی رانی صاحبہ کیطرف سے دو خوان مروارید و ہون و پرتاب سے بہرے ہوے عادلشاہ پر

تصدق کئے۔ رانی صاحبہ نے علی عادلشاہ کو تسلی و دلاسا دی اعانت و امداد کا وعدہ کیا۔ دیر تک محبت و الفت سے باہم مکالمہ کرتے رہے۔ علی عادلشاہ نے راجہ و رانی کو جواہر و مروارید کے مالے نذر دئے۔ رام راج نے بہی عادلشاہ کو جواہر و ہار قیمتی عطا کئے۔

رام راج نے قطب شاہ و علی عادلشاہ کے ساتہہ حسن سلوک کرکے سمجہا کہ بیجاپور و تلنگانہ میرے قبضہ میں ہے دونون کے ملک کا مین ہی مختار رئیس ہون۔

وظیفہ پرورشی سپاہ کا ذکر

نظامی کے مولف نے لکہا کہ رام راج راجگان بیجانگر مین نہایت ہوشیار و تجربہ کار تہا۔ ملکی انتظام مین ملکہ کامل رکہتا تہا ہمیشہ حفظ ماتقدم کا لحاظ کرتا تہا۔ دور اندیش و عاقبت بین تہا۔ زمانۂ حال مین استقبال کا بندوبست کرتا تہا۔ رعایا کے آسائش کے اسباب مہیا کرنے مین خزانہ وقف کردیتا تہا۔ مال و دولت کی اُسکی نظر مین کچہہ وقعت نہین تہی سیر چشم و فیاض تہا۔ شاہی کر و فر کو بہت پسند کرتا تہا۔ دربار و فوج کی شان شاہانہ تجمل و طمطراق کے ساتہہ رکہتا تہا منجملہ اُسکی سیر چشمی و فیاضی کی تصدیق وظیفہ پرورشی سپاہ کی ایجاد سے ہوتی ہے۔ پرورشی سپاہ کا وظیفہ کیا تہا؟ راجہ نے ترغیباً سپاہ کیلئے مقرر کیا تہا یعنے جو سپاہ غنیم کے مقابلہ مین جائینگے۔ خود راجہ اُن کے عیال و اطفال کے نان و نفقہ کا کفیل ہوگا۔ ماہ بماہ ہر ایک گہر کو غلہ مایحتاج پہنچتا رہیگا۔ سپاہ کو اطمینان سے جان نثاری کرنی چاہئے۔ اس وظیفہ کی ایجاد سے تمام بہادران بیڈر و دلاوران کنہڑ راجہ پر جان و مال فدا کرتے تہے۔ غنیم کے مقابلہ مین ایسے جم کر لڑتے تہے کہ مر کے اُٹہتے تہے یا کامیابی کے ساتہہ سرخرو و سرفراز ہوتے تہے۔ رام راج نے اس وظیفہ کو تا مرگ ہر ایک غنیم کے

مقابلہ کے وقت برابر جاری رہا۔ سپاہ کے عیال و اطفال کی خبر گیری پورے طرح سے رکھتا تہا۔ ہر ایک سپاہ کے گہر کو غلہ و مایحتاج بہیجا تہا۔ کبہی اس وظیفہ مین کوتاہی نہین کی۔ بعد مین کسی راجہ نے اس وظیفہ کے جاری کرنے مین رام راج کی پیروی نہین کی۔ لیکن آحکام البلاد کے مولف نے لکہا کہ لسونت نائک بن ہمپا نائک راجہ سرین پلی نے وظیفہ پرورشی مین سری رام راج کی پیروی کی تہی یعنے نائک نے بہی یہہ وظیفہ اپنے سپاہ کے لئے مقرر کیا تہا۔ معلوم نہین بعد مین یہہ وظیفہ دوسرے راجاؤن نے جاری کیا یا نہین۔ سری رام راج کا یہہ وظیفہ ترغیبی تعریف و تحسین کے لائق ہے۔ مشیران دولت و وزیران سلطنت سپاہ کی دل افزائی و دلاوری کے لئے اس قسم کی باتین ایجاد کرتے ہین۔

فرشتہ نے لکہا کہ سری رام راج نے اہل اسلام کے مقابلہ کیوقت کشنا کے کنارے زر و جواہر و ہون و فنم کے تودے لگا دئے تہے۔ اور حلقہائے طلائی و انگشتری ہائے مرصع جواہر سے طشت پر کر کے رکہہ دئے تہے۔ اور سپاہ کے گوش گزار کر دیا تہا۔ جو کوئی غنیم کے سپاہ و افسر کا سر کاٹ کے لائیگا تو ایک تودہ زر یا بدرہ زر یا انگشتری الماس و جفت حلقہ طلائی لے لے۔ اس ترغیبی صلہ کی امید و خوشی مین کہترے و تلنگے خوشی خوشی جانین فدا کرتے تہے۔ اور میدان جنگ مین دلیری و بہادری سے جولانی کرتے تہے۔ چونکہ فتح و شکست اختیاری امر نہین ہے کبہی فیروز اور کبہی منہزم ہوتے تہے۔

رام راج کا پنوکنڈہ کو دار السلطنت بنانا

انہین ایام مین رام راج نے پنوکنڈہ کو دار السلطنت قرار دیا۔ اسوقت تمراج بن سری جنگل راج ناظم جنگلپیٹ کرناٹک حسب الطلب راجہ کی ملاقات کے لئے شہر سے برآمد ہوا۔ نکلتے وقت قلعہ سے باہر ایک خیمہ قائم کیا تہا۔ خیمہ گر گیا تہا۔ منجمین نے اسکو فال بد سمجہا۔ اور سفر سے مانع ہوے۔ اور بعض

برہمہ نے بہی سفر کی ممانعت کی۔ تمراج باز نہین رہا۔ ایکہزار سوار و پانسو پیادہ سے بیجانگر مین داخل ہوا۔ راستہ مین ایک خرگوش شکار کیا۔ خرگوش زخمی سیدہا اوسکے سامنے دوڑکر آیا۔ اِس امر کو بہی اشگون بد سمجہے۔ نقارہ بجاتے ہوے مع فوج قلعہ مین داخل ہوا۔ راجہ کے خاص محل تک پہنچ گیا۔ رام راج نقارہ کی آواز سے گہبرایا۔ کوٹہی پر چڑہ کر تمراج کو مع فوج دیکہا۔ غضبناک ہوا حاضرین سے پوچہا کہ یہہ کون بے ادب ہے۔ عرض کیا گیا کہ یہہ تمراج ناظم چنگل پیٹہ ہے۔ راجہ اندر سے برآمد ہوا۔ ناظم سے ملا قلعہ مین اوتارا۔ دوسرے دن مہمانی و ضیافت کرکے وزراسے پوشیدہ مشورہ کیا کہ ایسے دلیر سفاک بہادر بیباک کا ریاست مین کہنا مناسب نہین۔ مبادا کہین خیال فاسد کرے تو اسکا دفع کرنا مشکل ہوگا۔ وزرانے راجہ کی رائے سے اتفاق کیا۔ بحفظ ماتقدم ناظم بیگناہ کے قتل پر مستعد ہوا دوسرے روز بہ بہانہ ضیافت و مصلحت ملکی محلسرا مین بلایا۔ وہ بیچارہ اجل رسیدہ مع چند سوار اندر آیا اندر داخل ہوتے ہی دربانون نے قلعہ کے دروازے بند کئے۔ ہرچند سلحداروں نے اُسپر حملہ کیا تمراج ناظم یہہ حالت دیکہتے ہی فوراً گہوڑے پر سوار ہوا۔ خوب مقابلہ کیا۔ تمام قلعدارون کو زیروزبر کیا۔ پہر راجہ کے محل کیطرف متوجہ ہوا۔ وہان مجمع کثیر تہا۔ وہان بہی دیر تک خوب دلیری سے لڑا آخر ناظم مع چند مصاحبین خاص مقتول ہوا۔ رام راج کے اس ظلم و ستم سے تمام اطراف و جوانب کے راجاؤن مین بیدلی پہیلی۔ اور سب نے باہم اتفاق کرکے عادلشاہ و قطبشاہ و نظام شاہ سے استعانت کی کہ راجۂ ظالم کو نیست و نابود کرین۔ میرے نزدیک یہہ روایت اعتبار کے لائق نہین ہے مولف نے غلط فہمی سے سنی سنائی بات پر اعتبار کرکے لکہدیا ہوگا کیونکہ مولف مذکور کے سوا کسی نے اس روایت کو نقل نہین کیا والعلم عنداللہ۔

رام راج کا سلاطین اسلام کے ممالک مین آنا

سوء اتفاق سے انہین ایام مین رام راج بہ بہانہ اعانت علی عادلشاہ مع فوج کثیر سلاطین اسلام
کے ممالک مین آیا۔ احمدنگر وغیرہ کے مساجد منہدم کرنے لگا۔ اور مسلمانون کی خونریزی شروع کی
اور اپنے بہائی بینکنادری راج کو مع جگدیو راج وعین الملک کنعانی وظیفہ خوار کو حیدرآباد و تلنگانہ
کی خرابی کیلئے مقرر کیا۔ بینکنادری نے قطب شاہی چند قلعے مسخر کرلئے۔ رام راج کے غلبہ سے
سلاطین اسلام مین تزلزل واقع ہوا۔ ہر طرف فتنہ وشر برپا ہو گیا۔ عادلشاہی حدود مین بہی قیامت
قائم ہو گئی۔ رعایا پراگندہ حال ہو رہی تہی۔ کشت وخونریزی کا بازار گرم ہو رہا تہا کہ قطب شاہ
ونظام شاہ نے راجہ کو بیشمار زر نقد وجواہر دیکے صلح کرلی۔ اور راجہ کو مع فوج واپس کیا مسلمانون
کا اتفاق رام راج کی ہلاکی وبہادری اس رستخیز وستیز کے بعد تمام سلاطین اسلام نے اس بات کا
پختہ ارادہ کیا کہ رام راج کو سلطنت سے نکالین جسطرح ہو اُسکا استیصال کرین ہر ایک جنگ
وجدال کے سامان وآلات حرب وآدات ضرب فراہم کرنے لگا۔ اور اسبات کی بہی کوشش شروع
کی کہ تمام سلاطین اسلام باہم اتفاق کرین۔ اولاً اس میدان مین نظام شاہ نے قدم رکہا مولانا
عنایت اللہ کو مع نامۂ محبت وتحائف نفائس قطب شاہ کی خدمت مین بہیجا۔ اور اسبات کی
ترغیب دی کہ رامراج کو نیست ونابود کرنا چاہئے۔ قطبشاہ نے نظام شاہ سے اتفاق کیا۔ اور
نظام شاہ کی رائے پر آفرین کہی۔ اور اپنے طرف سے سید مصطفی خان وکیل السلطنت کو مع تحائف
ہمراہ سفیر نظام شاہ علی عادلشاہ کی خدمت مین بہیجا۔ دونون سلاطین کے سفیر علی عادلشاہ کے
حضور مین پہنچے۔ عادلشاہ کو سفیرون نے سمجہایا منایا۔ جو مخالفت فیما بین تہی اسکو دور کیا

علی عادلشاہ مجلس اتفاق مین شریک ہوا۔ اور اس اتفاق پر اپنی خوشی و خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اور سلاطین نے باہمی اتفاق کو خویشی و قرابت سے مستحکم کیا یہہ امر قرار پایا کہ حسین نظام شاہ کی بیٹی چاندبی بی علی عادلشاہ کے نکاح مین دیجائے۔ اور نظام شاہ قلعہ شولاپور کو جہیز مین عطا کرے۔ اور بی بی ہدیہ سلطانہ خواہر علی عادلشاہ مرتضی مین حسین نظام شاہ سے منسوب کیجائے۔ اور حیات بیگم ہمشیر کلان عادلشاہ ابراہیم قطب شاہ کے نکاح مین دین۔ بحث و تکرار کے بعد یہہ خویشی و قرابت باہمی منظور ہوئی۔ باہم شادیون کے رسوم ادا کئے گئے۔ محبت و اتحاد کا تعلق قرابت و خویشی سے مستحکم و مضبوط کیا گیا۔

سلاطین اسلام کا باہم ملکے بیجانگر پر حملہ کرنا

نظامی و احکام البلاد کے مولفین نے لکھا کہ قرابت کی رسم ادا ہونیکے بعد یہہ تینون بادشاہون نے کالے چبوترہ پر رامہ سے مقابلہ و معاملہ کی بابت باہم مشورہ کیا۔ پہر تینون سلاطین ۹۷۲ہجری مین مع افواج قاہرہ بیجانگر پر حملہ آور ہوئے۔ منازل و مسافات طے کرتے ہوئے کشنا کے کنارے پہنچے۔ رام راج نے یکنا دری راج کو چالیس ہزار سوار و ایک لاکہہ پیادہ دیکر اہل اسلام کے مقابلہ کیلئے بہیجا۔ اور کنم راج برادر نسبتی کو بہی مع تیس ہزار سوار و ساٹہہ ہزار پیادہ و ہزار فیل جنگی روانہ کیا۔ اور خود راجہ بہی مع جمعیت و خزائن زر و جواہر آیا۔ کشنا کے ایک کنارے اہل اسلام اور دوسرے کنارے پر اہل اصنام قائم تہے۔ دس روز تک طرفین کے سپاہ مستعد جنگ باہم مقابلہ کیلئے کہڑے ہوئے تہے کشنا کے حائل ہونے سے لڑائی موقوف تہی۔ اہل اسلام اس فکر مین تہے کہ دریا سے عبور کرین۔ مگر عبور کے لئے وہان کشتی تہی نہ توبہ نہ ٹوکرے۔ اور جو اترنیکے مقام تہے۔ انپر ہنود کے پہرے

اور چوکیاں قائم نہین کسیکو اوترنے نہین دیتے تھے۔ آخر دس روز گذرنیکے بعد اہل اسلام نے دریا سے اُترنیکا موقع ومحل حاصل کرلیا۔ لشکر سے صرف پندرہ ہزار غنیم کے مقابلہ کیلئے رکھے باقی تمام سپاہ وسوار دریا سے اوتر گئے۔ غنیم یعنے رامراج اہل اسلام کے اوترنے سے بیخبر وغافل تہا اہل اسلام اوترتے ہی پشت کے جانب سے غنیم کی فوج پر حملہ کئے۔ غنیم کی فوج کے افسر وعہدے دار واقف ہوئے۔ افسوس کرکے مقابلہ کے لئے مستعد ہوے۔ پہر سلاطین نے باہم ایسا قرار دیا کہ نظام شاہ مع چوبیس ہزار سوار و پندرہ ہزار پیادہ رام راج پر حملہ کرے۔ اور قطب شاہ مع پندرہ ہزار سوار و بیس ہزار پیدل بینکنادری راج سے مقابلہ کرے۔ اور عادلشاہ مع تیس ہزار سوار و بیس ہزار پیادہ کنم راج سے۔ پہر اہل اسلام واہل صنام باہم خوب لڑے کشت وخون کا بازار گرم ہوا زمین وزمان مین تزلزل پیدا ہوا۔ جدال وقتال کی آگ باہم بیس روز تک بھڑکتی رہی۔ طرفین سے سپاہ مقتول ومجروح ہوتے رہے۔ آخر بیس روز کے بعد شہر جمادی الاول کی بیس تاریخ سنہ ۹۷۲ ہجری مین مطابق سنہ ۲۲ جلوس رامراج۔ وینکناوری راج وکنم راج میدان معرکہ مین مقتول ہوے۔ اولاً رام راج کو گرفتار کرکے لائے۔ رام راج کو حسین نظام الملک کے پاس بہیجے۔ نظام الملک اسکے قتل کی بابت امراسے مشورہ کرنیوالا تہا کہ اسی حالت مین نظام الملک کے ایک مصاحب وزیر نے کہا کہ آپ اس قتل مین دیر نہ کیجئے۔ اب عادلشاہ آرہا ہے۔ آپ واقف ہین کہ علی عادلشاہ رامراج کو باپ کہتا ہے۔ اگر وہ یہان پہنچ کے رام راج کو طلب کریگا تو آپ کو رامراج اُسکے سپرد کرنا ہوگا۔ رام راج کی رہائی کے بعد معلوم نہین کیا فتنہ وفساد برپا ہوگا۔ حسین نظام شاہ نے اوسیوقت اُسکا سرتن سے جدا کیا۔ اور نیزہ پر آویزان کیا۔ راجہ کا سر دیکھتے ہی تمام فوج فراری ہوی

راجہ کے تمام خزائن و جواہر و ہاتی و گہوڑے اور خیمے ڈیرے اہل اسلام کے ہاتہہ آئے۔ رامراج کے قتل کے بعد تینون سلاطین اہل اسلام بیجانگر کے طرف متوجہ ہوئے۔ اہل اسلام کے سپاہ و پیادہ نے الحسب الحکم شہر کو لوٹا۔ قلعجات و بتخانون کو مسمار کر دئے۔ ہنودنے احمدنگر مین جو کچہہ کیا تہا مسلمانون نے پورا اُسکا معاوضہ لیا تینون سلاطین بیجانگر مین چار یا پانچ مہینے تک قیام پذیر رہے۔ شہر و شکار مین بسر کرتے تہے۔ پہر قطب شاہ نے نظام شاہ و عادلشاہ کی صلح سے یلتمراج برادر خورد رامراج بشرط اطاعت اہل اسلام تنگبہدرہ کے جنوبی شہرون کی حکومت پر مقرر کیا۔ اور ہر ایک نے اپنی اپنی ریاست مین مراجعت کی۔

یلتمراج برادر رام راج کی حکومت

یلتمراج برادر رام راج۔ بہائی سے ناخوش ہوکے قطب شاہ کی پناہ مین زندگی بسر کرتا تہا۔ جب دکن کے سلاطین طوائف الملوک نے رام راج سے مقابلہ و مقاتلہ کرکے اُسکو قتل کیا۔ اور تمام ملک بیجانگر پر قابض و متصرف ہوگئے۔ مصلحتہً سلاطین طوائف الملوک نے قطب شاہ کی سفارش سے یلتمراج کو بشرط اطاعت سلاطین اسلام مسند نشین کیا۔ یلتمراج ایسے عہد مین کہ بیجانگر برباد و تباہ ہوچکا تہا و اسباب سلطنت و شوکت تاراج و برباد ہوچکے تہے۔ ہر طرف ویرانہ تہا۔ اطراف و جوانب کے بلاد و قصبات خراب بیچراغ افتادہ تہے بجائے برادر مقتول موروثی ملک پر رونق افزا ہوکے ملک کے انتظام و آبادی بلاد مین مصروف ہوا۔ اور عدل و انصاف کا طریقہ اختیار کیا۔ اور رعایا کی ہمدردی کو اپنا رفیق بنایا۔ فرار شدہ رعایا کو اطراف و جوانب سے بلواکے شہر و قصبہ مین اعزاز سے رکہنے لگا۔ اور اُن کے ساتہہ حسن سلوک و

وہمدردی کرنے لگا۔ راتدن ملک کی آبادی ور عایا کی ہمدردی مین بسر کرتا تہا۔

یلتمراج کی اعانت سے مرتضی نظام الملک کا مسند نشین ہونا

چند مدت کے بعد حسین نظام شاہ اس دار فانی سے عالم جاودانی روانہ ہوا۔ اور اُسکا فرزند مرتضی نظام شاہ پدر بزرگوار کا جانشین ہوا۔ لیکن مرتضی صغیر سن تہا۔ انہین ایام مین علی عادلشاہ داماد حسین نظام شاہ نے بمقتضائے طمع دنیوی قرابتداری کا لحاظ نکرکے نظام شاہ کی ریاست کی تسخیر کا عزم بالجزم کیا۔ بیشمار فوج سوار و پیادہ ہمراہ لیکر احمد نگر پر حملہ آور ہوا۔ نظام شاہی بلاد و قصبات مین تاخت و تاراج کا بازار گرم کیا۔ اور مصمم ارادہ کرلیا کہ قلعہ کا محاصرہ کرے۔ مرتضی نظام شاہ صغر سنی کی وجہ سے مقابلہ کی تاب نلاکے برار کیطرف فرار ہوا۔ اور تفاول خان وزیر عمادشاہ کی پناہ مین پہنچا۔ اور برار سے قطب شاہ کی خدمت مین ایک عرضداشت بہیجی اور اپنے حال سے آگاہ کیا۔ اعانت و مدد کی درخواست کی قطب شاہ نے یلتمراج کو اپنے ساتہہ متفق کرکے مرتضی نظام شاہ کی عانت کیلئے علی عادلشاہ سے مقابلہ کیا۔ آخر راجہ و قطب شاہ نے عادلشاہ کو شکست دی اور مرتضی کو احمد نگر مین مسند نشین کیا۔ اور خود ہر ایک اپنی اپنی ریاست مین چلا گیا۔ الغرض یلتمراج مدت تک سلطنت کرتا رہا۔ اور طوائف الملوک اہل اسلام باہم لڑتے رہے۔ اور یلتمراج بے خوف و خطر حکمرانی کرتا رہا۔ آخر تیس برس سلطنت کرکے فوت ہوا سنہ ۱۰۲۰ سال ہجری

سریمل راج بن یلتمراج

باپ کے مرنیکے بعد تخت نشین ہوا سلاطین اسلام کی اجازت سے حکمرانی کرتا تہا۔ اسلام کا مطیع و تابعدار تہا۔ ستائیس برس حکومت کرکے فوت ہوا۔ سالانہ خراج صرف قطب شاہ کو دیتا تہا

عیش و عشرت کا آشفتہ اور اہل اسلام کا مطیع و فرمان بردار تہا کبہی سرکشی نہین کی - آخر فوت ہوا - یہہ واقعہ ۲۵ سنہ ہجری مین ہوا -

وینکٹ نرسمہراج بن سیرمل راج

وینکٹ نرسمہراج باپ کے بعد تخت نشین ہوا - اور اُس نے تخت نشینی کے بعد اپنے بہائی رنگ رائل کو پنوکنڈہ کی حکومت عطا کی - اُسکی ریاست و حکومت کو دس سال نہین گذرتے تہے کہ ابو الحسن تانا شاہ قطب شاہی اور سکندر عادلشاہ نے باہم عہد و پیمان کرکے بلاد کرناٹک پر چڑہائی کی - مع افواج بیشمار کرناٹک مین فروکش ہوئے - قطب شاہ کے طرف سے میر جملہ امیر کبیر مع قبول خان و حمید خان و لشکر بیشمار پایان گہاٹ کرناٹک کے طرف روانہ ہوے - اور رندولہ خان و شہنواز خان وغیرہ امرائے عادلشاہی مع عساکر نصرت ماثر ۳۸ سنہ ہجری مین بالا گہاٹ کی طرف حملہ آور ہوے نہایت کوشش و جانفشانی سے تہوڑی مدت مین اکثر راجگان و پالیگاران کرناٹک کو بزور شمشیر مسخر کئے اُسوقت صرف تین صوبے ایک بیجانگر دوسرا گنگاوتی تیسرا آدروجی وینکٹ نرسمہراج کے قبضہ مین رہگئے تہے - اسلام کے سلاطین نے تینون صوبے نرسمہراج کو بطریق التمغا صرف مایحتاج کے لئے عطا کئے تہے - اور وہان سے جنوبی کرناٹک کے قلعون کی طرف متوجہ ہوے چند ہی روز مین قلعجات کو مسخر کرکے پنوکنڈہ مین آئے - رنگ رائل نے جو وہان حکمرانی کرتا تہا اطاعت و فرمان برداری سے سرکشی کی - قلعہ کا محاصرہ کیا گیا - گہبرایا فی الفور قلعہ کے دوسرے دروازہ سے مع کستوری نائڑدا ما و دیگر تابعین و متعلقین نکل کر فرار کا راستہ اختیار کیا چندرگیری مین سکونت پذیر ہوا -

عطیۂ التمغائے عالمگیری کا ذکر

احکام البلاد کے مولف نے لکہا کہ جب عالمگیر نے ۱۰۹۷ ہجری مین بیجاپور کو فتح کیا۔ اور داؤد خان پنی کو ذو الفقار خان امیر الامرا ابن اسد خان مدار المہام کی نیابت مین کرناٹک کے انتظام کیلئے بہیجا۔ اُسوقت پنی نے حسب الحکم بادشاہ تینون محال مذکورہ راجہ پر بدستور جاگیر التمغا بحال رکہے اور نذرانہ و پیشکش وغیرہ سے مرفوع القلم فرمایا۔ اُسوقت سے ابتک محال مذکور راجہ کی اولاد کے قبضہ مین راجہ کی اولاد مین حکام یکے بعد دیگرے مسند نشین ہوتے ہین۔ اور سلاطین اسلام کی طاعت کا دم بہرتے ہین۔ سلاطین اسلام اُنسے سالانہ نذرانہ اور زمینداروں سے پیشکش لیتے رہے ہین۔ بیجانگر کے چہبریون سے پیشکش کی بابت کوئی معترض نہین ہوتا تہا۔ آخر وہان کا راجہ تمراج ہوا۔ نامبردہ پیر مرد زمانہ دیدہ و سن رسیدہ تہا مع فرزندان کملاپور مین سکونت پذیر تہا۔ حیدر علیخان کے زمانہ مین تکبر و غرور سے سر اُٹہایا اور ہاتہہ پاؤن ہلانے لگا۔ انہین ایام مین حیدر علیخان نے بالاگہاٹ کی تسخیر اور انگریزون سے صلح کے بعد ۱۱۸۵ ہجری مین کملاپور کے طرف لشکر کشی کی راجہ کو ملاقات کے لئے بلایا۔ بیماری کا بہانہ کرکے حاضر نہین ہوا۔ اور اپنے لڑکے کو مع زر نقد و تحائف خدمت مین بہیجکے اُس کا خواستگار ہوا۔ حیدر علیخان نے اُسکے بزرگان سلف کی قدامت پر نظر کرکے نقد و جنس نذر کو معاف فرمایا۔ اور خلعت مع سند بحالی ہر سہ محال عطا کیا وہ وہان سے روانہ ہوا۔ راجہ کا لڑکا خوشحال آیا۔ ۱۲۰۰ ہجری مین جب ٹیپو سلطان مرہٹہ کی لڑائی سے فارغ ہوکے بیجانگر کے طرف متوجہ ہوا۔ تمراجہ جو مرہٹہ کے ساتہہ ملا ہوا تہا۔ سلطان کے خوف سے مع احمال و اثقال کچندر گدہ کی طرف فرار ہوا۔ تینون محال سرکار مین داخل ہوئے

ـــــــــــــــــــــــــــــــ

[۱] یعنے گنگادتی۔ بیجانگر۔ درو جی ۱۲

الہ وردی بیگ خان ببر جنگ وہان کی صوبہ داری پر مقرر ہوا۔ چند روز مامور رہا۔ سلطان کی شہادت کے بعد سنہ ۱۲۱۳ ہجری مین تیمراج فوج بیشمار فراہم کر کے محالات مذکورہ پر متصرف وقابض ہوا۔ قدیم زمانہ کی طرح فراغت سے حکومت کرنے لگا۔ کوئی مانع ومزاحم نہین ہوا اتبک نہین راجگان بیجانگر کے باقیات الصالحات انی گندی وغیرہ بلاد مین موجود ہین۔ بزرگان سلف کے یادگار ہین۔ سیرت وصورت اخلاق ومروت مین متقدمین کے ہمقدم ہین۔ اگرچہ قلیل المعاش وضعیف الحال ہین۔ لیکن ہمدردی وکرم کے میدان مین مقدم ہین بزرگان سلف کے صفات محمودہ واوصاف حمیدہ سے موصوف ہین۔ ہمدردی وحسن سلوک انکا خمیر ہے مہمان نوازی وغربا پروری انکی میراث ہے۔ باوجود بیسر وسامانی وپریشانی وحیرانی رعایا وقوم کی ہمدردی قدم ودرم وقلم سے کرتے ہین۔ جسقدر ہوسکتا ہے کار خیر مین تقصیر نہین کرتے کیا کرین مجبور ہین بزرگان سلف کی شان امارت وکروفر سلطنت ومال ودولت کی کثرت کہان؟ فی زمانا انکا جزو ہزار بلکہ جزو لاکھہ بھی نہین ہے۔

راجہ صاحب حال جناب سری رنگ رایلو بیجانگر کے راجگان سلف کے خلف الصدق ہین۔ نہایت ہی شریف ونیک محض وفرشتہ سیرت ہین۔ اخلاق واشفاق مین مجسم خاکساری وملنساری ہین اپنے ہمسرون مین مقدم ہین۔ راجہ صاحب کی شان جود وکرم قدرتی موروثی عطیہ ہے بقدر قدرت عطیہ کا اظہار کرتے رہتے ہین۔ علاوہ جود وکرم آپکے اخلاق محمودہ واشفاق پسندیدہ ایسے ہین کہ ہر ایک فرد بشر غلام درم ناخریدہ وبندۂ گرویدہ ہو جاتا ہے۔ اور ہر ایک آپکی خاکساری وملنساری وضع دیکھہ کے مسخر ہو جاتا ہے۔ مولف فقیر نے راجگان بیجانگر کے حالات واوصاف

تاریخون کے صفحون مین دیکھے۔ اور رایان سلف کے سیرت و صورت کے خاکے عقل کے صفحہ پر کھنچے۔ اور اُن کے طرز رفتار و گفتار۔ اور اُن کے عدل و انصاف سے کماحقہ آگاہی حاصل کی۔ میری یہہ تمام آگاہی ظنی تہی۔ لیکن فی الحال راجہ صاحب حال جو راجگان سلف کے یادگار ہین اُن کے دیکہنے سے میری آگاہی ظنی یقینی ہو گئی۔ اور راجگان سلف کے حالات جو سُنی سنائی باتین اور مورخین کی بناوٹین معلوم ہوتی تہین تو اُنکو راجہ صاحب حال کے اخلاق و شمائل و سیر فضائل نے مطابق کر دیا۔ اور میرے نزدیک مورخین کی راست بازی اور واقع نگارون کی راست بیانی کی تصدیق ہو گئی۔

راجہ صاحب حال کی آمدنی اسقدر کافی نہین ہے کہ اُنکو اپنے حوصلۂ فیاضی و ملکہ ہمدردی کے اظہار کا کامل اقتدار حاصل ہووے۔ لیکن باوجود قلت آمدنی اخراجات کثیرہ و خیرات وافرہ متحمل ہوتے ہین۔ اپنی قوم و غیر قوم کے کارہائے خیر مین دلیری کرتے ہین۔ اپنے ذاتی کام پر کار خیر کو ترجیح دیتے ہین۔ اعزہ و غیر اعزہ خواہ قریب ہو یا بعید ہو ہر ایک کو حسن سلوک سے ممنون منت و مسرور احسان فرماتے ہین۔ راجہ صاحب کی مہمان نوازی عام ہے۔ آپکا مستقر حکومت انا گندی سیاحین و مسافرین کا خانقاہ و فرودگاہ ہے۔ اکثر مہمانون کی آمد و رفت رہتی ہے۔ کوئی مہینہ یا ہفتہ خالی نہین گذرتا کہ آپکے دولت خانہ پر مہمان نہو۔ اس لئے کہ بیجانگر دکن کے بلاد مین مشہور و معروف ہے۔ اور قدیم زمانہ مین زر و جواہر کا معدن شمار کیا جاتا تہا الماس و جواہر کی تجارت کا بندرگاہ مانا جاتا تہا۔ عجائب عمارات و قلعجات کیوجہ سے اُسکی شہرت عالمگیر تہی۔ اکثر مورخین و سیاحین نے اُسکے حالات مختلف زبانون مین مفصلاً

حال کے موافق قلم بند کئے ہین۔ اور کئے جاتے ہین۔ جن لوگون کو تاریخی واقعات سے دلچسپی ہوتی ہے اتبک اُس اُجڑے شہر مین آتے ہین۔ عمارات ویران شدہ کے کہنڈر و رسوم مندرسہ کو حیرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔ اولاً خیال کے صفحہ پر اُسکا فوٹو کہینچ لیتے ہین۔ پہر اُسی فوٹو کا عکس کتاب کے صفحون مین نقش کرتے ہین۔ پس ہر ایک وارد و صادر راجہ صاحب کا مہمان بنتا ہے۔ راجہ صاحب بجبال اموری بزرگان سلف اپنی آمدنی قلیل کا بڑا حصہ مہمان نوازی مین صرف کر دیتے ہین۔ اور بزرگان مسافر بجان پرورند ؎ کے مصداق ہوتے ہین۔ اسیطرح اکثر آپکے دولتخانہ پر براہمہ و پوجاریون کا ہجوم سنیاسیون و جوگیون کی دہوم رہتی ہے۔ آپ ہر ایک کی حاجت روائی کرتے ہین۔ ہر تہیدست کو خالی ہاتہہ نہین جانے دیتے۔ اب مین بیجانگر کے راجاؤن کے مختصر حالات کو اس دعا پر ختم کرتا ہون کہ اللہ تعالی راجہ صاحب جال صاحب الجود والکرم کی معاش قلیل مین برکت کثیر عطا کرے تاکہ راجہ صاحب مہمان نوازی و براہمہ کی کارسازی کے بار سے سبکدوش رہین آمین۔ میری اس دعا و تحریر کو دیکہکے مورخین کہین گے کہ مولویصاحب کی دعا و تحریر تملق و خوشامد سے خالی نہین ہے۔ بعض متعصبین میری تکفیر کا فتویٰ دینگے۔ لیکن واقع مین میری تحریر تملقانہ نہین ہے۔ مین نے واقع کو مطابق واقع کیا۔ مجہے معترضین کے شور و غوغا کی پروا نہین۔

وفات محمد شاہ بہمنی

جب محمد شاہ بہمنی بیجانگر و تلنگانہ کے معرکون سے فارغ ہوا۔ اور تمام زمینداران دکن کو اطاعت گزار و فرمان بردار پایا۔ تب ایک لخت لشکرکشی موقوف کر دی۔ عیش و عشرت مین مشغول ہوا

ممالک مفتوحہ مین سالانہ دورہ کرتا تہا اکثر اوقات شکار مین گزارتا تہا۔ اُسوقت دکن مین امن وامان تہا۔ تمام خورد و بزرگ دکن بادشاہ کے سایۂ عدالت گستر مین آرام سے زندگی بسر کرتے تہے اور بادشاہ کے وجود کو نعمت عظمیٰ و دولت کبریٰ سمجھتے تہے۔ آخر ۷۷۶ہجری مین بعارضۂ بخار بیمار ہوا۔ حکمائے یونانی و مصری معالجہ کرتے تہے مگر مفید نہین ہوتا تہا۔ مرض بڑہتا جاتا تہا حرارت عزیزی روز بروز گہٹتے جاتی تہی۔ ایکروز ملک سیف الدین غوری و امیر الامرا بہادر خان و سید شریف سمرقندی و شیخ سراج جنیدی وغیرہم کو بلایا۔ تمام سے نہایت حسرت و افسوس سے باتین کرنے لگا اور اُسوقت مجاہد شاہ کو بلایا۔ وصیت کی۔ اُسکو ولی عہد کیا۔ تمام نے بادشاہ کو تسلی و دلاسا دیا۔ کہ آپ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب شفا پائین گے۔ بادشاہ نے کہا اب ہمارا آخر وقت ہے اُسروز تمام رخصت ہوئے۔ دو روز کے بعد بتاریخ نہم ذیقعدہ ۷۷۶ہجری جہان ناپائدار سے عالم البقا کو رخصت ہوا۔ اہل جہان کو رنج و غم مین مبتلا کیا۔ بادشاہ کی رحلت کی خبر ہوتے ہی شہر مین واویلا کا شور و غل ہونے لگا۔ صغیر و کبیر آہ و زاری کرنے لگے۔ امرا و وزرا سپاہ و حشم تمام جمع ہوئے۔ ملک سیف الدین وکیل السلطنت نے تجہیز و تکفین کرکے اُسکے پدر بزرگوار علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کے پہلو مین دفن کئے

نظم

خوشا بادشاہے کہ چون او گذشت ۔۔۔ ازو بازماندہ چنین سرگزشت
در ایام دولت بود دوست کام ۔۔۔ بہنگام رحلت بود نیکنام

اولاد۔ پسر۔ دختر
مجاہد شاہ ۔۔۔ برج پرور آغا

مدت سلطنت سترہ سال نو مہینے پانچ روز۔ عمر ۴۵ سال۔

جلوس مجاہد شاہ بن محمد شاہ بہمنی

حسب دستور سلاطین بہمنیہ محمد شاہ بہمنی مرحوم کے فاتحہ کے بعد دربار عام منعقد ہوا۔ امرا و وزرا و سپاہ و مشایخ و علما جمع ہوئے۔ ملک سیف الدین غوری نے حضرت شیخ سراج جنیدی سے شاہزادہ مجاہد شاہ کے تخت نشینی کی تحریک کی شیخ نے مسند سے اُٹھکے شاہزادہ کو تخت نشین فرمایا۔ اور ایک شمشیر آبدار مُرصع کمر میں دست مبارک سے باندہی۔ وزرا و امرا نے نذرین دکہلائین مبارکبادی کی بلند آواز ہوئی۔ بادشاہ نے تخت نشینی کے بعد علما و مشایخ و فقرا کو انعام و عطیہ جاگیرات سے سرفراز فرمایا اور وزرا و امرا و سپاہ کو بہی خطابات و صلات سے ممتاز کیا۔ انتظام مملکت مین مشغول ہوا انتظام سابق مین کچہہ تغیر و تبدل نہین کیا۔ ہر ایک کام مین والد مرحوم کی پیروی کرنے لگا۔ ملک سیف الدین غوری وزیر اعظم کے مشورے بغیر کوئی کام نہین کرتا تہا۔ چندروز کے بعد دولت آباد مین آیا حضرت شیخ برہان الدین غریب قدس سرہ العزیز کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اور حضرت شیخ زین الدین کا مرید ہوا۔ پہر دولت آباد سے دار السلطنت مین مراجعت کی۔ اور مسند عالی خان محمد سے متوہم و بدگمان تہا اس لئے خان محمد کو خدمت سے معزول کیا۔ اور اعظم ہمایون کو دولت آباد کا طرفدار فرمایا۔

کشن رائے والی بیجانگر کو سرحد کی بابتہ تحریر کرنیکا ذکر

چونکہ مجاہد شاہ بمصداق الولد سر لابیہ ملک کشائی و ملک گیری کا شایق تہا۔ چاہتا تہا کہ سلطنت کا دائرہ وسیع ہو جائے۔ اور بہمنیہ سلاطین کی سلطنت کا آفتاب تمام ممالک کو روشن کرے بنائےعلیہ کشن رائے والی بیجانگر کو لکہا کہ جو قلعجات و بلاد مابین رود کشنا و تنگبہدرہ آپکے اور ہمارے درمیان مشترک ہین اشتراک کی وجہ سے ہمیشہ فریقین مین نزاع و فساد برپا ہوتا رہتا ہے پس

پس مناسب یہہ ہے کہ ہم تنگبہدرہ کو باہم سرحد قرار دین۔ سیت بند ایشورکے کنارہ تک آپکے قبضہ مین ہے اور دوسرے جانب شرقاً و غرباً ہمارے قبضہ مین۔ اس حدبندی کی صورت مین بنکاپور کا قلعہ اور شہر ہمارے ملازمین کے تفویض کرین تا مابہ النزاع فیمابین سے زائل ہو جائے۔ اور مخالفت موافقت سے مبدّل ہو جائے۔ کشن رائے نے جواب مین لکہا کہ زمانہ قدیم سے رائچور و مدکل کے قلعے و بلاد کشنا کے کنارہ تک رایان بیجانگر کے قبضہ مین تہے۔ مناسب ہے کہ آپ کشنا کو سرحد قرار دیکے قلعجات مذکورہ ہمارے ملازمین کے تفویض کرین۔ اور جو ہاتی کہ آپکے والد محمد شاہ بہمنی نے لیگئے ہین واپس کرین تاکہ فیمابین کی کدورت صفائی سے مبدّل ہو جائے۔ مجاہد شاہ رائے کے اس جواب سے جوش غضب سے بہڑکا۔ اور لشکر و فوج کے فراہم کرنے مین مصروف ہوا۔ اور دار السلطنت و تمام ممالک محروسہ کو ملک نائب سیف الدین غوری کے حوالہ کیا۔ بیجانگر کی چڑہائی کا عزم بالجزم کرکے صوبجات کی جمعیت کو بلایا۔ دولت آباد و بیدر و برار کے فوجین حاضر ہوئین۔ بادشاہ پانسو ہاتی و تمام خزانہ ہمراہ لیکر شکار کرتے ہوئے تنگبہدرہ سے عبور کرکے قلعہ ادہونی پر پہنچا۔ ادہونی کا قلعہ دکن کے قلعون مین عدیم المثل ہے اسکے مسخر کرنے مین مشغول ہوا۔ صفدر خان سیستانی کو مع سپاہ برار قلعہ کے محاصرہ پر مقرر کیا۔ اور امیر الامرا بہادر خان و اعظم ہمایون کو مع جمعیت مقدمۃ الجیش فرمایا۔ اور بہمنی نے سنا کہ کشن رائے پرگنہ کنگاوتی مین کنارہ تنگبہدرہ پر قیام پذیر ہے۔ اسلئے خود بادشاہ مع جمعیت سوار و پیادہ آہستہ آہستہ رائے کیطرف متوجہ ہوا۔ کشن رائے بادشاہی فوج کے قریب ہونے اور بادشاہ کی آمد سے خبردار ہوکر جنگ و مقابلہ کیلیے مستعد ہوا۔ اسی اثنا مین بعض زمینداروں نے حضور مین گذارش کی کہ یہان کی جہاڑی مین ایک شیر عظیم الجثہ قوی ہیکل مردم خوار سکونت پذیر ہے۔ اطراف و جوانب کے باشندے اس موذی کے خوف سے

آمد و رفت نہین کر سکتے ہین۔ مجاہد شاہ شکار دوست تنہائی الفور بذات خود جہاڑی کیطرف پہنچتے ہی حکم دیا کہ کوئی شخص بدون اجازت جہاڑی مین قدم نرکہے۔ پہر آپ مع سا نہہ نفر پیادہ جہاڑی مین داخل ہوا۔ شیر انکو دیکہتے ہی نعرہ مار کے ان کیطرف متوجہ ہوا۔ پہنچی نے ہمراہیون کو آلات جارحہ کے سر کرنے مین منع کیا۔ اور خود شیر کے مقابلہ مین آیا۔ اور کمان سے ایک تیر ایسا مارا کہ اُسکے پہلو پر پہنچا اور اُسکا کام تمام کیا یعنی شیر زمین پر گرا اور جگہہ سے نہین ہلا

نظم

کمان از کمین گاہ بازو کشید — بیک تیر پہلوش از ہم درید
سران سپہ از یسار و یمین — زبان بر کشادند بر آفرین
کہ گیتی ندیدہ چو تو شہر یار — پس از رستم و بعد اسفندیار

شیر کے مارے جانے کی خبر مشہور ہوئی۔ مجاہد شاہ کی دلیری و بہادری کا آوازہ آویزہ ناہید و فلک ہوا اس خبر کے شایع ہونے سے بیجانگر والون کے دلون پر بادشاہ کا رعب و خوف ایسا غالب ہوا کہ با وجود کثرت فوج و سپاہ بغیر مقابلہ و مقاتلہ فرار ہوئے۔ بیجانگر کے جنوبی جانب جنگل و جہاڑی مین پناہ لی۔ مجاہد شاہ نے سپاہ کو تاخت و تاراج کا حکم دیا اور خود راجہ کے تعاقب مین روانہ ہوا۔ راجہ جنگل و پہاڑ مین بہٹکنے لگا۔ رفتہ رفتہ سیت بند رامیشر مین پہنچا۔ مجاہد شاہ بہی تعاقب مین برابر راجہ کے قدم بقدم جاتا تہا۔ راستہ مین جہاڑیون کو قطع کر کے راستہ کشادہ کرتا تہا۔ ساتہہ مہینہ تک راجہ آگے تعاقب مین رہا۔ کشن رائے جا بجا جاتا تہا حیران و پریشان پہرتا تہا۔ مگر مجاہد کے مقابلہ مین نہین آتا تہا۔ مجاہد شاہ سے مصاحبین و مقربین نے عرض کیا اس تعاقب سے کچہہ فائدہ حاصل نہین ہوگا۔ ترک کرنا چاہیے۔ مجاہد نے کسیکی نہین سُنی

بدستور تعاقب مین جارہا۔ آخر کشن رائے کے لشکر مین بیماری واقع ہوئی۔ راجہ کے عیال و اطفال بہی مرض مین مبتلا ہوئے۔ اطبانے کہا کہ یہان کی آب و ہوا خراب ہوگئی ہے۔ یہان سے بیجانگر چلنا مناسب ہے۔ راجہ مع فوج بیجانگر آیا۔ اور رستون کا پورا انتظام کیا۔ تمام امرا و سپاہ کو شہر مین لایا اور خود راجہ قلعہ مین پناہ پذیر ہوا۔ مجاہد شاہ نے تمام فوج کو کشن رائے کے تعاقب مین بیجانگر روانہ کیا۔ خود مع امیر الامرا بہادر خان و پانچ ہزار سوار سیت بند رامیشور کیطرف سیر و تفریح کیلئے گیا۔ وہان پہنچ کے مسجد علائی کی جو علاء الدین خلجی کی بنائی ہوئی تہی تعمیر و ترمیم کردی اور وہان کے اکثر بتخانے توڑے۔ یہہ سلاطین بہمنیہ کا پہلا بادشاہ ہے جو اس مقام تک آیا۔ اور یہان کے بتخانے منہدم کئے۔ پہر فی الفور بیجانگر مین پہنچا۔

بیجانگر کا معرکہ اور بہمنی کی مراجعت کا ذکر

شہر بیجانگر مین داخل ہونیکے دو رستہ تہے ایک تنگ و سہرا کشادہ۔ رستہ کشادہ مین اکثر دمدمے و مورچے قائم کئے تہے۔ اور سپاہ بہی مدافعت کیلئے مستعد تہی۔ دوسرا رستہ تنگ سودرہ نام سے مشہور تہا۔ مجاہد شاہ نے لشکر گاہ بیرون شہر مقرر کیا۔ اور خود مع سوار و پیادہ شہر مین داخل ہوا۔ اور سودرہ پر داؤد خان کو مع چہہ ہزار سوار کہا اور تاکید کی کہ یہان سے کہین نہین جانا۔ کشن رائے بادشاہ کی جرات و دلاوری کی خبر سنکے لحظہ بلحظہ سوار و پیادے مدافعت کیلئے بہیجتا تہا۔ مجاہد شاہ بیجانگر والون سے مقابلہ کرتا ہوا راجہ کیطرف جاتا تہا۔ رفتہ رفتہ اس مقام تک پہنچ گیا کہ راجہ کے اور مجاہد کے درمیان حد فاصل قلعہ کی خندق رہگئی تہی۔ کشن رائے کی سپاہ مدافعت کئے جاتی تہی۔ بہمنی مع جمعیت سرعت کے ساتہہ بڑہتا جاتا تہا

بڑہتے بڑہتے اُس تالاب کے کنارے تک جو قلعہ کی خندق کا کام دیتا تہا پہنچ گیا۔ اب راجہ
اور مجاہد کے درمیان یہی تالاب ہی حدفاصل ہوگیا تہا۔ راجہ کے پیادہ میدان مین ثابت قدمی
سے جمے ہوئے تہے۔ بزن وبکش کی داد دے رہے تہے اور اوس تالاب کے کنارے پہاڑ پر
ایک بتخانہ نظر آیا جسکا نام شبرنگ تہا۔ شبرنگ کنہڑی زبان مین عنبر چہ مرصع کو کہتے ہین
اور یہ بتخانہ جواہر سے مرصع تہا اسلئے مسمی بشبرنگ کیا گیا تہا۔ مجاہد شاہ بتخانہ مین آیا
اور اُسکو توڑکے خاک مین ملایا اور بتخانہ کے تمام زر وجواہر پر قابض ومتصرف ہوا۔ دلاوران
بیدرہ وبہادران کنہڑ بتخانہ کی خرابی دیکہہ آگ بگولا ہوگئے شور وغوغا کرنے لگے مذہبی
جوش وخروش اُن کے رگ وپے مین جولانی کرنے لگا۔ مارنے مرنے پر مستعد ہوگئے۔ کشن رائے
کو سوار کرکے تمام فدویانہ میدان جنگ مین آئے۔ مجاہد شاہ بہی فوج جرار کو آراستہ ومرتب کرکے
مستعد ہوا۔ فریقین کے مقابل ہونے سے اول مجاہد شاہ نے اپنا چتر محمود افغان سلحدار کے
حوالہ کیا اور خود آگے بڑہکے مخالفین کی فوج کے تماشے مین مشغول ہوا۔ یکایک ایک ہندو نے
بادشاہ کو شبرنگ نام گہوڑے کی وجہ سے پہچان لیا۔ عزم بالجزم کیا کہ بادشاہ کو بتخانہ کے
انتقام مین قتل کرکے اپنے ملک وقوم مین سرفرازی حاصل کرے بہیڑ مین گہس کے بادشاہ کے
قریب پہنچ گیا۔ چاہا کہ بادشاہ کو ہلاک کرے یکایک بادشاہ واقف ہوگیا۔ فوراً محمود کو اشارہ
کیا۔ محمود برق کی طرح اُسپر حملہ آور ہوا۔ مگر محمود کا گہوڑا مارا گیا۔ اور وہ پیادہ ہوگیا۔ قریب تہا
کہ وہ ہندو محمود کو قتل کرے۔ مجاہد شاہ سرعت کے ساتہ محمود کے پاس پہنچ گیا ہندو نے
چالاکی وچستی سے مجاہد پر تلوار کا ہاتہہ ایسا مارا کہ اگر بادشاہ کے سر پر خود نہوتا تو سر ریزہ ریزہ

ہو جاتا۔ ناظرین نے سمجھا کہ بادشاہ مارا گیا۔ مگر مجاہد شاہ نے ایک ہاتھہ تلوار کا ایسا مارا کہ اسکو پارہ پارہ کردیا۔ اور محمود کو مقتول کے گھوڑے پر سوار کرکے خراماں خراماں اپنے لشکر مین آیا کشن رائے کے سپاہ کنارہ سے عبور کرکے آئے بہمنیہ سلاطین سے مقابلہ کرنے لگے۔ حسب الحکم بہمنی امیرالامرا بہادر خان و اعظم ہمایون مخالفین سے خوب لڑے اور مقرب خاں نے پیش قدمی کرکے ایسے گولے برسائے کہ راجہ کی فوج فرار ہو گئی۔ ابھی اہل اسلام فارغ نہین ہوے تھے کہ کشن رائے کا بھائی مع آٹھہ ہزار سوار و چھہ لاکھہ پیادہ بیجانگر پہنچا اور بہمنی فوج سے لڑنے لگا اور کشن رائے بھی سپاہ بقیۃ السیف کو فراہم کرکے جنگ مین شریک ہوا۔ فریقین مین باہم متواتر حملے ہوئے فریقین کے سپاہ باہم مردانگی و بہادری کی داد دیتے رہے طرفین سے بیشمار قتل ہوے۔ بہمنی امرا سے بھی اکثر مثلاً مقرب خان وغیرہ مقتول ہوے۔ اس معرکہ مین خود مجاہد شاہ شریک تھا خوب قتل کرتا تھا۔ جدہر رخ کرتا تھا ادہر کشتون کے تودے لگا دیتا تھا۔ نظم

جہان پہلوان خسرو شیر دل ۔۔۔ ہمی ساخت از خون شان خاک گل

بشبرنگ انگہ کہ دادی عنان ۔۔۔ ہمی کشت نے ہند و بزخم سنان

اس قتل و خونریزی کا سلسلہ صبح سے سہ پہر تک برابر جاری رہا۔ طرفین کے سپاہ و افسر معرکہ مین جمے ہوے تھے کسیکے پیر نہین اکھڑے تھے۔ پس داؤد خان نے جو دہنہ سورہ پر محافظ تھا سنا کہ صبح سے ابتک لڑائی ہو رہی ہے۔ مخالفین مغلوب نہین ہوے ہین۔ اور ہنود کی کمک کیلئے جوق جوق فوج آرہی ہے بیتاب ہوکر دہنہ کو خالی چھوڑکے مع جمعیت چھہ ہزار سوار معرکہ مین آیا۔ اور لڑائی مین مشغول ہوا خوب لڑا کہ تین مرتبہ گھوڑے کے زخمی ہونے سے پیادہ ہوا

تیر و نیزہ و شمشیر سے مخالفین کو ہلاک کر رہا تہا کہ مجاہد شاہ نے اُسکو دیکہا نہایت بیقرار ہوا۔
اُسوقت کچہہ نہین کہا جب مسلمانون کو فتح و فیروزی ہو گئی۔ اور ہندو بہاگ گئے تب داؤد خان کو
اپنے پاس بلایا۔ گالی دیکر کہا آپنے یہہ کیا بیجا حرکت کی کہ دہنہ کو خالی چہوڑ دیا۔ اگر وہ مخالفین
کے ہاتہہ آجائے تو کوئی مسلمان یہان سے جانبر نہوگا۔ فوراً دہنہ کی محافظت کیلئے جمعیت بہیجی
اور خود آپ کنارۂ دریا پر فروکش ہوا۔ دریا کے دوسرے جانب کشن رائے قائم تہا۔ اور لشکر فراہم
کرنیکی فکر کر رہا تہا۔ کہ سپاہ ہنود نے دہنہ مذکورہ کو مسلمانون سے چہین لیا۔ محافظین مدافعت سے
عاجز ہوئے۔ یہہ خبر سنتے ہی مجاہد شاہ دہنہ پر آیا۔ ہنود گہبرائے پس پا ہوے۔ پہر بادشاہ اپنی
تمام فوج شہر سے باہر نکال لایا۔ نہین تو کوئی جانبر نہ ہوتا۔ مجاہد شاہ نے بیجانگر کی چڑہائی مین
ایسے نمایان کام کئے کہ محال و غیر ممکن معلوم ہوتے تہے۔ اسکا نمایان کی تصدیق و تحسین وہ بزرگ
مطابق واقع کر سکتا ہے جس نے بیجانگر اور اُسکے دشوار گذار گہاٹیون و جنگل کی سیر کی ہوگی
یا متقدمین کی تاریخین اُسکے مطالعہ مین گذری ہون گی۔ اُس زمانہ مین بیجانگر کی حکومت
کشنا سے بندر رامیشور تک شمالاً چہہ سو میل اور شرقاً و غرباً ڈیڑہ سو میل تہی۔ اور تمام ملک
سرحد تلنگانہ سے دریائے عمان تک بیجانگر کے حکومت مین تہا۔ جنگل و کثرت جہاڑی اور جابجا
قلعون کے قائم ہونے سے نہایت دشوار گذار تہا۔ اور وہان صد ہا برس کے خزائن جمع تہے اور
راجگان سیلان و ملیبار و دیگر بنادر اُسکے مددگار تہے۔ دوستانہ تحائف و نفائس بہیجتے تہے
تلنگانہ کا بڑا حصہ اُسکے تصرف مین تہا۔ اور بندر گووہ و قلعہ بلگام بہی رائے بیجانگر کے تحت مین
تہے۔ اور راجہ کی فوج نو لاکہہ سے زیادہ تہی۔ اور وہان کے تمام باشندے ایک ہی قوم ہندو بہت دلیر

وبہادر ہوتے تھے۔ میدان معرکہ مین شادان و رقص کنان داخل ہوکے لڑتے تھے۔ لیکن فرشتہ لکھتا ہے کہ آخر معرکہ مین ثابت قدم نہین رہتے تھے۔ اور مسلمانون کے مقابلہ مین نہین ٹھہرتے۔ الخ فرشتہ نے اُنکو مسلمانون کے مقابلہ مین بزدل قرار دیا۔ اور بھگوڑے بنایا۔ اس لئے کہ اہل اسلام کے نزدیک مقابلہ مین ثابت قدم رہنا بہادری و دلیری ہے۔ اور بھاگنا بزدلی ہے اور ہنود مین بیڈرو کنہڑ و مرہٹہ کے نزدیک بلحاظ حفظ جان معرکہ سے بھاگنا اور جان کو بچانا بہادری ہے۔ مگر راجپوت اس امر مین ہنود سے مستثنےٰ ہین۔ وے معرکہ سے بھاگنا پسند نہین کرتے بھاگنے کو نہایت ہی ذلت سمجھتے ہین۔ پس فرشتہ کا انکو بزدل سمجھنا غلط فہمی سے خالی نہین ہے پس مجاہد شاہ نے غور و فکر کے بعد سمجھا کہ بیجانگر کا فتح ہونا آسانی سے ممکن نہین ہے اس مقام سے مراجعت کرنا مناسب ہے۔ اور اپنے والد کے اس عہدنامہ کے وجہ سے جو ہنود کی قتل کی بابتہ کیا تھا کسی ہندو کو قتل نہین کیا لیکن ستر ہزار مرد و عورت و لڑکے و لڑکیان اسیر کرکے لے آیا۔

قلعہ ادہونی کا محاصرہ

بہمنی کی فوج پہلے ہی سے قلعہ کا محاصرہ کئے ہوے پڑی تھی۔ اور آپ بھی مع جمعیت آیا کشائش کے درپے ہوا۔ نو مہینہ تک قلعہ گیری مین اوقات قلیل البقا کو صرف کرتا رہا۔ آخر موسم گرما مین اہل قلعہ نے پانی کی قلت سے عزم کیا تھا کہ قلعہ اہل اسلام کے حوالہ کرین۔ کہ یکایک پانی برس گیا پس وہ اپنے ارادہ سے منحرف ہوئے۔ اور بہمنی کے لشکر مین غلہ و رسد کی قلت اور بیماری ہیضہ کی کثرت واقع ہوئی۔ اور تمام لوگ درازی محاصرہ سے گھبرا گئے تھے۔ ملک سیف الدین غوری وکیل السلطنت یہہ کیفیت سنکر حسب الاجازت بہ بہانہ سیر و تفرج بادشاہ کے پاس مع جمعیت حاضر ہوا

اور تنہائی مین بادشاہ کو سمجھایا کہ فی الحال قلعہ کی فتح مشکل معلوم ہوتی ہے۔ اس قلعہ کے عوض جس کے اطراف مین پندرہ قلعہ ہین قلعجات دوابہ کو نبدر گووہ و بلگام سے بنکا پور تک فتح کرے۔ پھر اس قلعہ کیطرف متوجہ ہونا چاہئیے۔ مجاہد شاہ مراجعت پر راضی ہو گیا۔ اور ملک سیف الدین غوری نے بیجانگر کے رائے سے صلح کر لی۔ اور مجاہد شاہ کو محاصرہ سے اُٹھایا۔ اور خود گلبرگہ آیا۔

مجاہد شاہ کے قتل کے اسباب

ملخفات کے مولف نے قتل کے اسباب سے لکہا کہ ایک خانمحمد کا معزول کرنا۔ دوسرا اپنے عم بزرگوار کو ایک غلطی پر گالیان دیا۔ خانمحمد کو تخت پر جلوس کرتے ہی بدگمانی کی وجہ سے معزول کیا۔ اور اور عم بزرگوار کو دہنہ سوورہ کے ترک کرنے پر سخت وسست کہا۔ یہہ دونون عزیز قریب معزز و مکرم تھے دہنہ کا قصہ مختصر یہہ ہے کہ داؤد شاہ کا سوورہ سے برخاست کرکے جنگ مین شامل ہونا۔ دو امر پر مشتمل ہے۔ ایک برادرزادہ کی ہمدردی دوسرے غلط فہمی۔ ہمدردی کی تصدیق اُسکی خونریزی اور مخالفین کی سرکوبی سے ثابت ہوتی ہے۔ غلط فہمی یہ ہے کہ سوورہ کی محافظت بغیر انتظام کئے ہوے چہوڑ گیا تہا۔ واقعی بقول مجاہد شاہ اگر ہنود واسپر قابض ہو جاتے۔ اور اُنکا قبضہ پورا ہو جاتا۔ اور مسلمانون کو شہر سے نکلنا غیر ممکن ہو جاتا۔ ہزارہا جانین معرضہ تلف مین آجاتین لیکن تائید آلہی سے ہنود کا قبضہ کامل نہوا تہا کہ مسلمانون کو کامیابی ہو گئی۔ اکثر جانین بچگئین پس ایسی حالت مین مناسب نہین تہا کہ مجاہد شاہ عم بزرگوار کو دشنام وسخت کلام سے ذلیل و ناخوش کرے بلکہ ایسے موقع مین درگذر کرکے ملائم الفاظ مین ہدایت کرنی چاہئیے تہا۔ لیکن جو امر شدنی ہوتا ہے ضرور واقع ہوتا ہے۔ بادشاہ کی سخت کلامی سے داؤد شاہ کے دل مین

کدورت پیدا ہوگئی۔ اسیطرح خانمحمد کے دل مین عزل کے سبب کینہ متمکن ہوگیا تہا۔ مسعود بن مبارک تنبولدار اول ہی سے باپکے قصاص کی فکر مین تہا۔ پس تینون مخالفین بادشاہ کے قتل کے درپے تہے۔ چنانچہ قتل کا واقعہ مذکور ہوتا ہے۔

بادشاہ مخالفین کی کدورت سے بے نجنت و بیفکر تہا۔ اور حکما کے قول ٥ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد کو بہول گیا تہا۔ اور اپنی زبان کو سخت کلامی سے نہین روکتا تہا۔ مجاہد شاہ مین اگر عیب تہا تو یہی تہا۔ یہی ایک عیب ایسا ہے کہ انسان کی نیکنامی کو بدنامی کے دہبہ سے معیوب کردیتا ہے۔ عموماً خلائق وخصوصاً سلاطین و حکام پر واجب ہے کہ سخت کلامی سے دور رہین اور عوام الناس کی غلط فہمیون وخطاؤن سے درگذر کرین اسی زبان درازی و سخت کلامی کی وجہ سے دنیا مین ہزارہا جانین ہلاک ہوئین۔ جیسا کہ مجاہد شاہ کا واقعہ ہوا۔ طوالت کی وجہ سے دیگر نظائر و تماثیل قلم انداز کئے گئے

مجاہد شاہ کا قتل

مجاہد شاہ محاصرہ سے برخاست کرکے دریائے تنگبہدرہ سے اُترآیا۔ اور مدگل کے اطراف مین پہنچ گیا لشکر کو وہان چہوڑ کے خود مع چارسو خاصہ خیل کے ساتہہ سیر شکار مین مشغول ہوا۔ اور غافل تہا کہ فلک شعبدہ باز کونسی بازی تازہ نمود کرتا ہے۔ اور کونسا معرکہ پیش لاتا ہے۔ چارسو مین۔ خانمحمد و اعظم ہمایون و صفدر خان سیستانی ہمرکاب تہے۔ مجاہد شاہ شکار کے شوق مین قلعہ رائچور تک چلاگیا۔ صفدر خان و اعظم ہمایون ہروقت بادشاہ کی حفاظت مین سرگرم رہتے تہے۔ کیا رات کیا دن کیا جنگل کیا مکان سایہ کی طرح بادشاہ کے ہمراہ بسر کرتے تہے۔ داؤد خان گالی کہانی اور خانمحمد معزولی۔ اور مسعود خان تنبولدار اپنے باپکے قتل سے رنجیدہ خاطر و قابو جو تہے۔ راتدن اسی گہات مین

رہتے تہے کہ مجاہد شاہ کو قتل کرین۔ اور مجاہد شاہ مخالفین سے بیفکر تہا۔ جوانی کی جولانی وقوت
پہلوانی کے جوش مین کسیکی پروا نہین کرتا تہا۔ پہر اپنے خاص مصاحبین محافظین صفدر خان
واعظم ہمایون کو اسپنے اپنے مستقر حکومت پر روانہ کیا۔ دونون طوعاً وکرہاً روانہ ہوے۔ بادشاہ سے
بڑی غفلت ہوی کہ اپنے خاص محافظین کو رخصت کیا۔ غفلت کیا تہی۔ بادشاہ کی قضا آئی تہی
جب تک محافظین تہے مخالفین کا داؤن نہ چلا۔ پہر بادشاہ نے شکارگاہ سے لشکر مین مراجعت
نہین کی۔ وہین سے مع جماعت ہمراہی گلبرگہ روانہ ہوا۔ رستہ مین ایکروز کشنا کے کنارے مچہلی کے
شکار کے لئے قیام پذیر ہوا۔ ایکروز کی گرمی کیوجہ سے آشوب چشم ہوگیا۔ رات کو خیمہ مین آرام سے
بستر پر لیٹ گیا۔ صرف ایک خواجہ سرا وغلام حبشی چپی کرنے لگے۔ مخالفین کو اچہا موقع ملا۔ میدان
خالی دیکہہ کے بہ بہانہ چوکی وپہرہ آئے۔ جب وہی رات گذرگئی اور سب لوگ سوگئے۔ داؤد خان
نے خان محمد کو مع چند نفر دروازہ پر مقرر کرکے خود مع مسعود خان سراپردہ مین گیا دیکہا کہ
مجاہد شاہ خواب مین آرام کر رہا ہے۔ خواجہ وحبشی بچہ پائنتی مین مشغول ہین۔ خواجہ سرا داؤد خان کے
ہاتہہ مین خنجر دیکہتے ہی چلایا۔ مجاہد شاہ بیدار ہوگیا۔ آنکہین چرک آلودہ ودہندہ ہوگئین تہین
ہرچند کہ کہولنا چاہا نہ کہولین۔ ایسی حالت مین داؤد خان نے خنجر اسکے پیٹ پر ایسا مارا کہ آنتین
نکل پڑین۔ باوجود زخم کاری وبستگی چشم ہاتہہ بڑہایا۔ اتفاقاً داؤد خان کا ہاتہہ مع خنجر
اسکے ہاتہہ مین آگیا۔ اپنے طرف کہینچا۔ اور حبشی بچہ مسعود خان کو لپٹ گیا۔ مسعود نے ایک
ضرب شمشیر سے غلام کو گرایا۔ اور دوسرے وار مین مجاہد کا کام تمام کردیا **نظم**

اجل خانۂ تن بپرداختش　　　　پس از تخت بر تختہ انداختش

جہان کار زینگونہ بسیار کرد
زمانہ نخستین چنین کار کرد

یکے را ز زر بر سر افسر نہد
یکے را بخاک سیہ در نہد

یہہ واقعہ ۷ ذیحجہ ۷۷۹ ہجری مین واقع ہوا۔ مجاہد شاہ کی مدت سلطنت تین سال لاولد تہا۔ مدت عمر ۲۲ سال

مجاہد شاہ کے تعلیم و تربیت کا ذکر

ملحقات کے مولف نے لکہا کہ محمد شاہ بہمنی مرحوم نے اپنے لخت جگر کی تعلیم و تربیت کا عمدہ اہتمام کیا تہا۔ اساتذہ لائق و اتالیق فائق مقرر کیئے تہے۔ ابتدا مین فارسی و ترکی شروع کرائی۔ تہوڑے زمانہ تک ابتدائی کتب پڑہتا رہا جب مفردات الفاظ و مرکبات فقرات ازبر کرچکا تب چند اہل فارس و اہل ترک شاہزادے کی خدمت مین مقرر کئے اور تاکید کی کہ وقتاً فوقتاً شاہزادہ سے زبان فارسی و ترکی مین گفتگو کرتے رہین۔ حسب الحکم اساتذہ و اتالیق زبانون مذکورہ مین مکالمہ کرتے تہے۔ شاہزادہ چند روز کی مشق مین فارسی و ترکی مین بے تکلف اہل زبان کی طرح ترک و عجم سے مکالمہ کرتا تہا۔ سامعین و ناظرین ہندی و ترکی مین فرق نہین کرسکتے تہے۔ فارسی کی بہی یہی کیفیت تہی۔ بجز اس قول کے کہ شاہزادہ ہندی المولد نہین ہے۔ غرض شاہزادہ نے فارسی و ترکی زبان مین ایسی مہارت کاملہ حاصل کی تہی کہ دونون زبانون مین مافی الضمیر کو بامحاورہ عبارت مین لکہہ سکتا تہا۔ اور علوم و فنون مین اگرچہ عالم فاضل و ماہر کامل نہین تہا لیکن بقدر ضرورت کتب درسیہ مین تعلیم پائی تہی۔ فن سپاہگری مین استاد تہا۔ تیراندازی و شمشیرزنی و نشانہ زنی و سواری و چوگان بازی وغیرہا مین بے نظیر تہا تنومند و زور آور ایسا تہا کہ پہلوان بہو

وگردان زورآور اُسکے مقابلہ مین عاجز ہوتے تہے۔ دلیری و بہادری کے میدان مین رستم و سہراب سے کم نہین تہا۔ شان و شوکت شاہانہ و رعب داب ستمانہ رکہتا تہا۔ مزاج مین چالاکی و جولانی جوش زن تہی۔ الوالعزم تہا جس بات کا عزم بالجزم کرتا تہا۔ اسکی تکمیل مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا تا وقتیکہ کام مین کامیابی حاصل نکرے بیچین و بیقرار رہتا تہا۔ کام تمام کرکے سکون و قرار کرتا تہا فرشتہ نے شاہزادے کی تنومندی تناوری کی حکایت جو لکہی ہے اُس سے شاہزادے کی قوت و زورآوری کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ حکایت یہہ ہے کہ شاہزادہ نے ابتدائے شباب چودہ یا پندرہ برس کی عمر مین ایکمرتبہ خزانہ شاہی کا دروازہ توڑ دیا بقول بعض کہلواکے گئے بدرے اشرفیون و ہونون کے اُٹہا لائے بطور مساعدت اپنے ہم عمر دوستون کو عطا کردئے۔ جب بادشاہ کو اسبات کی خبر ہوئی۔ تب بادشاہ نے مبارک تنبول دار کو بہیجا کہ شاہزادہ کو حاضر کرے۔ مبارک حسب الحکم شاہزادہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ آپ کو حضور بادشاہ یاد فرماتے ہین چلئے۔ شاہزادہ طلبی کی وجہ سے بیخبر تہا۔ فوراً والد ماجد کی خدمت مین حاضر ہوا۔ محمد شاہ پہلے ہی سے غضبناک ہو رہا تہا۔ شاہزادے کے پہنچتے ہی جوش غضب مین شاہزادے کو چند چابک ایسے مارے کہ جسم نازک پر نشان پڑ گئے۔ شاہزادہ پاس ادب کرکے خاموش ہو کے محل سرا مین آیا۔ اور والدہ ماجدہ سے مبارک کی شکایت کی کہ نامبارک مبارک نے مجکو اس امر سے آگاہ نہین کیا۔ کہ بادشاہ آپ پر خفا ہین۔ نہین تو مین آپ سے معافی قصور کی سفارش کراتا۔ اور اُسوقت نہ جاتا۔ جب غصہ فرو ہوتا تب جاکے معافی چاہتا اور عذر کرتا۔ ملکہ نے لخت جگر کو ایسا جواب پسندیدہ دیا۔ کہ اگر ہم اس جواب کو سُنہری حرفون مین لکہہ کے محل کے محراب طاق پر آویزان کرکے روزانہ اسکو دیکہہ دیکہہ کے سبق لین تو

ہمارے لئے مفید ہے۔ جواب یہہ ہے۔ اے جان بابا۔ اے لخت جگر اس معاملہ مین مبارک کا کچہہ قصور نہین ہے۔ اُسنے آپکے والد کے حکم کی تعمیل کی۔ کیا یہ کام اُسکا بیجا ہے؟ ہرگز نہین۔ مجاہد شاہ والدہ کے فرمانے سے خاموش ہو گیا۔ مگر مبارک کیطرف سے دلمین کشیدہ و رنجیدہ رہا۔ اور اس انتظار مین تہا کہ مبارک سے بدلا لون۔ ایک ہفتہ کے بعد مبارک سے کہا۔ مین چاہتا ہون کہ آپ تنومند و زورآور پہلوان ہین اور مین سنتا ہون کہ آپ اکثر پہلوانون کو کشتی مین پچہاڑتے ہین۔ آئے آپ اور ہم آپ باہم کشتی لڑین۔ دیکہین کون غالب ہوتا ہے اور کون مغلوب۔ مبارک شاہزادہ کے رنج و غصہ سے بیخبر تہا اور زورآوری کے زعم مین مغرور تہا۔ نادانستہ کشتی پر راضی ہو گیا۔ دونو باہم کشتی لڑنے لگے شاہزادے نے ایک ہی حملہ مین مبارک کو زمین سے اٹہاکر ایسا پچہاڑا کہ اُسکی گردن توٹ گئی۔ اور اُسیوقت اُسکی روح قالب عنصری سے پرواز کر گئی۔ فرشتہ نے لکہا کہ ابتدائے شعور بلکہ عالم خوردسالی سے ہتیار و آلات حرب کا شائق تہا بہادران تجربہ کار سے محبت والفت رکہتا تہا اُسکی مجلس مین بہادران دلاور کا مجمع رہتا تہا اُسکی مجلس مین کبہی خنجر و شمشیر کبہی کمان و تیر کا تذکرہ ہوتا تہا۔ ملحقات کے مولف نے لکہا کہ علم دوست بہی تہا۔ علما و فضلا کی جد و پدر کی طرح قدر کرتا تہا۔ علما ہی اُسکی محفل کے رونق تہے۔ اکثر اوقات اُن سے مسائل دینی استفسار کرتا تہا جو کچہہ فرماتے تہے گوش دل سے سنتا تہا۔ بہمن نامہ کے مولف نے سپاہگری کی بابت لکہا ہے ؎

زگہوارہ چون پائے بیرون نہاد ۔۔۔ بہ تیر و کمان دست و بازو کشاد

مجاہد شاہ کے عہد مین رعایا کی حالت

چونکہ مجاہد شاہ اپنے جد و پدر کا ہم خیال و ہمقدم تہا۔ تخت نشین ہوتے ہی ضوابط و مراسم

قائم رکھے جو دائر و سائر تھے۔ ضوابط و قوانین سابقہ میں کچھ تغیر و تبدل نہیں کیا بدستور محمد شاہی عہد کی شان نمایاں تھی سلطنت کے تمام مہمات ملک سیف الدین غوری وکیل السلطنت کے تفویض کیا تھا۔ وزیر باتدبیر نہایت ہی عقیل و فہیم و تجربہ کار تھا۔ صلح کل کے طریقہ پر چلتا تھا۔ اہل اسلام و اہل اصنام کے ساتھ حسن سلوک کرتا تھا۔ رعایا خوشحال تھی۔ کوئی کسی پر بیجا ظلم نہیں کر سکتا تھا وزیر و بادشاہ ہر وقت رعایا کی آسائش چاہتے تھے۔ ملحقات کے مولف نے لکھا کہ مجاہد شاہ کے عہد میں بارش کی کمی سے دکن میں قحط کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ وزیر و بادشاہ کے حسن انتظام سے قحط سالی کے آثار خلائق پر موثر نہیں ہوئے۔ قحط تھا لیکن کوئی قحط کا نام نہیں لیتا تھا۔ جا بجا لنگر خانے قائم کر دئے تھے۔ غربا و فقرا کو صبح و شام کھانا ملتا تھا۔ اور سپاہ کیلئے وظیفہ پرورشی اطفال و عیال مقرر کئے تھے۔ سپاہ و غیر سپاہ وزیر و بادشاہ کے شکر گزار تھے۔ بادشاہ کے سپاہ دوست و ہنر پرور ہونے سے اطراف و جوانب کے سپاہ و نامور و ہنرور دارالسلطنت گلبرگہ میں جمع ہو گئے تھے۔ شہر میں متعدد تعلیم خانے قائم کر دئے تھے۔ سپاہان تجربہ کار سے جوانان ہوشیار و طفلان ہونہار فن سپاہگری سیکھتے تھے۔ ورزش و محنت سے تنومند و زور آور بنتے تھے۔ بادشاہ انہیں تعلیم خانوں کے تربیت یافتہ سپاہ کو خدمات مناسب پر مقرر کرتا تھا۔ اور سپاہ لائق عہدہائے جلیلہ پر مامور کئے جاتے تھے۔ مشائخ و علماء کی بڑی قدر و عزت کرتا تھا اور حسن ارادت و نیک عقیدت سے ملتا تھا۔

داؤد شاہ بن علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کا جلوس

داؤد شاہ بن علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی سترہ تاریخ ماہ ذیحجہ ۷۷۹ھ ہجری اپنے برادر زادہ

مجاہد شاہ کو قتل کر کے امرائے ہمراہی کے مشورہ سے تخت نشین ہوا۔ ہمراہی تمام مصاحبون کو
انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ اور نہایت اخلاق و مروت سے تمام کی تالیف قلوب کی۔ امرا
و سپاہ نے خوشی و ناخوشی سے بیعت کی۔ سب نے حسب دستور بہمنیہ نذرین پیش کین۔ علی الصباح
برادر زادہ کا جنازہ گلبرگہ روانہ کیا۔ اور خود مع سپاہ اسی مقام شکارگاہ مین تین دن تک مقیم رہا
بعدازان شان و شوکت و تجمل و صولت کے ساتہہ دارالسلطنت گلبرگہ مین آیا۔ مجاہد شاہ کے
قتل کی خبر سے تمام ممالک دکن مین کہلبلی واقع ہوئی۔ ہر طرف فتنہ و فساد کی صورتین پیدا ہوگئین
صفدر خان سیستانی صوبہ برار و اعظم ہمایون صوبہ دولت آباد جو بیجاپور مین پہنچے تہے۔ اس خبر کے
سنتے ہی رنجیدہ و غمگین ہوئے۔ دارالسلطنت گلبرگہ مین مبارکباد کے لئے نہین آئے۔ بیجاپور سے
ہاتی اور گہوڑے ہمراہ لیکر اپنے اپنے صوبہ مین چلے گئے۔ اور داؤد شاہ کی خدمت مین عرضداشتین
بہیجدین جب آپ یاد فرمائینگے۔ اسوقت حاضر ہون گے۔ اب ہم بوجہ ماندگی سفر اپنے اپنے
علاقون مین جاتے ہین۔ اور اسی خبر کے سنتے ہی بیجانگر کی فوج سرحدی کشنا کے کنارے تک
حملہ کر کے رائیچور کے قلعہ پر قابض و متصرف ہوئی۔ اور گلبرگہ مین دو فریق ہوگئے ایک فریق چاہتا تہا
کہ داؤد شاہ تخت نشین رہے۔ اور دوسرے فریق کی خواہش تہی کہ محمود شاہ علاء الدین حسن
گنگوئے بہمنی کا چہوٹا بیٹا تخت نشین کیا جائے۔ دونو فریق مین اختلاف شدید واقع ہوا۔
قریب تہا کہ فریقین مین کشت و خون کا میدان گرم ہو جائے۔ داؤد شاہ کے مخالفین کہتے تہے
کہ قاتل مقتول کا وارث و جانشین نہین ہو سکتا ہے۔ لیکن ملک سیف الدین غوری جو عقیل
و ہوشیار و تجربہ کار تہا۔ دفع فساد کے لئے بارگاہ کل یعنی دربار عام مین کہڑا ہوگیا۔ سب کو

عبرت انگیز و مصلحت آمیز نصائح و پند سے سمجھایا۔ اور فرمایا کہ یہہ اختلاف مملکت و سلطنت کی خرابی و بربادی کا مقدمہ ہے۔ دنیا مین اکثر حکومتین انہین خانہ جنگیون کی بدولت برباد و تباہ ہوئین اب داؤد شاہ تخت نشین ہو چکا ہے۔ اور لقب شاہی اختیار کر لیا ہے۔ ایسی حالت مین میرے نزدیک مناسب و بہتر یہی ہے کہ ہم سب بالاتفاق اُسکی اطاعت و بیعت کرین۔ اور اُسکو بادشاہ مانین۔ سیف الدین کی تقریر سے تمام حاضرین دربار خاموش ہو گئے۔ اور جھگڑے و فساد سے باز آئے لیکن مجاہد شاہ کی ہمشیرہ روح پرور آغا نے ناناکی تقریر و رائے سے اتفاق نہین کیا۔ ملک سیف الدین نے خوب سمجھایا منایا۔ لیکن شاہزادی کی بیقراری و اضطرابی مین کمی نہین ہوئی۔ جب داؤد شاہ دربار مین آیا تب ملک سیف الدین نے مع امرا اُسکا استقبال کیا۔ اور اُسکو تخت فیروزہ پر بٹھایا اور وزارت سے استعفا دیکر علیحدہ ہو گیا۔ داؤد شاہ خود مہمات سلطنت کو انجام دینے لگا۔ کل امرا و سپاہ کیا ہندو کیا مسلمان سب نے اُسکی اطاعت قبول کر لی۔ اور تمام نے مبارکبادی کی رسم ادا کی۔ مگر روح پرور نے مبارکباد نہ دی۔ داؤد شاہ ہر وقت برادر زادی کی شوخی و دلیری کی پروا نکر کے ملائمت و ملاطفت سے پیش آتا تھا۔ اور اُسکی تالیف و دلدہی مین کوشش کرتا تھا۔ لیکن روح پرور کے نزدیک چچا کی کچھہ وقعت و عظمت نہین تھی۔ چچا کو حقارت سے دیکھتی تھی۔ بہمنیہ خاندان مین روح پرور بہت ہی معزز مانی جاتی تھی۔ حرم سرا کے تمام خورد و بزرگ اُسکی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اس لئے داؤد شاہ اُسکی نامناسب باتون سے درگذر کرتا تھا اور اُسکو عورت سمجھہ کے بیفکر تھا۔ اور دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد کا مضمون بھول کے اُس کے رنج و غم سے کچھہ پروا نہین کرتا تھا۔

داؤد شاہ کے قتل کا ذکر

روح پرور آغا نہایت دلیر و ہوشیار تہی۔ عورت تہی لیکن ہمت و جوانمردی مین مردون سے کم نہ تہی۔ راتدن مجاہد شاہ کے رنج و غم مین بسر کرتی تہی۔ اور اسی گہات مین رہتی تہی کہ چچا کو بہائی کے قصاص مین قتل کرون۔ اُسے اس خیال مین نہ رات چین تہا نہ دن آرام۔ تہا تنگ اُس نے کہ ایک شخص باگہ نام کو جو دلیری و تنومندی مین مشہور تہا۔ مجاہد شاہ کے مصاحبون مین شریک تہا مجاہد شاہ کے قصاص کی ترغیب دی۔ باگہ روح پرور کی ترغیب سے اپنے ولی نعمت کے قصاص لینے کے لئے مستعد ہوا۔ اور جان نثاری کیلئے قائم ہوگیا۔ اتفاقاً جمعہ کے روز ۲۱ تاریخ محرم سنہ ۸ ہجری داؤد شاہ مع مسند عالی خان محمد جامع مسجد مین نماز کے لئے گیا۔ باگہ بہی مسجد مین آیا۔ داؤد شاہ کے عقب مین بیٹہہ گیا۔ جب نمازی سجدہ مین گئے تب باگہ نے موقع پاکے چستی و چالاکی سے داؤد شاہ پر حالت سجدہ مین تلوار کا ایک وار ایسا مارا کہ اُسکا کام تمام کردیا۔ داؤد کے قتل ہوتے ہی مسجد مین قیامت برپا ہوگئی۔ باگہ بہاگنے کی فکر مین تہا کہ خان محمد مسند عالی نے تلوار کے ایک ہی وار مین اسکا سر تن سے جدا کردیا۔ داؤد شاہ نے صرف ایک مہینہ پچیس دن سلطنت کی۔ زمانہ نے مہلت نہ دی۔ نہین تو سلطنت عمدہ طرح سے کرتا۔ زمانہ دیدہ و علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کا تربیت یافتہ تہا۔ اولاد مقتول۔ محمد سنجر خان۔ فیروز خان۔ احمد خان۔ دو دختر

داؤد شاہ کے قتل کے بعد تقرر بادشاہ کی بابت خلاف کا ذکر

داؤد شاہ کے قتل کے بعد مسند عالی خانمحمد و روح پرور آغا بادشاہ کے مقرر کرنے مین خلاف کرنے لگے۔ مسند عالی چاہتا تہا کہ محمد سنجر خان بن داؤد شاہ کو تخت نشین کرے۔ اور روح پرور آغا

چاہتی تھی کہ محمود شاہ بن علاء الدین حسن تخت نشین کیا جائے ۔ اس اختلاف مین دو فریق ہو گئے
قریب تھا کہ باہم دونون فریق مین جنگ شروع ہو جائے اور طرفین مین کشت و خون کا بازار گرم
ہووے ۔ روح پرور آغا نے جو صاحب ہمت و جرأت تھی فی الفور قلعہ کا دروازہ بند کر دیا ۔ اور
برجون پر توپین چڑہا دین ۔ اور کہا محال و غیر ممکن ہے کہ مسند عالی قاتل ظالم کے بیٹے کو بادشاہ
بنائین ۔ جب تک زندہ ہون ہیہ ہرگز ہونے ندونگی ۔ اکثر امرائے سلطنت روح پرور آغا کے ہمراہ ہوئے
اُسوقت محمد سنجر و محمود شاہ دونون قلعہ مین روح پرور کے پاس تھے ۔ اس عورت مردانہ صفت نے چستی
و چالاکی سے محمد سنجر کو نظر بند کر کے نہایت حفاظت سے رکھا ۔ ایسا نہو کہ مسند عالی سنجر کو
قلعہ سے لیجائے ۔ مسند عالی خانمحمد مع چند ارکان دولت ملک سیف الدین غوری معزول کی
خدمت مین آیا ۔ اور محمد سنجر شاہ کی تخت نشینی کی بابت گفتگو کی ۔ وکیل السلطنت معزول نے
جو جہان دیدہ و کار آزمودہ اور زمانہ کے نشیب و فراز سے واقف تھا مسند عالی کو نہایت سہولت
و نرمی سے کہا کہ اسوقت محمود شاہ و سنجر شاہ دونون قلعہ مین روح پرور کے پاس ہین ۔ اکثر امرا
روح پرور کی رائے سے اتفاق کرتے ہین ۔ اور مخالفت نہین چاہتے ہین مین ایسی حالت
مین مناسب جانتا ہون کہ منازعت کو دور کرین ۔ اور آپ ہم سب ملکے روح پرور کے پاس
چلین اور سلطنت کا معاملہ روح پرور کی رائے پر چھوڑنا چاہیئے ۔ وہ جیسا کرے اُسکو
ماننا چاہیئے ۔ مسند عالی نے مدار المہام کی تقریر سنی اور دلمین خیال کیا کہ تمام ارکان دولت
کیا ہندو کیا مسلمان سب وکیل السلطنت کے کہنے سے سرمو خلاف نہین کرتے ہین ۔ بامر مجبوری
پسند کیا ۔ پھر تمام ارکان دولت کیا ہندو کیا مسلمان سب وکیل السلطنت کے کہنے سے سرمو

خلاف نہین کرتے ہین۔ بامر مجبوری پسند کیا۔ پہر تمام ارکان دولت وکیل السلطنت کے ہمراہ روح پرور آغا کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ روح پرور آغا اگرچہ عورت تہی مگر ملکی انتظام مین مردون سے سبقت لیگئی تہی ہوشیاری و چالاکی مین مردانہ صفت رکہتی تہی۔ مسند عالی وغیرہ کے پہنچنے سے پہلے ہی سنجر شاہ کی آنکہون مین سلائی پہیری۔ اُس بیچارہ مظلوم کو اندہا کرکے بادشاہی کے قابل نہین رکہا تہا۔

محمود شاہ کی تخت نشینی

مسند عالی خان محمد وکیل السلطنت و روح پرور آغا سے تقرر بادشاہ کی بابت باہم گفتگو دیر تک ہوتی رہی آخر روح پرور نے باتفاق جملہ ارکان دولت محمود شاہ بہمنی بن علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کو تخت نشین کیا۔ تمام امرا و وزرائے حسب دستور نذرین دین اور سلامی کی توپین فیر کی گئین اور مبارکبادی کے شادیانے بجوائے گئے۔ دربار مین امرائے ذیل تہے۔

ملک سیف الدین غوری - وکیل السلطنت
بہادر خان افغان - امیر الامرا
صفدر خان سیستانی - طرفدار برار
اعظم ہمایون - طرفدار تلنگانہ

میر فضل اللہ انجو شاگرد علامہ سعد الدین تفتازانی - صدر
ملا محمد قاسم مشہدی - میر سامان

بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی - حاکم ساغر
خواجہ مقرب ولد بہاء الدین دولت آبادی - مقرب

محمد ولد بہاء الدین دولت آبادی - مقرب
سید محمد المخاطب بہ کالا پہاڑ - امیر صدہ
یوسف اثر در - سر لشکر

محمود شاہی دربار کا ذکر

تخت نشینی کے بعد محمود شاہ بہمنی نے دوسرے دن ایک دربار عام منعقد کیا۔ دربار مین عام و خاص امرا و وزرا و مشائخ و قضاۃ و معززین ریاست حاضر ہوئے۔ بادشاہ نہایت خوشی کیساتھ تمام سے مخاطب ہوا۔ امرا و مشائخ و وزرا و قضاۃ و معززین ریاست کو حسب درجہ انعام و خطاب سے سرفراز فرمایا۔ اور ملک سیف الدین غوری کو باطرتمام وزارت کی خلعت عطا کی اور دارالسلطنت کی طرفداری بہی مقرر کی۔ اور مسند عالی خان محمد کو جو بانی فتنہ و فساد تہا ساغر کے قلعہ مین قید کیا۔ اور وہ اُسی قید خانہ مین چند عرصہ کے بعد فوت ہوگیا۔ اور مسعود خان بن مبارک تنبولدار خاصہ کو جو مجاہد شاہ کے قتل مین شریک تہا گرفتار کرکے اولاً اُسکے ہاتہہ پاؤن قطع کرائے پہر اُسکو دار پر کہینچا اور اسیطرح دوسرے مفسدین کو بہی سزائین دین بلکہ بعض کو خارج البلد کیا۔

محمود شاہ کا عدل و انصاف

محمود شاہ ملکی انتظام مین بہت غور و فکر کرتا تہا۔ مہمات ولوانی کو ملک سیف الدین غوری کے مشورہ سے انجام دیتا تہا وکیل السلطنت کے مشورہ بغیر کوئی کام نہین کرتا تہا۔ اسی وجہ سے اُسکے عہد مین ہر طرف امن و امان۔ عیش و عشرت کا سامان تہا۔ تمام رعایا خوشحال مال و دولت سے مالا مال تہی۔ شرع محمدی کا پابند تہا۔ عدالت کا قانون شرع تہی۔ قاضی۔ محتسب۔ و صدر عدالت وغیرہ حکام شرعی احکام کے اجرا مین تاخیر جائز نہین رکہتے تہے۔ اور فقہیہ مسائل کے امضا مین توقف نہین ہوتا تہا۔ بادشاہ کبہی کبہی حکام کی عدالت مین عین اجلاس کیوقت جاتا تہا مدعی و مدعی علیہ کے اظہارات سنتا تہا۔ اور حاکم کے فیصلہ کو غور سے دیکہتا تہا۔ محمد قاسم

فرشتہ نے لکہا کہ اسی بادشاہ کے عہد مین ایک عورت زنا کی جرم مین گرفتار ہوئی۔ فاحشہ چار شخصون سے تعلق رکہتی تہی۔ حد شرعی کے لئے دار القضا مین بہیجی گئی۔ قاضی نے عمل شنیعہ کی بابت سوال کیا۔ اوس نے جوابدیا۔ اے قاضی مجہے معلوم نہین تہا کہ یہہ فعل حرام ہے۔ میرا گمان تہا جیساکہ مردون کو چار عورتون کی جازت ہے اُسیطرح عورت کے لئے بہی چار کے ساتہہ عقد کرنیکی اجازت ہوگی۔ مین اس غلط فہمی و شبہ کے وجہ سے اُس فعل حرام مین مبتلا ہوئی ہون۔ اب حرام سے آگاہ ہوئی ہون۔ آیندہ کبہی ایسا نہین کرونگی معاف فرمائے اُس مکّارہ نے اس حیلہ سے رہائی پائی۔ ملحقات کے مولف نے لکہا کہ قاضی صاحب عورت کا جواب سنکے متفکر ہوے کہ کیا حکم کرنا چاہیے اُسوقت محمود شاہ نے فرمایا۔ قاضی صاحب الحدود تندرء بالشبہات عورت کو رہا کرنا چاہیے قاضی صاحب نے زن مکّارہ کو چہوڑدیا۔ یہہ نقل ہمنیہ سلاطین کے عدالت کے بیان مین مذکور ہوچکی ہے یہان بہی محمود شاہ کے وجہ سے مکرر اعادہ کیا گیا۔

محمود شاہ کے خصائل و شمائل کا ذکر

ملحقات کے مولف نے لکہا کہ سلیم النفس خوش اخلاق عادل کم آزار پابند شرع منصف مزاج تہا۔ خط خوب لکہتا تہا۔ قرآن شریف باقرارت مصری لہجہ مین پڑہتا تہا۔ ناظم و ناثر تہا۔ کبہی کبہی اشعار موزون کرتا تہا۔ جیساکہ حدائق السلاطین کے مولف نے محمود شاہ کے چند اشعار لکہے ہین وہ یہہ ہین

نظم

آنجا کہ لطف دست دہد منصب مراد ‫ ‬ بخت سیاہ و طالع میمون برابر است

عاقبت در سینہ کار خون فاسد می کند ‫ ‬ ولہ ‫ ‬ زخصتے ایدل کہ از الماس نشتر می خورم

خضر بد سود است در بیع متاع عافیت   میروم این جنس را از جائے دیگر میخرم

علوم متداولہ سے باخبر تہا۔ فارسی و عربی مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ اہل زبان کے ساتہہ دونون زبانون مین بامحاورہ تکلم کرتا تہا۔ اُسکے زمانہ مین بہت سے شعراء عرب و عجم سے آئے ہین۔ انعام و صلات سے سرفراز ہوے ہین۔ نظامی کے مولف نے لکہا کہ بادشاہ کے عہد مین ایک شاعر گلبرگہ مین آیا ملا فضل اللہ انجو کے توسل سے باریاب ہوا۔ ایک قصیدہ مدحیہ پیش کیا۔ ایکہزار تنگہ طلائی جائزہ پایا۔ اعزاز کے ساتہہ وطن کو روانہ ہوا۔ مولف مذکور نے شاعر کا نام اور قصیدہ نہین لکہا۔ اور فرشتہ نے بہی شاعر کا ذکر لکہا لیکن شاعر کا نام و قصیدہ کے اشعار نہین لکہے۔

لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہ کی آمد کا ذکر

چونکہ بادشاہ کی سخاوت و سخن پروری قدر شناسی کی شہرت عالمگیر ہوئی۔ اور آوازہ قدردانی خلائقون کے گوش گزار ہوا۔ اکثر علما و شعرا ممالک بعیدہ عرب و عجم و ترک سے بادشاہ کے پاس آنے لگے۔ حضرت خواجہ بہی سفر دکن کے عازم ہوئے لیکن ایسے موانع واقع ہوے کہ خواجہ کا ارادہ مرتبہ قوہ سے وجود مین نہین آیا۔ پس یہہ خبر فضل اللہ انجو کو معلوم ہوئی۔ بقدر ضرورت زاد و راحلہ شیراز مین حضرت کے پاس بہیجکے تشریف آوری کی درخواست کی۔ آپ تشریف لائے۔ ملک دکن کو قدوم میمنت لزوم سے رشک فردوس برین فرمائے۔ والی ملک و اہل ملک آپکے دیدار فیض آثار سے مشرف ہونگے پہر آپ کو کامیابی و فیروزی کے ساتہہ وطن مالوفہ شیراز روانہ کرینگے۔ خواجہ میر فضل اللہ انجو کی توجہ و مہربانی سے نہایت ہی خوش ہوے۔ میر نے جو کچہہ زادراہ بہیجا تہا۔ اس مین سے اپنے ہمشیرزادون اور بیواؤن کو تقسیم کیا۔ اور کچہہ قرضخواہون کو بہی دیا۔ پہر سفر سند کا سامان فراہم کرکے شیراز سے

برآمد ہوئے۔ جب مقام لارین پہنچے۔ یہان آپ کو ایک دوست ملا۔ جسکا تمام مال و اسباب چورون نے
لوٹ لیا تہا۔ مفلس و بیسر و سامان تہا۔ آپنے براہ ہمدردی جو کچہہ زادراہ پاس تہا اُسکو دیدیا۔ اور
خود تہیدست ہوگئے۔ اُسوقت حسن اتفاق سے خواجہ زین العابدین ہمدانی و خواجہ محمد گازرونی
سوداگران معتبر جو عازم ہند تہے آپسے ملے حسن اخلاق سے زادراہ کے کفیل ہوے۔ آپ کو لار سے
بندر ہرمز مین لائے۔ اور آپ محمود شاہی کشتی مین سوار ہوے۔ ابہی کشتی روانہ نہین ہوئی تہی۔ کہ
طوفانی ہوائین چلنے لگین دریا موجزن ہونے لگا۔ آپ گہبرائے۔ اور اس بہانہ سے اُتر گئے کہ ہرمز
کے بعض احباب سے ملکے آتا ہون۔ جب کشتی سے اُتر چکے اُسوقت ایک غزل لکہہ کے میر فضل اللہ
انجو کے پاس بہیجدی۔ اور خود شیراز واپس چلے گئے۔ غزل یہہ ہے۔

غزل

دمے با غم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد — بمے بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد
بکوئے میفروشانش بجامی بر نمی گیرند — زہے سجادۂ تقوی کہ یک ساغر نمی ارزد
رقیبم سرزنشہا کرد کز این خاک در بگذر — چہ افتاد این سر ما را کہ خاک در نمی ارزد
بس آسان می نمود اول غم دریا ببوی زر — غلط کردم کہ یک موجش بصد من زر نمی ارزد
شکوہ تاج سلطانی کہ بیم جان درو درجست — کلاہ دلکش است اما بترک سر نمی ارزد
بشو این نقش دل تنگی کہ در بازار یکرنگی — ملمعہائے گوناگون مے احمر نمی ارزد
چو حافظ در قناعت کوش و ز دنیای دون بگذر — کہ یک جو منت دونان جہان یکسر نمی ارزد

جب یہہ غزل میر فضل اللہ انجو کے پاس پہنچی۔ تذکرۂ ایک روز دربار مین محمود شاہ بہمنی کی خدمت مین
خواجہ کی تشریف آوری ہرمز تک اور وہان سے مراجعت کرنا شیراز۔ اور غزل کا بہیجنا مفصل بیان کیا

محمود نے فرمایا جب خواجہ ہماری مجلس کے ارادہ سے سرحد تک آئے تو اب ہم پر واجب و لازم ہے کہ خواجہ کو اپنے فیض و کرم سے محروم نہ رکہیں۔ ملا محمد مشہدی کو کہ فضلائے بہمنیہ سے تہا ہزار تنکہ طلائی جسکے ساڑہے چار ہزار سکہ شاہی ہوتے ہین مع دیگر تحائف نفائس ہند دیکر خواجہ کی خدمت مین شیراز روانہ کیا۔ کسی مورخ نے روپیہ پہنچنے کا حال نہین لکہا۔ شاید پہنچا ہوگا۔ یہہ بادشاہ سلطنت سے قبل قیمتی لباس پر تکلف پہنتا تہا۔ تخت نشینی کے بعد تکلف و تجمل کو ترک کردیا۔ صرف سفید لباس سادہ کپڑون سے بناکے زیب بدن کرتا تہا۔ اور خزانہ شاہی سے بقدر مایحتاج لیتا تہا۔ اور کہتا تہا کہ خزانہ شاہی کا روپیہ ذاتی زیب و زینت مین صرف کرنا خیانت ہے۔ ایک وقت بادشاہ کے عہد مین قحط سالی واقع ہوی۔ بادشاہ نے رعایا کے ساتہہ ایسی ہمدردی کی کہ عام و خاص کو قحط سالی کا اثر ذرہ برابر معلوم نہین ہوا۔ عوام الناس بدستور آسائش سے بسر کرتے تہے۔ یعنے بادشاہ دس ہزار بیل خاص سرکاری گجرات و مالوہ و برار بہیجکے غلہ منگواتا تہا۔ اور رعایا کے ہاتہہ ارزان قیمت مین فروخت کراتا تہا۔ قحط کے زمانہ مین رعایا کو غلہ کثرت سے بقیمت ارزان ملتا تہا۔ نایابی غلہ کی کوئی شکایت نہین کرتا تہا۔ یتیمون کے لئے گلبرگہ و بیدر۔ و قندہار و ایلچپور برار و دولت آباد و جنیر وغیرہ مین محمد شاہ کی طرح مدارس جاری کئے تہے۔ و ظائف مد اوقاف سے مقرر کئے۔ اور بڑے بڑے شہرون و قصبات مین محدثین و واعظین معین کئے کہ اہل اسلام کو دینی مسائل و اوامر و نواہی کی تعلیم کرتے رہین۔ اور وعظ و نصیحت کے ذریعہ سے انکو منہیات سے باز رکہین۔ اور اسلام کی اشاعت مین بہی کوشش کرتے رہین۔ اور اندہون و معذورین کیلئے و ظائف مقرر کردئے تہے۔ اور ان کی پرورش و خبرگیری عمدہ طرح سے کرتا تہا۔ اکثر بدمعاش

حرام خور عمداً تکلفاً اندھے بنجاتے تھے۔ اور وظیفہ خوارون کی طبقہ مین شریک ہو جاتے تھے۔
بادشاہ پروا نہین کرتا تھا۔ فقرا دوست و غربا نواز تھا۔ مساکین فقرا سے نیاز مندانہ ملتا تھا۔ اور
اُنکی خاطرداری و خبرگیری کو واجب جانتا تھا حضرت قطب ربانی شیخ محمد سراج جنیدی کی
خدمت مین اکثر اوقات آمدورفت کرتا تھا۔ حسن ارادت و عقیدت سے ملتا تھا۔ مرض الموت مین
حضرت کی عیادت کیلئے چند مرتبہ گیا تھا۔ حضرت ہر وقت بادشاہ کے دیدار سے محظوظ ہوتے تھے
دعائے خیر دیتے تھے۔ کہتے ہین کہ اُنھین ایام مین حضرت شیخ کا انتقال ہوا۔ بہت افسوس و
رنج کیا۔ تین روز تک عدالتون مین تعطیل کردی۔ اور اسیطرح نوبت نوازی بھی بند کردی تھی
سوم کے روز خود حضرت کی فاتحہ مین شریک ہوا۔ چادر و پھول چڑہانیکے لئے قبر پر آیا۔ فاتحہ پڑہ کے
مساکین و غربا پر بہت خیرات کی۔

نظامی کے مولف نے لکھا کہ محمود شاہ نے قحط سالی کے زمانہ مین اکثر بنجارے مقرر کئے تھے۔
دس بارہ ہزار بیل مالوے و گجراتی جمع کئے تھے۔ اور اس کام کیلئے بنجارے مقرر کئے تھے اور ان کے
معرفت سے غلہ برار و گجرات و مالوہ سے خرید کے منگواتا تھا۔ اور رعایا کے ہاتھہ ارزان قیمت مین
فروخت کراتا تھا۔ رعایا بادشاہ کی توجہ و عنایت سے خوشحال تھی۔ خلایق پر قحط کا کچھہ اثر
نہین ہوا تھا۔ کامل ایک سال تک غلہ کی آمدورفت کا سلسلہ جاری رہا۔ جب بارش آئی اور
مینھہ خوب برسا۔ جابجا تخم ریزی شروع ہوگئی۔ اُسوقت غلہ کی آمدورفت کا سلسلہ بند کیا گیا
نظام الدین احمد کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ دکن مین بنجارے قدیم سے بود و باش کرتے ہین۔
بعض مورخین کا قول کہ بنجارے جہانگیر کے زمانہ سے دکن مین آئے الخ۔ پایۂ اعتبار سے ساقط ہے

اگر یہہ کہتے کہ جہانگیر کے عہد سے عالمگیر کے عہد تک دکن مین یہ سد بنجارون کے توسل سے پہنچتی تہی تو بجا ہوتا۔ اس بادشاہ باخدا نے انیس سال نو مہینے چوبیس دن سلطنت کی مگر مدت العمر کہین لشکر کشی نہین کی۔ عیش و آرام سے حکمرانی کرتا رہا۔ اس مدت حکمرانی مین بنی آدم سے ایک فرد کے قتل کا روادار نہین ہوا۔ ملک مین امن و امان تہا۔ اہل دکن اُسکو ارسطو کہتے تہے۔ واقعہ مین مرد باخدا و پیشوائے حکما تہا **نظم**

چو آن شاہ دولت جہان برگرفت	بشاہنشہی چتر بر سر گرفت
بسے سالہا در جہان کام یافت	براورنگ بے رزم آرام یافت

بہاء الدین تہانہ دار ساغر کی بغاوت

ملحقات کے مولف و فرشتہ نے لکہا کہ اس بادشاہ باخدا کے آخر عہد مین سوء اتفاق و غلط فہمی صاحبان اغراض کی بدگوئی سے چند مہینے فتنہ و فساد کی آگ بہڑکتی رہی آخر بہادران بہمنی کے آبدار تلوارون کے پانی سے بجہہ گئی۔ وہ واقعہ یہہ ہے۔ کہ بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی بادشاہ کی توجہ و عنایت سے ساغر کی تہانہ داری حکومت پر سرفراز ہوا۔ اور اُسکے دونون فرزند ایک محمد و دیگر خواجہ بادشاہ کے مصاحب و مقرب ہوے۔ مسند امارت پر پہنچ گئے۔ روز بروز اُن کی شان و شوکت بڑہنے لگی۔ حاسدین رشک و حسد کرنے لگے۔ اور اُن کے شکایت شروع کی۔ آخر دونون بہائیون کو خیانت سے متہم کئے۔ باوجود اتہام محمد شاہ نے اُن کی نسبت کیسکی نہین سنی۔ اور خیانت کی نسبت کو جہوٹ قرار دیا۔ اور فرمایا کہ حاسدین کی باتین غرض سے خالی نہین ہین لیکن محمد و خواجہ نے متوہم ہوکے بغاوت کا نشان بلند کیا۔ مع ہزار سوار ساغر روانہ ہوئے

اور باپ سے ملے۔ وہ بیچارہ پیر سال خوردہ بدولت فرزندان باغی ہوا۔ باہم ملکے سوار و پیادہ فراہم کرنے لگے
دوم مرتبہ بادشاہی لشکر سے مقابل ہوے۔ فیروز کامیاب رہے۔ بادشاہی فوج کو شکست دیکے تمام
سامان جنگ و آلات توپ و تفنگ لوٹ لئے۔ بادشاہ بہمنی نے تیسرے مرتبہ یوسف اژدر غلام کی کو
سپاہ سالار کرکے باغیون کی مدافعت کیلئے بہیجا۔ یوسف مع فوج جرار ساغر روانہ ہوا۔ پہنچتے ہی
قلعہ کا محاصرہ کیا۔ دو مہینہ تک محاصرہ مین جارہا۔ اکثر اوقات خواجہ مع سپاہ قلعہ سے برآمد ہوکے
بہمنی سپاہ سے مردانہ جنگ کرتا تہا۔ رستمانہ شان دکہلاتا تہا۔ کبہی اسکا بہائی محمد بہی آکے
اسیطرح مردی و مردانگی کی داد دیتا تہا۔ اکثر دونون بہائی بہمنی لشکر پر غالب ہوتے تہے ہرچند کہ
یوسف اژدر کوشش کرتا تہا۔ مفید نہین ہوتی تہی۔ آخر ایکدن سید محمد الملقب بہ کالا پہاڑ
جو منصبداران جدید سے تہا اور بادشاہی بہادرون کے طبقہ مین شریک تہا عین معرکہ مین محمد سے مقابل
ہوا۔ دونون باہم ایکدوسرے پر تلوار کے وار چلا رہے تہے۔ لڑتے لڑتے ایسے مقام پر پہنچے کہ وہان
کوئی محمد کی مدد کو نہ پہنچ سکا۔ اسکا ایک ہاتہہ سید محمد کالا پہاڑ کی ضرب شمشیر سے منقطع ہو گیا۔
باوجود زخم شدید گہوڑے سے نہین اوترا۔ بدستور گہوڑے کی پیٹہہ پر جارہا۔ جب یہ خبر قلعہ مین
خواجہ کو پہنچی اسیوقت بہائی کی مدد کیلئے میدان جنگ مین آیا۔ قریب شام فیما بین خوب جنگ
ہوا۔ دونون فریق برابر رہے۔ پہر علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ دونون بہائی راتکو خندق کے کنارے
مع جمعیت فروکش ہوے۔ اور زمانہ کی نیرنگی و شعبدہ بازی سے غافل ہوئے۔ محصورین قلعہ نے
فرصت پاکے یوسف کے پاس پیغام بہیجا کہ ہم بادشاہ کے خیرخواہ ہین۔ بلحاظ ضرورت مخالفین
کے ہمراہ ہو گئے تہے۔ آج کی رات قلعہ دونون بہائیون سے خالی ہے۔ ہم فلان وقت بہار الدین کا

بمرکاٹ کے فلان دروازہ کو کہول دینگے - آپ وقت کے منتظر رہین دروازہ کہلتے ہی قلعہ مین داخل
ہو جائے - خلاصہ کلام یوسف نے دوسو سپاہی نامی مسلح بہیجدئے - اور کہدیا اگر محصورین قلعہ
بہاءالدین کا سرکاٹ کے آپ کے پاس بہیجین تو اُسوقت آپ تمام قلعہ مین داخل ہو جائین اور قلعہ
کو تصرف مین لائین - نہین تو قلعہ مین داخل ہو کے مراجعت کرین - جب سپاہ جائے معینہ پر
پہنچ گئے - تب اہل قلعہ نے بہاءالدین کا سرتن سے جدا کر کے پائین قلعہ پہنکدیا - سپاہ بہمنی اطمینان
کے ساتہہ قلعہ مین داخل ہو گئے - اور خوشی کامیابی کا نقارہ بجوائے - نقارہ کی آواز سنتے ہی
محمود خواجہ کی فوج مین تفرقہ واقع ہو گیا - تمام فرار ہو گئے - صرف صبح نکلنے تک چند سپاہ
رہ گئے تہے - فرار کا راستہ بند تہا - دونون بہائی یوسف کی جمعیت پر ایک ہی دفعہ حملہ آور ہوئے
خوب لڑے جوانمردی بہادری کی داد دئے - آخر دونون بہائی مقتول ہو گئے - دونون کے
قتل ہوتے ہی لڑائی کا خاتمہ ہو گیا - اس فتح کے بعد محمود شاہ تہوڑی ہی مدت زندہ رہا - اس جنگ
اور اُن مقتولین پر بہت افسوس کرتا تہا - اور کہتا تہا کہ غلط فہمی سے بلکہ تقدیر سے ہلاک ہوئے
یہہ بادشاہ نہایت ہی مستقل مزاج تہا - دنیا کی خوشی و غمی کو برابر سمجہتا تہا - خوشی کیوقت زیادہ
خوش نہین ہوتا تہا اور نہ غمی کو دیکہہ کے پریشان ہوتا - متقی و پرہیزگار تہا - صوم و صلوٰۃ کا پابند
اکثر علما و فضلا کے ساتہہ مجالست کرتا تہا - اُسکے مجلس مین مسائل فقیہ و احادیث نبویہ کا
تذکرہ رہتا تہا - اور دیگر علوم و فنون کے بہی چرچے ہوتے تہے علما کی بڑی قدر کرتا تہا اُسکے
عہد مین مسافت بعیدہ سے اہل علم دکن مین جمع ہو گئے تہے مثلاً مولانا میر فضل اللہ انجو شاگرد
علامہ تفتازانی و ملا محمد بدخشانی و ملا محمد قاسم مشہدی ملا محمد اسحٰق سرہندی و ملا احمد قزوینی

وغیرہم بادشاہ کے مصاحبین مین داخل تہے فرشتہ نے لکہا کہ اس بادشاہ نے صرف ایک ہی بی بی سے نکاح کیا تہا۔ بجز اُس بی بی کے عمر بہر دوسری عورت سے نکاح نہین کیا۔ مگر ایک آدملوکہ تہی۔ چنانچہ بعض مورخین نے لکہا کہ غیاث الدین بی بی زادہ تہا و شمس الدین مملوکہ کے بطن سے تہا۔ اور بعض نے لکہا کہ غیاث الدین ایک بیگم سے تہا۔ اور شمس الدین دیگر بیگم سے۔ بہرحال بادشاہ حریص و شہوت پرست و عیاش نہین تہا۔ ملحقات کے مولف نے لکہا کہ بہمنیہ سلاطین مین علاء الدین حسن محمد شاہ بہمنی یعنی پدر و پسر اس صفت سے موصوف تہے کہ دونون نے مدت العمر بجز ایک بی بی دوسری عورت نہین کی۔ پاکیزہ طینت و پسندیدہ سیرت تہے۔ انتہی کلامہ

محمود شاہ بہمنی اول کی وفات

محمد شاہ بہمنی بہاء الدین تہانہ دار ساغر کے معرکہ سے کامیابی ہونیکے بعد چند ہی روز زندہ رہا پہر بعارضۂ تپ محرقہ بیمار ہوا۔ اطبا یونانی و مصری نے ہرچند کہ معالجہ کیا۔ لیکن کسیکا علاج مفید نہین ہوا۔ آخر بتاریخ بست و یکم ماہ رجب ۷۹۹ہجری اس جہان فانی سے عالم بقا کو روانہ ہوا۔ بہمنیہ خاندان کے تمام صغیر و کبیر و رشہر کے امیر و فقیر کو نہایت ہی رنج و غم ہوا۔ فرشتہ نے لکہا کہ جب تک بادشاہ مرحوم کو فرزند نرینہ نہین پیدا ہوا تہا۔ اُسوقت تک فیروز خان و احمد خان برادرزادگان کو بجائے فرزندان سمجہتا تہا۔ اور دونون بہایون سے اپنے لڑکیان منسوب کی تہین۔ کبہی کبہی زبان مبارک سے کہتا تہا کہ فیروز خان فرزند رشید ہے۔ خاندان بہمنیہ کا روشن چراغ ہے۔ ہماری خاندان مین اس سے بہتر ہوا ہے نہ ہوگا۔ اور بعض اوقات فیروز کو اپنے ساتہہ تخت پر بیٹہا کے کہتا تہا کہ یہہ میرا ولی عہد ہے پس چند مدت کے بعد خدائے تعالی نے اُسکو فرزند عطا کیا۔ رحلت کیوقت اپنے فرزند غیاث الدین

نام کو ولیعہد کیا۔ فیروز خان و احمد خان کو وصیت کی کہ آپ دونون بہائی اُسکی اطاعت مین رہین
چنانچہ حسب الوصیت دونون بہائیون نے غیاث الدین کی فرمان برداری مین سرمو تقصیر نہین
کی۔ اخلاص و صدق دل سے مطیع و فرمان بردار ہوئے۔

پہر تمام امرائے اہل سیف و اہل القلم و اہل شہر خاص و عام بہمنی کے دولتخانہ پر جمع ہوئے۔ تجہیز و تکفین کرکے
علاء الدین حسن گنگو کے گنبد کے قریب دفن کئے۔ جنازہ کے ساتہہ خلائق کا اژدحام تہا تقریبًا دس ہزار
سے زیادہ افراد ہون گے۔ کیا صغیر و کبیر کیا جوان و پیر بادشاہ کے اخلاق حمیدہ و محاسن برگزیدہ
یاد کرکے روتے تہے۔ ہزارہا فقرا و معذورین چلاتے تہے۔ ہائے ہمارے سرپرست کا سایہ ہمارے
سرون سے اُٹہہ گیا۔ بادشاہ کی مدت سلطنت ۱۹ سال و نو ماہ بیس روز۔ **اولاد**
۲ پسر۔ غیاث الدین بانوزادہ۔ شمس الدین ملوکہ زادہ **۲ دختر** ایک منسوب بفیروز خان۔ دوسری منسوب بہ احمد خان بانوزادہ

ملک سیف الدین غوری کی وفات

وکیل السلطنت سلاطین بہمنیہ ملک سیف الدین غوری جو خاندان بہمنیہ کا رکن اعظم تہا۔ نہایت ہی
خردمند و بہمنیہ خاندان کا خیرخواہ۔ اُسکے عہد وزارت مین بہمنیہ سلاطین پر صدہا صدمے اور مخالفین
کے حملے ہوے۔ لیکن وزیر باتدبیر نے دانائی و ہوشمندی سے اُسکو صدمات و حملات سے بچایا۔ محمود شاہ
کے مرنے سے اول ہی بیمار تہا۔ کئی روز سے بیماری کا سلسلہ جاری تہا۔ اطبا علاج کئے جاتے تہے
لیکن مرض مین تخفیف نہین ہوتی تہی۔ زندگی کے مراحل سے ایکسو ساٹہہ مرحلہ طے کر چکا تہا
یعنے ایک سو ساٹہہ برس کی عمر کو پہنچ چکا تہا۔ محمد شاہ کی رحلت کے دوسرے ہی دن اس دار ناپائیدار
سے بہشت برین روانہ ہوا۔ وزیر باتدبیر کے انتقال سے بہی لوگون کے دلون پر رنج و غم کا صدمہ

واقع ہوا۔ تاریخ واقعہ ۲۲ ماہ رجب سنہ ۷۹۹ ہجری حسب الوصیت علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کے گنبد کے قریب دفن کیا گیا۔ اُسکی قبر کے اطراف مین سنگین چبوترہ چونہ وگچ سے تعمیر کردئے۔ مدفن دار السلطنت گلبرگہ مین ہے۔

یہہ وکیل السلطنت بہمنیہ خاندان کا سچا خیر خواہ و علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کا رفیق و قرابتدار تہا۔ ملکۂ جہان زوجہ علاء الدین حسن اُسکی حقیقی ہمشیرہ تہی۔ اور محمد شاہ بہمنی اول سے اُسکی دختر نیک اختر منسوب تہی۔ اور مجاہد شاہ کی زوجہ اُسکی پوتی تہی۔ سلاطین بہمنیہ اُسکا بہت اعزاز و اکرام کرتے تہے عام و خاص کے نزدیک بہی معزز تہا۔ رعایا برایا کے ساتہہ نہایت حسن خلاق سے ملتا تہا۔ اُسکو دنیا مین ایسی قبولیت عامہ حاصل تہی کہ ہر ایک فرد انسان اُسکو مربّی و مالک مانتا تہا۔ لوگون کا اُسکو اپنا سرپرست تسلیم کرنا از روئے حکومت و خدمت وزارت نہ تہا بلکہ از روئے محبت خلائق کے قلوب اُسکے طرف جہکے جاتے تہے۔ اُسکے اخلاق حمیدہ کی کشش سے خلائق کے قلوب اُس کے دائرہ اطاعت مین کہنچے ہوے آتے تہے۔ مین نے اُس وزیر ہوشمند کی لائف محبوب انجمن تذکرہ وزرا و امرائے دکن مین پوری لکہی ہے۔ انشاء اللہ تعالی عنقریب مین یہہ تذکرہ بہی زیور طبع سے آراستہ ہوکے ناظرین کے محفل مین جلوہ افروز ہوگا۔

غیاث الدین بن محمود شاہ کا جلوس

غیاث الدین بہمنی باپ کے فاتحہ سوم کے بعد تخت نشین ہوا۔ اُسوقت بادشاہ کی عمر ۱۷ برس کی تہی۔ شباب کا عالم تہا۔ باپ کی طرح سلطنت کا انتظام کرنے لگا۔ نہایت عقیل و فہیم تہا علم و فضل کے زیور سے آراستہ مروت و اخلاق کے پیرایہ سے پیراستہ تہا۔ ہونہار معلوم ہوتا تہا

ارکان دولت سمجھتے تھے کہ یہہ بادشاہ اپنے بزرگان سلف کی طرح حکومت و سلطنت کریگا۔ تمام بادشاہ کے جلوس سے خوشحال تھے۔ تخت نشینی کے بعد ارکان دولت کو انعام و اکرام۔ صلات و خدمات سے سرفراز فرمایا۔ احمد بیگ قزوینی کو جو جامع علوم و فنون تھا بجائے ملک سیف الدین غوری مرحوم وکیل السلطنت محمد خان بن اعظم ہمایون کو سرنوبتی۔ اور صلابتخان سیستانی کو بجائے صفدر خان سیستانی مرحوم مجلس عالی برار۔ اور میر فضل اللہ انجو کو صدر۔ میر غیاث الدین بن میر فضل اللہ انجو کو مفتی۔ تغلچین غلام ترک کہ اپنے زعم مین وزارت کا مدعی تھا۔ وزارت کی خدمت احمد بیگ پر مقرر ہوتے ہی ناخوش ہوا۔ اور بادشاہ کے ہلاکی کا عزم کیا۔ ہروقت گھات مین رہتا تھا۔ بادشاہ ہروقت کیا حاضر کیا غائب دربار مین کہتا تھا کہ عقلا کے نزدیک یہہ بات نہایت ہی مکروہ و نازیبا ہے کہ مین غلامون کو عہدہائے جلیلہ پر مقرر کرکے خلائق پر جنمین اکثر اولاد رسول صلعم شریک ہین حاکم بناؤن۔ اور اپنے آبا و اجداد کا طریقہ ترک کرون۔ تغلچین محمود شاہی غلامون مین امیر بزرگ ہوگیا تھا۔ اُسکے اعوان و انصار اکثر امارت کے مرتبہ کو پہنچ گئے تھے۔ بادشاہ کے کلمات حقارت آمیز سے بہت ناخوش ہوتا تھا مگر اُسکو ایسا موقع نہین میسر آتا تھا کہ بادشاہ کا کام تمام کرے۔ مگر تغلچین کی ایک لڑکی پری تمثال صاحب حسن و جمال تھی عالمہ فاضلہ اور علم موسیقی مین بھی کاملہ تھی۔ بادشاہ بھی اُسکے حسن و جمال و فضل و کمال کی شہرت سنکے غائبانہ فریفتہ محبت ہوگیا تھا۔ ہروقت اُسکی محبت کا اظہار کرتا تھا۔ ایکروز تغلچین نے اپنے مکان پر بادشاہ کی دعوت کا سامان مہیا کیا۔ اور بادشاہ سے درخواست کی کہ آپ غریبخانہ پر قدم رنجہ فرمائے۔ بادشاہ نے اس گمان و خیال سے کہ شاید اُس پری تمثال کو پیشکش کریگا دعوت قبول کی نہایت شوق و خوشی سے تغلچین کے گھر آیا۔ تغلچین نے مہمان داری عمدہ طرح سے کی

مجلس عوت مین شراب کا دور چلنے لگا۔ جب بادشاہ شراب کی نشہ مین مست ہوا۔ تب تغلچین نے التماس کی کہ مجلس برخواست کرین خواجہ سراؤن سے کہا کہ مجلس مین کوئی آدمی نامحرم باقی نرہے۔ بادشاہ تو پری تمثال کے دیدار کا سراپا مشتاق تہا۔ سمجہا کہ تغلچین اُس پری تمثال کو پیش کرتا ہے۔ غافلانہ مصاحبین و ملازمین کو حکم دیا کہ تمام باہر چلے جائین۔ حسب الحکم تمام باہر چلے گئے۔ اب مجلس مین صرف تنہا بادشاہ رہگیا۔ تغلچین نے وقت کو غنیمت سمجہکے فی الفور طرب نام خواجہ سرا کو اشارہ کیا کہ بادشاہ کو اور چند شراب کے پیالے پلاکے بیہوش کرے۔ طرب نے چند پیالے پلائے۔ بادشاہ مست و متوالا ہوا اور تغلچین خود حرم سرا مین گیا۔ اور کہدیا کہ ابہی لڑکی لاتا ہون۔ بادشاہ مستی مین بہت خوش ہوا۔ منتظر بیٹہا کہ اب پری تمثال سے وصال ہوتا ہے۔ ایک ساعت گزرتے ہی تغلچین گہر سے باہر آیا۔ فوراً ایک خنجر کہینچکے بادشاہ پر حملہ کیا۔ بادشاہ باوجود مستی مدافعت کے لئے کہڑا ہوگیا لیکن قائم ہوتے ہی ٹہوکر کہاکے گرا۔ پہر اُٹہکے افتان خیزان زینہ پر پہنچا۔ ارادہ کیا کہ زینہ سے نیچے کود پڑے۔ تغلچین سفاک نے چالاکی سے تعاقب کیا یہانتک کہ بادشاہ کو بال پکڑکے باتفاق خواجہ سرا بادشاہ کے ہاتہہ باندہکے فی الفور خنجر کی نوک سے اُسکی دو آنکہین نکالین۔ اور اپنے دو تین مصاحبون کو مسلح کرکے مع خواجہ سرا لحظہ بلحظہ باہر بہیجتا تہا اور بادشاہ کے مصاحبین جو باہر کہڑے ہوئے تہے بہ بہانہ طلب بادشاہ اندر لاکے قتل کرتا جاتا تہا۔ اسی طرح چوبیس آدمی قتل کئے پہر بادشاہ کے چہوٹے بہائی شمس الدین کو غیاث الدین کے نام سے بلایا۔ قلعہ مین شمس الدین کے پہنچتے ہی تغلچین مع امراء استقبال کے لئے آیا۔ اور سلطنت کی مبارکباد دیکے قلعہ مین تخت نشین کیا اور اپنے متعلقین کو جاگیرات و مناصب سے سرفراز فرمایا۔ اور غیاث الدین نابینا کو ساغر کے قلعہ مین بہیجکے

مقید کردیا۔ یہہ واقعہ ، ۱۷ تاریخ ماہ رمضان ۷۹۹ھ ہجری مین واقع ہوا۔ غیاث الدین نے صرف ایک مہینہ بیس روز سلطنت کی۔

شمس الدین بن محمود شاہ بہمنی کا جلوس

شمس الدین بہمنی پندرہ برس کی عمر مین برادر غیاث الدین معزول و مقید کے بعد تغلچین غلام ترک کی مدد سے ۷۹۹ھ ہجری مین تخت نشین ہوا۔ اور تغلچین غلام کو وکیل السلطنت کی خدمت سے سرفراز و میر جملگی کے منصب سے ممتاز فرمایا۔ اور دوسرے ارکان دولت کو بھی خطابات دئے۔ بادشاہ کی والدہ ماجدہ مخدومہ جہان کے لقب سے مشہور ہوئی۔ تغلچین کے شکرگزاری مین ہروقت فرزند دلبند کو نصیحت کرتی تھی کہ تغلچین کی رائے سے کبھی خلاف نہین کرنا چاہئے۔ اُسکی کوشش و مدد سے تجکو بادشاہی رتبہ حاصل ہوا ہے۔ اور اُسکی نسبت کوئی شکایت کرے تو ہرگز نہین سننا چاہئے وہ آپکا خیرخواہ ہے۔ تغلچین وقتاً فوقتاً مخدومہ جہان کی خدمت مین تحائف بھیجکے اپنی خیرخواہی اُن کے دلنشین کرتا تہا۔ اور بادشاہ کے بنی عم فیروز خان و احمد خان فرزندان داؤد شاہ امرا کے طبقہ مین تھے۔ ظاہرا بادشاہ جدید کے مطیع و تابعدار تھے۔ غیاث الدین نابینائے مظلوم کے انتقام کی فکر مین رہتے تھے۔ غیاث الدین کی دونون بہنین حقیقی فیروز خان و احمد خان سے منسوب تھین رات دن اپنے شوہرون کو بھائی کے انتقام کیلئے ترغیب دیتی تھین۔ پس دونون بھائی تغلچین کی مدافعت مین سرگرم تھے۔ اور تغلچین دونون کے مافی الضمیر سے واقف ہوگیا تہا۔ اسلئے ہروقت سلطان شمس الدین کی خدمت مین دونون کی شکایت کرتا تہا۔ اور چاہتا تہا کہ بادشاہ سے دونون کے قید کا حکم حاصل کرے۔ لیکن سلطان شمس الدین باوجود کمسنی اُسکی باتون پر یقین

نہین کرتا تہا۔ آخر غلام نے تنہائی مین مخدومہ جہان کے گوش گزار کیا۔ کہ اگر آپ دو تین روز مین ان دونون بہائیون کا بندوبست نہ کرینگے تو آپکے فرزند کو تخت سے اوتارینگے۔ اور آپکو متہم کرتے ہین کہ وزیر سے میل جول رکہتی ہے فتنہ و فساد برپا کرینگے۔ بس مخدومہ جہان و تغلچین نے باہم ملکے اسبات پر اتفاق کیا کہ دونون بہائیون کو قتل کرنا چاہئیے۔ اور شمس الدین کو بہی غیر واقعہ شکایتین کرکے قتل کے لئے راضی کر لیا دونون بہائی اس خبر کے سنتے ہی پریشان ہوے با مرلا چاری ساغر کیطرف چلدئے۔ وہان کا حاکم سدہو نام سلاطین بہمنیہ کے غلامون مین سے تہا دونون بہائیون کو اعزاز واکرام کے ساتہہ قلعہ مین اوتارا۔ مہمانون کی مہمانی و خاطرداری عظمت و شان کے ساتہہ ادا کی۔ تائید و مدد کے لئے مستعد و کمربستہ ہوا تہوڑی ہی مدت مین شاہی سامان فراہم کر دیا۔ اور کہا کہ مین آپکے ساتہہ ہمرکاب ہونگا۔ جان و مال سے کوتاہی نہین کرونگا۔ اولاً دونو بہائیون نے مشورہ کرکے سلطان شمس الدین کو لکہا کہ ہم دولت و ریاست کو نہین چاہتے ہین۔ ہماری غرض صرف یہہ ہے کہ ہم تغلچین نمک حرام کو سزا دے واجب ہین۔ کیونکہ اوس نے ہمارے بہائی غیاث کو نابینا کیا۔ اور بہمنیہ خاندان مین فتنہ و فساد برپا کر دیا۔ اگر آپ اوسکو سزا دیکر ریاست سے خارج کرینگے تو ہم صدق دل سے آپکی اطاعت کرینگے۔ اور آپ کو بادشاہ مانینگے۔ نہین تو ہم سے جہانتک ممکن ہوگا کوتاہی نہین کرینگے جب دونون بہائیون کا مرسلہ شمس الدین کے پاس پہنچا۔ تغلچین مضمون کے دیکہتے ہی غضبناک ہوا۔ مخدومہ جہان نے سلطان شمس الدین کی لڑکے سے ایسا سخت جواب لکہا کہ دونون بہائی جواب کے دیکہتے ہی آگ ببولا ہو گئے۔ سدہو کی معرفت سے تین ہزار سوار و پیدل بہرتی کرکے دارالریاست گلبرگہ پر حملہ آور ہوئے۔ دونون بہائی اس خیال مین تہے کہ بہمنی امرا تغلچین کی بدمزاجی سے

ناخوش ہین ہمارے ساتہہ ہو جائینگے۔ مگر جب دریائے بہیورہ یا تبوانڈی سے اوترے اور کنارے پر ٹہیر گئے۔ دارالسلطنت سے کوئی امیر نہین آیا۔ اُسوقت دونون نے کہا ؎

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ اب کوئی اور تدبیر کرنی چاہئیے۔ جس سے کامیابی ہو جائے۔ پس اوس مقام متبرک مین فیروزخان تخت نشین ہوا۔ اور چتر شاہی سر پر لگایا۔ اور احمدخان کو امیرالامرا وسد ہو کو سرنوبت اور میر فضل اللہ انجو کو وکیل السلطنت اور دوسرے امراکو بہی حسب لیاقت مناصب و مراتب عطا کئے۔ پہر سب وہان سے روانہ ہوے۔ گلبرگہ کے قریب پہنچ گئے۔ تغلچین نے امرا و سپاہ پر بہت سا مال و زر تقسیم کردیا۔ اور سلطان شمس الدین کو مع جمعیت لیکر مقابلہ کیلئے آیا۔ فرودگاہ کے اطراف مین طرفین کی فوجین جمع ہوئین باہم خوب لڑائی کا میدان گرم ہوا۔ طرفین کے سپاہ مقتول ہوئے۔ فیروزخان و احمدخان کو شکست ہوئی۔ اور شاہی فوج کو کامیابی ہوگئی۔ دونو بہائی شکست کہاکے ساغر مین واپس چلے آئے۔ اس کامیابی کے بعد تغلچین کا زور و استقلال بڑہ گیا اراذل و اسافل کا بازار گرم ہوا۔ امراکو حقارت سے دیکہنے لگا۔ اُسکی بدمزاجی سے لوگون کے دلون مین نفرت پیدا ہوگئی۔ بناءً علیہ اکثر اہالی شہر و ارکان دولت نے پوشیدہ فیروزخان کے پاس پیغام بہیجا کہ اگر آپ سلطان شمس الدین سے عہدنامہ لیکر حسن آباد گلبرگہ تشریف لائین تو یہان آنے کے بعد کوئی صورت بہتر ہو جائیگی۔ پس فیروزخان نے شمس الدین کے پاس میر غیاث الدین ولد میر فضل اللہ انجو و سید کمال الدین طویل النقد کو بہیجکر لکہا کہ آپ ہمارا قصور معاف فرمائے یہ خطا جو ہم سے واقع ہوی ہے بعض اصحاب غرض کے بہکانے سے ہوئی ہے ہم اپنے کئے سے پشیمان ہین۔ اگر آپ امان نامہ بہیجینگے تو ہم دارالسلطنت مین آکے آپکے سایۂ عاطفت مین زندگی

بسر کرینگے۔ مخدومۂ جہان و تغلچین اسی فکر مین تہے کہ دو نو بہائیون کو قابو مین لائین۔ معذرت نامہ سے بہت خوش ہوئے۔ اُسیوقت امان نامہ بہ نہایت ملاطفت کے ساتہہ لکہہ کے بہیجدیا۔ دونون بہائی امان نامہ دیکہہ کے متفکر ہوئے۔ جائین یا نہ جائین۔ اسی اثنا مین ایک دیوانہ کشمیری آیا۔ اور چلایا اے فیروز خان روز افزون مین تجہے گلبرگہ لیجانے کیلئے آیا ہون۔ اور وہان تجہکو بادشاہ بناؤن دونون بہائی مجذوب کے قول کو نیک فال سمجہہ کے اُسیوقت گلبرگہ چلے آئے۔ بادشاہ نے دونون کو خلعت و نوازش سے سرفراز فرمایا تغلچین اور فیروز خان باہم مخالف تہے۔ دونون باہم ہوشیاری سے بسر کرتے تہے۔ ہر ایک دوسرے کے گہات مین ہتا تہا۔ آخر دو ہفتہ کے بعد تباریخ تیس صفر سنہ ہجری فیروز خان مع بارہ سوار مسلح قلعہ مین آیا۔ اور حسب قرارداد اُسکے بعد ایک ایک دو دو ہو کر تین سو جوان رلا و قلعہ مین جمع ہوگئی۔ اسی اثنا مین فیروز خان نے احمد خان کو بلایا۔ وہ فی الفور بجلی کی طرح آن پہنچا۔ پہر فیروز خان نے تغلچین سے کہا کہ دو تین دوست آئے ہین۔ وہ بادشاہ کی قدم بوسی چاہتے ہین اگر اجازت ہو تو اُنکو بلا لون۔ تغلچین نے بادشاہ سے اجازت دلائی۔ فیروز خان نے احمد خان کو بہیجا کہ اُن دو تین صاحبون کو جو سلام کیلئے آئے ہین لے آؤ احمد خان فی الفور باہر آیا۔ اور بارہ سلحدارون کو دروازہ کے قریب لے آیا۔ دربان اون کو ہتیار بند دیکہہ کے داخل ہونے سے مانع ہوے۔ احمد خان اُسیوقت دربانون کو قتل کرکے اندر آیا اور تغلچین کے بیٹے کو بہی قتل کیا۔ اور اہل قلعہ حجرون اور گوشون مین چہپ گئے۔ پہر وہ تین سو سوار جو باہر منتظر کہڑے ہوے تہے اندر آئے تغلچین کے تمام حشم و خدم کو قتل کیا۔ اس رستخیز بیجا مین شمس الدین بہاگ کے تہ خانہ مین پناہ گیر ہوا پہر فیروز خان کے حکم سے سلطان شمس الدین

و تغلچین مقید کئے گئے۔ فیروز خان کے سلحداروں نے قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ تمام مہمات سے فارغ ہونیکے بعد فیروز خان نے ارکان دولت و معززین سلطنت کو بلایا۔ ایک دربار عام منعقد کرکے تخت فیروزہ پر جلوہ فرمایا۔ اور تبرکاً دیوانہ کشمیری کے قول روز افزوں کو اپنا لقب قرار دیا۔ اور علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کی تلوار اپنی کمر مین باندہی پہر طغیان کے بعد شمس الدین کو مکحول کرکے قلعہ بیدر مین بہیجدیا۔ اور غیاث الدین کو ساغر سے بلا کے تغلچین کو اُسکے سپرد کیا۔ اور کہا اپنا انتقام لیجئے۔ غیاث الدین نے اُسکو تلوار کے ایک وار سے قتل کیا۔ چند روز کے بعد مخدومہ جہان و سلطان شمس الدین نے فیروز شاہ سے مکہ معظمہ جانیکی اجازت لی۔ بندر سورت سے جہاز مین سوار ہوکے مکہ روانہ ہوگئے۔ تا بہ زندگی وہین رہے۔ فیروز شاہ سالانہ پنجہزار اشرفی و تحائف اُن کے لئے بہیجتا رہا۔ یہانتک کہ آخر شمس الدین ۸۱۶ہ ہجری مین مدینہ منورہ مین فوت ہوا اور وہین مدفون کیا گیا۔ مدت سلطنت ۷۵ دن۔ مدت عمر ۱۳ سال۔

سلطان فیروز شاہ بہمنی کا دربار

تحفۃ السلاطین و ملحقات کے مولفین نے لکھا کہ فیروز شاہ نے فتنہ و فساد کے فرو ہونے کے بعد بتاریخ یکم ماہ ربیع الاول ۸۰۰ہ ہجری دربار عام منعقد فرمایا۔ دربار مین امراو سپاہ و معززین ریاست مثلاً علما و مشایخ و جاگیرداران وغیرہم شریک تہے۔ تمام نے نہایت مسرت و خوشی سے نذرین پیش کین اور جلوس میمنت مانوس کی مبارکبادی ادا کی۔ اور تمام نے صدق دل سے بادشاہ کی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ دربار مین ہر طرف سے خوشی کے نعرے بلند آوازہ ہوئے بادشاہ بہمنی نے خدا کا شکریہ ادا کرکے سب کی اطاعت و شکر گزاری کی نسبت اپنی خوشی

ظاہر کی۔ اور فرمایا کہ انسانیت و آدمیت کی یہی علامت ہے۔ کہ ظالم بادشاہ کے قبضہ سے نکل کر
سلطان عادل کے سایہ مین آئین۔ اور اُسکی اعانت و اطاعت مین جان و مال سے دریغ نکرین
پھر امرا و غیر امرا کو حسب مراتب انعام و خلعت و خطاب و خدمت سے سرفراز فرمایا۔ معززین دربار
مندرجہ ذیل تھے تمام بادشاہ کی عنایت و مرحمت سے خوشحال تھے۔

فہرست امرائے دربار

مولانا میر فضل اللہ انجو شیرازی۔ مولانا لطف اللہ سبزواری۔ خانخانان احمد خان۔
وکیل السلطنت — نائب وکیل السلطنت — امیر الامرا

راجہ سدھو حاکم ساغر۔ قاضی محمد سراج حسن آبادی۔ مولانا تقی الدین داماد میر فضل اللہ انجو
سپہ لار — امیر صدہ — میر سامان

مولانا میر غیاث الدین بن میر فضل اللہ انجو۔ میر شجاعت خان۔ میر دلاور خان۔ رستم خان۔
صدر — امیر صدہ — امیر صدہ — امیر صدہ

بہادر خان۔ شمس الدین محمد انجو صدر جہان داماد بادشاہ۔ محمد صلابت خان بن صفدر خان سیستانی
امیر صدہ — طرفدار دولت آباد — طرفدار برار

ملا اسحق سرہندی۔ ملا داؤد بیدری۔ مولانا حسن گیلانی مہندس۔ مولانا سید محمد گازرونی
مصاحب بادشاہ — مورخ کتابدار — مصاحب — مصاحب

تیر خان خواہرزادہ۔ ہشیار عین الملک۔ بیدار نظام الملک۔ محمد منہاج جنیدی۔ شاہ کمال کشمیری۔
سلحدار — طرفدار — طرفدار — سلحدار — بزرگ دعاگو

سید محمد بن مولانا عین الدین بیجاپوری - اور اِن امرا کے علاوہ بہت مشائخ و قضاۃ و علما و شعرا و حکما دربار شحنہ بارگاہ مین حاضر تھے -

فیروز شاہی عدالت

فیروز شاہ نے ملکی انتظام کا سلسلہ بدستور سابق جاری رکھا - ملکی و فوجداری کا مدار قوانین شرعیہ پر تھا صدور و قضاۃ و مفتیین و محتسبین اس کام کو انجام دیتے تھے - مگران محکمات کے علاوہ ایک دفتر شاہی نام سے ہوتا تھا - اور یہہ دفتر وکیل السلطنت کے تفویض رہتا تھا - عدالتہائے سلطنت کے فیصلے جو اہم ہوتے تھے شاہی دفتر مین بہیجے جاتے تھے - وکیل السلطنت انکی جانچ پڑتال کر کے بادشاہ کے ملاحظہ مین گزرانتا تھا - بادشاہ کی دستخط کے بعد تعمیل کا حکم نافذ کیا جاتا تہا - اور جو فیصلجات معمولی ہوتے تھے - وہ بہیجے جاتے تھے -

مجالست بادشاہ باہم نشینان اولو العلم و التعلم

ملحقات کے مولف نے لکھا کہ فیروز شاہ بہمنی بظاہر بادشاہ و بباطن فقیر تھا - متشرع و متدین صوم و صلوۃ کا پابند تھا - ہر روز ربع جزء قرآن شریف لکھتا تھا - جب قرآن شریف ختم ہوتا تو اُسکو وقف کر کے مساجد و خوانق مین بہیجدیتا تھا - عبادت خالق و عدالت خلائق سے فارغ ہو کے شب و روز مجلس خاص منعقد کرتا تھا - اُسمین علما و مشائخ و شعرا و ظرفا و ندما شریک ہوتے تھے بادشاہ ہر ایک سے بے تکلف ملتا تھا - شگفتہ جبین و خندان رو رہتا تھا - مرتبہ شاہی کا لحاظ ترک کے جماعت مذکورہ کے ساتھہ برادرانہ سلوک کرتا تھا - اور تمام حاضرین مجلس سے کہتا تھا جب مین عدالت مین تخت پر جلوس کرتا ہون تو اُسوقت بادشاہی شان مین ہوتا ہون - بامر لاچاری خلاف تو کیسا ،

شاہانہ سلوک کرتا ہون - تاکہ سلطنت کی شان و شوکت خلائق کے دلون مین باقی رہے - اور سلطنت کے انتظام مین خلل نہ آئے - اور جب مین عدالت سے فارغ ہو کے آپکے ساتھہ مجالست کرتا ہون تو اسوقت مین اپنی ذات کو ایسا سمجھتا ہون کہ مین بہی تمام مین ایک فرد ہون - نہ مین حاکم ہون نہ آپ محکوم ہین آپ باہم جسطرح مکالمہ کرتے ہین - اور بے تکلفانہ بسر کرتے ہین - اُسیطرح میرے ساتھہ بہی سلوک کرتے رہین - اور تمام حاضرین سے کہدیا کہ اس مجلس مین کوئی کاروبار دنیوی کی باتین نکرے - اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرے - ان دو امر کے سوا جو چاہے کرے - جسکو جو چیز مطلوب ہو خوان سالار سے طلب کرے - کہانے پینے کے تمام سامان مہیا ہین - کسی قسم کی ممانعت نہین ہے تمام حاضرین جلسہ جو چاہتے تہے کہاتے پیتے تہے کوئی مانع و مزاحم نہین ہوتا تہا - جلسہ رات کے دو دو پہر رہتا تہا - کوئی رات مباحثہ و مذاکرہ کا ایسا سلسلہ بڑہجاتا تہا کہ سحر ہوجاتی تہی -

مولینا محمد اسحٰق سرہندی کا اعتراض

مولینا محمد اسحٰق سرہندی نے جو فیروزشاہ کا مقرب مصاحب تہا - بادشاہ کے اُس قول سے کہ آپ تمام حاضرین میرے ساتھہ بے تکلفانہ باتین کرین اور بادشاہی شان و شوکت کا لحاظ نکرین الخ کے خلاف کیا - اور عرض کیا کہ محکوم کو حاکم کے خلاف اگرچہ واقع کے مطابق ہو کہنا شوخی و گستاخی پر محمول کیا جاتا ہے - مصاحبین و ندما کا فرض منصبی ہے کہ بادشاہ سے مقتضائے حال کے موافق گفتگو کرین - چنانچہ ابوریحان بیرونی ہندس و منجم کا واقعہ جو محمود غزنوی کی خدمت مین ہوا میرے کلام کا موئد ہے - فیروزشاہ نے مولانا سے پوچہا کہ بیرونی کے واقع کی شرح مفصل بیان کیجیے - مولینا نے کہا کہ حکیم ابوریحان بیرونی مشاہیر منجمین و ہندسین سے تہا - اُسکے

نجوم و ہندسہ کی شہرت خوارزم و بخارا و بلخ و سمرقند و غزنین وغیرہ ممالک مین مشہور ہو گئی تہی
تمام اُسکی نجوم دانی کو تسلیم کرتے تہے کوئی اُسکے کلام کا منکر نہین تہا۔ اسی فضل و کمال کی وجہ سے
بیرونی سلطان محمود کے مقربین کے زمرہ مین شریک تہا۔ بے تکلفانہ بادشاہ سے ملتا تہا۔ اور
آزادانہ رہتا تہا۔ اور اپنی لیاقت و فضیلت کے مقابلہ مین سلطنت کو حقیر سمجہتا تہا۔ اکثر اوقات بادشاہ
سے بے پروائی کرتا تہا۔ اسوجہ سے بادشاہ مکدر خاطر ہوتا تہا۔ اور چاہتا تہا کہ بیرونی کو عاجز
کرے۔ اور نجومی خبرون مین کاذب بنائے۔ چنانچہ ایکروز محمود غزنین کے قلعہ مین بالاخانہ مین
بیٹہا ہوا تہا کہ ابوریحان بیرونی آیا۔ اور آداب شاہی ادا کیا۔ بادشاہ اُسیوقت اُسکی طرف متوجہ
ہوا۔ اور اس سے کہا کہ بتلائے مین اسوقت قلعہ کے چار دروازون مین کونسے دروازہ سے برآمد ہونگا
بیرونی نے اُسیوقت اصطرلاب منگوایا۔ اور اسمین ارتفاع و طلوع کو درست کرکے ایک کاغذ لکہدیا
اور کاغذ کو لفافہ مین بند کرکے بادشاہ کے مسند کے نیچے رکہدیا۔ پہر بادشاہ نے حکم دیا کہ قلعہ کی دیوار
شرقی جانب سے شق کرین۔ بحسب الحکم دیوار توڑی گئی۔ اور بادشاہ اُس شگاف سے برآمد ہوا۔
اور اپنے دل مین ٹہان لیا تہا کہ بیرونی چارون دروازون مین سے کوئی ایک دروازہ اختیار
کریگا۔ برآمد ہوتے ہی بیرونی کا کاغذ لکہا ہوا منگواکے دیکہا۔ لکہا ہوا تہا کہ بادشاہ چارون دروازون سے
برآمد نہین ہوگا قلعہ کے جانب شرقی سے دیوار توڑکے برآمد ہوگا۔ محمود کشیدہ و رنجیدہ ہوا۔
اور فوراً حکم دیا کہ بیرونی کو قلعہ کے بالا حصار سے زمین پر پہینکدین۔ مگر صیغۂ راز مین سمجہا دیا کہ پایۂ
قلعہ جال آویزان کردیا جائے تاکہ بیرونی اولاً جال پر گرکے آہستگی سے زمین پر پہنچے۔ اور
اُسکو کچہہ اذیت و تکلیف نہ پہنچے۔ پس بیرونی زمین پر پہینکا گیا۔ جال کے ذریعہ سے زمین پر صحیح سالم

پہنچا۔ بادشاہ نے بیرونی سے کہا کہ آپنے کیا یہہ واقعہ بہی لکہا تہا بیرونی نے بیبا کانہ جواب دیا ہان دیکہا تہا۔ غلام کے ہاتہہ سے جنتری و تقویم لیکے بادشاہ کو دی کہ ملاحظہ فرمائے۔ دیکہا بیرونی نے اُسی روز کی تاریخ مین لکہا تہا۔ کہ آج بادشاہ مجکو مکان بلند سے نیچے گرائیگا۔ لیکن مین زمین صحیح سالم پہنچونگا۔ بیرونی کی یہہ تقریر و نجومی خبر بادشاہ کو پسند نہ آئی۔ پہر حکم دیا کہ اسکو مقید کرین بیچارہ حکیم چہہ مہینہ تک قیدخانہ مین پڑا رہا۔ کوئی پرسان حال نہین ہوا۔ اتفاقاً ایکروز بیرونی کا غلام بازار مین جا رہا تہا کہ ایک فال بین نے اسکو بلایا۔ اور کہا کہ مین نے تیرے زائچہ مین چند چیزین دیکہی ہین۔ کچہہ نذرانہ دے تو مین بیان کرتا ہون غلام نے دو درم دئے۔ فال بین نے کہا کہ تیرا مالک سرکار جو قیدخانہ مین ہے آج سے تین روز تک بین رہا ہو جائیگا۔ محنت و رنج سے نجات پائیگا۔ اور خلعت و انعام سے سرفراز ہوگا۔ غلام نے بیرونی کے پاس آکے یہہ خوشخبری سنائی۔ بیرونی مسکرایا اور غلام سے کہا۔ افسوس تو مجہہ جیسے نجومی کا غلام ہوکے بازاری آدمی کے قول پر اعتبار کرتا ہے۔ اتفاقاً تیسرے دن حسن میمندی نے شکارگاہ مین موقع پاکے بادشاہ سے علم نجوم کا تذکرہ شروع کیا۔ اور عرض کیا کہ بیچارہ حکیم ابوریحان منجم ناحق قیدخانہ مین پڑا ہوا ہے باوجودیکہ بیچارہ نے آپکے دونون سوالات کے ایسے جوابات صحیح و درست بتلائے کہ انعام و خلعت سے سرفراز ہونیکے لائق تہا۔ لیکن بجائے خلعت و انعام قیدخانہ مین بہیجا گیا سلطان محمود نے میمندی سے کہا بیشک البیرونی علم نجوم مین بےنظیر ہے۔ لیکن آداب شاہی سے واقف نہین ہے۔ مقربین سلاطین پر واجب و لازم ہے کہ بادشاہون کے مزاج و طبع سے واقف ہونوین تاکہ کلام انکے مقتضائے حال کے موافق کہین۔ سلاطین واقع مین کودکان نوخیز کے مانند ہین

تا وقتیکہ کلام اُن کے موافق طبع نہو خوش نہین ہوتے ہین - اور انعام و اکرام سے سرفراز نہین کرتے
محمود نے کہا سرہندی اگر اُس روز بہیرونی کے دو حکم نجومی سے ایک حکم خطا ہوتا تو بہتر ہوتا - پہر
اُسی دن سرہندی کی تحریک سے بہیرونی کو رہا فرمایا - بہیرونی قید خانہ سے رہا ہوکے دربار مین آرہا تہا
کہ راستہ مین فال بین کو دیکہہ کے غرور سے باز آیا - دربار مین داخل ہونے ہی خلعت و ہزار دینار و اسپ
و کنیزک سے سرفراز ہوا - پہر محمود نے بہیرونی سے عذرخواہی کرکے فرمایا کہ سلاطین کی خدمت کی شرط
سے ہے کہ ان کے موافق طبع کہنا چاہیے - اگر آپ میری خوشنودی چاہتے ہین تو میری مرضی کے موافق
کہین نہ اپنے علم و فضل کے موافق **نظم**

سخن بہ کہ با صاحب تاج و تخت ۔۔۔ بگویند سختہ نگویند سخت
سخن کان برابرو در آرد گرہ ۔۔۔ اگر آفرینست ناگفتہ بہ

فیروز شاہ بہمنی ملائے سرہندی کی تقریر سنکے فرمانے لگا - کہ جو بادشاہ کامل العقل ہوگا - ہرگز اس قسم کی
باتون کا مرتکب نہوگا - اور علما و ندما و ظرفا کی آزادی مین دست اندازی نہین کریگا - مولٰنا اس قسم کی
باتین انہین بادشاہون سے واقع ہوتی ہین جو علم و فضل کے زیور سے معرا ہوتے ہین معاذ اللہ خدا
ایسا نکرے کہ اس قسم کی صفت میری طبیعت مین متمکن ہوجائے -

فیروز شاہ بہمنی کا بلحاظ غرض نفسانی راگ و متعہ کی حلت پر عمل کرنا

یہہ بادشاہ سُنّی المذہب تہا - ظاہراً کوئی کام خلاف شرع نہین کرتا تہا - بعض مورخین نے لکہا ہے کہ پوشیدہ
شراب و کباب کا استعمال کرتا تہا - سرود و رباب کا بہی شوق رکہتا تہا - کبہی کبہی گانا بہی سنتا تہا - راگ
سننے مین صوفیہ کرام کی پیروی کرتا تہا - اگر علمائے وقت راگ و سماع کی بابت اعتراض کرتے تو کہتا

مین نے راگ کو بطور لہو لعب اختیار نہین کیا بلکہ راگ سننے سے میری یہہ غرض ہے کہ مین تہوڑی دیر کاروبار دنیا سے غافل ہوجاؤن۔ اور میرے دل کو سرور وسرور حاصل ہوجائے۔ تکبر وغرور میرے پاس آئے اور یہہ بہی کہتا تہا کہ سماع کی حلت و حرمت مین علمائے دین نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے جایز وحلال کہا ہے۔ بعض نے حرام و ناجائز لکہا ہے۔ اور بعض نے جواز کو مشروط بشرائط کہا ہے۔ اور بعض صوفیہ نے مطلق۔ مطلق و مقید کی شرح کتب فقہیہ مین مذکور ہے۔ اسلئے یہان اُس سے بحث نہین کیجاتی ہے۔ بہرحال بہمنی نے جواز کی جانب اختیار کرلی تہی۔ بادشاہ کو شرابخواری سے منسوب کرنا مورخین کی زیادتی معلوم ہوتی ہے۔ متعہ کے جواز کو اختیار کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہ عیش پسند و زن دوست تہا۔ مگر بلحاظ پابندی شرع صراحتہً عیاشی نہین کرسکتا تہا۔ علما سے کثرت ازدواج کی بابت حیلہ شرعی دہونڈتا تہا۔ بعض علمانے ہدایت کی کہ آپ چار عورتون سے نکاح کرلیجئے چند روز کے بعد انکو طلاق دیکے جدا کردیجئے۔ پہر دوسرے چار عورتین نکاح کرلیجئے۔ بطور سابق انکو بہی طلاق دیکے رخصت کیجئے اسیطرح جواز کئے جائے۔ بادشاہ نے اس ہدایت کو پسند نہین کیا۔ اور مولانا فضل اللہ انجو سے کہا کہ آپ کوئی صورت نکالئے کہ میری خواہش پوری ہوجائے اُسنے بادشاہ کا منشا دیکہہ کے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین متعہ جائز تہا۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی نے اُس کو موقوف کردیا ہے۔ اب بہی فرقۂ امامیہ مین جاری و مباح ہے اگر آپ متعہ پر عمل کرین تو آپکی خواہش پوری ہوگی کوئی دقت نہ رہیگی۔ اسبات پر علمائے سنت جماعت نے بہت شور وغل کیا۔ باہم بحث وتکرار کرنے لگے۔ آخر بخاری شریف مین متعہ کی حدیثین دیکہی گئین۔ آخر بحث و تکرار کے بعد بہمنی نے متعہ کے جواز کو اپنی ضرورت کیلئے اختیار کرلیا۔ ملحقات کے مولف نے لکہا کہ

ایک ہی دن مین متعدد عورتون سے متعہ کیا۔ مگر فرشتہ نے لکھا کہ ایک ہی دن مین آٹھ سو عورتون سے متعہ کیا الخ فرشتہ کا قول مبالغہ آمیز ہے۔ راستی کے پایہ سے ساقط ہے۔ اور سلسلۂ آصفیہ کے مولف نے لکھا کہ فیروز شاہ بہمنی نے متعہ کی حلت پر عمل کر کے دکن مین شیعہ مذہب کے رواج کا زینہ قایم کر دیا انتہی کلامہ۔ میرے نزدیک مولف کا قول ضعف سے خالی نہین ہے۔ اسلئے کہ سلاطین بہمنیہ پکے سنی تھے۔ فیروز شاہ کا متعہ کی حلت کو بضرورت نفسانی تسلیم کرنے سے مذہب شیعہ کے رواج کا زینہ قائم ہونا لازم نہین آتا ہے۔ اسلئے کہ اُس عہد مین مذہب شیعہ کی عرب و عجم مین کامل اشاعت نہین ہوئی تھی۔ اگر شیعہ تھے تو عالم تقیہ مین تھے۔ افغانستان و ہند مین کوئی بجز مذہب سنی حنفی نہین جانتا تھا۔ بہمنیہ زمانہ مین شیعہ نادر الوجود تھے۔ اگر ہونگے بھی تو عالم تقیہ مین ہونگے۔ فیروز شاہ بادشاہ پکا سنی تھا۔ سادات و مشائخ کرام سے حُسن اعتقاد رکھتا تھا۔ بہمنیہ سلاطین مین یہی پہلا بادشاہ ہے کہ سادات کو اپنی لڑکیان دین۔ اور سادات کی لڑکیان اپنے لڑکون سے منسوب کین۔ میر فضل اللہ انجو کی لڑکی اپنے لڑکے حسن خان سے منسوب کی تھی۔ اور اپنی لڑکی صدر جہان کے لڑکے میر شمس الدین انجو کو دی تھی اور اُسکو دولت آباد کا طرفدار بنایا تھا۔ بعض مورخین نے فیروز شاہ کو سادات کی تعظیم و توقیر اور اون سے قرابت مصاہرت کا رشتہ قائم کرنے سے مائل بشیعہ قرار دیا۔ انکا قرار دینا درست نہین ہے اسلئے کہ سادات کی تعظیم و مصاہرت سے مائل شیعہ ہونا لازم نہین ہے اسلئے کہ عموماً اہل اسلام سادات کی تعظیم کرتے ہین۔ اور خصوصاً سنی سادات کی بزرگی مانتے ہین سنی شیعہ مین مصاہرت بھی ہوتی ہے۔ باوجود مصاہرت شیعہ اپنے طریقہ پر اور سنی اپنے عقیدہ پر رہتا ہے۔ پس فیروز شاہ کو مائل شیعہ کہنا واقع کے خلاف ہے۔

ا؎ المراد بہ مولف سلسلۂ آصفیہ ۱۲

کتب خانہ بہمنیہ کا ذکر

ملا محمد قندھاری ور تحفۃ السلاطین کے مولفین نے لکھا کہ سلاطین بہمنیہ علم و فضل کے زیور سے آراستہ تھے
علوم و فنون کے شائق تھے۔ منجملہ سامان شاہی ایک کتبخانہ بھی تھا۔ اُسمین نوادر کتب مجتمع تھین
بلحاظ تعداد کتابین کم تھین لیکن ندرۃً و قیمۃً جواہر کا خزانہ تھین۔ جب فیروز شاہ بہمنی جو عالم
فاضل و علامۂ کامل تھا۔ جب تخت نشین ہوا تب سے عجائب و غرائب کتب کے جمع ہونے سے کتبخانہ عجائب خانہ
بنگیا۔ فیروز شاہ علم دوست تھا نوادر کتب کا فریفتہ تھا۔ عرب و عجم سے نفائس و نوادر کتب منگوا کے
کتبخانہ مین داخل کئے جاتا تھا۔ ملحقات کے مولف نے لکھا کہ فیروز شاہ کے زمانہ مین کتبخانہ نوادر کتب سے
معمور ہو گیا تھا۔ درجۂ کمال کو پہنچ گیا تھا۔ یعنی ہر علم کی کتابین مجتمع ہو گئی تھین۔ پہر بادشاہ
کے بعد جیسا کہ بہمنیہ سلطنت مین زوال ہوتا گیا اُسیطرح کتبخانہ و اسباب شاہی کا بھی زوال ہوتا گیا۔
فی زماننا ہمکو کتبخانہ کی تصدیق اُن کتب قدیمہ و مصاحف شریفہ کے دستیاب ہونے سے ہوتی ہے
چنانچہ بہمنیہ کے کتبخانہ کا ایک قرآن شریف خوش خط مطلّا و مذہّب زر افشانی کاغذ خان بالیغ پر ۲ گز
طولاً تختی پر لکھا ہوا جسکی ایک سطر طلائی روشنائی سے اور دوسری سطر لاجوردی سے اور اعراب
بھی اُسیطرح سے لکھے ہوے ہین۔ اور آخر مین کتبہ الشیخ عبدالقادر الجیلانی رح کی مرقوم ہے یعنے اسکو
شیخ عبدالقادر جیلانی نے لکھا۔ یہہ قرآن شریف لائق زیارت خاص حضرت محبوب سبحانی الشیخ
عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے دست مبارک کا لکھا ہوا ہے۔ جبتک سلاطین بہمنیہ کا زمانہ عروج پر
تھا تب تک تمام سامان شاہی بھی رونق پر تھے۔ سلاطین بہمنیہ قرآن مجید کو متبرک جانتے تھے
اور فخر کرتے تھے کہ حضرت کے دست مبارک کا یادگار ہے یہ قرآن شریف بہمنیہ کی سلطنت منقرض ہونیکے بعد

فتح اللہ عماد الملک صوبہ برار کے ہاتھہ آیا تھا۔ برار کے قلعہ گاویل گڈہ مین نہایت عظمت و شان سے رکھا ہوا تھا۔ ماہ ربیع الثانی مین لوگ اسکی زیارت سے مشرف ہوتے تھے۔ عماد شاہی سلطنت کے برباد ہونیکے بعد مدت تک قلعہ مین ویسا ہی عالم گمنامی مین محفوظ رہا۔ جب گاویل گڈہ کا قلعہ مرہٹون کے قبضہ مین آیا۔ مرہٹون نے اسکو ضائع نہین کیا۔ بدستور جہان تھا وہین پڑا رہا آخر نواب صلابت خان بن اسمعیل خان ہنی صوبہ دار برار ملازم سرکار عالی نظام کے قبضہ مین آیا نوابنے قرآن شریف کو گاویل گڈہ سے بلدہ ایلچپور مین لاکے عظمت و حفاظت سے رکھا۔ نواب مذکور کے فوت ہونے کے بعد نواب غلام حسن خان کے قبضہ مین آیا۔ اسوقت عالیجناب نواب ابو الخیر خان شمس الامرا بہادر جد امجد نواب سر آسمان جاہ بہادر کو معلوم ہوا کہ صوبہ ایلچپور مین قرآن شریف نادر الوجود موجود ہے۔ آپنے نواب حسن خان سے طلب کیا۔ خان موصوف نے حسب خواہش نواب شمس الامرا بہادر قرآن شریف کو جمال محمد چاؤش علی غول کے ہمراہ مع دس خادم بہیجدیا نواب شمس الامرا بہادر قرآن شریف کی زیارت سے مشرف ہوے۔ اور اس نادر الوجود متبرک کو تبرکاً اپنے کتبخانہ مین حفاظت و عظمت سے رکہا۔ ابتک موجود ہے۔ شائقین کو اگر دیکہنا مطلوب ہو تو دیکہ لین۔ اور اسطرح مولف فقیر نے لاہور مین سیبویہ کی الکتاب بہمنیہ کتبخانہ کی سردار ٹہاکر سنگہ سندہاوالے کے پاس دیکہی تہی۔ مین نے کتاب کے حاصل کرنے مین بہت کوشش کی۔ لیکن میری کوشش مشکور نہین ہوئی۔ ہرچند کہ سردار سے طلب کیا لیکن سردار نے نہین دیا

فیروز شاہ بہمنی کی حکمت عملی

یہہ بادشاہ دور اندیش و عاقبت بین تہا۔ یہہ بادشاہ مثل جد بزرگوار علاء الدین حسن گنگوے بہمنی

دور اندیش و عاقبت بین تھا۔ اور علم و فضل مین بے نظیر۔ راندن ترقی سلطنت و پائیداری دولت کی
تجویزین سونچتا تھا۔ اُسوقت دکن مین بیجانگر کی سلطنت ترقی کے اوج پر عروج کر رہی تھی۔
وہان دیورائے نام راجہ مسند حکومت پر قائم تھا۔ راجگان دکن بنا در اُسکو مہاراج سمجھتے تھے۔ فیروزشاہ
دکن مین اسی راجہ کو اپنا حریف و مقابل سمجھتا تھا کبھی راجہ سے بےخوف نہین ہتا تھا۔ ہمیشہ مقابلہ کیلیے
آمادہ و مستعد۔ فوج و جمعیت کی تعداد بڑہاتا جاتا تھا۔ اور آلات حرب و سامان جنگ کے فراہم کرنے مین
کوتاہی نہین کرتا تھا۔ چنانچہ راجہ سے متعدد جنگ کیے کبھی غالب کبھی مغلوب ہوتا تھا۔ آخر ۸۰۹ ہجری
مین راجہ کو عاجز کر دیا۔ راجہ معرکہ و مقابلہ سے تنگ ہوگیا۔ طرفین سے بیشمار جانین معرض تلف مین
آئین مسلمانون کی نسبت ہندو زیادہ ہلاک ہوئے۔ راجہ مغلوب ہوگیا۔ اور فیروزشاہ غالب۔ راجہ نے
سفیر بھیجکے معذرت کی اور مصالحہ کا خواہان ہوا چونکہ فیروزشاہ ابتدا ہی سے چاہتا تھا کہ بیجانگر کے
راجہ سے ایسا تعلق پیدا کرے کہ باہمی مخالفت دفع ہوجائے۔ اور سمجھہ لیا تھا کہ اس قسم کا تعلق بدون
خویشی و قرابت ممکن نہین ہے۔ پس ہم کو راجاؤن کی بیٹیون سے شادی کرنی چاہیے۔ لیکن خلاف
مذہب کی وجہ سے ہندو اس قسم کے تعلق سے کوسون دور رہتے ہین اور اس امر کو باعث ننگ نام
و ناموس سمجھتے ہین۔ فیروزشاہ نے دیکھا کہ اسوقت راجہ مغلوب ہوگیا ہے۔ اور صلح کا خواہان ہے
اگر شرائط صلح مین یہہ بھی ایک شرط کرنا چاہیے کہ راجہ اپنی لڑکی کی شادی بادشاہ سے کردے
شاید راجہ بمقتضائے حال راضی ہوجائیگا۔ پھر فیروزشاہ نے راجہ سے مندرجہ ذیل شرائط پر صلح
قبول کرلی۔ راجہ نے بھی صلح کے تمام شرائط منظور کر لئے۔ اور خوشی سے دختر نیک اختر کی
شادی فیروزشاہ سے کردی۔ چنانچہ شادی کا ذکر آگے آئیگا۔ یہی پہلا بادشاہ ہے کہ ہندو راجاؤن سے

لڑکی لینے کی رسم ایجاد کی۔ بعد میں سلاطین تیموریہ نے اسی بادشاہ کی تقلید کی ہے۔ فیروز شاہ موجد ہے سلاطین تیموریہ مقلد ہیں۔ موجد مقدم ہے۔ الفضل للمتقدم یعنے فضیلت مقدم کیلئے ہے اسیطرح ۸۰۰ھ ہجری میں نرسنگہ راجہ کہڑلہ برار کی لڑکی بہی لی تہی۔ چنانچہ اسکا بہی ذکر آئیگا۔ اور بہمنی سلاطین میں یہی پہلا بادشاہ ہے کہ اُس نے تاج پوشی کی رسم ایجاد کی۔ سابق میں بجائے تاج دستار استعمال کرتے تہے۔ فرشتہ و ملحقات کے مولفین نے لکہا کہ فیروز شاہ نے تاج دستار نما ایجاد کیا۔ اور تاج کو جواہر گران بہا سے مرصع فرمایا۔ اور تخت فیروزہ جو راے تلنگانہ کا پیشکش کیا ہوا تہا اُسپر بہی بیقدر زر و جواہر زیادہ کردئے۔ اس بادشاہ کے زمانہ میں تاج و تخت نور علیٰ نور تہا۔ جلوس کیوقت بادشاہ کی شان و عظمت و تزک و شوکت دو چند معلوم ہوتی تہی۔ ناظرین و حاضرین دربار کے زبان سے بے ساختہ یہہ کلمہ برآمد ہوتا تہا۔ ما اعظم شانہ و ما ارفع مکانہ

تحقیق مذہب کا شوق

مذاہب کے تحقیقات کا شائق تہا۔ ہر مذہب کے علما اُسکے پاس موجود تہے۔ توریت و انجیل و زند و استا وغیرہ مذاہب کی کتابیں پڑہا کرتا تہا۔ ہر مذہب کے اصول و فروع کو نظر غور سے دیکہتا تہا اور پنڈتوں سے بیدوں کی باتیں سنتا تہا۔ اور کہتا تہا کہ تمام مذاہب میں دوستی و حق شناسی کے اصول متحد معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن فروع میں مختلف ہیں۔ ہر ایک کے نزدیک ریاضت واجب و لازم ہے۔ ریاضت کے طریقے بہی جداگانہ ہیں۔ پنڈتوں کی ریاضت تمام سے بڑہی ہوئی ہے۔ مجکو اپنے مذہب میں لطف و مزہ حاصل ہوتا ہے۔ یہی مذہب ایسا پاکیزہ ہے کہ اس طریقہ کی بدولت دل پاک و صاف ہوتا ہے کینہ و حسد کے زنگ سے مصقل ہوجاتا ہے۔ اور ہمارا دین و اسلام تمام دنیا و ملک سے

درست و آسان ہے۔ ہماری عبادت و پرستش مین کسیطرح کا تکلف نہین ہے۔ ہماری عبادت سے معبود حقیقی کے سامنے نیاز مندی و بندگی کی شان نمایان ہوتی ہے۔ ہماری عبادت مین نہ گانا ہے نہ باجے بجانا ہے۔ اور ہمارے دین مین ایسی ایسی باتین مفید ہین کہ دیگر مذاہب مین نہین ہین مثلاً کسی مذہب مین شراب کی حرمت اور اجنبی مردون سے عورتون کو روپوشی کا حکم نہین ہے۔ یہہ حکم ہمارے ہی مذہب مین ہے۔ اور یہہ بھی کہتا تہا کہ ہمارے دین کے مسائل حکمت و فلسفی اصول سے خالی نہین ہین اگر علمائے ظاہری غور و فکر سے کام لین تو شریعت و حکمت کو باہم مطابق پائین۔ بے سمجھے و ناوانی سے شور و غل کرتے ہین ایک دوسرے کی تکفیر کرتا ہے صاحب شریعت صاحب حکمت پر لعن طعن کرتا ہے۔ ایسا ہی صاحب حکمت ناقص بھی جواب کی بہتر کی دیتا ہے۔ جو پختہ و کامل ہوتے ہین کبھی نہین لڑتے بلکہ تحقیق کے درپے رہتے ہین۔

رصد قائم کرنے کا ذکر

فیروز شاہ فلسفہ و حکمت خصوصاً علم ہیئت سے زیادہ رغبت و دلچسپی رکھتا تہا۔ علم ہیئت کے آلات و اصطرلابات و کرات و زیجات فراہم کئے تہے۔ عزم جزم کیا کہ دولت آباد مین رصدگاہ قائم کیجائے اس کام کیلئے مولنا سید محمد گازرونی و حکیم حسن گیلانی و مولنا لطف اللہ سبزہ واری ملا اسحق سرہندی وغیرہم کو اس کام کیلئے مقرر کیا۔ رصد کا کام ۸۱۰ ہجری مین شروع ہوگیا تہا۔ لیکن یکا یک سید حسن گیلانی جو اس کام کا صدر مہتمم تہا فوت ہوگیا۔ رصد کا کام ناتمام رہگیا۔ پہر گیلانی کا قائم مقام کوئی لائق و ماہر فن دستیاب نہین ہوا کہ رصد قائم کرے۔

فیروز شاہ کے درس و تدریس کا ذکر

فیروز شاہ بہمنی اپنے عم بزرگوار محمود شاہ اول کی توجہ و سرپرستی سے مولینا فضل اللہ انجو کی خدمت مین کتب درسیۂ معقول و منقول بیس برس کی عمر مین پڑہ کے فارغ التحصیل ہوچکا تہا۔ فضائل علم و فن سے مزین ہوگیا تہا۔ علم طبعیات و الہیات و ریاضی مین علامۂ عصر تہا۔ علوم و فنون سے زیادہ دلچسپی رکہتا تہا اکثر اوقات درس و تدریس مین صرف کرتا تہا۔ اور علما سے مسائل حکمیہ مین بحث و تکرار۔ طلبائے منتہی کو درس سے سرفراز کرتا تہا۔ ہفتہ مین تین روز درس دیتا تہا۔ بروز شنبہ تفسیر زاہدی و مطول و بروز دوشنبہ ریاضی میں ہندسہ مین شرح تذکرہ و تحریر اقلیدس۔ بروز چارشنبہ کلام مین شرح مقاصد وغیرہ پڑہاتا تہا۔ اگر ان ایام مین کوئی دن ناغہ ہو جاتا تو رات مین طلبہ کو بلا کے پڑہا دیتا تہا خوش تقریر و خوش بیان تہا۔ طلبہ کو خوب سمجہاتا تہا۔ طلبہ بادشاہ کی تقریر سے بہت خوش ہوتے تہے۔ اگر کوئی طالب العلم کسی مسئلہ مین اعتراض کرتا تو اُسکو ایسا سمجہاتا تہا کہ اُسکی پوری تسلی کردیتا تہا۔ طلبہ کے لئے وظائف مقرر کردئے تہے۔ طلبہ کو بجز تحصیل علم کوئی کام نہین تہا اطمینان سے پڑہتے تہے:

قدردانی علمائے زمانہ

فرشتہ و تحفۃ السلاطین کے مولفین نے لکہا کہ بادشاہ اکثر اہل کمال کی تلاش و ممالک کے عجائب کی جستجو مین رہتا تہا۔ بزرگان باکمال کے دیدار کا خواستگار و نوادر روزگار کا طلبگار۔ بنائے علیہ بندر گوہ و دابل وغیرہ کے اطراف مین جہازات بہیجتا تہا۔ اور حکم کرتا تہا کہ ہر ولایت کے تحائف و نفائس تلاش کرکے لائین۔ اور کہتا تہا کہ ممالک کے تحائف و نفائس مین بہترین تحفہ انسان کامل ہے۔ پس بادشاہ پر واجب و لازم ہے کہ اپنی سلطنت مین غیر ممالک کے صاحبان تصنیف

وقلم جمع کرے اور ان کے ساتھہ مجالست و مشاورت کرتے رہے اور دیگر ممالک کے رسم و رواج سے واقفیت حاصل کرے۔ بادشاہوں کو غیر ممالک کے ارباب علم و فضل کے ذریعہ تمام عالم کی سیر ہو جاتی ہے۔ پس بادشاہ کی خواہش و کشش سے دار السلطنت گلبرگہ علما و صاحبان کمال کے مجمع سے دار العلوم ہو گیا تہا۔ تمام بادشاہ کے فیض عام سے بہرہ ور ہوتے تہے۔ **نظم**

فیض نفسش چو چشمہ در جوش	صیت کرمش چو نغمہ در گوش
طبع کرمش چو مصدر انور	خلق نفسش چو عود مجمر
در انجمن عجم بساطش	در بادیہ عرب سماطش
خلقش بہ بہار خوے کردہ	طبعش ز نسیم گوے بردہ
یک خندہ بہار از نگاہش	یک گوشہ سپہر از کلاہش
ہم عشق پسند ہم خرد دوست	او مغز و جہان و نہ فلک پوست

مجلس مناظرہ کا ذکر

مفرح القلوب کے مولف نے لکہا کہ فیروز شاہ بہمنی ہفتہ مین پنجشنبہ کی شب کو ایک خاص مجلس علمی مناظرہ کے لئے منعقد کرتا تہا۔ اس مجلس مین علمائے کامل و حکمائے فلاسفہ جمع ہوتے تہے۔ علوم قدیمہ وفنون دیرینہ کے اقسام مین کسی ایک علم یا فن مین مناظرہ و مباحثہ ہوتا تہا۔ فیروز شاہ علما کی تقریرین سنتا رہتا تہا۔ کبہی معترض بنجاتا تہا۔ تمام علما بادشاہ کی تقریر سنکے اعتراض کا جواب ایسا کافی دیتے تہے کہ بادشاہ انصافاً تسلیم کر لیتا تہا۔ اور علما کے جواب کی داد دیتا تہا۔ علما بہی کبہی بادشاہ کی تقریر پر اعتراضات کرتے تہے۔ بادشاہ اعتراضات سے خوش ہوتا تہا۔ عالم فاضل تہا

علوم نظری و فلسفہ و ہندسہ و ہیئت مین ماہر کامل تہا۔ اعتراضات کے جوابات براہین قاطعہ و دلائل ساطعہ کے ساتہہ دیتا تہا۔ تمام معترضین سلّمنا و صدّقنا کہتے تہے۔ یہہ جلسہ نصف شب بلکہ نصف سے زائد تک منعقد رہتا تہا۔ تمام آزادانہ بسر کرتے تہے باہم خندہ پیشانی و شگفتہ جبین بیٹہتے تہے

فیروز شاہ بہمنی کا استفتا بابت تقسیم ممالک و جاگیر

مفرح القلوب کے مولف نے لکہا کہ فیروز شاہ بہمنی نے علما سے سوال کیا کہ سلاطین کی ولاد مین ممالک کی تقسیم ورثا شرعاً جائز ہے یا نہین؟ ملا محمد گازرونی و ملا احمد قزوینی نے عرض کیا کہ ممالک کی تقسیم میراثاً جائز نہین ہے۔ اسلئے کہ شارع نے مال و متاع کا اطلاق مملکت پر جائز نہین رکہا۔ اور تقسیم میراثاً مال و متاع مین ہوتی ہے۔ پس ممالک کی تقسیم میراثاً جائز نہین۔ اور دیگر علما نے کہا کہ ممالک کی تقسیم کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ لیکن عدم جواز کی جانب مرجح ہے۔ اور قزوینی نے کہا کہ ممالک کو میراثاً تقسیم کرنے سے مملکت مین ضعف آجاتا ہے۔ اور چند ہی روز مین مملکت منقرض ہوجاتی ہے۔ اسیطرح جاگیر کی تقسیم کی بابت بہی مختلف اقوال ہین لیکن قول معتمد علیہ یہہ ہے کہ جاگیر کی زمین تقسیم نہ کی جائے اور اسکی آمدنی مین تقسیم میراثاً جائز ہے۔ مملکت و جاگیر مین بہی فرق ہے یعنے مملکت اور اسکی آمدنی مین تقسیم جائز نہین ہے۔ اور جاگیر مین بہی زمین کی تقسیم جائز نہین۔ مگر اسکی آمدنی میراثاً جاگیردار کے وارثون پر تقسیم ہوتی ہے۔ اسلئے کہ جاگیر عطیہ سلطانی ہے۔ سلاطین نے معطیٰ لہ کو اس غرض سے عطا کی کہ وہ جاگیر کی آمدنی اپنی ضرورت یا احتیاج مین صرف کرے۔ اور جاگیر مین انکا تصرف نہ رہے۔ اگر وارثین جاگیر کی زمین تقسیم کرلین گے تو جاگیر ضعیف و کمزور ہوجائیگی۔ اور چند ہی روز مین اسکا خاتمہ ہوجائیگا۔ اور عطیہ جاگیر سے دوسری

یہہ غرض ہوتی ہے کہ جاگیر مورث اعلیٰ کے اولاد مین ہمیشہ تک نسلاً بعد نسلٍ قائم رہے۔ تقسیم کی صورت
مین سلاطین کی عطا کرنے سے جو غرض تہی وہ فوت ہو جاتی ہے۔ فیروز شاہ علما کے جوابات
مختلف سنکے خاموش ہو گیا۔ اور تہوڑی دیر کے بعد فرمایا۔ کہ ہم دوسری مجلس مین اس سوال و جواب کا تصفیہ
کرین گے۔ جدہر حق غالب ہوگا وہی اختیار کیا جائیگا۔ جلسہ برخاست ہوا۔

شعر و شاعرئے بادشاہ

حدائق السلاطین کے مولف نے لکہا کہ بہمنیہ سلاطین مین فیروز شاہ بے نظیر فرد تہا۔ علوم و فنون
مین آپ ہی اپنا نظیر تہا۔ اکثر زبانون مین ملکۂ تامہ رکہتا تہا۔ اور ہر ایک زبان کے اہل زبان سے
بیساختہ کلام کرتا تہا۔ سامعین و ناظرین دونون مین تمیز نہین کر سکتے تہے اور کہتے تہے کہ
بادشاہ انہین کے افراد سے ایک فرد فرید ہے۔ طرفہ یہہ بات ہے کہ ہر ایک زبان کے اصول و فروع و اصطلاحات و اسکے
و محاورات کو خوب جانتا تہا۔ خاص زبان عربی و فارسی و ترکی کی مملکت مین حکمرانی کرتا تہا۔ یہہ ایک
میدان نظم و نثر مین جولانی کرتا تہا۔ متقدمین شعرائے عرب و عجم کے اشعار بیشمار حافظہ کے خزانہ
مین محفوظ رکہتا تہا۔ قوت حافظہ ایسی رکہتا تہا۔ جو بات ایک دفعہ سن لیتا تو اسکو کبہی نہین
بہولتا تہا۔ وہ بات حافظہ کے صفحہ پر نقش کالحجر ہو جاتی تہی۔ سخندان و سخن فہم تہا۔ کبہی کبہی خوشی
و سرور کے وقت مین آپ بہی شعر موزون کرتا تہا۔ اولاً اپنا تخلص عروجی قرار دیا۔ پہر شاہی
زمانہ مین فیروزی رکہا۔ صاحب دیوان تہا۔ دیوان نادر الوجود ہے۔ مورخین و تذکرہ نویسون
نے چیدہ چیدہ اشعار تمثیلاً لکہدئے ہین۔ یہان بہی ذیل مین گزارش کئے جاتے ہین۔
شیرین کلام و جادو بیان تہا اکثر اشعار کے مضامین سے جوش محبت و عشق معلوم ہوتا ہے

اشعار یہہ ہین نظم

بدان مثابہ ز غمِ دہر بر دلم تنگ است | کہ دل بلذت سودائے عشق در جنگ است
گلِ امید شگفت از نسیمِ وعدہ ولے | ز آفتابِ غمِ انتظار بیرنگ ست
بقطعِ راہ محبت مخور فریبِ امید | کہ غایتِ ابدش ابتدائے فرسنگ است
بجز سرودِ محبت نکرد زمزمہ نائے | کہ ہر چہ خارج این پردہ تنگ آہنگ است
ولے بہ سینہ لبالب ز دوستی دارم | کہ پیش اہل جہان بے بہا تر از سنگ است
دماغِ طبع عروجی چہ دلکشا چمنی است | چمن بگو کہ آن آسمانِ فرہنگ است
کرشمہ جنبش آموزست مژگان و رازش را | ولہ ستم کرد سنت واجب ہزبان تعلیم نازش را
محبت چاک بر دل مینزد ہر گہ کہ در بزمی | بخود مخصوص می بینم تغافلہائے نازش را
مبادا آسیب نقصان یابد از سوز دلم زاری | بدل جا میدہم اندیشہ زلفِ درازش را
نیابد لذتے زاہد ز وصلت از متاعِ خلد | ہمان بہتر کہ در دامن کنی اجر نمازش را
فیروزی قامت و رخسار آن خورشید تابان را | بسبز و لالہ می سنجد کہ بیند امتیازش را
در آتش ہر زہ فکر زائل نکنی | ولہ اندیشہ بہر خیال مائل نہ کنی
این نقد خزینہ دماغ است بکوش | تا صرف سخنہائے باطل نہ کنی

بادشاہ کی رحمدلی

مفرح القلوب کے مولف نے لکہا کہ فیروز شاہ صوفی مشرب غربا پرور فقرا نواز تہا۔ رقیق القلب ورحم دل تہا۔ ایک روز دولتخانہ کے دریچہ مین بیٹہا ہوا تہا۔ رستہ کے گذرنیوالون کو دیکہہ رہا تہا

کہ ایک فقیر کشکول ہاتہہ مین لئے ہوے جارہا تہا۔ بادشاہ نے فقیر کو بلایا اور اُسکی کشکول یا جہولی

مین دیکہا کہ جوار کی روٹی کے چند ریزے ہین۔ دیکہکے بہت افسوس کیا کہ میری رعایا آسودہ

حال نہین ہے۔ کوئی بجز نان جوار نہین کہاتا۔ فوراً حکم دیا کہ کوئی فرد رعایا سے جوار کی زراعت

نکرے بجائے جوار گندم بویا جائے۔ اور فقرا و معذورین کیلئے متعدد لنگر خانے شہر کے

محلون و کوچون مین قائم کردئے لنگر خانون سے فقرا کو روزانہ گیہون کی روٹی و حلوا

دیا جاتا تہا۔ کبہی حلوہ کے عوض گوشت دیتے تہے۔ فقرا و معذورین فراغت سے بسر کرتے تہے

پہر حسب الحکم تمام ممالک مین گندم کی زراعت ہونے لگی۔ گندم کی اسقدر کثرت ہوئی کہ

تمام دکن مین گندم کا عام رواج ہوگیا۔ کیا امیر کیا فقیر گندم ہی کی روٹی چانول کی طرح

کہانے لگے۔ پہر ایکروز اول کی طرح فقرا کے توشہ دانون کو دیکہا ہر ایک کے توشہ دان کو کلچہ

و حلوے سے معمور پایا۔ بہت خوش ہوا۔ اور خدا کا شکریہ ادا کیا۔ فیروزشاہ رحمدلی فطرتی

و ہمدردی جبلی سے موصوف تہا۔ اکثر موقعون مین رعایا کے ساتہہ ہمدردی و حسن سلوک کیا ہے

مورخین نے لکہا کہ رات کو بادشاہی دولتخانہ پر چار ہزار سوار و آٹہہ ہزار پیادہ و چارسو ہاتی حفاظت

کے لئے رہتے تہے۔ تمام رات جاگتے رہتے تہے۔ سرد گرما مین برابر تکلیفین سہتے تہے۔ بامر لاچاری

تابعداری کے دائرہ سے قدم باہر نہین رکہتے تہے۔ ایک رات جاڑے کے موسم مین بادشاہ کے

دل مین خیال آیا کہ میری ایک جان کی آسائش کیلئے اسقدر جم غفیر و مجمع کثیر کو آرام سے محروم

رکہنا نہایت ہی بے رحمی ہے دیر تک افسوس کرتا رہا۔ اور خوف خدا سے ڈرنے لگا۔ اور کہنے لگا

واویلا واحسرتا ایسا نہو کہ خدا تعالے مجکو قیامت کے دن اس سختی و سنگدلی کے ارتکاب مین ماخوذ کرے

صبح بر آمد ہوتے ہی رات کی جو کیداری موقوف کر دی ۔ صرف گنتی کے فرا ور کہہ لئے اور انکو بہی حکم دیا کہ ساعت گذرے بعد ایک ایک پہر بدلتا رہے ۔ تمام سپاہ وافسران سپاہ نے بادشاہ کی ہمدردی و رحمدلی کا شکریہ ادا کیا ۔ مورخین نے محافظین دولتخانہ کی تعداد مین نہایت ہی مبالغہ کیا ہے مبالغہ بہی ایسا کہ غلو کے مرتبہ کو پہنچ گیا ۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۔

مصیبت زدگان طغیانی کی ہمدردی

مفرح القلوب کے مولف نے لکہا کہ فیروزشاہ کے عہد مین سخت بارش ہوئی ۔ ندی نالے زور سے بہنے لگے ۔ بیہورہ ندی مین جسکے کنارے پر فیروزشاہ نے ایک شہر بنام فیروز آباد بسایا تہا ۔ طغیانی ایسی ہوئی کہ تین کوس تک سیلاب جاری ہوا ۔ تقریباً اس طغیانی مین تین سو گانون خراب و ویران ہوگئے ۔ اکثر آدمی و مویشی ہلاک ہوئے ۔ اور بادشاہ کا آباد کیا ہوا شہر خراب و نذر سیلاب ہوا بادشاہ عین طغیانی کی حالت مین مع عیال و اطفال بالاحصار کے محل مین محصورین کی طرح طغیانی کے کم ہونے تک بسر کرتا رہا ۔ اور رجوع الی اللہ تہا ۔ اور تمام عیال و اطفال الحفیظ الحفیظ پکارتے تہے ۔ جب طغیانی کم ہوگئی ۔ بادشاہی محل جو بالاحصار پر تہا صحیح سالم رہا ۔ اور بادشاہ مع عیال و اطفال گرداب بلا سے کنارہ نجات پر پہنچا ۔ تمام سلامتی جان کا شکر بجالائے ۔ طغیانی سے زراعت خراب ہوگئی تہی ۔ زمینداروں کے گہر ویران و اثاث البیت و مواشی برد و ہلاک ہوگئے تہے ۔ تمام نادار و محتاج بنگئے تہے ۔ بادشاہ نے مصیبت زدگان طغیانی کو ایک سال کا محاصل معاف کر دیا ۔ اور شاہی خزانہ سے اسقدر اعانتہ زر تقاوی دیا کہ تمام گہر تعمیر کر کے زراعت و تجارت کرنے لگے ۔ اور بادشاہ کی اعانت کا شکریہ ادا کئے ۔

فتوحات فیروزشاہ کا ذکر

تاریخ فرشتہ کے مولف نے لکہا کہ فیروزشاہ سلاطین بہنیہ مین از روئے علم و فضل و شوکت و عظمت ممتاز تہا۔ اور میدان دلاوری و بہادری مین سرفراز تہا۔ خاندان بہنیہ اُسکے وجود با وجود سے بلند آوازہ ہوئی۔ اور سلطنت و دولت نے رونق تازہ پائی۔ ملک کشائی و جہان گیری مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا۔ مخالفین سے جدال و قتال مین کوتاہی نہین کرتا تہا۔ اپنے عہد دولت مین مخالفین سے چوبیس مرتبہ جدال و قتال کیا۔ اکثر اوقات غالب رہا۔ لیکن آخری لڑائی مین جو دیورائے والی بیجانگر سے ہوئی۔ اسمین کامیاب نہین ہوا۔ اسی آخری لڑائی مین شکست پانے سے اُسکی دلاوری کی طاقت کمزور ہوگئی۔ اور ہمت کی کمر توٹ گئی۔ اسی رنج و غم کے صدمہ سے علیل ہوگیا۔ بیماری کا سلسلہ روز بروز بڑہتا گیا۔ بادشاہ کی قوت گہٹتی گئی۔ آخر اسی بیماری مین بہشت برین کو روانہ ہوا چنانچہ وفات کا ذکر آگے آئیگا۔ اسی بادشاہ کے عہد مین مملکت بہنیہ کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا تہا۔ مملکت تلنگانہ و کرناٹک کے بالاگہاٹ و پائین گہاٹ کا کچہہ حصہ تصرف مین آگیا تہا۔ فوج و خزانہ کی حالت بہی درست تہی۔ اور سامان شاہی بہی بیشمار تہے۔ گہوڑے و ہاتہیونکی کمی نہی اسی قسم سے تمام کارخانجات مثلاً سلح خانہ و توشہ خانہ وغیرہ معمور تہے۔ اور آلات جنگ توپ و تفنگ شمار مین بیشمار تہے۔ باروت و گولون کے جا بجا کوٹہے بہرے ہوئے تہے۔

منجملہ چوبیس معرکون کے ایک ہے کہ ؁ ہجری مین دیورائے والی بیجانگر مع جمعیت تیس ہزار سوار و نو لاکہہ پیادہ کماندار و تفنگ انداز مدگل و رائچور کے مسخر کرنیکے لئے برآمد ہوا۔ جو قصبات و بلاد اسلام مابین دواب تہے۔ انکو تاخت و تاراج کرنے لگے۔ جب فیروزشاہ بہنی کو دیورائے کے حملہ و تاخت

وتاراج کی خبر معلوم ہوئی۔ خبر کے سنتے ہی سراپردہ بیرون شہر بھیجدیا۔ تاکہ نصب کیا جائے۔ بہمنیہ
سلاطین کا دستور تہا جب بادشاہ کسی مہم کا ارادہ کرتا تہا تو سب سے اول سراپردہ شہر کے باہر
قائم کیا جاتا تہا۔ سراپردہ نصب کرنے سے سب کو معلوم ہو جاتا تہا کہ بادشاہ کہین جانیوالا ہے
بہر دار الخلافت گلبرگہ سے برآمد ہوکے بلدہ ساغر مین پہنچا۔ اور فوج ولشکر کا ملاحظہ فرمایا معلوم
ہوا کہ بارہ ہزار سوار ہین۔ پس پہلے ہی فیروزشاہ نے ساغر کے زمیندار کو جو سفاک وبیباک تہا
مع ساتہہ آٹہہ ہزار تلنگے وکنہڑے وکولی کو جو اُسکے ماتحت تہے۔ یہی تلنگے وکنہڑے اُس کی
جمعیت ورعیت تہے جنگ کے وقت سپاہی غیر جنگ کے وقت زمیندار بنجاتے تہے۔ گرفتار کرکے
قتل کیا۔ اور اسکے فتنہ وفساد سے مطمئن ہوگیا۔ پہر برار ودولت آباد کی جمعیت بہی پہنچ گئی۔ فیروزشاہ
چاہتا تہا کہ دیورائے کی مدافعت کیلیے کوچ کرے کہ یکایک خبر آئی۔ کہ نرسنگہ والی کہرلہ برار نے
مانڈو واسیر کے حکام کی حمایت ومدد اور بیجانگر کے راجہ کی تحریک سے برار مین ہنگامۂ فتنہ وفساد
برپا کیا ہے۔ برار سے قلعۂ ماہور تک تاخت وتاراج سے تمام ملک برباد وخراب کر رہا ہے۔ اکثر اہل
اسلام کو ذلیل وخوار کر رہا ہے ظلم وبیدادی کے لوازم سے کوئی دقیقہ گذاشت نہین کہا ہے
تمام رعایا تباہ وبرباد ہورہی ہے اسلیے بادشاہ نے فی الفور عزم بالجزم کیا کہ اس ظالم موذی کا
خاتمہ ہی کرنا چاہئے پس تمام لشکر برار ودولت آباد کو ظالم موذی کی مدافعت کیلیے مامور کیا
اور خود مع جمعیت بارہ ہزار سوار دار السلطنت دیورائے کی تنبیہ کے لئے مستعد ہوکے
روانہ ہوا۔ اُسوقت بارش کا موسم تہا۔ کشنا مین طغیانی زور شور سے تہی دیورائے کشنا کے
کنارے پر ایک جانب مین ڈیرے وخیمے قائم کیا ہوا تہا۔ اور فیروزشاہی لشکر کشنا کے دوسرے جانب

پہنچ گیا۔ دونون کے درمیان کشتا حائل تھی اور دیبورائے لشکر اسلام کو دریا کے عبور کرنے سے مانع ہو رہا تہا۔ جو گذرگاہین تہین وہان ہنود کی چوکیان قائم ہو گئی تہین۔ کوئی موقع ایسا نہین رہا تہا کہ مسلمان وہان سے عبور کرین۔ فیروز شاہ بادشاہ اس امر مین متفکر و پریشان تہا تمام ارکان دولت سے مشورہ کیا کسی نے جواب شافی نہین دیا مگر حاضرین مجلس سے ایک بزرگ نے جو قاضی سراج نام سے مشہور تھے بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ اگر آپ ارشاد کرین تو بندہ سراج جو آپ کے دولت خواہی پر ثابت قدم ہے مع چند اپنے اقارب معتبر دریا سے عبور کر کے جاتا ہون جسطرح ممکن ہوگا راتکو راجہ کی یا اُسکے لڑکے کی مجلس مین داخل ہونگا۔ راجہ یا راجہ کے لڑکے کا سر خنجر آبدار سے قطع کرونگا۔ جب شور وغوغا بلند ہوگا۔ اور راجہ کے لشکر مین کہلبلی شایع ہو گی تب پانچ چھہ ہزار سوار شاہی دریا سے اوتر کے گذرگاہ کے گہاٹ کو ہنود کے تصرف سے نکالین۔ پہر اُسوقت خود بادشاہ بہی اوتر آئے۔ اور مخالفین کو ہلاک کرے۔ فیروز شاہ نے قاضی سراج کی تجویز پسند کی اور فی الفور دوسو ٹوکرے چمڑے مین منڈہے ہوے تیار کئے۔ قاضی سراج مع ساتہہ جوان یکدل و رازدار بلباس جوگیان دریا سے عبور کر کے دیورائے کے لشکر مین داخل ہوا۔ ایک شرابخانہ مین اوتر کے ایک بازاری رنڈی کا عاشق بنا۔ اور دیوانگانہ حرکتین کرنے لگا۔ اتفاقاً اُسی شب وہ پاتری زیور و لباس فاخرہ سے آراستہ ہو کے راجہ کی مجلس مین جانے لگی۔ قاضی صاحب عاشقانہ بیقراری و اضطراری حالت مین پاتری کے پاس آئے۔ اور کہا اے محبوبہ ستم پیشہ کہان جاتی ہے؟ اور مجہہ دل سوختہ کو جدائی مین ہلاک کرتی ہے۔ پاتری نے کہا آج رائے زادہ نے ایک جشن منعقد کیا ہے اور مجکو بلایا ہے مجلس مین جاتی ہون۔ قاضی نے کہا افسوس جدائی مین

میری زندگی محال ہے۔ مجھکو بہی ہمراہ لیچلو۔ پاتری نے کہا راجہ کی مجلس مین گوئے قوال کے سوا کوئی داخل نہین ہوسکتا آپ راگ سے واقف نہین ہین۔ قاضی نے کہا مین راگ و ساز سے واقف ہون میرے پاس راگ کا تمام سامان موجود ہے اور بہی ایسے کمال کہتا ہون کہ راجہ اُن کمالات کے دیکہنے سے بہت محظوظ ہوگا۔ پاتری نے تمسخر سے کہا کہ یہہ مندل لیجئے بجائے۔ قاضی نے مندل بجایا اور اُسکے ساتہہ ہی ایسا گایا کہ پاتری حیران ہوگئی۔ اور کہا کہ آپ جیسے صاحب کمال کو ہمراہ لیجانا میرے لئے باعث فخر ہے۔ پس قاضی صاحب مع ہمراہیان ہمراز پاتری کے ہمراہ راجہ کی مجلس مین داخل ہوئے

نظم

بدیدند بزمے چو باغ بہشت | سراپردۂ پر نیائی سرشت
ہمان رائے زادہ براورنگ زر | سراسر برآمودہ دُرّ و گہر
ز سرتا قدم زیور ہندوی | بہ بخشند ز چشم ہارا لوی
زہردو طرف مہتران کنہر | بزیور درخشان کمر در کمر

مجلس مین ہوجب رسم وکن طوائف جوق جوق رقص کرتی ہوئی آتی تہین اور اپنے ناز و انداز دکہاتی تہین۔ جب طوائف اپنے کمالات دکہا چکین۔ تب بازیگرون کی نوبت آئی پاتری نے قاضی صاحب کو ایک مسخرہ کے توسل سے اجازت حاصل کرکے مجلس مین داخل کیا قاضی صاحب زنانہ لباس پہنکے ناز و انداز کے ساتہہ خرامان آئے مندل نوازی و نقالی و مسخرگی مین کٹار برہنہ لیکے ناچتے کودتے ہوئے رائے زادہ کے قریب آئے بسرعت و تیزی کے ساتہہ کٹارین رائے زادہ کے سینہ و پیٹہہ پر مارے۔ کٹار کے وار سے رائے زادہ کا کام تمام کیا۔

اور قاضی صاحب کے رفیق جو سراپردہ سے باہر کہڑے ہوے تہے فوراً سراپردہ شق کرکے اندر آئے
چند ہندوؤن کو جو مست تہے چند زخم لگائے۔ چراغ و مشعل کو بجہا کے باہر چلدئے۔ اندہیری رات
تہی کسی گوشہ مین مخفی پڑے رہے۔ اور لشکر اسلام کے آنے اور اُترنے کے منتظر ہوے نظم

جوانمرد قاضی چو غرندہ شیر — سوئے رائے زادہ درآمد دلیر
ورا گشت بر دیگران حملہ کرد — دمار از ہنودان برآورد کرد

اہل مجلس شراب کی نشہ مین مست اور عقل و ہوش سے بیخبر و بیہوش تہے۔ گہبرائے۔ شور و غل
مچائے۔ اور لشکر مین پریشانی واقع ہوئی۔ اور کہنے لگے کہ مسلمانون کا بادشاہ مع جمعیت بارہ ہزار
سوار دریا سے عبور کرکے آیا۔ دیورائے اور اُسکے لڑکے کو قتل کیا۔ بعض کہتے تہے کہ اہل اسلام
کے پیادے کشنا سے اوترآئے اور راجہ پر حملہ کئے۔ چونکہ اندہیری رات تہی۔ راجہ کا لشکر طولاً
و عرضاً پندرہ میل سے زیادہ مین پڑا ہوا تہا۔ امرو سپاہ سے کوئی خیمے ڈیرے سے باہر نہین آیا
یہانتک کہ تین چار ہزار مسلمان ٹوکرون مین بیٹہہ کے اُتر آئے۔ تلنگے و کنہڑے جو کنارہ پر
مسلمانون کی مدافعت و ممانعت کیلئے بیٹہے ہوے تہے۔ مسلمانون کے اوترتے ہی فرار ہوے
پہر صبح کیوقت فیروز شاہ مع لشکر بقیہ دلجمعی سے اُتر آیا۔ اور دیورائے کے لشکر پر حملہ کیا۔ دیورائے
لڑکے کے قتل ہونے سے ہوش و حواس باختہ ہو رہا تہا۔ اور اسکا لشکر بہی درہم برہم ہو گیا تہا
ایسی حالت مین فرزند کا جنازہ اٹہا کے آفتاب برآمد ہونے سے اول فرار کا رستہ اختیار کیا
فیروز شاہ بیشمار غنیمت حاصل کرکے راجہ کے تعاقب مین بیجانگر تک چلا گیا۔ راستہ مین
متعدد مرتبہ مقابلے ہوئے۔ فیروز شاہ ہر ایک مرتبہ بفضل اللہ انکی حسن تدبیر سے فیروزمند ہوا

اس جنگ مین طرفین کے سپاہ کارآزمودہ بیشمار قتل ہوے آخر دیورائے بیجانگر کے قلعہ مین
پناہ گیر ہوگیا - اور جنگ کے میدان سے دست بردار ہوا - فیروزشاہ نے احمد خان خانخانان
و میر فضل اللہ انجو کو راجہ کے جنوبی ملک کے طرف روانہ کیا - اور حکم دیا کہ تاراج و برباد کرین - اور قاضی حسن
کو منصب و جاگیر سے سرفراز فرمایا - اور خانخانان کے ہمراہی مین مقرر کیا - خانخانان نے حسب الحکم
تاخت و تاراج مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا - اہل اصنام کا ملک و مال و دولت سے معمور تہا
مسلمانون نے خوب لوٹا - ہندو جان و مال سے ہلاک و برباد ہوئے - مسلمان ہندوؤن کے
مال و دولت سے مالامال ہوگئے - بیشمار لڑکے و لڑکیان اسیر کرکے لائے - تقریباً ہنود براہمہ کے
لڑکے و لڑکیان دو ہزار تہے - براہمہ نے باہم اتفاق کرکے دیورائے کی خدمت مین عرض کیا
کہ ہم تمام رعایا جسقدر زر نقد چاہیئے فراہم کرکے پیش کرتے ہین چاہیئے کہ آپ براے خدا ہمارے لئے
مسلمانون سے سفارش کیجئے کہ زر نقد لیکر ہمارے بچون کو رہا کرین - دیورائے نے تمام براہمہ کی
درخواست قبول کی - اور ارکان دولت کو اجازت دی کہ جسطرح ہوسکے مسلمانون کو زر نقد
بطور فدیہ دیکے قیدیون کو چہوڑائین - براہمہ و ارکان دولت فیروزشاہ کے پاس آئے اور میر فضل اللہ
انجو سے بحث و تکرار کے بعد یہہ قرار پایا کہ ہندو دس لاکہہ ہون خزانہ بہمنیہ مین داخل کرین اور
ایک لاکہہ ہون خواسعی میر کو دین - یہہ معاملہ طی ہونے کے بعد دیورائے نے گیارہ لاکہہ ہون میر فضل اللہ
انجو کے پاس بہیجدئے - اس رقم مین چہہ لاکہہ ہون براہمہ و رعایا نے اور پانچ لاکہہ دیورائے نے
دئے تہے - میر نے کل رقم بادشاہی خزانہ مین داخل کی - تحسین و آفرین سے سرفراز ہوا - یہہ
طرفین سے قول و قرار ہوے - کہ بموجب دستور قدیم باہم ایک دوسرے کے بلاد و قریات پر دست اندازی نکرین

صلح ہونیکے بعد فیروز شاہ نے تمام قیدیوں کو رہا کیا۔ اور دار السلطنت کیطرف مراجعت کی۔
پھر تنگبھدرا سے عبور کر کے فولاد خان بن صفدر خان سیستانی کو مابین دواب کے بلاد و قریات کے
ضبط کرنیکے لئے مقرر کیا۔ اور آپ سرعت و تیزی کے ساتھہ گلبرگہ میں آیا۔ امور سلطنت کے انتظام میں
مشغول ہوا۔

نرسنگ راجہ کہڑلہ و گونڈوانہ کی گوشمالی

فیروز شاہ بہمنی دیورائے والی بیجانگر کے معرکہ سے کامیاب ہو کے دار السلطنتہ گلبرگہ میں آیا۔ خود بادشاہ
و سپاہ متواتر معرکوں سے تہک گئے تہے بناء علیہ دو تین مہینے آرام و آسائش سے بسر کئے کسیطرف
فوج کشی کا ارادہ نہیں کیا۔ دو تین مہینے گذرنیکے بعد ۸۰۲ ہجری کے شروع میں عزم جزم کیا کہ
نرسنگ والی کہڑلہ کی گوشمالی و سرکوبی کرنی چاہیئے۔ بناءً علیہ فوج جرار ہمراہ لیکر برار کی طرف
شکار کرتا ہوا ماہور میں پہنچا۔ وہانکا مقدم جو نرسنگ کے بہکانے سے سرکش و باغی ہو گیا تہا
اسوقت بعض مقربین کے توسل سے حاضر دربار ہوا۔ اور اپنی سرکشی و بغاوت کی معافی چاہی
اور پیشکش بہی دیا۔ اور مع فرزندان ملازم رکاب ہوا۔ فیروز شاہ نے اُسکا قصور معاف کر کے
خلعت خاص سے سرفراز فرمایا۔ بادشاہ ماہور میں ایک مہینہ پانچروز تک قیام پذیر رہا۔ پہر وہانسے
نرسنگ کیطرف روانہ ہوا۔ نرسنگہ نے فیروز شاہ کے آنے سے قبل حکام خاندیس و مالوہ سے امداد و کمک
طلب کی تہی۔ خاندیس و مالوہ سے امداد نہیں آئی لیکن نرسنگہ باوجود عدم امداد فیروز شاہ کے مقابلہ کے
لئے مع جمعیت سوار و پیادہ کہڑلہ سے دو منزل آگے بڑہکر آیا۔ بادشاہ اُسکے مقابلہ کیلئے چاہتا تہا
خود سوار ہووے لیکن خانخانان و میر فضل اللہ انجو نے عرض کیا کہ اگر یہ خدمت ہمکو دیجائے تو

ہم اُسکو سزائے واجب دینگے۔ بادشاہ نے دونون کو اس خدمت پر مامور کیا۔ دونون نے اولاً نرسنگہ کو
ایک خط لکھا کہ بادشاہ کی طاعت کرے اور بدستور خراج و پیشکش بھیجتا رہے ہر چند کہ سمجھایا نہین مانا
جنگ کے لئے مستعد ہوا۔ خانخانان و میر فضل اللہ انجو نے بھی فوج کو ترتیب دیکے حملہ کیا۔ طرفین مین
سخت جنگ ہوا شجاعت خان و دلاور خان و رستم خان و بہادر خان مقتول ہوے اہل اصنام
غالب و اہل اسلام متفرق ہونے لگے۔ خانخانان میمنہ مین و میر فضل اللہ انجو میسرہ مین حیران
و پریشان ہوئے۔ اسی اثنا مین ایک شخص نے میر فضل اللہ انجو سے کہا کہ خانخانان بھی مقتول ہو گیا
میر فضل اللہ نے اس امر کے اخفا مین سخت تاکید کی ایسا نہو کہ یہہ راز پوشیدہ فاش ہو جائے
پھر دو سو جوان ہمراہ لیکر آگے بڑہا۔ نقارۂ شادیانہ بجوایا۔ اور مشہور کیا کہ خود بادشاہ کمک
کیلئے آیا ہے۔ آخر یہہ خوشخبری سنکے جوانان پراگندہ فوج فوج میر فضل اللہ انجو کے ساتھہ ہوئے
اور میر فضل اللہ نے مقابل کے لشکر کو شکست دی۔ جب میر کو معلوم ہوا کہ خانخانان کے قتل کی
خبر غلط تھی۔ تب خود خانخانان سے ملا۔ پھر دونون نے کونسل لئے بن نرسنگہ کو عین معرکہ مین اسیر
و دستگیر کر لیا۔ مخالفین میدان جنگ سے برآمد ہوے۔ قلعہ کھرلہ کا راستہ اختیار کیا۔ پھر خانخانان
نے قلعہ تک تعاقب کیا۔ راہ مین کسی پر رحم نہین کیا۔ تخمیناً دس ہزار ہندو سوار و پیادہ قتل ہوئے
نرسنگہ بہزار محنت قلعہ مین داخل ہو گیا۔ اور قلعہ کا دروازہ بند کر دیا۔ اہل اسلام نے محاصرہ کیا
دو مہینے کے بعد اہل قلعہ عاجز و تنگ ہو گئے۔ الامان الامان کہنے لگے۔ خانخانان و میر فضل اللہ
انجو نے محصورین کو جواب دیا کہ ہم اس امر مین کچھہ اختیار نہین رکھتے اگر نرسنگہ خود فیروز شاہ کے
پاس جائے تو یہ صورت یعنی امان نامہ ملجائیگا۔ پس نرسنگہ مع خویش ایلچپور گیا۔ فیروز شاہ کے

دربار مین پہنچ کے نہایت منت وزاری کی اور کہا کہ ہم بندۂ درگاہ ہین - اپنی شوخی و دلیری کی معافی چاہتے ہین معاف فرمائے - اگر حکم ہو تو قلعہ خانخانان میر فضل اللہ کے سپرد کرینگے - یا اگر بادشاہ ہمکو خراج گزارون کے زمرہ مین شریک فرمائین تو ہم مثل آباء علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی ہر سال خراج مقررہ ادا کر کے تابعداری و فرمانبرداری کے طریقہ پر ثابت قدم رہینگے - فیروز شاہ نے نرسنگہ کو خلعت خاص وکلاہ زردوزی عطا کی اور نرسنگہ نے اپنی دختر نیک اختر کو خوشی سے فیروز شاہ کی خدمت مین بہیجدیا - اور چالیس نامور ہاتی - اور پانچ من طلا اور پچاس من چاندی - اور بہی اکثر تحائف ونفائس پیش کئے - بادشاہ نے قلعہ سے محاصرہ برخاست کیا - اور قلعہ و ملک بشرط اطاعت اُسکے حوالہ کیا - نرسنگہ کو رخصت کر کے کامیابی و فیروزی کے ساتہہ دار الخلافہ گلبرگہ مین آیا - یہہ فتح میر فضل اللہ انجو کے نام سے منسوب ہوئی تہی - بادشاہ نے اسکے صلہ مین میر کو برار کی سرلشکری عطا کی

فیروز شاہ بہمنی کا امیر تیمور گورگان کی خدمت مین ایلچی کا بہیجنا

تحفۃ السلاطین و فرشتہ کے مؤلفون نے لکہا کہ ۸۰۱ھ ہجری مین شہرت ہوئی کہ امیر تیمور گورگان ہند مین دوبارہ تشریف لانے والے ہین - اور انکا ارادہ ہے کہ دہلی کی سلطنت اپنی اولاد بزرگ مین سے کسی ایک کے سپرد کرے اور شاہزادہ باقی تمام ہندوستان کو بزور شمشیر مسخر و مفتوح کرے اور اگر حاجت پڑے تو خود بہی بذات خاص پہر ہندوستان آئے - فیروز شاہ بہمنی نے ہوشیاری و عاقبت اندیشی و پیش بینی سے حسب مشورۂ وزرا میر تقی الدین محمد داماد میر فضل اللہ انجو و مولانا لطف اللہ سبزواری کو مع تحائف نفائس و ہدایائے لائق امیر تیمور صاحب قران گورگان کی خدمت مین بہیجا - اور عرضداشت بہی جسمین اطاعت و بندگی و اخلاص و نیازمندی کا اظہار کیا تہا بہیجی سفیر بہمنی

دریا وصحرا کی مسافت طے کرکے دارالسلطنت سمرقند مین پہنچے - امیر تیمور کے بارگاہ مین شاہنشاہ جہان پناہ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے امیر تیمور کے دربار مین سفیرون کی بڑی تعظیم و تکریم ہوتی
چھہ مہینے تک امیر کی خدمت مین بطور مہمان رہے - اُس زمانہ مین دستور عام تہا کہ جب سفیر کے آنے سے بادشاہ خوش ہوتا تہا تو اُسکو زیادہ زمانہ تک مہمان رکہتا تہا - اور اُسکی خاطرداری و مدارات مین مبالغہ کرتا تہا
جب سفرائے بہمنی نے تحائف نفائس و پیشکش ہائے نوادر امیر تیمور کے ملاحظہ مین پیش کئے - اور تمام تحائف نے قبولیت کا درجہ پایا - تب مقربین کے ذریعہ سے عرض کیا کہ فیروزشاہ بہمنی منجملہ تابعداران سرکار ہے - اور اپنے کو آپکے خیرخواہون کے زمرہ مین شمار کرتا ہے - اور اُسکا عزم بالجزم ہے کہ جب آپ دارالخلافت دہلی تشریف لائین یا شاہزادون مین سے کوئی شاہزادہ عالی تبار مقرر ہوکے آئے تو اُسوقت از روئے عبودیت و بندگی کمربستہ ہوکے دکن سے دہلی مین حاضر ہوگا - و خدمت بندگی کے شرائط جان نثاری و پرستندگی کے مراسم بجا لائیگا - اور حضرت کی خاص عنایت سے سربلند ہوگا
امیر تیمور صاحب قران سفرا کی تقریر سنکے فیروزشاہ کے حسن اخلاص سے بہت خوش ہوا - زیادہ خوش اسوجہ سے ہوا کہ باوجود بُعد مسافت فیروزشاہ عبودیت و نیازمندی کا اظہار کرتا ہے جوش خوشی سے فرمایا کہ ہم نے فیروزشاہ کو گجرات و دکن و مالوہ کی سلطنت عطا کی - لوازم شاہی یعنی چتر وغیرہ کے رکھنے کی اجازت دی - اور ایک فرمان اسی مضمون کا فیروزشاہ کے نام سے بہیجا - اور فرمان مین فیروزشاہ کو فرزند خیرخواہ لکہا - اور ایک کمر زرین و شمشیر مرصع و چارقبہ بلوکانہ اور ایک غلام ترکی - و چار اسپ نامی جنکا مثل کبہی دکن مین نہین آئے تہے بہیجا - اور ایلچیونکو انعام و اکرام کے ساتہہ روانہ کیا - پس گجرات و مالوہ و خاندیس کے بادشاہون کے دلون مین رشک

وحسد وخوف پیدا ہو گیا۔ فیروز شاہ کی پیش بینی دیکھہ کے ڈرنے لگے اور اُسکی خدمت مین سفیرون کو بھیجے۔ اور فرمایا کہ ہم اور آپ باہم بھائی مین ہمکو لازم ہے کہ ہم باہم اتفاق سے بسر کرین تا ہم شاہان دہلی کے صدمہ سے محفوظ رہین گے۔ اور ہمکو کوئی آفت ومصیبت نہ پہنچے گی اور اسیطرح رائے بیجانگر سے آشنائی پیدا کر کے پوشیدہ پیغام بھیجا۔ کہ جب آپ کو کمک کی ضرورت ہو مطلع کرین جہان تک ممکن ہوگا اعانت وامداد مین کوتاہی نہین کرینگے۔ اسیوجہ سے بیجانگر کے راجہ نے فیروز شاہ سے خلاف شروع کر دیا۔ اور تین چار سال کا خراج مقرری ادا نہین کیا مالوہ وگجرات کے سلاطین اگرچہ ظاہراً نرمی کرتے تھے لیکن دل سے کشیدہ خاطر ہو کے پرخاش پر مستعد رہتے تھے فیروز شاہ نے بلحاظ وقت باج وخراج کے طلب مین سختی نہین کی بلکہ درگذر کیا لیکن گھات مین رہتا تھا آخر سُنار کی لڑکی پرتھال نے فتنۂ خوابیدہ کو بیدار کیا۔ فیروز شاہ سُنار کی لڑکی کے محفوظ رکھنے کیلئے راجہ سے مقابلے کے لئے قائم ہوا۔ فیروز شاہ کو اس ہمدردی کے طفیل سے راجہ پر کامیابی وفیروزی حاصل ہوئی راجہ مطیع وفرمان بردار ہو گیا۔ چنانچہ قریب مین اُسکا ذکر آتا ہے۔

پرتھال دختر زرگر کا ذکر

فرشتہ ودیگر مورخین نے لکھا کہ تعلقہ مدگل مین خدائے جل شانہ نے ایک زرگر مفلوک الحال گمنام کو ایک لڑکی جمیلہ وحسینہ پری پیکر حور منظر عطا کی۔ اُسکا نام پرتھال رکھا گیا۔ لڑکی کیا تھی نقاش قدرت کے کمال قدرت کا نمونہ تھی۔ اُسکے تناسب اعضا وآرائش چہرہ سے فی احسن تقویم کا پورا اظہار ہوتا تھا۔ گویا مشاطۂ صنع ایزدی نے اولو الابصار وصاحبان دیدار کے

سیر و تماشے کیلئے اُسکے رخسارہ دل فریب کو زیب و زینت کے گلگونہ سے آراستہ کیا۔ اور صیقل گر ازل نے صاحبدلون کے نظارہ کیلئے اسکے رخسارہ کے آئینہ کو عنایت کے مصقلہ سے روشن کیا ہے آفتاب اُسکے جمال عالم آرا کے دیکھنے سے شرمندہ ہوتا تہا۔ اور مشک خطائی اُسکی زلف عنبرین سے غیرت کی آگ مین جلکر خاک سیاہ ہو جاتی تہی نظم

لب لعل نگین خاتم جم | دہان از حلقۂ انگشتری کم
ز رنگ عارضش بر روئے ہوا لعل | خم زلفش در آتش کردہ صد نعل
عذارش قبلۂ آتش پرستان | دہانش آرزوئے تنگدستان

باوجود حسن و جمال خوش آواز و شیرین گو بہی تہی ع گل بود و بسبزہ نیز آراستہ شد + جب لڑکی ہندؤن کے رسم و رواج کے موافق سن شادی کو پہنچی۔ اُسوقت اُسکے ماں باپ نے چاہا کہ اپنے ابنائے جنس مین کسی لڑکے سے شادی کردین۔ لڑکی ماں باپ کو شادی سے مانع ہوئی اور عرض کی کہ خدائے تعالی نے مجکو تمام دختران نوخیز مین ممتاز کیا ہے۔ وہی میرا چارہ ساز ہوگا۔ مجکو اُسیکی لطف و احسان پر چہوڑدو اور آپ اس خیال مین بیفائدہ رنج نہ سہین۔ والدین از روئے محبت خاموش ہوگئے۔ اور کہدیا لگ اختیار یعنی تو اپنی ذات و نفس پر مختار ہے ہم اس معاملہ مین دست اندازی نہین کرتے ہین۔ اُنہین ایام مین ایک برہمن باشندہ بیجانگر بنارس سے مراجعت کرکے آرہا تہا کہ رستہ مین اُسی گانون مین آیا۔ جہان زرگر رہتا تہا۔ اور زرگر کے ہی مکان پر فروکش ہوا زرگر کے تمام عیال و اطفال برہمن کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے مگر زرگر کی لڑکی پرتہان برہمن کی زیارت سے محروم رہی۔ زرگر نے برہمن سے لڑکی کے لئے درخواست کی کہ پنڈت جی دعائے خیر کیجیے

برہمن نے پوچھا لڑکی کہان ہے؟ مان باپ نے کہا پردہ مین ہے برہمن تعجب کرنے لگا۔ کیونکہ ہندؤون کے نزدیک اجنبی مردون سے خاص برا ہمہ سے پردہ نہین کرتے ہین۔ برہمن نے پردہ نشینی کا سبب دریافت کیا۔ لڑکی کے والدین نے تمام حال بیان کیا۔ برہمن لڑکی کے دیدار کا مشتاق ہوا اور لڑکی کو باواز بلند پکارا کہ اے نور دیدہ تو میرے نزدیک فرزندان حقیقی سے ہزار مرتبہ بہتر ہے باہر آ۔ برہمن کے اصرار کے بعد لڑکی پردہ سے برآمد ہو کے برہمن کی پا بوسی سے سرفراز ہوئی۔ نہایت ادب سے کھڑی ہو گئی۔

نظم

جادو نگہے صنم فریبے ۔۔۔ نگذاشتہ در جہان شکیبے
صد برہمنش زبون نشستہ ۔۔۔ در بتکدہ بت بہ بت شکستہ
گلقند لبے بہر شکر خند ۔۔۔ شورے نمک فگندہ در قند
بر خندۂ نمک برات کردہ ۔۔۔ در سحر نمک نبات کردہ
شیرین نمکین تکلم او ۔۔۔ شیرین تر ازان تبسم او
شمشاد قدے بناز رستہ ۔۔۔ صد رہ سبے وگلاب شستہ
در پردۂ دیدہ جلوہ گاہش ۔۔۔ در خانہ و پا بفرق ماہش
الماس نژاد غمزہ اش تیز ۔۔۔ ہم دشنہ فشان وہم نمک ریز
مالیدہ چو گل بجائے غازہ ۔۔۔ صد صندل تر بجون تازہ
پیچیدہ بجعد عنبرین تار ۔۔۔ از ہر خم مو ہزار زنار
وان طرہ وآن عذار مہوش ۔۔۔ موئین دامے بدست آتش

آن زابہ زخم غمزہ دل سوخت | زابریشم طرہ زخم را دوخت
چشمش کہ چو فتنہ مست خفتہ | صد دشنہ در آستین نہفتہ
از شرم فگندہ پردہ در پیش | در روزنہ دیدہ سایۂ خویش
در پردہ بصد ہزار بازی | در پردہ دری پردہ سازی
جز آئینہ کس ندیدہ دستش | جز سرمہ ندید چشم مستش
پیشانی غمزہ ناز در ناز | ابرو بکرشمہ راز در راز
بودند قبیلہ و تبارش | حیرت زدگان کاروبارش

برہمن لڑکی کے دیدار سے بہت ہی خوش ہوا - اور اُسکی خوبصورتی و خوش آوازی سے نہایت ہی محظوظ ہوا - برہمن علم موسیقی مین اُستاد کامل تھا - لڑکی فن موسیقی کے طرف زیادہ مائل تھی - برہمن ایک سال تک گزر کرکے گھر پر مہمان رہا - اور لڑکی کو فن موسیقی سکھلایا - جب وہ اس فن مین کاملہ ہو گئی تب برہمن وہان سے رخصت ہوکے بیجانگر مین آیا - بیجانگر مین پرتھال کے حسن و جمال کا چرچا ہر ایک کے سامنے کرنے لگا تمام بیجانگر مین اُس پری پیکر کے حسن کی شہرت ہوئی چنانچہ دیورائے نے بھی یہہ خبر سُنی - برہمن کو بلایا - اور پرتھال کا حال دریافت کیا برہمن نے اُس ماہرو کی پوری حقیقت بیان کی - دیورائے اُسپر غائبانہ فریفتہ ہو گیا - برہمن کو انعام و اکرام سے سرفراز کرکے زیور مرصع وزر نقد ہمراہ دیکر مدکل روانہ کیا اور برہمن سے کہا جسطرح ممکن ہو لڑکی کے مان باپ کو زر نقد دیکر خوشنود اور لڑکی کو خطاب رانی کے وعدہ سے راضی کرے - اور پدک مرصع کو لڑکی کے گلے مین ڈالدے - اور بیجانگر کے تبخانونکی پوجا کے

بہانہ سے ہمراہ لاکے راجہ کے دربار میں پہنچائے۔ برہمن نے اس کام کا بیڑہ لیکے روانہ ہوا منازل و مراحل طے کرکے پرتہال کے گانون مین پہنچا۔ اُسکے باپ سے ملکے راجہ کا پیغام بیان کیا۔ پرتہال کے والدین پیغام سے بہت خوش ہوئے۔ پہر برہمن نے چاہا کہ پدر صبح کو لڑکی کے گلے مین ڈالے لڑکی نے قبول نہین کیا۔ اور والدین سے کہا کہ بیجانگر کے راجاؤن کا دستور ہے جس عورت کو رانیون مین داخل کرتے ہین پہر اُسکو گہر سے باہر نکلنے نہین دیتے نہ اُسکو والدین و قرابتدارون سے ملنے دیتے ہین۔ اگر آپ مجہہ سے بیزار ہین تو مجہکو بازار مین کم قیمت مین بیچڈالئے۔ مین آپسے رنجیدہ نہونگی۔ اور مین نہین چاہتی ہون کہ راجہ کے قیدخانہ مین مقید ہو جاؤن اور آپکے دیدار سے محروم ہون۔ والدین و برہمن زیادہ اصرار کرنے لگے۔ تب لڑکی نے دلیرانہ کہا کہ مجہکو ہاتف غیب نے بشارت دی ہے کہ مین اسلام سے مشرف ہون گی اور میری عُسرت عشرت سے مبدل ہو جائیگی آپ صبر کرکے لطیفہ غیبی کے امیدوار ہین۔ اور آپکو بیجانگر کے زر و جواہر پر فریفتہ نہین ہونا چاہیے اور مجہکو بلا مین مبتلا نہ کیجئے۔ ماں باپ خاموش ہوگئے۔ اور برہمن ناامید ہوکے بیجانگر روانہ ہوا دیورائے سے لڑکی کے والدین کی رضامندی ور اوسکے انکار کا قصہ بیان کیا۔ دیورائے بیقراری کی آگ سے بہڑکنے لگا۔ زندگی سے بیزار سوز و گداز مین بسر کرنے لگا۔ زندہ درگور کی طرح صبر و قرار سے بیقرار ہوگیا

نظم

در عشق بجز گداختن نیست	این سوختن ست ساختن نیست
این عشق کہ ہست بیخود از خویش	نے شاہ شناسد نہ درویش
با ہست بصد بلند و پستی	ہان پائے نہ لغزدت ز مستی

اُسوقت مدگل بہمنیہ کے تصرف مین تہا۔ پرتہال بہمنیہ کی رعایا سے تہی۔ اور فولاد خان سیستانی اُس ضلع کا افسر و صوبہ تہا۔ دیورائے پرتہال کے عشق و طلب مین بیجانگر سے بہ بہانہ سیر و تفرج برآمد ہوا۔ بیشمار فوج پیادہ و سوار ہمراہ لایا تنگبہدرہ کے کنارے پہنچا۔ دور اندیشی و ہوشیاری کی باگ ہاتہہ سے گم کرکے عہد و پیمان کے دفتر کو غرق آب کردیا۔ ہرچند براہمہ وندما مانع ہوے کسی کی نہین سُنی۔ اور پرتہال کے پکڑنے کیلئے پانچ ہزار سوار و پیادے پرتہال کے گانون پر بہیجے۔ پرتہال کے والدین دختر کے دینے پر راضی تہے۔ اگر دیورائے صیغہ راز مین اُسکے والدین کو اپنے آنیکی خبر اول ہی دیدیتا تو وہ گاؤن سے فرار ہوتے پرتہال آسانی سے دیورائے کے ہاتہہ آجاتی۔ دیورائے کے لشکر پہنچنے سے ایکروز اول ہی تمام گاؤن والے فرار ہو چکے تہے۔ اور پرتہال کے والدین بہی مع دختر وہان سے دور چلے گئے تہے۔ دیورائے کی سپاہ یہ حالت دیکہکر افسوس کرنے لگی۔ اور سرون پر خاک اُڑانے لگے۔ بیت

این ست ز بخت بد نمونہ ❊ فریاد ز بخت و اژگونہ

نا امیدی سے واپس ہوئے۔ مراجعت کے وقت رستہ مین فیروزشاہ کی مملکت مین دست اندازی کرنے لگے۔ متعدد دیہات و قصبجات بہمنیہ لوٹ کے خاک سیاہ مین ملادئے۔ فولاد خان افسر نے تہوڑی سی فوج سے راجہ کی فوج کا تعاقب کیا۔ مگر تنگبہدرہ کے کنارے پر اُسکو شکست ہوگئی پہر ایک ہفتہ کے بعد فولاد خان نے لشکر فراہم کرکے دشمن کو شکست دی اور دو ہزار ہنود قتل کئے

فیروزشاہ کی چڑہائی دیورائے والی بیجانگر پر

وقایع نگارون کے ذریعہ سے فیروزشاہ کو معلوم ہوا کہ دیورائے نے خلاف عہد و پیمان ہمارے حدود مین

دست اندازی کی۔ اور ہمارے رعایا کے مال و دولت کو برباد کیا۔ بنائے علیہ حکم دیا کہ تمام اطراف کے
سپاہ و سوار حاضر ہو جائین۔ حسب الحکم تمام اطراف کے سپاہ و سوار بیرون فیروز آباد جمع ہو گئے
خیمہ و خرگاہ قائم کر دئے۔ فیروز شاہ اوائل رستان ۸۰۹ ہجری مین فوج ہمراہ لیکر راجہ کے
تعاقب مین بیجانگر تک چلا گیا ؎

زہے بگرفت از مہ تا بہ ماہی　　سپاہ دولت فیروز شاہی

یہانتک کہ بیجانگر مین فیروز شاہی فوج داخل ہو گئی۔ دیورائے قلعہ مین حصار نشین تھا۔
فیروز شاہ چاہتا تھا کہ شہر کو جبراً و قہراً مسخر و مفتوح کرے۔ دیورائے نے مدافعت کے لئے
فوج بیڈر و کنہڑ مستعد کر دئے۔ اہل اسلام جو شہر مین داخل ہو چکے تھے اُنکو شہر سے نکلنے نہین دیتے تھے
اور انواع انواع کی تکلیفین پہنچاتے تھے۔ آخر تمام مسلمان شہر سے برآمد ہوے۔ دیورائے اندرون
قلعہ سے برآمد ہو کے حصار کی پناہ مین قائم ہو کے تیر و تفنگ برسانے لگا۔ باہر سے اہل اسلام بھی
تیر و تفنگ چلاتے تھے۔ دیر تک باہم لڑائی کا سلسلہ قائم رہا یہانتک کہ ایک تیر فیروز شاہ بہمنی کے
بازو پر لگ گیا۔ فیروز شاہ زخم تیر سے بیتاب نہین ہوا۔ استقلال و ثابت قدمی سے بدستور
میدان مین جارہا۔ اور تیر کو اپنے ہاتھ سے نکالا۔ اور زخم پر سوار کی حالت مین پٹی باندہ لی۔ اور
زخم کو مخفی رکھا۔ اور مقربین کو اخفا کی بابت سخت تاکید کی۔ اور اسوقت احمد خان خانخانان
کے مشورے سے بیجانگر کے محاصرہ و معرکہ سے برخاست کر کے ایک مسطح میدان مین قیام پذیر ہوا
اور مجروحین کے زخمون پر مرہم و پٹی لگائی۔ جب زخمون سے آرام ہو گیا۔ اور مجروحین صحیح سالم
ہو گئے۔ تب بیجانگر کی تسخیر کا ارادہ فسخ کر کے احمد خان خانخانان و میان سدہو سرنوبت کو

مع دس ہزار سوار بیجانگر کے ممالک کی جنوبی جانب کی تاخت و تاراج کے لئے مقرر کیا۔ اور میر فضل اللہ
انجو شیرازی کو مع لشکر جرار قلعہ بنکاپور علاقہ کرناٹک کے محاصرہ کے لئے بہیجا۔ یہہ قلعہ کرناٹک کے
مشاہیر قلعون سے تہا۔ اور خود بادشاہ با آلات جنگ توپ و تفنگ دیورائے کے مقابلہ مین جارہا تاکہ دیورائے
کی فوج کسی طرف جانے نہ پائے۔ اُسوقت فیروزشاہ و دیورائے کے درمیان آٹہہ مرتبہ باہم معرکے
ہوئے۔ طرفین سے سپاہ مقتول و مجروح ہوتے رہے لیکن فیروزی فیروزشاہ کے شامل حال رہی۔ اسوجہ سے
دیورائے عاجز ہوگیا۔ فیروزشاہ کے محاصرہ و مقابلہ کی مدت چار مہینہ ہوگئی تہی۔ اسی مدت مین
احمد خان خانخانان نے کرناٹک کے بلاد و امصار کو تاخت و تاراج کرکے خراب و برباد کردیا۔ اور
میر فضل اللہ انجو نے بہی قلعہ بنکاپور وغیرہ کو جبراً و قہراً مسخر کرلیا۔ حسب الحکم قلعہ میان سدہو سر نوبت
کے سپرد کرکے بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا۔ اور احمد خان بہی اہل اصنام کے اطفال یتامی
دختر و پسر تقریباً ساٹہہ ستر ہزار و اموال و غنائم بیشمار ہمراہ لیکر بہائی کی خدمت مین مشرف ہوا۔
فیروزشاہ نے تمام سپاہ و سپہسالارون کو حسب مراتب انعام و صلات سے سرفراز فرمایا۔ تمام بادشاہ کی
عنایت و نوازش سے خوشحال و خرسند ہوئے۔

جشن فیروزی و کامیابی کا ذکر

جب میر فضل اللہ انجو و احمد خان خانخانان کامیابی و فیروزی کے ساتہہ بادشاہ کی خدمت مین
حاضر ہوئے۔ تب بادشاہ نے فیروزی کامیابی کی خوشی مین ایک جشن بزرگ ترتیب دیا جشن مین
تمام ارکان دولت اہل السیف و القلم جمع ہوئے۔ تمام نے کشائش و فیروزی کی مبارکباد دی
مین نذرین پیش کین۔ بادشاہ نے جشن مین ہر ایک کو مناسب مناصب سے سرفراز و نوازش

وعنایت سے ممتاز فرمایا۔ اور تمام حاضرین سے مشورہ کیا۔ باہم گفت وشنید کے بعد یہہ قرار پایا کہ احمد خان خانخانان دیورائے کے مقابلہ مین قائم رہے۔ اور بادشاہ مع میر فضل اللہ انجو وغیرہ دیگر امرا قلعہ ادہونی کے تسخیر کے لئے روانہ ہوجائے۔ ادہونی کا قلعہ بیجانگر کے قلعون سے زیادہ سنگین ومستحکم خیال کیا جاتا تہا۔ اس قلعہ کو شیورائے والی بیجانگر نے تعمیر کرایا تہا۔ وہان اکثر عمارتین وتالاب وتبخانجات راجگان بیجانگر کے یادگار ہین۔ مین نے وہان کے عمارات کا مفصل حال محبوب الوطن وکہن آثار دکن مین لکہا ہے۔ طبع ہونیکے بعد ناظرین کے ملاحظہ مین آئیگا۔

دیورائے کا صلح کرنا

دیورائے مسلمانون کے متواتر حملون سے تنگ ہوگیا تہا۔ بامرلاچاری شاہان گجرات وخاندیس سے اعانت ومدد طلب کی۔ کوئی مدد کیلئے آمادہ ومستعد نہین ہوا۔ اسی اثنا مین رائے نے سُنا کہ فیروز شاہ ادہونی پر حملہ آور ہوتا ہے اس خبر کے سنتے ہی ہوش وحواس باختہ ہوگیا۔ عالم سکتہ ودریائے حیرت مین واقع ہوا۔ پس اہل دربار کے مشورہ سے چند معتمدین کو لشکر فیروزی مین بہیجا معتمدین میر فضل اللہ انجو کے توسل سے بادشاہ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔ اور صلح کی درخواست کی اولاً بادشاہ نے درخواست منظور نہین کی۔ پہر آخر مین میر فضل اللہ انجو کی سفارش سے ان شرائط پر منظور ہوئی کہ دیورائے اپنی دختر نیک اختر بادشاہ کو عطا کرے۔ اور دس لاکہہ ہون اور پانچ من مروارید۔ اور پچاس ہاتی۔ اور دو ہزار کنیز غلام بطور پیشکش پیش کرے اور بنکاپور کا قلعہ جہیز کے اسباب مین شمار کیا جائے تاکہ آیندہ فیما بین قلعہ کی بابت تنازع واقع نہو۔ راجہ کے نزدیک زر وجواہر وغیرہ کا دینا آسان تہا۔ لیکن دختر کا دینا نہایت ہی سخت

اُس زمانہ تک کرناٹک کے راجاؤن نے اپنی لڑکی بجز ابنائے جنس کسی کو نہین دی تھی لیکن آخر بامر لاچاری لڑکی دینے پر راضی ہو گیا۔ اور امر ناجائز کو بلحاظ ضرورت قبول کر لیا۔

فیروز شاہ کی شادی دیورائے والی بیجانگر کی دختر نیک اختر سے

طرفین سے شادی کے سامان فراہم ہونے لگے۔ دیورائے نے شادی کا سامان نہایت تجمل وتزک سے مہیّا کیا۔ کئی دن تک جشن شادی کا سلسلہ جاری رہا۔ طرفین سے شادی کے رسوم ادا ہوتے تھے۔ کبھی اہل اصنام کے رسوم اپنا جوبن دکھاتے تھے۔ کبھی اہل اسلام کے مراسم جلوہ نما ہوتے تھے۔ شادی کا جشن چالیس دن تک ہوتا رہا۔ شہر کے تمام کوچہ و بازار مین ناچ و تماشے ہوتے تھے۔ فیروز شاہی لشکر سے جو بیجانگر تک تخمیناً اکیس میل کا فاصلہ تھا۔ راستہ مین دو طرفہ دوکانون کا بازار قائم کیا گیا تھا۔ جا بجا قوالون و نقالون کے ہجوم تھے۔ قسم قسم کے تماشے ہو رہے تھے۔ راگ و چنگ و مزامر و مردنگ کا آوازہ زمین سے آسمان تک پہنچ رہا تھا۔ راستہ کے دونون جانب آرائش کی گئی تھی طرح طرح کاغذی شگوفون سے سجائے تھے۔ رنگ برنگ کی بیرقین آویزان کئے تھے۔ بیجانگر سے لشکر تک تمام میدان رشک گلزار و نمونہ بہار معلوم ہوتا تھا۔ احمد خان خانخانان و میر فضل اللہ انجو جو کچھ سامان لازمہ عروسی تھے بیجانگر لیگئے۔ یعنی زیور مرصّع ولباسہائے فاخرہ پہنچائے ایک ہفتہ تک راجہ کے پاس مہمان رہے۔ راجہ نے مہمانون کی مہمانی بڑی شان و عظمت سے کی۔ مہمانون نے ناچ و رنگ و تماشہائے نوادر سے خوب لطف و مزہ حاصل کیا مہمان ایک ہفتہ تک راجہ کے مہمان رہے۔ پھر راجہ نے دختر نیک اختر کو مع جہیز بیشمار بادشاہ کے پاس لشکر مین بھیجدیا۔ خانخانان و میر انجو ایک ہفتہ کے بعد مع عروس

وساماں جہیز فیروزشاہ کی خدمت مین واپس آئے۔ بادشاہ عروس کے آنے سے بہت ہی خوش ہوا۔ صلح وشادی کی خوشی مین تمام اہل السیف و القلم کو انعامات تقسیم کئے۔ تمام نے مبارک بادی شادی کی خوشی منائی۔ پہر دیورائے نے تبقاضائے اتحاد و خصوصیت بادشاہ سے ملاقات اور مکان پر تشریف آوری کی درخواست کی۔ بادشاہ نے راجہ کی درخواست منظور کی نہایت دلیری وجرٲت کیساتہہ لشکر کا اہتمام و انتظام احمد خان کے تفویض کرکے مع عروس بیجانگر کے طرف متوجہ ہوا۔ دیورائے نے بادشاہ کی تشریف آوری کی خبر سنکے استقبال کے لوازم پورے ادا کئے۔ شہر کے دروازہ سے دارالامارت تک جو نو میل کا فاصلہ تہا مخمل و اطلس و مشجر نفیسہ کو پا انداز ہی مین بچہا دیا دونون بادشاہ باہم گہوڑون پر سوار شہر مین داخل ہوئے۔ راستہ کے دونون جانب سے عورتین اور مرد پہول و ہون سے بہرے ہوئے طبق فیروزشاہ پر نثار کرتے تہے۔ اور پہولون کے گلدستہ پہینکتے تہے۔ جسقدر بیجانگر کے باشندے زن و مرد تہے ہر ایک اپنی طاقت کے موافق تصدق کرتا تہا۔ جب دارالامارت کے میدان مین پہنچ گئے۔ اُسوقت راجہ کے قرابتدار جوق جوق آنے لگے۔ تصدق و نثار کے رسوم ادا کرتے تہے۔ اور بادشاہ کے جلو مین پیادہ چلتے تہے۔ آخر بادشاہ و راجہ دارالامارت کے دروازہ پر پہنچ گئے۔ دونون گہوڑون سے اُتر گئے اور ایک پالکی مرصع بجواہر دولتخانہ سرکار سے لائے اور اُسپر فیروزشاہ کو سوار کرکے اسیطرح تجمل و شان کے ساتہہ اُس مقام تک لائے۔ جو داماد و عروس کے لئے سجایا گیا تہا۔ اس مقام پر پہنچتے ہی دیورائے بادشاہ سے رخصت ہوکے محل مین چلا گیا۔ فیروزشاہ داماد راجہ مع عروس تین روز تک مہمان رہا راجہ نے مہمانی شاہانہ کی تیسرے دن فیروزشاہ نے مراجعت کا عزم کیا

دیورائے نے رخصت کے وقت شاہانہ تکلفات بجا لائے۔ اور اسقدر تحائف نفائس و جواہر نوادر پیشکش کئے کہ اول کے پیشکش سے دو چند تھے۔ بادشاہ کے ساتھ بطور مشایعت چار کوس تک آیا۔ اور کنھڑی زبان میں بہت سی باتین اتحاد و محبت آمیز کرتا رہا۔ اور فیروز شاہ کو لشکر گاہ تک نہین پہنچایا۔ پہنچنے سے ول ہی رخصت لیکر مراجعت کی۔ فیروز شاہ راجہ کی مراجعت سے ناخوش ہوا۔ اور سمجھا کہ دیورائے کا دل محبت سے صاف نہین ہے۔ اور میر فضل اللہ انجو سے کہا کہ ہم سے یہہ شرط تھی کہ لشکر گاہ مین پہنچا کے واپس ہوگا۔ انشاء اللہ تعالی راجہ سے اس خلاف کا انتقام لونگا۔ جب دیورائے کو یہہ خبر معلوم ہوئی وہ بھی ناخوش ہوا۔ اسی بات پر دونون مین بجائے صفائی کدورت پیدا ہو گئی۔ نسبت دامادی سے جو غرض تھی وہ حاصل نہ ہوئی۔

فیروز شاہ کا فیروز آباد مین داخل ہونا اور پرتہال کو طلب کرنا

فیروز شاہ بیجانگر سے مراجعت کر کے فیروز آباد مین آیا۔ اور مدگل کے حکام کو حکم بھیجا کہ پرتہال اور اُس کے والدین کو حضور مین بھیجدو۔ حسب الحکم حکام نے بھیجدئے۔ بادشاہ نے پرتہال کو دیکھتے ہی یہہ بیت پڑھی ؎

می شنیدم کہ جان جانانی   چون بدیدم ہزار چندانی

بیساختہ زبان سے اُسکی تعریف و تحسین کی اور از روئے انصاف کہا کہ مین مرد ضعیف ہون اور یہہ لڑکی جوان ہے۔ شاہزادہ حسن خان سے اگر اسکی شادی کیجائے تو مناسب ہوگا۔ اُسکے والدین کو زر نقد اور وہ گانون جسمین رہتے تھے عطا کر کے خوشدل کیا۔ اور پرتہال کو اپنی پھوپو کے سپرد کیا۔ اور حکم دیا کہ شادی کے سامان مہیا کرے۔ پس شاہزادیون کی طرح پرتہال کا عقد

حسن خان سے منعقد کیا گیا ۔حسن خان کی بی بیون مین داخل کی گئی ۔پر تہاال اپنی علو ہمت و استقلالی کی برکت سے منزل مقصود کو پہنچی ۔جو کام استقلالی و ثابت قدمی سے کیا جاتا ہے اُس کام مین اکثر انسان کو کامیابی حاصل ہوتی ہے ۔

حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز کا دہلی سے دکن مین آنا

۸۰۱ ہجری مین وقایع نگارون کی تحریر سے فیروز آباد مین فیروز شاہ کو معلوم ہوا کہ دہلی سے ایک بزرگ سیّد عالیمقام عرش احترام حضرت سید محمد الحسینی گیسو دراز بندہ نواز دکن مین تشریف لائے ہین اور گلبرگہ کے اطراف مین پہنچ گئے ہین ۔ ؎

چراغے ز شمع نبی تافتہ　　　　که خورشید و مہ نور از و یافتہ

فیروز شاہ ہمیشہ اس قسم کے بزرگان اہل العلم والفضل کا خواہان رہتا تہا ۔اس بشارت سے بہت ہی خوش ہوا ۔فوراً فیروز آباد سے حسن آباد گلبرگہ مین آیا ۔تمام امرائے دولت و ارکان سلطنت اور اپنی اولاد کو حضرت کے استقبال کیلئے بہیجا ۔تمام حضرت کو اعزاز و اکرام کے ساتہہ شہر مین لائے خود بادشاہ بہی آپ کی قدمبوسی سے مشرف ہوا ۔اور آپکو معزز مکان مین اوتارا ۔آپ مع چند مریدین آرام سے رہے اور یاد الہی مین مصروف ہوئے ۔آپ صوفی باصفا تہے ۔معرفت الٰہی مین شب و روز محو رہتے تہے ۔فلسفی خیالات سے کوسون دور رہتے تہے ۔علمائے ظاہری و حکمائے فلسفی کے منازعات لفظی سے الگ رہتے تہے ۔فیروز شاہ حکیم طبیعت و فلسفی سیرت تہا ۔اکثر اوقات مسائل طبعی و نظری مین علما کے ساتہہ بحث و تکرار کرتا تہا ۔تصوف و صوفیت کا بہی مدعی تہا ۔اصطلاحات صوفیہ خوب جانتا تہا اور نکات صوفیہ کو شرح و بسط کے ساتہہ

بیان کرتا تہا۔ سامعین طالبین اُسکی تقریر سے خوش ہوجاتے تہے۔ فرشتہ نے لکہا کہ فیروز شاہ نے آپ کو علم ظاہری خصوصًا معقولات سے خالی پایا۔ اس لئے آپکے طرف زیادہ توجہ نہین کرتا تہا واقع مین عدم توجہ کی وجہ یہہ تہی کہ پیر پرست نہین تہا۔ حکمت پسند و حکیم دوست تہا لیکن احمد خان خانخانان برخلاف برادر حضرت سے زیادہ اعتقاد رکہتا تہا۔ آپکے لئے ایک خانقاہ بنا کردی تہی۔ اکثر اوقات حضرت کی مجلس شریف مین حاضر ہوکے آپکے کلام صوفیانہ سے محظوظ ہوتا تہا جب مجلس سماع منعقد ہوتی تہی تو خود مجلس مین حاضر ہوکے خانقاہ کے فقرا و طلبا کے ساتہہ حسن سلوک و احسان کرتا تہا۔ حضرت گلبرگہ مین آرام سے زندگی بسر کرتے تہے یہانتک کہ آخر ۸۰۱ھ ہجری مین فیروز شاہ نے اپنے فرزند کلان حسن خان کو جو عیاش و خفیف العقل تہا ولیعہد کیا۔ اور تاج و کمر شاہانہ و چتر سیاہ و سراپردہ و ہاتی و تخت وغیرہ سامان شاہی عطا فرمایا۔ اور تمام ارکان سلطنت سے اسکے لئے بیعت لی۔ اور حضرت بندہ نواز کے پاس بہی ایک خادم بہیج کے حسن خان کے لئے دعائے خیر و فاتحہ کی درخواست کی۔ حضرت نے جواب کہلا بہیجا کہ آپ نے اُسکو سلطنت عطا کردی ہے اب فقیر سے دعا و فاتحہ کی ضرورت نہین ہے۔ فیروز شاہ نے دوبارہ آپکے پاس چند خادم بہیجے۔ دعا و فاتحہ کیلئے التماس کی۔ حضرت نے فرمایا کہ عالم بالا سے تیرے بعد تاج شاہی احمد خان کے نام مقرر ہوچکا ہے۔ دوسرے کیلئے کوشش بیفائدہ ہے۔ فیروز شاہ حضرت کے کلام سے بہت رنجیدہ و غمگین ہوا۔ اور رنج کے آثار ظاہر کئے۔ آپکے پاس پیغام بہیجا کہ آپکا خانقاہ قلعہ کے نزدیک ہے۔ اور آپکے پاس خلائق کا ہجوم ہوتا ہے شور و غل سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے آپ شہر سے باہر چلے جائے۔ حضرت بامر لاچاری مع اہل و عیال حسن آباد گلبرگہ سے برآمد ہوئے

شہر کے کنارہ پر اُس مقام مین فروکش ہوئے کہ فی الحال وہان آپکا مرقد شریف ہے۔ آپ کے تمام مریدین جمع ہوگئے اور آپکے رہنے کیلئے ایک مکان عمدہ بنادیا۔ آپ ہان ایسے جمے کہ مرکر اُٹھے اہل دکن آپ سے حسن اعتقاد کامل رکھتے ہین۔ مین نے آپکا حال ابتدا سے انتہا تک محبوب ذوی المنن تذکرہ اولیائے دکن مین لکھا ہے۔ یہ تذکرہ ابہی مطبوع نہین ہوا ہے زیر طبع ہے۔ تہوڑے زمانہ کے بعد طبع ہوکے ناظرین کے ملاحظہ مین گذریگا

فیروزشاہ کی چڑہائی گونڈوارہ پر

۸۰۱ھ ہجری مین فیروزشاہ بہ بہانہ شکار ولایت گونڈواڑہ مین گیا۔ وہان کا راجہ عالم غفلت مین تہا۔ سپاہ فیروزی نے تمام ملک گونڈواڑہ کو تاخت و تاراج کرکے برباد و خراب کردیا۔ بیشمار غنائم و تین سو ہاتی لیکر اپنے مستقر حکومت مین مراجعت کی۔ اس معرکہ مین اکثر ہندو مقتول ہوئے۔ اور متعدد مسلمان بہی مقتول و مجروح ہوئے۔ آخر گونڈواڑہ کے راجہ نے صلح کرلی۔ بہمنیہ کا خراج گزار بنگیا۔ اور ۸۰۲ھ ہجری مین رائے تلنگانہ کے پاس سفیر بہیجا چندسال کا خراج چڑہا ہوا طلب کیا۔ رائے تلنگانہ نے دیکہا کہ اسوقت اقبال فیروزی ترقی کے اوج پر عروج کررہا ہے۔ خلاف کرنا مصلحت کے خلاف ہے۔ سفیر کے پہنچتے ہی بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی یعنی برسون کا خراج چڑہا ہوا اونٹون پرلادکے بادشاہ کی خدمت مین سفیر کے ہمراہ بہیجدیا۔ اور سفیر کو بہی انعام واکرام سے سرفراز فرمایا۔ فیروزشاہ راجہ کی اطاعت و فرمان برداری سے بہت خوش ہوا۔ پہر سنہ مذکورہ مین قلعہ پانگل عرف نلکنڈہ پر فوجکشی کی۔ یہہ قلعہ دیورائے کے علاقہ مین تہا۔ فیروزشاہ نے راجہ کی خویشی و قرابت کو

بالائے طاق رکھا متواتر کوچ کرتے ہوئے قلعہ مذکور کے اطراف مین پہنچ گیا۔ محاصرہ کیا۔ کشائش کے لئے کوشش کرنے لگا۔ روزانہ محصورین سے مقابلہ توپ و تفنگ سے ہوتا تھا طرفین سے مجروح و مقتول ہوتے تھے تقریباً دو سال تک محاصرہ رہا۔ جانبین برابر وہم سنگ تھے بادشاہ ایسا عالی ہمت تھا کہ بدون کامیابی محاصرہ برخاست نہین کرتا تھا۔ لیکن اس قلعہ کی کشائش منظور ایزدی نہین تھی۔ یکایک لشکر فیروزی مین بیماری وبا واقع ہوئی۔ بیشمار آدمی و مواشی تلف ہوئے۔ اکثر سپاہ لشکری بھی صبح و شام فرار ہوکے اپنی اپنی جاگیرون مین جانے لگے

نظم

شہنشہ دران ناحیہ چند سال | تہی کرد گنجینہ از زر و مال

ز آب و ہوایش دران سال و ماہ | چہ اسپ و چہ آدم بسے شد تباہ

ز دشواری رنج آن کارزار | پراگندہ شد لشکر شہریار

ایسی حالت مین دیو رائے موقع پاکے بیشمار پیادہ و سوار تمام ممالک فراہم کرلئے اور راجگان دکن سے بھی مدد و کمک طلب کرکے فیروز شاہ پر حملہ آور ہوا۔ بادشاہ اگرچہ جانتا تھا کہ مین اسوقت راجہ کے مقابلہ مین برابر نہین ہون۔ لیکن بادشاہی شان و غیرت دامن گیر ہوئی۔ اور اسبات پر آمادہ کیا کہ حریف سے مقابلہ کرنا چاہئے۔ ہرچند کہ میر فضل اللہ انجو و دیگر امرا جنگ سے مانع ہوئے۔ بادشاہ نے کسیکی نہین سنی۔ بیدہڑک مخالف کی فوج پر حملہ کیا۔ میر فضل اللہ انجو لشکر اسلام کا سپہ سالار تھا مردانہ حملے کرتا تھا۔ مخالف کی فوج ہراول کو شکست دیکے انکی فوج میمنہ کی طرف متوجہ ہوا باہم اہل اصنام و اہل اسلام مین دار و گیر و زد و کوب کا بازار گرم ہورہا تھا۔ اور طرفین کے سپاہ میدان

حملے لڑ رہے تھے۔ قریب تھا کہ اہل اسلام کو فیروزی کامیابی حاصل ہو جائے۔ اسی اثنا مین ایک کنٹرہ جو مدت سے میر فضل اللہ کے نوکرون مین تھا۔ پوشیدہ دیورائے سے مل گیا۔ اور راجہ کی ترغیب سے عین معرکۂ جنگ مین میر کے سر پر تلوار کا ایک ایسا وار مارا کہ میر کا کام تمام کر دیا۔ میر کے قتل ہوتے ہی۔ اکثر امرائے میمنہ بھی مقتول ہوئے۔ پس فیروز شاہ کو شکست حاصل ہوئی۔ اور لشکر مین پریشانی پھیلی۔ فیروز شاہ بمدد احمد خان مع چند مجروحین نجات کے کنارہ پر پہنچا۔ اہل اصنام نے مسلمانون کا قتل عام کیا۔ اسقدر اہل اسلام مقتول ہوے کہ مخالفین نے مقتولین کے سرون کے میدان جنگ مین جابجا تودہ تودہ جمع کر کے چبوترے بنادئے تھے۔ فیروز شاہ کا تعاقب کر کے اکثر ممالک بہمنیہ پر قابض ہو گئے۔ مسلمانون کے مساجد و خوانق کے توڑنے مین بھی کوتاہی نہین کی۔ برسون کے کینہ کو سینہ سے نکالا۔ فیروز شاہ عاجز و لاچار ہو گیا۔ پس میر غیاث الدین ولد میر فضل اللہ انجو کو گجرات بھیجا اور احمد شاہ گجراتی سے استعانت کی انہین ایام مین گجراتی تخت نشین ہوا تھا۔ مہمات سلطنت کا انتظام واقعی طور سے نہین کیا تھا اسلئے اعانت نہین کی۔ لیکن احمد خان خانخانان نے خزانہ کا دروازہ کھولدیا۔ اور لشکر فراہم کر کے دیورائے کو مملکت سے نکالا۔ اور گلبرگہ مین بھائی کی خدمت مین آیا۔ بیشمار نوازش و انعام سے سرفراز ہوا۔ بادشاہ کو اس آخری شکست نے نہایت ہی شکستہ دل و خستہ جان اور اُسکی طاقت و دلاوری کی پشت کو خمیدہ کر دیا۔ اسی رنج مین بیمار ہو گیا **نظم**

بسے غصہ می خورد شوریدہ وار　　　بہ پیچید بر خویش چون روزگار

بہ تدبیر آن بود شاہ جہان — کہ تا برکشد کینہ از ہندوان
پس از چندگاہ آن کیانی نژاد — ز خستہ دلی سر بہ بالین نہاد

سلسلہ آصفیہ کے مولف نے فیروز شاہ کی شکست کی بابت لکھا کہ اس شکست کا سبب یہہ ہے کہ بادشاہ عیاشی کی وجہ سے انتظام نہین کر سکتا تہا۔ اور دوسرے ضعیف ہوگیا تہا الخ۔ سلسلہ آصفیہ کا قول اعتبار کے لائق نہین اسلئے کہ شکست کا سبب عیاشی نہین ہے نہ بادشاہ کی ضعیفی بلکہ واقع مین شکست کا سبب لشکر مین بیماری کا شایع ہونا اور اکثر سپاہ کا درازی مدت محاصرہ سے بددل ہونا ہے

احمد خان کا گلبرگہ سے بہاگنا اور فیروز شاہ کا بیمار ہونا

فیروز شاہ اس آخری شکست کے وقت رنج مین ایسا مریض ہوگیا کہ ریاست کا انتظام نہین کر سکتا تہا مرض روز بروز بڑہتا جاتا تہا۔ حکمائے مصری و یونانی کا علاج مفید نہین ہوتا تہا۔ بالآخر جاری ملک کا انتظام دو غلام ایک ہشیار عین الملک دوسرا بیدار نظام الملک کے سپرد کیا۔ دونون غلام ہشیار و تجربہ کار تہے۔ ملک کا انتظام عمدہ طرح سے کرتے تہے۔ دونون نے احمد خان خانخانان کے وضع و طرز سے سمجہا کہ سلطنت کا مدعی ہے۔ فیروز شاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ شاہزادہ حسن خان کو دکن کی سلطنت اسوقت مقرر ہوگی۔ کہ دکن کا ملک احمد خان کی شوکت و صولت سے خالی ہوجائے احمد خان کے ہوتے ہوئے ممکن نہین کہ حسن خان کو سلطنت ملے۔ دونون کے کلام سننے سے بادشاہ کو حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز کا کلام بہی یاد آگیا۔ عزم بالجزم کیا کہ فردا احمد خان کو مصلحت دنیویہ کیلئے اندہا کرے۔ احمد خان بہائی کے ارادہ سے واقف ہوگیا۔ بہاگنے اور حفظ جان کیلئے مستعد ہوا۔ رات کیوقت باتفاق فرزند علاؤالدین حضرت قدس سرہ کے

مکان پر گیا۔ اور مشورہ کر کے فاتحہ خیر و دعا کی درخواست کی۔ حضرت نے اپنی دستار مبارک کے
دو ٹکڑے کئے خاص اپنے دست مبارک سے ایک ٹکڑا احمد خان کے سر پر دوسرا علاء الدین کے
سر پر باندھ دیا۔ اور سلطنت کی مبارکبادی دی۔ اور فاتحہ خیر پڑھکے دسترخوان چن دیا۔ ماحضر
طعام پیش کیا۔ آپ اور دونون پسر باہم ملکے ایک ہی طشت مین کہائے۔ حضرت سے رخصت
ہوکے گہر آئے تمام رات بہاگنے کی فکر مین بسر کئے۔ علی الصباح گجر کیوقت مع چار سو جوان
مسلح جو کار آزمودہ و جنگ دیدہ تہے ہمراہ لیکر گہر سے برآمد ہوئے۔ رستہ مین حسن اتفاق سے
ایک سوداگر مسمی بہ خلف حسن بصری جو احمد خان کا یار غار تہا۔ دروازہ کے باہر کہڑا تہا۔ آگے
بڑہکے اُس طرز سے سلام کیا کہ بادشاہون کو کرتے ہین۔ احمد خان نے اُسکے سلام کو فال نیک
سمجہکے اُس سے کہا۔ جلد گہر چلے جاؤ۔ ایسا نہو کہ میری محبت کے سبب سے تجہہ پر کوئی مصیبت
نازل ہوجائے۔ خلف حسن بصری نے کہا عیش و عشرت کیوقت آپکی رفاقت و مصاحبت
مین رہنا اور مصیبت و رنج کیوقت بیوفائی اختیار کرنا صاحبان وفا و مروت کے مذہب مین
پسندیدہ نہین ہے۔ مخدومی! جب تک میرے تن مین جان باقی رہیگی تب تک
ہرگز آپکے قدمون سے دوری اختیار نہین کرون گا۔ ؎

سرے کہ از تو بپیچد بریدہ باد چو زلف — دلے کہ از تو بگردد سیاہ باد چو خال

اور عرض کیا جیسا کہ بادشاہون کو نوکر لائق کی ضرورت ہوتی ہے اُسیطرح بندگان حقیر
بہی بادشاہ کی نوکری کے محتاج رہتے ہین۔ اکثر اوقات سوئی سے وہ کام برآمد ہوتا ہے
کہ نیزہ اُس کام مین عاجز ہوتا ہے جو کام قلمتراش سے ہوتا ہے۔ وہ کام شمشیر سے

نہین ہوسکتا۔ اگر آپ مجھکو خادمون کے زمرہ مین شریک فرمائین گے تو امیدوار ہوتا ہون
کہ اس خاکسار سے اکثر کار بستہ کشادہ ہون گے ؎

من ہیچو خاک و خارم و تو آفتاب و ابر   گلہا و لالہا ہمہ را تربیت کنی

خانخانان کو اُسکا اخلاص پسند آیا۔ اُسکو ہمراہ لے لیا۔ اور زبان سے کہا اگر مین بادشاہ ہونگا
تو میرا شریک و قسیم ہوگا۔ پس وہان سے روانہ ہوکے خانان پور مین پہنچے وہان ایک مقام کیا۔
اور دل مین ارادہ کیا اگر بادشاہ ہونگا تو قصبۂ مذکور کا نام رسول آباد رکہونگا۔ اور اُسکو سادات
مکہ و مدینہ و کربلا و نجف اشرف وغیرہ پر وقف کردونگا۔

احمد خان کا ہشیار و بیدار کو شکست دینا

صبح ہوتے ہی بیدار نظام الملک و ہشیار عین الملک خواب غفلت سے بیدار و ہشیار ہوئے۔ احمد خان
کے فرار ہونیکی خبر سے پریشان و پراگندہ ہوکے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ تمام حقیقت
عرض کرکے تعاقب مین جانیکی رخصت حاصل کیے۔ چار ہزار سوار اور چند ہاتی جنگی و نامی لیکر
احمد خان کے تعاقب مین روانہ ہوئے۔ احمد خان نے بسبب قلت رفیقان و کثرت خصمان چاہا
کہ شہر مین داخل ہوکے بعض امرا و ارکان سلطنت کو اپنی رفاقت مین شریک کرے۔ خلف حسن بصری اس
خیال سے مانع ہوا۔ احمد خان کے سر پر سیاہ چتر جو منجملہ سامان شاہی سے ہے قایم کرکے حسن آباد گلبرگہ
و بیدر و کلیانی مین سفیر بھیجے۔ بادشاہی ملازمین و شہر کے و باشندے وعدہ لیکے دل فریب سے
احمد خان کے پاس لایا۔ اور شہر کے اطراف مین جابجا گشت لگاتا تہا۔ ابہی فیما بین جنگ
شروع نہین ہوا تہا کہ اسی اثنا مین دار الخلافت سے دوسری جمعیت ہشیار عین الملک و بیدار نظام الملک کی

اعانت و کمک کے لیے پہنچی۔ مخالفین نے چارون طرف سے احمد خان پر حملہ کیا۔ احمد خان کو گہیر لیے
احمد خان تنگ ہو رہا تہا۔ بادشاہی فوج آٹہہ ہزار تہی۔ اور احمد خان کے ہمراہ صرف ہزار سوار
تہے۔ اتفاق سے اسوقت برار سے بنجارے دو ہزار بیل غلہ سے لدے ہوے لا کے کلیانی کے
اطراف مین فروکش تہے۔ اسیطرح سوداگران لاہوری بہی سو گہوڑے لائے تہے۔ فتنہ و فساد کے
سبب سے کلیانی مین قیام پذیر تہے۔ خلف حسن بصری نے جو مقابلہ و جنگ کی فکر مین تہا۔
احمد خان سے کہا کہ مقتضائے حال کے موافق چاہتا ہون کہ ہم اسوقت سوداگرون سے
گہوڑے خرید لین۔ اور بنجارون سے بیل مستعار مانگ لین۔ اور حسب رواج دکن رنگ رنگ
کی بیرقین نیزہ نی پر باندہ لین۔ پہر پیادو نکے ہاتہہ مین بیرقین دیکے بیلون و گہوڑون پر
سوار کر کے میدان جنگ مین لائین اور عین ہنگامہ جنگ مین مشہور کرین کہ امرائے جاگیردار
مع جمعیت امداد کیلئے آئے ہین شاید ہماری اس حکمت عملی سے ہشیار و بیدار کے دلون مین
خوف پیدا ہو جائے۔ اور وے فرار کا رستہ اختیار کرین۔ احمد خان نے خلف حسن بصری کی
تجویز پسند نہین کی۔ افواج شاہی قریب پہنچ گئی تہی اسلیے احمد خان قیامگاہ سے روانہ ہوا
مسافت طی کرتے ہوئے ایک درخت کے سایہ مین اترا۔ حیران و پریشان تہا کہ عالم پریشانی مین
آنکہہ بند ہو گئی۔ یکایک عالم رویا مین دیکہا کہ ایک درویش تاج سبز دوازدہ ترک ہاتہہ مین تہام کر
احمد خان کے طرف آیا۔ احمد خان نے استقبال کر کے سلام کیا۔ فقیر نے مبارکبادی دیکے
تاج اسکے سر پر رکہا۔ کسی شاعر نے احمد شاہ ولی البہمنی کی بیعت شاہ نعمت اللہ ماہانی کی بابت کہا ہے

در دکن دست و خرقہ از ماہان ✦ تاج بخشند این چنین شاہان

از جہانگیری

اور کہا کہ یہہ تاج شاہی ہے ایک کامل بزرگ گوشہ نشین نے تیرے لئے بہیجا ہے۔ احمد خان ہنستے ہوے خواب سے اُٹھا۔ خلف حسن بصری سے خواب کا واقعہ بیان کیا۔ اور کہا اب تک مین جنگ کے معاملہ مین متردد تہا۔ اب غیب سے بشارت ہوی ہے۔ جنگ کے لئے مستعد ہوتا ہون پہلی آپنے جو تدبیر سوچی تہی اُسکو عمل مین لانا چاہیئے۔ پہر خلف حسن بصری آداب بجا لاکے مع دوسو سوار کلیانی مین پہنچا۔ شیرین زبانی و لطف بیانی سے گہوڑے سوداگرون سے اور بیل بنجارون سے لئے۔ رات بہر مین بیرقین رنگین تیار کرکے تقسیم کردین۔ صبح کیوقت نقارہ بجا ہو جنگ کے لئے روانہ ہوئے۔ فوج کو میمنہ و میسرہ و قلب ترتیب دیکے آہستگی سے شاہی فوج کے مقابلہ کیلئے کوچ کیا اور مشہور کیا کہ امرائے بہمنیہ جاگیرداران دکن احمد خان کے فیق نکلے دیکہو؟ دو تین کوس پر پہنچ گئے ہین۔ احمد خان کے سپاہ اس خبر و شہرت کے سننے سے دلیر و مطمئن ہوگئے۔ اور جنگ کے لئے مستعد ہوئے۔ ہشیار عین الملک بیدار نظام الملک اگرچہ اس کام سے خوف زدہ ہوگئے تہے لیکن از روئے سپاہگری صف بندی کرکے میدان جنگ مین آئے جب طرفین کی فوجین باہم مقابل ہوگئین اُسوقت خلف حسن بصری نے سو گہوڑے افواج مزورہ کے سامنے قائم کرکے میدان کے ایک جانب سے نمودار کیا۔ ہشیار و بیدار فوج مزورہ کو دیکہہ کے یقیناً سمجہہ گئے۔ کہ امرو جاگیرداران بہمنیہ احمد خان کی مدد کیلئے آئے بیقرار و متردد ہوئے ایسی حالت مین احمد خان نے ایکہزار سوار کے ساتہہ مخالفین کے قلب پر حملہ کیا۔ ہشیار عین الملک بیدار نظام الملک نے دیکہا کہ امرائے میمنہ و میسرہ بہاگ گئے ہین۔ خود بہی تہوڑی دیر کے بعد میدان معرکہ سے فرار ہوے

نظم

چو شد روبرو ہردو قلب سپاہ | کشیدند شمشیر در رزمگاہ
دو لشکر در آمیخت با تیغ و تیر | بگردون بر آمد ز گیتی نفیر
چو فیروز شد خان خانان بجنگ | ز شادی برخسارہ آورد رنگ

احمد خان فتح و فیروزی سے محظوظ ہوکے فرارشدہ سپاہ کے تعاقب مین روانہ ہوا۔ غنائم سے اکثر گہوڑے و ہاتی ہمدست ہوے۔ گلبرگہ سے چند کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوا۔ گلبرگہ کے اکثر امرا احمد خان کے رفیق ہوگئے۔

فیروزشاہ کا احمدشاہ کے مقابلہ کیلئے گلبرگہ سے برآمد ہونا

فرشتہ وتحفۃ السلاطین ہولفین نے لکہا کہ ہوشیار عین الملک و بیدار نظام الملک احمد شاہ کے مقابلہ سے بہاگ کر گلبرگہ مین آئے۔ اور احمد شاہ بہی اُن کے تعاقب مین حملہ کرتے ہوئے اور فراریونکا مال و اسباب لوٹتے ہوے گلبرگہ کے قریب تک پہنچ گیا۔ اور چند کوس کے فاصلہ پر مع جمعیت فروکش ہوگیا۔ اکثر سپاہ فیروزشاہی احمد شاہ کے لشکر مین شامل ہوگئے اور بعض امرا بہی ملحق ہوگئے فیروزشاہ بہمنی با وجود ضعف بیماری ہشیار عین الملک و بیدار نظام الملک کی ترغیب و تحریک سے حسن شاہ کو اپنا جانشین بناکے خود پالکی مین سوار ہوکے مع جمعیت تین ہزار سوار خاصہ خیل و توپخانہ و فیلان جنگی احمد خان کی تنبیہ و سرکوبی کیلئے برآمد ہوا۔ احمد خان بہی اس خبر کے سنتے ہی مقابلہ کیلئے آگے بڑہا۔ گلبرگہ سے تین کوس کے فاصلہ پر طرفین کی فوج مین صف بندی شروع ہوئی۔ ابہی کشت و خون کا بازار گرم نہین ہوا تہا کہ یکایک فیروزشاہ غلبہ ضعف بیماری سے بیہوش ہوگیا۔ بیہوش ہوتے ہی لشکر مین شہرت ہوئی کہ فیروزشاہ فوت ہوگیا۔ اس خبر کے

شایع ہوتی ہے فیروز شاہی لشکر سے تمام خورد و بزرگ برآمد ہوکے احمد خان کے رفیق ہوگئے
ہوشیار و بیدار بادشاہ و لشکر کی حالت دیکھکے گھبرائے فوراً معرکہ سے بادشاہ کی پالکی اٹھاکے
قلعہ کی طرف لوٹ آئے جب قلعہ کے دروازہ مین پہنچے بادشاہ ہوش مین آیا۔ زمانہ کی شعبدہ بازی سے
تعجب کرنے لگا۔ احمد خان نے بھائی کا پاس ادب کرکے تعاقب نہین کیا۔ مگر میدان معرکہ سے
آکے قلعہ کے اطراف مین فروکش ہوا ہوشیار عین الملک بیدار نظام الملک مع شاہزادہ حسن خان
قلعہ کے برج پر چڑھ کے توپ و تفنگ کے گولے برسانے لگے۔ اتفاقاً ایک توپ کا گولا احمد خان کے
خیمہ پر پہنچا اُسکے چند مقربین کو ہلاک کیا۔ احمد شاہ وہان سے برخاست کرکے قلعہ کے عقب
مین چلا گیا۔

احمد خان کا بادشاہ ہونا

تمام خاص و عام کے نزدیک آثار و علامات سے ثابت ہورہا تھا کہ احمد خان تاج شاہی سے مشرف ہوگیا
وقت کا انتظار تھا ہوشیار و بیدار مع شاہزادہ حسن خان اس بات کی کوشش و تدبیر کررہے تھے
کہ احمد خان کو نیست و نابود کرین۔ لیکن تقدیر انکی تدبیر کی مخالف تھی۔ ہرچند کہ کوشش
کرتے تھے کامیاب نہین ہوتے تھے۔ احمد خان باوجود مخالفت برادر و برادرزادہ کا لحاظ ملحوظ
رکھتا تھا۔ نہین چاہتا تھا کہ ادب کے دائرہ سے قدم باہر رکھے۔ فیروز شاہ نے احمد خان کی حالت
دیکھکے شاہزادہ حسن خان سے کہا کہ ایجان بابا! بادشاہی لشکر و فوج سے ہوتی ہے۔ لیکن
جب لشکر و خلائق احمد خان کے طرف رجوع ہوجائین تو ایسی حالت مین میرے نزدیک
جنگ کرنا مناسب نہین ہے۔ پس مناسب یہی ہے کہ نزاع و فساد کو ترک کرکے آپکو اپنے عم بزرگوار کے

مطیع و فرمان بردار ہونا چاہیئے۔ نزاع و فساد سے بجز خرابی و تباہی کچھہ حاصل نہوگا۔ پس حسب الحکم فیروز شاہ قلعہ کا دروازہ کہولدئے اور احمد خان خانخانان کو مع جملہ معتمدین قلعہ مین داخل کرکے۔ فیروز شاہ کے پاس لیگئے۔ احمد خان بہائی کے قدمون پر سر رکہکے زار زار رونے لگا۔ اور عذر و معذرت کرنے لگا۔ اور یہہ دو بیتین پڑہین۔ **ابیات**

ازین سر نوشتہ ز سود و زیان　　فلک را بہانہ منم درمیان

ازینش سناند بآنش دہد　　کند ہر چہ خواہد بما بر نہد

فیروز شاہ نے خوشی و مسرت کا اظہار کرکے الحمد للہ عزیزی! مین نے تجہکو اپنی زندگی مین بادشاہ دیکہا واقع مین تو سلطنت کے لائق ہے لیکن محبت پدری نے مجکو اسبات پر آمادہ و مستعد کیا تہا کہ مین اپنے فرزند حسن خان کو بادشاہ بناؤن اور اُسکو اپنا جانشین کرون۔ اب مین تجکو خدا کے حوالے اور حسن خان کو تیرے سپرد کرتا ہون اُٹھہ مہمات سلطنت کا انتظام کر۔ اور مجھہ مہمان چند روزہ کی خبرگیری کرتا رہ۔ پس احمد خان حسب الحکم برادر اُسی روز کہ پانچوین تاریخ ماہ شوال ۸۲۵ھ ہجری تہی تاج فیروز شاہی سر پر رکہا و تخت فیروزہ پر جلوس فرمایا۔ اور ملقب بہ سلطان احمد شاہ بہمنی ہوا۔ اور اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا۔ امرا و وزرا نے حسب دستور مبارکبادی اُکی نذرین دکہلائیین۔ علما، و مشائخ و شعرا نے تہنیت مین اشعار مدحیہ جلالت و عائیہ پڑہے۔ اُسوقت بارگاہ کل مین آفرین و تحسین کا آوازہ زمین سے آسمان تک پہنچ گیا تمام حاضرین دربار سرور و سرور کی نشہ مین مست تہے۔ اور زیادہ خوشی اسبات سے ہوئی کہ دو نو بہائیون مین اتفاق ہوگیا۔ اور احمد شاہ کا جلوس حسن اتفاق سے ہوا۔ خافی خان احمد شاہ کے حسن اخلاق و محبت و پاس ادب نسبت برادر زادہ

و برادر کو دیکھہ کے نہایت ہی خوشی مناتے تھے۔ اور فیروز شاہ کی دور اندیشی و انصاف پسندی کی
بھی بے انتہا تعریف و توصیف کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ فیروز شاہ نے انصافانہ و ہوشمندانہ
یہہ کام کیا کہ تخت جگر کی محبت کو بالائے طاق رکھا۔ شاہزادہ کی ولیعہدی منسوخ کر کے احمد شاہ کو
تخت نشین فرمایا۔ اگر نہ کرتا تو لاکھون اہل اسلام کی جانین ہلاک ہوتین۔ ملک و رعایا برباد و تباہ
ہوتے۔ پہر احمد شاہ حسب الحکم برادر بزرگ فیروز شاہ مہمات سلطنت کے انتظام مین مشغول ہوا۔ اور
بہائی کا معالجہ کرنے لگا۔ ہر روز صبح و شام برادر کی خدمت مین عیادت و سلام کیلئے حاضر ہوتا تہا
تسلی و دلاسا دیتا تہا۔ فیروز شاہ احمد خان کو عدل و انصاف و حفاظت رعایا کی بابت نصیحت
کرتا تہا۔ اور یہہ بہی کہتا تہا کہ شاہزادہ حسن خان و دیگر اعزہ کو جو آپکے سپرد ہین حسن سلوک
سے رکہنا چاہیئے۔

فیروز آباد کی آبادی و تعمیر کا ذکر

تحفۃ السلاطین کے مولف نے لکہا کہ گلبرگہ دار السلطنت مین بہمنیہ سلاطین کے عدل و انصاف کے
سبب آبادی کثرت سے ہونے لگی۔ فیروز شاہ کے زمانہ مین بہت ہی بڑہ گئی تہی۔ زمین و مکان کی
قیمت اس درجہ کو پہنچی کہ ایک گز زمین ایک ہون کو بیشتر نہین آتی تہی۔ بیرون شہر بہی صدہا
محلے آباد ہوگئے تہے۔ کثرت آبادی سے شہر و بیرون شہر کی آب و ہوا درست نہین رہتی تہی۔
فیروز شاہ بہمنی کو مکانات دلکش و محلات فرح بخش کے بنانیکا زیادہ شوق تہا۔ تعمیر محلات کی
ضرورت اس وجہ سے ہوتی تہی کہ فیروز شاہ زنان پری پیکر سے زیادہ رغبت رکہتا تہا۔ بنا علیہ
ایک شہر بہیورہ ندی کے کنارے آباد کیا۔ اسکا نام فیروز آباد رکہا۔ اور اسے اپنا تخت گاہ بنایا

اوسمین بازار و دوکانین نہایت ہی پاکیزہ و خوشنما و راستے
کشادہ و دلکشا - اور گلیان فراخ و درست تعمیر کرایا - اور ایک قلعہ سنگین جسکا ایک حصہ ندی سے
ملا ہوا تھا - نہایت ہی مضبوط گچ و سنگ سے بنایا - اور ندی سے نہر کاٹکے قلعہ مین لائی - اور اسمین
عمدہ عمدہ شاہانہ محلات عالیشان بنوائے - اور قلعہ مین بارگاہ گل و بارگاہ خاص بھی تیار کرایا -
بارگاہ کی عمارت نہایت ہی بلند و فراخ تھی - اور محلات کو بیگمات پر تقسیم کیا تھا - ہر ایک محل
بیگم کے نام سے مشہور ہوا - بیگمات مندرجۂ ذیل تھین - اور ہر ایک بیگم کو تین تین خادمہ دیتا تھا
محمود شاہ بہمنی کی دختر زوجۂ فیروز شاہ بہمنی ملقب بہ ملکہ جہان تھی - تمام بیگمات سے رتبہ مین
زیادہ مانی جاتی تھی - تمام اُسکی تعظیم کرتے تھے - چونکہ ملکہ دکنی المولد تھی اسلیئے اُسکا محل دکنی محل
کہلاتا تھا - یہ محل تمام محلات سے بہتر و افضل تھا - ملکہ کی خدمت مین تین خادمہ سے زیادہ ہوتی تھین
بادشاہ نے ملکہ کو خادمہ وغیرہا کی بابت مستثنے رکھا تھا - ملکہ کی یہ عظمت خاندانی و آبائی تعلق کیوجہ سے
تھی - دوم نمبر عربی محل کا تھا - بادشاہ عربی زبان سے زیادہ رغبت رکھتا تھا - عرب کی فصاحت
و بلاغت سے بہت مانوس تھا - عربی محل مین نو خادمہ رکھتا تھا - عربی محل مین ایسی عورت نہین جاسکتی
تھی جو عربی زبان سے واقف نہو - تاکہ عربی زبان غیر کلام سے مخلوط نہو جائے - ایسا ہی فارسی محل کا
حال فارسی محل کے لئے بھی نو خادمہ کی اجازت تھی - اور ترکی محل و چرکسی محل و روسی محل
و گرجی محل - و خطائی محل - و افغانی محل - و بنگالی محل - و گجراتی محل - و راجپوتی محل - و تلنگی محل
و کنہڑی محل - و مرہٹی محل - وغیرہا کیلئے تین تین خادمہ تھین - بادشاہ یہ تمام زبانین جانتا تھا
اور ہر ایک بیگم سے اُسی زبان مین متکلم کرتا تھا - محلات کی بیگمات سے ایسا تعلق و محبت رکھتا تھا

کہ ہر ایک کہتی تہی کہ بادشاہ مجہہ ہی کو زیادہ دوست رکہتا ہے۔ غرض یہہ تمام محلات قلعہ مین قطار در قطار تہے۔ بادشاہ نے اسبات کا ایک قانون مقرر کر دیا تہا۔ جب کوئی خادمہ یا بیگم فوت ہو جائے تو اسکا قائم مقام بعینہ قائم کرتا تہا۔ اس کام کیلئے عرب و عجم مین اُسکے وکلا و سفرا مقرر تہے ضرورت کیوقت مطلوبہ دستیاب کرکے حضور مین بہیجدیتے تہے۔ یہہ شہر کثرت باغات سے نمونہ کشمیر بنگیا تہا۔ بیرون شہر ندی کے کنارے کثرت باغات سے سیراب و شاداب تہا۔ فیروز شاہ اکثر اوقات فیروزآباد ہی مین رہتا تہا۔ یہ شہر اگرچہ بہت وسیع و فراخ نہین تہا۔ لیکن شہرت کے تمام صفات سے موصوف تہا نہ بہت بڑا نہ بہت چہوٹا متوسط درجہ کا تہا۔ وہان کی آب و ہوا صاف و پاکیزہ تہی۔ بادشاہ کا قلعہ کے بالا حصار پر ندی کے جانب ایک مکان مسمی تماشا منزل تہا۔ فیروز شاہ سیر و تفریح کیلئے اُسی تماشا منزل مین شام کیوقت رونق افروز ہوتا تہا۔ مکان خوشنما پر فضا اسم بامسمیٰ تہا۔ یہی شہر فیروز شاہ کے زمانہ مین طغیانی کی وجہ سے غرق آب و نذر سیلاب ہو گیا تہا۔ چنانچہ طغیانی کا ذکر گذر چکا۔ یہان اعادہ کی ضرورت نہین طغیانی کے بعد بادشاہ کو ایسا موقع نہین ملا کہ دوبارہ شہر کو آباد کرتا۔ خراب و ویران ہو گیا۔ خرابی کے تہوڑے زمانہ کے بعد بادشاہ بہی عالم بقا کو روانہ ہو گیا۔ فیروزآباد ویران و خراب ہوا۔ پہر کسی نے اسطرف توجہ نہین کی

تیاری حوض فیروزہ و گنبد کا ذکر

فیروز شاہ نے تخت نشین ہونیکے بعد گلبرگہ مین ایک حوض فیروزہ بنوایا تہا۔ حوض دہ در دہ تہا۔ اہل شہر حوض کے پانی سے مستفید ہوتے تہے۔ اسیطرح اپنے پیر شاہ کمال کا گنبد بلند بنوایا۔ اور اُسی گنبد کے قریب اپنے لئے بہی گنبد پختہ و سنگین تیار کرایا تہا جسمین بعد وفات کے بعد اُسی گنبد مین

مدفون ہوا۔ حوض فیروز کا نام و نشان باقی نہیں رہا۔ مگر دو نون گنبد گلبرگہ مین موجود ہین۔ اور بلدہ ایلچپور برار مین قدیم بارگاہ کل کے سوا جدید بارگاہ کل ہوایا تہا۔ اور اسکا نام ملکشا منزل رکہا تہا۔ یہہ بارگاہ قلعہ مین تہا۔ امتداد زمانہ و رنگ آمیزی دور نے عمارت کو نیست و نابود کر دیا اور اسکا نام و نشان باقی نہیں چہوڑا۔ فی زمانہ مکان و قلعہ کے کہنڈر افتادہ دکہلائی دیتے ہین اسیطرح حسب الحکم قلعہ نرنالہ و گاویل گڈہ کی از سرنو تعمیر و ترمیم کی گئی۔ علاوہ این اکثر تالاب و مساجد بادشاہ کے یادگار ہین۔

مالگذاری و زمین و زراعت کا ذکر

بہمنیہ سلاطین کو مخالفین کی مدافعت سے ایسی مہلت نہیں ملی کہ مالگذاری و زمین و زراعت کا انتظام کرین انکا اکثر زمانہ مخالفین کی لڑائیون و معرکون مین گذرا۔ محاصل کا وہی طریقہ قدیم جو راجگان دیرینہ کا مروج تہا جاری رکہا۔ ہان کمی بیشی ہو جاتی تہی۔ اسیطرح مفید عام کام مثلاً تالاب و نہرین اہل سلام نے بہت ہی کم کئے۔ دکن مین جسقدر تالاب و چشمے مین اکثر راجگان سلف کے یادگار ہین۔ اس کام مین اہل صنام اہل اسلام پر بڑہ گئے۔ اور اکثر قلعجات دکن بہی زبان حال سے کہہ رہے ہین کہ ہم راجگان سلف کے آثار دیرینہ ہین۔ اور انکے نقش و نگار و کتبے گویا زبان قال سے بتلا رہے ہین کہ ہم متقدمین کے یادگار قدیم ہین۔ سلاطین اسلام نے دکن مین بمقابلہ اہل صنام تعمیرات عمارات مین بہت کم حصہ لیا ہے۔ لیکن اہل سلام اہل صنام کے عمارات مفیدہ مثلاً تالابون و قلعون وغیرہ کی تعمیر و ترمیم کرتے رہے۔ اور ان کے یادگار قدیم کو زمانہ کے صدمات و حادثات سے محفوظ رکہا اہل اسلام کا یہہ کام تعریف کے لائق ہے۔ اسیطرح اہل اسلام نے ہنود ذمیہ خبر اجگذار دو مانبرداری کی

مذہب مین مداخلت نہین کی۔ نہ اُن کے تبخانی توڑے۔ ہان مخالفت و محاربہ کے وقت مین
بتون کو توڑے اور تبخانون کو نیست و نابود کئے اسیطرح ہنودنے بہی مقابلہ کیوقت مین مسلمانون کے
مساجد و منابر کے ساتہہ یہی سلوک کیا جو اہل اسلام نے کیا تہا۔ ایسے نظائر بہت کم ملین گے کہ
اہل اسلام نے ہنود و یہود وغیرہ کے معابد ذمی و خراجگذار ہونیکے بعد منہدم و مسمار کئے ہین۔ مورخین
اسلام و غیر اسلام نے کوتاہ بینی سے تعصبا خلاف واقع بادشاہون کی تعریف و ثنا مین اس قسم کے فقرات
لکہہ دیئے ہین کہ یہہ بادشاہ قاتل کفار و مکسر اوثان و اصنام تہا۔ حامی دین و اسلام
مورخین اسلام کے ان فقرات خوشامد آمیز و کلمات خصومت انگیز سے باہم ایسی عداوت و نفرت قائم
ہوگئی کہ باہم ایکدوسریکو نفرت سے دیکہتے ہین۔ مذہبا ایک دوسریکو گمراہ سمجہتا ہے۔ اس مذہبی خلاف سے
دنیوی معاملات و تمدنی تعلقات مین باہم تزلزل و خلل پیدا ہوجاتا ہے۔ اور دنیوی کاروبار
و تمدنی تعلقات کی عمارت متزلزل و مضمحل ہوجاتی ہے۔ اسلام کے اصول و فروع نہایت درست
ہین۔ اگر اہل اسلام اصول و فروع کے راستہ پر ثابت قدم و راسخ دم ہو جائین۔ اور تعصب مذہبی کو
بالائے طاق رکہین تو کبہی مسلم و غیر مسلم مین باہم فتنہ و فساد برپا نہین ہوگا۔ دنیا کے کارخانہ مین
تمدن کی کل برابر چلتی رہیگی۔ دنیا مین فتنہ و فساد ہر مذہب کے علمائے ظاہری کی غلط فہمی سے
برپا ہوتا ہے۔ یہہ حضرات دین و دنیا کے امور باہم ملا دیتے ہین۔ اور مذہب کو تمدن مین شریک
کردیتے ہین۔ اس سبب سے خلط ملط ہوکے نتیجہ خراب پیدا ہوتا ہے اگر علمائے ظاہری اسلام ہر ایک کو
یعنی دین و دنیا کو اپنی اپنی حد پر رکہتے تو کبہی خلل و باہم فتنہ و فساد نہوتا۔ اسیطرح اہل اصنام
کو براہمہ و پنڈتون نے تعصب کے شکنجہ مین گرفتار کیا بیچارے جہلا و عقلا کے ہاتہہ مین کاٹ کے

پتلون کی مانند ہین کچھہ اختیار نہین رکھتے۔ براہمہ جس پہلو بٹھائین بیٹھہ جاتے ہین جس بات کی ترغیب دین اُسیکی طرف رجوع ہو جاتی ہین۔ بیچارے پتلون کی صلاح و فلاح انہین پیشواؤن کے دست قدرت مین ہے ہمارے اسلام مین بھی اہل اسلام علما و مشایخ کے مقلد ہین۔ جو کچھہ یہہ بزرگ فرماتے ہین اُن کے حکم کی تعمیل کرتے ہین خود بیچارے خیر و شر مین تمیز نہین کر سکتے۔ فی زماننا علما و مشائخ ایسے ہین کہ مذہب و تمدن مین فرق نہین سمجھتے مذہب و تمدن کو لازم ملزوم قرار دیتے ہین۔ ان غلط فہمیون سے صدہا سلطنتین برباد و تباہ ہوگئین۔ اور اکثر خاندان بزرگان سلف خاک مین مل گئے۔ خدا تعالے ہر مذہب کے مقلدین کو راہ راست پر لائے۔ اور اُنکو نیک ہدایت کرے آمین ثم آمین۔ آجکل طرفین کے علما تعصب کے دریا مین غوطہ کہا رہے ہین۔ بلکہ یہہ کہنا چاہئے کہ غرق ہو گئے۔ اُن کی نجات تعصب کے ترک کرنے مین ہے۔ جب تک تعصب ترک نہ کرین گے نجات نہین پائینگے۔

فیروز شاہ بہمنی کی وفات

فرشتہ و ملحقات وغیرہ کے مولفین نے لکھا کہ احمد شاہ کے جلوس کے بعد فیروز شاہ بہمنی دس روز تک بیماری کی حالت مین صاحب فراش رہا۔ آخر پندرہ تاریخ ماہ شوال ۸۲۵ہ ہجری بہشت بریں روانہ ہوا تمام پسماندون کو رنج و غم مین مبتلا کیا۔ احمد شاہ نے بہائی کی تجہیز و تکفین کی تیاری کی۔ امرا و وزرا و تمام ارکان دولت رعایا و سپاہ جمع ہوئے۔ فرشتہ نے لکھا کہ مرحوم کا جنازہ شاہانہ شان و عظمت کیساتھہ اُٹھا کے آبا و اجداد کے پہلو مین دفن کئے۔ الخ لیکن مفرح القلوب کے مولف نے لکھا کہ فیروز شاہ کو حسب الوصیت اُسکے تیار کئے ہوئے گنبد مین جو شاہ کمال پیر کے

پہلو مین تیار کرایا تہا دفن کئے۔ مفرح کا قول فرشتہ کے قول سے اصح وارجح ہے۔ فیروز شاہ کی
مدت سلطنت پچیس سال ساتہہ مہینے پندرہ دن۔ مدت عمر ۶۵ سال بقول بعض ۷۰ سال یا ۷۲ سال
مدفن دار السلطنت گلبرگہ۔ اولاد شاہزادہ حسن خان وچند لڑکیان تہے۔ اور فرشتہ نے لکہا کہ بعض
کتب سے معلوم ہوا کہ احمد شاہ نے اپنے ہمشیرزادہ شیر خان کی تحریک سے بہائی کا گلا گہونٹ دیا الخ
میرے نزدیک فرشتہ کی یہ روایت اعتبار کی حد سے کوسون دور ہے۔ احمد شاہ سراپا رحم ومحبت
تہا اور نہایت ہی رقیق القلب وصوفی المشرب تہا ممکن نہین کہ اس قسم کا فعل اس سے صادر ہووے
اس لئے کہ احمد شاہ کو بہائی کے جانب سے کسی قسم کا اندیشہ وخوف نہین تہا۔ خود بہائی نے
اسکو اپنی زندگی مین بادشاہ بنا دیا تہا۔ ہان اگر احمد خان تخت نشین نہ ہوتا تو یہہ گمان کہ
قتل کیا۔ عوام کے نزدیک یقین سے مبدل ہو جاتا۔ والعلم عند اللہ۔ تاریخ نظامی کے
مولف نے لکہا کہ فیروز شاہ بہمنی کے زمانہ مین سلطنت بہمنیہ کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا تہا۔
قوت وطاقت بہت بڑہ گئی۔ خزانہ شاہی آباد وسامان بادشاہی کثرت سے جمع ہو گیا تہا۔ سوار وپیادہ
کی تعداد بہی دو لاکہہ سے زیادہ تہی۔ فیلخانہ مین فیلان جنگی تین سو سے زائد تہے علی ہذا القیاس
اسپان ترکی وعربی وعراقی کے متعدد طویلے تہے۔ اور شترخانہ مین اونٹ قطار در قطار تہے
آلات حرب وجنگ سامان توپ تفنگ یعنے گولون کے تودے پڑے ہوے اور باروت کے
کوٹہے بہرے ہوئے تہے۔ سلح خانہ وتوشہ خانہ وآبدار خانہ وغیرہ کارخانجات بہی معمور تہے۔
فیروز شاہ نے عمر بہر مین چوبیس مرتبہ مخالفین سے جنگ کیا اکثر مین کامیاب وفتح یاب ہوا ہے
صرف بیجانگر کے آخر حملہ مین شکست کہائی تہی۔ اسی شکست کے صدمہ سے بیمار ہو گیا۔ چاہتا تہا

تلافی مافات کرے لیکن بیماری نے ایسا عاجز کیا کہ کچھہ کر نہ سکا - آخر احمد شاہ نے پورے والی بیجانگر سے فیروز شاہ کا بدلا لیا - مدکل و رایچور وغیرہ کو دوبارہ تصرّف مین لایا - فیروز شاہ بہمنی کے عہد مین مہاراجہ بیجانگر سے سالانہ خراج تینتیس لاکھہ تنکہ طلا لیا جاتا تہا - اور ملک کرناٹک پائین گہاٹ و بالاگہاٹ و تلنگانہ سے تاراجمبندری بہمنیہ کے تصرّف مین تہا - محمود شاہی کے مولف نے لکھا کہ فیروز شاہ نے خلف حسن بصری ملک التجار کی معرفت سے تیس ہزار کے عربی و ترکی گہوڑے خرید کئے تہے - نصف رقم دی گئی تہی - اور نصف رقم باقی تہی انتہی کلامہ -

سلطنت احمد شاہ بہمنی کا انتظام

نظامی کے مولف نے لکھا کہ احمد شاہ فرمان روائی کے آداب و ملک کشائی کے اصول سے واقف کامل تہا اور علم و فضل کی صفت سے موصوف تہا - فیروز شاہ کے ساتہہ متعدد معرکون مین شریک رہا - اور خود دست بشمشیر ہو کے مخالفین سے میدان جنگ مین مقابلہ کرتا تہا - تمام پائین گہاٹ و بالاگہاٹ کرناٹک و تلنگانہ و برار احمد خان ہی کی قوت بازو سے فتح ہوا تہا - تجربہ کار و ہوشیار و کار آزمودہ تہا تخت نشین ہونیکے بعد مہمات سلطنت کا انتظام شروع کیا - فیروز شاہی انتظام مین کچھہ تغیر نہین کیا مگر بعض خدمات قدیمہ پر جدید عہدہ دار مقرر کئے - اور امرا و وزرا و مشائخ و علما و فقرا و شعرا کو صلات و عطیۂ جاگیرات سے ممتاز فرمایا - تمام بادشاہ کے احسان و کرم کے شکر گذار ہوئے بادشاہ کے دربار مین امرا و مشائخ و فقرائے ذیل حاضر رہتے تہے -

اسمائے حاضرین دربار مع عہدہ و خدمت

خلف حسن بصری ملک التجار - ہوشیار عین الملک امیر الامرا - بیدار نظام الملک وکیل السلطنت سپہ سالار دولت آباد

عبداللطیف مخاطب بخان اعظم - خواجہ بیگ المخاطب قلندر خان - عبداللہ خان کابلی
سر لشکر تلنگانہ — داروغہ گلبرگہ - منصب دو صدی — حاکم جنیر منصب صدی

خسرو بیگ اوزبک - خواجہ حسن اردستانی - عالم خان مہدوی - لودھی خان مہدوی
اتالیق شاہزادگان — استاد تیر اندازی — امیر صدہ — امیر صدہ

دلاور خان مہدوی - سید حسن بدخشانی - میر فرخ بدخشانی - میر علی سیستانی -
امیر صدہ — امیر صدہ — امیر صدہ — امیر صدہ

میر علی کرد - قاسم بیگ صف شکن - عبدالقادر بن محمد عیسیٰ بن محمود بن عماد الملک
امیر صدہ — منصب پانصدی و جاگیر دار گلبرگہ — سر سلحداران — منصب دو صدی

مولانا عبدالغنی - مولانا نجم الدین - عبداللہ خان بن بہادر خان - شیخ حبیب اللہ جنیدی
مدار — مفتی — امیر صدہ — مصاحب

میر شمس الدین قمی - خواجہ عماد الدین سمنانی - سیف اللہ حسن آبادی - عزیز خان
مصاحب — مصاحب — مصاحب — مقرب

ملا اشرف الدین مازندرانی - مجنون سلطان - شاہ قلی سلطان - قرا خان کرد
خوشنویس — شاہزادہ چنگیزی — شاہزادہ چنگیزی

رستم خان مازندرانی - بہادر خان اوزبک

احمد شاہ کے فتوحات کا ذکر

فرشتہ نے لکھا کہ سلطان احمد شاہ نے تمام اہل دربار و خاص و عام کو اپنے حسن اخلاق

واشفاق سے مطیع وفرمان بردار بنالیا۔ اور سرحد گجرات پر معتبر امرار روانہ کئے۔ اور اسطرف سے
مطمئن ہوکے عزم بالجزم کیا کہ دیورائے والئے بیجانگر سے فیروز شاہ کا انتقام لینا چاہئے۔ اور اس
شکست کے داغ کو مٹانا تاکہ لوگوں کے دلوں میں سلاطین بہمنیہ کی وقعت وعظمت قائم رہی سازوسامان
کی تیاری میں مشغول ہوا۔ اور آلات جنگ فراہم ہونے کے بعد مع چالیس ہزار سوار جرار ہمراہ لیکر
کرناٹک روانہ ہوا۔ دیورائے احمد شاہ کی خبر سنکے مقابلہ کے لئے مستعد ہوا۔ چونکہ اسکو پہلا واقعہ یاد تہا
اسلئے جنگ کے تمام سامان مہیا کرلئے۔ اور اطراف کی فوج بلاکے اور رائے ورنگل سے بہی امداد
وکمک طلب کی۔ جب اطراف کی فوجیں آکے جمع ہوگئیں تب مع جمعیت اہل اسلام کے نیست ونابود
کرنیکے لئے برآمد ہوا۔ اور تنگبہدرا کے کنارے مع جمعیت فروکش ہوا۔ تنگبہدرا کے کنارے کے
دوسرے جانب احمد شاہ بہی مسافت طی کرکے آیا۔ اور دیورائے کے مقابل اوتر پڑا۔ چونکہ دیورائے کی
فوج میں تخمیناً دس لاکہہ پیادہ توپچی وکماندار تہے۔ ہررات چوروں کی طرح آنکے مسلمانوں کے
لشکر میں خرابی وبربادی کرتے تہے۔ اکثر گہوڑے وآدمیوں کو مارڈالتے تہے۔ اس لئے
احمد شاہ نے حفاظت کیلئے دو ہزار توپخانہ کے چہکڑے رومیوں کی طرح لشکر کے اطراف میں
قائم کردئے تاکہ غنیموں کے چوروں کو لشکر میں داخل ہونیکا موقع نہ ملے۔ یہہ چہکڑے مسلمانوں
کے دمدمے تہے۔ اور چالیس دن تک تنگبہدرہ کے کنارے طرفین کی فوجیں پڑی رہیں۔
دریا دونوں میں حایل تہا۔ اس کنارہ پر دیورائے کے جسقدر گانوں وشہر تہے اہل اسلام نے
تمام غارت کئے۔ اور بہت کوشش کرتے تہے کہ ہنڈو کنہڑ تنگ عاجز ہوکے دریا سے
عبور کرکے آئیں اور مقابلہ کریں۔ لیکن اہل اسلام کی یہہ تدبیر کچہہ مفید نہوئی۔ آخر احمد شاہ نے

تمام امرا و اہل مناصب کو جمع کر کے لڑائی اور تنگبھدرا سے عبور کی بابت مشورہ کیا۔ پس تمام نے قرآن کی قسم کہا کے اس بات پر اتفاق کیا کہ کل دریا سے عبور کر کے جنگ و جدال کا میدان گرم کرنا چاہئے۔ لیکن جب یہہ خبر رائے کے لشکر مین منتشر ہو گئی۔ بناءً علیہ ورنگل کے راجہ نے مغرب کیوقت بیجانگر کے راجہ کی رفاقت سے الگ ہو کے اپنے ملک کیطرف مراجعت کی۔ پھر قبل از صبح عالم خان و لودی خان و دلاور خان وغیرہ سرداران بہمنیہ مع دس ہزار جمعیت دریائے تنگبھدرہ سے عبور کر کے دشمن پر حملہ آور ہوئے۔ قریب صبح رائے کے لشکر کے قریب پہنچے۔ اُس روز بسبب اتفاق دیورائے اپنے مقربین کیساتھہ سیر و تفریح کیلئے لشکر سے برآمد ہو کے نیشکر کے باغ مین ایک کنارہ پر سویا ہوا تھا۔ اہل اسلام نیشکر کے باغ مین نیشکر لوٹنے کے لئے گئے۔ دیورائے اہل سلام کو دیکھتے ہی سمجھا کہ میرے گرفتاری کیلئے آتے ہین نہایت ہی بیقرار ہوا۔ مضطربانہ نیشکر کے باغ مین چلا گیا۔ لشکریون نے گنے کے باغ کو ایسا لوٹا کہ اُسمین کہین سبزی کا نام و نشان باقی نہین رہا۔ یعنے تمام گنے توڑ لئے چلتے وقت چند سپاہیون نے دیورائے کو دیکھا۔ باغبان سمجھکر اسکو پکڑ لیا۔ اور اُس کے سر پر گنون کا گٹھہ لاد دیا بیچارہ دیورائے خاموش رہا کچھہ نہین بولا۔ زندگی کو غنیمت سمجھہ کے بوجہ سر پر اُٹھائے ہوئے اُن کے ساتھہ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد شور و غل ہوا کہ احمد شاہ مع جمعیت دریا سے اُتر کے آیا اور دیورائے مفقود ہے ابھی تھوڑی رات باقی تھی کہ دیورائے کی فوج متفرق ہو گئی۔ اہل اسلام تاخت و تاراج مین مشغول ہوئے۔ اور گنون سے زیادہ میٹھی چیزون کی جستجو کرنے لگے دیورائے نے فرصت پاکے فرار کا رستہ اختیار کیا۔ دوپہر کیوقت ایک اپنے امیر کے پاس پہنچ گیا

اور شاہی چتر سر پر رکہکے اپنی صورت دکہائی - پہر امرا و سپاہ اُسکے پاس جمع ہو گئے - لیکن پہر
دیورائے مقابلہ کیلئے نہین آیا - بامرلاچاری بیجانگر چلا گیا - اور وہان پناہ گیر ہوا - چونکہ اہل اسلام
بیجانگر کئی مرتبہ جا چکے تہے اُسکی مضبوطی و سنگینی دیکہہ چکے تہے - اسلئے احمد شاہ بیجانگر کیطرف
متوجہ نہین ہوا - بلکہ کرناٹک کے پائین گہاٹ و بالا گہاٹ پر حملہ کیا - اور تاخت و تاراج کا بازار گرم
کیا - اور محمد شاہی عہد و پیمان کو بالائے طاق رکہا - نہایت سختی و بیرحمی کا طریقہ اختیار کیا
جہان اہل اسلام پہنچتے تہے حسب الحکم قتل عام کرتے تہے - اور بتخانون کو توڑتے تہے اور گایون کو
ذبح کرتے تہے - وقایع نگارون و مخبرین کے ذریعہ سے معلوم ہوتا کہ بیس ہزار ہنود مقتول ہوے
تو بادشاہ ایک جشن عظیم الشان منعقد کرتا تہا - اور نہایت ہی خوشی مناتا تہا - اور خوشی کے
نقارے بجواتا - اور چار تہونکی مورتین حسن آباد گلبرگہ بہیجدین کہ حضرت سید محمد الحسینی گیسو دراز
قدس سرہ کے آستانہ مبارک پڑ والدین تاکہ زائرین کی پا اندازی مین لکدکوب ہوتے رہین -
چونکہ اہل اصنام نے فیروز شاہ کی شکست کیوقت خلاف عہد اہل اسلام پر زیادہ سختیان و
بے رحمیان کی تہین اسلئے احمد شاہ نے بہی انتقاماً بلالحاظ عہد و پیمان مسلمانون کے قتل و تباہی کا
خوب ہی بدلا لیا - ہندوٗن کی تباہی و ہلاکی مین ایک دقیقہ فرو گذاشت نہین کہا - اگر ابتدا مین
اہل اصنام مسلمانون کے ساتہہ خلاف عہد نکرتے تو اہل اسلام جنکی راستبازی اہل اصنام کے
نزدیک مسلم ہے کبہی خلاف عہد نکرتے - فرشتہ نے لکہا کہ اسی تاخت و تاراج مین ایام
نوروز آئے - بادشاہ مع جمعیت ایک پرفضا حوض کے کنارہ پر فروکش ہوا - شکار دوست
تہا ایک روز شکار کیلئے لشکر سے برآمد ہوا - شکار کے شوق مین ایک ہرن کے پیچہے گہوڑا دوڑایا

لشکر سے چھہ کوس کے فاصلہ پر دور ہو گیا۔ ساتھہ کے رفقا جو دو سو تھے وہ بھی اِدہر اُدہر شکار کی
تلاش مین چلے گئے تھے۔ مخالفین کے پانچھزار سوار اسی تلاش مین باہم عہد و پیمان کر کے
پھر رہے تھے۔ اور اکثر گھات مین رہتے تھے اُنکو معلوم ہوا کہ بادشاہ شکار کے تعاقب مین تنہا ہے
اس خبر کے سنتے ہی گھات سے برآمد ہوئے۔ اور بادشاہ کے تعاقب مین دوڑے۔ بادشاہ نے
پہچان لیا۔ بیقرار و پریشان ہوا۔ لیکن ہوشیار و تجربہ کار تھا استقلال و دلیری کے ساتھہ
ادہر ادہر دیکھنے لگا۔ دور سے ایک چاردیواری دیکھی جسکو کسی کسان و دہقان نے جانور باندھنے
کیلئے بنائی تھی اُسکی طرف تیزی سے متوجہ ہوا۔ چند رکنی خدام بھی ہمرکاب تھے۔ ابھی
چاردیواری تک نہین پہنچے تھے کہ رستہ مین ایک نالہ آگیا۔ اور مخالفین بھی پہنچ گئے۔ باہم
تیرون سے جنگ شروع ہوا۔ ہمراہی خادم مقتول ہو گئے۔ قریب تھا کہ قتل یا گرفتار ہو جائے
کہ یکایک وہ دو سو رفیق تیرانداز جو شکار کے تعاقب مین چلے گئے تھے۔ اور ہنود سے
مقابلہ کرنے لگے۔ بادشاہ نالہ سے اُتر کے برق و باد کی طرح چاردیواری مین پہنچ گیا۔ رفقا
بھی لڑتے ہوئے چاردیواری مین آ گئے۔ اور وہان دمدمہ قائم کر کے مقابلہ کر رہے تھے۔ ہندو
پانچھزار تھے۔ مسلمان دو سو سے بھی کم تھے۔ بیسر و سامان حیران و پریشان تھے۔ بس تیرانداز
مغل سید حسن بدخشی و میر فرخ بدخشی و میر علی سیستانی و میر علی کرد و عبید اللہ کابلی
و خسرو بیگ اوزبک و خواجہ حسن اردستانی و خواجہ بیگ قلندر و قاسم بیگ صف شکن
وغیرہم نے مقابلہ مین بہادری و مردانگی کی ایسی داد دی کہ تحسین و آفرین کے مستحق ہوے
اکثر تیرانداز مارے گئے۔ اور مخالفین نے دیوار توڑنا شروع کیا۔ جسقدر دیوار ٹوٹتی تھی اسیقدر

بادشاہ کا دل ٹوٹے جاتا تھا۔ بادشاہی لشکر مین ایک شخص عبد القادر بن محمد عیسی بن محمود حسن عماد الملک سر سلحداران تھا۔ دو صدی منصب رکھتا تھا۔ اُسنے خیال کیا کہ ہمارا بادشاہ تنہا شکار کے لئے گیا ہے ملک بیگانہ ہے ایسا نہو کہ دشمن بادشاہ کو گھیر لے۔ اسلئے دو تین ہزار سوار شاہی خاصہ خیل ہمراہ لیکر بادشاہ کی تلاش مین نکلا۔ دور سے یہہ ہنگامہ دیکھہ کے دوڑ آیا۔ دیکھا کہ دشمنون نے بادشاہ کو گھیر لیا ہے۔ اب مارا جاتا ہے یا گرفتار ہو جاتا ہے فی الفور مخالفین پر حملہ کیا سخت جنگ کے بعد غالب ہوا۔ ہزار ہندو مقتول ہوے اور پانسو مسلمان بھی۔ آخر بادشاہ نے عبد القادر سر سلحدار کی ہوشیاری و مددگاری سے نجات پائی

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ٭ بادشاہ عظیم الشان کا باوجود ہزارہا پیادگان و سواران ایسی مصیبت و محنت مین مبتلا ہونا اور آخر اُسکا انجام بخیر ہونا عجائب و غرائب زمانہ سے ہے۔ احمد شاہ نے اسی روز اس خدمت کے صلہ مین عبد القادر سر سلحداران کو برادر جان بخش و یار حق گذار لقب اور خانجہان خطاب اور منصب دو ہزاری عطا کر کے برار کا سر لشکر کیا۔ اور اُسکے بھائی عبد اللطیف کو جس نے معرکہ مین کمال بہادری کا اظہار کیا تھا خان اعظم خطاب و منصب دو ہزاری دیکے تلنگانہ کا سر لشکر بنایا۔ خان جہان عمر رسیدہ تھا چالیس برس تک برار مین مستقل طور پر حکمرانی کرتا رہا۔ لیکن آخر فتح اللہ عماد الملک نے جو اُسکے غلامون سے تھا اُسکو قتل کر کے برار کا بادشاہ ہوا۔ چنانچہ اُسکا ذکر طوائف الملوک دکن مین آئیگا۔ اور اسیطرح احمد شاہ تیر اندازون کو خلعتہائے فاخرہ و خدمات لائقہ سے سرفراز فرمایا۔ اور مناصب مناسب عطا کئے۔ عطا و کرم کے لوازم مین ایک دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا

سید حسن بدخشی و میر فرخ بدخشی و میر علی سیستانی ہر ایک کو منصب سہ صدی و خطاب خانی سے ممتاز کیا۔ اور قاسم بیگ صف شکن منصب پانصدی و جاگیر گلبرگہ سے سرفراز ہوا۔ اور خواجہ بیگ نے خطاب قلندر خان اور منصب دو صدی پاکے گلبرگہ کا داروغہ ہوا۔ اور میر علی کرد جسنے بیجانگر کے ایک سپہ سالار کو قتل کیا تھا ملقب بکافر کش ہوا۔ اور منصب ہزاری بھی پایا۔ اور عبید اللہ خان کابلی منصب صدی پاکے بلدہ جنیر کا حاکم ہوا اور خواجہ حسن روستانی و خسرو بیگ اوزبک وغیرہ امیران صدی ہوئے۔ چونکہ تیر اندازی کی بدولت بادشاہ کی جان سلامت رہی اسلئے احمد شاہ نے خلف حسن بصری کو حکم دیا کہ تین ہزار تیر انداز عراقی۔ و خراسانی و ماوراء النہری و رومی و عرب مقرر کرین اور تمام امرا کو حکما ترغیب دی کہ فن تیر اندازی سیکھنے مین کوشش کرین اور اپنی اولاد کو تیر اندازی سکھلائین شاہزادون کو تیر اندازی سکھلانیکے لئے خواجہ حسن روستانی و خسرو بیگ اوزبک مقرر کئے گئے۔ اُن واقعات مذکورۂ بالا کے بعد احمد شاہ مع تمام جمعیت سوار و پیادہ کوچ کرکے بیجانگر مین داخل ہوا اور قلعہ پر محاصرہ کیا۔ اور کامیابی و تسخیر کی تدبیر کرنے لگا۔ راجہ کو ایسا تنگ کیا کہ وہ لاچار ہوکے صلح کا خواہان ہوا۔ احمد شاہ سے صلح ان شرائط پر قرار پائی کہ کئی سال کا خراج چڑہا ہوا ہاتیون پر لاد کے اپنے فرزند کے ہمراہ نقارہ و سرنا و نفیر وغیرہ باجے بجاتے ہوئے بہیجے۔ اس باجے سے راجہ کی اہانت منظور تہی۔ بیچارے راجہ نے بامر مجبوری تمام شرائط قبول کین۔ تیس ہاتیون پر خراج لاد کر اپنے فرزند کے ہمراہ نقارے بجاتے ہوئے بہیجا۔ جب راجہ کا بیٹا آیا تو حسب الحکم امرا نے اسکا استقبال کیا۔ اور بادشاہ نے اُسکو اپنے پاس بٹہایا۔ اور خلعت و کمر و خنجر مرصع اور بیس گہوڑے عراقی و عربی۔ اور بیس گہوڑے ترکی و بدخشی اور پانچ ہاتی اور پانچ چیتے اور پانچ شکاری کتے اور

تین باز عطا کئے - ہیجانگریون نے اس قسم کے گھوڑے وغیرہ کبھی نہین دیکھے تھے - صلح کے بعد بادشاہ نے وہان سے کوچ کیا - اور راجہ کے لڑکے کو کشنا کے کنارہ سے رخصت کیا -

دکن کا قحط اور احمد شاہ کا ولی ہونا

جب احمد شاہ فیروزی و کامیابی کے ساتھ دار السلطنت گلبرگہ مین آیا - اس سال مین قلت بارش کیوجہ سے ایسا سخت قحط واقع ہوا تھا کہ تمام تالاب نہرین سوکھ گئین - باولیون کے پانی بھی خشک ہو گئے تھے - اکثر مواشی و جنگلی درندہ و چرندہ بے آبی کیوجہ سے مرگئے - بادشاہ نے خزانہ کا دروازہ کھولدیا - اور سپاہ کو اعانۃ دیا - اور انبار خانجات شاہی کے دروازے بھی کھولدئے غلہ غربا و مساکین پر تقسیم کردیا مشکل سے یہہ سال تمام ہوا - اور دوسرے سال بھی قحط کے آثار نمود ہوئے احمد شاہ گھبرایا - علما و مشائخ کو نماز استسقا کیلئے بھیجا - مگر کچھہ اثر موثر نہین ہوا - لوگ مصائب مین مبتلا ہوئے - مویشی اور آدمی بھوک سے مرنے لگے - لوگ احمد شاہ کی سلطنت کو منحوس کہنے لگے - بادشاہ کو اسبات سے زیادہ رنج ہوا - ایکروز خود نماز استسقا کیلئے گیا - ایک بلند ٹیلہ پر چڑھ کے چند رکعت نماز ادا کی - اور نہایت عاجزی سے زمین پر سر رکھہ کے زاری کرنے لگا - اُسیوقت آسمان پر ابر آیا - اور مینہہ برسنے لگا - بادشاہ بہت ہی خوش ہوا - اور کہا مین اب رحمت سے نہین بھاگتا ہون تمام کپڑے پانی مین تر ہو گئے - لوگ گھبرا گئے - اور چلانے لگے - اے احمد شاہ ولی تیری ولایت معلوم ہو گئی - اب شہر کی طرف مراجعت کرتا کہ ہم تمام آرام پائین چنانچہ بادشاہ تر ہو گیا تھا - بھانہ جو نہا عین بارش مین دار السلطنت مین آیا - اُسوقت سے احمد شاہ ولی مشہور ہوا -

تین باز عطا کئے۔ بیجانگریون نے اس قسم کے گہوڑے وغیرہ کبھی نہین دیکہے تہے۔ صلح کے بعد بادشاہ نے وہان سے کوچ کیا۔ اور راجہ کے لڑکے کو کشنا کے کنارہ سے رخصت کیا۔

دکن کا قحط اور احمد شاہ کا ولی ہونا

جب احمد شاہ فیروزی و کامیابی کے ساتہہ دار السلطنت گلبرگہ مین آیا۔ اس سال مین قلت بارش کیوجہ سے ایسا سخت قحط واقع ہوا تہا کہ تمام تالاب نہرین سوکہہ گئین۔ باولیون کے پانی بہی خشک ہو گئے تہے۔ اکثر مواشی و جنگلی درندہ و چرندہ بے آبی کیوجہ سے مرگئے۔ بادشاہ نے خزانہ کا دروازہ کہولدیا۔ اور سپاہ کو اعانتہ دیا۔ اور انبارخانجات شاہی کے دروازے بہی کہولدئے غلہ غربا و مساکین پر تقسیم کردیا مشکل سے یہہ سال تمام ہوا۔ اور دوسرے سال بہی قحط کے آثار نمود ہوئے احمد شاہ گہبرایا۔ علما و مشائخ کو نماز استسقا کیلئے بہیجا۔ مگر کچہہ اثر مؤثر نہین ہوا۔ لوگ مصائب مین مبتلا ہوئے۔ مویشی اور آدمی بہوک سے مرنے لگے۔ لوگ احمد شاہ کی سلطنت کو منحوس کہنے لگے۔ بادشاہ کو اسبات سے زیادہ رنج ہوا۔ ایکروز خود نماز استسقا کیلئے گیا۔ ایک بلند ٹیلہ پر چڑہ کے چند رکعت نماز ادا کی۔ اور نہایت عاجزی سے زمین پر سر رکہہ کے زاری کرنے لگا۔ اُسیوقت آسمان پر ابر آیا۔ اور مینہہ برسنے لگا۔ بادشاہ بہت ہی خوش ہوا۔ اور کہا مین آبِ رحمت سے نہین بہاگتا ہون تمام کپڑے پانی مین تر ہو گئے۔ لوگ گہبرا گئے۔ اور چلانے لگے۔ اے احمد شاہ ولی تیری ولایت معلوم ہوگئی۔ اب شہر کی طرف مراجعت کرتا کہ ہم تمام آرام پائین چنانچہ بادشاہ تر ہو گیا تہا۔ بہانہ جو نہا عین بارش مین دار السلطنت مین آیا۔ اُسوقت سے احمد شاہ ولی مشہور ہوا۔

تلنگانہ کے تمام قلعہ دارون و زمینداروں کو دو تین مہینہ مین نیست و نابود کر دیا۔ اور تلنگانہ کے تمام قلعون و شہرون پر متصرف ہوگیا۔ راجگان تلنگ کی حکومت اسی تاریخ سے منقرض ہوگئی۔ بخلاف فرشتہ محمود شاہی کے مولف نے اس واقعہ کو ۸۲۵ھ ہجری مین لکھا ہے

قلعہ ماہور و کلم کی فتح و فیروزی کا ذکر

فرشتہ نے لکھا کہ احمد شاہ بہمنی نے بیجانگر و تلنگانہ کی کامیابی کے بعد چھ مہینے دار السلطنت گلبرگہ مین آرام سے بسر کئے۔ کشائش و فیروزی کی خوشی مین متعدد جشن منعقد کئے۔ ہر ایک جشن مین سپاہ و سپاہ سالارون کو انعام و صلات سے سرفراز کرتا رہا۔ پھر بقول فرشتہ ۸۲۹ھ ہجری و بقول تاریخ محمود شاہی ۸۲۶ھ ہجری مین قلعہ ماہور و کلم پر جو بہمنیہ سلاطین کے تصرف سے نکلکر ایک زمیندار کے قبضہ مین تھا حملہ کیا۔ زمیندار مقابلہ کی تاب نہ لاسکا صلح و امان کا خواہان ہوا۔ احمد شاہ نے صلح و امان کا وعدہ کرکے قلعہ کو مسخر کرلیا۔ لیکن چونکہ زمیندار نے فیروز شاہ کے زمانہ مین بھی امان نامہ لیکے صلح کرلی تھی۔ پھر صلح کے بعد بغاوت کرتا تھا اور شرارت سے باز نہین آتا تھا۔ بنا علیہ احمد شاہ نے بخلاف شرع اسلام و عرف عام خلاف عہد اُسکو مع پانچ چھ ہزار اہل اصنام قتل کرڈالا۔ اُن کے لڑکے اور لڑکیان کو قید کرکے اسلام کے دائرہ مین داخل کردیا۔ احمد شاہ نے زمیندار کی شرارت پر بہت ہی سختی و بیرحمی کی اور عمل ناجائز کو جائز قرار دیا۔ انصاف و داد کی پیشانی پر بدنامی کا دہبہ لگا دیا۔ خلاف و عدگی شاہانہ شان کے خلاف ہے۔ اور عہد شکنی اسلام کی راستبازی کو بدنام کرنیوالی ہے۔ افسوس احمد شاہ نے اپنے جد بزرگوار علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کی بھی پیروی نہین کی۔ دیکھو حسن کے مقولات و معمولات سے ہی کہ اگر کوئی شریر

سرکش مجھہ سے معافی مانگیں تو اُسکو معاف کرونگا۔ اگر وہ پہر شرارت کرے اور معافی چاہے تو پہر معاف کردونگا۔ اگر اسیطرح وہ معافی مانگتا رہیگا تو مین اُسکو معاف کرتا رہونگا۔ اور کبہی خلاف وعدہ نہین کرونگا۔ ایفاء وعدہ وعفو مین جو لطف و مزہ ہے انتقام و خلاف مین نہین ہے۔ اس قسم کے صفات سے بادشاہ کی عظمت و شان خلائق کے دلون مین مؤثر ہوتی ہے۔ اور بادشاہ کی محبت خاص وعام کے قلوب مین نقش کالحجر ہو جاتی ہے۔ یہی خاص و عام ضرورت کیوقت بادشاہ پر جان و مال فدا کرتے ہین۔ بادشاہ انہین سچے جان نثارون کی دلیری و بہادری سے کامیاب ہوتا ہے۔ انتہی کلامہ اور کلم کے حصار کو بہی سنحر کرلیا۔ یہہ دونون مقام اور قلعے راجہ کے تصرف مین تہے۔ صلحاً دونون پر قابض ہوگیا۔ فرشتہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف کلم مین الماس کی کان تہی۔ اور اسپر گونڈواڑہ کا راجہ متصرف تہا۔ اور محمود شاہی نے لکہا کہ دونون مقام یعنی ماہور و کلم مین الماس کی کان تہی۔ اور یہہ دونون کہانین راجہ کے قبضہ مین تہین۔ احمد شاہ بہمنی دونون مقام کے کہانون پر بہی قابض و متصرف ہوا۔ اور دونون مقام مین متعدد مساجد بنا دین۔ اور مساجد مین مقری و موذن خادم و روغن چراغ مقرر کردیا۔ اور بلدہ ایلچپورہ برار مین تقریباً ایک سال تک قیام پذیر ہوا قلعہ کاویل گڈہ و قلعہ نرنالہ برار کی تعمیر و ترمیم کی۔ اور قلعون مین آلات حرب و آدات ضرب بیشمار جمع کردئے۔ اور دیگر ضروری سامان کے بہی انبار لگادئے۔ اس سامان و آلات حرب کے فراہم کرنے سے یہہ غرض تہی کہ مملکت گجرات و خاندیس و مالوہ کو جو امیر تیمور گورگان نے سلطان فیروز شاہ کو عطا کیا تہا مسنحر کرے۔ اور ان ممالک کے مسنحر کرنے کے بعد بیجانگر کی تسخیر مین کوشش کرے

ہوشنگ شاہ والی ماندو کا حملہ اور شکست

تحفۃ السلاطین و فرشتہ کے مؤلفین نے لکھا کہ جب ہوشنگ والی شادی آباد مانڈو احمد شاہ کے ارادہ
تسخیر مالوہ سے واقف ہوا تو اُس نے نرسنگہ والی کھڑلہ کو جو بہمنیہ کا خراج گذار تھا اپنے ساتھ
شریک ہونیکی ترغیب دی - نرسنگہ نے قبول نہین کیا - پھر ہوشنگ نے باتفاق والی خاندیس
دو دفعہ اُسپر فوج کشی کی - ہر ایک مرتبہ شکست پاکے بہزار خرابی و بربادی مراجعت کی - پس ہوشنگ شاہ
متواتر شکستون سے غضبناک ہو کر تیسرے مرتبہ امرائے معتمدین و افسران معتبرین کو روانہ کیا
امرا و افسرون نے نرسنگہ کے علاقہ کو تاخت و تاراج خراب و ویران کر دیا - اور اُسکے بعض پرگنات
پر قابض و متصرف ہو گئے - نرسنگہ اُنکی مدافعت کے لئے فوج فراہم کرنے لگا - ہوشنگ نرسنگہ کی آمادگی
و مستعدی کی خبر سنکے خود حملہ آوری کیلئے مستعد ہوا - نرسنگہ نے بیتابانہ ۸۳۲ھ ہجری مین ایلچی مع
عرضداشت سلطان احمد شاہ کی خدمت مین بھیجا - اور عرض کیا کہ ہوشنگ شاہ والی مالوہ مع جمعیت
بیشمار اس خیرخواہ کی مملکت پر حملہ کرنیوالا ہے - مین سلطان فیروز شاہ کے زمانہ سے اب تک سلاطین بہمنیہ
کا حلقہ بگوش و تابعدار ہون - اور اطراف کے حکام جانتے ہین کہ مین بہمنیہ سلاطین کے خراج گزارون سے
ہون پس ایسی حالت سراسر مصیبت مین میری اعانت کیجئے اور جلد میری دادرسی فرمایئے
سلطان احمد شاہ نے فوراً عبد القادر المخاطب بخانجہان حاکم برار کے نام فرمان واجب الاذعان
بھیجا - کہ فرمان پہنچتے ہی جمعیت فراہم کرکے نرسنگہ کی مدد و کمک کے لئے جائے - اور خود بھی ۸۳۳ھ ہجری
کے شروع مین مع چھ ہزار سوار بہ بہانہ شکار روانہ ہوا - شکار کرتے ہوئے ایلچپور برار مین پہنچ گیا - ابھی
ہوشنگ شاہ اپنی مستقر حکومت سے برآمد نہین ہوا تھا - اسلئے بہمنی شکار مین مشغول و مصروف
رہا - اسی شکار کے شغل مین دو مہینہ گذر گئے - ہوشنگ نے بہمنی کے توقف کو بزدلی پر محمول کر کے

کہڑلہ پر حملہ کیا۔ تاخت و تاراج کے بعد قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور تسخیر کرنے لگا۔ سلطان احمد شاہ بہہ جنگ
ہوشنگ کے کہڑلہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اسی اثنا مین ملا عبد الغنی صدر و ملا نجم الدین مفتی وغیرہ علمائے بہمنی نے
کہا کہ آج تک شاہان بہمنیہ نے اہل اسلام سے جنگ نہین کیا ہے۔ اس بدنامی سے پرہیز کرنا چاہیے
خاص صورت موجودہ مین کہین گے کہ کافر ہندو کی حمایت مین مسلمانون سے جنگ کرتے ہین۔ بادشاہ
بہمنی اُس مقام تک پہنچ گیا تہا کہ ہوشنگ کی فوج سے بیس کوس کا فاصلہ تہا۔ بہمنی علما کے کلام سے
متاثر ہوا۔ اور ہوشنگ سے لڑنا مناسب نہ سمجہا ایک سفیر ہوشنگ شاہ کے پاس بہیجا۔ اور پیغام دیا
کہ نرسنگہ ہمارا خراج گزار ہے بمقتضائے محبت اُس سے پرخاش نہ کیجئے۔ اور اپنے مستقر حکومت
کو مراجعت فرمائے اور مین بہی حسب ہدایت علمائے دین کوچ کرتا ہون۔ ابہی بہمنی کا سفیر ہوشنگ کے
لشکر مین نہین پہنچا تہا کہ اہل دکن نے کوچ کیا۔ ہوشنگ بادشاہ بہمنی کے پیغام سے ناخوش ہوا
اور اس غرور مین تہا کہ احمد شاہ کی فوج پندرہ ہزار سے زیادہ نہین ہے اور میری فوج تیس ہزار سے
زائد ہے۔ احمد شاہ کو عاجز و بزدل سمجہہ کے تعاقب مین روانہ ہوا۔ منزل بمنزل برابر تعاقب
کئے جاتا تہا۔ احمد شاہ نے جب ہوشنگ کی زیادتی حد سے زیادہ دیکہی علما کو بلایا۔ اور اُنسے کہا
جو کچہہ مجہہ پر واجب و لازم تہا بجا لایا۔ ذلت و ناموسی کو گوارا کیا۔ کلہہ کوچ کر کے فلان ندی
یا نالہ کے کنارے قیام کرتا ہون جو مقابل ہوگا۔ اُس سے مقابلہ کرونگا۔ بمقتضائے حدیث جو کچہہ
عذاب و عقاب و عتاب ہوگا مخالف و عاصی پر ہوگا۔ پس علما سے تجویز کر کے دوسرے دن فوج
ترتیب دیا چار سو فیلان جنگی جا بجا نگاہ رکہا۔ میمنہ عبد القادر خانجہان۔ میسرہ عبد اللہ خان
نبیرہ اسمعیل فتح۔ قلب شاہزادہ علاء الدین کے سپرد کیا۔ اور خود دس ہزار سوار انتخابی و بارہ ہاتھی

ہمراہ لیکر دست چپ کے جانب گہات مین بیٹھا۔ ہوشنگ شاہ غافلانہ روزانہ کے موافق بید طرک تعاقب مین آیا۔ اسوقت ہوشنگ کے ساتھہ سترہ ہزار سوار تہے۔ لشکر کو ترتیب دینے و صف بندی کی مہلت نہین ملی ناچار جنگ و جدال کا میدان گرم ہوا۔ بہادران مالوی و دکنی برسون سے باہم جنگ و مقابلے کے آرزومند تہے کشتۂ خون مین اپنے اپنے ہنر و جوہر دکھلائے۔ زمین و آسمان سے اپنے ہنرون کے داد پائے

نظم

دو لشکر بصحرا کشیدند فوج | دو دریائے آتش برآوردہ موج
شد از ہر دو سو لشکر آراستہ | قیامت ز روئے زمین خاستہ
نمودند شیرازن ہر فرد سوار | بمیدان یکے با یکے کارزار
چو راہ ہوا بستہ شد بر عقاب | ز دیدہ نہان شد بروز آفتاب

طرفین سے سپاہ مالوی و دکنی ہاتہون مین تلوار و سپر لیکے باہم لڑنے لگے۔ اسقدر طرفین کے سپاہ قتل ہوئے کہ میدان جنگ مین جابجا کشتون کے تودے دکھلائی دیتے تہے۔ جب دار و گیر کا ہنگامہ گرم ہو رہا تہا اسوقت احمد شاہ بہمنی نے کمین گاہ سے برآمد ہو کے ہوشنگ شاہ کے لشکر پر حملہ کیا۔ ہوشنگ کا لشکر مقابلہ کی تاب نہ لا کے میدان سے بہاگنے لگا۔ اہل دکن نیزہ و تلوار ہاتہہ مین لیکر تعاقب کرنے لگے۔ تخمیناً دو ہزار سپاہ مالوی قتل ہوئے۔ دکنیون نے انکا مال و اسباب لوٹ لیا۔ ہوشنگ کی ملکہ مع دو لڑکیان و دو سو ہاتی دستگیر ہوئے۔ اور ایسی حالت مین نرسنگ خراج گزار بہمنی محاصرہ سے برآمد ہو کے فراریون کے تعاقب مین روانہ ہوا۔ اور رستہ مین انکا مال و اسباب غارت کیا۔ اس معرکہ مین اہل اسلام

واہل اصنام بہت قتل ہوے۔ سلطان احمد شاہ بہمنی نے بہت افسوس کیا۔ ہوشنگ کے عیال و اطفال کو خلعت و انعام دیکے معتمدین کے ہمراہ عزت و اکرام کے ساتھہ مالوہ روانہ کیا۔

سلطان احمد شاہ کا کہڑلہ مین جانا نرسنگہ کے مہمان ہونا

جب سلطان احمد شاہ بہمنی ہوشنگ کے معرکہ سے فتح و فیروزی کے ساتھہ کامیاب و فارغ البال ہوا تب نرسنگہ خراجگزار بہمنیہ مع فرزندان بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ کی عنایت و اعانت کا نہایت ہی شکریہ ادا کیا۔ اور بادشاہ کو کہڑلہ لیگیا۔ نہایت تکلف و تجمل سے بادشاہ کی مہمانی کی اور نذرانہ و پیشکش لائق و تحائف نفائس پیش کئے۔ منجملہ تحائف و نذرانہ ایک مین الماس و یاقوت و مروارید تہے۔ اور دوسرے امراو سپاہ سالارون کوبہی تحائف و نفائس دئے بادشاہ و امرا کی خاطرداری و مدارات مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ اور انکی تعظیم و تکریم کے لوازم پورے ادا کئے۔ بادشاہ دو تین روز کہڑلہ مین مہمان رہا۔ پہر دارالسلطنت کیطرف مراجعت کی نرسنگہ بطور مشائعت مع فرزندان بادشاہ کے ہمراہ قصبہ ماہور تک آیا۔ بادشاہ نے نرسنگا ور اسکے فرزندون کو خلعتہاے خاص سے سرفراز کرکے کہڑلہ روانہ کیا۔ نرسنگا اور اس کے فرزند مدۃ العمر سلاطین بہمنیہ کے خراج گزار و فرمان بردار رہے۔ دیکہو احمد شاہ بہمنی نے انصافاً اپنے ذمی خراج گزار کی اعانت و حمایت مین کوتاہی نہین کی۔ ہوشنگ شاہ مسلمان کی ہندو کے مقابلہ مین ذرہ برابر رعایت و جانبداری نہین کی۔ بیچارہ ہندو کو مسلمان ظالم کے ہاتہہ سے رہا کیا۔ اور ہندو کے جان و مال کی ازروے معاہدہ حفاظت کی۔ اسلام کی راستبازی و حسن معاہدہ کی تصدیق کی۔ احمد شاہ صوفی مشرب تہا۔ اہل اسلام و اہل اصنام کیساتہہ

حسن سلوک سے پیش آتا تھا۔ فقرا دوست و مشائخ پرست تھا۔ سادات و علما کی بہت عزت و آبرو کرتا تھا۔

احمد شاہ بہمنی کا حسن اعتقاد حضرت سید محمد الحسینی گیسو دراز پر

سلطان احمد شاہ بہمنی درویش دوست و پیر پرست تھا۔ سادات و علما و مشائخ کی تعظیم کرتا تھا حسن عقیدت و صدق ارادت سے ملتا تھا۔ سلاطین بہمنیہ پہلے شیخ سراج جنیدی کے مرید ہوا کرتے تھے۔ لیکن احمد شاہ آپکی بیعت کرکے حضرت کے مریدون مین شریک ہوا۔ اور آپ سے زیادہ اعتقاد اسوجہ تہا کہ آپ سے سلطنت کی خوشخبری بادشاہ ہونے سے پہلے ہی سُنی تہی۔ آخر آپکی خوشخبری واقع کے مطابق پائی۔ آپکی بہت عزت و آبرو کرتا تھا۔ اور اہل دکن بمصداق الناس علی دین ملوکھم جوق جوق آپ کے دائرہ ارادت مین داخل ہوتے تہے۔ اور آپ سے نہایت ہی اعتقاد رکہتے تہے۔ دکنیون کا اعتقاد حضرت کی نسبت اُس درجہ پر تہا کہ ایک شخص نے دکنی سے پوچہا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم زیادہ بزرگ ہین یا سید محمد گیسو دراز قدس سرہٗ۔ دکنی نے جواب دیا کہ ہمارے رسول اللہ اگرچہ پیغمبر خدا ہین لیکن سبحان اللہ ہمارے مخدوم سید محمد گیسو دراز چیز دیگر ہین۔ حضرات ناظرین اس جواب سے اہل دکن کا اعتقاد اُنکی اور ان کی اولاد کی نسبت قیاس کر سکتے ہین کہ کسقدر تہا۔ احمد شاہ نے آپ کے خانقاہ و مریدین کے اخراجات کیلئے چند قصبات و دیہات سرکار گلبرگہ سے وقف کردئے تہے۔ اور ایک خانقاہ بزرگ فقرا کے لئے اور مکان پختہ آپ کے عیال و اطفال کے لئے بنا دیا تہا فرشتہ نے لکھا کہ عادل شاہیہ زمانہ تک اکثر دیہات حضرت کی اولاد کے تصرف مین تہے سلاطین بہمنیہ و طوائف الملوک کے بعد بہی تیموریہ سلاطین کے قبضہ مین آئے۔ تیموریہ سلاطین نے بہی مشائخ

وزیر گونکے ساتھہ وہی سلوک جاری کہا جیسا کہ بہمنیہ کے زمانہ مین تھا۔ لیکن تجدید سند عطا کرکے بدستور سابق وقدیم جاگیرات بحال رکھے۔ بلکہ بہ نسبت سابق جدید مین اضافہ کیا۔ تیموریہ سلاطین کے بعد ہمارے سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ نے بہی حضرت کے خاندان وباقیات الصالحات کے ساتھہ بدستور سلاطین پیشین وہی حسن سلوک وحسن اعتقاد جاری کہا۔ بلکہ سالانہ نذر ونیاز ومنت ومراد وتقریب عرس شریف مین ہزار ہا روپیہ خرچ کئے جاتے ہین۔ جب اعلیحضرت بندگانعالی وہان تشریف لیجاتے ہین تو نہایت اخلاص وعقیدہ سے زیارت فرماتے ہین۔ اور مزار شریف پر بہت نذرانہ چڑہاتے ہین۔ اور سجادہ صاحب ومجاورین وخدام کو انعام سے سرفراز کرتے ہین۔

حضرت قدس سرہ کی کرامات صادقہ وکرشمات کاملہ سے ہے کہ سلاطین بہمنیہ کے زمانہ سے اب تک اہل دکن آپ سے ویسا ہی اعتقاد رکہتے ہین اور آپکی کرامات صادقہ جاریہ کو صدق دل سے مانتے ہین اور حضرت سے انجام مرام کیلئے التجا کرتے ہین حسب اعتقاد فائز المرام ہوتے ہین۔ آپکے وجود فائض الجود سے گلبرگہ مجمع البرکہ ہوا۔ اور دکن کے بلاد مین بزرگی وشرف کی صفت سے موصوف ہوا۔ مثلاً عرف عام مین گلبرگہ شریف بولا جاتا ہے۔ بینے آپکی سوانح عمری محبوب ذی المنن تذکرہ اولیاء دکن مین شرح وبسط کے ساتھہ مفصل لکھی ہے۔ یہان مجمل ومختصر پر اکتفا کیا۔ تذکرہ زیر طبع ہے۔ عنقریب تذکرہ طبع ہوکے شایع ہوگا۔ ناظرین ملاحظہ سے محظوظ ہون گے۔

احمد شاہ کا بیدر مین آنا اور اسکو آباد کرنا

فرشتہ نے لکھا کہ احمد شاہ ہوشنگ کے معرکہ سے مراجعت کرکے بارادۂ شکار مع فرزندان ومقربان بیدر مین آیا۔ ایکروز شکار کی تلاش یا تعاقب شکار مین لشکر سے جدا ہوکے میدان صحرا مین طواف کرنے لگا

اور شکاری پرندون کو چھوڑ دیا۔ اور سیر و تماشا مین مشغول ہوا **نظم**

بنالیدن در آمد طبلک باز ۔۔۔ در آمد مرغ صید افگن بپرواز

زیکسو جرّہ بازان سبک خیز ۔۔۔ بخون صید کردہ پنجہا تیز

وزان سوے دگر شاہین بپرواز ۔۔۔ ربودہ نقد جان از کبک دراز

سیر کرتے ہوے اُسی صحرا مین ایک میدان کشادہ دیکھا نہایت ہی سیراب و تازہ۔ اقسام کے شگوفون و گلون سے پیراستہ اور رنگ برنگ کے پودون سے پیراستہ تھا **ع**

زہر سو چشمۂ چون آب حیوان ۔۔۔ چراغ لالہ ہر جانب فروزان

شقائق رستہ و سبزہ دمیدہ ۔۔۔ نسیم صبح جیب گل دریدہ

یکایک اُس صحرا مین ایک لومڑی دیکھی۔ اور شکاری کُتّون کو اُسپر چھوڑ دیا۔ اور آپ سیر و تماشہ مین مشغول ہوا۔ لومڑی بھاگتی تھی۔ اور اپنی حفاظت کرتی تھی۔ کُتّے تعاقب مین دوڑ رہے تھے لومڑی قابو مین نہین آتی تھی۔ آخر جب عاجز ہوی بمقتضاے **بیت** وقت ضرورت چو نماند گریز ✽ دست بگیرد سر شمشیر تیز۔ کُتّون پر حملہ آور ہوئی۔ پس بادشاہ لومڑی کی دلیری دیکھہ کے تعجب کرنے لگا۔ اور اس اتفاقی بہادری کو سمجھا کہ یہان کی آب و ہوا کی تاثیر سے ہے عزم بالجزم کیا کہ یہان ایک شہر آباد کرکے دارالحکومت بنانا چاہئیے۔ تمام مقربین سے مافی الضمیر بیان کیا

شہنشہ بہ پیران سخن بر کشاد **ع** کہ اینک بر و بوم فرخ نہاد

بسازم من اینجا یکے خوب جاے ۔۔۔ کہ باشد بہ شادی مرا رہنماے

بر آرم یکے قلعہ از سنگلاخ ۔۔۔ بود اندرو باغ و ایوان و کاخ

نشستن گہے برفرازم چو ماہ   چنان کز بود در خور تاج و گاہ
یکے شہر سازم بدینجائے من   کہ خیرہ بماند درو انجمن

تمام مقربین نے بادشاہ کی رائے سے اتفاق کیا ؎

اے مبارک پے شہنشاہے کہ حاصل میکنند   اختران در آسمان از طلعتت نیک اختری

اور سب نے بالاتفاق کہا اے بادشاہ جو کچھہ آپکا خیال ہے درست و بجا ہے۔ یہہ مقام وسط دکن ہے اور یہان کی آب ہوا بہ نسبت دیگر بلاد ہندوستان بہتر ہے۔

زمین بیدر کی کیفیت

فرشتہ نے لکھا کہ مین نے ہند کے اکثر شہر دیکھے۔ لیکن خوبی و لطافت مین کوئی شہر بیدر کا نظیر نظر نہین آیا بیدر کی زمین شنجرف کے مانند سُرخ ہے۔ یہان بارش کا موسم بہترین موسم ہوتا ہے۔ ایام بارش مین اُسمین کیچ و دلدل نہین ہوتا ہے۔ شہر کے طرف مین دس کوس تک زمین سُرخ ہی ہے۔ اور اُسمین چسپیدگی نہین ہے۔ سیر و شکار و آمد و رفت مین مواشی و آدمیون کے پاؤن و سم گل آلود نہین ہوتے۔ بدن و کپڑون پر سرخی اثر کرتی ہے۔ اور یہان اکثر خراسان و عراق کے میوے پیدا ہوتے تھے۔ خواجہ محمود گاوان نے موجودہ میوون کو ترقی دی تھی۔ اور امرود و انگور و انجیر وغیرہ میوہ جات کے باغات کثرت سے لگائے تھے۔ اور بیدر کی زمین زرخیز مین صلاحیت دیکھہ کے زعفران کی بھی کاشت کی تھی۔ زعفران کثرت سے ہوتا تھا۔ لیکن خواجہ کے بعد کسی نے اس کام کی طرف توجہ نہین کی۔ اگر توجہ کرتے تو ملک و رعایا کے لئے مفید ہوتا۔ فی زماننا اگر اس نادر چیز کے کاشت کے طرف توجہ کیجائے تو فائدہ و نامودی سے خالی نہو گا۔ ہنود کی روایت سے

معلوم ہوتا ہے کہ یہہ شہر قدیم زمانہ مین راجایان دکن کا دار السلطنت تہا۔ یہان کا راجہ بہی بیجانگر کے راجہ کی طرح مہاراج مانا جاتا تہا دکن کے چہوٹے چہوٹے راجہ اُسکو خراج دیتے تہے۔ تمام تلنگانہ و مرہٹہ واڑہ اُسکے زیر حکم تہا۔ راجاؤن کے زمانہ مین بیدر کی تجارت و صنعت ترقی پذیر تہی۔ وہان کے راجاؤن سے راجہ بہیم سین نہایت دلیر و بہادر سخی و عادل تہا۔ راجہ نل مالوی اُسکی لڑکی مسماۃ دمن پر غائبانہ عاشق ہوا تہا۔ ہندوستان مین دونون کی عاشقی و معشوقی کا قصہ مشہور ہے۔ شیخ فیضی ملک الشعرائے اکبری نے حسب الحکم جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہندوستان کا قصہ فارسی زبان مین منظوم کیا۔ اور اُسکا نام نلدمن کہا۔ فی زمانہا مطبوع ہوگیا ہے۔ جسکو مطالعہ کا شوق ہو کتاب کو خرید کرکے دیکہے۔

بیدر کا وجہ تسمیہ

بیدر کے وجہ تسمیہ مین مورخین مختلف الاقوال ہین۔ بعض کا قول یہہ ہے کہ جس مقام مین شہر بیدر بسایا گیا۔ وہان بانس بن تہا۔ بانی شہر نے بانس بن کو قطع کرکے شہر بسایا تہا۔ اس تعلق کیوجہ سے اُسکا نام ویدر رکہا گیا۔ کثرت استعمال سے واو با موحدہ سے بدل ہوکے بیدر ہوگیا۔ بعض کا قول یہہ ہے کہ شہر کے بانی کا نام بیدر تہا۔ اُسیکے نام سے شہر بیدر مشہور ہوا۔ قوم بیڈر جو بہادر و نڈر مشہور ہین اسی راجہ کے نسل سے ہین۔ اکثر قدیم عمارتین مثلاً تالاب و چشمے و بتخانہ راجگان قدیم کے یادگار ہین

قلعہ ارک و قصر دار الامارۃ بیدر کی تیاری

جب تمام مقربین و ارکان دولت نے بادشاہ کی رائے و تجویز سے اتفاق کیا۔ تو بادشاہ نے منجمین و مہندسین کو طلب کیا۔ اور اُن سے دریافت کیا کہ بیدر کے حصار کے قریب شہر و دار الامارۃ بنانا۔

جب تاثیرات نجوم درست ہے یا نہین؟ نظم

زاختر شناسان بپرسید شاہ	کہ گر سازم اینجا یکے جایگاہ
ازو فرو بخت نم بہ سامان بود	ویا کار با جنگ سازان بود
بگفتند یکسر بہ شاہ گزین	کہ خوب ست و فرخندہ انجام این

جب منجمین سے معلوم ہوا کہ قلعہ و دار الامارہ کا بنانا مبارک و مسعود ہے۔ پس حسب الحکم بنائین شہر نے قدیم حصار بیدر کے مقام مین دار الامارۃ و منازل و محلات شاہی کی بنا رکہی اور قلعہ و دار الامارۃ کی تعمیر و ترمیم مین مشغول ہوے۔ تہوڑی ہی مدت مین تیار ہوگئے۔ پہر امرا و ارکان دولت نے بہی بادشاہی عمارت کی اطراف مین منازل و مساکن بنا کئے۔ اور شہر کا نام احمد آباد بیدر رکہا۔ قلعہ چار سال کی مدت مین تیار ہوا۔ قلعہ کی عمارت نہایت ہی مستحکم و سنگین ہے۔ سیاہ پتہر و چونہ سے بنائی گئی ہے۔ قلعہ کا دور تخمیناً چار ہزار گز۔ اور بلندی حصار پندرہ پندرہ گز ہے۔ اور اُسکے اطراف مین تین خندقین بہی بنائی گئی ہین۔ اور قلعہ مین شاہی محلات قطار در قطار تہے۔ ایک خاص محل جسکا نام دار الامارۃ و تخت محل کے نام سے مشہور ہے۔ بادشاہ بہمنی نے یہہ محل اپنی نشست و دربار کیلئے بنایا تہا۔ شہر و عمارات کے تعمیر کے زمانہ مین شیخ آذری جو عالم و فاضل شاعر کامل بادشاہ کے ہمرکاب تہا۔ بادشاہ کی مدح مین اور عمارت کی تعریف مین قصائد و اشعار لکہے۔ جائزہ وافر پایا۔ جب ۸۳۵ھ ہجری مین دار الامارۃ تیار ہوگیا تب شیخ آذری اسفرائنی نے اُسکی تعریف مین یہہ رباعی کہی ؎

حبذا قصر مشید کہ ز فرط عظمت	آسمان سدہ از پایۂ این درگاہ است
آسمان ہم نتوان گفت کہ ترک ادب است	قصر سلطان جہان احمد بہمن شاہ است

اور ملا شرف الدین مازندرانی خوشنویس جو شاہ نعمت اللہ ولی ماہانی کا مرید تہا اور خوش نویسی مین
مشہور تہا۔ رباعی کو خط جلی مین لکہا اور سنگتراشان تلنگی کے ہات سے ایک پتہر کی تختی پر
کندہ کرا کے دروازہ پر لگا دئے۔ ایکروز اتفاقاً دروازہ پر بادشاہ کی نظر پڑی شاہزادہ سے پوچہا
کہ یہہ رباعی کس نے کہی شاہزادہ نے کہا شیخ آذری نے کہی بادشاہ بہت خوش ہوا۔ چونکہ شیخ
مدت سے اجازت چاہتا تہا کہ وطن مالوفہ مراجعت کرے لیکن بادشاہ اجازت نہین دیتا تہا
پس شاہزادہ نے موقع پاکے حسب تحریک شیخ عرض کیا کہ شیخ بمقتضائے حب الوطن من الایمان
وطن مالوفہ جانا چاہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اگر بادشاہ اجازت دے تو نصف ثواب حج اکبر جو مین نے
ادا کیا ہے پیشکش کرتا ہون۔ بادشاہ اس بات سے بہت ہی خوش ہوا۔ اور فرمایا کہ شیخ کو بلائین
اور خزانچی کو حکم دیا کہ چالیس ہزار تنکہ سفید کہ ہر ایک تنکہ مساوی ایک تولہ چاندی ہوتا ہے شیخ کیلئے
حاضر کرین شیخ حسب الطلب دربار مین آیا۔ اور زر عطیہ کو دیکہا۔ کہا لا یحمل عطایا کم
الا مطایا کم یعنے کوئی نہین اٹہا سکتا تمہارے عطیات کو مگر تمہارے اونٹ و مواشی
بادشاہ مسکرایا اور فرمایا کہ اور بیس ہزار تنکہ خرچ راہ و کرایہ کیلئے حاضر کرین۔ اور اسی مجلس مین
خلعت خاصہ و پنج غلام ہندی بہی عنایت کر کے مراجعت وطن کی اجازت دی۔ اور شیخ آذری
نے رخصت کیوقت اقرار و عہد کیا تہا۔ ما دام الحیات بہمن نامہ لکہنے مین کوتاہی نہین کرونگا
جب تک زندہ رہا بہمن نامہ لکہتا رہا۔ ہر سال دار الخلافہ بہیجتا تہا۔ خلاصہ کلام بہمن نامہ ہمایون شاہ
تک تالیف کیا۔ آخر سنہ ۹۶۶ ہجری مین آذری نے عالم فانی سے عالم بقا رحلت کی۔ اسکے
بعد ملا نظیری و ملا سامعی و دیگر شعرا نے تا خاتمہ سلطنت بہمنیہ کتاب کو ختم کیا۔ فی زمانا بہمن نامہ

نادرالوجود ہے۔ میرے پاس اُسکا انتخاب تہا۔ موسی ندی کی طغیانی مین میرے کتب خانہ کے ساتہہ غرق آب وندر سیلاب ہوگیا۔

شاہزادہ علاء الدین بن احمد شاہ کی شادی

مفرح القلوب کے مولف نے لکہا کہ احمد شاہ نے حاکم مالوہ کے جنگ سے فارغ ہونیکے بعد بلحاظ عاقبت اندیشی تدبیر کرنے لگا کہ حکام مالوہ سے اتحاد و موافقت ہو جائے۔ آیندہ کبہی لڑائی کی نوبت نہ آئے پس ارادہ کیا کہ اول نصیر خان فاروقی سے محبت و اتحاد کا سلسلہ قائم کرے۔ اور اُسکی لڑکی کو شاہزادہ علاء الدین سے خواستگاری کرے۔ پس عزیز خان نامی مقرب کو نصیر خان کے پاس بہیجا۔ اور شاہزادہ کیلیے اُسکی لڑکی کی خواستگاری کی۔ نصیر خان فاروقی ہمیشہ شاہان گجرات سے خائف رہتا تہا۔ اُسکو زیادہ خوف و اندیشہ اسبات کا تہا کہ ایسا نہو کہ خاندیس ہاتہہ سے چلا جائے۔ احمد شاہ کے رشتۂ قرابت کو نعمت عظمیٰ سمجہکر پیغام قبول کیا جشن شادی منعقد کر کے شاہانہ شان کے ساتہہ عروس کو احمد شاہ کے پاس بہیجدیا۔ احمد شاہ نے عروس کو بیرون شہر ایک باغ مین رکہا شہر کو آرائش و زیبائش سے سجایا۔ دو مہینہ تک شادی کے جشن ہوتے رہے۔ پہر عروس کو شہر مین لائے۔ اور شاہزادہ علاء الدین سے نکاح کر دیا

شاہزادہ علاء الدین کو ولیعہد اور دوسرے شاہزادون کو سرکاری عہدون پر مقرر کرنا

مفرح القلوب کے مولف نے لکہا کہ بادشاہ بمقتضائے ضعیفی کمزور ہوگیا تہا۔ ازروئے دور اندیشی و عاقبت بینی سے خیال کیا کہ میرا زمانہ آخر ہے۔ اس دار ناپائدار سے انتقال ضرور ہے۔ ایسا بندوبست کرنا چاہیئے کہ

میرے بعد شاہزادون مین خلاف و نفاق واقع نہو۔ اور تمام باہم اتفاق سے رہین تاکہ سلطنت کی عمارت قائم و دائم رہے۔ پس علاء الدین نے شاہزادہ بزرگ کو ولیعہد کیا۔ اور شاہزادہ محمد خان کو جو تمام شاہزادون سے کوچک تہا ولیعہد کے سپرد کیا۔ اور ولیعہد سے کہا ؏ سپردم بتو مایۂ خویش را ٭ تو دانی حساب کم و بیش را ٭ اور نصیحت کی کہ اس نورِ دیدہ کی تربیت و تعلیم عمدہ طرح سے کرنی چاہیئے۔ جب یہ تعلیم سے فارغ ہو جائے اور عالم شباب مین قدم رکہے تب اُسکو حسب لیاقت خدمت پر معین کرنا۔ اور شاہزادہ محمود خان کو رام گڈہ و ماہور و کلم علاقہ برار کی حکومت پر مامور فرمایا اور شاہزادہ داؤد خان کو تلنگانہ کی حکومت پر متعین کیا۔ اور سب سے موافقت اور ولیعہد قائم مقام بادشاہ کی طاعت کی قسمین لین۔ پس علاء الدین نے حسب النصیحت عمل کیا۔ لیکن شاہزادون نے پوری تعمیل نہین کی۔ علاء الدین رفیق القلب و رحم دل تہا صلۃ الرحم کا زیادہ لحاظ رکہتا تہا۔ اعزہ و اقارب و متعلقین خاندان بہمنیہ کے ساتہہ مدت العمر حسن سلوک کرتا رہا۔

فرشتہ نے لکہا کہ احمد شاہ نے ملک کو باہم شاہزادون پر تقسیم کیا۔ اور سب بہائیون کو سلطنت مین شریک فرمایا الخ فرشتہ یا کاتبین یا ناقلین سے سہواً غلطی واقع ہوئی۔ اس لیئے کہ احمد شاہ جاہل و لاعلم نہین تہا۔ اور یہ بات کو خوب جانتا تہا کہ مملکت شرعاً و عرفاً شاہزادون پر تقسیم نہین ہو سکتی ہے چنانچہ اس مسئلہ پر فیروز شاہ کے عہد مین تصفیہ ہو چکا ہے اور عرفاً خاص و عام بہی جانتے ہین کہ ؏ دہ درویش در گلیمے بخسپند ٭ و دو بادشاہ در اقلیمے نمی گنجند۔ باوجود علم و دانش کیونکر بادشاہ زادون کو شریک سلطنت کرتا۔ اور بادشاہ کی غرض و غایت یہ تہی کہ میرے بعد باہم تمام بہائیون مین اتفاق رہے تقسیم کی صورت مین بجائے اتفاق نفاق پیدا ہوتا اور ہر ایک مدعی سلطنت و وارث دولت بنتا

باہم کشت و خون کا بازار گرم ہو جاتا۔ واقع مین بادشاہ نے مملکت کی تقسیم نہین کی بلکہ شاہزادون کو
خدمات و عہدون پر مثل غیرون کے مقرر کیا۔ اور شاہزادون سے کہا اے نور چشمان من ابراد بزرگ
جو ولی عہد و بادشاہ کا قایم مقام ہے ہمیشہ اُسکی فرمان برداری مین رہو۔ تمام شاہزادون نے باپ کی
نصیحت تسلیم کی۔ لیکن آخر اُسکی تعمیل نہین کی۔ جیسا کہ علاء الدین کے ذکر مین بیان آئیگا۔

خلف حسن بصری کو دولت آباد کا سپہ سالار مقرر کر کے کوکن روانہ کرنا

۸۳۳ھ ہجری مین احمد شاہ نے خلف حسن بصری ملک التجار کو دولت آباد کا سپاہ سالار و دو ہزاری کر کے
وہان روانہ کیا۔ ملک التجار حسب الحکم اپنے مستقر حکومت کو پہنچ کے مہات ملک کے انتظام کو انجام
دینے لگا۔ ابھی وہان کے انتظام سے فارغ نہین ہوا تھا کہ پھر آخر سنہ مذکورہ مین اُسکو عظمت و شان
و شوکت و تجمل کیساتھہ کوکن جانیکے لئے حکم دیا اور ہدایت کی زمین کوکن کو جو دریائے عمان کے کنارے
واقع ہے۔ باغیون و مفسدون کے وجود سے پاک و صاف کرے۔ اور راجگانِ مفسدین کو جو سرکشی
و بغاوت پر آمادہ ہین نیست و نابود۔ خلف حسن بصری حسب الحکم کوکن گیا۔ اور وہان کے تمام سرکشون
کو حکمت عملی و ملاطفت و نرمی سے راہ راست پر لایا۔ اور باغیون کو مطیع و فرمانبردار بنایا۔ اور ملک مین
امن و امان قائم کر دیا۔ فتنہ و فساد کا نام و نشان باقی نہین رکہا۔ اور راجاؤن و زمینداروں سے
بیشمار نذرانے اور پیشکش وصول کر کے ہاتیون اور اونٹون پر زر سرخ و سفید کے بدرے لادکے درگاہ
بادشاہ مین بہیجدئے۔ سلطان احمد شاہ بہت خوش ہوا۔ اور خلف حسن بصری کو خلعت خاصہ
و کمر و شمشیر مرصع و دیگر تحائف و نفائس سے سرفراز فرمایا۔ اور علاوہ خلعت اُسکے ساتھہ ایسا
حسن سلوک کیا کہ اس سے قبل کسی ملازم کیساتھہ اس قسم کا سلوک نہین ہوا تہا۔ خلف حسن بصری

بادشاہ کی عنایت خاص سے نہایت ہی خوش و شکر گزار ہوا۔ بادشاہ کی نسبت اپنے اخلاص و اعتقاد کو درجۂ کمال پر پہونچایا۔ اور زیادتی اخلاص و اعتقاد کے اظہار کیلئے فی الفور جزیرۂ مہائم کو جو شاہان گجرات کے تصرف و قبضہ مین تہا مسخر کیا۔

احمد شاہ گجراتی کے بیٹے ظفر خان کی چڑہائی استرداد مہائم کیلئے

محمود شاہی کے مولف نے لکہا کہ جب احمد شاہ والی گجرات کو معلوم ہوا کہ خلف حسن بصری سپاہ سالار بہمنی نے مہائم پر قبضہ کرکے اپنا تہانہ قائم کردیا۔ فوراً اپنے بیٹے خورد ظفر خان کو مع افتخار الملک مہائم کے استرداد کیلئے بہیجا۔ گجراتی کی جمعیت زائد تہی۔ اور مخلص الملک بندر دیو اکے کوتوال کو بہی مدد و کمک کے لئے لکہا۔ چنانچہ مخلص مع جہازات سترہ عدد دریا اور ظفر خان خشکی کیطرف سے تہانہ روانہ ہوے۔ اسوقت تہانہ اہل دکن کے قبضہ مین تہا۔ افتخار الملک نے آکر محاصرہ کیا اور جہازون نے رسد روک دی اولاً حاکم تہانہ نے خوب مقابلہ کیا۔ آخر فرار ہوکے مہائم چلا آیا ملک افتخار مہائم مین تہا اسنے ساحل کیطرف کانٹے لگادئے تہے۔ تاکہ کوئی آنے نہ پائے جب شاہزادہ ظفر خان مہائم مین آیا تب طرفین مین سخت معرکہ ہوا۔ دکنی مغلوب اور گجراتی غالب دکنی مہائم چہوڑکر بہاگ گئے۔ احمد شاہ کو مدد کیلئے لکہا۔ احمد شاہ نے شاہزادہ محمد خان اور خواجہ جہان وزیر کو مع دس ہزار فوج جرار کمک کے لئے بہیجا۔ شاہزادہ کے پہنچتے ہی خلف حسن بصری محاصرہ سے برآمد ہوکے شاہزادہ سے ملا مشورہ کے بعد دکنی تہانہ چہوڑکے چلدئے۔ ظفر خان بہی وہان پہنچا۔ تہوڑی دیر باہم لڑائی ہوئی۔ طرفین سے دو ہزار آدمی قتل ہوئے۔ خلف حسن بصری کا بہائی حسین بن حسن جو سردار دلیر تہا گجراتیون کے ہاتہہ مین گرفتار ہوگیا۔ دکنی دوسرا راہ بہی

مارڈالے گئے۔ اس جنگ مین بہمنیون کو شکست فاحش ہوئی۔ اموال و اسباب بے حساب اور گھوڑے وہاتی بہی گجراتیون کے تصرّف مین آئے۔ ملک التجار چاکنہ مین اور محمد خان دولت آباد مین آئے۔ ظفر خان نے مہائم مین آکے اپنا انتظام کیا جو دکنی دریا مین بہاگ گئے تہے اُنکو گرفتار کرکے بہت سا مال غنیمت باپکے پاس بہیجدیا۔ احمد شاہ بہمنی شکست کی خبر سنکے غضبناک ہوا۔ اور تمام لشکر فراہم کرکے گجرات روانہ ہوا۔ بگلانہ مین پہنچ کے وہان کے تمام علاقے خوب لوٹے۔ راجہ قلعہ مین محصور ہوگیا۔ شاہزادہ محمد خان گجراتی نے سرحد گجرات سے باپ کو لکہا وہ فوراً ندربار مین آیا مگر یہ خبر سنکے کہ بہمنی ہیتول کے قلعہ کا محاصرہ چہوڑکے چلا گیا۔ احمد آباد لوٹا۔ لیکن رستہ مین سُنا کہ محاصرہ کئے ہوے ہے اور ملک سعادت حاکم محصور ہے۔ اسلئے پہر واپس آیا۔ اور بہمنی کو کہلا بہیجا کہ اگر آپ محاصرہ سے دست بردار ہوجانگے تو آپکی اور ہماری دوستی مین فرق نہین آئیگا۔ احمد شاہ بہمنی نے امراسے مشورہ کیا۔ اہل دکن نے جنگ کی ترغیب دی اور قلعہ کی کشائش مین جلدی کی۔ قلعہ مفتوح نہین ہوا۔ بیشمار آدمی مقتول ہوگئے۔ دونون بادشاہون کی فوجین ایک دوسرے کے مقابلہ مین مستعد کہڑی تہین۔ کوئی لڑنے مین سبقت نہین کرتا تہا۔ آخر طرفین سے علما و فضلا آئے اور نصیحت و وعظ سے طرفین کا غصّہ دور کیا اور باہم یہہ امر قرار پایا کہ قدیم سے جو کچہہ پرگنات تصرف مین ہین ہر ایک اُسی پر قانع رہے کوئی دوسرے کے ملک پر قبضہ نکرے پس علما کی نصیحت احمد شاہ کے دلپر موثّر ہوئی۔ اور سمجہا کہ طرفین سے اہل اسلام قتل ہوتے ہین کامیابی و ناکامیابی بخت و اتفاق و تقدیر کے متعلق ہے پس ایسی حالت مین کوچ کرکے چلے جانا بہتر ہے۔ فوراً رات کو وہان سے کوچ کرکے دار السلطنت چلا آیا۔ مراجعت و ناکامیابی کا سبب

علما کی نصیحت تہی نہ احمد شاہ کی ضعیفی نہ دکن کے امرا کی سستی نہ دکہنیون اورغربا کا حسد و فوج کی بیدلی۔ جیسا کہ سلسلہ آصفیہ کے مولف نے لکہا۔ دکنیون اورغربا پر حسد کی تخصیص خلاف تحقیق ہے۔حسد تو تمام اہل سلام مین جزو لازم ہے۔ اہل سلام کی کوئی سلطنت ایسی نہین ہوئی کہ وہان ارکین سلطنت مین باہم حسد نہو۔ ہان تباہی بربادی کے اسباب سے باہمی حسد بہی ایک سبب ہے صرف اسلام مین تہوڑی مدت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حسد و بغض باہم شایع نہین ہوا تہا۔ وہی زمانہ اسلام کی ترقی وعروج کا تہا۔ جو کچہہ ترقی ہوئی پہر آگے بڑہنے نہ پائی اگر مسلمانون کی اتفاقی حالت و پابندی مذہب و ملت درست ہوتی تو تمام عالم دائرہ اسلام مین داخل ہو جاتا۔

احمد شاہ بہمنی کا بادشاہ گجراتی سے مصالحہ کرنا

فرشتہ نے تاریخ الفی سے نقل کیا کہ احمد شاہ بہمنی جزیرہ مہائم کی شکست سے نہایت رنجیدہ تہا اور فکر کرتا تہا کہ گجراتیون سے تلافی مافات کرنا چاہیے۔ آخر جب ۸۳۵ہجری مین سنا کہ محمود خان گجراتی ولد حاکم گجرات ندربار مین قیام پذیر ہے۔ اب بات کو غنیمت جانکے اسپر فوج کشی کی اور احمد شاہ گجراتی بہی فوج کشی کی خبر سنکے فی الفور آیا۔ بہمنی نے سنا کہ گجراتی آتا ہے فی الفور وہان سے چار منزل کے فاصلہ پر مراجعت کی۔ اور گجراتی بہی واپس ہوئے۔ ورود تاپتی کے کنارہ پر فرو کش ہوئے۔ جاسوسون نے خبر دی کہ دکنیون نے مراجعت کرکے قلعہ بیتول پر محاصرہ کر لیا ہے پہر گجراتی قلعہ بیتول کی طرف متوجہ ہوا۔ دونون لشکر باہم ایک دوسرے کے مقابلہ کیلئے مستعد ہوے۔ صبح سے شام تک دار و گیر کا ہنگامہ گرم رہا۔ طرفین صلح کے جویا تہے۔ آخر بغیر صلح انکو

ہر ایک نے اپنے اپنے مستقر کو مراجعت کی۔

احمد شاہ کا ہمشیر زادہ شیر خان کو قصاصاً قتل کرنا فرشتہ نے لکھا

احمد شاہ بہمنی نے ۸۳۰ ہجری مین اپنے ہمشیرہ زادہ شیر خان کو اس خیال سے قتل کیا کہ میرے فرزندونکا مخالف ہوگا اور اُنکی سلطنت مین خلل اندازی کریگا الخ اور مفرح القلوب کے مولف نے لکھا کہ احمد شاہ منصف مزاج تہا۔ انصاف مین کسی کی طرفداری نہین کرتا تہا۔ خواہ عزیز ہو یا غیر عزیز شیر خان کو قصاصاً معاملۂ خون مین قتل کیا۔ مورخین محققین کے نزدیک مفرح القلوب کا قول احمد شاہ فرشتہ سیرت کی انصاف پسندی پر دلالت کرتا ہے یہی قول لائق اعتبار و صحیح معلوم ہوتا ہے۔ فرشتہ کا قول خلاف واقع ہے اسلئے کہ احمد شاہ کی انصاف پسندی کب اسبات کو پسند کریگی کہ اپنی ذاتی غرض و اولاد کیلئے ناحق و ناروا ایسے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو جائے۔ جو بزرگ دانشمند ہوںگے مفرح کے قول کی تصدیق کرین گے۔ فرشتہ کے قول کو سہو و خطا پر محمول فرمائینگے۔

ہوشنگ شاہ مالوی کا حملہ اور بہمنی و مالوی مین باہم صلح کرنا

سنہ مذکورہ مین ہوشنگ شاہ مالوی نے سُنا کہ احمد شاہ نے گجراتیون کے مقابلے مین شکست پائی ہے اس لئے فرصت پاکے قلعہ کہرلہ پر حملہ کیا۔ نرسنگہ حاکم کہرلہ بہی مقابلہ کے لئے برآمد ہوا۔ اول ہی معرکہ مین نرسنگہ مقتول ہوگیا نرسنگہ کے قتل ہوتے ہی اُسکی فوج درہم برہم ہوگئی اور قلعہ کہرلہ ہوشنگ کے قبضہ مین آگیا۔ احمد شاہ بہمنی بہی مالوی کے حملہ کی خبر سنکے اپنے خراجگزار کی اعانت و مدد کیلئے آیا۔ مستعد تہا کہ ہوشنگ کو کہرلہ سے خارج کرے۔ لیکن نصیر خان والی برہان پور نے باہم دونو بادشاہون مین صلح کرادی اور دونون کو خونریزی سے بچایا۔ دیکہو اسلام کی راستبازی

بقولہ فرشتہ ۱۲

وہمدردی کہ نرسنگہ کی حفاظت ومساعدت کیلئے احمد شاہ کا ہوشنگ شاہ مالوی اہل اسلام پر حملہ کرنا۔ اہل اسلام کی راستبازی ہمدردی کی پوری تصدیق کرتا ہے۔ دیکھو سلاطین اسلام اپنے عہد وپیمان وقول وقرار مین کیسے راستباز ہوتے تھے۔ راستی کے میدان مین ایسے ثابت قدم ہتے تھے کہ کبھی لغزش وجنبش نہین کرتے تھے اگرچہ علما وفضلا نے ابتدا مین بادشاہ کو نرسنگہ کی اعانت سے ممانعت کی لیکن بادشاہ نے کسی کی نہین سنی۔ ہان اسقدر علما کے قول کو سنا کہ ہوشنگ کو سمجہائے کہ ہمارے خراج گزار کو نستائین۔ اور ہم باہم صلح کرکے اپنے اپنے مستقر کو واپس چلے جائین نرسنگہ کی زندگی تک باہم صلح نہین ہوئی تہی۔ نرسنگہ کے قتل کے بعد نصیر خان والی برہانپور نے باہم دونون بادشاہون مین صلح کرادی اور دونون کو خونریزی سے بچالیا۔ مصالحہ اسطرح قرار پایا کہ کہرلہ ہوشنگ کے تصرف مین اور برار احمد شاہ کے قبضہ مین رہے۔ باہم عہد وپیمان ہوئے پہر ہر ایک نے اپنے اپنے مستقر حکومت کو مراجعت کی اس معاہدہ کے بعد بادشاہ تلنگانہ گیا۔ اور وہان کے زمینداروں کو جنہون نے داؤد خان سے سرکشی کی تہی قتل کیا۔ پہر وہان سے مع الخیر والعافیہ بیدر مراجعت کی۔ اطمینان سے بسر کرنے لگا۔ راتدن آسائش خلق ونفع عام کی فکر مین رہتا تہا۔ رعایائے دکن بادشاہ کے عدل وانصاف سے خوش حال تہی کوئی سرکش سرکشی نہین کرسکتا تہا۔

بادشاہ کی قدردانی نسبت علما وغربا

احمد شاہ بہی فیروز شاہ کی طرح علم وفضل کے زیور سے آراستہ تہا۔ صوفی مشرب علم دوست ہمیشہ صاحبان علم وصاحبدلان کامل کا جویا رہتا تہا۔ علما وفقرا وسادات کی نہایت ہی

قدر کرتا تہا انعام و اکرام سے سرفراز فرماتا تہا۔ جب بادشاہ کی قدردانی کی شہرت ممالک عالم مین عالمگیر ہوئی تب عرب و عجم سندہ و ہند سے علما و فضلا حسن آباد گلبرگہ و احمد آباد و بیدر مین آ ہے بادشاہ کے احسان و فضل سے کامیاب ہوئے۔ اکثر نے بادشاہ کے کثرت احسان کو دیکہہ کے وطن اصلی سے غربت اختیار کی اور گلبرگہ و بیدر کو اپنا اصلی وطن قرار دیا اور بعض مدت تک رہکے وطن بالوفہ کامیابی کے ساتہہ گئے۔ مثلاً محمد بن ابو بکر المخزومی الدامینی جو ادیب کامل و عالم فاضل تہا اولاً عرب سے گجرات ہند مین آیا۔ وہان چند مہینے قیام پذیر رہا۔ علم ادب مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ علمائے گجرات سے علوم و فنون مین بحث و تکرار کرتا رہا۔ گجراتی دامینی کے مقابلہ مین عاجز ہوتے تہے آخر یہہ نوبت ہوئی کہ علما اُس سے مستفید ہوئے۔ اسیطرح اُسکی خدمت مین طلبا جوق جوق حاضر ہوتے تہے۔ نحو و ادب و عروض اُس سے حاصل کرتے تہے۔ دامینی نے گجرات مین احمد شاہ بہمنی کی تعریف سُنی آستان بوسی کا عزم کیا۔ گجرات سے روانہ ہوکے دارالسلطنت حسن آباد گلبرگہ مین پہنچا۔ احمد شاہ بہمنی سے ملا۔ بادشاہ نے اُسکے ساتہہ حسن سلوک کیا۔ کتاب وافی جو نحو کی کتابون مین ایک متن متین ہے اُسکی شرح لکہی۔ اور اسکا نام منہل الصافی شرح وافی رکہا۔ اور شرح کو بہمنی کے نام سے معنون کیا۔ شرح کے دیباچہ مین حمد و ثنا کے بعد احمد شاہ کی تعریف واقعی لکہی ہے۔ کتاب مذکور کتبخانہ آصفیہ مین موجود ہے جسے دیکہنا منظور ہو وہان دیکہلے۔ اسیطرح آذری شاعر بہی عجم سے ہند مین آیا۔ احمد شاہ بہمنی کی خدمت مین پہنچکے متعدد قصائد لکہہ کے پیش کئے۔ انعام زیادہ پایا۔ بادشاہ کی ملازمت مین سکونت پذیر ہوا۔ بادشاہ نے اسکو ملک الشعرائی کا خطاب عطا فرمایا۔ مدت تک بادشاہ کی ملازمت مین رہا۔ حسب الحکم

سلطان احمد شاہ بہمنی بہمن نامہ شروع کیا۔ جب سلطان کی داستان تک پہنچا تب کتاب کو ملاحظہ مین گزرانا۔ وطن جانے کی رخصت طلب کی بادشاہ نے کہا اے آذری! مجکو حضرت سید محمد گیسودراز کے فوت ہونے سے سخت رنج و غم کا صدمہ ہورہا ہے۔ لیکن آپکا وصال غم و رنج کا دافع ہے۔ سفر نہ جائے نہین تو مین آپکے فراق مین بہی مبتلا ہونگا۔ شیخ نے بادشاہ کی اسقدر توجہ و التفات دیکہہ کے ارادہ فسخ کیا۔ اور اپنے دل مین ٹہان لیا کہ ہند مین سکونت پذیر ہونا چاہیئے اور وطن مالوفہ سے اپنے عیال و اطفال کو طلب کرنا۔ اتفاقًا انہین ایام مین دارالامارہ کا قصر تیار ہوگیا۔ اسکی تعریف مین دو بیتین لکہی جیسا کہ قصر کے ذکر مین لکہا گیا بادشاہ بیتون کے دیکہنے سے خوش ہوا۔ شاہزادہ نے موقع دیکہہ کے بادشاہ کی خدمت مین عرضداشت کی۔ اُسکی سفارش سے وطن جانیکی اجازت ملی پس آذری ایران روانہ ہوا۔ تا بزندگی بہمن نامہ کو لکہتا رہا۔ اور یہان بہیجتا رہا۔ ہمایون شاہ کے زمانہ تک لکہا کہ یکایک ۸۶۶ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اُسکے بعد ملا نظیری و ملا سامعی وغیرہ نے تا انقراض سلطنت بہمنیہ منظوم کیا۔ فی زماننا بہمن نامہ نادرالوجود ہے میرے پاس اسکا حصہ ناقص و ناتمام تہا۔ افسوس وہ بہی موسی ندی کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوگیا۔ فرشتہ و ماثر رحیمی مین اُس کے چیدہ چیدہ اشعار ملتے ہین۔ اور بہی کثر علما اُسکے عہد مین شہر بیدر مین جمع ہوگئے تہے۔ علما کی وجہ سے بیدر دارالعلوم ہوگیا تہا۔ درر کامنہ کے مولف نے لکہا کہ محمد بن ابی ابکر المخزومی الدمامینی ہند مین فوت ہوا اور سید علی المدنی نے سلوۃ الغریب و اسوۃ اللبیب مین لکہا کہ ۸۳۱ھ ہجری مین شہر گلبرگہ مین فوت ہوا۔ اور بہمنیہ کے مقبرہ مین سلاطین بہمنیہ کے گنبدون کے قریب دفن کیا گیا

بیچارہ غریب غربت کی سختی و مسافرت کی مصیبت کہینچتا ہوا عرب سے ہند مین آیا چند مدت گجرات مین رہا اُسکو ایسی کامیابی نہین ہوئی کہ وطن مالوفہ مراجعت کرے بامید کامیابی گلبرگہ مین آیا احمد شاہ کی ملازمت مین باریاب ہوا۔ احمد شاہ نے اُسکی بڑی قدر کی انعام و صلہ سے سرفراز فرمایا منتظر تہا کہ بادشاہ سے رخصت لیکر وطن مالوفہ کو کوچ کرے یکایک ملک الموت نے موت کا نقارہ بجایا۔ یاس و حسرت کیساتہہ عالم غربت مین اُس دارِ ناپائدار سے عالم بقا روانہ ہوا۔ مولانا محمد کازرونی و ملا احمد قزوینی و میر ابو القاسم جرجانی و مولانا عبد الغنی مانڈوی۔ و مولانا نجم الدین و مولانا لطف اللہ سبزواری۔ و مولانا محمد تقی الدین۔ و مولانا غیاث الدین انجو وغیرہم بادشاہ کے عہد مین تہے۔ اُنہین سے بعض علما نے دولتین یعنی فیروز شاہی و احمد شاہی زمانہ مین ناموری پائی مدة العمر جاہ و جلال سے رہے دکن کو اپنا وطن بنا لیا۔ اور وطن اصلی کو غربت قرار دیا یہان ایسے جمے کہ مر کر اُٹہے۔ اور اُنکی آل و اولاد دکنی لقب سے ملقب ہوئے بہہ دکنی معزز شمار کیجاتے تہے

سلاطین اسلام کی ترقی و تنزل کا ذکر

فیروز شاہ بہمنی ہمیشہ علما و حکما و شعرا کے ساتہہ مجالست کرتا تہا۔ اور مذاکرہ مین مسائل علمیہ مین بحث و تکرار رہوتی تہی۔ ہر ایک مسئلہ کی تحقیق ہوا کرتی تہی۔ چنانچہ ایک جلسہ مین فیروز شاہ و احمد شاہ بہمنی نے علمائے افاضل حاضرین جلسہ سے استفسار کیا کہ سلاطین اسلام کی ترقی و تنزل کے کیا اسباب تہے بیان کیجئے۔ مجمع علما سے ملا احمد قزوینی جو فاضل متبحر تہا زوال کے اسباب مندرجہ ذیل بیان کئے۔

اے بادشاہ! ابتدائے اسلام مین حکومت کی بنا قوم کے معززین کی رائے و شورے پر قائم ہوئی

اور بادشاہ خادم و رعیت مخدوم بموجب ارشاد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید القوم خادمہم قرار داد ہوا۔ خلافت کے زمانہ تک اس شوری پر عمل ہوتا رہا کسی ایک فرد مسلم نے اس قرارداد سے انکار نہین کیا۔ خلافت منقرض ہونیکے بعد جب سلطنت و امارت کا زمانہ شروع ہوا۔ تو اسوقت سے شوری کی عمارت منہدم ہوگئی۔ اور بادشاہ مخدوم و رعیت خادم قرارداد ہوا۔ اور شخصی سلطنت کی بنا قائم ہوئی۔ اس شخصی سلطنت کے بانی و موجد امیر معاویہ رض ہوئے۔ انہین حضرت نے اپنے فرزند یزید کو ولیعہد کیا۔ اسلام مین یزید ہی پہلا شخص ہے جو ولی عہد ہوا۔ اور امیر معاویہ پہلے ہی امیر مین جو ولیعہدی کے موجد ہوئے۔ بعد مین جو سلاطین ہوئے اور مسند سلطنت پر جلوس فرمائے انہون نے اسی طریقہ کو اختیار کیا۔ پس اسی شخصی سلطنت نے مسلمانون کو برباد و تباہ کیا۔ اور مسلمانون کے عروج کو تھوڑی ہی مدت مین نشیب پستی کو پہچا دیا۔ اور ترقی نمایان کو روکدیا اور انکے اقبال روز افزون کو ادبار سے مبدل کیا۔ اسلامی سلطنت و حکومت کے زوال کا یہی پہلا سبب ہے۔

دوسرا ۲ مسلمانون کے زوال کا سبب سلطنت مین طوائف الملوک کا قائم ہونا ہے اس خانہ خراب نے اکثر سلاطین کے خاندان خراب کئے۔ اور باہم قتل و خونریزی کا بازار گرم کیا۔ بیشمار اہل اسلام اسی فتنہ پر آشوب مین ملک ہستی سے عالم نیستی مین پہنچے۔ اسی کی بدولت سلطنت تو بہی ضعیف و کمزور ہوگئی۔ آخر منقرض ہوگئی۔

تیسرا ۳ مسلمانون کے زوال کا سبب سلاطین کا عیش و عشرت مین مصروف ہونا ہے۔ سلاطین راتدن لہو و لعب و عیش و طرب مین مست و مدہوش رہتے تھے۔ ملک رعایا کے حال سے بیخبر۔ وزرا و کار پردازان سلطنت مختار کل ہوتے تھے۔ جو چاہتے تھے تو بی باکانہ کرتے تھے۔ گویا واقع مین

وزرا مالک و بادشاہ سمجھے جاتے تھے۔ بادشاہ برائے نام ان کے ہاتھ مین کاٹ کے تپلے کی طرح رہتا تھا

چوتھا سبب مسلمانون کے زوال کا سبب آپس کی خانہ جنگی نے ملک و دولت کو خاک مین ملایا۔ تاجدار کو بے تاج کیا۔ اور اسی فریقین کی خانہ جنگی کی بدولت بیچارہ رعایا بھی برباد ہوتی تھی اور جاہ و حشمت سے درجۂ ذلت و خواری کو پہنچتی تھی۔ اور اسی خانہ برانداز کے سبب سے اکثر اہل وطن وطن سے بیوطن ہوئے۔

پانچوان سبب کارپردازون کی باہمی مخالفت اس مخالفت نے اکثر سلطنتون کو ایسا نیست و نابود کیا کہ پھر دوبارہ قائم نہ ہونے پائین۔ اس لئے کہ سلطنت کے کارپرداز دو فریق باہم مخالف ہو جاتے ہین ایک فریق جو کام کرتا ہے دوسرا فریق اُسکے خلاف کرتا ہے۔ یہہ خلاف مہمات سلطنت کو درہم برہم کر دیتا ہے۔ تمام مہمات بیکار رہتے ہین ظلم و تعدی کا بازار گرم ہوتا ہے۔ تہوڑی ہی مدت مین سلطنت منقرض ہو جاتی ہے۔ سلطنت مین کوئی خلل و نقصان مثل نفاق کارپردازان نہین ہے۔

چھٹا سبب زوال سلاطین کی خودغرضی و خودپسندی۔ اس خودغرضی نے ملک و ملت کو نقصان عظیم پہنچایا۔ دونون کو کمزور کر دیا کسی مین رونق نہین رہی۔ اکثر شاہان خودغرض بے اندیشہ جو چاہتے تھے تو کرتے تھے۔ قانون و غیر قانون مین تمیز نہین کرتے تھے۔ جسے چاہا مار ڈالا جسے چاہا سرفراز کیا۔ مقتول کے بےگناہ و خطا کا اندیشہ۔ و نہ سرفراز شدہ کی لیاقت و عدم لیاقت کا پیمانہ تھا۔ بادشاہ کی ان حرکات سے ملازمین و غیر ملازمین بیدل ہو جاتے ہین خاص و عام کی بیدلی کا یہہ اثر ہوتا ہے کہ سلطنت منقرض ہو جاتی ہے۔

ساتوان سبب زوال تعصب مذہب ہے۔ تعصب نے اکثر سلطنتون کے تازہ و خندان باغات کو

جو آبادی و سیرابی کے گلون و شگوفون سے خندان و تازہ تھے۔ خراب و برباد کر دیا۔ جہان سرو گل کا نشیمن تہا وہان زاغ و زغن کا مسکن بنا دیا۔ ہمارے اسلام مین تعصب نہین ہے اسلام کے طریق مین افراط ہے نہ تفریط بلکہ ہر چیز مین توسیط ہے۔ بمصداق قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیر الامور اوسطہا۔

آٹہوان سبب زوال سلاطین کا اسلام کے اصول پر قائم نہ رہنا ہے۔ اور اسلامی شعار کے پابند نہونا ہے۔ علمائے دانشمند کے نزدیک یہی اعظم الاسباب ہے۔ اسی نے مسلمانون کو دارین یعنی دین و دنیا سے برباد کیا۔ ادہر کا رکہا نہ ادہر کا۔ نہ ہم دین کے ہوئے نہ دنیا کے ہوے۔ خسر الدنیا والاخرہ رہے۔

نوان ۹ سبب زوال سلاطین کا اعلی خدمات پر جہلا کو مقرر کرنا ہے۔ یہہ بہی اعظم الاسباب سے کم نہین ہے کیونکہ جہلا کی وجہ سے رعایا پر قسم قسم کے ظلم و ستم ہوتے ہین رعایا واویلا و واحسرتا چلاتے ہین کوئی نہین سنتا بیچارے مصیبت زدہ لاچار ہوکے جلاوطن ہونا پسند کرتے ہین اور وطن پر غربت کو ترجیح دیتے ہین۔ غربت کی کربت کو وطن کی راحت پر اختیار کرتے ہین ملک خراب و ویران ہو جاتا ہے۔ اور سلطنت کی عمارت متزلزل ہو جاتی ہے۔ زمین زراعت افتادہ و بنجر ہو جاتی ہے۔ محاصل کی آمدنی کم ہوتی ہے۔ شاہی خزانے خالی ہو جاتے ہین رفتہ رفتہ سلطنت ہاتہہ سے چلی جاتی ہے۔

دسوان سبب زوال سلطنت کا موروثی ہونا ہے۔ میراث کیوجہ سے اکثر شیر خوار بچے تخت نشین کئے جاتے ہین۔ عہدے دار صاحب اختیار و اقتدار ہوتے ہین بادشاہ برائے نام ہوتا ہے

کارپردازون کے ہاتھہ مین گویا شطرنج کا مہرہ ہے۔ اُن کے ہاتھون مین بے بس ہوتا ہے اور تمام عہدے دار باہم مخالف ہوتے ہین ایک دوسرے کے حکم کی تعمیل نہین کرتا ہے۔ ہر ایک حکومت کا مدعی بنتا ہے انا ولاغیری کا دم مارتا ہے۔ ہر ایک مختارانہ کام کرتا ہے کوئی قانون شاہی و شرع محمدی کا پابند نہین ہوتا ہے انہین باہمی خلاف و عدم تعمیل حکم سے کسی کی نظر مین حکومت کی شان و عظمت باقی نہین رہتی۔ اور حکومت گویا متعدد اجزا پر منقسم ہو جاتی ہے انقسام سے سلطنت و حکومت کی طاقت اصلی باقی نہین رہتی۔ آہستہ آہستہ سلطنت جاتی رہتی ہے۔ شیر خوار بچہ بادشاہ برائے نام ہوتا تہا۔ مہرہ شطرنج کی طرح دست بدست گردان رہتا ہے۔ آخر کوئی نمک حرام موقع پاکے اُس کے نقش وجود کو ہستی کے صفحہ سے مٹا دیتا ہے اور خود بادشاہ بنجاتا ہے۔ اس قسم کے نظائر تواریخ مین بیشمار ہین طوالت کی وجہ سے قلم انداز کئے گئے۔

گیارہوان سبب زوال سلاطین کا اسلامی ہمدردی رعایا کی تالیف قلوبی کو ترک کرنا ہے رعایا کے ساتہہ قساوت قلبی سے ظلم برپا کرنے لگے۔ اور زمیندارون سے مال واجب یعنے محاصل زمین کی تحصیل مین سختی کرنے لگے۔ اُن کے مال و مواشی کو چہیننے لگے۔ اور رعایا کی حالت واجب الرحم ہونی تہی۔ لیکن کوئی رحم نہین کرتا تہا۔ آخر رعایا خاندان و خانمان سے دست بردار ہوکے دور دراز کے ملک جابستے تہے۔ ملک خراب و ویران ہو جاتا تہا کمی رعایا و قلت زراعت سے سلطنت کمزور و ضعیف ہوکے ہاتہہ سے جاتی رہتی تہی۔ بادشاہ کے فرائض سے ہے کہ رعایا و زمیندارون کے ساتہہ ہمدردی کا شیوہ جاری رکہے۔ تاکہ ہمدردی و رعایت کی برکت سے

سلطنت قائم و دائم رہے۔

بارہوان (۱۲) سبب زوال یہہ ہے کہ اکثر اشخاص غیر مذاہب نفاقاً اسلام کے دائرہ مین آئے ظاہراً اسلام کے پیرو بنے مگر باطناً اسلام کے مخالف و دشمن تھے۔ اسلام کی عمارت منہدم کرنا چاہتے تھے موقع پاکے اسلام مین فتنہ و فساد برپا کرتے تھے۔ مسائل شرعیہ مین اختلاف پیدا کر دیتے تھے اکثر روایات و احادیث موضوعات پیش کر کے عوام مین فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا دیتے تھے عوام الناس اہل اسلام ان کے اقوال و افعال کے مقلد بنکے متفرق ہو جاتے تھے تا ہم ایک دوسرے سے جنگ و جدال کرنے لگا۔ اس باہمی فساد و جنگ کا نتیجہ ہوا کہ اسلام کی قوت مجموعہ کمزور ہو گئی۔ اور شخص اسلام کے اعضا مضمحل و سست ہو گئے۔ رفتہ رفتہ اس نا اتفاقی کا اثر ملک و ملت پر موثر ہوا دونون اس فتنہ کی وجہ سے تباہ و برباد ہوئے۔ بعض مورخین نے لکھا کہ نفاق شقاق زوال سلطنت کے اعظم الاسباب سے ہے۔ رعایا کی تالیف و ہمدردی منجملہ اسباب ترقی ہے اختیار کرنا چاہئے۔

تیرہوان (۱۳) سبب زوال یہہ ہے کہ سلاطین اسلام نے کثرت سے عیاشی شروع کی ایک ایک بادشاہ ہزار ہزار بیگمات بلکہ زائد صرف مین رکھنے لگا۔ راتدن محلات و اہل حرم کے اہتمام و انتظام مین مبتلا ہوا۔ ملک و اہل ملک سے بیخبر شب و روز شراب عیش کی نشہ مین مست لا یعقل مثل مضغہ لا یعمل بنتا تھا۔ وزرائے خود غرض بندۂ حرص و ہوا حکمرانی کرتے تھے۔ جو چاہتے تھے کئے جاتے تھے۔ عدل و ظلم مین تمیز نہین کرتے تھے۔ رعایا ظلم کے شکنجہ مین پھنسی ہوی رہتی تھی۔ اور آہ اور فریاد و چلاتی تھی۔ تنگ ہو کے کہتی تھی خدایا عادل دادگر بھیج ہمکو ظالم کے پنجہ سے بچالے۔ آخر کوئی عادل غالب آتا۔ اور حکومت پر قابض ہوتا رعایا آرام سے بسر کرلیتی۔

پھر دوسرا بھی اسی سلسلہ یعنی شخصی سلطنت کا مرید و خلیفہ ہوتا وہ بھی چند روز بعد عیاشوں کا نشین ہوجاتا پس مصداق ہوں آتش در کاسۂ رعایا کے حق میں ظلم و ستم شروع ہو جاتا ہے۔ بادشاہوں کا عیاشی میں مبتلا ہونا زوال سلطنت کا قوی باعث۔ سلاطین کو کثرت عیاشی سے پرہیز کرنا چاہیئے آخر ملا احمد قزوینی نے کہا اے بادشاہ جب تک سلطنت کے اصول جمہوری نہ ہوں گے کبھی سلطنت قائم نہیں رہیگی۔ سلطنت کے استحکام و قیام کیلئے متعدد آرا کے موافق اصول و قوانین کا ہونا ضروری امر ہے بغیر اصول و آرا سلطنت کا چلنا دشوار ہے اگر چلی بھی تو شبے ماند شبے دیگر نمی ماند اعتبار کے لائق نہیں۔

وفادار کتّے کا واقعہ

فرشتہ نے لکھا کہ احمد شاہ بہمنی کے زمانہ میں شہر بیدر میں ایک شخص کے پاس ایک کتّا شکاری پلا ہوا سدھا ہوا تھا۔ وفاداری و حق شناسی میں مشہور تھا۔ اتفاقاً شخص مذکور کو ایک ضرورت ایسی پیش آئی کہ وہ زر نقد کا جویا ہوا۔ بلحاظ ضرورت اپنے پیارے کتّے کو کسی دوست کے پاس رہن رکھ کے اپنا مقصود حاصل کیا۔ مرتہن کتّے کو ہمراہ لیکر قصبۂ گنجوتی کیطرف روانہ ہوا۔ لیکن راستہ میں یکایک مرتہن کا مخالف دشمن پیش آیا۔ قابو پاکے تلوار کھینچ کے چند زخم اُسپر لگائے۔ زخمی زخموں کے صدمہ سے بیہوش ہو کے زمین پر گر پڑا۔ ضارب سمجھا کہ اُسکا کام تمام ہوگیا۔ خوشی کرتے ہوئے روانہ ہوا کتّا اس واقعہ سے واقف ہو کے اُسکے تعاقب میں دوڑا۔ اور اُسکے پاس پہنچکے اُسپر حملہ کرنے لگا۔ مخالف بھی تلوار سے اُسکی مدافعت کرنے لگا۔ دیر تک باہم سگ و آدم میں زد و کوب کا ہنگامہ گرم رہا۔ آخر کتّے نے اُسکو پنجوں اور دانتوں سے مار ڈالا۔ پھر وہاں سے مرتہن کے پاس آیا۔ اور اُسکو جاں بلب پایا

اُسکے پائون پر سر رکہہ کے ملنے لگا۔ تہوڑی دیر کے بعد مرتہن کو افاقہ ہوا۔ دیکہا کہ کتّے نے
میرے دشمن کو مار ڈالا۔ کتّے کا بہت پیار کیا۔ گانون مین جاکے زخمون کا علاج کرنے لگا
چندروز تک معالجہ ہوتا رہا مگر زخم مندمل نہین ہوئے۔ مرتہن زندگی سے نا امید ہوگیا۔ روز بروز حال
بتر ہونے لگا۔ پس مرتہن نے اپنے ہاتہہ سے ایک رقعہ بنام راہن لکہا کہ یہہ کتّا نہایت وفادار ہے
مجکو دشمن کے ہاتہہ سے بچایا۔ اور میرے دشمن کو ہلاک کیا۔ جو میرا قرض تجہپر واجب و لازم تہا۔ مین نے
اُسکو وصول پایا۔ کتّے کو خوشی سے آپکے پاس بہیجتا ہون۔ آپ اس کتّے کو ہزار دوستون سے
بہتر سمجہہ کے محفوظ رکہین۔ رقعہ کو کپڑے مین لپیٹ کے کتّے کی گردن مین آویزان کرکے اُسکو رخصت
کیا۔ کتّا وہان سے مالک کے پاس آیا جب مالک کی نظر کتّے پر پڑی اُسپر غصّہ سے چلّایا۔ اور اُسکو
پاپوش اور لاٹہی سے مارا۔ کتّا بیتابانہ چلایا اور زمین پر گر گیا۔ تہوڑی دیر کے بعد مرگیا۔ پہر مالک
راہن نے اُسکے گردن مین ایک چیز بندہی ہوئی دیکہی۔ اُسکو کہولکے دیکہا کہ مرتہن کا رقعہ ہے
اُسکا لکہا ہوا مضمون پڑہ کے افسوس و حسرت کرنے لگا۔ بیرون شہر کتّے کو دفن کیا۔ اور زر عطیہ
مرتہن سے اسکی قبر پر گنبد بزرگ بنا دیا۔ ابتک وہ گنبد موجود ہے۔ محمود شاہی کے مولف نے لکہا کہ
جب احمد شاہ بہمنی کے حضور مین مخبرین نے کتّے کی وفاداری کا قصہ اور اسکے مرنیکا واقعہ بیان کیا۔
بادشاہ کو بہت افسوس ہوا۔ اور کتّے کی وفاداری پر تعجب کرنے لگا۔ حکم دیا کہ کتّے کو بیرون شہر
عظمت کے ساتہہ دفن کرین۔ اور اُسپر ایک گنبد بزرگ بنا دین۔ تاکہ یہہ عجب واقعہ میرے زمانہ کا
دنیا مین یادگار رہے۔ اور گنبد و قبر کی تیاری کیلئے خزانہ شاہی سے زر نقد دیا گیا انتہی کلامہ
چونکہ یہہ قصہ واقعی ہے اسکی راستی مین شک نہین۔ اور عجیب و غریب ہے اسلئے مین نے یہان ذکر کیا

تاکہ ناظرین کیلئے دلچسپی کا باعث ہو۔ فی زماننا انگریزی کتابوں مین کتون کی وفاداری کی بیشمار نقلین موجود ہین۔ اور یورپ مین اس قسم کے کتے ہزارہا ہوتے ہین۔ عجائب و غرائب کرتب کرتے ہین۔ اور اہل یورپ انکو تعلیم دیتے ہین اور سدہاتے ہین۔ قدر و نعمت سے فروخت ہوتے ہین

احمد شاہ کا حسن اعتقاد سادات و مشایخ پر

تاریخ نظامی کے مولف نے لکہا کہ احمد شاہ درویش دوست سادات پرست تہا۔ مشائخ و سادات سے حسن اعتقاد رکہتا تہا۔ اور علما و سادات کے ساتہہ حسن سلوک کرتا تہا۔ سید کے نام پر قربان ہوتا تہا اور انکی خدمت کو بجائے عبادت سمجہتا تہا۔ جو کوئی بادشاہ کے حضور مین کہتا کہ مین سید شریف زادہ ہون۔ صرف اسکے قول کی تصدیق کرکے تعظیم و تکریم مین سبقت کرتا تہا۔ خواہ وہ واقع مین سید ہو یا مدعی سیادت ہو۔ اسکی سیادت کے درپے نہین ہوتا تہا۔ اگر کوئی مصاحبین سے کہتا کہ فلان بار یاب شدہ شخص سید نہین ہے صرف تکلفاً آپکے حضور مین خلاف واقع سیادت کا اظہار کرکے سید بنا ہے بادشاہ بہمنی مصاحبین سے کہتا بیشک آپنے جو فلان شخص کی نسبت سیادت کی بابت کہا درست و بجا ہے۔ مین بہی جانتا ہون لیکن مین اس لحاظ سے مدعی سیادت کی تعظیم و تکریم کرتا ہون کہ مدعی نے خود کو انجاح مرام کے لئے بامر ضرورت حضرات سادات کی طرف منسوب کیا ہے گویا اس انتساب کو اپنی کامیابی کا ذریعہ بنایا ہے اور انتساب کو میرے نزدیک اپنی حاجت روائی کیلئے حضرات سادات کی سفارش لایا ہے۔ فرمائیے کیا مین حضرات سادات کی سفارش کو رد کرون ؟ مین ہرگز رد نہین کرونگا اور مدعی سیادت کو محروم نہین رکہونگا۔ تمام مصاحبین بادشاہ کے حسن جواب سے خاموش ہوجاتے اور بادشاہ کے حسن اعتقاد کی تعریف و توصیف کرتے۔ فرشتہ نے بہی سادات کی تعظیم و توقیر کے نسبت

جو بہمنی کے زمانہ مین تہی لکہا کہ جب احمد شاہ بہمنی ۸۳۷ھ ہجری مین کہرلہ برار و تلنگانہ کے مہمات سے فارغ ہوکے دار السلطنت بیدر کے قریب بفاصلۂ ایک منزل مراجعت کرکے آیا۔ مقام مذکور مین سید ناصر الدین کربلائی جسکو شیخ آذری نے سفارش کرکے بہیجا تہا آکے بادشاہ سے ملا۔ بادشاہ نے عادت کے موافق سید کی تعظیم و توقیر کی۔ اور سید کو پانچ ہزار تنکہ سفید دئے اور تیس ہزار تنکہ سفید کربلا کے سادات کو تقسیم کرنیکے لئے اُسکے ہمراہ بہیجے۔ سید اُسی آن کامیابی کے ساتہہ روانہ ہوا بادشاہ نے سید کو عطیۂ مذکورہ کے علاوہ زاد و راحلہ بہی عطا کیا۔ سید گہوڑے پر سوار مع ملازمین و خدام جا رہا تہا کہ راستے مین ایک امیر مسمی شیر ملک کے سامنے سے گذرا اور سید نے اُس زمانہ کے دستور و رواج کے موافق عمل نہین کیا۔ دستور کیا تہا۔ دستور یہ تہا کہ اگر کوئی شخص عوام الناس سے امرا کے سامنے گذرے تو اُسکو امرا کی تعظیم کرنی لازم تہی یعنے سلام و مجرا ادا کرے۔ مگر سید نے سلام و مجرا ادا نہین کیا اور گہوڑے سے امیر کی تعظیم کے لئے نہین اُترا۔ بے ادبانہ آگے بڑہا۔ شیر ملک نے اسکو گرفتار کیا اور جبراً گہوڑے سے اُتارا۔ ذلیل و خوار کیا۔ بیچارہ سید مظلوم احمد شاہ بہمنی کے پاس آیا۔ شیر ملک کی تمام شکایت کی۔ بادشاہ کو شکایت سنکے بہت رنج ہوا اسوقت سید سے کہا کہ اِس معاملہ کو خدا اور رسول خدا کے سپرد کرو۔ خدا انتقام لیگا۔ بیچارہ سید خاموش ہوگیا۔ پہر احمد شاہ فرودگاہ سے بیدر مین آیا۔ دوسرے روز دربار کیا۔ دربار مین تمام امرا و وزرا حاضر ہوئے۔ شیر ملک بہی آیا۔ بادشاہ کو شیر ملک کے دیکہتے ہی سید کی شکایت یاد آئی جوش غضب سے حکم دیا کہ قصاب نام ہاتی کو لاؤ حسب الحکم ہاتی لائے فوراً شیر ملک کو ہاتی کے پاؤن سے بندہوا کے مروا ڈالا۔ مشایخ کی بہت عزت کرتا تہا اور اُن سے ارادت صادقہ و عقیدت راسخہ سے

ملتا تھا۔ جب احمد شاہ نے شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی کی تعریف سنی تو شیخ حبیب اللہ جنیدی
و میر شمس الدین قمی کو مع تحائف حضرت کے پاس بھیجا۔ حضرت نے ملا قطب الدین کو دوازدہ ترک کا
تاج بہمنی کے پاس بھیجا۔ جب وہ سامنے آیا تو دیکھتے ہی کہا یہ وہی بزرگ ہے جو میرے خواب کی تعبیر ہے
جسکو مین نے فیروز شاہ سے لڑتے وقت دیکھا تھا۔ اگر ان کے پاس دوازدہ ترک کا تاج ہے تو میرے
خواب کی پوری تعبیر یہی ہے۔ پھر قطب الدین نے وہ تاج نکالکر دیا۔ تو احمد شاہ نہایت ہی خوش ہوا
ملا سے معانقہ کیا اور تاج کو سر پر رکھا۔ پھر احمد شاہ نے خواجہ عماد الدین سمنانی و سیف اللہ
حسن آبادی کو حضرت کے پاس بھیجا۔ اور ان کے بیٹے کو بلایا۔ چونکہ حضرت کو ایک ہی صاحبزادہ
مسمّی خلیل اللہ شاہ تھا اسلئے حضرت نے اپنے پوتے میر نور اللہ بن خلیل اللہ کو روانہ کیا۔ جب
میر نور اللہ بندر چیول مین پہنچے تو احمد شاہ نے آپ کی پیشوائی کے لئے سید محمد صدر و میر ابو القاسم
جرجانی کو بھیجا۔ جب دار السلطنت کے قریب پہنچ گئے تو خود بادشاہ مع امرا و فرزند ان
استقبال کے لئے دار السلطنت سے برآمد ہوکے فرودگاہ پر آیا۔ اور صاحبزادہ سے ملاقات کی
اور ملاقات کے مقام پر ایک مسجد اور گانون آباد کیا۔ اُسکا نام نعمت آباد رکھا۔ اور میر نور اللہ کو
ملک المشائخ کا خطاب دیا اور اپنی دختر نیک اختر سے اُن کی شادی کر دی۔ جب شاہ نعمت اللہ
ولی ۸۳۴ھ ہجری مین فوت ہو گئے تو شاہ خلیل اللہ بن نعمت اللہ مع دو فرزندان ایک شاہ
حبیب اللہ دیگر شاہ محب اللہ دکن مین آئے۔ احمد شاہ نے آپ کی بہت ہی تعظیم و تکریم کی اور
میر حبیب اللہ کی شادی اپنی دوسری بیٹی سے کر دی۔ اور شاہ محب اللہ کو شاہزادہ علاء الدین
کی دختر نیک اختر سے منسوب کیا۔ غرض اس بادشاہ نے فقرا و مشائخ کے ساتھ بیشمار سلوک کئے

دونون صاحبزادے اس تعلق کیوجہ سے امرا کے طبقہ مین شریک ہوگئے۔ شاہ حبیب اللہ کو قصبہ بیٹھ جاگیر دیا۔ آپنے ایک خانقاہ بیرون بیٹر تیار کرائی تہی اب تک آپکی یادگار موجود ہے۔ فرشتہ نے لکہا کہ یہہ خانقاہ آپکے بہائی شاہ محب اللہ کی بنائی ہوی ہے۔

احمد شاہ کی وفات

احمد شاہ بخار مین مبتلا ہوا۔ حکمائے یونانی و مصری معالجہ کرتے رہے۔ لیکن مرض الموت تہا کسیکا علاج مفید نہین ہوتا تہا۔ دوڈہائی مہینہ بخار کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی مدت مین بادشاہ کی قوت جسمانی و حرارت غریزی تحلیل ہوگئی۔ بادشاہ نہایت ہی کمزور و ناتوان ہوگیا بیماری کے زمانہ مین اکثر علما و فقرا بادشاہ کی خدمت مین حاضر رہتے تہے احادیث و آیات قرآن کو سنتا تہا اور عقبی کے زاد و راحلہ کی فکر کرتا تہا۔ دنیا کی ناپائیداری پر افسوس و ولیعہد و دیگر فرزندون کو نصائح و وصایا سے آگاہ کرتا تہا۔ اور باہم اتفاق کی نسبت بہت سمجہاتا۔ اور کہتا تہا اگر آپ سب باہم اتفاق سے رہین گے۔ اور ولیعہد کی اطاعت سے تجاوز نکرین گے تو سلطنت بہمنیہ قائم رہیگی۔ نہین تو سلطنت کا خاتمہ ہوجائیگا۔ آپ تمام بہائی خراب و پراگندہ ہون گے بقائے سلطنت مین تمام آسودہ حال رہین گے۔ آپ کو باہم جنگ و فساد نہین کرنا چاہئے۔ جنگ و فساد مین طرفین سے اہل اسلام و اہل اصنام ہلاک ہون گے۔ نتیجہ درست نہوگا۔ تمام باپ کی نصیحتون کو سنتے تہے۔ نہایت خوشی و رضا سے تسلیم کرتے تہے۔ آخر بادشاہ بہمنی نے ۲۸ تاریخ ماہ رجب ۸۳۸ ہجری مین اس دار زمانی سے عالم بقا کو رحلت کی۔ سلطنت کے بوجہہ سے سبکدوش ہوا۔ تمام ملک مین گہر گہر رنج و غم ہونے لگا۔ خاص بہمنیہ خاندان مین قیامت کبری قائم ہوگئی

ہرطرف شور و شین ہونے لگا۔ و ارکان دولت و ارباب مملکت حسرت و افسوس کرنے لگے۔
رحلت کے بعد بادشاہ کی تجہیز و تکفین نہایت تکلف سے کر کے جنازہ کو بہمنیہ کے مقبرہ مین
دفن کئے۔ تحفۃ السلاطین کے مولف نے لکہا کہ جنازہ کے ساتہہ خاص و عام کا ہجوم تہا۔ کوئی روتا تہا
کوئی سپر پر خاک اُڑاتا تہا۔ تمام بادشاہ کے احسانات یاد کر کے شور و غل مچاتے تہے۔ اس بادشاہ نے
بارہ سال کامل سلطنت کی۔ اسکے عہد مین رعایا وغیر رعایا آسودہ حال تہے۔ اولاد چار پسر
علاء الدین۔ محمد خان۔ داؤد خان۔ محمود خان۔ تین دختر۔ ایک منسوب بمیر نور اللہ بن
خلیل اللہ دیگر منسوب شاہ حبیب اللہ۔ محمود شاہی کے مولف نے لکہا کہ یہہ بادشاہ اولعزم جوانمرد
صاحب ہمت و دلیر تہا۔ مذہب و دین کا پابند تہا۔ سنی المذہب صوفی المشرب تہا و عدالت و انصاف
مین بےنظیر تہا۔ رعایا کی نگہداشت عمدہ طرح سے کرتا تہا۔ ہر وقت علما و فقرا کا جویا اور صاحبان
تیغ و قلم کا خواہان رہتا تہا۔ واردین و صادرین کی بہت خاطر و مدارات کرتا تہا۔ غربا کیساتہہ
حسن سلوک رکہتا تہا۔ اسکے عہد مین ممالک مختلفہ سے کثرت سے صاحبان علم و ہنر و بزرگان
پسندیدہ سیر بیدر دکن مین آئے۔ بادشاہ کے سایۂ عاطفت مین آرام سے تا بمرگ سکونت پذیر رہے
مختلف ممالک کے بزرگون و عالمون کے جمع ہونے سے شہر بیدر۔ دار العلوم و الفنون ہو گیا تہا۔

گنبد احمد شاہ بہمنی

شہر بیدر سے ایک کوس کے فاصلہ پر جانب شمال مشرق سلاطین بہمنیہ کے گنبد ہین۔ تمام گنبدون مین
احمد شاہ ولی البہمنی کا گنبد نہایت بلند و رفیع الشان ہے گنبد طولاً و عرضاً بیس بیس گز ہے
اندرون گنبد طلائی و نقش و نگار سے نمونہ گلزار و بہار معلوم ہوتا ہے۔ جا بجا سنہری حرفون مین

آیات کریمہ قران شریف لکہے ہوے ہین۔ چہت کا اندرونی حصہ نہایت خوش نما بنا ہوا ہے وہ
سرکار بہمنیہ سے مقابر کے اعراس عود و گل و روشنی کیلئے مدد و وقف سے اراضی و جاگیرات مجاورین
و حفاظ و خدام کیلئے مقرر تہین لیکن امتداد زمانہ و انقلابات روزگار سے نہ وہ جاگیرین رہین
نہ وہ ماہوارین لیکن عالمگیری زمانہ مین انہین جاگیرات و اراضی ماہواروں سے تہوڑا سا بہ نسبت
سابق دہم یا بستم حصہ رہگیا تہا۔ لیکن آصف جاہی زمانہ سے سالانہ عرس وغیرہ کے لئے تخمیناً پانسو روپیہ
سالانہ مجاورین و خدام کو ملتا ہے۔ عالیجناب آصف جاہ نظام الملک بہادر نے بہی عالمگیری مقررہ
وظائف و اراضی کو بدستور بحال رکہا۔ علاوہ این جب وہان رونق افزا ہوتے تہے تب
مجاورین کو اسقدر نیاز و نذرانے دیتے تہے کہ مقررہ جائداد کی آمدنی سے زیادہ ہوتے تہے۔ اور
مجاورین نیاز سے بے نیاز ہو جاتے تہے۔ احمد شاہ بہمنی کا گنبد بعد مین علاء الدین نے بنوایا
چونکہ احمد شاہ بہمنی ولی مشہور تہا زندگی مین تمام اسکی ولایت کو مانتے تہے۔ مرنیکے بعد زندگی سے
زیادہ اُسکی ولایت کی قدر کرنے لگے۔ اکثر اُسکی قبر سے استعانت کرتے تہے۔ اور اب تک بدستور
کرتے ہین۔ اسکا عرس سالانہ بڑی عظمت و شان سے ہوتا ہے۔ عرس مین اہل اسلام و اہل اصنام
دونون فریق کثرت سے جمع ہوتے ہین قبر پر عود و لوبان جلاتے ہین چادر اور پہول چڑہاتے ہین
ایک جنگم ضلع گلبرگہ سے سو ڈیڑہ سو ہمراہیون کیساتہہ زمانہ عرس مین آتا ہے۔ جنگم کے انتظار
مین عرس آغاز نہین ہوتا تا وقتیکہ جنگم نہ آئے۔ جنگم باجے کیساتہہ یہان آکے پہرون
درگاہ مین سنکہ بجاتا ہے اور قبر پر پہول چڑہاتا ہے۔ چونکہ احمد شاہ صوفی المشرب فقرا
دوست تہا لہذا صوفیان کرام و پنڈتان اہل اصنام کے نزدیک بادشاہ بہمنی کی بڑی عزت

و عظمت ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ احمد شاہ کو تائید آلہی سے قبولیت عامہ حاصل تہی۔ بادشاہ کے
حسن اخلاق و عدل پروری نے تمام جہان کو مسخر کرلیا تہا۔ ہندو مسلمان اسکو ولی مانتے تہے
ابتک اُس کے اخلاق و عدل کی کرامت باقی ہے۔ عجب نہین کہ آئندہ زمانہ تک باقی رہے۔
شاید جنگم کے بزرگان سلف کے ساتہہ احمد شاہ نے حسن سلوک کیا ہوگا۔ اسکے شکرگزاری مین
جنگم قدیم کے جانشین بادشاہ مرحوم کی قبر پر آتے ہین نیازمندانہ تسلیم بجا لاتے ہین۔ بزرگان
سلف کی طرح حسن اعتقاد سے قبر پر پہولون کی چادر چڑہاتے ہین۔ اور سلسلۂ قدیم بدستور جاری
رکہتے ہین ہمیشہ تک یہہ سلسلہ قائم رہیگا۔ ہندو مسلمان کا تعلق باہم مثل تعلق دانۂ تسبیح و زنار ہے
بایکدیگر لازم و ملزوم ہے۔ وجود تسبیح بغیر دانہ و زنار نہین ہے۔

فاتحہ سوم احمد شاہ بہمنی و جلوس سلطان علاء الدین بہمنی

نظامی کے مؤلف نے لکہا کہ بتاریخ یکم غرۂ شعبان ۸۳۸ھ ہجری بتقریب فاتحۂ سوم سلطان احمد شاہ بہمنی
تمام علما و مشائخ و قضاۃ و حفاظ و شاہزادگان و ارکین دولت و ملازمین حشم و خدم مقبرۂ بہمنیہ
مین جمع ہوئے۔ دس بجے تک قرآن خوانی ہوتی رہی۔ ختم قرآن کے بعد حفاظ و علما و مشائخ
وغیرہم نے فاتحہ پڑہی۔ سلطان مرحوم کیلئے دعا خیر چاہی۔ اُسوقت کی رسم کے موافق تمام حاضرین کو
شربت پلائے اور گلاب پاشی کئے اور ہر ایک کو پان کی گلوری اور پہولون کا گلدستہ و مٹہائی
دئے۔ پہر جلسہ برخاست ہوا۔ تمام وہان سے بارگاہ محل مین آئے۔ بارگاہ محل یعنے دربار عام
پر نشیمن فرش و مسانڈ رنگین و پردہائے زرین سے آراستہ کیا گیا تہا۔ اور تخت فیروزہ وسط مین
رکہا گیا تہا۔ اور چتر سیاہ جلوہ نما تہا۔ تمام نے تاریخ مذکور میں سلطان علاء الدین کو تخت پر بٹہاکے

مبارکبادی کی خوشی مین نقارے بجوائے اور سلامی کی توپین فیر کئے اول علما و مشایخ نے نذرین دین۔ بعد ازان شاہزادون اور وزرا و امرا وغیرہم نے پیش کین۔ شعرانے مدحیہ تہنیت مین قصائد سُنائے۔ بادشاہ نے علما و مشائخ و امرا و وزرا کو خلعتہائے فاخرہ و صلات وافرہ سے سرفراز فرمایا اور فقرا و معذورین کو عطائے کثیر سے ممتاز کیا۔ تمام حاضرین بادشاہ کے جلوس سے خوش ہو رہے تھے دربار مین ہر طرف سور و سرور تھا۔ اُسکا ہر گوشہ و کنارہ نور علی نور تھا۔ نقیبون چوبدارون کی گلبانگ بارک اللہ بارک اللہ سے بارگاہ کل گونج رہا تھا۔ امرائے اسلام کے رخصت کے وقت نُقبا کا چلّانا بسم اللہ اور اہل صنام کیوقت ہداک اللہ کہنا نہایت ہی خوب مرغوب معلوم ہوتا تھا۔ بادشاہ بہمنی جلوس کے بعد انتظام ملک سلطنت کیطرف متوجہ ہوا۔

انتظام سلطنت و تقسیم خدمات کا ذکر

سلطان بہمنی نے دوسرے روز دربار خاص منعقد کیا۔ اور شاہزادون و امرائے ذیل کو خدمات و جاگیرات سے سرفراز فرمایا۔ اور انتظام جاریہ مین کچھہ تغیر و تبدل نہین کیا۔ بدستور بحال کہا۔ لیکن عہدہ دارون مین ایک کو دوسرے کی جگہ تبدیل کرکے مقرر کیا۔

شاہزادہ محمد خان	شاہزادہ داؤد خان	شاہزادہ محمود خان	دلاور خان غوری
جاگیر و حکومت رائچور	جاگیر و حکومت تلنگانہ	جاگیر و حکومت ماہور	وکیل السلطنت

خواجہ جہان استرابادی	عماد الملک غوری	قاسم بیگ صف شکن	قرا خان کرد
وزیر کل	امیر الامرا	ہزاری	ہزاری

علی خان سیستانی	میر علی کافوش	افتخار الملک ہمدانی	احمد یکہ تاز	خسرو ازبک
سہ صدی	سہ صدی	ہزاری	دو صدی	سہ صدی

بہادر خان -	مجنون سلطان -	شاہ قلی سلطان -	رستم خان -	فخر الملک ترک
شحنۂ فیل	پانصدی	سر لشکر دولت آباد ہزاری	پانصدی	حاکم نادیڑ

حسین خان -	فرخ الملک -	فخر الملک دہلوی -	سیف خان -	مشیر الملک دکنی
دو صدی	پانصد تہانہ دار	پانصدی	ہزاری	مقرب ہزاری

نظام الملک غوری -	داؤد خان -	حسن خان -	خلف حسن بصری ملک التجار -	مصطفیٰ عرض گذار
مقرب ہزاری	امیر صدہ	جاگیردار بیٹر	سپاہ سالار	دو صدی

مولانا عبد الغنی -	ملا احمد قزوینی -	ملا محمد گازرونی -	قاضی محمد سراج -	ملا ابو القاسم جرجانی
صدر برار	مقرب صدر	مقرب	ہزاری	مقرب

اِن خدمات و عہدہائے مذکورہ کے علاوہ عہدے حسب ذیل تھے ۔

نظارت - اشراف - ٹیک چی یعنی تحصیلدار - شقدار یعنے صوبہ دار - بار بک - قورچی - یعنی داروغہ سلح خانہ - خوان سالار - میر آخور - محاسب - قلعدار - میر عمارت - شحنۂ فیل کوتوال دار السلطنت - محتسب و مفتی - یوزباشی وغیرہا -

بیجانگر پر فوج کشی کرنا

چونکہ علاء الدین عقیل و فہیم و مدبر تہا - امور سلطنت سے خوب ماہر تہا - الو العزم و عالی ہمت و مستقل مزاج تہا - مزاج میں چستی و چالاکی جولانی کر رہی تہی - اور دلمیں ثبات کا جوش تہا کہ مملکت کا دائرہ وسیع کرنا چاہئے - اور راجگان سرکش کی سرکوبی و گوشمالی کرنی چاہئے - تخت پر بیٹھتے ہی شاہزادہ محمد خان کو باتفاق خواجہ جہان استر آبادی عماد الملک غوری مع فوج جرار برائے بیجانگر

پنج سالہ خراج وصول کرنیکے لئے روانہ کیا۔ راجہ منحرف ہوگیا تھا۔ پانچ برس خراج نہین بھیجا تھا
اور بھیجنے مین حیلہ وبہانہ کرتا تھا۔ جب شاہزادہ نے ولایت کنھڑمین پہنچ کے تاخت و تاراج کا
بازار گرم کیا۔ اور ہنود کے قتل و اسیر کرنیمین مشغول ہوا۔ راجہ مسلمانون کی غارت گری و قتل
وخونریزی کی خبر سنکے نہایت ہی گھبرایا۔ تردد کرنے لگا۔ براہمہ و ارکان دولت سے مدافعت اسلام
کی بابت مشورہ کیا۔ سب نے بالاتفاق یہی رائے دی کہ جہانتک ہوسکے مصالحہ کرنا چاہیے۔ نہین تو
یہ مسلمان ہمارا مال ودولت لوٹینگے اور ہمکو جان سے مارڈالین گے۔ اور ہمارے عیال و اطفال کو
اسیر و دستگیر کرکے لیجائین گے۔ راجہ نے براہمہ کی رائے سے اتفاق کرکے فوراً شاہزادہ کی خدمت مین
سفیر بھیجے اور معذرت کی معاوضہ خراج میں مانگی۔ اور آٹھہ لاکھہ ہون نقد اور دوسو کنیز رقاصہ
ہنرور اور دیگر تحائف نفائس شاہزادہ کو دئے اور مصالحہ و معاہدہ کیا کہ آیندہ بدستور خراج سالانہ
بھیجا کرونگا۔ آیندہ کبھی قصور نہین کرونگا۔ شاہزادہ نے صلح کرکے وہان سے رائچور کیطرف
مراجعت کی۔ خوشی و خرمی فیروزی و کامیابی کے ساتھہ قلعہ مدگل کے اطراف مین پہنچا۔

شاہزادہ محمد خان کی بغاوت

شاہزادہ محمد خان بیجانگر کی کامیابی سے بہت ہی خوش ہوا۔ اور سامان شاہی زر نقد کے ملنے سے
خود مختار بادشاہ بننے کا دل مین خیال پیدا ہوا اور بعض صاحبان غرض بدمعاشان خانہ برانداز
نے بھی بادشاہزادے کو اس خیال فاسد پر آمادہ و مستعد کیا۔ اور شاہزادہ کے خیال کی تائید مین
بیان کیا کہ بادشاہ مرحوم نے آپکو سلطنت مین شریک کیا ہے۔ سلطان علاء الدین کو چاہیے
کہ آپ کو مہمات سلطنت کے انتظام مین شریک کرے۔ یا سلطنت کو دو حصون پر تقسیم کرے

ایک حصہ پر خود حکومت کرے دوسرا حصہ آپکو دیوے - اب ہم خیر خواہوں کے نزدیک مناسب یہ ہے
کہ آپ یہیں قیام کر کے نصف ممالک پر قبضہ کریں - شاہزادہ نے بدمعاشوں کی رائے و تدبیر پر اعتماد
کر کے عماد الملک غوری و خواجہ جہان استرآبادی کو اسبات کی ترغیب دی کہ شاہزادہ کے خیال سے
اتفاق کریں - دونوں بزرگوں نے انکار کیا - بدمعاشوں کی ہدایت سے دونوں بزرگان کار آزمودہ
کو قتل کیا - اور بغاوت کا علم بلند کیا - بہت جمعیت بھرتی کر کے مدکل و رائچور و شولاپور و نلدرگ
وغیرہ ملازمان شاہی سے چھین لیا - سلطان علاء الدین عماد الملک غوری و خواجہ کے قتل
و بغاوت کی خبر سنکے نہایت غمگین ہوا - کہا غوری ہمارے خاندان کا قدیم خیر خواہ و جان نثار تھا
مدۃ العمر ہمارے آبا و اجداد کی خدمت کرتا رہا - گویا وہ ہمارے لئے بجائے جد و پدر تھا ایسے بزرگ
خیر خواہ کا ناحق قتل کرنا بہتر نہوگا - اسکا نتیجہ خوب نہوگا - پس فوراً مع فوج جرار دار السلطنت سے
برآمد ہوا - دونوں بھائیوں میں سخت لڑائی ہوی - طرفین سے بیشمار بہادران دلیر کار آزمودہ
مقتول و مجروح ہوے - لیکن کامیابی و فیروزی علاء الدین کو حاصل ہوی - محمد خان شکست کھا کر
بہزار خرابی مع چند خاص مقربین فرار ہوا - جنگل و پہاڑوں میں بھٹکنے لگا - اکثر امرائے فتنہ انگیز
اسیر و دستگیر ہوئے - اس کامیابی کے بعد سلطان نے دار السلطنت بیدر میں مراجعت کی - چونکہ علاء الدین
نہایت ہی رقیق القلب تھا تمام قیدیوں کے گناہ سے درگذر کیا - قید و زنجیر سے تمام کو رہا فرمایا -
اور بھائی کو نصیحت آمیز خط لکھا - تسلی و دلاسا دیکے بلایا - شاہزادہ محمد خان بھائی کے بلانے سے
حاضر خدمت ہوا - علاء الدین نے بھائی کا قصور معاف کیا اور لطف و مراحم سے سرفراز فرمایا
اور شاہزادہ داؤد خان حاکم تلنگانہ کے فوت ہونے سے رائچور علاقہ تلنگانہ محمد خان کو جاگیر دیکے

مع ساماں شاہی اسطرف روانہ کیا۔ محمد خاں مدۃ العمر وہاں حکمرانی کرتا رہا۔ عیش و عشرت میں زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر وہاں فوت ہوگیا۔

دلاور خاں کی چڑھائی کوکن پر

تحفۃ السلاطین کے مولف نے لکھا کہ سلطان علاء الدین بہمنی نے ۸۴۰ھ ہجری میں دلاور خاں وکیل السلطنت کو عید نوروز میں خلعت فاخرہ سے سربلند کرکے راجگان کوکن کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا۔ اُس نے کوکن میں پہنچ کے راجگان رائیل و سنگیسر کو مطیع و فرمان بردار کیا۔ اور خراج مقررہ وصول کرکے لے آیا۔ اور رائے سنگیسر کی لڑکی بادشاہ کیلئے لایا۔ اور دار الخلافہ احمد آباد میں مراجعت کی سلطان نے دلاور خاں کی کامیابی اور اُسکی دلیری پر بہت خوشی منائی اور رائے کی لڑکی کو جو شکیلہ و جمیلہ و لایقہ و مُغنیہ تھی نہایت خوشی سے حرم محترم میں داخل فرمایا اور اُسکا نام زیبا چہرہ رکہا۔ اور زیبا چہرہ کے حسن جمال پر فریفتہ ہوگیا تہا۔ اکثر محبوبہ کے دیدار جمال میں محو رہتا تہا۔ چند روز کے بعد بادشاہ کو وقایع نگاروں کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ دلاور خاں وکیل السلطنت نے کوکن کے راجاؤں کی گوشمالی پورے طور سے نہیں کی۔ راجاؤں سے بیشمار زر نقد رشوت لیا۔ اس لئے دلاور خاں سے بادشاہ کے دل میں کدورت پیدا ہوئی۔ دلاور خاں بادشاہ کے رنجیدہ ہونے سے خبردار ہوا۔ اسیوقت استعفا دیدیا۔ وکالت و وزارت کے بوجہ سے سبکدوش ہوا۔ سلطان نے وکالت کی خدمت ایک خواجہ سرا دستور الملک کو عطا کی۔ دستور الملک نہایت ہی بدخلق و بدمزاج تہا۔ خلائق اُس سے تنگ تہی متکبر و مغرور ایسا تہا امرا و شاہزادوں کی پروا نہیں کرتا تہا۔ ہرچند کہ اُسکی شکایت کرتے تہے

بادشاہ غرض پر محمول کرکے کسیکی نہین سنتا تہا۔ روز بروز اُسکا رتبہ بڑہتا جاتا تہا۔ ایک روز شاہزادہ ہمایون نے کسی کام کیلئے اُس سے کہا۔ اُس نے مستغنیانہ جواب دیا کہ مین اسوقت نہین کرسکتا ہون کسی دوسرے وقت کرونگا۔ شاہزادہ دو تین روز تک منتظر رہا۔ پہر اسکے پاس کہلا بہیجا کہ ابتک آپنے وہ کام پورا نہین کیا۔ اگر آپ اُس کام کو کرینگے تو بہتر ہوگا۔ اسوقت بہی خواجہ سرا نے سخت جواب دیا کہ یہہ کام میرے متعلق ہے۔ آپکی مداخلت بیجا ہے آپ اس قسم کے امور مین مداخلت نہ کرین۔ شاہزادہ اُسکے جواب سے غضبناک ہوا اور ایک سلحدار کو حکم دیا کہ دستور الملک کو دربار سے برامد ہوتے وقت قتل کرکے میرے ملازمین کے پاس چلا آ ہم تیری محافظت مین کوتاہی نہین کرینگے حسب الحکم سلحدار نے اُسکو مارڈالا۔ جب شور و غل ہوا بادشاہ کو خبر ہوئی۔ ہمایون باپ کے پاس سے باہر آیا تکلفاً تحقیقات کرکے حضور مین عرض کیا کہ دستور الملک نے ایک سپاہی کو گالیان دین اسلئے اُسنے اسکو مارڈالا۔ قاتل میرے سپاہ کے پاس حوالات مین ہے جو کچہہ حضور کا حکم ہوگا عمل کیا جائیگا۔ یہہ سلحدار قدیمی خدمتگار تہا۔ علاء الدین شاہزادہ کی تقریر سے اصل واقعہ کو سمجہہ گیا۔ حکم دیا کہ اُسکو قید کرین۔ اور منصب وکالت میان منّ اللہ الحسینی کو جو حضرت سید محمد بندہ نواز گیسو دراز کے خاندان سے تہے عنایت فرمایا۔ فیروز شاہی امرا مین معزز شمار کئے جاتے تہے۔ نہایت دانشمند و مدبر و منتظم تہے۔

نصیر خان فاروقی کا حملہ برار پر اور علاء الدین کی فوج کشی

فرشتہ و طاہری کے مولفین نے لکہا کہ سلطان علاء الدین زیبا چہر کے حسن و جمال پر فریفتہ تہا شب و روز اُسکی محبت مین ڈوبا ہوا رہتا تہا اور اپنی اصلی زوجہ ملکہ مستاة آغا زینب بنت نصیر خان

فاروقی کی طرف کم التفات کرتا تھا۔ اس لئے وہ ناخوش ہو کے باپ کے پاس برہانپور چلی گئی۔ اور باپ سے شوہر کی کم التفاتی کی شکایت کی نصیر خان داماد سے نہایت ناخوش ہوا۔ اور عزم جزم کیا کہ احمد شاہ گجراتی سے مدد لیکے برار کو بہمنیہ کے قبضہ سے نکالے پس گجراتی سے مدد طلب کر کے ۸۴۱ھ ہجری مین برار پر حملہ کیا۔ گونڈوانہ کا راجہ بہی نصیر خان کا مددگار ہو گیا۔ اور امرائے برار بہی فاروقی کے طرفدار ہو گئے۔ قریب تہا کہ خواجہ جہان سرلشکر برار کو قید کرین خواجہ خبردار ہو کے فرار ہوا۔ اور قلعہ نرنالہ مین پناہ لی۔ فاروقی برار پر قابض ہو گیا۔ خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا۔ خواجہ جہان نے قلعہ نرنالہ سے سلطان علاء الدین کی خدمت مین عریضہ بہیجا اور تمام حقیقت سے مطلع کیا۔ اور یہہ بہی لکہا کہ میرے تعاقب مین برار ہی گجراتی سوار آئے ہین اور قلعہ کا محاصرہ کئے ہین۔ آپ جلد تشریف لائے یا فوج جرار بہیجے۔ پس سلطان علاء الدین خواجہ جہان کے عریضہ سے واقف ہو کے امرا سے اس معاملہ مین مشورہ لیا۔ امرائے دکنی و حبشی نے عرض کیا کہ بادشاہ ایسی مدبیر کرے کہ شاہان گجرات و دیرا ئے گونڈوانہ نصیر خان کی اعانت نہ کرین۔ بادشاہ امرا کی تقریر سے سمجہہ گیا کہ یہہ جانے سے منہ پہیرتے ہین یا دریپردہ نصیر خان کے طرفدار معلوم ہوتے ہین۔ بناءً علیہ اسی مجلس شوریٰ مین خلف حسن بصری ملک التجار کو بلایا۔ اور اس مہم پر جانے کا حکم دیا۔ لیکن ملک التجار نے عرض کیا کہ دکنی امرا ہم غربا سے رشک کرتے ہین۔ انکے رشک کیوجہ سے مجکو جزیرہ مہائم مین شکست ہو چکی ہے اگر حضور مجہے بہیجتے ہین تو میرے ہمراہ مغلان خاصہ خیل بہیجئے تو یہ کام بخوبی انجام ہوگا۔ بادشاہ نے میان منّ اللہ و خانزمان سے پوچہا کہ کیا کرنا چاہئیے۔ دونون نے کہا اسوقت امتحاناً انہین کو روانہ کر دیجئے اگر کامیاب ہو گئے تو فہو المرام ورنہ بعد مین بادشاہ خود کوچ کرے ہم سب دکنی وغیر دکنی ہمرکاب ہونگے

اس لئے بادشاہ نے تین ہزار مغل تیرانداز خاصہ خیل اور عرب ترک قاسم بیگ صف شکن ۔ قراخان کرد ۔ وعلی خان سیستانی و میر علی کافرکش وافتخار الملک ہمدانی و احمد بیگ تازہ و رستم خان مازندرانی و حسین خان بدخشی و خسرو خان اوزبک بہادر خان اوزبک اور درویشان مرزائے چنگیزی مجنون سلطان و شاہ قلی سلطان وغیرہم ہمراہ کر کے روانہ کیا ۔

خلف حسن بصری کا دولت آباد مین آنا اور خاندیس پر حملہ کرنا

حسب الحکم خلف حسن بصری مع جمعیت مغلان و عرب دار السلطنت سے روانہ ہوکے دولت آباد مین آیا ۔ اور وہان کے امرائے حبشی و دکنی کو گجرات و مالوہ کے حدود پر محافظت کیلئے مقرر کر دیا ۔ اور ایک جماعت کو بہیجدیا ۔ اور خود سات ہزار عرب ہمراہ لیکر تردوت کے ساتہہ برار روانہ ہوا ۔ خان جہان فرصت پا کے قلعہ نرنالہ سے نکل کر خلف حسن بصری کی پیشوائی کیلئے دوڑا قصبہ مہکر مین ملاقات سے مشرف ہوا ۔ خلف حسن نے خانجہان کو مع امرائے ایلچپور و بالاپور بہیجدیا اور حکم دیا کہ راجان گونڈواڑہ کو نصیر خان کی مدد کیلئے آنے ندین ۔ اور انکو روکین ۔ اور آپ روہنکہیڑہ کے طرف روانہ ہوا ۔ روہن کہیڑہ مین نصیر خان کی چہاونی تہی ۔ خلف حسن بصری جب روہنکہیڑہ کے گہاٹ پہ پہونچا تب وہان خاندیسیون سے مقابلہ ہوا سخت لڑائی ہوئی طرفین سے مقتول و مجروح ہوئے نصیر خان شکست کہاکر برہانپور گیا ۔ اور خلف حسن بہی تعاقب مین وہین پہنچا ۔ نصیر خان قلعہ اسنگ مین پناہ گیر ہوا ۔ گجرات سے مدد طلب کی ۔ مدد نہ آئی ۔ خلف نے قلعہ کا محاصرہ کیا ۔ فاروقی مع جمعیت بارہ ہزار قلعہ سے برآمد ہوکے مقابلہ کیا باہم خوب لڑائی ہوئی ۔ خاندیسی فرار ہوئے اکثر امرائے براری مقتول ہوئے ۔ خلف حسن نے کامیابی و فیروزی کے ساتہہ مع ستر ہاتی

و توبخانہ خاندیسی دارالسلطنت بیدر مراجعت کی ۔

غربا کی ترقی اور دکہنیون کی عداوت کا ذکر

جب خلف حسن بصری فیروزی فتح کے ساتہہ واپس آیا ۔ بادشاہ قدرشناس نے اسکی بڑی عزت افزائی کی شاہزادہ ہمایون کو مع امرا و ارکان دولت چار کوس تک استقبال کیلئے بہیجا ۔ نہایت عظمت و شان سے اسکو شہر مین لائے ۔ خلعت خاص و چند شمشیر و کمر مرصع و عنبر چہ مرحمت فرمایا ۔ اور دولت آباد روانہ کیا ۔ اور دوسرے غربا کو مناصب و جاگیرات سے سرفراز کیا ۔ اور شاہ قلی سلطان چنگیزی جسنے اس مہم مین نمایان کام کئے تہے ۔ اسکو اپنی دختر دے کے دامادی سے ممتاز کیا ۔ اور مقرر فرمایا کہ مجلس و سواری مین غربا دست راست رہین اور دکنی دست چپ ۔ اسی تاریخ سے دکنی و غربا مین عداوت قائم ہوگئی جبشی دکنیون کیساتہہ تہے ۔ بس اس عداوت کی وجہ جو فریق قابو پاتا تہا دوسرے کو نیست و نابود کر دیتا تہا ۔ اس بدبخت عداوت نے بہمنیہ سلطنت کو خراب و برباد کر دیا ۔ بادشاہی کل پردازون و امرا کی باہمی عداوت سلطنت کو تباہ و برباد کر دیتی ہے ۔

دیو رائے والی بیجانگر کا حملہ بہمنیہ پر اور شکست

چونکہ دیو رائے ہوشیار و تجربہ کار تہا ۔ دل مین سوچتا تہا کیا وجہ ہے کہ باوجود کثرت فوج و ملک سلاطین بہمنیہ ہم پر غالب ہوتے ہین اور ہم ان کے خراجگزار ہوتے ہین ۔ اس خیال کے تصفیہ کیلئے تمام امرائے دولت و براہمہ کو دربار مین بلایا اور دریافت کیا اور کہا کیا سبب ہے کہ ہمکو بہمنیہ کے مقابلہ مین شکست واقع ہوتی ہے ہم ان سے مال و دولت و جاہ و حشم و ملک و

وفوج مین بہت زیادہ ہین۔ براہمہ نے عرض کیا کہ ہماری کتب قدیمہ مین لکھا ہوا ہے کہ خدا تیعالی نے
مسلمانون کو تیس ہزار برس تک ہندؤن پر غلبہ دیا ہے اسلئے مسلمان ہم پر غالب ہوتے ہین
براہمہ وامراکے دوسرے فریق نے کہا یہہ وجہ نہین ہے بلکہ غلبہ ہم پر اسوجہ سے ہوتا ہے کہ اُن کے
گھوڑے عمدہ وتناور۔ اور اُن کے سوار تیرانداز وتنومند۔ اور ہمارے گھوڑے لاغر وکمزور
اور سوار نیزہ باز۔ پس رائے نے فریق ثانی کی رائے سے اتفاق کیا۔ اور حکم دیا کہ اہل سلام کو
نوکر رکھین اور انکو جاگیرات عطا کرین۔ اور ان کیلئے ایک مسجد بنائین۔ اُنکے رسوم اسلام
کے ادا کرنے مین کوئی مزاحم ومانع نہووے۔ حسب الحکم فوج مین مسلمان نوکر رکھے گئے۔ اور
ہندو مسلمانون سے تیراندازی سیکھنے لگے۔ دیورائے کی حسن تدبیر سے ہندو تیراندازی مین کامل
ہوئے۔ سابق مین دو لاکھہ سوار وآٹھہ ہزار پیادے تھے۔ اور جدید ستر ہزار سوار اور تین لاکھہ
پیادے اور نوکر رکھے اور سپاہ کی تنخواہ بہ نسبت سابق بڑہا دی۔ جب دس ہزار سوار مسلمان
وستر ہزار سوار ہندو تیرانداز ہوگئے۔ تب دیورائے نے ممالک بہمنیہ کے تسخیر کا ارادہ کیا۔ یہی پہلا
راجہ ہے کہ مسلمانون کو نوکر رکہا۔ اور یہی پہلا وقت ہے کہ مسلمانون نے دکن مین ہندو
راجہ کی نوکری اختیار کی۔ مسلمان بڑی تزک وشان سے رہتے تھے۔ ہندؤن کی نوکری کرنا عار
سمجھتے تھے۔ باوجود نوکری نہین چاہتے تھے کہ راجہ کو سلام کرین۔ دیورائے خوب جانتا تھا کہ اہل اسلام
ہم سے عار وننگ کرتے ہین۔ لیکن بلحاظ ضرورت پروا نہین کرتا تھا۔ بغرض سلام حکمت عقلی
ودانائی سے دربار مین اپنے سامنے رحل پر نہایت عظمت وشان سے قرآن شریف رکھوایا
تاکہ جب مسلمان سلام کرین تو مسلمانون کے نزدیک قرآن شریف کو اور ہندؤن کے نزدیک

راجہ کو سلام تصور کیا جائیگا ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار۔ اسی راجہ نے مسلمانون
کیلئے بیجانگر مین ایک مسجد بنا کردی تہی فی زماننا بیجانگر کے منہدمہ عمارات مین کہین مسجد کا
نشان و پتا نہین ملتا۔ شاید نیست و نابود ہوگئی۔ یا کہودی گئی ہوگی۔ پس دیورائے والی بیجانگر
سنہ ۸۴۷ ہجری مین نہایت کروفر کے ساتہہ تنگبہدرہ عبور کرکے دوسرے کنارے پر آیا۔ قلعہ مدگل
متصرف ہوگیا۔ اور اپنے دونون لڑکون کو قلعہ رائچور و بنکاپور بہیجدیا۔ اور خود کشنا کے کنارے
فروکش ہوگیا۔ ساغر اور بیجاپور تک تمام ملک تاراج و غارت کردیا۔ رعایا پر ظلم و ستم کئے سلطان
علاء الدین نے اس خبر کے سنتے ہی حکم دیا کہ طرفداران بعہ مع جمعیت حاضر ہوجائین
الحسب الحکم تمام حاضر ہوگئے۔ خود بادشاہ مع پچاس ہزار سوار و ساٹہہ ہزار پیادہ و توپخانہ و اسباب
جنگ دشمن کیطرف روانہ ہوا۔ دیورائے نے دیکہا کہ خود بادشاہ مقابلہ کیلئے آرہا ہے تو فوراً وہان سے
قلعہ مدگل چلا گیا۔ اور فوج کو بادشاہ سے مقابلہ کرنیکے لئے رکہا۔ بہمنی مدگل کے قریب چہہ کوس فاصلہ پر
پہنچا۔ اور خلف حسن بصری کو مع فوج دولت آباد بنکاپور روانہ کیا۔ اور خانزمان سرلشکر بیجاپور
و خان اعظم سرلشکر برار و تلنگ کو دیورائے پر متعین کیا۔ خلف حسن بصری نے رائچور پہنچ کے دیورائے
کے بڑے لڑکے سے مقابلہ کیا۔ اسکو زخمی کرکے بہگا دیا۔ اور قلعہ بنکاپور کے طرف متوجہ ہوا۔ ابہی
نہین پہنچا تہا کہ دیورائے کا چہوٹا لڑکا محاصرہ چہوڑکے باپ کے پاس چلا گیا۔ اس وقت پہنچنے مین سپاہ
اسلام و سپاہ اہل اصنام مین تین مرتبہ جنگ ہوئے۔ طرفین سے بیشمار مقتول ہوئے۔ اول مرتبہ
اہل اصنام غالب و اہل اسلام مغلوب۔ دوم مرتبہ مسلمان غالب و ہندو مغلوب۔ مرتبہ سوم
مین دیورائے کا بڑا لڑکا زخمی خانزمان کی ضرب تیر سے مقتول ہوگیا۔ ہندو اسکی لاش کو

لیکر بھاگے اور قلعہ نکاپور مین پہنچ گئے بس

فتادند از کافران بیشمار گریزان برفتند اندر حصار

مسلمانون نے اُنکا تعاقب کیا۔ مگر تعاقب مین تلوارین مارتے ہوئے قلعہ تک پہنچ گئے۔ فخرالملک دہلوی اور اُسکا بھائی تعاقب مین ایسے بڑہے کہ قلعہ مین داخل ہوگئے۔ ہنودنے دونون کو دستگیر کرکے راجہ کے پاس لیگئے۔ راجہ نے دونون کو قید کیا۔ اور بیٹے کے غم مین ماتمی لباس زیب بدن کیا سلطان علاءالدین نے دیورائے کے پاس پیغام بھیجا کہ یہہ دو بہادر جو آپکے پاس ہین مین ہر ایک کو بجائے ہزار سمجہتا ہون۔ اگر تم انکو قتل کروگے تو مین حسب دستور بہمنیہ ہر ایک کے عوض ایک لاکہہ ہندؤن کو قتل کرونگا۔ دیورائے نے بھی کہلا بھیجا کہ اگر بادشاہ اقرار و عہد کرے کہ آیندہ کبھی ہمارے ملک پر حملہ نکرے تو مین فخرالملک اور اُسکے بھائی کو چھوڑ دیتا ہون۔ اور چڑہا ہوا خراج بھی بھیجتا ہون اور آیندہ بھی برابر بھیجتا رہونگا۔ اور کبھی طاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہین رکھونگا علاءالدین نے حسب خواہش راجہ عہدنامہ لکھکر بھیجدیا۔ دیورائے نے بھی فخرالملک دہلوی اور اُسکے بھائی کو رہا کرکے مع چالیس ہاتی اور قسم قسم کے تحائف و پیشکش اور کئی برس کا خراج بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا۔ اور باہم مصالحہ قائم ہوگیا۔ بادشاہ بہمنی نے بھی راجہ کیلئے شاہانہ خلعت اور چند عربی گھوڑے بازین و لجام مرصع بھیجکے دارالسلطنت مراجعت کی۔ دیورائے نے تا بزندگی بادشاہ سے کبھی خلاف عہد نہین کیا۔ ہر سال خراج و پیشکش بھیجتا رہا۔

سلطان علاءالدین کا خلف حسن بصری کو قلعجات سونحل کی تسخیر کیلئے روانہ کرنا

سلطان علاءالدین نے عزم بالجزم کیا کو کن کے قلعون کو مسخر کرنا چاہئے۔ پس خلف حسن بصری کو

۸۰۵ ہجری مین مع جمعیت ساتہہ ہزار سوار دکنی و تین ہزار سوار عرب روانہ کیا - وہ قلعہ چاکنہ مین جو جنیر کے قریب ہے پہنچا - اور قلعہ کو اپنا مستقر بنایا اور قلعہ کی تعمیر و ترمیم عمدہ طرح کی مثل جدید عمارت مستحکم و مضبوط ہوگیا - اور وہان وقتاً فوقتاً لشکر کوکن بہیجتا تہا - اور اطراف کے راجاؤن کو حلقہ بگوش بناتا تہا اور اکثر کامیاب فیروز ہوتا تہا - اسی کوکن کے حدود مین ایک قلعہ جو سرکہ نام راجہ کے تصرف مین تہا خود خلف حسن نے اسپر حملہ کیا - اور چند روز محاصرہ کرکے قلعہ کو جبراً فتح کرلیا - سرکہ کو اسیر کیا - اور اسے اسلام قبول کرنے مین مجبور کیا - سرکہ نے اسلام قبول کرنیکی بابت مکر و فریب سے عرض کیا - کہ میرے اور رائے سنگیسر کے درمیان محبت و ہمسری کا تعلق ہے اگر مین اسلام کے حلقہ مین داخل ہو جاؤن اور رائے سنگیسر اپنے مستقر حکومت مین قیام پذیر رہے - آپکے واپس ہونے کے بعد مجہہ پر لعن و طعن کریگا - میرے قبائل و عشائر کو مجہہ سے منحرف کریگا - اور میرے ملک موروثی پر متصرف ہوگا - اگر آپ اسطرف کا ارادہ کرین اور تہوڑی توجہ مین مسخر فرمائین - اور اس مفتوحہ ملک کو میرے سپرد کرین یا اسکا سر تن سے جدا فرمائین اور اسکا ملک کسی ایک امیر کے تفویض کرین - پس مین کلمۂ توحید پڑہ کے شاہ اسلام کے غلامون مین شریک ہونگا - اور ہر سال خراج مقررہ خزانہ شاہی مین داخل کرتا رہونگا - اس واقعہ کے بعد اگر کوئی مفسد فساد و فتنہ کریگا یا مال واجب خراج کے ادا کرنے مین بہانہ و حیلہ پیش لائیگا مین اسکا جوابدہ ہونگا - خلف حسن بصری نے اُس سے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ سنگیسر کے دخول و خروج کا رستہ نہایت تنگ و دشوار ہے - وہان تک پہنچنا سخت مشکل ہے - سرکہ غدار نے کہا سرکار! مجہہ جیسا خیرخواہ مقدمۃ الجیش ہو تو رستہ دشوار نہوگا - اور ایسے رستہ سے لیجاؤنگا کہ وہان کے خارستان سے ایک کانٹا بہی کسی سوار کے دامن پر نہین پہنچیگا - بغیر رنج و مصیبت

منزل مقصود کو پہنچ جائینگے۔ چونکہ قلم تقدیر ملک التجار کی شہادت پر جاری ہو چکی تہی۔ اور
اجل موعود کا بھی وقت قریب آگیا تہا۔ تو ملک التجار نے دشمن مخالف کے قول پر اعتماد کر کے
سنہ ۸۵۹ ہجری مین روانہ ہوا۔ اکثر دکنیون و حبشیون نے ملک التجار کی رفاقت ترک کر دی جنگل
و جہاڑی مین اسکے ہمراہ نہین گئے۔ اور خلف حسن بصری سرکہ کو ہمراہ لئے ہوے مع جمعیت
سوار جہاڑیون مین گذرنے لگا۔ سرکہ نے دو روز تک راہ فراخ طی کرایا۔ تمام خورد و بزرگ اُس سے
خوش ہوے لیکن تیسرے دن اُس گمراہ نے ایسے رستہ مین پہنچایا ع کہ از ہول او شیر نر مادہ بود۔
نہایت تنگ و دشوار گزار تہا۔ نظم

نہ خورشید کردے رسومش مساحت | نہ تقدیر کردے حدودش مقدر
گیاہش ز درشتی چو دندان افعی | ہوائش ز عفونت چو کام غضنفر
ز آبش اجل رستہ و ز باد پیکان | ز خاکش خسک رستہ و ز خار خنجر
نشیبش ز الماس گسترده مفرش | فرازش ز آتش بپوشیدہ چادر
رہ پیچ پیچش چو زنار راہب | فرو ہشتہ ز اطراف محراب منبر

پس مسافت طی کر کے افتان خیزان ایسے جنگل خوفناک مین پہنچے کہ ہوا کا گذر وہان سے بمشکل
ہوتا تہا۔ اُسکے تین طرفون مین پہاڑ و درے واقع تہے۔ اور ایک طرف بن خلیج واقع تہا۔ جس
رستہ سے کہ آئے تہے اُسکے سوا اور کوئی راستہ نہین تہا۔ خلف حسن اُنہین ایام مین خونی
اسہال رکہتا تہا۔ رات دن مین چالیس مرتبہ بیت الخلا مین جاتا تہا ہرچند کہ کوشش کی کہ آدمی
بترتیب قاعدہ باہم اکہٹا ہو جاوین لیکن ہماری کوشش مفید نہین ہوئی۔ اسلئے کہ لشکری

تھکے ماندے مغرب تک آتے تھے۔ درختون کے نیچے جہان پہنچتے فروکش ہوجاتے تھے۔ دوسرے یہہ ہے کہ اُس جنگل مین اسقدر جگہ نہین تھی۔ کہ دو آدمی ڈیرہ قائم کرکے رات بسر کرین۔ پس ایسی حالت مین سرکہ موقع پاکے درون مین پوشیدہ ہوگیا اور سنگیسر کے راجہ کے پاس بھیجا کہ مین آپکے لئے ایسا شکار لایاہون کہ آئیندہ آپ کو کبھی ایسا موقع نہین ملیگا۔ جسقدر ہوسکے جلد کام تمام کر۔ رائے سنگیسر تیس ہزار پیادہ تو پچی و کماندار و جنجر گزار لیکر آیا۔ سرکہ بھی مع جمعیت اس سے ملگیا۔ جب نصف شب گذرچکی اکثر بہادران رلا ورگھات مین سے برآمد ہوئے اندہیری رات مین ساتھہ آٹھہ ہزار آدمی کو درختون کے نزدیک بکریون کیطرح ذبح کرڈالا فوج مین ایک دوسرے کی واویلا کسی نے نہین سُنی۔ اور کوئی شخص کسیکی فریاد نہین سنتا تھا۔ پھر اہل اصنام باہم اتفاق کرکے خلف حسن بصری پر حملہ آور ہوئے۔ آسانی سے ملک التجار اور دیگر اُسکے ہمراہیون کو بھی قتل کیا۔ جنگل و جھاڑی مین جابجا کشتون کے تودے پڑے ہوئے تھے سرکہ نے فریب و دغا سے مسلمانون کا قتل عام کیا۔ اپنی قوم کے ساتھہ ہمدردی کی۔ ملک التجار سچا مسلمان تھا۔ قول قرار مین پختہ کار و ہوشیار تھا۔ سرکہ غدار کے قول پر اعتماد کرکے بیچارے مسلمان کو قتل کرایا۔ اور خود بھی اُن کے ساتھہ قتل ہوا سرکہ پہلا ہی مرہٹہ ہے کہ مسلمانون کو فریب و دھوکہ دے کے کامیاب ہوا۔ نظم

شب تیرہ بود گذرگاہ تنگ	کہ دشمن سوے جنگ بازید جنگ
درخشیدن تیغ افراشتہ	چراغ براہ اجل داشتہ
برون جستہ تیراز کمین کمان	شدہ مرگ را راہبر سوئے جان

جہانے شد آغشتہ در خاک و خون | یکے سر فگندہ دگر سر نگون
ازان جنگ جویان سوارے نماند | وزان سرکشان نالہ دارے نماند
ہر آنکو نشد کشتہ بگریختہ | بہ یکبارہ از ہم فرو ریختہ
بر فتنہ بدان گون ہر کس کہ زیست | کہ بر زندگی شان بباید گریست

دکنی و غیر دکنی کا جھگڑا

خلف حسن کے قتل ہونے کے بعد جو لوگ جہاڑی کے گوشون مین ادھر اُدھر باقی رہگئے تھے اُن جنشیون ودکنیون سے جو ملک التجار کیساتھہ نہین گئے تھے آکر ملے - اور اپنی مصیبت کی کہانی سنائی اور ملک التجار و دیگر سپاہ اسلام کے قتل کا واقعہ بیان کیا - ظاہراً ان کے حال پر افسوس کیا - اور باطناً دل مین خوش ہوئے - اور مصیبت زدگان سے کہا کہ آپ جاگیرات مین جاکے سامان جنگ فراہم کرکے آو - جو دکنی جنشی تھے وہ روانہ ہوگئے - مگر غربا وہین جمے رہے - اور کہا ہم کہان جائین ہماری جاگیرین یہان سے بہت دور ہین ہم بدون حکم بادشاہ نہین جائین گے ہان بالفعل ہم قلعہ چاکنہ مین جاتے ہین وہان سے سامان مہیا کرکے آتے ہین - مگر اسی کے ساتھہ مغلون سے ایک مغل نے کہا کہ باہمی نفاق کیوجہ سے خلف حسن بصری کی جان ہلاک ہوئی ہم چاکنہ مین جاکے بادشاہ کو مطلع کرینگے - دکنی غربا کی تقریر سنکے گھبرائے حفظ ماتقدم کا خیال کرکے بادشاہ کی خدمت مین ایک معروضہ بھیجا اور اسمین لکھا کہ خلف حسن بصری ایک زمیندار سرکہ نام کے ورغلانے اور سیدون و مغلون کی ترغیب سے راے سنگیسر کے ملک کی جہاڑی وجنگل مین چلا گیا - ہرچند کہ ہم خیرخواہون نے جانے سے ممانعت کی مگر اسنے اجل رسیدہ نے

کسیکی نہین سُنی آخر نوشتۂ تقدیر کرسیٔ ظہور پر جلوہ نما ہوا جو امر شدنی تہا وہ واقع ہوا۔
اور عداوۃً یہہ بہی ایک فقرہ بڑہایا کہ خلف حسن کے واقعہ کے بعد ہم نے امرائے مغل و سادات
و خاصہ خیل کو سمجہایا کہ بمقتضائے خیر خواہی ہم کو چاہئے کہ ہم ہمرکاب رائے سنگیسر سے انتقام لیتی لیکن
انہون نے ہماری بات نہین مانی سرکشی اختیار کی۔ قلعہ چاکنہ کو چلے گئے۔ انکے اوضاع سے معلوم
ہوتا ہے کہ قلعہ چاکنہ پر قبضہ کرکے رایان کوکن سے ملجائین۔ اور بغاوت کا جہنڈہ بلند کرین۔ اُسوقت
بغاوت کا فرو کرنا مشکل ہوگا۔ یہہ عریضہ مشیر الملک دکنی کے ہاتہہ مین پہنچا جو سادات کا و مغلون
دشمن جانی تہا۔ بادشاہ کے ملاحظہ مین پیش کیا۔ اسوقت بادشاہ عین مستی مین تہا خلف
حسن بصری کے قتل اور غربائے مغل کی سرکشی بیان کی۔ سلطان بہت سنجیدہ ہوا۔ اور غلبۂ
غضب کے سبب معاملہ کی حقیقت کو نہین سمجہا۔ پس مشیر الملک دکنی و عماد الملک غوری کو
امرائے چاکنہ کے قتل کیلئے مقرر کیا دکنی حسب الحکم اسطرف متوجہ ہوئے۔ سادات عرب و عجم
نے یہ خبر سنکے اتفاق کیا۔ اور قلعہ چاکنہ مین پناہ گیر ہوئے اور قصبہ چاکنہ کو مستحکم کرلیا۔ اور
ایک عرضداشت مشتمل خلاص احمد آباد بیدر روانہ کی۔ آنکی عرضداشت راہ مین مشیر الملک
کے ہاتہہ مین پہنچ گئی۔ اُسنے پہاڑ کے پہینکدی۔ غربا عرضداشت کے تلف ہونے پر خبردار ہوئے
پہر اور دو عرضداشتین لکہہ کے ملازمین ہندی کے ہاتہہ سے روانہ کین۔ ملازمین بدبخت نے دونون
عرضداشتین مشیر الملک کو دیدین۔ اُسنے بدستور سابق دونون کو پارہ پارہ کردیا۔ اور راستون کے
انتظام مین زیادہ اہتمام کیا۔ ایسا نہو کہ غربا یہان سے نکلکر دار السلطنت پہنچ جائین۔ ایسی
پریشانی حالت مین بیچارے غربا نہایت حیران ہوئے بامر لاچاری راضی بقضا ہوکے تمام نے

باہم اتفاق کرکے غلہ وسامان قوتِ لایموت بقدر امکان قلعہ مین ذخیرہ کرلیا۔ اور دکنیون کی
کیلئے مستعد ہوگئے۔ جب یہہ خبر مشیر الملک کو معلوم ہوئی کہ غربا مقابلہ کیلئے مستعد ہورہے ہین
فوراً اُن امراکو جو دکن مین تہے اور اس فتنہ کے بانی تہے اپنی مدد کیلئے بلایا۔ اور جنیر وغیرہ مقامات
سے بیشمار سوار وپیادہ جمع کرکے قصبہ چاکنہ مین آیا۔ اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور محاصرین کے تنگ کرنے
مین مشغول ہوا۔ تقریباً دو مہینے تک محاصرہ رہا باہم جنگ وجدال کی آگ مشتعل ہوتی رہی۔
اور متواتر دکنیون کی عرضداشتین بادشاہ کی خدمت مین پہنچتی تہین۔ کہ غربائے چاکنہ مخالفت
وبغاوت کے رستہ پر ثابت قدم وراسخ دم ہین۔ اور سلطان گجرات سے مدد طلب کی ہے۔ اور
چاہتے ہین کہ قلعہ گجراتی کے حوالہ کرین۔ یہہ عرضداشتین دفتری دکنیون کے توسل سے بادشاہ کے
ملاحظہ مین گذرتی تہین اور اُنکے جواب مین فرامین شاہی صادر ہوتے تہے کہ غریبان باغی کی
سرکوبی وگوشمالی مین کوتاہی نکرین۔ اُنکے استیصال مین توقف جائز نرکہین۔ اور اون کی
ایسی سیاست کرنی چاہئے کہ دوسرون کو عبرت ہوجائے۔ بیچارے غربا کی عرضیان بادشاہ کے
ملاحظہ مین نہین پہنچتی تہین۔ غریبان بے گناہ نے جب یہہ بات سنی کہ بادشاہ کے حضور مین
ہماری عرضیان نہین پہنچتی ہین اور کوئی ہماری فریاد نہین سنتا ہے۔ اور غلہ وسامان
قوت بسری بہی کم ہوگیا ہے۔ چند غربا نے باہم اتفاق کرکے پختہ ارادہ کیا کہ عیال واطفال کو
مع جمعیت جنگی قلعہ مین چہوڑکے قلعہ سے نکل کے احمد آباد بیدر چلنا چاہئے تاکہ بادشاہ
سے بالمشافہ عرض حال کرین۔ جب مشیر الملک ونظام الملک وغیرہ دکنی غربا کے ارادہ پر واقف
ہوئے۔ باہم شورے کرنے لگے کہ اگر غربا یہان سے فرار ہون گے تو ہمکو اُنپر پورا غلبہ نہین ہوگا

تا وقتیکہ ہمارے جانب سے ایک جم غفیر قتل نہو جائے۔ پس دکنیون نے ازروئے دغا و فریب
بیچارے غربا کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ آل رسول اللہ صلعم و اولاد علی کرم اللہ وجہہ سے ہین
اسلیئے بادشاہ نے تمہاری خطا معاف کردی۔ آپ قلعہ خالی کر دیجئے اور جہان جائے چلے جائیے
ہم حسب الحکم بادشاہ آپکو کسیطرح تکلیف نہین دینگے نہ آپکے جان و مال کو ضرر پہنچائین گے
بیچارے غربا دکنیون کے قول پر اعتماد کرکے قلعہ سے برآمد ہوئے۔ اور قلعہ دکنیون کے حوالے کیا۔ غربا کی
تعداد تخمیناً ڈہائی ہزار تہی جنمین بارہ سو سادات صحیح النسب تہے۔ باقی مغل تہے۔ یہہ مجمع کثیر بیرون
قلعہ فروکش ہوئے۔ اس فکر مین تہے سفر کا سامان فراہم کرکے یہان سے چلے جائین مشیر الملک
نظام الملک قلعہ مین داخل ہوگئے۔ تین روز تک اپنے عہد و پیمان پر قائم رہے۔ بیچارے غربا کو نہین
ستائے۔ مگر چوتہے روز امرائے غربا کو ضیافت کے بہانہ سے قلعہ مین بلائے۔ تخمیناً دعوت مین
تین سو آدمی شریک تہے۔ اور قاسم بیگ صف شکن و احمد بیگ یکہ تاز وغیرہ شریک نہین تہے۔
جب دسترخوان چنا گیا۔ صاحبان دعوت تناول طعام مین مشغول ہوئے۔ حسب الحکم مشیر الملک
و نظام الملک وہ لاوارث دکنی جو گہات مین تہے ہاتہون مین ننگی تلوارین لئے ہوئے بارہ سو سادات
اور ایکہزار مغل مع عیال و اطفال مار ڈالے۔ اور ان کے مال و اسباب لوٹنے مین دست درازے کیئے
اور ان کے عورتون و لڑکیون پر بہی دست اندازی کی۔ اس مقام مین تحفۃ السلاطین کے مولف نے
بخلاف فرشتہ لکہا ہے کہ صرف مردون کو قتل کئے۔ عیال و اطفال و معذورین کو مرفوع القلم
رکہا۔ اُن کے ساتہہ کسی قسم کی مزاحمت نہین کی۔ بظاہر یہی روایت صحیح معلوم ہوتی ہے
اسلئے کہ بہمنیہ سلاطین کے آداب سے تہا کہ باغی کے عیال و اطفال کو بغاوت کے الزام مین ماخوذ

بامزاحمت پہنچائین مغلون کی جماعت سے صرف قاسم بیگ صف شکن و فرا خان کرد و احمد بیگ یکہ تاز وغیرہ معدود اشخاص باقی رہگئے تھے۔ دکنیون کے ہنگامۂ قتل عام سے واقف ہوکے مع عیال و اطفال بیدر روانہ ہوئے۔ مشیر الملک نے تعاقب مین داؤد خان سپہ سالار کو مع جمعیت دو ہزار سوار مقرر فرمایا۔ اور رعایا و جاگیر دارون کے نام سے پروانے لکھے کہ یہہ مغل باغی ہین لیکن بظاہر بادشاہ کے خیرخواہ بنتے ہین انکو جہان پائین قتل کرین۔ اور انکا مال و اسباب ضبط کرین قاسم بیگ مع تین سو دکنیون سے مقابلہ کرتے ہوے منزلین طی کئے ہوے جاتا تہا۔ قریہ رفتہ قصبۂ بیڑ مین پہنچا وہان حسن خان جاگیردار حاکم تہا۔ داؤد خان نے اسکو لکہا کہ مغل حرامخوار و نمک حرام ہین آپ انکی مدافعت مین کوشش کرین۔ ہم ان کے سر تن سے جدا کرکے بادشاہ کے حضور مین بہیجین۔ قاسم بیگ اور حسن خان کے درمیان پہلے سے الفت و محبت کا تعلق تہا۔ قاسم بیگ نے بیجانگر کی لڑائی مین حسن خان کے ساتہہ کچہہ احسان و حسن سلوک کیا تہا۔ حسن خان نے اسوقت داؤد خان کو جواب دیا کہ یہہ حرامخوار ایسے ہین کہ گجرات کی سرحد مین پہنچ گئے۔ داؤد خان حسن خان کی مدد سے ناامید ہوا۔ اور مع جمعیت ڈہائی ہزار قاسم بیگ کی فوج قلیل پر حملہ کیا دکنی اور مغلون مین خوب جنگ ہوا حملہ اول مین داؤد خان ضرب تیر سے مارا گیا۔ دکنیون نے مغلون کو بہت تنگ کیا۔ حسن خان مع جمعیت معرکہ مین پہنچ گیا۔ قاسم بیگ کی محبت کے سبب مغلون کی خوب مدد کی۔ آخر دکنی میدان معرکہ سے داؤد خان کی لاش لیکر چالنہ چلے گئے اور قاسم بیگ بیرون بیڑ فروکش ہوا۔ باتفاق حسن خان ایک عرضداشت بادشاہ کے حضور مین بہیجی۔ عرضداشت حضور بادشاہ کے ملاحظہ مین گذری فرمان طلب قاسم بیگ صادر ہوا

قاسم بیگ مع تمام مغلان بقیۃ السیف حضور مین پہنچے۔ بادشاہ نے تحقیقات شروع کی۔ معلوم ہوا کہ مصطفیٰ خان سرآمد کار ملکی کو جو غریبون کی عرضداشتین پیش نہین کرتا تہا قتل کیا۔ اور شہر مین اسکی لاش کی تشہیر کرائی تاکہ عبرت کا باعث ہو۔ قاسم بیگ صف شکن کو بجائے خلف حسن بصری دولت آباد و جنیر کا سرلشکر کیا۔ اور قرا خان کرد و احمد بیگ یکہ تاز کو منصب امیرالامرائی سے سرفراز فرمایا۔ اور غریبون کی تربیت و ترقی کیطرف متوجہ ہوا۔ اور دفتر ملکی مین اکثر مغلون کو عہدے ملے۔ مشیرالملک نظام الملک کے مکانات مع سامان قرق کیے گئے اور انکو مع دیگر مفسدین باطوق و زنجیر پیادہ پا چاکنہ سے بیدر مین لائے۔ سخت سزائین دی گئین۔ محمود شاہی کے مولف نے لکہا کہ مشیرالملک نظام الملک اسی برس مین گرفتار ہوکے سنہ مذکورہ مین فوت ہو گئے۔ انکی اولاد بجائے شاہدان بازاری کوچہ و بازار مین گہومتے تہے یہہ بہت کاروزلت سادات کشی کی بدولت نصیب ہوئی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

شیخ آذری مولف بہمن نامہ کا خط مشتمل بسفارش غربا

مقتل چاکنہ سے جو غربا باقی رہے تہے۔ انہون نے شیخ آذری کی خدمت مین ایک خط بہیجا۔ اور غربا کے قتل عام و دکنیون کی شکایت لکہی۔ اور شیخ سے ابیات کی درخواست کی کہ آپ ہمارے لئے سلطان علاءالدین کو خط لکہئے۔ اور ہماری سفارش کیجئے۔ پس آذری نے علاءالدین کو ایک خط نصیحت آمیز لکہا۔ اور سادات کے قتل کی بابت بہت ملامت کی اور ایسے درد انگیز فقرے لکہے کہ بہمنی خط کے مطالعہ سے روتا تہا اور افسوس کرتا تہا۔ بقیۃ السیف غربا کو معززہ خدمات پر مقرر کیا۔ اور ان کو انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ اکثر دکنیون کو خدمات سے

معزول و بعض کو مقتول کیا۔ دربار مین غربا کو دست راست مین اور دکنیون کو دست چپ مین قیام کی اجازت دی۔ یہہ واقعہ ۸۵۵ھ ہجری مین ہوا۔ پہر بادشاہ نے آذری کے خط کا جواب خاص اپنے ہاتہہ سے لکہا اور اسکے لئے کئی ہزار ہن بہیجے۔ اور خود سلطنت کا انتظام کرنے لگا۔ اور دکنیون کو حقارت کی نظر سے دیکہتا تہا۔ مگر دونون فریق جو سلطنت کے دو قوی بازو تہے باہم ایک دوسرے کا سخت مخالف ہوا۔ ایک دوسرے کو گرانا چاہتا تہا۔ ان دونون فریق کی مخالفت سے سلطنت مین ضعف بڑہتا جاتا تہا۔ اور رعایا پر بہی برا اثر موثر ہوتا تہا۔ آخر انہین مفسدون سے سلطنت بہمنیہ برباد و تباہ ہوگئی۔ چنانچہ عنقریب سلطنت بہمنیہ کی بربادی و تباہی کا ذکر آئیگا۔

سکندر خان کی بغاوت

فرشتہ و دیگر مورخین نے لکہا کہ ۸۵۷ھ ہجری مین سوء اتفاق سے بادشاہ بہمنی کے پیر مین ایک ضرب سخت آئی پیر زخمی ہوگیا۔ ہرچند معالجہ کرتے تہے مگر زخم مندمل نہین ہوتا تہا۔ زخم کی وجہ سے عاجز ہوگیا تہا۔ اور گہر سے بہت ہی کم برآمد ہوتا تہا۔ اکثر اسکے فوت ہونیکی خبرین منتشر ہو جاتی تہین۔ تمام سلطنت مین کہلبلی پڑجاتی تہی۔ چنانچہ جلال خان داماد احمد شاہ بہمنی نے جو تلنگانہ مین حکمرانی کرتا تہا۔ بادشاہ کے مرنے کی خبر باور کرکے اکثر تلنگانہ کے بلاد پر متصرف ہوگیا۔ اور انہین ایام مین خان اعظم صوبہ تلنگانہ بہی فوت ہوگیا۔ پس جلال خان نے میدان خالی دیکہہ کے اپنے فرزند سکندر خان کو جو احمد شاہ بہمنی کا نواسہ اور علاء الدین کا ہمشیرزادہ ہوتا تہا بادشاہ بنانا چاہا۔ اور اس مشورہ مین تلنگانہ کے بہت سے امرا شریک کرلیا۔ تلنگانہ کے بلاد پر قبضہ کرنے لگا۔ سلطان علاء الدین

ہمشیرہ زادہ کی بغاوت کی خبر سنکے باوجود بیماری لشکرکشی کا حکم دیا۔ پھر جلال خان کو معلوم ہوا
کہ بادشاہ زندہ ہے اور ہم پر فوج کشی کرنیوالا ہے پدر و پسر نے باہم ملکے مشورہ کیا۔ اور یہہ امر
قرارداد ہوا کہ خود تلنگانہ مین رہے۔ اور سکندر خان ماہور کیطرف چلا جائے۔ اگر بادشاہ ایک طرف
حملہ کرے تو دوسرے طرف خلل و فتنہ برپا کیا جائے۔ اور باہم ایک دوسرے کی مدد کرے پس
سکندر خان ماہور گیا بہت جمعیت فراہم کرلیا۔ بادشاہ سے مقابلہ کیلئے مستعد ہو گیا۔ چونکہ
علاءالدین بادشاہ رحیم و رقیق القلب تہا اور صلہ الرحم کا زیادہ لحاظ کرتا تہا۔ بناءً علیہ ہمشیرزادہ کو
متعدد خطوط نصیحت آمیز لکہے۔ لیکن کوئی نصیحت موثر نہین ہوئی۔ اور قولنا مہ بہی بہیجا وہ بہی
کارگر نہین ہوا۔ چونکہ سکندر خان پیشتر شاہزادہ محمد خان کی بغاوت مین بہی شریک تہا۔
بادشاہ سے ڈرتا تہا اس لئے اس کے قول و قرار پر اعتماد نہین کرتا تہا۔ اسی خوف و اندیشہ کی وجہ سے
سلطان محمود خلجی والی مالوہ کو پیغام بہیجا کہ علاءالدین شاہ بیمار ہوکے فوت ہو گیا۔ مگر امرانے
اسکی موت کو اپنے مقاصد و اغراض کیلئے پوشیدہ رکہا ہے۔ اور وہ چاہتے ہین کہ بزرگان ملکت
و مستحقان دولت کو نیست و نابود کرین اگر آپ ایسے وقت یہان تشریف لائین تو تلنگانہ
و برار آسانی سے آپکے تصرف مین آجائیگا۔

محمود خلجی کا حملہ اور واپس ہونا

چونکہ محمود شاہ خلجی والی مالوہ اسوقت خاندیس و گجرات کے حکام کی نسبت زبردست و صاحب
مقدرت زیادہ تہا۔ بہادری و الوالعزمی مین بہی مشہور تہا۔ سکندر خان ہمشیرزادہ سلطان
علاءالدین بہمنی کی تحریک و طلب سے فی الفور مع فوج جرار برآمد ہوا۔ اور مبارک خان فاروقی

حاکم برہان پور کو بھی اپنے ہمراہ لے لیا۔ اور سکندر خان محمود کی آمد سنکے مع اٹھہزار سوار چند منزل استقبال کرکے اس سے ملا۔ سلطان علاء الدین اگرچہ بیماری کے سبب سے سخت تکلیف مین تہا۔ گہر برآمد ہونا اسکے لئے ایک امر دشوار تہا۔ لیکن اولوالعزمی و ہمت سے خلجی کے مقابلہ کیلئے مستعد ہوا۔ پانچ کوس آگے روانہ کرکے خود مع لشکر بیجاپور و خاصہ خیل پالکی مین بیٹھہ کے خلجی کے مقابلہ کیلئے جو ماہور کے جنگل و میدان مین فروکش تہا روانہ ہوا۔ جب محمود خلجی کو معلوم ہوا کہ سلطان علاء الدین زندہ ہے اور مقابلہ کیلئے آرہا ہے۔ مقابلہ کو مناسب نہ سمجھہ کے راتکو کوچ کرکے چلا گیا۔ اور ایک امیر کو سکندر خان کی مدد کیلئے چھوڑ گیا۔ اور امیر سے کہدیا کہ اگر سکندر خان دکنیون سے ملنے کا ارادہ کرے تو فوراً اُسکو گرفتار کرلینا۔ اور اسکا تمام سامان شاہی مانڈو لے آنا۔ سکندر خان خلجی کے ارادہ کو سمجھہ گیا۔ دو ہزار افاغنہ و راجپوت ہمراہ لیکر نلگنڈہ چلا گیا۔ اور مالوے سے علیحدہ ہو گیا وہان پہنچ کے دیکھا کہ خواجہ محمود گاوان نے قلعہ پر محاصرہ کیا ہے۔ قلعہ مین داخل ہونا مشکل ہے پس ہمت و دلیری کیساتھہ قلعہ مین باپ کے پاس پہنچ گیا۔ خواجہ سکندر خان کے داخل ہونے سے بہت خوش ہوا اور محصورین پر سختی شروع کردی۔ محصورین عاجز و تنگ ہو گئے۔ آخر بامر لاچاری باپ و بیٹے نے بذریعہ خواجہ امان نامہ بادشاہ سے حاصل کیا۔ اور قلعہ کو خواجہ کے سپرد کردیا۔ اور خواجہ کے ساتھہ دونون بادشاہ بہمنی کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ قصور کی معافی چاہی۔ بادشاہ رحیم نے دونون کا قصور معاف کرکے بدستور نلگنڈہ جاگیر پر بحال فرمایا۔ اور فخر الملک ترک کو ماہور کی حکومت عطا کی۔ اور فرخ الملک کو رائچور کی تہانہ داری پر مقرر کیا۔ اور خود مع جمعیت دار السلطنت مراجعت کی۔ یہہ واقعہ ۸۶۰ھ ہجری مین ہوا۔

سلطان علاء الدین بہمنی کا ہمایون کو ولیعہد کرنا اور مرض الموت مین مبتلا ہوکے فوت ہونا

علاء الدین تلنگانہ و خلجی کے مہم سے فارغ ہوکے دار السلطنت مین آیا۔ دو سال تک عیش و آرام کرتا رہا۔ پھر پیر کا درد شروع ہوا۔ بادشاہ کو زندگی سے یاس ہو گیا۔ دربار عام فرمایا۔ شاہزادہ ہمایون کو ولیعہد کیا۔ امرا و اعیان دولت نے طوعاً و کرہاً قبول کیا۔ اور ولیعہد کو مندرجہ ذیل نصائح کئے نصائح یہہ ہین۔ اے جان بابا! - دلیل قاطع کے بعد حکم کرنا چاہیے۔ ارباب غرض کی باتون پر اعتماد نہین کرنا۔ صاحبان فسق و فجور کو ذلیل کرنا۔ غماز و چغل خور کی بات نہین سننا۔ تھوڑی خطا پر بیگناہ کو سزا نہین دینا۔ مہمات سلطنت کو صلاح و مشورہ سے کرنا۔ تالیف قلوب رعایا کا لحاظ۔ مال واجب کے مطالبہ مین رعایا سے مناقشہ نہین کرنا۔ رعایا کی آسائش مین کوشش کرنا مظلوم کی فریاد سے ڈرنا۔ ملازمین کو بیوجہ نہین نکالنا۔ ہمایون نے باپ کی نصیحتین تسلیم کین لیکن سلطنت کے زمانہ مین ایک پر بھی عمل نہین کیا۔ بلکہ ظالم کے لقب سے ملقب ہوا۔ چونکہ ہمایون تند مزاج و ظالم تہا لوگ اُس سے بیزار و متنفر تہے۔ چنانچہ موقع پر اُسکا ذکر آئیگا فرشتہ نے لکہا کہ علاء الدین بہمنی عالم فاضل فصیح بلیغ تہا۔ فارسی عربی خوب جانتا تہا۔ صوم و صلوۃ کا پابند تہا۔ کبہی جمعہ و عیدین مین مسجد جامع مین جاتا تہا۔ اور منبر پر چڑہ کے خطبہ پڑہتا تہا۔ اور خطبہ مین اپنا نام اِن القاب سے یاد کرتا تہا کہ { السلطان العادل الکریم الحلیم الرؤف علی عباد اللہ الغنی علاء الدنیا و الدین علاء الدین بن الاعظم السلاطین احمد شاہ البہمنی الخ } ایک دفعہ جمعہ کے روز مسجد جامع مین ایک تاجر عز

جس نے اپنے گھوڑے بادشاہی وزرا کے ہاتھ فروخت کئے تھے - کارپردازان دیوانی رقم دینے مین حیلہ وبہانہ کرتے تھے - بیچارہ عرب عاجز و تنگ ہو گیا تھا - اور قلعہ چاکنہ کے قتل عام سے بھی واقف تھا منبر کے قریب بیٹھ گیا - جب بادشاہ نے السلطان العادل الکریم الحلیم الرؤف علے عباد اللہ الغنی علاء الدنیا والدین علاء الدین بن اعظم السلاطین احمد شاہ ولی بهمنی الخ کی عبارت پڑھی تب ہی عرب کھڑا ہوا اور کہا کہ لا واللہ لا عادل ولا کریم ولا حلیم ولا رؤف ایہا الظالم الکذاب تقتل الذریۃ الطاهرۃ وتتکلم بھذہ الکلمات علی منابر المسلمین - یعنی خدا کی قسم اے ظالم دروغ گو تو نہ عادل ہے نہ کریم - نہ بردبار نہ مہربان اولاد طاہرہ یعنی سادات کو قتل کرتا ہے اور منبرون پر ایسے کلمے بولتا ہے جو واقعہ کے خلاف ہین الخ کہ بادشاہ پر عرب کا کلام موثر ہوا بہت رویا - اُسیوقت گھوڑون کی قیمت ادا کی اور کہا جن لوگون نے مجکو یزید کی طرح بدنام کیا ہے وہ لوگ خدا کے غضب سے رہائی نہین پائین گے - مسجد سے آکے محل مین داخل ہوا - پھر تا مرگ گھر سے قدم باہر نہین رکھا - آخر اُسی درد پا کے صدمہ سے ۸۶۲ھ ہجری مین اس دار ناپائیدار سے عالم بقا کو روانہ ہوا - تمام پسماندگان کو رنج وغم مین مبتلا کیا - پھر علما و مشائخ وارکان سلطنت جمع ہوئے - بادشاہ کی تجہیز و تکفین کرکے بہمنیہ مقبرہ بیدر مین دفن کئے - مدت سلطنت ۲۳ سال و ۹ مہینہ ۲۰ دن - مدت عمر ۳۸ سال - اولاد ۲ پسر و ۳ دختر -

علاء الدین کے شمائل و خصائل کا ذکر

سلطان علاء الدین علم وفضل کے زیور سے آراستہ تھا - نیک سیرت و پاکیزہ طینت رحم دل

عدل گستر رعایا پرور تھا۔ مزاج مین حسینی و چالاکی موجزن تھی۔ تشرع و متدین تھا۔ ممالک محروسہ کے ہر ایک گانون و قصبہ مین قاضی و مفتی و محتسب مقرر کئے تھے۔ اور اُنکو سخت تاکید کی تھی کہ شرعی احکامات کے اجرا مین تغافل نکرین عوام الناس کو منہیات سے باز رکھین۔ شراب خواری کی سخت ممانعت کی تھی اگر کوئی شراب کے استعمال کا مرتکب ہوتا تو سخت سزا دیتا تھا۔ اس معاملہ مین سخت گیر تھا کسیکی رعایت نہین کرتا تھا۔ فرشتہ نے لکھا کہ ایک دفعہ سید محمد الحسینی گیسو دراز کے پوتے نے ایک فاحشہ کے ساتھہ شراب پی اور اُسکو خوب مارا اور اُسکی چوٹیا کاٹ لی۔ کوتوال نے مخدوم زادہ کو گرفتار کرکے بادشاہ کو مطلع کیا۔ بادشاہ نے مخدوم زادہ کے پاؤن پر دو سو کوڑے مارے فاحشہ کو گدہے کی کہال اُڑہا کر تشہیر کرکے شہر بدر کر دیا۔ انصاف پسند تھا ظلم کا روادار نہین ہوتا تھا ظالمون کو سخت سزائین دیتا تھا۔ اور مظلومون کی ہمدردی مین کوتاہی نہین کرتا تھا قماربازون و بدمعاشون کا دشمن جانی تھا۔ کوتوال و تھانہ دارون کو تاکید شدید کی تھی کہ ان بدمعاشون کو تلاش کرتے رہو جہان ملین سزائین واجب دیتے رہو۔ جو ان افعال ناہنجار پر اصرار کرین اُنکو شہر بدر کردین۔ دریوزہ گرون و گدایون کو کسب معاش کی ہدایت کرکے تاکید کرتا اُن کو دریوزہ گری و کوچہ گردی سے روکتا تھا۔ شہر مین مانگنے سے ممانعت کرتا تھا۔ اور اُنکو مجبور کرتا کہ محنت و مزدوری کرکے کمائین کہائین اگر بادشاہ کے حکم کی تعمیل نکرتے تو اُنکو قید کرکے شہر کی نالیان صاف کراتا۔ اور صنعۂ تعمیرات مین اُن سے کام لیتا۔ اور اکثرون کو شہر سے نکال دیتا تھا چاہتا تھا کہ دنیا مین تمام خوشحال و فارغبال رہین۔ اور مشائخ کو تاکید کرتا تھا کہ اہل اسلام کو مسائل دینیہ ضروریہ سکہلائین۔ اور افعال منہیات سے باز رکہین۔ اور

مریدون کو ایسی ہدایت کرین کہ وہ صراط مستقیم پر ثابت قدم رہین۔ اخلاق و آداب اسلام
مین پیر کے ہمقدم ہو جائین۔ پیری مریدی سے مقصود یہی ہوتا ہے کہ پیر مرشد مرید گمراہ
کو راہ راست پر لائے۔ گناہون مین ڈوبے ہوئے کو کنارۂ نجات پر پہنچائے۔ اور مرید کو چاہئے کہ
پیر مرشد کے حکم کی تعمیل کرے اور حسن عقیدت و صدق ارادت سے فرمودۂ پیر کو مانے۔ بزرگان
سلف و مشائخ متقدمین مدۃ العمر یہی کام کرتے رہے۔ دنیا و مافیہا سے الگ رہتے تھے سلاطین
و امرا سے بھاگتے تھے۔ بے پروانہ زندگی چند روزہ بسر کرتے تھے۔ راتدن عبادت الٰہی مین
گذارتے تھے مشائخ دنیا پرست بادشاہ کی سخت گیری سے تنگ ہوتے تھے۔ بادشاہ بھی اس قسم کی
مشائخ سے نفرت کرتا تھا جو اہل اللہ خدا دوست ہوتے تھے اُن سے نیازمندانہ ملتا تھا۔ اور
قدمون کو سر آنکھون پر رکھتا تھا۔ بعض خاصان خدا جسکی نسبت سفارش کرتے فوراً تعمیل کر دیتا تھا
رقیق القلب و رحم دل تھا انسان کے قتل کو پسند نہین کرتا تھا سخت سے سخت سزا حبس دوام تھا لیکن
قضات و حکام کے حکم سے قتل قصاص مین مداخلت نہین کرتا تھا شرع کے موافق قضایا کے
فیصلے ہوتے تھے۔ آسائش خلائق کا خواہان رہتا تھا۔ مفید عام کام مین سبقت کرتا تھا۔ یہی پہلا
بادشاہ ہے کہ اسنے شہر بیدر مین رعایائے مساکین و غربا کیلئے دار الشفا تعمیر کرائی تھی۔ اور دار الشفا
مین چند اطبائے یونانی و مصری ملازم رکھے تھے۔ اور دوا خانہ کے اخراجات کیلئے چند دیہات
وقف کر دئے تھے دیہات کی آمدنی بیمارون کی دوا و غذا و ملازمین کی تنخواہ مین صرف کیجاتی تھی
غربا و مساکین قوم ہندو و مسلم کو مفت دوا دیجاتی تھی اور غربائے بینوا و مساکین کم استطاعت
کو دار الشفا مین رکھتے تھے۔ اُنکو خوراک و پوشاک سرکار کے جانب سے ملتی تھی۔ غربا و فقرا مساکین

آرام سے رہتے تھے۔ صحت کے بعد چلے جاتے تھے۔ علم و ہنر کا قدردان تھا۔ علما کی بڑی قدر کرتا تھا
اس کے زمانہ مین شہر بیدر دار العلوم والفنون ہو گیا تھا۔ سلاطین بہمنیہ کے زمانہ مین اکثر علمائے
کرام و اولیاء عظام دیار و امصار سے آتے تھے۔ سلاطین کی قدردانی و جوہر شناسی یکھہ کے یہین
سکونت پذیر ہو جاتے تھے۔ ہر ایک سلطان کے عہد مین علما و اہل اللہ کی آمد کا سلسلہ جاری رہا
چنانچہ سلطان علاء الدین کے عہد مین حضرت شیخ ابراہیم بن الشیخ فتح اللہ القادری الملتانی
شہر بیدر مین آئے اور بادشاہ سے جامع مسجد مین جمعہ کے دن ملے۔ اور اپنی مولفہ کتاب مسمّیٰ
معارف العلوم جسکا دیباچہ سلطان کے نام سے معنون کیا تھا پیش کیا۔ بہمنی آپکی ملاقات سے بہت
خوش ہوا۔ آپکی مولفہ کتاب کو دیکھہ کے پسند فرمایا۔ اور کتاب کے ملاحظہ سے آپکے تبحر علم کی تصدیق
ہوئی۔ آپکو ایک خطبۂ عربی کی درخواست کی آپنے فوراً تیار کر دیا۔ علاء الدین نے ایک فارسی شعر آپکو
دیا کہ اسکا عربی ترجمہ کر دیجئے کہ مین اسکو بھی خطبہ مین درج کرنا چاہتا ہون آپنے فوراً شعر کا ترجمہ کر کے
حوالہ کیا۔ شعر فارسی یہہ ہے۔

آنکہ پا از سر نخوت نہ نہادی بر خاک — عاقبت خاک شدہ خلق برو می گذرند

عربی ترجمہ

اَلَّذِیْ لَا یَضَعُ قَدَمَہٗ عَلَی الرُّخَامِ — صَارَ تُرَابًا یَمُرُّ عَلَیْہِ الْاَقْدَامُ

حضرت کی کتاب معارف العلوم میرے کتبخانہ مین تھی۔ ضخامت مین پانچ جز قلمی نسخہ نادر الوجود تھا
آپنے تمام علوم و فنون کی تعریفین کشف الظنون و معارف جرجانی کی طرح لکھی ہین۔ افسوس
اسبات کا ہے کہ یہہ نایاب نسخہ میرے کتبخانہ نوادر کے ساتھہ موسی ندی حیدرآباد کی طغیانی مین غرق آب

فہدر رسیالت ہو گیا - بادشاہ آپکی لیاقت و فضیلت سے نہایت خوش ہوا - آپکو خلعت و جاگیر سے ممتاز
کیا - آپ ہمیشہ بادشاہ کے پاس دربار مین آمدورفت کرتے تہے - بادشاہ آپکی ملاقات سے خوش ہوتا تہا
اور آپکی خدمت سے فیض حاصل کرتا تہا - مین نے حضرت کا حال محبوب ذی المنن تذکرہ اولیاے دکن
مین شرح لکہا ہے - ابہی مطبوع نہین ہوا عنقریب طبع ہوگا شائقین ملاحظہ سے مستفید ہونگے
سلطان بہمنی ملکی انتظام سے خوب واقف و ماہر تہا - ابتدا مین سلطنت کے مہمات جزئی و کلی مین
مصروف رہتا تہا - ملک و سپاہ کی خبرگیری عمدہ طرح سے رکہتا تہا - احسان و عدل مین مشہور
ہوگیا تہا - آخر مین عیش پسند و آرام طلب بنگیا تہا - ایکہزار عورتین شکیلہ و جمیلہ جمع کرلی تہین نہین اپنا
مستورات کے انتظام مین مشغول رہتا تہا - سلطنت کے مہمات وزراو کاربردازون کے سپرد کرد ئے تہے
نعمت آباد کے ندی کے کنارہ ایک باغ بہشت مثال ورایک محل رشک فردوس تعمیر کرایا - اکثر
اوقات باغ و محلات مین عیش و عشرت و آرام و لذت سے زندگی بسر کرتا تہا - راتدن محلات
مین رہتا تہا دوچار مہینہ کے بعد بارگاہ کل یعنی دربار عام مین رونق افزا ہوتا تہا - اسوقت
امرا و وزرا و رعایا و فقرا کا سلام عام لیتا تہا - سلطنت کا انتظام جزء سے کل تک وزرا و کاربردازون
کے اقتدار مین تہا - وزرا و کاربرداز مختلف ممالک کے تہے غرض نفسانی و خود پسندی سے باہم
رشک و حسد کرتے تہے - مختلف پارٹیان ہوگئی تہین ایک پارٹی مدعی ہوتی تہی کہ ہم دکنی ملکی ہین
اور دوسری پارٹی کو غیر ملکی و آفاقی کے لقب سے پکارتے تہے دونون پارٹیون کی وجہ سے
سلطنت کی عمارت متزلزل ہورہی تہی - اور امارت کی قوت و قدرت تنزل پذیر تہی - غرض
نفسانی مین ایسے مست تہے کہ کچہہ نہین سمجہتے تہے کہ اس اختلاف فضول کا نتیجہ کیا ہوگا واقع مین

ملکی و غیر ملکی کا جھگڑا فضول واقع کے خلاف تھا۔ دونون پارٹیون کے ارکین خود غیر ملکی ہی تھے۔ یہی حضرات فتنہ و فساد برپا کرتے تھے۔ بیچارے ملکی کون تھے؟ ملکی اصل مین یہان کے ہنود تلنگے و کنھڑے و کمٹی و ناٹرو وغیرہ اور نو مسلم تھے۔ یہ بیچارے ایسے درجہ مین تھے کہ اُن کے مقابل مین قطار و شمار مین نہین ہوتے تھے۔ جھگڑے اور فساد سے الگ رہتے تھے۔ دکن مین ملکی و غیر ملکی کی تخم ریزی حضرات آفاقیون کی بدولت واقع ہوئی۔ اور ایسی جمی کہ نسلاً بعد نسلٍ ہوتی، پھلتی رہی۔ کسی نے اس خانہ برانداز کی استیصال کی تدبیر نہین کی۔ کون کرتا؟ کارپردازان سلطنت خود اس بلا مین مبتلا تھے۔ ہان بادشاہ کر سکتا تھا۔ لیکن بادشاہ عیش و عشرت مین ایسا مست و محو تھا کہ خودی سے بیخود تھا۔ اور کارپردازون کے ہاتھہ مین گویا کاٹ کا پتلا تھا جس پارٹی کا قابو چلتا اُسکے قابو مین آجاتا۔ جس کے قابو مین بادشاہ ہوتا وہ پارٹی غالب ہوجاتی۔ انا و لا غیری کا دم بھرتی اور مغلوب پارٹی کے اقتدارات گھٹا دیتی پھر مغلوب غالب کے گرانے کی پیروی کرتا۔ اس اختلاف و فتنہ بیجا کا یہہ نتیجہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ سلطنت کمزور ہوکے منقرض ہوجاتی ہے۔ مین نے زوال سلطنت کے اسباب مین کارپردازون کی نا اتفاقی کو بھی اعظم الاسباب لکھا ہے۔ مدبران ملک کو چاہیے کہ ممالک قلوب کی سرحد سے نا اتفاقی کو خارج اور اُسکے معاوضہ مین اتفاق و وفاق کو قائم کرین تاکہ سلطنت کو دوام و رعیت کو نفع عام حاصل ہووے۔ خدایا ہمارے دلون کو حسد کی تاریکی سے روشن اور ہماری باہمی نا اتفاقی کو دور کر اور ہمکو دنیا مین غیرون کی نظرون مین ذلیل و خوار نکر۔

شاہزادہ حسن خان کا جلوس اور ہمایون شاہ کا اسکو معزول کرکے تخت نشین ہونا

فرشتہ نے لکھا کہ جب علاء الدین فوت ہوا۔ تو سیف خان و ملو خان امرا سرکار بہمنیہ نے اُسکے فوت ہونے کو

پوشیدہ رکھا کسیکو مطلع نہین کیا۔ شاہزادہ حسن خان کو جو ہمایون کا چھوٹا بھائی تھا تخت نشین
کیا۔ اکثر ارکان دولت جو ہمایون کی بدمزاجی سے ناخوش تھے وہ بھی تخت نشینی مین شریک ہوئے
شاہ حبیب اللہ بن شاہ خلیل اللہ بن شاہ نعمت اللہ داماد احمد شاہ بہمنی امیرانہ شان رکھتا تھا
درویشی سے متنفر تھا۔ حسن شاہ کی تخت نشینی سے بہت ہی خوش ہوا۔ اور امرا نے باہم تجویز کرکے
چند کار آزمودہ وہوشیار ہمایون کے قتل کیلئے روانہ کئے۔ ہمایون پہلے ہی سے ہوشیار و مستعد تھا
سکندر خان وغیرہ کو اپنا رفیق ومعین بنا لیا اور اسی سوار یا سو سوار ہمراہ لیکر دربار شاہی کے طرف
روانہ ہوا۔ راستہ مین مخالفین سے لڑتا ہوا دربار کے قریب پہنچ گیا۔ ہمایون کا رعب وداب تمام کے
دلون مین جما ہوا تھا۔ اور اسکی سخت مزاجی سے گھبراتے و بید لرزان کیطرح کانپتے تھے۔ فیلبانون
وپردہ دارون وغیرہ حشم وخادم نے دیکھا کہ ہمایون دربار کے قریب آگیا ہے اور شہر کے لوٹیرے وغوغائی
بھاگ رہے ہین اور ہمایون تعاقب مین برق وباد کی طرح آرہا ہے تمام ہمایون کی خدمت مین آگئے
پس ہمایون مع جمعیت کثیر بارگاہ کل یعنی دربار عام مین داخل ہوا۔ حسن خان کو جو بھائی کے
خوف سے کانپ رہا تھا تخت فیروزہ سے اوتارا۔ اور اسیوقت سید لاڈ خان امیر الامرا کو ہاتی کے پیر مین
بندھوا کے قتل کرایا۔ اور شہر کے کوچہ وبازار مین پھرایا اور شاہ حبیب اللہ کو مقید کیا۔ اور ملو خان
لڑتے ہوئے شہر سے نکل کر کرناٹک کی سرحد مین پہنچ گیا۔ اور ہمایون شاہ اطمینان سے تخت نشین ہوگیا
والد ماجد کی وصیت کے موافق خواجہ محمود گاوان کو ملک التجار خطاب دیکر وکیل شاہی اور طرفدار
بیجاپور کیا۔ اور ملک شاہ بزرگ زادہ چنگیزیہ کو خواجہ جہان خطاب دیکر طرفدار تلنگانہ کیا۔ اور
عماد الملک کے برادرزادہ کو نظام الملک خطاب ومنصب ہزاری عطا کرکے تلنگانہ مین جاگیر بھی دی

سکندر خان کی بغاوت اور اُسکا خاتمہ

چونکہ سکندر خان ابن جلال خان بخاری ہمایون شاہ سے محبت و اتحاد رکھتا تھا - اور ہمایون کا شاہزادگی کے زمانہ مین مصاحب و رفیق موافق تھا - اور اس نے خلافت کے زمانہ مین مصاحبت و رفاقت کا حق عمدہ طرح سے ادا کیا - منتظر و امیدوار تھا کہ ضرور حکومت "تلنگانہ" کی ملیگی - جب اُسکی مراد پوری نہ ہوئی تو دلگیر و خستہ خاطر ہوا - اور یہان سے بدون حکم بادشاہ اپنے باپ کے پاس تلنگڈہ چلا گیا جلال خان نے بیٹے کی وجہ سے بغاوت کا علم بلند کیا - اور لشکر سوار و پیادہ فراہم کرنے لگا سلطان ہمایون شاہ پسر و پدر کی بغاوت کی خبر سنکے خانجہان حاکم برار کو جو دار الخلافہ مین مبارکباد دینے کے لئے آیا تھا مخالفین کی مدافعت کے لئے مقرر فرمایا - سکندر خان نے جمعیت فراہم کرکے تلنگانہ مین اُس سے خوب مقابلہ کیا - سکندر خان غالب و خانجہان مغلوب ہوا - ہمایون شاہ خود مع فوج جرار تلنگڈہ مین آیا - بیرون تلنگڈہ فروکش ہوا - منتظر تھا کہ پدر و پسر مجھ سے امان نامہ لیکر میری خدمت مین حاضر ہو جائین گے - یکایک سکندر خان نے بادشاہی لشکر پر شبخون مارا - بامر لاچاری ہمایون شاہ نے صبح کو قلعہ گیری کا سامان مہیا کیا - سکندر خان اپنی فوج افاغنہ و راجپوت پر اعتماد رکھتا تھا - مع جمعیت آٹھ ہزار سوار مقابلہ کے لئے آیا - ہمایون شاہ خوب جانتا تھا کہ سکندر خان مرد دلیر و کار آزمودہ و تجربہ کار ہے - از روئے محبت و حکمت عملی اُسکے پاس پیغام بھیجا کہ مجھے نہایت ہی افسوس معلوم ہے کہ آپ جیسا بہادر و دلاور اپنے خداوند نعمت سے بغاوت کیجے اور لڑائی مین مارا جائے - مین آپکا قصور معاف کرتا ہون اور آپکو دولت آباد یا برار کے علاقہ مین جاگیر التمغا عطا کرتا ہون آپ جہان چاہین وہان خوشی سے رہین اور آرام و اطمینان سے زندگی

بسر کریں - جنگ و جدل سے کچھہ حاصل نہو گا - سکندر خان نے جواب کہلا بہیجا کہ آپ احمد شاہ کے پوتے اور میں اُنکا نواسہ ہون - ہم و آپ دونون سلطنت مین شریک ہین - مجہے ملک گانہ عطا کیجئے - نہیں تو مقابلہ کیلئے مستعد ہون - پس ہمایون شاہ سکندر خان کے جواب سے سخت ناخوش ہوا - نہایت غضبناک ہو کے مقابلہ شروع کیا - سکندر خان بہی مدافعت کرنے لگا - طرفین کے سپاہ صبح سے شام تک لڑتے رہے - دونون جانب کی سپاہ برابر رہی - آخر محمود گاوان نے دست راست سے اور خواجہ جہان ترک نے دست چپ سے سکندر خان کی فوج پر ایسا حملہ کیا کہ سکندر خان کے اکثر سپاہ مقتول ہوئے - اس قتل و خونریزی مین ہمایون شاہ مع ایکہزار نیزہ انداز و نیزہ گزار سکندر خان پر حملہ آور ہوا - اور ایک مست ہاتی اسپر ہا کیا - ہاتی نے سکندر خان کو سواری سے زمین پر گرا دیا - سکندر خان کے گرتے ہی فوج مین پریشانی پہیل گئی - لوگ بہاگنے لگے - اور اُسکی فوج اُسپر سے گذر رہی تہی - کسیکو خبر نہوی کہ یہہ سکندر کی لاش ہے گہوڑون کے سمون کی ضرب سے لاش پاش پاش ہو گئی - اُسکی تمام فوج میدان معرکہ سے بہاگ گئی - کوئی فرد بشر باقی نہیں رہا خواجہ جہان ترک و محمود گاوان کی کوشش جمیلہ سے جلال خان گرفتار ہوا - پس بادشاہ اس جہگڑے سے فارغ ہو کے ورنگل چلا گیا - نظم

جوانان ز کینہ کشیدند تیغ بقتل گریزندگان بیدریغ
چو خان سکندر در آمد ز زین شد آلودہ خون تن نازنین
چنان کوفتہ پشت و پہلو و دوش کہ مغزش برون آمد از راہ گوش
ہمین بود تا بود گردون سپہر گہے کینہ ورز و گاہ مہر

دیورکنڈہ پر خواجہ جہان کی شکست

چونکہ تلنگانہ کے زمیندار سکندر خان کے ساتھہ بغاوت مین شریک تھے۔ بادشاہ بہمنی نے باغیون کی تنبیہ و تعذیب کے لئے خواجہ جہان ترک و نظام الملک غوری کو دیورکنڈہ روانہ کیا۔ وہان باغیون سے کئی مرتبہ معرکے ہوئے۔ اہل صنام ہر ایک معرکہ مین شکست ہی پاتے رہے لیکن باوجود متعدد شکستون کے جنگ سے باز نہین آتے تھے۔ آخر جب اُنہین مقابلہ کی تاب نہین رہی تب وہ قلعہ نشین ہوگئے۔ خواجہ جہان ترک نے اس پہاڑ پر فضا پر جو قلعہ سے ملا ہوا تھا خیمے و ڈیرے قائم کرے اور قلعہ کے محاصرہ مین مشغول ہوا۔ اور محصورین کو تنگ کرنے لگا۔ ؎

بنزدیک آن قلعۂ باشکوہ — سراپردہ برزد بہ بالائے کوہ

شب و روز بنشستہ بے کارزار — زبیرون آن قلعۂ استوار

محصورین امتداد محاصرہ سے گھبرائے۔ عاجز و تنگ ہوگئے۔ رائے اڈیسہ وغیرہ راجگان دکن سے تائید و مدد طلب کی۔ راجاؤن نے بہت جمعیت مع چند فیلان جنگی امداد کے لئے بھیجدی اور اپنے آنیکی بھی خبر دی۔ تلنگے و کنہڑے راجاؤن کے آمد کی خبر سنکے بہت ہی خوش ہوئے اور مقابلہ کیلئے مستعد ہوئے۔ خواجہ جہان و نظام الملک غوری راجاؤن کی امداد و آمد کی خبر سے مکدر ہوئے باہم تدبیر کرنے لگے۔ نظام الملک نے خواجہ سے کہا کہ اہل صنام کے امدادی لشکر کے آنے سے پہلے ہی محاصرہ برخاست کرنا چاہیے گھاٹیون اور دررون مین سے نکل کر میدان ہموار مین ٹھیرنا چاہیے اور وہان سے لڑائی کرنا مناسب ہوگا۔ خواجہ جہان نے نظام الملک کی رائے سے اتفاق نہین کیا۔ اور کہا کہ اگر ہم محاصرہ سے برخاست کرکے کوچ کرینگے تو اہل صنام ہم کو کمزور سمجھ کے

بسر کرین - جنگ و جدل سے کچھ حاصل نہوگا - سکندر خان نے جواب کہلا بھیجا کہ آپ احمد شاہ کے پوتے اور مین اُنکا نواسہ ہون - ہم اور آپ دونون سلطنت مین شریک ہین - مجھے تلنگانہ عطا کیجیے - نہین تو مقابلہ کیلئے مستعد ہون - پس ہمایون شاہ سکندر خان کے جواب سے سخت ناخوش ہوا - نہایت غضبناک ہوکے مقابلہ شروع کیا - سکندر خان بھی مدافعت کرنے لگا - طرفین کے سپاہ صبح سے شام تک لڑتے رہے - دونون جانب کی سپاہ برابر رہی - آخر محمود گاوان نے دست راست سے اور خواجہ جہان ترک نے دست چپ سے سکندر خان کی فوج پر ایسا حملہ کیا کہ سکندر خان کے اکثر سپاہ مقتول ہوئے - اس قتل و خونریزی مین ہمایون شاہ مع ایکہزار تیرانداز و نیزہ گزار سکندر خان پر حملہ آور ہوا - اور ایک مست ہاتی اسپر ہلا گیا - ہاتی نے سکندر خان کو سواری سے زمین پر گرا دیا - سکندر خان کے گرتے ہی فوج مین پریشانی پہیل گئی - لوگ بہاگنے لگے - اور اُسکی فوج اُسپر سے گذر رہی تہی - کسیکو خبر نہوی کہ یہہ سکندر کی لاش ہے گہوڑون کے سمون کی ضرب سے لاش پاش پاش ہوگئی - اُسکی تمام فوج میدان معرکہ سے بہاگ گئی - کوئی فرد بشر باقی نہین رہا خواجہ جہان ترک و محمود گاوان کی کوشش جمیلہ سے جلال خان گرفتار رہوا - پس بادشاہ اس جہگڑے سے فارغ ہوکے ورنگل چلا گیا - **نظم**

جوانان زکینہ کشیدند تیغ بقتل گریزندگان بیدریغ
چو خان سکندر درآمد ز زین شدآلودہ خون تن نازنین
چنان کوفتہ پشت و پہلو و دوش کہ مغزش برون آمد از راہ گوش
ہمین بود تا بود گردون سپہر گہے کینہ ورباز و د گاہ مہر

شاہ حبیب اللہ اگرچہ سلاطین بہمنیہ کے تعلق سے امرا کے زمرہ مین شریک ہو گیا تہا لیکن ارادتمندون
کو اپنے بزرگان سلف کی طرح مرید کرتا تہا۔ دارالسلطنت مین آپکے اکثر خاص و عام مرید تہے۔
حضرت مرشد کے قید ہونے سے رنجیدہ ہوتے تہے اور چاہتے تہے کہ حضرت کو رہا کرین۔ لیکن انکو
موقع نہین ملتا تہا۔ جب شاہ تلنگانہ کی طرف چلا گیا مریدون نے باہم اتفاق کرکے چاہا
کہ حضرت کو قید خانہ سے نکالین۔ چند مرید یوسف ترک کچل کے پاس گئے۔ وہ بہی حضرت کا مرید
اور بادشاہ علاء الدین بہمنی کا غلام دیرینہ تہا۔ حضرت کی رہائی کی بابت مشورہ کیا۔ یوسف
اس کام کے لئے مستعد ہوا۔ اُس نے محافظین و کوتوال کو ملا لیا۔ اور بارہ سوار و پچاس پیادے
ہمراہ لیکر محلات شاہی کیطرف جہان قید خانہ تہا روانہ ہوا۔ اسوقت شہر و قید خانہ کا انتظام
نہایت ہی عمدہ تہا تخمیناً تین ہزار سوار و پیادہ محافظت کیلئے مقرر تہے۔ بدون اجازت
قید خانہ مین جانا محال تہا لیکن محافظین عالم غفلت مین تہے۔ اپنے ذاتی کامون مین مصروف
اور اکثر غیر حاضر تہے۔ یوسف ترک نے ایک فرمان التمغائی سلاطین بہمنیہ اول دروازے کے
دربانون کو دکہلایا کہ فلان قیدی کے قتل کیلئے لایا ہون۔ دربانون نے رہا کیا۔ جب
دوسرے دروازے پر پہنچا۔ وہان کے محافظین نے جعلی فرمان التمغائی کا اعتبار نکرکے کہا
کہ کوتوال کا حکم لاؤ تو تمکو اجازت ملیگی۔ اسبات پر یوسف ترک نے افسر محافظین کو مار ڈالا
شور و غل ہوا۔ تمام محافظین فرار ہو گئے۔ یوسف ترک قید خانہ مین پہنچ کے اوس مکان گیا
جہان حبیب اللہ و شاہزادگان مقید تہے۔ فوراً شاہ حبیب اللہ کی زنجیر کاٹی۔ شاہزادہ
حسن خان و یحیی خان و جلال خان بخاری نے نہایت تضرع و زاری سے التجا کی کہ خدا کے واسطے

ہماری بھی زنجیریں توڑ کے ہم کو اپنے ہمراہ لیجائے یوسف نے قبول کر کے انکی زنجیریں بھی توڑ دی اور باقی تمام قیدیوں کو بھی رہا کر دیا۔ کل قیدیوں کی تعداد تخمیناً سات ہزار تھی۔ یہہ تمام قیدی یوسف کے ساتھ ہو گئے۔ یوسف مع جمعیت تختگاہ کی طرف گیا۔ اور محافظین قلعہ کو مار کے باہر نکالدیا اندرون و بیرون قلعہ و شہر شور و غل ہونے لگا۔ ایک پہر رات گذر چکی تھی۔ پہر اس ہنگامہ کی خبر کوتوال کو معلوم ہوئی مع جمعیت بمدافعت کے لئے آیا۔ یوسف کی جمعیت نے فدویانہ سلوک کیا۔ کوتوال کو پتھر و لاٹھیوں سے مار کے بھگا دیا۔ اور اندھیری رات میں جسکو جدہر موقع ملا چلدیا لیکن جلال خان بخاری پیر برنہ عمر رسیدہ ہشتاد سالہ تھا۔ و شاہزادہ یحیٰ خان جوان نوخیز اندھیری رات میں کوتوال کے ہاتھہ میں گرفتار ہو گئے۔ نہایت خواری و زاری سے قتل ہوے۔ شاہ حبیب اللہ و شاہزادہ حسن خان ایک حجام خادم کے گھر میں پوشیدہ ہو کے قلندرانہ شہر سے برآمد ہوئے۔ اور یوسف ترک بھی شاہزادہ کی رفاقت میں آیا۔ چہہ سات دن باغ کمٹھانہ میں سکونت پذیر ہوے۔ جب شاہزادہ کے پاس تین ہزار سوار و پانچ ہزار پیادے جمع ہو گئے تب شاہزادہ و یوسف ترک مع جمعیت قلعہ کی تسخیر کیلئے مستعد ہوے اہل قلعہ نے مدافعت و ممانعت میں خوب کوشش کی۔ شاہزادہ قلعہ کی تسخیر سے مایوس ہو کے قصبہ بیڑ کیطرف روانہ ہوا۔ اور وہاں پہنچ کے شاہزادہ حسن خان نے جلوس فرمایا۔ یوسف ترک امیر الامرا اور شاہ حبیب اللہ وزیر و جملۃ الملک ہوئے۔ اور فوج فراہم کرنے لگے۔ ہمایون بغاوت کی خبر سنکے ورنگل سے دار السلطنت میں آیا۔ اور اول محافظین قلعہ و شہر کو جو تین ہزار سے زائد تھے تمام کو قتل کیا۔ اور کوتوال کو آہنین پنجرے میں بند کیا ہر روز اس کے بدن سے ایک جزء کاٹتا تھا اسکو بجائے غذا کھلاتا تھا۔ اور شہر میں تشہیر کراتا تھا

آخر کوتوال پنجرے مین مرگیا۔ پہر آٹہہ ہزار سوار و پیادہ شاہزادہ حسن خان کی مدافعت کے لئے مقرر کیئے چنانچہ بیٹر کے جنگل میدان مین قریب خانقاہ طرفین مین خوب جنگ واقع ہوا۔ شاہ حبیب اللہ وزیر کی کوشش بلیغ سے شہزادہ حسن خان کو کامیابی فیروزی نصیب ہوئی۔ ہمایون نے نہایت غصہ و غضب سے تمام سلحداروں کو مع خزائن و فیلان جنگی قصبہ بیٹر مدافعت کے لئے بہیجدیا۔ اور سلحداروں کے عیال و اطفال کو قید کر کہا کہ آیندہ ایسا نہو کہ ہم سے منحرف ہو کے شہزادہ حسن خان سے ملجائین شاہزادہ حسن خان اور ہمایون کی سپاہ کے درمیان خوب معرکے ہوئے۔ آخر حسن خان مع جمعیت آٹہہ سو سوار و پیادہ بیجانگر روانہ ہوا۔ جب راہ مین بیجاپور کے اطراف مین پہنچا سراج خان جنیدی حاکم بیجاپور نے مکر و فریب سے شاہزادہ کے پاس پیغام بہیجا کہ آپ اس مملکت کے مالک مین اور یہان کا طرفدار خواجہ محمود گاوان تلنگانہ کے مہم مین مصروف ہے یہہ مملکت خالی ہے اگر آپ یہان تشریف لاکہین تو مین عہد کرتا ہون کہ تمام بیجاپور و رائچور کی رعایا آپکی فرمان بردار رہیگی۔ شاہزادہ حسن خان حسب تجویز شاہ حبیب اللہ و یوسف ترک قلعہ بیجاپور مین داخل ہوا۔ سراج خان نے لوازم ضیافت مین خوب اپنی نیازمندی کا اظہار کیا۔ اور شام کے وقت مع خدم و حشم بہ بہانہ سلام قلعہ مین آیا۔ اور شاہزادہ حسن خان کے فرودگاہ کا محاصرہ کیا۔ دوسرے دن چاہا کہ دونون کو ہمایون کے پاس بہیجدے۔ شاہ حبیب اللہ نے مخالفین سے خوب مقابلہ کیا۔ آخر مقتول ہوگیا۔ اور شاہزادہ حسن خان و یوسف ترک و دیگر ملازمین کو گرفتار کرکے دارالسلطنت بہیجدیا ہمایون نے سیاست کا بازار خوب گرم کیا۔ احمدآباد بیدر کے بازار و کوچون مین جابجا سولیان نصب کروین اور دست ہاتی و درندے اور دیگون و قرابون مین پانی و تیل جوش دئے گئے

اور خود تماشائی کی طرح محل شاہی کے دیوانخانہ مین بیٹھہ گیا۔ اول حسن خان کو شیر کے سامنے ڈالا تا کہ شیر اُسکو مار ڈالے۔ اور پھر یوسف ترک اور اسکے احباب کی گردنین ماری گئین اور اُنکے عیال و اطفال کو گھر سے لائے انکو ذلت و خواری کے ساتھہ سخت سزائین دین۔ اور شاہزادہ کے ملازمین کو قسم قسم کے تکالیف سے نیست و نابود کیا۔ بیچارے ملازمین تقریبا ساتھہ آٹھہ سو سے کم نہین تھے اور جنگ و قتال کی باتون سے دور رہتے تھے یہہ واقعہ ماہ شعبان ۸۶۴ھ ہجری مین واقع ہوا۔ سید طاہر استرآبادی نے شاہ حبیب اللہ غازی کی تاریخ شہادت بصنعت تخرجہ لکہی۔ یعنی اگر عدد روح مادۂ تاریخ کے مجموعہ سے خارج کئے جائین تو تاریخ شہادت باقی رہجائیگی۔ رباعی

حبیب اللہ غازی طاب مثواہ	مہِ شعبان شہادت یافت در ہند
برآمد روح پاک نعمت اللہ	روان طاہرش تاریخ می جست

۸۶۴ ہجری

ہمایون کی وفات

ہمایون شاہ سلاطین بہمنیہ مین نہایت ہی تندمزاج و سفاک و ستمگار تہا۔ ابتدائے جلوس سے وفات تک قتل و خونریزی مین مصروف رہا۔ ارکان دولت صاحب السیف و القلم پر انواع انواع کے ظلم و ستم کرتا تہا۔ اور رعایا و حشم و خدم کو بہی قسام قسام کی اذیتین پہنچاتا تہا۔ اس کے بیجا ظلم و ستم سے جابجا بغاوت و فتنہ کی آگ مشتعل ہوتی تہی جسکا فرو کرنا اُسکو مشکل ہوتا تہا۔ ایک طرف فتنہ کی آگ بوجہاتا تہا۔ دوسیری طرف مشتعل ہو جاتی تہی۔ اُسکی سلطنت کا زمانہ بالعموم کی تادیب و تعذیب مین گذرا۔ راتدن اُسکا یہی کام تہا کہ بنی آدم کو نیست و نابود کرے۔ تہوڑی سی خطا پر سزا دیتا تہا۔ ارکین دولت و رعایائے مملکت اُسکی سلطنت سے بیزار تہے۔ ہر ایک فرو بشر

اسکی سلطنت پسند نہین کرتا تہا۔ بامر لاچاری اسکے حکم کی تعمیل ہوتی تہی۔ فرشتہ نے لکہا
کہ رعایا و کارپردازان ریاست اُسکے بیجا ظلم وستم سے تنگ عاجز ہو گئے تہے۔ چاہتے تہے خدایا
اس ننگ خاندان بہمنیہ کو نیست و نابود کر۔ اس قاتل سفاک بےباک کو صفحہ ہستی سے اُٹہالے
تاکہ ہم غربا و مساکین کو اُسکے ظلم سے رہائی حاصل ہووے۔ ہم اُسکے شکنجہ عذاب مین پس رہے ہین
ایسا شقی و قسی القلب تہا کہ کسی پر رحم نہین کرتا تہا۔ اکثر بنی آدم کو ایسی سزائین دیتا تہا کہ متقدمین
کے جبابرہ نے بہی ایسی سزائین کم ایجاد کی ہونگی اکثر بنی آدم معتوب کے اعضا ایک ایک قطع
کرتا تہا اور وہی عضو مقطوعہ بجائے غذا مقطوع الاعضا کو کہلاتا تہا۔ اور کبہی ہاتی و شیر وغیرہ
درندون کے حوالہ کر دیتا تہا۔ حیوانات درندہ معتوب کو چیر پہاڑ ڈالتے تہے۔ اور کبہی دیگون کے
ابلتے پانی مین ڈالتا تہا۔ عیاشی و بدمعاشی مین مشہور تہا۔ رعایا کی ناکتخدا لڑکیان و نوعروسون
کو جبراً اپنے تصرف مین لاتا تہا۔ غربا و مساکین کی عزت و آبرو خاک مین ملاتا تہا۔ انہین ذمائم
رزائل کیوجہ سے ظالم لقب سے ملقب ہوا۔ آخر مرض الموت مین مبتلا ہوا۔ بیماری کے زمانہ مین
شاہزادہ نظام شاہ ہشت سالہ کو ولیعہد کیا۔ اور خواجہ جہان ترک کو قید خانہ سے رہا کرکے وکیل سلطنت
اور خواجہ محمود گاوان ملک التجار کو وزیر مقرر فرمایا۔ اور وصیت کی شاہزادہ کی والدہ مع اتفاق
وزرا ریاست کا انتظام انجام دیتے رہین۔ اس وصیت کے بعد چند روز زندہ رہا۔ آخر ایک کنیزک
حبشیہ کی ضرب لاٹہی سے فوت ہوا۔ اسکے مرنیکے مختلف روایتین ہین۔ تحفۃ السلاطین و سراج التواریخ
وغیرہ کے مولفین نے لکہی ہین۔ مین طوالت کی وجہ سے قلم انداز کرتا ہون۔ اور مین اسی قسم کی
روایتین کتاب مین درج کرنا پسند نہین کرتا ہون۔ ہان وہ روایت جو مفید عام ہو نقل کر دیتا ہون

ہمایون کی وفات بتاریخ ۲۸ ذیقعدہ ۹۶۵ہجری مین واقع ہوئی بقول دیگر مورضین ماہ شوال ۹۶۵ہجری مدۃ سلطنت تین سال چھہ ماہ چھہ دن مدۃ عمر ۵۲سال اولاد تین پسر نظام خان - محمد خان احمد خان - دو دختر - شاہی سامان بدستور قائم تہا - فوج بہی اسیقدر رہی جو علاء الدین کے عہد مین تہی - خزانہ معمور تہا - زمین و زراعت کی حالت قدیم طرز پر رہی نہ اُسمین تفریط تہی نہ افراط - نہ اُسکے طرف کوئی توجہ کرتا تہا - سلاطین بہمنیہ کو مخالفین کی مدافعت سے ایسی فرصت نہین ملتی تہی کہ وے زراعت و زمین کا انتظام کرین - خواجہ محمود گاوان نے محمد شاہ ثانی کے عہد مین انتظام مملکت واہتمام زمین و زراعت کی طرف کسیقدر توجہ کی تہی - جیساکہ اُسکا ذکر آگے آئیگا معترضین کہتے ہین کہ اہل اسلام زمین و زراعت کے انتظام سے ناواقف ہین الخ معترضین کا قول واقع کے خلاف ہے اس لئے کہ مسلمانون مین ہر فن کے تحصیل و تکمیل کی قوت کاملہ موجود ہے لیکن مسلمان اپنی قوت کاملہ سے کام نہین لیتے - اگر کام لیتے تو ضرور کامیاب ہوتے - دیکہو مسلمانون نے اسپین مین صنعت و حرفت و زراعت وغیرہ فنون کو کسقدر ترقی دی تہی - ابتک ان کے ایجادات یادگار موجود ہین اور مولانا نظیری شاعر نے جو ملک الشعرائی کے خطاب سے ممتاز تہا - اور قیدخانہ مین شاہ حبیب اللہ کا رفیق تہا - یوسف ترک کی کوشش سے رہائی پاکے گوشہ نشین ہوگیا تہا - ہمایون کے حق مین یہہ دو بیتین موزون کی ہین

ایظالم از آہ دل شب خیز بترس
ور نفس بد شوم شر انگیز بترس

مژگان بخونم آلودہ مظلومان بین
ور خنجر آبدار خونریز بترس

اور اُسکے وفات کی تاریخ بہی کہی ہے

ہمایون شاہ مُرد و رست عالم | تعالی اللہ زہے مرگ ہمایون
جہان پرذوق شد تاریخ فوتش | ہم از ذوق جہان آرید بیرون

نظام شاہ بہمنی بن ہمایون شاہ بہمنی کی تخت نشینی و انتظام کا ذکر

حسب دستور سلاطین بہمنیہ ہمایون کے فاتحہ سوم کے بعد بارگاہ کل یعنی دربار عام منعقد ہوا۔ ارکان سلطنت و امرائے دولت و معززین ریاست علمائے کرام و مشائخ واجب الاحترام دربار مین جمع ہوئے اور شاہزادہ نظام شاہ خورد سال کو شاہ محب اللہ اور سید شریف نے جو سادات عظام سے تھے تیمنا و تبرکا راست و چپ سے پکڑکر تخت فیروزہ پر بٹھایا۔ نظام شاہ کی عمر اسوقت ہشت سالہ تھی۔ اُسکی والدہ آغا نرگس بانو بنت فیروز شاہ بہمنی نہایت عقیلہ و فہیمہ تھی۔ علم و فضل کے زیور سے بھی آراستہ تھی۔ ملک کے انتظام و اہتمام کا ملکہ کاملہ رکھتی تھی۔ حُسن اتفاق سے اُسکو دو کارپرداز عدیم النظیر ملگئے تھے ایک خواجہ محمود گاوان دوم خواجہ جہان ترک دونون تجربہ کار و ہوشیار زمانہ دیدہ و کار آزمودہ تھے۔ ملکہ نے حسب الوصیت شوہر خواجہ جہان ترک کو وکیل شاہی اور طرفدار تلنگانہ اور ملک التجار محمود گاوان کو جملۃ الملک و زیر کل و طرفدار بیجاپور مقرر فرمایا۔ ان دونون کے مشورے سے مہمات سلطنت کمال دانائی و عاقبت بینی سے انجام دیتی تھی کوئی کام دونون کے مشورے بغیر نہین کرتی تھی۔ اور نہ ان دونون کے سوا کسی دوسرے کو مشورے مین شریک نہین کرتی تھی۔ یہہ دونون ابہر بلند حوصلہ و عالی خیال تھے ان کے قلوب شک و حسد سے پاک صاف تھے دونون اتفاق سے سلطنت کی خیرخواہی مین مصروف رہتے تھے۔ دونون ہرروز صبح کیوقت مخدومہ جہان کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے۔

مخدومہ جہان کی خدمت مین تمام امور سلطنت ماہ بانو کے توسل سے پیش کر کے حکم حاصل کرتے تھے
پھر حسب الحکم مخدومئہ جہان تعمیل ہوتی تھی۔ اور نظام شاہ کو ہر روز دربار مین تخت پر بٹھاتے تھے
خواجہ جہان ترک دست راست اور محمود گاوان دست چپ پر دست بستہ کھڑے رہتے تھے۔ اور
امور سلطنت بموجب فرمائش مخدومئہ جہان انجام کرتے تھے۔ مخدومہ جہان عورات دکن مین بلحاظ
بہادری و دلیری بہت مشہور تھی جیسا کہ چاند بی احمد نگری ہمت و جرات مین ہے۔ جب تک زندہ رہی
مہمات سلطنت کو اپنے دونون معتمدین کی مدد سے انجام دیتی رہی۔ مخدومہ کے عہد مین تمام رعایا نہایت خوشحال
وفارغ البال تھی۔ ظلم وستم کا نام ونشان نہین تھا۔ مخدومہ جہان نے ہمایون کی بدنامی کو نیکنامی سے
تبدیل کر دیا۔ لوگ ہمایون کے ظلم وستم کو بھول گئے۔ مخدومہ جہان نظام شاہ و محمد شاہ دونون بیٹون
کے ایام بلوغت تک نیابتًا انتظام کرتی رہے۔ جب محمد شاہ نے عالم شباب مین قدم رکھا تب والدہ نے
مہمات سلطنت کا انتظام اُسکے سپرد کیا۔ اور خود گوشہ گیر ہوی تھی۔

رایان اوڑیسہ و اوریا کی چڑھائی

نظام شاہ خوردسال کے جلوس کے بعد گرد و نواح کے سلاطین نے سنا کہ سلاطین بہمنیہ کے تخت پر ایک بچہ
بیٹھا ہے تو ہر ایک کے دل مین یہہ خیال پیدا ہوا کہ حملہ کرنا چاہئیے۔ بیجانگر کے راجہ نے قدیمی معاہدہ کا
لحاظ کر کے چڑھائی کا قصد نہین کیا۔ خاندیس کے سلاطین اپنے اپنے حکومتون کی حفاظت
ومخالفین کی مدافعت مین تھے۔ مگر اوڑیسہ و اوریا کے راجاؤن نے عزم کیا کہ مسلمانون کو دکن سے
نکال دینا چاہئیے اور تلنگانہ کے زمینداروں نے انکو جوش مین لایا۔ اور اسلامی سلطنت کے برباد
کرنے پر آمادہ کیا پس دونون راجاؤن نے چڑھائی کی۔ راجمندری کے رستہ سے کولاس تک

تاخت و تاراج کرتے ہوئے آئے۔ مخدومہ جہان و خواجہ جہان و محمود گاوان باہم اتفاق کرکے مع جمعیت چالیس ہزار سوار مدافعت کے لئے روانہ ہوئے۔ اور نظام شاہ کو بھی شان و شوکت و تجمل و صولت کے ساتھہ مخالفین کے مقابلہ کیلئے ہمراہ لائے۔ بیدر سے دس کوس کے فاصلہ پر طرفین کے عساکر باہم ایک دوسرے کے مقابلہ مین فروکش ہوئے ابہی قتل و خون کا میدان گرم نہین ہوا تہا مسلمانون نے اطاعت و خراج گزاری کا پیغام بہیجا۔ ہنود نے انکار کیا مسلمانون نے لڑائی شروع کی۔ شاہ محب اللہ مع مریدین جو لشکر بہمنی کے ہمراہ تہا۔ میدان معرکہ مین صبح سے شام تک ایسا جمکے لڑتا رہا کہ رائے اوڑیسہ کو شکست ہوگئی اور اندہیری رات مین اہل صنام میدان معرکہ چہوڑکے بہاگ گئے۔ خواجہ جہان نے رائے اوڑیسہ کا تعاقب کیا تعاقب کی حالت مین ہندو بیشمار مقتول ہوئے آخر ہندو مجبور ہوئے اور محمود گاوان کے پاس سفیر بہیجے اور صلح کے خواہان ہوئے۔ بہت نامہ و پیام و منت و زاری کے بعد پانچ لاکہہ من دیکر صلح کرلی اور اپنے ملک کو روانہ ہوئے۔

محمود شاہ خلجی کی چڑہائی اور اہل دکن کی شکست

ابہی ایک بلا سے نجات حاصل نہین ہوئی تہی کہ دوسری بلا نازل ہوئی۔ یعنی سلطان محمود خلجی والی مالوہ جو اولو العزم و صاحب حوصلہ تہا دکن کے حالات سنکے خاندیس کے راستہ سے تسخیر کے لئے برآمد ہوا۔ اور محمود کے حملے کی خبر سنکے رایان اوڑیسہ و اوریا و زمینداران تلنگانہ بہی سلاطین بہمنیہ کے حدود مین فوج کشی کرکے تاخت و تاراج کرنے لگے۔ اور ارکان دولت بہمنیہ نے بہی استقلال و ہمت کے ساتہہ مقابلہ و مدافعت کی تیاری کی۔ اپنے تمام ممالک محروسہ کی فوج طلب کرلی۔ اور بیشمار زر نقد خزانہ سے نکالکر فوج کے سامان و آلات جنگ کے فراہم کرنے مین صرف کیا۔ پس

خواجہ جہان و ملک التجار نے تلنگانہ کی فوج رائے اوڑیسہ کے مقابلہ کیلئے مقرر کیا۔ اور بیجاپور و
و دولت آباد و برار کی فوج کو نظام شاہ کے ہمرکاب دیکر مالوے کے مقابلہ مین قرار داد فرمایا
تمام ترتیب فوج کے بعد روانہ ہوے۔ قندہار کے قریب مقابلہ ہوا۔ ملک التجار دس ہزار سوار و چالیس
ہاتی کے ساتہہ میمنہ پر اور نظام الملک ترک اسی قدر فوج کے ساتہہ میسرہ پر اور خواجہ جہان اور سکندر خان
کے ساتہہ جو اسکا کوکا تہا گیارہ ہزار سوار اور اکیس زنجیر فیل کے ساتہہ قلب مین کہڑے ہوے۔
محمود خلجی جو تجربہ کار جنگ آزمودہ زمانہ کا گرم و سرد چشیدہ تہا۔ اُس نے اپنا لشکر ایک مستحکم
و محفوظ مقام مین قائم کرکے احتیاطاً اُسکے اطراف مین ایک خندق کہدوادی تہی۔ اور جابجا
مورچے و دمدمے نصب کئے تہے۔ اور اپنی فوج کو ترتیب دیا۔ محمود خلجی نے اپنے بیٹے غیاث الدین
کو میمنہ مین قائم کیا اور مہتاب خان حاکم چندیری و ظہیر الملک کو میسرہ مین رکہا۔ اور خود محمود شاہ
خلجی فوج خاصہ کے ساتہہ قلب مین قائم ہوا۔ طرفین کی فوجین صف بستہ نقارہ جنگ کی صدا کے
منتظر ایک دوسرے کے مقابلہ مین کہڑی تہین۔ پس ملک التجار نے دلیری و بہادری کے ساتہہ
ہاتہہ مین شمشیر برہنہ لیکے مع جمعیت بیجاپور خلجی کے میسرہ پر حملہ کیا۔ اگرچہ ابتدا مین مہتاب خان
و ظہیر الملک نے نہایت دلاوری و جرات سے مقابلہ کیا مگر جب زیادہ سختی دیکہی تو مقابلہ کی تاب
نہ لاکے فرار کا راستہ اختیار کیا۔ بہاگتے ہی بہاگتے مارے گئے۔ نظام الملک ترک ایسی حالت
مین سلطان غیاث الدین سے مقابل ہوا۔ دونون مین خوب لڑائی ہوی۔ غیاث الدین دلاوری
و بہادری مین مشہور تہا اکثر معرکون مین ناموری حاصل کرچکا تہا۔ دونون ہنگامہ کارزار مین
لڑنے اور گرز و تلوارین چلانے لگے۔ نظام الملک کی تلوار ایسی بیموقع پڑی کہ پہل قبضہ سے

الگ ہوکر زمین پر گر پڑا مگر وہ کارآزمودہ سپاہی تہا اُس نے قبضے ہی کو پہینک کر سلطان غیاث الدین
کے مُنہ پر مارا۔ جو برابر اُسکی آنکہہ پر اس زور سے لگا کہ خون بہنے لگا۔ وہ گہوڑے پر سے گر پڑا
شہزادے کے ہمراہی سپاہی آگئے اور اسکو خیمہ گاہ مین لیگئے۔ دکنیون نے تعاقب کیا۔ اور فرودگاہ
پر پہونچکر مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ اور پچاس ہاتہی گرفتار کئے۔ محمود خلجی اپنی فوج کی پریشانی
دیکہہ کے ہراسان ہوا قریب تہا کہ مراجعت کرے مگر مصاحبین نے اسکو روکا اور استقلال و ہمت سے
کام لینے کا مشورہ دیا ملک التجار و نظام الملک کے کارنمایان دیکہہ کے نظام شاہ کے دل مین جوش آیا
اور اُسنے ارادہ کیا کہ خود فوج خاصہ کیساتہہ محمود خلجی پر حملہ کرے۔ اسی اثنا مین خواجہ جہان ترک دس ہزار
سوارون و چند ہاتہیون کے ساتہہ آگے بڑہا۔ محمود شاہ نے بارہ ہزار سوارون کے ساتہہ اُسکا مقابلہ کیا
اور چونکہ خود کارآزمودہ شخص تہا اُس نے بہمنیہ فوج کو موج طوفانی کی طرح اپنے طرف بڑہتے دیکہا۔
اور فوراً کمان اُٹہائی اور سکندر خان غلام ترکی کے ہاتی کی پیشانی پر جو نظام شاہ کے قریب کہڑا تہا
ایسا تیر مارا کہ وہ دیوانہ وار ادہر اُدہر دوڑنے لگا۔ جس سے فوج دکن کو بہت صدمہ پہنچا۔
قریب تہا کہ نظام شاہ کو بہی ضرر پہنچے۔ کہ سکندر خان نے یا تو نادانی سے یا خواجہ جہان کی دشمنی سے
اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیدیا۔ اور ایسی سخت غلطی کی کہ جسکی وجہ سے اکثر کامیابی شکست سے مبدل ہو جاتی
ہے یعنی نظام شاہ کو میدان معرکہ سے اپنے ہمراہ لیکر میدان جنگ سے روگردان ہوئے۔ اور لشکر کے پیچہے
تہوڑے فاصلہ پر کہڑا رہا۔ لیکن جب فوج دکن نے امراو خاصہ خیل نے میدان جنگ کو بادشاہ کے
وجود اور بادشاہی نشان سے خالی پایا تو بمصداق بیت

سپاہ ارچہ باشد بکے کوہ قاف نماند بجا بے سر اندر مصاف

تمام نے فرار کا رستہ اختیار کیا۔ اور نظام شاہ کو جو خارج لشکر کہڑا ہوا تہا ہمراہ لیکر شہر بیدر مین
آئے۔ پس خواجہ جہان نے بہی یہہ حالت دیکہکر حکمت و دانائی سے مع اسپان و فیلان شاہی
محمد آباد بیدر کی راہ لی ویسا ہی ملک التجار محمود گاوان و دیگر امرائے دکنی و حبشی نے بہی قرار پر
فرار کو ترجیح دیا۔ تمام افتان و خیزان بیدر مین پہنچ گئے۔ سکندر خان غلام ترکی خواجہ جہان کے
پاس آیا۔ خواجہ نے سکندر کو اُس جرم مین کہ نظام شاہ کو معرکہ سے نکالا تہا قید کردیا۔ تمام ترکی
غلامون نے مخدومہ جہان سے خواجہ کی شکایت کی کہ سکندر نے بادشاہ کو معرکہ سے بچاکر لایا۔ اور ذلت
وخواری سے قید خانہ مین بہیجا گیا۔ کیا یہہ خیر خواہی کا صلہ ہے۔ مخدومہ جہان نے غلامان ترکی سے
کہا کہ اسوقت ایسا موقع نہین ہے کہ اس معاملہ مین گفتگو کرون۔ اسوقت خاموش رہنا مناسب ہے
انشاء اللہ تعالی آیندہ اس زیادتی کی تلافی خواجہ سے کیجائیگی۔ پس خواجہ جہان اس ماجرا پر
آگاہ ہوا۔ سکندر خان کو فوراً مخدومہ جہان کے پاس بہیجدیا۔ اور معافی چاہی۔

جب سلطان محمود خلجی نے سنا کہ خواجہ جہان و ملکہ مخدومہ جہان کے درمیان باطناً رنجش واقع
ہوی ہے تو اُس نے عزم جزم کیا کہ اب بیدر کا مسخر کرنا کوئی امر مشکل نہین ہے اس لئے کہ بہمنیہ کی
سلطنت مین خواجہ کا مثل کوئی دلیر و بہادر ایسا نہین ہے کہ مخالفین کی مدافعت کرسکے
برق و باد کی طرح بیدر روانہ ہوا۔ مخدومہ جہان نے محمود کی آمد آمد کی خبر سنکے خیال کیا کہ اب
یہان بہی امن کی صورت نہین ہے۔ پس حسب مشورہ ملک التجار محمود گاوان خزانہ شاہی و
عورات حرم و نظام شاہ کو ہمراہ لیکر فیروز آباد چلی گئی۔ اور احمد آباد بیدر کے قلعہ کو ملو خان
دکنی کے تفویض کردیا۔ محمود خلجی دلجمعی کے ساتھہ آیا۔ شہر بیدر کا محاصرہ کیا۔ سترہ روز کے

محاصرہ مین شہر کو مسخر کرلیا۔ اور اکثر ممالک برار و بیڑ و دولت آباد وغیرہ پر بہی قابض ہو گیا اور رعایا کو مطیع و فرمان بردار بنا لیا۔ چنانچہ لوگ سمجہہ گئے کہ بہمنیہ کی سلطنت سلسلۂ خلجیہ مین منتقل ہو گئی۔

محمود شاہ خلجی کی مراجعت

جب محمود شاہ خلجی کی آمد کی خبر دکن مین مشہور ہوئی تہی۔ اُسوقت ملک التجار محمود گاوان نے ملکۂ مخدومہ جہان کی اجازت سے نظام کے طرف سے ایک خط بطلب مدد محمود شاہ گجراتی کی خدمت مین بہیجا تہا۔ اس خط کا گجراتی کے دل پر یہہ اثر ہوا کہ وہ خود فوراً اسّی ہزار سوار ہمراہ لیکر سرحد دکن یعنی ندربار مین پہنچا۔ اُسوقت خواجہ جہان محمود خلجی کی مدافعت پر معین تہا۔ اسلئے ملکۂ مخدومہ جہان نے محمود گاوان کو سپہ سالار کرکے مع جمعیت چہہ ہزار سوار محمود شاہ گجراتی کے استقبال کیلئے براہ بیڑ روانہ کیا۔ محمود شاہ گجراتی نے بیس ہزار سوار و چند امرے معتبر محمود گاوان کے ہمراہ کرکے دشمن کی مدافعت کا حکم دیا۔ اور محمود گاوان کے پاس اطراف دکن سے تخمیناً بیس ہزار سوار جمع ہو گئے تہے۔ پس محمود گاوان مع جملہ چالیس ہزار سوار دکنی و گجراتی دارالسلطنت احمد آباد بیدر روانہ ہوا۔ اور دارالسلطنت مین محمود شاہ خلجی قلعہ گیری کی تدبیرین اور ملو خان سے جنگ کر رہا تہا کہ یکایک سنا کہ ملک التجار محمود گاوان جمعیت کثیر کے ساتہہ بیدر آرہا ہے تو وہ مقابلہ کو خطرناک سمجہہ کے مسلوب الحال بلا توقف فوراً اپنے ملک مالوہ کی طرف روانہ ہوا۔ اب ملک التجار کہان جانے دیتا تہا ہر طرف سے اسکا تعاقب کیا۔ دس ہزار سوار برار بہیجے کہ مالویون کی آمد و رفت کا راستہ مسدود کرین۔ اور خود مع دس ہزار سوار گجراتی مابین قندہار و بیڑ محمود خلجی کے

لشکر کے بیچ مین پہنچ گیا۔ چارون طرف سے گہیر لیا۔ اور ہر طرف سے رسد روکدی۔ مالوی سپاہ
قلت غلہ و رسد سے تنگ و عاجز و کثرت فاقون سے جان بلب ہونے لگے۔ آخر سلطان محمود
خلجی لاچار ہوگیا۔ بامر مجبوری ہمراہی ہاتیون کو اندہا کیا اور گران بہا سامان و اسباب شاہی
جلادیا۔ تمام بار گران سے سبکدوش و سبکروح ہوکے گونڈواڑہ کا راستہ اختیار کیا۔ ملک التجار
بہی تعاقب سے باز نہین رہا۔ اور دکنیون نے مالویون کا مال و اسباب لوٹ لیا۔ محمود خلجی نے
راجہ گونڈوانہ جو اسکے ہمرکاب تہا اُس سے کہا کہ ہم کو ایسے رستہ سے لیجا کہ مالوی سپاہ
دکنیون کے تاخت و تاراج سے محفوظ رہین۔ راجہ سلطان سے دل مین ناخوش تہا کہا اسطرف
کوئی ایسا کشادہ و وسیع رستہ نہین ہے کہ سوار و پیادے اس سے فراغت سے عبور کرین۔ مگر
ایک راستہ ہے وہ بہی ایسا ہے کہ وہان پانی کا نام و نشان نہین ہے

زمینے ز گو گرد بے آب تر ۔۔۔ ہوائے ز دوزخ جگر تاب تر

محمود خلجی نے بامر لاچاری اُسی رستہ کو اختیار کیا۔ اور کہا راستہ کی دشواری جان کی ہلاکی
سے زیادہ آسان ہے۔ فرشتہ نے لکہا کہ یہہ راستہ ایلچپور و انکوٹ برار کے سمت مین تہا۔ اول ہی دن
پانی کی قلت و ہوا کی شدت حرارت سے پانچ چہہ ہزار آدمی بہوک و پیاس سے فوت ہوگئے
اور دوسرے روز پہاڑی گونڈون نے حملہ کئے۔ اکثرون کو مار ڈالے اور مال و اسباب لوٹ لئے
لوگ گونڈون سے پانی طلب کرتے تہے۔ مگر کہین نہین ملتا تہا۔ دو تنکہ نقرہ کو ایک گہونٹ
بہی میسر نہین آتا تہا۔ تیسرے دن سلطان محمود خلجی اس صحرائے خونخوار سے صحیح سالم
برآمد ہوا۔ اور اس مقدم رہبر کے قتل کا حکم دیا۔ اُس نے کہا مین نے اپنا بدلا لے لیا ہزارون کی

جانین ہلاک کین۔ اگر بادشاہ مجھے مارڈالیگا تو کچھ پروا نہین ہین دوسرا جنم لونگا۔ اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ اہل گونڈوارہ تناسخ کے قائل ہین۔ جب محمود خلجی کے معرکہ سے فراغت
حاصل ہوئی تب نظام شاہ کے طرف سے محمود شاہ گجراتی کی خدمت مین خط شکریہ آمیز لکھا گیا
اور بیشمار تحائف وہاتی و گھوڑے بہیجے گئے۔ پہر محمود شاہ گجراتی احمد آباد گجرات روانہ ہوا
اور نظام شاہ بہمنی بہی احمد آباد بیدر آیا خلجی نے جسقدر شہر کو برباد کیا تہا۔ از سر نو آباد کیا
جو عمارات جلوا کے تاراج و ویران کر دیا تہا۔ اُن کو چند ہی روز مین درست کروا دیا۔
محمود شاہ خلجی کو اس شکست کا نہایت ہی صدمہ ہوا کہ ملک التجار محمود گاوان پر ایسا
غضبناک ہوا اور کثرت رنج سے عہد کیا تا وقتیکہ گاوان سے بدلا نہین لونگا۔ آرام سے
نہین ہونگا۔ اپنی رفع ندامت کیلئے دوسرے سال نوّے ہزار فوج جرار ہمراہ لیکر دکن پر
حملہ آور ہوا۔ اوہر نظام شاہ بہی مع جمعیت مدافعت کے لئے مستعد ہوگیا۔ بطور سابق محمود شاہ
گجراتی کی خدمت مین بطلب امداد خط لکھا گیا۔ چنانچہ فی الفور گجراتی مدد کے لئے
آموجود ہوا۔ اس لئے محمود شاہ خلجی دولت آباد تک تاخت و تاراج کرتا ہوا بجلی کیطرح آیا تہا۔
لیکن گونڈوانہ کے راستہ سے بدون جنگ و جدال اپنے ملک کو واپس گیا۔ محمود شاہ گجراتی بہی
مالوہ کی کیفیت سن کے راستہ ہی سے دارالسلطنت واپس چلا گیا۔ اور محمود شاہ خلجی کو
ایک خط نصیحت آمیز لکھا کہ آپ بیوجہ مسلمانان دکن کو ستاتے ہین اگر آپ آیندہ ایسا کام
کرینگے تو مین ضرور مالوہ پر حملہ کرونگا۔ اور آپکا تمام ملک تاراج کرونگا۔ محمود خلجی نے
اقرار کیا کہ آیندہ کبہی دکن پر حملہ نہین کرونگا۔ واقعی پہر کبہی خلجی نے تا زندگی کوئی حملہ نہین کیا

نظام شاہ کی شادی و وفات

مخدومہ جہان نے حسب دستور شاہان بہمنیہ ایک لڑکی اپنی خاندان سے انتخاب کر کے لخت جگر کی شادی اُس لڑکی سے کر دی۔ شادی مین بیشمار مال و دولت صرف کیا۔ تیرہ تاریخ ۸۶۷ھ ہجری کو شب زفاف تہی دولہا دولہن باہم خوش و خرم تہے۔ معلوم نہین کیا بلائے ناگہانی واقع ہوئی کہ یکایک محل شاہی سے آواز آئی کہ نظام شاہ مرگیا۔ بادشاہی محل مین شور و غل ہونے لگا۔ عشرتکدہ ماتم کدہ ہوگیا۔ اگرچہ مخدومہ جہان کا دل کثرت رنج و غم سے پارہ پارہ ہو رہا تہا۔ لیکن ملکہ مستقل مزاج و دلیر تہی دامن صبر شکیب کو ہاتہہ مین تہام کر عالم سکوت مین ہوگئی۔ فوراً مرحوم کی تجہیز و تکفین کے لئے حکم دیا۔ حسب الحکم مرحوم کو امرا و علما و مشائخ نے تجہیز و تکفین کر کے بہمنیہ مقبرہ مین دفن کئے

محمد شاہ ثانی کی تخت نشینی و انتظام سلطنت کا ذکر

حسب دستور سلاطین بہمنیہ سوم کے فاتحہ کے بعد مخدومہ جہان نے اپنے فرزند محمد خان نوسالہ کو تخت نشین کیا۔ اور چہوٹے بیٹے احمد خان کو جاگیر عطا کر کے بہائی کی خدمت مین رکہا۔ تخت نشینی کے بعد تمام امرا و وزرا نے نذرین پیش کین۔ اور ملکی انتظام کے لئے کونسل آف ایجنسی بسر پرستی ملکہ مخدومہ جہان بموجب سابق قائم ہوئی۔ مگر خواجہ جہان وکیل السلطنت نہایت عقیل و ہوشیار و تجربہ کار تہا۔ صاحب بدبہ و زبردست تہا۔ جسقدر بہمنیہ سلطنت مین امرا تہے کوئی اسکے مقابلہ مین دم نہین مار سکتا تہا بحال و برقرار رکہنے کا پورا اختیار رکہتا تہا۔ جسے چاہتا معزول کر دیتا جسے چاہتا تہا مقرر کر لیتا۔ اور محمود گاوان کا مخالف تہا۔ اور جانتا تہا اگر مرد مقابل ہے تو یہی ایک فرد ہے بلحاظ حفظ ما تقدم ملک التجار گاوان کو دارالسلطنت مین

ایک منٹ کیلئے ٹہیرنے نہین دیتا تہا اور ہمیشہ فوجون کی ہمراہ سرحد پر بہیجا رہتا تہا اُسکے نخوت و غرور کا یہہ عالم تہا کہ بڑے بڑے امرا کو حقیر سمجہتا تہا۔ اپنی قوت و قدرت کے بڑہنیکے لئے امرائے قدیم کی جاگیرین چہین کر امرائے جدید کو عطا کرنے لگا۔ اپنے استقلال کیلئے خزانہ شاہی کو بیدریغ صرف کرنے لگا۔ مجلس کے ارکان بہی اسکے طرف توجہ نہین کرتے تہے۔ ملکہ مخدومہ جہان تو محمود شاہ خلجی کے واقعہ کے زمانہ سے ہی اس سے بیزار و بددل تہی اب اُور زیادہ بیزار ہوگئی۔ اور دل مین سمجہا کہ کہین ایسا موقع پاکے نمک حرامی نکرے اس اولو العزم ملکہ نے دل مین ٹہان لیا کہ خواجہ کا وجود سلطنت بہمنیہ کے حق مین مضر ہے۔ آخر ۸۷۰ھ ہجری مین اپنے بیٹے محمد شاہ کو اسکے قتل پر مستعد کیا ایک روز خواجہ جہان حسب معمول دربار مین آیا۔ مگر اُسوقت خلاف عادت دیکہا کہ نظام الملک چند سپاہی مسلح لئے ہوئے دیوانخانہ مین موجود ہے اگرچہ اس حالت کے دیکہتے ہی فکرمند ہوا لیکن دربار سے بغیر کورنش نکلنا مشکل تہا۔ بامر لاچار ہی معمولی امور مین مشغول ہوا۔ اسی اثنا مین محل سے دو عورتین برآمد ہوئین۔ مخدومہ جہان کیطرف سے محمد شاہ سے باواز بلند کہا جو کام قرارداد ہے جلد پورا کیجئے۔ یہہ سنتے ہی محمد شاہ نے نظام الملک ترک کو ارشاد فرمایا کہ اِس حرام خور کو فوراً قتل کر۔ نظام الملک تو بادشاہی حکم کا ہی منتظر تہا۔ فوراً خواجہ جہان ترک کا ہاتہہ پکڑ کر دربار سے باہر لیگیا اور تلوار غلاف سے نکالکر اپنے ہی ہاتہہ سے اسکا کام تمام کیا۔ بعض نے لکہا کہ عین دربار مین قتل کردیا۔ مخدومہ جہان کے حسن تدبیر سے کوئی تازہ فتنہ و فساد پیدا نہین ہوا۔ خواجہ کے قتل ہوتے ہی ملک التجار محمود گاوان کے عروج کا زمانہ آگیا۔ اُسوقت بہمنیہ سلطنت مین ملک التجار کے سوا کوئی ایسا شخص نہین تہا

جو مہمات سلطنت کو حسن تدبیر سے انجام دیکے اسلئے ملکہ مخدومہ جہان نے اسکو خلعت خاص وخطاب خواجہ جہان و منصب امیر الامرائی و وکالت شاہی عطا کرکے اسکا رتبہ سب سے اعلیٰ کیا پس ملک التجار محمود گاوان آزادانہ و خیر خواہانہ سلطنت و دولت کے انتظام مین مشغول ہوا خواجہ کے عہد وزارت مین بہمنیہ سلطنت کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا۔ اور اکثر ممالک مفتوحہ ہوئے بادشاہی خزانہ و جواہر سے معمور ہوا۔ ملک مین آبادی بہ نسبت سابق بہت بڑہ گئی۔ رعایا خوشحال تہی۔ ظلم و ستم کا نام و نشان نہ تہا۔ اور بہی بہت سے کام مفید عام جو ملک التجار سے ہوئے ہین مین اس تاریخ مولفہ مین ہر ایک کو موقع و محل پر گزارش کرتا ہون۔ تاکہ شائقین خواجہ کے کارہائے نمایان سے مستفید ہوویں۔

محمد شاہ ثانی کی تربیت و تعلیم اور اُس کے مختصر صفات کا ذکر

تحفۃ السلاطین کے مولف نے لکہا کہ خواجہ جہان وکیل السلطنت نے حسب تجویز ملکہ مخدومہ جہان محمد شاہ کی تعلیم کیلئے صدر جہان شوشتری کو جو افضل العلما تہا مقرر فرمایا۔ شوشتری نے محمد شاہ کو بہترین طریق سے تعلیم دی۔ بادشاہ نہایت ہی ذہین تہا۔ کتب علوم درسیہ کسب کمالات انسیہ مین مشغول ہوا۔ تہوڑی ہی مدت مین ذی استعداد و صاحب سواد ہو گیا۔ خط خوب لکہتا تہا۔ خوش نویسی مین خطاط مشہور تہا۔ تحریر و تقریر مین ادیب بلیغ و فصیح تہا خاندان بہمنیہ مین فیروز شاہ کے بعد اس سے بہتر کوئی نہیں ہوا ؎

ارسطو سخندان دیوانِ او   بلیناس طفل سبق خوانِ او

اسیطرح فنون سپاہگری مین بہی اُستاد شمار کیا جاتا تہا۔ بہادری و جرأت و ہمت و شوکت مین

بیمثل تہا۔ اکثر معرکون مین بذات خود شریک رہا ہے۔ اکثر مخالفین کے سر اپنے ہاتہہ سے کاٹے تیف مزاج مین جیسی شعلہ زن تہی۔ الوالعزم و مستقل مزاج تہا۔ جس کام کا ارادہ کرتا تہا۔ اُس کی تکمیل تک بے چین رہتا تہا۔ مہمات دیوانی کو ملاحظہ کرتا تہا۔ روزانہ وزرا و معتمدین دربار مین حاضر ہوتے تہے اور امور سلطنت کو پیش کر کے بادشاہ کی دستخط لیتے تہے۔ بادشاہ کی پیشی مین مہمات بزرگ پیش کئے جاتے تہے۔ اور معمولی مہمات خود وزرا سرانجام کرتے تہے۔ سلطنت بہمنیہ اسی بادشاہ کے عہد مین کمال عروج کو پہنچ گئی تہی۔ اور مملکت کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا تہا الوالعزم و عالی ہمت و بلند حوصلہ تہا۔ جدہر توجہ کرتا تہا اُدہر اقبال استقبال کیلئے آتا تہا۔ تقدیر بادشاہی تدبیر کے ساتہہ موافق ہوتی تہی۔ ظفر و فیروزی ہمرکاب رہتی تہی۔ حسن اتفاق سے بادشاہ کو کاربردازان لائق و وزیران فائق ملگئے تہے۔ خاص خواجہ محمود گاوان جامع العلوم والفنون مدبر و منتظم ایسا فرد فرید دستیاب ہوا تہا کہ اُس نے مدۃ العمر خیر خواہانہ مہمات سلطنت کا انتظام کیا۔ رعایا کے ساتہہ حسن سلوک جاری رکہا۔ کسی پر ظلم نہین کرتا تہا۔ اسکے وزارت کے زمانہ مین ادنی سے اعلی تک کل خوشحال و فارغ البال تہے۔ کوئی کسیکا شاکی نہین ہوتا تہا بلکہ تمام بایکدیگر حسن اتفاق و خوش اخلاق سے رہتے تہے۔ بلکہ ایک دوسرے کا شکریہ ادا کرتا تہا۔ فی زمانناوہ اخلاق ہین نہ وہ اتفاق ہے اگر ہم مین باہم اتفاق و اخلاق بزرگان سلف ہوتے تو کیون ہم ایسی بیہودہ حالت خراب مین مبتلا ہوتے۔ اس بادشاہ بہمنی مین جو محمد شاہ اول کا ہمنام ہے۔ ایسی صفتین ہین جیسی بادشاہ اول مین نہین۔ جبتک زندہ رہا عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتا رہا۔ سپاہ و رعایا کے حال پر مہربان تہا۔ اس بادشاہ کے مزاج مین

عجلت و سرعت زیادہ تہی۔ عاقبت بینی و دور اندیشی کم تہی جو کام کرنا چاہتا بے تحاشا کرتا۔ آخر حسرت و افسوس کرتا۔ چنانچہ اس عجلت کی تصدیق خواجہ محمود گاوان کے قتل سے ہوتی ہے بادشاہ نے اس معاملہ مین بڑی غفلت کی ایسے اپنے وزیر خیر خواہ جان نثار و وفادار کو صاحبان غرض رشک و رغلانے سے مارڈالا۔ وزیر با تدبیر کے قتل ہوتے ہی سلطنت بہمنیہ مین زوال شروع ہوگیا۔ خواجہ کا قتل واقعہ مین زوال کا مقدمہ تہا۔ پہر تقریبًا ایک سال کے عرصہ مین بادشاہ بہی حسرت و افسوس کرتے ہوئے فوت ہوگیا چنانچہ موقع پر بیان کیا جائیگا۔ اور اس بادشاہ کے دل مین بہ نسبت رحم سختی زیادہ تہی۔ حسن گنگوئے بہمنی کے زمانہ سے براہمہ کے ساتہہ حسن سلوک کیا جاتا تہا۔ اور براہمہ کے قتل سے پرہیز کیا جاتا تہا۔ حسن گنگوئے بہمنی نے براہمہ کے قتل کی ممانعت اسوجہ سے کی تہی کہ گانگو پنڈت کے اس احسان کے شکریہ مین جو پنڈت نے ابتدائے حال مین اُس کے ساتہہ کیا تہا۔ اولاد بہمنیہ نے اس ممانعت پر پوری تعمیل نہین کی۔ اسی وجہ سے براہمہ و اہل اصنام کہتے ہین کہ بہمنیہ کی سلطنت مین زوال براہمہ کُشی سے آیا۔ واقع مین زوال حسب زعم ہنود نہین آیا بلکہ بادشاہون کی غفلت و محویت عیش و عشرت کی وجہ سے زوال آیا۔ اسیطرح اکثر اہل اسلام کی سلطنتین غفلت سے برباد و تباہ ہوگئین۔ اللہم اہدنا الصراط المستقیم۔

محمد شاہ کی شادی

چونکہ محمد شاہ سن رشد کو پہنچ گیا تہا۔ اور عالم شباب مین قدم رکہا تہا۔ بقول محمود شاہی چودہوان سال عمر کے مراحل سے شروع ہوا تہا۔ ملکہ مخدومہ نے ارادہ کیا کہ اپنے لخت جگر کی شادی کرنی چاہیے۔ پس خواجہ جہان محمود گاوان کی رائے و بدر سے شادی کا اہتمام نہایت

تزک و احتشام سے انجام دیا۔ حسب دستور بہمنیہ خاندان کی ایک لڑکی سے شادی کی۔ بیشمار زر صرف کیا۔ امرا و وزرا و علما و مشایخ وغیرہم کو خلعتہائے فاخرہ و صلات وافرہ عطا کئے۔ تمام رعایا و ملازمین صاحبان سیف و قلم کو اقسام کے کہانے کہلائے۔ یہہ جشن تقریبًا ایک مہینہ تک جاری رہا۔ مخدومہ جہان نے شادی سے فارغ ہوکے گوشہ گیری اختیار کی اور مہمات سلطنت کو اپنے لخت جگر کے سپرد کیا۔ محمد شاہ ہوشیار و ہونہار تہا حسب الحکم والدہ مخدومہ جہان امور سلطنت کی باگ اپنے ہاتہہ مین لی۔ مہمات کا انتظام بغیر رائے خواجہ نہین کرتا تہا۔ اور بعض وقت مہم اہم مین مخدومہ جہان سے بہی مشورہ لیتا تہا۔

کوکن کی فتح

تحفۃ السلاطین کے مولفین نے لکہا کہ جب محمد شاہ نے مالوی کے مقابلہ سے فراغت پائی تب ۸۷۴ ہجری مین ملک التجار محمود گاوان کو خلعت بیگی خانہ حسن بصری کا انتقام لینے کیلئے کوکن روانہ کیا۔ خواجہ حسب الحکم بہمنی نہایت عظمت و شوکت کے ساتہہ لشکر جنیر و بیجاپور و چاکنہ و کلہر و دابہول جیول رہاہن ہمراہ لیکر فتح کوکن کیطرف متوجہ ہوا۔ رائے کہلنہ و رائے سنگیسر بہت بڑے ذیشان راجہ تہے اور بحری ڈاکوؤن کے سردار تہے۔ تین سو جنگی جہازون کا ایک بیڑا تہا۔ اور فوج بہی کم نہ تہی۔ اکثر مسلمان حاجیونکو دریا مین لوٹ لیتے تہے۔ جب انکو خواجہ کے ارادے و حملے سے خبر ہوی تو انہون نے گہاٹ کی راہون کو مسدود کر دیا۔ مگر خواجہ جو تجربہ کار روزگار آزمودہ فرد تہا۔ اس نے مسدود راہ کی کچہہ پروا نہ کی۔ اور دل جمعی سے دامن کوہ مین قیام پذیر ہوا۔ اور آہستہ آہستہ اپنی حسن تدبیر سے اسپر قبضہ کر لیا جب دیکہا کہ پہاڑی تنگ راستون مین سوارون کی فوج کام نہین دیسکتی ہے تو تمام لشکر ہمراہی پس کیا

اور اُن کے بجائے سعید خان گیلانی کو لشکر وا بہول و کلہر کے ساتہہ اپنے پاس بلایا۔ اور چند ہی روز
مین پیادون کی فوج کثیر فراہم کرلی۔ قلعہ کہیلنا کے نزدیک جنگل و جہاڑی تہی جس سے فوج کا
گذرنا دشوار تہا۔ اسلئے جنگل کو جلا کے خاک سیاہ کیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ پانچ مہینے محاصرہ مین
گذرے تہے کہ برسات کا موسم آگیا۔ اسلئے مع جاہ و حشم گہاٹ سے اُتر آیا اور گہاٹ کی حفاظت
کے لئے دس ہزار پیادے و توپچی و تیر انداز چہوڑ آیا۔ اور پرگنہ کہولا پور مین گہانس پہوس کے
جہونپڑے فوج کے آرام کیلئے ڈالکر رہنے لگا۔ لیکن محمود گاوان موسم کی سختی سے بیکار رہنا
پسند نہین کرتا تہا۔ اسنے بیکاری کے زمانہ مین بہی قلعہ رانکنہ کو فتح کرلیا۔ پہر برسات کے بعد
گہاٹ پر چڑہائی کی۔ اور کئی مہینے کی کوشش و کشمکش مین اور ہزار حیلہ و تدبیر اور لاکہون
روپئے کے صرف کرنے سے قلعہ کہیلنہ کی فتح نصیب ہوئی۔ یہہ قلعہ ایسا سنگین و پختہ تہا
کہ اسوقت تک اہل اسلام کا سایہ اُسپر نہین پڑا تہا۔ پہر برسات کا موسم آگیا حسب دستور
سابق گہاٹ کی حفاظت پیادون کے سپرد کرکے سوارون کو ہمراہ لیکر نیچے اُتر آیا۔ پہر چار مہینے
کے بعد سنگیسر کے طرف گیا۔ بہت ہی آسانی سے فتح کرلیا۔ اور وہان کے زمینداروں سے خلف
حسن بصری کا انتقام لیا۔ اور وہان کا بندوبست اور رعایا کو فرمان بردار بنا کے بندر گوا
کے طرف بڑہا۔ جو راجہ بیجانگر کا مشہور بندر تہا۔ اور راجہ بحری فوج کا بہی مالک تہا۔ اکثر توپچی
جنگی جہاز اُسکے زیر حکومت تہے اسلئے خواجہ محمود گاوان نے بہی یکسو بیس جہازونکا بیڑہ
تیار کرکے تری سے حملہ کرنیکے لئے بہیجا اور خود خشکی کیطرف سے بڑہا۔ ابہی راجہ بیجانگر کو خواجہ
محمود گاوان کے ارادے سے خبر نہوئی تہی کہ اسکی حفاظت و مدافعت کیلئے فوج بہیجتا۔ پس

خواجہ نے برق و باد کی طرح بندر پر قبضہ کر لیا۔ اس نمایان فتح کی خبر بلاد و امصار مین منتشر ہوگئی۔ اس فتح کی خبر سننے سے محمد شاہ اسقدر خوش ہوا کہ ایک ہفتہ تک طبل شادی محمد آباد بیدر مین بجوایا۔ جب اس کا نمایان کامیابی کے بعد خواجہ جہان محمد گاوان قلعہ گوا کی حفاظت کا بندوبست کر کے تین سال کے بعد فتح و نصرت کیساتھہ محمد آباد بیدر مین آیا تو محمد شاہ نے اسکی بہت تعظیم و توقیر کی۔ جوش خوشی مین خود بادشاہ خواجہ کے مکان پر ایک مہینہ تک مہمان رہا۔ اور اسکو خلعت خاص سے سرفراز فرمایا۔ اور ملکہ مخدومہ جہان نے اسکو بہائی کے لقب سے مخاطب کیا اور چند فقرے اسکے القاب مین بڑہائے گئے جسکے بعد وہ اسطرح پر مخاطب کیا جانے لگا۔ { حضرت مجلس کریم سید عظیم ہمایون اعظم صاحب السیف و القلم مخدوم جہانیان معتمد بارگاہ سلطان آصف جم نشان امیر الامرا ملک نائب مخدوم ملک التجار محمود گاوان المخاطب بہ خواجہ جہان } سلطان محمد شاہ نے خواجہ جہان کے غلام خوشقدم کی بہی قدر و منزلت کی جسنے اس تین برس مین خواجہ جہان کی بہت خدمت گزاری کی تہی۔ اور اسکو کشور خان کا خطاب دیکر امرائے کلان مین داخل کیا اور قلعہ گوا و بندہ و گوندوا و کوہلاپور کو اسکی جاگیر مین اضافہ کیا۔ یہ ایک ایسی عظیم الشان فتح تہی اور اسکا خواجہ محمود گاوان کے لیے ایسا گہرا اثر ہوا کہ اسنے ایران و توران کے سلاطین و امرا کو فتح کی تفصیلی خبر لکہی۔ خواجہ کے خطوط ریاض الانشا مین موجود مین۔

ہمیرائے اوڈیا کی امداد اور فتح راجمندری و کوندبیر

چونکہ رائے اوڈیا مرچکا تہا۔ اسنے ایک تبنی یعنی لیپالک بیٹا منگل رائے اور چچازاد بہائی

ہمیر نام چھوڑ گیا تھا۔ منگل رائے نے رائے اوریا کا جانشین ہو کے ہمیر کو شہر بدر کر دیا۔ بناءً علیہ ہمیر نے محمد شاہ کی خدمت مین درخواست کی کہ اگر اسکو ملک کا مالک کیا جائے تو وہ ہمیشہ فرمان بردار و خراج گزار رہیگا۔ اس لئے محمد شاہ نے بمعرفت خواجہ محمود گاوان ملک حسن بحری غلام کو نظام الملک خطاب دیکر ہمیر کی مدد کے لئے روانہ فرمایا۔ ہمیر بھی مع اپنی فوج اس سے آکر ملگیا۔ اور لشکر کا مقدمۃ الجیش بنا۔ تھوڑی لڑائی کے بعد ملک حسن کو کامیابی حاصل ہوئی منگل رائے شکست کھا کے فرار ہو گیا۔ ملک حسن نے ہمیر رائے کو ملک رونتی کا مالک بنا کے راجمہندری کو ندبیر پر حملہ آور ہوا اول ہی مقابلہ مین فتح کر لیا۔ اور محمد شاہ کے حکم سے امرائے معتبر کے سپرد کر کے مع غنائم بیشمار بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ محمود گاوان کی سفارش سے خلعت خاص سے سرفراز ہو کے تلنگانہ کی سر لشکری پائی۔ شاہان بہمنیہ خلعت خاص سوائے طرفداران اربعہ کے کسیکو نہین دیتے تھے۔ جب ملک حسن تلنگانہ مین پہنچا تو اُس نے تمام ملک تلنگانہ مین ہندی النسل کے سوا کسیکو جاگیردار نہین رکھا مغلون و ترکون سے مخالفت رکھتا تھا۔ جب خواجہ محمود گاوان نے دیکھا کہ اُسکی روش اور طرز سے مخالفت و بغاوت کے آثار پائے جاتے ہین تو وہ اس سے ہوشیار رہنے لگا۔

ملک حسن اور ملک فتح اللہ کی اصلی حالت

ملک حسن نظام الملک احمد نگر کے نظام شاہی خاندان کا جد اعلیٰ ہے۔ اصل مین یہہ ذات کا برہمن تھا۔ اُسکے اجداد پاتری علاقہ برار کے پٹواری تھے مگر قحط سالی کے زمانہ مین اپنا وطن چھوڑ کے بیجانگر چلا گیا تھا۔ وہان گدائی یا ملازمت پر اپنی گذراوقات کرتا تھا۔ جب احمد شاہ بہمنی نے بیجانگر پر حملہ کیا تو اُسوقت ملک حسن اسیرون مین گرفتار ہو کر آیا اُسکا نام

تیما بہٹ تہا اور اُسکے باپ کا نام بہریو۔ یا بہرو بہٹ تہا۔ مگر احمد شاہ نے تیما بہٹ کو جو حسین و نو عمر تہا اپنے غلامون مین شامل کرلیا اور اُسکا نام حسن کہدیا۔ اور اپنے بیٹے کے ساتہہ مکتب مین شریک کیا ہمیشہ شاہزادون کی صحبت مین رہنے لگا۔ محمد شاہ اُسے حسن بن بہریو کے بجائے بہ تغیر لہجہ حسن بحری کہا کرتا تہا۔ اس وجہ سے بحری مشہور ہوا۔ بعض نے لکہا کہ محمد شاہ اپنے شکار کے بحری جانورونکی خدمت توش بیگی تفویض کی تہی۔ اس خدمت کی مناسبت سے اُسکو بحری کہنے لگے۔ توش بیگی کی خدمت پر مقرر ہونے سے اُسکو بادشاہ سے تقرب ہوگیا تہا بادشاہ نے اُسکو ہزاری منصب و نقارہ و ماہی مراتب بہی عطا کیا تہا۔ اور اسیطرح فتح اللہ عماد الملک بہی اصل مین ہندو زادہ تہا۔ تحفۃ السلاطین کا مولف کہتا ہے، کہ راجگان بیجانگر کی اولاد مین سے تہا یہہ احمد شاہ کے وقت مین قیدیون مین گرفتار ہوکے آیا تہا۔ خان جہان سپہ سالار برار کو بطور غلام دیدیا گیا تہا۔ خانجہان نے اسکی تعلیم و تربیت فرزندون کی طرح کی پڑہ لکہہ کے لائق ہوگیا۔ خانجہان نے اسکی لیاقت و حسن قابلیت دیکہہ کے اُسکو اپنا معتمد بنایا لیکن جب خانجہان فوت ہوگیا تو یہہ شاہان بہنیہ کے غلامون مین شامل ہوگیا تہا۔ اور محمود گاوان کی عنایت سے عماد الملک خطاب پاکے برار کی سرلشکری پر مامور ہوگیا تہا۔

یوسف عادل خان کا سرلشکری دولت آباد پر مقرر ہونا اور ہنتور و بہیر اکہڑہ اور لانجی کی فتح

فرشتہ نے لکہا کہ یوسف عادل خان سوائی جسکو خواجہ محمود گاوان مثل اپنے فرزندون کے سمجہتا تہا دو تین مہینہ کے بعد ۸۷۴ ہجری مین دولت آباد کی سرلشکری پر مقرر ہوا۔ اور دریا خان و دیگر

غلامان ترک جو مسند نشین امارت تہے اسکے تابع ہوئے۔ اور تمام امرائے ترک کی جاگیرین اسی تعلقہ مین عطا کی گئین۔ اور قاسم بیگ بن قاسم بیگ صف شکن و شاہ قلی سلطان چنگیزی و دیگر امرائے مغل بہی جو جنیر و چاکنہ وغیرہ اضلاع کوکن مین جاگیرین رکہتے تہے تابع کئے گئے۔ اور یوسف عادل خان خواجہ کی عنایت و توجہ سے تمام طرفدارون مین معزز و ممتاز ہوا۔ سلطان محمد شاہ نے دیکہا کہ یوسف عادل خان ہونہار و ہوشیار ہے روز بروز اسکو دوسرے امرا پر ترقی دیتا جاتا تہا اور مہمات بزرگ کی کشائش کے لئے بہیجتا تہا۔ چنانچہ محمود خلجی کے ہنگامہ دار و گیر مین ایک مرہٹہ نے قلعہ انتور پر قبضہ کرلیا تہا۔ اور ویراکہڑہ پر ایک راجہ جبنک رائے نام حکمرانی کرتا تہا۔ محمد شاہ بہمنی نے یوسف عادل خان کو ویراکہڑہ کی تسخیر۔ اور قلعہ انتور کی رہائی کیلئے حکم دیا۔ اُسنے دولت آباد مین پہونچتے ہی قاسم بیگ صف شکن کو قلعہ انتور کے محاصرہ پر مقرر فرمایا۔ اور دریا خان برادر خواندہ کو ویراکہڑہ بہیجا۔ انتور کے قلعدار نے جنگ و جدال کے بعد امان جان کی درخواست بہیجی قاسم بیگ صف شکن خان نے اسکی درخواست قبول کی۔ قلعدار نے قلعہ حوالہ کردیا۔ اور خود وہان سے مع عیال و اطفال چلا گیا۔ خان موصوف نے قلعہ مین ایک تہانہ دار مع چند سوار و پیادہ معین کیا۔ اور دریا خان نے ویراکہڑہ پر حملہ کیا۔ وہانکا راجہ پانچ چہہ مہینے تک مدافعت کرتا رہا آخر بامر لاچاری یوسف عادل خان کے پاس بذریعہ سفیر پیام بہیجا۔ کہ آپ میری خطا معاف فرمائین جو کچہہ میری ملک مین مال و زر ہے پیشکش کرکے جریدہ مع عیال و اطفال قلعہ سے نکل جاتا ہون

بزنہار خواہی کشادہ زبان ۔۔۔ رسولے فرستاد بر مرزبان
کہ ما بندگانیم و فرمان تراست ۔۔۔ چہ باشد ہمہ خیر چون جان تراست

یوسف عادل خان نے بموجب شرط مذکور امان دیا اور اسکا قصور معاف فرمایا۔ اور دریا خان کو حکم دیا کہ اہل قلعہ کے جان و ناموس کو کسیطرح کی مزاحمت نہ پہنچائین۔ اور انکو چھوڑ دین۔ دریا خان حسب الحکم سوار ہوکر باہر آیا۔ اور فرمایا کہ مینک رائے مع عیال و اطفال قلعہ سے نکل کر چلا جائے۔ وہ بیچارہ اپنا آبائی وطن و خزائن موروثی چھوڑ کے چلا گیا۔ پہر یوسف عادل خان فی الفور قلعہ مین پہنچا قلعہ کے تمام خزائن و تخت و نفائس پر متصرف ہوا۔ اور وہان کے زمینداروں کو نوازش و خلعت سے سرفراز کرکے۔ قلعہ لانچی کے طرف متوجہ ہوا۔ اُسوقت لانچی کا راجہ فوت ہوچکا تہا۔ اُسکا لڑکا مسند نشین ہوا تہا۔ مقابلہ کی تاب نہ لاکے امان خواہ ہوا۔ و مال و اسباب سپرد کردیا۔ یوسف عادل خان نے جو کچھہ اسباب لائق سرکار تہا لے لیا۔ اور راجہ زادہ کو بہمنیہ کے طبقہ مین شریک فرماکے قلعہ و ملک اسکو بطور جاگیر التمغا دیا۔ جب یوسف عادل خان ان فتوحات کے بعد دارالسلطنت بیدر مین آیا اسقدر زر و جواہر و گہوڑے وہانی بادشاہ کی خدمت مین پیشکش کئے کہ راجہ مہندری کو ندبیر کے غنائم اسکے مقابل مین چیز محقر معلوم ہوتے تہے۔ محمد شاہ بہمنی غنائم کے دیکہنے سے بہت خوش ہوا۔ اور خواجہ سے فرمایا کہ یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر لیجائے اور ایک ہفتہ تک اعزاز و اکرام سے ضیافت کیجئے۔ خواجہ نے قبول کرکے عرض کیا۔ کہ بغیر حضور اسکا ظہور کیونکر ہوگا۔ بادشاہ نے اس کا مطلب سمجہہ کر فرمایا ضیافت مشترکہ مین وہ لطف و مزہ نہین آتا جو ضیافت خاصہ مین ہے۔ آپ اول ایک ہفتہ یوسف عادل خان کی دعوت کیجئے پہر ہمکو مکان پر لیجائے اور مہمانی کے لوازم ادا کیجئے۔ خواجہ نے قبول کیا۔ یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر لایا ایک ہفتہ تک نہایت تکلف سے دعوت کے رسوم ادا کئے پہر باتفاق یوسف عادل خان بادشاہ کی مہمانی کی تیاری کی مکان کو ایسا آراستہ کیا

نگارخانۂ چین بنا دیا۔ آٹھوین روز محمد شاہ بہمنی خواجہ کے دولتخانہ پر مہمان گیا۔ برابر ایک ہفتہ تک مہمان رہا۔ اس جلسۂ دعوت مین یوسف عادل خان کا اعزاز بہت بڑھ گیا۔ بادشاہ کا مقرب ہم پیالہ و ہم نوالہ ہو گیا۔ خواجہ نے بادشاہ کی مہمانی مین تکلفات رسمی سے ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرمایا۔ اور رخصت کیوقت خواجہ نے اتنے تحائف و ہدایائے عالم بادشاہ کی نذر گزرانے کہ ناظرین دکن اُن کے دیکھنے سے حیران ہو گئے۔ منجملہ تحائف پچاس سونیکے طبق تھے جو اتنے بڑے تھے کہ ہر ایک بکرے کا کباب آجائے اور اُنکے سرپوش مرصع تھے اور سو غلام چرکس و حبشی و دکنی تھے۔ جنھین اکثر لکھنے پڑھنے اور گانے بجانے سے واقف تھے اور سو گھوڑے ترکی و عربی و عراقی تھے اور سو چینی کی رکابیان اور پیالے تھے۔ ایسے خوبصورت و نادر الوجود تھے کہ بادشاہون کو بھی نصیب نہین۔ یہہ تحائف مذکورۃ الصدر بادشاہ کو دئے۔ اور اُنکے علاوہ شاہزادہ و امراکو بھی تحائف حسب حیثیت دئے۔ اسکے بعد جو کچھہ نقد و جنس گھر مین تھا بادشاہ کے ملاحظہ مین گزرانا اور کہا یہہ جو کچھہ ہے تمام بادشاہ کا ہے۔ بادشاہ کی سلطنت ہی سے حاصل ہوا ہے بادشاہ مالک و مختار ہے جسے چاہے عطا کرے۔ بادشاہ خواجہ کے حسن خلق و حسن اخلاص سے بہت ہی خوش ہوا۔ لطف و کرم سے فرمایا۔ ہم نے تمام قبول کیا۔ اور پھر تجکو ہی بخشدیا۔ اس دعوت کے بعد بادشاہ کے نزدیک خواجہ کا حسن اعتبار اور یوسف عادل خان کی بزرگی اس درجۂ اعلیٰ کو پہنچی کہ اپنے اقران و امثال سے بڑھ گئے۔ مدعیان دکن رشک و حسد سے پیچ و تاب کہانے لگے۔ اور خواجہ کی مخالفت و عداوت پر کمربستہ ہوئے خواجہ مدعیان کی کچھہ پروا نہین کرتا تھا۔ مہمات ملکی سے نہین باز رہتا تھا۔

قلعہ بلگوان کی فتح

تحفۃ السلاطین و فرشتہ کے مولفین نے لکھا کہ ۷۷۵ھ ہجری مین دارالسلطنت مین یہہ خبر پہنچی کہ راے پرگیتہ حاکم بلگوان نے اجیرائے بن دیورائے والی بیجانگر کی تحریک سے بندر گوا پر حملہ آور ہونیکا ارادہ کیا ہے اور بنگاپور کا قلعہ دار بہی مع جمعیت امداد کے لئے آرہا ہے۔ محمد شاہ اس خبر کے سنتے ہی اپنا لشکر ہمراہ لیکر شکار کرتے ہوئے بلگوان عرف بلگام کے طرف پہنچا۔ وہانکا قلعہ نہایت ہی سنگین و مستحکم تہا۔ اُسکے اطراف مین خندق عمیق کہدی ہوئی تہی۔ بادشاہ نے پہنچتے ہی قلعہ کا محاصرہ کیا۔ راجہ پرگیتہ نے یہہ حالت دیکہکر خواجہ جہان محمود گاوان و دیگر امرا کے توسل سے عذرخواہی کی۔ لیکن چونکہ بادشاہ کو وہان کے سرکشون کی سرکوبی و گوشمالی مطلوب تہی اسلئے اسکی درخواست منظور نہین کی۔ اور آتش بازون کو بلاکے حکم دیا کہ اگر اپنی جان کی سلامتی چاہتے ہو تو دو ہفتہ مین قلعہ کی دیوارین منہدم کی جائین۔ اور خندق کے پاٹنے کا کام خواجہ جہان کے سپرد کیا تاکہ جس دن دیوارین زمین سے ملجائین اُسی دن خندق بہی بہری ہوئی رہے خواجہ نے خندق کو بہرنا شروع کیا۔ لیکن ہرچند کہ خندق کے بہرنے مین کوشش کرتا تہا۔ مگر کوشش مفید نہین ہوتی تہی۔ اسلئے کہ دن مین جسقدر بہری جاتی تہی محصورین رات کے وقت اُسکو صاف کر دیتے تہے۔ پس خواجہ نے قلعہ کے مقابلہ مین ایک دیوار بناکے جابجا مورچے قائم کئے۔ تاکہ اہل قلعہ خندق تک آنے پائین۔ اور یوسف عادلخان اور فتح اللہ عماد الملک کے مورچون سے قلعہ کے برج کے نیچے تک سرنگ بنواکر اُس مین باروت بہروائے۔ چونکہ دکن مین یہہ پہلا ہی موقع ہے کہ ایسا طریقہ اختیار کیا گیا۔ اس لئے پرگیتہ رائے

غفلت مین بیخبر بیٹھا ہوا تھا کہ سرنگ کو شتابہ لگایا گیا۔ اور دفعۃً قلعہ کی دیوارین کئی مقامات سے زمین پیوستہ ہوگئین خندق تو پہلی ہی سے بھری ہوئی تھی فوج شاہی دوڑ پڑی اور قلعہ کے اندر داخل ہونیکی تدبیرین کرنے لگی۔ مگر محصورین نے جان توڑ کر خوب مقابلہ کیا۔ اور فوج شاہی سے تقریبًا دو ہزار آدمی مارے گئے۔ آخر محمد شاہ نے خود سوار ہو کر سخت حملہ کیا اور بیرونی حصار پر قبضہ کرکے ارک قلعہ کے محاصرہ مین مشغول ہوا۔ رائے پرگیتہ پہلے ہی سے بددل و ہراسان ہو رہا تھا۔ یہ حالت دیکھکر بہت ہی گھبرایا۔ تبدیل لباس کرکے قلعہ سے برآمد ہوا اور محمد شاہ بہمنی کے مورچے مین پہنچا۔ اور محافظین سے کہا کہ مجکو پرگیتہ نے بادشاہ کی خدمت مین بھیجا ہے۔ اور چند پیغام دئے ہین۔ محافظین درگاہ نے بادشاہ کے حضور مین عرض کیا۔ حکم ہوا کہ اسکو حاضر کرین۔ حاضر کیا گیا۔ زمین بوس ہو کر اور پگڑی گردن مین ڈالکے عرض کیا کہ مین رائے پرگیتہ ہون۔ مع فرزندان قدم بوسی کیلئے آیا ہون۔ بادشاہ مالک و مختار ہے اس گناہگار کو بخشے یا قتل کرے۔ پس سلطان محمد شاہ نے فیاضی و رحمدلی سے اسکا قصور معاف فرمایا اور اسکو امرا کے طبقہ مین شامل کر لیا۔ فرشتہ نے لکھا کہ بعض مورخین نے روایت کی ہے کہ جب رائے پرگیتہ نے دیکھا کہ حصار اول پر بہمنیہ کا قبضہ ہوگیا۔ اور مقربین کے ذریعہ سے بادشاہ نے اسکا قصور معاف نہین فرمایا تو بامر ناچاری قلعہ کے برج پر دستہ ہوکے نہایت عاجزی و زاری سے امان جان کا خواہان ہوا۔ بادشاہ نے اسکی عاجزی و انکساری پر رحم کرکے اس کے قصور سے درگذر کیا اور اُسکو امرا کے زمرہ مین شریک فرمایا۔ اور اسکی تعظیم و تکریم مین کوتاہی نہین کی۔ بہرحال قلعہ اُسیر و فتح ہوا۔ بادشاہ خود سوار ہوکے قلعہ مین آیا۔ خدا کا شکر

ادا کیا۔ چونکہ اسوقت خود سر لشکر تہا اسلئے اپنا لقب لشکری رکہا۔ قلعہ بلگوان اور اسکا کل تعلقہ خواجہ کی جاگیر مین مقرر کرکے دار السلطنت کے طرف مراجعت کی۔

مخدومۂ جہان کی وفات

مخدومہ جہان اس حملہ مین اپنے لخت جگر کے ہمراہ تہی۔ حقیقت مین یہہ عورت بڑی عالیہمت و بلند حوصلہ تہی۔ اسی مخدومہ کی حسن تدبیر سے سلطنت بہمنیہ محمد شاہی زمانہ مین رونق پذیر رہی۔ اور درجہ عروج پر پہنچ گئی۔ اسی ملکہ نے خواجہ محمود گاوان کو سلطنت کا خیرخواہ بنایا۔ ابہی دار السلطنت مین نہین پہنچے تہے کہ رستہ مین ملکۂ مخدومۂ جہان نے اس عالم فانی سے عالم بقا کی طرف انتقال کیا۔ محمد شاہ کو والدہ کے فوت ہونیکا بہت رنج وغم لاحق ہوا۔ لاش کو تکفین و تجہیز کرکے دار السلطنت بیدر مین روانہ کیا۔ حسب الحکم بادشاہ سلاطین بہمنیہ کے مقبرہ مین دفن کئے۔ بعد مین محمد شاہ نے والدہ ماجدہ کا گنبد مستحکم و سنگین بنا کردیا۔ چنانچہ ابتک موجود ہے۔ کسی شاعر نے مخدومہ جہان کی تاریخ کہی ہے۔ **ھو ھذا**

اذا جاءت نداء باعثھا	درۃ التاج مریم الاثار
ایّد اللہ ملک وارثھا	ملھم غیب قال فی التاریخ

سنہ ۸۸۴ ہجری

محمد شاہ ثانی کا بیجاپور مین آنا اور قحط کا واقع ہونا اور خواجہ محمود گاوان کا ضیافت کرنا

محمد شاہ بلگوان کے فتح و والدۂ مخدومۂ جہان کے فوت ہونیکے بعد بلدۂ بیجاپور مین آیا۔ رفع تکلیف و دفع غم کے لئے حسب الالتماس خواجہ وہان قیام پذیر ہوا۔ سیر و شکار و عیش و آرام مین مشغول ہوا

خواجہ نے ضیافت کے لوازم و مہانداری کے شرائط مین ایک دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا۔ اسی کام مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا۔ بادشاہ کو وہان کی آب و ہوا خوش آئی اکثر کالا باغ مین جو خواجہ کا آباد کیا ہوا تہا بسر کرتا تہا۔ اور مہمات سلطنت کو بہی ہین انجام دیتا تہا۔ ارادہ کیا تہا کہ موسم برسات وہین بسر کر کے احمد آباد و بیدر روانہ ہوگا۔ سوئے اتفاق سے اس سال تمام دکن مین بارش نہین ہوئی۔ بارش باران کی سقدر قلت ہوئی کہ بیجاپور کے تمام کنوؤن کے بہی پانی خشک ہوگئے۔ اس لئے بادشاہ کو مجبوراً وہان سے کوچ کرنا لازم و واجب ہوا۔ پس مع جمعیت دار السلطنت مین آیا۔ تحفۃ السلاطین کے مولف نے لکہا کہ دار السلطنت مین پہنچ کے مصیبت زدگان قحط کے آرام کے لئے خزانہ شاہی کا دروازہ کہولدیا۔ ممالک محروسہ کے بلاد و قصبات مین لنگر خانے قائم کردئے۔ غربا و مساکین کو لنگر خانہ سے کہانا دیا جاتا تہا۔ باوجود امداد شاہ اکثر بلاد و قصبات و دیہات قلت پانی کی وجہ سے ویران و خراب ہوجاتے تہے۔ کوئی نہین رہسکتا تہا۔ اکثر فوت ہوجاتے تہے۔ اور وطن سے بیوطن ہوکے مالوہ گجرات چلے جاتے۔ یہہ قحط برابر دو سال تک رہا کہین تخم ریزی نہین ہوئی تہی جنگل و صحرا و باغات پر فضا مین کہین سبزی کا نام و نشان نظر نہین آتا تہا۔ درخت بے برگ و بے ثمر تہے۔ بہوک پیاس سے بیشمار آدمی مواشی ہلاک ہوئے نظم

ازان پس جہان راںگردید حال | کہ قطعاً نبارید باران دو سال
برآمد یکے ہائے وہوئے دہر | زمردم تہی ماند بازار و شہر

تیسرے سال ۸۰۳ ہجری مین خوب مینہہ برسا۔ ملک سرسبز ہوا۔ جو لوگ زندہ تہے کشت کاری مین مشغول ہوئے۔ جو لوگ جلا وطن ہوکے ممالک بعیدہ مین چلے گئے تہے واپس آئے۔ اپنے ویرانہ

مکانات کو آباد کئے۔ سلسلۂ آصفیہ کے مولف نے لکہا کہ محمد شاہ عیش و عشرت مین مصروف رہتا تہا رفع قحط کی تدبیر نہین کرتا تہا۔ الخ مولف مذکور کا قول واقع کے خلاف ہے اس لئے کہ صاحب تحفہ نے جو کچہہ لکہا ہے بالا مذکور ہو چکا ہے۔

اوریا اور اوڑیسہ کی فتح

فرشتہ نے لکہا کہ کوندبیر کا قلعدار ظالم و فاسق تہا۔ رعایا کی عزت و آبرو مین دست اندازی کرتا تہا۔ اس لئے رعایا نے بغاوت اختیار کی۔ اور قلعہ کو ظالم سے چہین لیا۔ اور ہمیر رائے کو جو محمد شاہ کا دست گرفتہ تہا دیدیا۔ ہمیر اوریا نے دیکہا کہ دکن مین قحط کے سبب سے تباہی و بربادی عالم گیر ہے۔ اور بادشاہی لشکر بہی پریشانی کے عالم مین ہے پس رائے اوڑیسہ کو لکہا کہ آپ ہمیشہ استرداد ملک تلنگانہ کی فکر مین رہتے ہین اسوقت استرداد کا موقع عمدہ ہے تشریف لائے۔ آسانی سے کامیابی ہو جائیگی۔ بمعاوضہ حق السعی کوندبیر آپکی نذر ہے اور تلنگانہ مجہے دلائے۔ رائے اوڑیسہ نے ہزار سوار اور ساٹہہ ہزار پیادے اور جاجنگر کے راجاؤن کو ہمراہ لیکر تلنگانہ مین داخل ہوا اولاً راجمندری پر حملہ کیا۔ نظام الملک بحری حاکم راجمہندری نے قلت سپاہ کے سبب مقابلہ نکرکے قلعہ نشین ہو گیا۔ اور ایک عریضہ جو حالات پر شامل تہا حضور مین بہیجدیا۔ جب محمد شاہ کو بحری کا عریضہ پہنچا اور حال معلوم ہوا فی الفور حسب تجویز خواجہ بذات خود اس مہم کے لئے مستعد ہوا۔ تمام سپاہ کو ایک سال کی تنخواہ تقسیم کرکے مع جمعیت راجمہندری پہنچا۔ ع

تہمتن بشوریدہ زان آگہی   بجنباند دیہیم شاہنشہی

بادشاہ کے پہنچتے ہی مخالفین گھبرائے۔ رائے اوڑیسہ چلدیا اور دریا پار اُتر گیا۔ اور ہمیر اور دیا
قلعہ کندبیر مین محصور کیا۔ ملک حسن نظام الملک بحری قلعہ سے برآمد ہوکے بادشاہ کی
خدمت مین حاضر ہوا۔ اسوقت ندی مین پانی بہت ورندی کا پاٹ عریض ہو رہا تہا اور
نہ کشتیان اور اُترنیکے سامان موجود تہے۔ نئی کشتیون او رٹوکرون کے فکر مین تہے کہ رائے
اوڑیسہ کوچ کرکے دارالملک چلا گیا۔ محمد شاہ بادشاہ کو رائے اوڑیسہ کی شوخی و عہد شکنی سے
سخت غصہ و رنج تہا۔ پس شاہزادہ محمود خان کو خواجہ کے ساتہہ راجمہندری مین چہوڑا۔ اور خود
بیس ہزار سوار جرار ہمراہ لیکر ۸۸۲ہجری مین دریا سے عبور کرکے اوڑیسہ پر حملہ آور ہوا۔ قتل و خونریزی کا
بازار گرم کیا۔ تاخت و تاراج مین کوتاہی نہین کی۔ رائے اوڑیسہ بنگالے کے حدود مین چلا گیا تہا
محمد شاہ فراغت سے چہہ مہینہ تک وہان رہا۔ اور رعایا سے جسقدر ممکن ہوا طوعاً و کرہاً بیشمار
زر نقد وصول کیا۔ اور ارادہ کیا کہ شاہزادہ و خواجہ کو بلاکے ملک اُڑیسہ ان کے سپرد کرے۔
رائے اُڑیسہ اس خبر کے سنتے ہی متواتر ایلچی مع تحائف و ہاتی بہیجے۔ اور معافی کا خواہان ہوا
اور اطاعت و خراجگزاری کا وعدہ کرکے پیغام بہیجا کہ مین عہد و شرط کرتا ہون کہ آئندہ کبہی
زمینداران تلنگانہ کی کمک نہین کرونگا اور آپکی فرمان برداری سے منحرف نہین ہونگا۔
بادشاہ نے اُسکی عذرخواہی قبول کی اور اُسکے قصور سے درگذر کیا۔ اور اُسکو کہلا بہیجا کہ بہیجے ہوئے
کے سواوہ ہاتی جو خاص تمہاری والد کے ہین بہیجو تو تمہاری درخواست منظور ہوگی۔
راجہ اگرچہ خاص ہاتیون کو جان سے زیادہ عزیز سمجہتا تہا۔ لیکن بامرلاچاری اُنکو زرین جہولون
اور طلائی و نقرئی زنجیرون کے ساتہہ بہیجدیا۔ پہر بادشاہ نے اُسکا قصور معاف فرمایا۔ اور اسکا

ملک اسکو دیدیا۔ اور وہان سے مراجعت کی۔ رستہ مین شکار مین مشغول ہوا۔ شکارگاہ کے اطراف مین ایک پہاڑ کی چوٹی پر ایک قلعہ دکھلائی دیا۔ مع مقربین اس کے دیکھنے کیلئے گیا۔ محافظین قلعہ سے پوچھا کہ یہہ قلعہ ہمیر اوریا سے تعلق رکھتا ہے یا نہین۔ اوڑیسہ کے آدمیون سے ایک نے کہا کہ یہ رائے اوڑیسہ کا ہے اس قلعہ کو کوئی فتح نہین کر سکتا ہے محمد شاہ خشمگین ہوا۔ اور پہاڑ کے دامن مین فروکش ہو گیا۔ دوسرے دن قلعہ کا محاصرہ کیا **نظم**

چہ گویم کہ آن قلعہ در برتری — کند با فلک دعوی ہمسری

زموزونی قد و بالائے او — زدے تیر صد بوسہ بر پائے او

قلعہ سے ایک جماعت برآمد ہوئی ممانعت و مدافعت کرنے لگے۔ اکثر مقتول و مجروح ہوئے رائے اوڑیسہ کو یہ خبر معلوم ہوئی چند سفیر بادشاہ کے پاس بھیجے اور پیغام کہلا بھیجا کہ یہہ لوگ صحرائی ہین انکی بیہودہ باتون پر غصہ نفرمائیے اور قصور معاف فرمائیے اور ایسا تصدیع کیجیے کہ قلعہ کو مسخر کر کے ایک سپاہی کو عطا فرمایا۔ بادشاہ کو رائے اوڑیسہ کا پیغام پسند آیا۔ ڈیڑھ مہینے کے محاصرہ سے دست بردار ہو کے کندبیر کیطرف کوچ کیا۔ پہنچتے ہی قلعہ کا محاصرہ کیا۔ پانچ چھہ مہینہ تک محاصرہ رہا۔ ہمیر اوریا نے مضطرب الحال ہو کے بذریعہ مصلحین بکوشش و مشقت امان چاہا بادشاہ نے قصور معاف کیا ہمیر اوریا نے قلعہ و شہر ملازمین بادشاہی کے سپرد کیا۔ بادشاہ قلعہ کے اندر سیر و تماشا کیلئے آیا وہان ایک بزرگ بتخانہ دیکھا اُسکو توڑا۔ اور اُسکے جائے پر ایک مسجد بنا کی اور منبر پر چڑھ کر خود اذان کہی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور دوگانہ شکریہ ادا کیا۔ اور مستحقین کو زر نقد عطا کیا۔ اور خواجہ کی تحریک سے اپنے نام کا تکملہ لفظ غازی سے کیا۔ شاہان

بہمنیہ میں یہی پہلا بادشاہ ہے کہ براہمہ کو قتل کیا۔ پھر بادشاہ تخمیناً تین سال تک تلنگانہ
اور اُسکے حدود میں رہا اور وہاں کے سرحدوں کا انتظام عمدہ طرح سے کیا اور تمام زمینداران سرکش
کو نیست و نابود کر دیا۔ آخر تلنگانہ کے انتظام سے فارغ ہوکے ولایت نرسنگہ کے تسخیر کا ارادہ کیا

خواجہ محمود گاوان کے انتظامات اور ضوابط اور امراکی اس سے عداوت کا ذکر

چونکہ خواجہ محمود گاوان تجربہ کار و ہوشیار تھا۔ ہمیشہ سلطنت بہمنیہ کی ترقی و خیرخواہی پر کمربستہ
رہتا تھا۔ انتظام مملکت کیلئے ایسی تدبیرین کرتا تھا کہ جس سے سلطنت کی بنیاد قائم و مستحکم رہے
جب سلطان علاءالدین حسن گنگوئے بہمنی فوت ہوا تو سلاطین بہمنیہ کے قبضہ میں اسوقت صرف
ملک مرہٹہ و صوبہ تلنگانہ کا کسیقدر حصہ و اضلاع رائچور و مدگل و کرناٹک و برار تھے۔ جب محمد شاہ اول
تخت شاہی پر جلوہ افگن ہوا تو اُس نے سب سے پہلا یہ کام کیا کہ ملک کو چار صوبوں میں جنکا نام
اُس نے اطراف رکھا تھا تقسیم کیا۔ اور ہر صوبہ میں ایک طرفدار مقرر فرمایا۔ ایکسو بیس برس کے
عرصہ میں راجایان بیجانگر و تلنگانہ و کوکن و اوڑیسہ کے ممالک کا اکثر حصہ فتح ہوا۔ اور بیجانگر
کے سوا کوئی مخالف سلطنت قرب جوار میں باقی نہیں رہا۔ اسلئے ملک کی حدود بہت
وسیع ہو گئیں مگر باوجود اسکے قدیمی تقسیم قائم رہی جسمیں وہ تمام نقص نمودار ہو گئے۔ جو کسی
ایسے طریقہ میں پائے جاتے ہیں جسکے نظر ثانی باوجود حالات کے بدلجانے کے نہ کی گئی ہو۔ اور
ہر صوبہ کا طرفدار اسقدر قوی ہو گیا کہ اُسکو حد اعتدال پر رکھنا مشکل تھا۔ آخرکار خواجہ
محمود گاوان نے ضوابط سیاست و اصول ریاست کے بموجب حکومت کو اسطرح تقسیم کرنا چاہا
کہ کسی ایک شخص کے ہاتھ میں زیادہ قوت جمع نہوا اور بادشاہ کا ہاتھ سب پر غالب رہے۔ اسلئے

اُس نے بجائے چار اطراف کے آٹھہ صوبون مین تقسیم کیا جسکی تفصیل یہہ ہے ۔

تقسیم قدیم	تقسیم جدید
(۱) گلبرگہ	(۱) بیجاپور۔ جسمین رائچور و مدکل اور بہت سے اضلاع شریک کیے گئے ۔
(۲) دولت آباد	(۲) حسن آباد۔ جسمین اضلاع گلبرگہ و نلدرک و شوراپور شامل ہے ۔
(۳) تلنگانہ	(۳) دولت آباد ۔
(۴) برار	(۴) جنیر۔ اسمین کوکن و گوا و بلگاون شریک ہین
	(۵) راجمندری۔ جسمین اضلاع نلگنڈہ و اوریا شریک تھے ۔
	(۶) ورنگل
	(۷) گاویل
	(۸) ماہور

جب چار صوبون کی تقسیم آٹھہ پر ہوچکی تو اُنپر مندرجۂ ذیل صوبیدار مقرر ہوئے ۔

(۱) خواجہ محمود گاوان بیجاپور پر (۲) دستور دینار۔ حسن آباد پر
(۳) یوسف عادل خان دولت آباد پر (۴) فخر الملک ترک ۔ جنیر پر
(۵) ملک حسن نظام الملک ۔ راجمہندری پر (۶) اعظم خان بن سکندر خان ۔ ورنگل پر

(۷) فتح اللہ عماد الملک۔ گاویل پر (۸) خداوند خان حبشی۔ ماہور پر

پھر خواجہ نے اس غرض سے کہ بادشاہ کا رعب و داب تمام صوبون پر قائم رہے اور حالات معلوم ہوتے رہین ہر ایک صوبہ سے بعض بعض دیہات کو بادشاہ کے خاص اخراجات کیلئے مقرر کیا تاکہ تمام ملک پر بادشاہی نگرانی قائم ہو جائے۔ سلطان علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کے زمانہ سے یہ ایک بات چلی آتی تھی کہ جس سمت مین جتنے قلعے ہون وہ اُسی سمت کے طرفدار کی تحت مین رہتے تھے۔ وہ جسکو چاہتا تھا اپنے طرف سے قلعدار مقرر کر دیتا تھا۔ اسکا یہ نتیجہ ہوتا تھا کہ طرفدارون کی قدرت بیحد بڑھجاتی تھی۔ جب چاہتے بغاوت کرتے تھے۔ خواجہ جہان نے اس طریقہ کو موقوف کیا۔ اور قرار دیا کہ صرف ایک قلعہ سرلشکر سمت کے تحت مین رہے باقی قلعجات پر بادشاہ کیطرف سے امرا و اہل مناصب قلعدار مقرر کئے جائین۔ اور اُنکو اور اُنکے سپاہ کو شاہی خزانہ سے تنخواہ ملا کرے۔ ان لوگون کے مقرر کرنے سے نہ طرفدارون کی قوت مین کمی ہوئی بلکہ یہہ لوگ انکے افعال کے نگران بھی رہتے تھے۔ انتظام مالگذاری کے متعلق یہ بندوبست کیا کہ مالکان اراضی کی حقیقت کو مشخص کر کے رجسٹرون مین درج کیا۔ اور دیہات و تعلقات کی جمع بندی کو احاطہ تحریر مین لا کے ایسا درست طریقہ جاری کیا کہ جس سے رقم وصول شدہ کی بھی آسانی سے تنقیح ہو سکے اور رعایا استحصال بیجا سے محفوظ رہے۔ تاریخ ہندوستان مین بندوبست مالگذاری کی یہ پہلی مثال ہے۔ اور خواجہ جہان محمود گاوان کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اُس نے سب سے پہلے ایک ایسے ضرورت کی طرف توجہ کی جسکا اثر ہندوستان کی ۵۵ فی صدی مخلوق کی آرام و آسائش پر پڑتا ہے۔ اور جسکو آجتک سلطنت کا

سب سے بڑا جزو سمجھا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ تمام دیہات کی حد بندی بھی کی یہہ سب ایسے
عمدہ انتظامات تھے کہ اُن کا اثر رعایا پر اچھا پڑا مگر طبقہ امرا مین عام ناراضی پھیل گئی۔
انتظام فوج۔ خواجہ محمود گاوان نے انتظام فوج کیطرف توجہ کی کیونکہ اُسکی اصلاح کی۔ اُس کے
آشوب زمانہ مین جبکہ قوی دشمن سلطنت بہمنیہ کو ہر طرف سے گھیرے ہوے تھے بہت ضرورت تھی
علاء الدین حسن کانگوئے بہمنی کے زمانہ سے یہ طریقہ چلا آتا تھا کہ افواج کے کمانڈروں کے دو درجے
تھے ایک تو پانصدی۔ دوسرا ہزاری سرلشکران پانصدی کو ایک لاکھہ ہن سالانہ ملتے تھے
اور امرائے ہزاری کو دو لاکھہ ہن اور یہہ روپیہ یا تو نقد دیا جاتا تھا یا اُسکے معاوضہ مین جاگیر دیجاتی تھی
چونکہ سپاہی کی کوئی تنخواہ مقرر نہ تھی اور گنتی کا بھی کوئی قاعدہ باضابطہ نہین تھا اس لیے سرلشکر
نہ تو ٹھیک تعداد مین فوج رکھتے تھے اور نہ سپاہیون کو معقول تنخواہ دیتے تھے کہ وہ دل سے
سرکاری خدمتین بجالاتے خواجہ جہان نے سپاہی سے لیکر امرائے ہزاری تک کی تنخواہ مقرر کردی
اور زمانہ کی حالت کے لحاظ سے اسمین معتدبہ اضافہ کیا اور قرار دیا کہ امرائے پانصدی کو
ایک لاکھہ ہن پچیس ہزار ہن اور ایک ہزاری کو دو لاکھہ پچاس ہزار ہن ملا کرین۔ مگر
اسکے ساتھہ ہی حاضری کا ایسا طریقہ مقرر کیا کہ ایک سپاہی بھی تعداد مقررہ سے کم کیا جاتا
تو سرلشکر کی تنخواہ سے اسیقدر رقم وضع ہوجاتی تھی جو ایک بہت ضروری اصلاح تھی
اسکے علاوہ محمود گاوان فوج کے خوش رکھنے کی اور بھی تدبیرین کرتا رہتا تھا۔ اُسکو سپاہی
کے دل اُبھارنے کے ایسے ڈھنگ یاد تھے کہ اُسکا وار کبھی خالی نہین جاتا تھا۔ جب دکن مین
دو سال قحط واقع ہوا تھا۔ تو اُسوقت تمام ملک دکن ویران ہو گیا تھا۔ اور اُسی زمانہ مین

اوڑیسہ کے راجہ نے موقع پاکر بیشمار فوج کیساتھہ حملہ کیا نوشاہی فوج بددل و ہراساں ہورہی
تہی۔ خواجہ نے بادشاہ کو صلاح دی کہ تمام سپاہ کو ایک سال کی تنخواہ تقسیم کردی جائے۔ جس سے
تمام سپاہ خوش ہوئے۔ رائے اوڑیسہ سے خوب مقابلہ کئے۔ اور اپنی جانوں کو بادشاہ پر فدا کئے۔

گوندپور پلی سے کنجی اور مچہلی پٹن کے فتح

تحفۃ السلاطین و فرشتہ کے مولفین نے لکہا کہ جب محمد شاہ بلگوان کی فتح سے فارغ ہوا۔ تو اس نے
عزم کیا۔ کہ ممالک نرسنگہ کو تسخیر کرنا چاہئے پس مع فوج جرار اسطرف روانہ ہوا۔ نرسنگہ ایک راجہ
قوی ہیکل عظیم الجثہ تہا۔ مال و دولت بیشمار و پیادہ و سوار بیحساب رکہتا تہا۔ راجگان بیجانگر کا
غلام یا نوکر تہا۔ بہادری و جرأت مین مشہور تہا۔ کرناٹک و تلنگانہ کے درمیان مستقر حکومت
قرار دیا تہا۔ کنارہ دریا سے تا بہ مچہلی پٹن حکمرانی کرتا تہا۔ ضرب شمشیر سے اکثر ممالک بیجانگر پر
منصرف ہوگیا تہا۔ بیجانگر کے ممالک مفتوحہ کو اپنے ممالک کا ضمیمہ کردیا تہا۔ اور بہت سے قلعے
بنا لئے۔ اور زمینداروں کو برانگیختہ کرکے سلاطین بہمنیہ کے حدود مین شور و غوغا مچاتا تہا۔ امرائے
سرحدی سکا مقابلہ نہین کرسکتے تہے ہمیشہ اُسکی دست درازی کی حضور مین شکایت لکہتے تہے
سلطان محمود نے رستہ مسافت طے کرتے ہوئے پہاڑی پر ایک قلعہ سنگین و مستحکم بنا ہوا دیکہا
کہ خراب و شکستہ ہوکے گمنامی کی تاریکی مین پڑا ہوا ہے۔ مقربین و بنائین سے اسکی حقیقت
دریافت کی۔ معلوم ہوا کہ شاہان دہلی نے حدود کے ضبط کرنیکے لئے بنا کئے تہے۔ بادشاہ نے
مقام مذکور مین قیام فرمایا۔ اور حکم کیا کہ بنائین اُسکی تعمیر و ترمیم کرین۔ اور خواجہ محمود گاوان
کو اس مہم کا اہتمام سپرد فرمایا۔ خواجہ نے قلعہ کی ترمیم تعمیر مین ایسی کوشش کی کہ دو سال کا کام

چھہ مہینے کی مدت مین تمام کردیا اور قلعہ مین غلہ و آلات جنگ توپ کلان و خورد جمع کردئے اور بہت سے سامان قلعداری فراہم کرئے۔ اور معتمدین کے سپرد کرکے سلطان کو قلعہ پر لیگیا اور تمام ذخیرہ جمع کیا ہوا ملاحظہ مین گزرانا۔ بادشاہ نے خواجہ کی بہت تعریف و تحسین کی اور فرمایا کہ مجھپر خدا تعالی کی خاص عنایت ہے کہ ایک مجکو سلطنت عطا کی۔ دوسرے خواجہ جیسا نوکر آیا۔ پس جو لباس پہنا ہوا تہا اوتار کے خواجہ کو پہنایا۔ اور خواجہ کا لباس خود زیب بدن فرمایا۔ یہہ ایسی عنایت تہی کہ آجتک کسی بادشاہ نے نوکر کے ساتہہ نہین کی یہہ خواجہ کے لئے مرتبہ کمال تہا۔ اور کمال مقدمہ زوال ہے۔ عنقریب اسکا اثر ظاہر ہوگا۔ اور دوسرون کے لئے باعث عبرت ہوگا۔ القصہ بادشاہ نے دو تین ہزار سوار بسرکردگی ایک سپہ سالار معتبر قلعہ کی محافظت کے لئے مقرر کرکے و لجمعی کے ساتہہ آگے بڑہا۔ اور رستہ مین جس گانون و شہر مین پہنچا وہان لوازم قتل و غارت مین کوتاہی نہین کی۔ اور اہل شہر کو وطن سے بیوطن کیا اسی طرح تاخت و تاراج کرتے ہوے کوندپوریلی مین پہنچا۔ وہان معلوم ہوا کہ یہان سے دس منزل کے فاصلہ پر ایک بتخانہ کنچی نام ہے۔ اسکے درو دیوار زر و جواہر سے آراستہ۔ اور نفائس موتیون سے پیراستہ مین۔ اور اسکی چہت بہی طلائی تختون سے بنی ہوئی ہے۔ اسوقتک شاہان اسلام سے کسینے اُسکو نہین دیکہا بلکہ اسکا نام تک نہین سنا تہا۔ سلطان محمد شاہ نے شاہزادہ محمود خان و خواجہ کو حکم دیا کہ آپ کوندپوریلی مین رہین اور خود مع چہہ ہزار سوار خنجر گزار برق و باد کی طرح بتخانہ کیطرف روانہ ہوا۔ تحفۃ السلاطین و فرشتہ دلاری کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ اپنا تیزی سے جاتا تہا کہ اُسکی ہمراہی مین چالیس سوار سے زیادہ

نہین چل سکتے تہے۔ جب بادشاہ کنجی کی طرف مین پہنچا صرف چالیس سوار ہمراہ تہے باقی لشکر پیچہے
تہا۔ منجملہ چالیس سوار یوسف عادل خان و ملک حسن نظام الملک تغرش خان وغیرہم تہے
بادشاہ نے ان چالیس ہی سوارون سے بتخانہ پر حملہ کیا۔ چند ہندو قوی ہیکل دیو سیرت بتخانہ سے
برآمد ہوئے انہین سے ایک ہندو تنومند دلاور تلوار ہندی ہاتھ مین لئے ہوے گہوڑے پر سوار آیا
تہوڑی دیر ٹہہر کے غور سے دیکہا۔ محمد شاہ کو افسر سمجہ کے اُسپر حملہ کیا۔ اور سپر سر پر لیکر تلوار ماری
محمد شاہ نے اسکے وار کو روکا اور اُسپر ایک وار کیا مگر کارگر نہین ہوا۔ پہر ہندو آیا چاہا کہ تلوار مارے
بادشاہ نے چالاکی و تیزی سے ایسی ایک ضرب ماری کہ اسکے دو ٹکڑے کردئے۔ بیت

دو نیمہ بگردش بیک زخم تیز　　برآورد از ہندوان رستخیز

پہر دوسرا ایک ہندو دیو سیرت آیا۔ اور بادشاہ کی طرف متوجہ ہوا۔ چالیس سوار ہمراہیون مین سے
ہر ایک ہنود سے مقابلہ کر رہا تہا۔ کوئی بادشاہ کو دشمن کی مدافعت مین مدد نہین کر سکتا تہا
ہر ایک اپنی جان کی حفاظت کر رہا تہا۔ خود ہی بادشاہ اس دوسرے کی مدافعت مین مشغول
ہوا۔ تہوڑی زد و کوب کے بعد اسکو بہی مار ڈالا۔ باقی ہندو بتخانہ مین چلے گئے۔ اسی اثنا مین
بادشاہی فوج بہی آگئی۔ بادشاہ جبراً و قہراً مع فوج بتخانہ مین داخل ہوا۔ تاخت و تاراج و قتل
و قید کا بازار گرم کیا۔ اہل اصنام فرار ہو گئے۔ بتخانہ و شہر فتح ہو گیا۔ نظم

ہمہ خانہ از گوہر و گنج پر　　ز زرین بتان برآمودہ دُر
بہر یک صنم خانہ دلپذیر　　بچندان گہر کابد اندر ضمیر
صنم خانہ ہا جملہ گشتہ خراب　　غنیمت چنان کس ندیدہ بخواب

بجز زیور و گوہر و گنج دُر　　　نبی بردکس ہیچ چیزے گر

سلطان محمد شاہ تاخت و تاراج کے بعد شہر کنجی مین آیا۔ ایک ہفتہ تک آرام سے رہا۔ پھر مراجعت کا علم بلند کرکے بمشورہ ملک حسن نظام الملک بحری و یوسف عادل خان و فخر الملک اکثر امرائے غریب کو مع لشکر دولت آباد و جنیر جو تقریباً پندرہ ہزار تھے کمال ساز و سامان کے ساتھہ نرسنگہ پر متعین کیا۔ اور خود مچھلی پٹن مین جو نرسنگہ کے مملکت سے تھا گیا۔ اور اُس کے اطراف و جوانب کو مسخر کیا۔ اور اس کامیابی کے بعد کندر پور پلی کیطرف مراجعت کی۔ راجہ نرسنگہ اُسوقت نہ بیجانگر مین تھا نہ مچھلی پٹن مین۔ بلکہ کہین بیجانگر کے علاقہ مین ہوگا آخر مین بیجانگر کا راجہ ہوگیا تھا۔ چند ہی مدت رہا ہوگا۔ فرشتہ وغیرہ کتب اسلامیہ مین اسکا ذکر نہین آیا۔ اگر کہین ضمناً آیا ہے تو وہ مجمل ہے اس سے پورے حالات معلوم نہین ہوئے ہان اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ نرسنگہ نام راجہ تھا اُسنے کرناٹک و تلنگانہ و بیجانگر پر حکمرانی کی ہے

قتل خواجہ محمود گاوان

چونکہ خواجہ کے حسن انتظام و اہتمام سے روز بروز بادشاہ کے نزدیک اُسکی قدر و عزت اوج بلندی پر عروج کر رہی تھی۔ اسکے عروج و کمال کے ساتھہ ہی حاسدین کا حسد بھی بڑھ رہا تھا۔ راتدن قابو جو رہتے تھے۔ کہ خواجہ کو نیست و نابود کرین۔ افسر الحاسدین ملک نظام الملک بحری و ظریف الملک دکنی وغیرہ تھے۔ یہہ مفسدین اکثر اوقات غلامان مقربین حضور کو اسبات کی تحریک و ترغیب کرتے تھے کہ کبھی کبھی بادشاہ کی مجلس مین خواجہ کی بابت وحشت آمیز و فتنہ انگیز باتین ذکر کرتے رہین۔ ادھر تحائف نفائس و ہدایائے نوادر سے اُنکی دل افزائی کرتے تھے

وہ نمک حرام وقتاً فوقتاً موقع پاکے خواجہ بزرگوار کی خیانت مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کرتے تہے۔ آخر بمقام کندرپولی خواجہ کو بہتان عظیم و اتہام کاذب مین گرفتار کرکے قتلگاہ مین پہنچائے ناحق اس بزرگ بیگناہ کو قتل کرائے۔ فرشتہ و تحفہ السلاطین و محمود شاہی کے مولفین نے اس واقعہ کی تفصیل سطرح لکہی ہے جب محمد شاہ بہمنی ثانی کے زمانہ مین سلطنت بہمنیہ کا دایرہ ایسا وسیع ہوگیا تہا کہ دکن مین صرف بیجانگر کا علاقہ بہمنیہ سلاطین کے تصرف سے باقی رہگیا تہا۔ قریب تہا کہ وہ بہی تصرف مین آجائے۔ مگر مشیت ایزدی موافق نہ تہی۔ تصرف کا ظہور نہین ہوا۔ خواجہ محمود گاوان نے بلحاظ وسعت مملکت انتظام ملک و ضوابط قدیم مین تغیر و تبدل کیا۔ اور ایسی صلاحین کین جس سے بادشاہی حکومت قوی و مستحکم ہوگئی۔ اور امرا کے اقتدارات کمزور ہوگئے۔ اور اون کے اختیار باقی نہین رہے۔ اور ان کے خورد و برد کے مواقع ہاتہہ سے چلے گئے۔ تمام خواجہ کے جدید انتظام سے ناخوش ہوئے۔ اور دشمن بنگئے۔ خواجہ حاسدین کی عداوت سے پروا نہین کرتا تہا رات دن دولت کی خواہی مین گزارتا تہا۔ خواجہ کی اصلاحون سے سب سے زیادہ آشفتہ و افروختہ اسکا دست گرفتہ و تربیت یافتہ ملک حسن نظام الملک بحری تہا۔ یہی احسان فراموش خواجہ کے قتل کا بانی تہا۔ فتنہ گری و غداری مین استاد تہا۔ جب تک یوسف عادل خان تبنی خواجہ حضور شاہ مین رہا تب تک حاسدین خواجہ کو کسی قسم کا ضرر نہین پہنچا سکتے تہے۔ لیکن جب یوسف عادل خان کو بادشاہ نے نرسنگہ کے مہم پر بہیجدیا۔ اُسوقت حاسدین کو سازش و فتنہ انگیزی کا عمدہ موقع ملا۔ پس نظام الملک نے ظریف الملک دکنی و مفتاح حبشی غلامان شاہی کو اسبات پر آمادہ کیا۔ کہ خواجہ کے غلام حبشی سے جو اُسکا خاص مہردار تہا دوستی و محبت پیدا کرکے زر و جواہر

دیکہے اُسکو بندہ احسان بناکے ایکروز اُسکو جلسہ دعوت مین بلایا۔ اور شراب کباب کا ہنگامہ گرم کیا۔ اور اُسکو خوب شراب پلائی۔ عالم مستی و بیہوشی مین ایک سادہ کاغذ اسے دکہایا۔ اور کہا یہ ہمارے فلان دوست کی برأت ہے اکثر عہدے داران دیوانی کی مہرین اسپر ہوچکی ہین اگر خواجہ جہان کی مہر بہی اسپر آپ لگا دین تو ایک بیچارے غریب کا کام برآمد ہوگا۔ اور ہم آپکے مرہون منت ہونگے غلام حبشی نشہ مین مست تہا بغیر اسکے کہ کاغذ کہولکر دیکہے یا پڑہے جس مقام پر ظریف الملک نے بتایا بے تکلف مہر لگادی۔ بدبخت غلام نے یہہ نہین سمجہا کہ یہ برأت نہین ہے بلکہ میرے آقا خواجہ کے موت کا پروانہ ہے۔ ظریف الملک و مفتاح حبشی نے دیکہا کہ تدبیر کارگر ہوئی فوراً رات کیوقت ملک حسن نظام الملک بحری کے پاس آئے۔ اور حقیقت بیان کئے۔ اور بحری کے مشورہ سے اس سادہ کاغذ پر خواجہ کیطرف سے مندرجہ ذیل مضمون اُڑیسہ کے رائے کے نام لکہکر بہیجا اور اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کیا۔ **ھو ھذا**۔

محمد شاہ راتدن شرابخوری مین مصروف رہتا ہے۔ اور ہم تمام اسکے ظلم وستم سے بیزار و بددل ہین اور ملک دکن آپکی ادنی توجہ مین مسخر ہوگا۔ کیونکہ سرحد راجمہندری پر کوئی سردار ہوشیار موجو نہین ہے۔ جسوقت آپ بغیر مزاحمت و مدافعت دکن مین داخل ہوجائینگے تو چونکہ اکثر امرا میرے کہنے سے باہر نہین ہین مین بہی ہر طرف سے مخالفت قائم کردونگا۔ بادشاہ کو دفع کرکے ہم باہم ملک دکن کو علی السویہ تقسیم کرلین گے

جب یہ خط جعلی تیار ہوچکا تو ظریف الملک و مفتاح حبشی نے ایسے وقت مین کہ ملک حسن نظام الملک بحری بلدیاب تہا اس مراسلہ کا ذبہ کو بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرانا۔ محمد شاہ خواجہ کی

پھر بچا نا تھا دیکھتے ہی پریشان ہوا۔ اور ملک حسن نظام الملک نے موقع پاکے ایسی باتین
وحشت آمیز کہین کہ جنسے بادشاہ کی آتش غضب مشتعل ہوئی جوش غضب سے آگ بگولا ہوگیا
اور اختیار سے بے اختیار ہوگیا۔ بغیر اسبات کہ تحقیقات کرے اور اسوقت کوئی ایسا نیک
محضر نہین تھا جو بادشاہ کے غصہ کی آگ بجھائے نہ ملکہ مخدومہ جہان تھی۔ فوت ہو چکی تھی
اور امرائے غربا سے مثلاً یوسف عادل خان وغیرہ جو خواجہ کے جان نثار تھے موجود نہ تھے۔ خلاصہ کلام
بغیر سوچے سمجھے خواجہ کو بلایا۔ خواجہ کے رفقاء اسبات پر مطلع ہوئے اور خواجہ پر حقیقت حال ظاہر
کر کے مشورہ دیا کہ آپ آج برائے خدا دربار نجائین جسطرح ہو سکے ٹال دین۔ لیکن خواجہ بھی
بیگناہی کی نشہ مین ایسا مست تھا کہ اس نے کسیکی نہین سنی۔ اور یہ شعر جو اسکے ورد زبان تھا۔
بیت چون شہید عشق در دنیا و عقبیٰ سرخرو ست + خوش مے باشد کہ مارا کشتہ رنگین برند
اور جوش مین آکے کہنے لگا کہ یہ بال جو محمد شاہ کے باپ ہمایون شاہ کی خدمت گزاری مین سفید
ہوئے ہین اگر محمد شاہ کے بدولت خون کے خضاب سے رنگین ہون تو موجب سرخروئی ہے۔
میرے کئے سے کیا ہوتا ہے جو قسمت مین لکھا ہے وہ حال مین پیش آئیگا۔ اور چند امرا نے
جو خواجہ کے رفیق تھے کہلا بھیجا کہ حالت دگرگون ہے۔ ہزار سوار حاضر مین اگر آپ گجرات کا
قصد فرمائین تو ہم ہمرکاب چلنے کو حاضر ہین۔ خواجہ جہان کو کب یقین ہوتا تھا۔ کہ
بادشاہ دم بھر مین میرے تمام عمر کی خدمات و وفاداری کو بھول جائیگا۔ اور اگر باور آیا تو
اُس نے اب آخری وقت مین جان چھپا کر بھاگنے کو اپنی شان کے خلاف سمجھا اس لئے اُس نے
ان کو جواب کہلا بھیجا کہ مجکو اس سرکار ابد پائیدار کی خدمت مین برسون گذر گئے اور اس کے

سایہ مین ایک عمر سے عیش و عشرت مین زندگی بسر کر رہا ہون اور کبھی مجھسے کوئی خطا ظاہر نہین ہوئی ممکن نہین کہ بادشاہ صرف دشمنون کی تہمت پر بدون تحقیقات میری دغابازی کا یقین کرے۔ اور بلا دریافت مجکو بیوفائی سے منسوب کرے اور بالفرض اگر بساعت کرے تو اسکے غصہ کی برداشت کرنا اس آخر وقت مین نمک حرامی سے بہتر ہے۔ پس اسیوقت دربار مین حاضر ہوا۔ سلطان محمد شاہ نے دیکھتے ہی خواجہ سے پوچھا اگر کوئی شخص اپنے مالک سے نمک حرامی کرے اور یہ نمک حرامی ثابت ہو جائے تو اُسکی کیا سزا ہے۔ خواجہ نے دلجمعی سے کہا کہ اگر ثابت ہوجائے تو ایسے بدبخت نمک حرام کی سزا بجز شمشیر آبدار کیا ہوگی؟ یہ سنکے بادشاہ نے خواجہ جہان کو وہ خط دکھایا۔ خواجہ نے دیکھکر آیت سبحانک ھذا بھتان عظیم پڑھکر کہا کہ بیشک یہ میری مہر ہے لیکن خط میرا نہین ہے۔ اور اپنی بیگناہی پر یہ قطعہ کہا۔ قطعہ

اہل معنی بخون دل سفتند | بخدائے کہ جوہر امرششں
انچہ از بند دشمنان گفتند | کہ چو بہتان یوسف و گرگ ست

ہر چند کہ خواجہ نے اپنی بیگناہی کے بابت کہا مگر چونکہ بادشاہ اُسوقت شراب کی نشہ مین مست تہا اور مفسدین کے ورغلانے سے جوش و خروش مین تہا۔ خواجہ کی ایک بات نہین سُنی بغیر تحقیق و تفتیش بارگاہ سے برخاست کرکے جوہر نام حبشی جلاد کو خواجہ کے قتل کا حکم دیا۔ اور خود فی الفور حرم سرا مین چلا گیا۔ خواجہ نے بادشاہ سے چلتے وقت کہا کہ میرا مار ڈالنا بظاہر نہایت ہی آسان ہے لیکن اس سے بادشاہ کی بدنامی ہوگی۔ اور دکن کا ملک خراب و ویران ہوگا۔ پس خواجہ کے قتل کی تیاری ہوئی۔ تمام در و دیوار سے یاس و حسرت کا عالم نظر آرہا تہا

اور زمانہ زبان حال سے کہہ رہا تھا کہ آج وہ فرد فرید قتل کیا جاتا ہے جسنے اپنی زندگی کے اٹھتر مراحل سے پینتیس مرحلے سلاطین بہمنیہ کی خیرخواہی مین طی کئے - اور سلطنت بہمنیہ کی ترقی کو درجۂ عروج و کمال کو پہنچایا - نظام شاہ و محمد شاہ کو اپنی آغوش محبت مین پالا - اور اُنکی تعلیم و تربیت مین ہمہ تن مصروف رہا - جن مقربون نے اُسکو متہم کیا اُنکو بادشاہ سے منصب دلائے اور گمنامی کے گوشہ سے میدان جود مین لایا - درجۂ پستی سے رتبۂ بلند کو پہنچایا - نمک حرامان احسان فراموش نے خواجہ کے ساتھہ بجائے نیکی برائی کی - خسر الدنیا والآخرہ ہوے - جو کچھہ کیا برا کیا - قتل کے دن صفر کی پانچ تاریخ ۸۸۶ھ ہجری تھا - خواجہ نے یقیناً جانا کہ اب بجز موت کے چارہ نہین اور رہائی کی کوئی صورت نہین رہی - رو بقبلہ ہوکے کلمۂ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا - اور متوجہ الی اللہ ہوا - پس حبشی جلاد نے گردن پر ایک تلوار ماری - تلوار کا وار پڑتے ہی خواجہ کی زبان سے بے اختیار یہہ کلمہ نکلا الحمد للہ علے نعمۃ الشہادۃ اور اسی کلمہ کے ساتھہ ہی سر گردن سے جدا ہوکے زمین پر گر پڑا - قتل کے وقت اتفاقاً سعید خان گیلانی بہ کشش شامت دیوانخانے مین آیا جلادون نے اس غریب بیگناہ کو بھی بدون حکم بادشاہ مار ڈالا - خواجہ کے قتل کی تاریخ ملا عبد الکریم ہمدانی نے محمود شاہی مین لکھی قطعہ

شہید بیگناہ مخدوم مطلق	کہ عالم را ز جودش بود رونق
وگر خواہی تو تاریخ وفاتش	فرو خوان قصۂ قتل بناحق
سال فوتش گر کسے پرسد بگوے	ایضاً بیگنہ محمود گاوان شد شہید

اور سامعی نے جو خواجہ کا ندیم و ملازم تہا یہہ تاریخ کہی ۔

چون خواجہ جہان را ہرگز حرامخواری — در دل نبود میکرد پیوستہ جانسپاری
گشت او شہید مغفور راے تحقیق — تاریخ کشتن او جو از حلال خواری

محمد شاہ کا غصہ محمود گاوان کے قتل پر فرو نہین ہوا اُس نے تمام لشکر مین منادی کی جو شخص چاہے خواجہ جہان کے مال کو سوائے ہاتی و گہوڑون اور اسباب شاہی کے لوٹ لین - یہہ بات سنکر جو امرا خواجہ کے تابع تہے ۔ نوجین جاکر کہڑے ہو گئے ۔ اسی اثنا مین معلوم ہوا کہ بادشاہ اُن کے بہی قتل کی فکر مین ہے اسلئے وہ سب فوج ر فرار ہو گئے ۔ اکثر یوسف عادلخان کے پاس چلے گئے لشکری بازاری بدمعاش جو خواجہ کی عنایت سے پرورش پا رہے تہے ۔ ایک ساعت مین اُسکے تمام مال و اسباب کو لوٹ کر لیگئے قتل کے بعد بادشاہ کو اسبات کا خیال ہوا کہین ایسا نہو کہ خاص و عام بادشاہ پر قتل کا الزام لگائین ۔ اور بغاوت پر آمادہ ہو جائین اسلئے ایک فرمان جاری کیا اور اُسمین قتل کے وجوہ بیان کئے ۔ تاکہ کوئی بغاوت نہ اختیار کرے ۔ پہر بادشاہ نے خواجہ کی خانہ تلاشی کی ۔ خواجہ کے ملازمین پر مال و زر اندوختہ کے بتانے مین بہت سختی کی چنانچہ نظام الدین حسن گیلانی خواجہ کا دیوان گرفتار کیا گیا ۔ بادشاہ نے اس سے دریافت کیا کہ خواجہ کے نقود و جواہر کہان ہین ؟ حاضر کیجئے ۔ خزانچی نے حیران ہو کے عرض کیا اگر جان بخشی ہو تو عرض کرون ۔ بادشاہ نے فرمایا اگر تو کچہہ پوشیدہ نہ کہیگا تو خدا کی قسم تجکو عنایت و خلعت سے سرفراز کرونگا ۔ خزانچی نے عرض کیا ۔ اے بادشاہ خواجہ کا خزانہ دو قسم پر منقسم تہا ایک قسم کا نام خزانہ شاہی تہا جس سے ہاتی و گہوڑون کا خرچ اور سپاہ کی تنخواہ مین

دیجاتی تہین۔ اس خزانہ مین صرف تین ہزار لاری۔ بقول بعض تین سولاری جو مساوی
پانچ یا چہہ آنہ ہوتی ہین۔ اور تین ہزار ہُن موجود ہین۔ دوسرا قسم جسکا نام خزانہ درویشان تہا
اس خزانہ سے خیرات و مفید عام کام کئے جاتے تہے۔ اس خزانہ مین تین سولاری کا بدرہ
بندہا ہوا مہر لگا ہوا حاضر ہے۔ اور زیادہ بازپرس پر عرض کیا کہ جب خواجہ کے پاس تعلقات
و صوبجات سے روپیہ آتا تہا تو شاہی ہاتی و گہوڑوں اور سپاہیون کے خرچ کیلئے لیکر باقی خزانہ
شاہی مین داخل کیا جاتا تہا۔ اور کچہہ بقدر قلیل فقرا و مساکین کو دیا جاتا تہا۔ خواجہ اسمین
سے اپنے ذاتی خرچ کیلئے ایک حبہ نہین لیتا تہا۔ اور جو چالیس ہزار لاری ایران سے ہمراہ لایا تہا۔
اُس سے مال و اسباب خریدتا تہا۔ اور اپنے ملازمین کے ہاتہہ بندرگاہون مین بہجواتا۔ اور فروخت کراتا تہا
جو نفع حاصل ہوتا اسمین سے روزانہ خرچ کے لئے بارہ لاری لیتا تہا۔ باقی اپنے اعزہ و احباب اور
مشائخ و فقرا کو دیتا تہا۔ اس تحقیقات پر بہی حاسدین نے کہا کہ شاید روپیہ بیدر مین ہوگا۔ پہر خواجہ کے
ملازمین بلائے گئے۔ میر فرش آیا۔ اور عرض کیا کہ بیدر مین نہ کوئی فرش ہے نہ مسند و تکیہ ہے
مگر چند بورئے مسجد و مدرسہ مین بچہے ہوے ہین۔ خواجہ کا فرش بوریا تہا۔ پہر باورچی طلب کیا گیا
اسنے اظہار کیا کہ خواجہ کا کہانا مٹی کی ہانڈی مین پکا کرتا تہا وہ ہانڈی یہان موجود ہے
کتب خانہ کے داروغہ نے کہا کہ کتب خانہ مین تین ہزار مجلدات موجود ہین مگر یہہ مال وقف ہے
طلبہ کے لئے مال وقف مین خواجہ کا کچہہ حق نہین ہے۔ پس تحقیقات و استفسارات و اظہارات
کے بعد محمد شاہ بہمنی کو معلوم ہوا کہ خواجہ منجملہ اہل اللہ تہا۔ مفسدین حاسدین کی فتنہ انگیزی
سے اُسکی قیمتی جان ہاتہون سے نکل گئی۔ ناحق کا بدنامی سے جدا کی گئی۔ بادشاہ اپنے

کردار نا ہموار سے بہت ہی نجیدہ و غمگین ہوا۔ اور حسرت و افسوس کر کے حرم سرا مین گیا۔ اور اپنی ہمشیر حمیدہ بانو سے کہا کہ مجہہ سے بڑی حماقت ہوئی کہ مین نے ناحق خواجہ کو قتل کیا۔ پہر مرحوم کا تابوت اعزاز و اکرام کے ساتہہ محمد آباد بیدر روانہ کیا۔ اور خواجہ جہان کے فاتحہ سوم مین شاہزادہ محمود خان کو مع ارکان دولت و امرائے سلطنت بہیجا۔ اور اُس پختہ تالاب کے قریب جو اُس نے رفاہ عام کیلئے بنوایا تہا دفن کیا گیا اور اسکی قبر پر ایک عالیشان مقبرہ بنایا گیا۔ فرشتہ نے لکہا کہ اسکے معتقدین نے بنایا۔ وہ گنبد اب تک موجود ہے۔ خواجہ جہان کے قتل کے بعد ہر طرف سے شورش برپا ہوگئی۔ اور مخالفین قدیم بر آمد ہونے لگے۔ اور امرائے اولوالعزم و طرفداران عالی ہمم خواجہ محمود گاوان کی مدۃ العمر کی خیرخواہی و خدمت گزاری کا صلہ دیکہہ کے خیر خواہی سلطنت سے قطع نظر کر کے اپنی بہتری و بہبودی کی تدبیر کرنے لگے۔ پوشیدہ ہر ایک طرفدار مخالفت پر مستعد ہوا۔ اور آزادانہ حکومت کے لئے کمربستہ ہوگیا۔ مگر ابہی کسی نے علانیہ خود مختاری کا اظہار نہین کیا۔ گویا یہ مخالفت باطنی طوائف لملوکی کا مقدمہ تہی۔ تہوڑی ہی مدت کے بعد اسکا ظہور علانیہ اور سلطنت بہمنیہ کا خاتمہ ہو جائیگا۔ چنانچہ اسکا ذکر آگے آئیگا۔

خواجہ محمود کا خاندان اور اُس کے حالات و صفات کا ذکر

تاریخ فرشتہ و ماثر برہانی و حدائق السلاطین کے مولفین نے ملا عبدالکریم ہمدانی کی کتاب سے جو خواجہ کی سوانح عمری پر شامل ہے نقل کیا ہے کہ خواجہ کے اجداد شاہان گیلان کے وزراء کے طبقہ مین شریک تہے۔ اُنمین سے ایک شخص بدولت بختیاری رشت کی بادشاہی پر پہنچا اور اسکی حکومت شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران کے عہد تک رہی۔ پہر صفوی کی

کوشش سے منقرض ہوگئی۔ انہیں شاہان رشت کی خاندان مین خواجہ محمود گاوان قبیرہ قادان علاقہ گیلان مین پیدا ہوا۔ اوراسی وجہ سے عرف عام گاوان لقب سے ملقب ہوا۔ اُسکے باپ کا نام خواجہ محمد تہا۔ اوراسکا عم بزرگوار خواجہ شمس الدین والی گیلان کا وزیر تہا خواجہ کی تربیت وتعلیم عم بزرگوار ودیگر اعزہ کی نگرانی مین عمدہ طرح سے ہوئی۔ جب کسب کمال وتحصیل علوم سے فارغ ہوا۔ تب اپنے چچا کی خدمت مین مہمات سلطنت کو انجام دینے لگا چچا کی توجہ سے امور سلطنت مین بہت دخیل وکامل ہوگیا۔ چند سال کے بعد خواجہ مکہ معظمہ چلا گیا۔ اوراسکے دو برس بعد اسکا چچا بہی ہجرت کرکے حرمین شریفین روانہ کیا گیا۔ اوراپنے بیٹے خواجہ محمد کو اپنا قائم مقام کرگیا۔ خواجہ محمد ثانی ناتجربہ کار تہا۔ اسکی جانشینی سے اکثر رشک حسد کرنے لگے۔ چنانچہ حاجی محمد قندہاری جو محمود گاوان کا دست گرفتہ تہا سپہ سالاری کے منصب پر پہنچا۔ اورشیخ علی نامی جو خواجہ ہی کے خاندان کا تربیت یافتہ تہا۔ درجہ وزارت پر فائز ہوا۔ اوریہہ دونون بزرگ میر محمد والی گیلان پرایسے حاوی ہوگئے کہ ان کے مقابلہ مین کوئی نہین آسکتا تہا۔ اوران کے اقتدارات واختیارات سقدر بڑہ گئے تہے جو چاہتے تہے سو کرتے تہے کوئی اُنکا مانع ومزاحم نہین ہوتا تہا۔ ان دونون نے اسبات کا بیڑہ اُٹہایا کہ خواجہ خاندان کو تباہ وبرباد کرنا چاہئے تاکہ ہمارا استقلال کامل ہوجائے۔ خواجہ محمد یہ حالت دیکہکر باپ کے پاس مکہ معظمہ روانہ ہوگیا۔ اورخواجہ محمود گاوان بہی حسب الحکم والدہ ماجدہ وطن سے بیوطن ہوا۔ اگرچہ شاہان عراق وخراسان نے وزارت کی ترغیب دی مگر خواجہ کی عالی ہمتی نے قبول نہ کرکے تجارت اختیار کی۔ اورتجارت کے ذریعہ سے ربع مسکون کی سیروسیاحت کی۔

سیر و سیاحت مین علما و صلحا و مشائخ کی صحبت سے مستفید ہوتا تہا۔ اور ان کے فیض نظر سے
مستفیض۔ اور تجارت مین بہی کوشش کرتا تہا۔ اور ہند کے صنایع عجیبہ و امرائے دولتمند
و مشائخ کرام کے اوصاف سنتا تہا۔ سراپا مشتاق تہا کہ ہند کا سفر کرے۔ جب اسکی عمر
چالیس برس سے زائد ہوئی اسوقت ہندوستان کا عزم کیا۔ دریا کے راستہ سے بندر دابہول
مین آیا۔ اور وہان سے شاہ محب اللہ و دیگر مشائخ سے ملنے کیلئے احمد آباد بیدر مین آیا۔ بزرگان
مشائخ کی ملاقات و زیارت سے فارغ ہوکے عزم کیا کہ بزرگان دہلی کی زیارت کیلئے کوچ کرے
لیکن سلطان علاء الدین بہمنی مانع ہوا۔ اور خواجہ کو باصرار تمام امرا کے طبقہ مین شریک فرمایا
اور ایک ہزاری منصب سے سرفراز کیا۔ تا بزندگی بہمنی خواجہ نے اکثر کارنمایان کئے۔ دو برس کے بعد
سلطان علاء الدین نے اس دار فانی سے عالم بقا کے طرف رحلت کی۔ اور رحلت کے وقت ولیعہد
ہمایون کو وصیت کر گیا کہ خواجہ کی قدردانی کرے۔ چنانچہ ہمایون نے تخت نشین ہونیکے بعد خواجہ
محمود گاوان کو ملک التجار خطاب عطا کرکے وکیل سلطنت و طرفداری بیجاپور مقرر کیا۔ ہمایون
کے عہد مین خواجہ سے بہت سے امور دولت درست ہوئے۔ ہمایون کے تمام عہد مین خواجہ
صوبہ تلنگانہ مین لڑتا رہا۔ خدا نے اسکو ہمایون کے ظلم و ستم کے دیکہنے سے علیحدہ رکہا۔ اور نظام شاہ
کے عہد مین خواجہ محمود گاوان جملۃ الملک وزیر کل ہوا۔ اور بیجاپور کی طرفداری سے
بہی سرفراز۔ اور اس بادشاہ خوردسال کے زمانہ پر آشوب مین خواجہ نے بیشمار کارنمایان کئے۔ اور مخالفین کی
مدافعت مین بہت ہی کوشش کی۔ اکثر اوقات غالب رہا۔ اور سلطان محمد شاہ بہمنی ثانی
کے عہد مین خلعت خاص خطاب خواجہ جہان و منصب امیر الامرائی و وکالت امور شاہی سے

سرفراز ہوا۔ فرامین شاہی مین اسطرح پر لکھا جاتا تہا۔ مخدوم جہانیان معتمد درگاہ سلطان آصف جم نشان امیرالامرا ملک نائب مخدوم خواجہ جہان۔ اسی بادشاہ کے عہد مین اسکا عروج کمال کو پہنچ کے نشیب زوال مین ایسا گرا کہ صفحہ ہستی سے اسکا نام ونشان ہٹ گیا
خواجہ جامع العلوم الفنون تہا۔ علوم عقلیہ ونقلیہ مین مہارت تامہ رکہتا تہا۔ ریاضی وطب مین بہی مشہور تہا۔ اور فن نظم ونثر مین وانشا وحساب مین بےنظیر اور خوش خطی مین خطاط صاحب تالیف وتصنیف تہا۔ اسکی تالیفات سے ایک کتاب مناظرالانشا ہے جسمین فن انشا کے اصول وفروع مشرح لکہے ہین۔ دوسرا رسالہ مسمی ریاض الانشا ہے جسمین اُسنے اپنے خطوط جمع کئے ہین۔ تیسرا اسکا دیوان اشعار ہے۔ دیوان کیا ہے واقع مین خواجہ کے اشعار عربیہ وفارسیہ کا کشکول ہے فی زماننا نادرالوجود ہے۔ میرے کتبخانہ مین مناظرالانشا وریاض الانشا دونون نسخے قدیمہ خوش خط موجود تہے۔ افسوس کہ موسی ندی حیدرآباد کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوگئے۔ علم دوست وقدردان علم وہنر تہا۔ علما ومشائخ کی بہت تعظیم وتکریم کرتا تہا۔ اور اس طبقہ کے بزرگون کو معزز ومکرم رکہتا تہا۔ اور طلبہ کو بجائے فرزندان سمجہتا تہا۔ اپنا تمام ذاتی مال واسباب وکتبخانہ طلبہ کیلئے وقف کردیا تہا۔ قوم کا ہمدرد ومصلح تہا قوم کی بہلائی کیلئے مدرسہ بیدر مین بنا کیا تہا۔ چنانچہ مدارس کے بیان مین اسکا ذکر آچکا ہے۔ بظاہر امیر تہا لیکن بباطن فقیر کامل تہا۔ معاصرین علما ومشائخ وسلاطین وامرا سے مراسلت رکہتا تہا۔ اور ان کیلئے ہندکے تحائف ونفائس بہیجتا تہا۔ سلاطین وعلما بہی اسکو خطوط بہیجتے تہے اور اُسکی تعریف مین اشعار آبدار لکہتے تہے۔ چنانچہ مولانا

عبدالرحمن جامیؒ مولینا جلال الدین دوانی - وسلطان مرادوالی ترک وسلطان شاه مہرد گیلان - وسلطان حسین مرزا والی ہرات وغیرہ - خطوط وقصائد بہیجتے تہے - اور ملا عبدالکریم ہمدانی مولف محمود شاہی نے خواجہ کی سوانح عمری شرح وبسط کی ساتہہ لکہی ہے - کتاب نادر الوجود ہے - ملا خواجہ کے معتقدان خاص سے تہا - اور ملا شمس الدین جرجانی اسکا ندیم و ملازم اور سامعی و ملا ہر نظیریؒ وغیرہ شعرا اُسکے مصاحبون مین داخل تہے - ملا نظیری جو اسوقت شعرا کے طبقہ مین مستند و مکرم تہا اسکو بادشاہ سے ملک الشعرا کا خطاب لوایا تہا - ملا جامی نے ایک قصیدہ خواجہ جہان کے اُس خط کے جواب مین بہیجا تہا جسمین خواجہ نے مولینا کو لکہا تہا کہ آپ شہر بیدر مین تشریف لائے - بادشاہ دکن اور سب غربائے دکن کو اپنے دیدار فیض آثار سے سرفراز فرمائے - ہم سب قدوم میمنت لزوم کے مشتاق ہین - قصیدہ مذکورہ مین انشی اشعار آبدار ہین مین قصیدہ سے چند اشعار شائقین کے ملاحظہ کے لئے ذیل مین لکہتا ہون - اسکا مطلع یہ ہے

مرحبا اے قاصد ملک معانی مرحبا	الصلا کز جان و دل نزل تو کردم الصلا
نامۂ سربستہ آوردی اگرچون ورقہ اش	مرتکانی بر مشام جان زند بوے وفا
غنچۂ است بشگفتہ ست از گلشن فضل و ہنر	در بہارستان الشن یافتہ نشو و نما
نعمۂ سنجیدہ ست از خوان نعما آمدہ	تا شود جان و دل حکمت شناسان را غذا
بود موسی را عصا پیش ازین در کف کہ خورد	سحر ہائے ساحران چون شد بمعجز اژدہا
گشتہ بر انواع سحر این مبطلی گویا کہ ہست	در کف دانشوران یک شبر ماندزان عصا
انف او را گر کنی نشر از بدیع نظم و نثر	پر ز صنعت یابیش از ابتدا تا انتہا

از بیاض فرجۂ او بین السطور او بود — نہر سیمین را ز ہر سو خاستہ مشکین گیا

سوی معراج حقائق عقل جانز اسلّم است — شکل ترتیب سطورش کامدہ سلّم نما

نظم و نثرش بین کہ پنداری بر چرخ گرد — عقد پروین را در اثنای بنات النعش جا

فقرہای نثر او قوت دہ پشت ہنر — نکتہای نظم او روشن گر شمع ضیا

خواستم گیرم دوات از سیاہی از ظلام — خامہ از تیر و بیاض از صفحۂ شمس الضحیٰ

تا جواب آن کنم انشا دبیر عقل گفت — بردار از چہرہ اندیشہ جلباب حیا

در ضرورت باشد این معنی طریق شعر گیر — نا روای غیر شاعر نیست شاعر را روا

چون دبیر عقل زد بہر من این سنجیدہ رای — سر زد از خاطر بوفق رایش این مطلع مرا

مولینا نے اصل مقصود کو اسطرح ادا کیا ہے ۔

جز تو نبود قاصدی نے قاصد آنرا ای صبا — خیز و بگذر سوی آن مقصود جانہا قاصدا

بعد تبلیغ سلام از بندہ جامی عرض کن — گر مجال گفت و گو باشد در آنحضرت ترا

کارزوی من بدیدارت بسی کامل است — ز آرزوی عاشق مفلس بوصل کیمیا

تشنہ را در بادیہ روزی کہ باشد از سموم — گرم چون اخگر زمین سوزندہ چو آتش ہوا

میل دل دانی چہ سان باشد سوی آب روان — شوق من افزون بود سوی تو ای بحر عطا

غرق بحر شوقم ار سویت نویسم شرح آن — نیست آن جز جنبشی دستی بقصد آشنا

نیست در شہر شما از بہر زائر ان — شہر پی در را چسان در بستہ بر رویم قضا

از گران جانی نیارم سویت آمد ور نہ ہست — جذبہ شوق از پئی رد دفع اضداد از قفا ۔

ہست جذبہ اندران زجا کوہ آہن را محال | گرچہ گرد و باد صرصر بار با آہن ربا
شد فضائے ملک ہستی بر دلم چون نانتگ | میرسد ہردم نفیرم بر فلک زین تنگنا

سلطان حسین مرزا والی ہرات خواجہ کے حسن اخلاق و حسن اوصاف سے اسقدر خوش تہا اور
چاہتا تہا کہ خواجہ میرے دربار کا ایک رکن اعظم ہو جائے ۔ بناءً علیہ مولینا سید کاظم کو ہرات سے
برسم سفارت قندہار و لاہور کی راہ سے خواجہ کی خدمت مین بہیجا ۔ اور خواجہ کو اپنے پاس بلایا
خواجہ نے محمد شاہ کی خدمت مین سید کاظم کے آنے کا سبب بیان کرکے رخصت طلب کی
بادشاہ بہمنی نے رخصت نہین دی ۔ آخر خواجہ نے سید کاظم کو اعزاز و اکرام کے ساتہہ روانہ کیا
اور بادشاہ ہرات کیلئے تحائف نفائس سید کے ہمراہ بہیجے ۔ اور ایک معذرت نامہ بہی بہیجا
لیکن سید کاظم شیراز مین پہنچکر فوت ہوگیا ۔ اور خواجہ کے تحائف بہی راہ ہی مین فوت ہوگئے
چونکہ مین نے خواجہ کے حالات محبوب انجمن تذکرہ امرا و وزرائے دکن مین مفصل لکہے ہین
اسلئے یہان مجمل پر اکتفا کیا ۔

امرا کی سرکشی اور محمد شاہ کی وفات

محمد شاہ بہمنی نے خواجہ کے فاتحہ سوم کے بعد ارادہ کیا کہ وہان سے دار السلطنت کیطرف
مراجعت کرے ۔ رات کو یکایک فتح اسد عماد الملک و خداوندخان حبشی برار و ماہور کی جمعیت
ہمراہ لیکر آئے اور بادشاہی لشکر فرودگاہ سے تین چار کوس کے فاصلے پر فروکش ہوئے ۔ بادشاہ نے
اُن سے بلا طلب آنیکا سبب دریافت کیا ۔ تو کہلا بہیجا کہ خواجہ جیسے خیرخواہ کو حاسدین
بارگاہ نے متہم کرکے قتل کرا یا ۔ پس کسی دن ہمکو بہی قتل کرانا انکی نزدیک دشوار نہو گا ۔

بادشاہ نے جواب سنکے خفیہ پیغام بہیجا کہ آپ یہان آئے باہم مشورہ کرکے خواجہ کے مخالفین سے انتقام لیا جائیگا۔ دونون نے آنے سے انکار کیا۔ اور پیغام بہیجا کہ جب یوسف عادل خان حاضر ہوگا تو ہم اُسکے اتفاق سے خدمت مین حاضر ہونگے۔ بنائٔ علیہ یوسف عادل خان طلب کیا گیا۔ وہ سرعت کیساتہہ بجلی کی طرح کوندپور پلی مین حاضر ہوا اور عمادالملک کے ڈیرے مین فروکش ہوا۔ اور بادشاہ کو اس حکمت عملی سے کہا اور چند ایسے سوالات کیے کہ بادشاہ نادم ہوا۔ اور اپنے تمام مقاصد حسب دلخواہ بادشاہ سے طے کرلئے۔ بامر لاچاری بیجاپور وغیرہ کا تمام علاقہ جو خواجہ کی حکومت مین تہا یوسف عادل خان کو عطا کرکے وہانکا طرفدار اُسکو بنایا اور امرائے مغل و ترک کی جاگیرات بہی وہان مقرر کردین۔ اور یہ مغل و ترک یوسف عادل خان کے تابع ہوئے۔ ملک حسن نظام الملک بحری نائب و پیشوا ہوا۔ اور نظام الملک دکنی نے دولت آباد کی طرفداری پائی۔ اور فتح اللہ عماد الملک خداوند خان حبشی بدستور اپنے اپنے عہدون پر بحال رہے۔ قوام الملک کبیر و قوام الملک صغیر ترکی غلام راجمہندری اور ورنگل کے طرفدار ہوے۔ پہر بادشاہ بہمنی مع لشکر بیدر روانہ ہوا۔ اُسوقت تمام لشکر محمد شاہ کا تہا لیکن واقع مین لشکر کے دو فریق تہے۔ ایک فریق کے افراد ملک حسن نظام الملک بحری کے سا تہہ جاہ و حشمت کی ترقی کی امید پر بادشاہ کے مطیع و فرمان بردار تہے۔ دوسرے فریق کے افراد یوسف عادل خان و فتح اللہ عماد الملک خداوند خان حبشی کے ساتہہ خواجہ کے قتل کے سبب بادشاہ سے بدگمان ہو رہے تہے۔ بظاہر مطیع لیکن بباطن بادشاہ سے دور رہتے تہے۔ جب بادشاہ دار الخلافہ بیدر مین پہنچا۔ تو فریق دوم خلاف معمول شہر مین فروکش نہین ہوئے شہر سے

فاصلے پر اوترے۔ بادشاہ اونکی قوت غالبہ دیکھہ کے خاموش رہتا تہا۔ اور جانتا تہا کہ
انسے مقابلہ کرنا امر دشوار ہے۔ پس مصلحۃً انکو اپنے تعلقات مین جانیکی اجازت دی
مگر اُن سے غافل نہین تہا۔ اسی فکر مین کہ انکی قوت و قدرت کو ضعیف کرے بناءً علیہ
ملک حسن نظام الملک کو بجائے خواجہ محمود گاوان مقرر کیا۔ اور سلطنت کے تمام مہمات اُس کے
سپرد کر دیے اور وکیل السلطنت و وزیر بہیر جملگی و اشراف و نظارت کل خدمتین اُسی کے
حوالے کی گئین۔ اس سبب سے امرائے ترک و مغل بادشاہ سے زیادہ بددل ہوے۔ یہہ امرا اگرچہ
خواجہ کے آوردے تہے۔ مگر انمین باہم اتفاق نہین تہا۔ بادشاہ سے بغاوت بہی نہین کر سکتے
تہے۔ اس تردد و پریشانی مین چند مہینے گذر گئے۔ پس محمد شاہ نے ایک بہیر سونچی انطار
بلگوان کی سیر کا ارادہ کیا اور باطن مین یہ خیال کیا کہ یوسف عادل خان کو اس تقریب
سیر مین بلا کے۔ اسکا کام تمام کرنا چاہئیے۔ بناء علیہ یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک
و خداوند خان حبشی کو بلایا۔ حسب الحکم تمام آئے مگر ہوشیاری سے بادشاہ کے دہوکے
مین نہین آسکے کوچ کیوقت بادشاہ کو دور سے سلام کر لیتے تہے۔ اور شام کو بادشاہی فرودگاہ
سے کسیقدر فاصلے پر فروکش ہوتے تہے۔ بادشاہ انکی سرکشی سے جوش غصہ سے پیچ و تاب
کہاتا تہا۔ لیکن کچہہ کر نہین سکتا تہا۔ اور ایک ساعت مین خواجہ کو یاد کر کے اُسکے قتل پر
افسوس کرتا تہا۔ اور اپنے کردار ناہموار پر پشیمان ہوتا تہا۔ بامر مجبوری صبر کر کے ناخوش رہتا تہا
آخر جب بادشاہ بلگوان مین پہنچا شہر و قلعہ کی سیر مین مصروف ہوا اور امرا کو بندر گوا و کوکن
کی سیر کی ترغیب دی کسی نے قبول نہین کیا نہایت رنجیدہ ہو کے مراجعت کا ارادہ کیا۔

اُسوقت خبر پہنچی کہ بیجانگر کے راجہ نے فوج جرار بندر گوا پر مقرر کیا ہے۔ اور گوا کی واپسی کی فکر کر رہے ہین۔ محمد شاہ نے حالت پریشانی مین یوسف عادل خان کو اُسکے مقابلہ کے لئے حکم دیا۔ اور خود فیروز آباد آیا۔ اور فتح اللہ عماد الملک و خداوند خان حبشی بادشاہ کو پریشان دیکھ کے بغیر جازت اپنے اپنے علاقہ مین چلے گئے۔ بادشاہ در تین مہینے تک فیروز آباد مین عالم سکوت مین پڑا رہا۔ ظاہر مین عیش و عشرت کرتا تہا۔ لیکن باطنا رنج و پریشانی کیوجہ سے روز بروز گہٹتا جاتا تہا۔ رفتہ رفتہ نہایت کمزور و ناتوان ہو گیا۔ اور زندگی سے مایوس ہو رہا تہا۔ کہ ایکروز شاہزادہ محمود خان کو بلایا اور اپنا ولیعہد کر کے نظام الملک کو اسکا وکیل السلطنت مقرر کیا۔ اور علما و مشائخ و قضاۃ سے محضر پر مہرین کرائین کہ شاہزادے سے مخالفت نکرین مگر ان محضرون کو کون مانتا ہے۔ اور کون اسپر تعمیل کرتا ہے۔ محمد شاہ سلطنت کی حالت دیکہہ کے کہتا تہا کہ اب سلطنت بہمنیہ کا خاتمہ قریب ہے۔ مجہے امید نہین کہ یہ امرائے سرکش میرے بعد شاہزادے کی اطاعت کرین۔ اب میرے سامنے ہی بغاوت پر آمادہ ہین تو بعد مین کیا یہ امر شاہزادے کا حکم مانینگے۔ اسی رنج و فکر مین بادشاہ کا ضعف بڑہتا گیا۔ اور روح تحلیل ہوتی گئی۔ پہر فیروز آباد سے دار السلطنت احمد آباد بیدر مین آیا۔ بیدر کی آب و ہوا کی خوبی و درستی سے بادشاہ کو صحت حاصل ہوئی بیت

باز اعتدال یافت مزاج شہنشہی روز نشاط آمد و بگذشت شام غم

ابہی کسیقدر نقاہت و کمزوری باقی تہی۔ کہ شراب ہندی یعنی نیرہ کثرت سے استعمال کیا اور فراغت سے سو گیا۔ شراب کی حرارت نے دل پر غلبہ کیا خواب سے مضطربانہ اُٹہا

سخت بخار آ گیا۔ شرف جہان طبیب نے عرق بید مشک و ٹھنڈا پانی پلایا۔ عرق کے
استعمال سے مزاج درست ہوا۔ جب حکیم اپنے مکان کو چلا گیا تو بادشاہ نے اس غلط مثل
مشہور کے بموجب کہ شراب کے بیمار کا علاج شراب ہے۔ مصاحبین کی تجویز سے چند پیالے نوش کئے
شراب کے پیتے ہی مزاج اعتدال کے راستہ سے منحرف ہوا۔ عالم سکرات مین پہنچ گیا۔ اور موت کے
آثار نمود ہو گئے۔ بیہوشی و غفلت سے کبھی آنکھ کہلتی کبھی بند ہو جاتی تھی۔ جب آنکھ کہلتی
اور ہوش مین آتا تو کہتا کہ خواجہ مجھکو قتل کرتا ہے۔ چونکہ اسکو خواجہ کے قتل سے ایسی ندامت
تھی کہ ہمیشہ رنج و افسوس کرتا تھا۔ خاص اس حالت مین اُسی بیجا قتل کے خیال مین
جان کندنی کو خواجہ ہی کیطرف منسوب کر کے چلاتا تھا کہ خواجہ مجھکو قتل کرتا ہے۔ خواجہ کے
قتل کو ایک سال گذر چکا تھا کہ غرہ ماہ صفر ۸۸۷ھ ہجری کو محمد شاہ بہمنی ثانی نے عین
عالم شباب مین اس جہان فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ تمام خاص و عام کو رنج و غم
لاحق ہوا۔ حسب دستور بہمنیہ امرا و علما و مشائخ و سپاہ و حشم و جملہ ملازمین و خادم جمع ہوے
تجہیز و تکفین کر کے بادشاہ کو مقبرہ بہمنیہ مین دفن کئے۔ یہہ بادشاہ نہایت اولوالعزم صاحب ہمت
و جرأت تھا اسی کے عہد مین سلطنت بہمنیہ درجۂ کمال کو پہنچ گئی تھی۔ بمصداق ہر کمالے را
زوال لازم ست۔ اور اسی کے فوت ہوتے ہی زوال سلطنت شروع ہو گیا۔ بعض مورخین کا
قول ہے کہ زوال کا شروع نہین کہنا چاہئے بلکہ یہ کہنا کہ سلطنت بہمنیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ بظاہر
اگرچہ چند روز سلطنت برائے نام رہیگی۔ لیکن اسکا عدم و وجود مساوی ہے۔ سامعی شاعر نے
اسکی رحلت کی تاریخ کہی ہے۔ وہ یہہ ہے ؎

قطعہ تاریخ رحلت

شہنشاہِ جہان شاہِ محمد　　که در بحرِ فنا ناگہ فرو شد
دکن چون شد خراب از رفتنِ او　　خرابی دکن تاریخِ او شد

مدت سلطنت بیس ۲۰ سال۔ و مدۃ عمر انتیس ۲۹ سال۔ اولاد۔ صرف ایک فرزند محمود خان ولیعہد تہا
مفتاح القلوب کے مولف نے لکہا کہ محمد شاہ ثانی بہمنی بادشاہ اولوالعزم و صاحب ہمت تہا
حسن اتفاق سے اسکو خواجہ محمود گاوان ایسا وزیر باتدبیر روشن ضمیر خیر خواہ سلطنت بہمنیہ
دستیاب ہوا تہا کہ اُس نے اپنے حسن انتظام سے سلطنت بہمنیہ کو درجۂ کمال کو پہنچا دیا تہا
تمام مملکت کو قوانین و ضوابط سے منضبط کر دیا تہا۔ اور مملکت مین بہت سے وسائل
ترقی محاصل قائم کئے تہے۔ مداخل و مخارج کو اعتدال کے طریق پر رکہا تہا۔ نہ اس مین
افراط تہا نہ تفریط۔ اور اسی وزیر باتدبیر کی تجربہ کاری و ہوشیاری سے سلاطین بہمنیہ کی
سلطنت کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا تہا۔ اور فتوحات کثیرہ حاصل ہوئی تہین۔ یہہ انقلاب
ہوا کہ کمال عروج کو زوال شروع ہوا۔ یعنی وزیر خیر خواہ ناحق قتل کیا گیا۔ وزیر کا قتل
کیا تہا واقع مین خرابی دکن کا مقدمہ تہا۔ جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔ چونکہ بادشاہ
وزیر شہید ہی کا تربیت یافتہ تہا۔ ملک کو سنبہالتا رہا۔ اور اپنے رعب و داب سے کام لیتا رہا
وزیر شہید کے بعد ایک سال تک امور سلطنت کو انجام دیتا رہا۔ ہر وقت زوال سلطنت
و خرابئ مملکت کی مدافعت مین سرگرم رہتا تہا۔ پس بیکایک عالم جوانی مین اس عالم فانی سے
ملک بقا کی طرف روانہ ہوا۔ بادشاہ کے مرتے ہی اگرچہ سلطنت منقرض نہین ہوئی لیکن

برائے نام ایک مدت تک قائم رہی۔ جو بادشاہ ہوئے وہ وزرا کے ہاتھہ مین گویا کاٹھ کے پتلے تھے۔ کچھہ نہین کر سکتے تھے۔ اگر کوئی ہاتھہ پاؤن ہلانا چاہتا تو وزرا انکو معذور کر دیتے تھے اور اسی بادشاہ مرحوم کے بعد دکن مین طوائف الملوکی عمارت کی بنا قائم ہو گئی۔ لیکن کامل نہین ہوئی تھی۔ چنانچہ عنقریب اُسکا بیان آئیگا۔ انتہی کلامہ۔

محمود شاہ ثانی کا جلوس

تاریخ نظامی کے مولف نے لکھا کہ محمد شاہ مرحوم کے فاتحہ سوم کے بعد حسب دستور سلاطین بہمنیہ شاہزادہ محمود شاہ ثانی ولیعہد کو جسکی عمر بارہ برس کی تھی امرائے دولت و مشائخ و قضاۃ مملکت نے بارگاہ کل یعنی دربار عام مین جمع ہو کے تخت نشین کیا۔ اُسوقت امرا مین ملک حسن نظام الملک بحری۔ و قوام الملک کبیر و صغیر و قاسم برید وغیرہ دربار مین حاضر تھے۔ تمام حاضرین نے بادشاہ کی خدمت مین نذرین گزرانی۔ اور خوشی سے مبارکبادی۔ فرشتہ نے لکھا بادشاہ کا جلوس اسطرح ہوا کہ بارگاہ کل مین تخت فیروزہ کو رکھا۔ اور تخت کے دست راست و دست چپ مین نقرئی دو کرسیان بھی رکھی گئین۔ پھر شاہ محب اللہ و سید حبیب اللہ نے جو افضل المشائخ تھے فاتحہ خیر پڑھہ کے شاہزادے کے سر پر تاج رکھا۔ اور اسکا دست راست و چپ پکڑ کے تخت فیروزہ پر بٹھایا۔ اور خود دونون بزرگ کرسیون پر بیٹھہ گئے۔ شاہ محب اللہ جانب راست و سید حبیب جانب چپ تھے۔ امرا نے مبارکبادی۔ اور تسلیم و کورنش سے مشرف ہوے۔ اسی مجلس مین کسی امیر نے کہا کہ یوسف عادل خان و دریا خان و فخر الملک وغیرہ امیران ترک وغیرہ اسوقت دربار مین حاضر نہین ہین۔ ان امرا کی غیر حاضری مین بادشاہ کو تخت نشین کرنا

مناسب نہین تہا۔ ملک حسن بحری نے جواب دیا کہ مہمات سلطنت کو معطل رکہنا باعث
فساد ہوتا ہے بناءً علیہ جلوس کیا گیا۔ جب امرائے ترک آئینگے اُسوقت پہر دربار عام کیا جائیگا
اور مناصب و خطابات دئیے جائینگے۔ ملا عبد الکریم ہمدانی نے جو دربار مین حاضر تہا اپنی
تاریخ مین لکہا کہ ارباب علم و ہنر دربار مین اس قسم کی گفتگو کو فال بد سمجہتے ہین اسطرح کی
باتین کرنا بادشاہون کے خلاف شان ہے۔ آخر اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ بادشاہ کی سلطنت
اگرچہ زمانہ دراز تک رہی لیکن تمام مدت سلطنت جنگ و جدال و مخالفت و قتال مین گذر گئی انتہی کلامہ
جب امرانے دیکہا کہ بادشاہ کم سن ہے زمانہ کے نشیب و فراز سے بیخبر۔ پس ہر ایک امیر خود مختار
و آزاد بننے کی فکر کرنے لگا۔ بادشاہ شاہانہ شان و عظمت سے بالکل معترا۔ اور آداب سلطنت
و آئین حکومت سے مبترا تہا۔ عیش و عشرت کا فریفتہ و لہو لعب کا شیفتہ تہا۔ اُسوقت دکن مین
امرائے دولت و ارکان سلطنت اہل اسلام سے چار قسم مغل و ترک حبشی و دکنی۔ اور اہل اصنام
سے بعض اہل قلم و بعض اہل علم تہے یہ پانچوان قسم تہا۔ ان پانچون قسم کے ملنے سے سو سائٹی
تیج میل کے لقب سے ملقب تہی۔ اُسوقت پانچوان قسم اہل اسلام کے نزدیک معتبر نہین شمار کیا جاتا تہا
بیچارے ہنود حلقہ بگوش و فرمان بردار تہے۔ مگر فارسی تواریخ مین کسی مورخ نے بجز مفتاح القلوب
پانچوین قسم کو نہین لکہا۔ شاید عدم اعتبار کی وجہ سے اُن کے وجود کو بجائے عدم سمجہہ کے
قلم انداز کیا ہوگا۔ مجہے مفتاح القلوب کی تحریر کی تصدیق اس بات سے ہوتی ہے۔ کہ علاء الدین
حسن گنگوئے بہمنی گانگو پنڈت کے احسان و حسن سلوک کے معاوضہ مین ہنود کے ساتہہ
بہت رعایت کرتا تہا۔ چنانچہ سلطنت بہمنیہ کا صدر محاسب پنڈت ہی تہا۔ پنڈت کیوجہ سے

دفتر مجاسبی مین اکثر ہنود ہی ملازم تہے۔ اور راجگان خراجگزار مثلاً کولاس کا راجہ اور کہڑلہ کا حاکم نرسنگہ۔ ونرائن حاکم مدکل وغیرہ ضرورت کیوقت مع جمعیت و نذرانہ و پیشکش بادشاہ کی خدمت مین کمک و امداد کیلئے حاضر ہوتے تہے۔ خیرخواہانہ غنیم کے مقابلہ مین جان نثاری و دلیری کی داد دیتے تہے۔ دیکہو ابتدائے سلطنت کے زمانہ مین کولاس کے راجہ نے ملک سرتیز کے معرکہ مین علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کی کمک و تائید مین پندرہ ہزار فوج جرار پیادہ و سوار بہیجدیا تہا۔ راجہ ہی کی تائید سے حسن گنگوئے بہمنی کو ملک سرتیز پر کامیابی و فیروزی حاصل ہوئی تہی۔ اور یہی کامیابی حسن کے لئے بادشاہی کا مقدمہ تہی۔ اسیطرح جب احمدشاہ بہمنی نے ہوشنگ کی مدافعت کیلئے برار مین فوج کشی کی تو کہڑلہ کا حاکم نرسنگہ مع جمعیت احمدشاہ کا ہمرکاب ہا۔ سلاطین بہمنیہ کا خراج گزار و فرمان بردار تہا۔ احمدشاہ بہمنی اسی کی درخواست پر ہوشنگ کی مدافعت کیلئے گیا تہا۔ ہوشنگ نے اسکو قلعہ مین محصور کرلیا تہا۔ احمدشاہ کے پہنچتے ہی محاصرہ سے برخاست کرکے چلدیا بہمنی نے اسکا تعاقب کیا۔ تعاقب مین سپاہ بہمنیہ نے ہوشنگ کا مال و اسباب شاہی خوب ہی لوٹا تمام سپاہ مالا مال ہوے۔ چنانچہ اس معرکہ کا پورا ذکر ہو چکا ہے۔ اگر شائقین کو دیکہنا مطلوب ہو تو احمدشاہ کے ذکر مین دیکہین۔ اہل اسلام کے چار قسم دو فریق بنگئے تہے۔ دکنی و حبشی ایک فریق۔ مغل و ترک دوسرا فریق واقع مین یہ اہل سلام کل آفاقی و غریب الدیار تہے جو دکنی کہلاتے تہے وہ بہی غربا زادے تہے۔ انکا مسقط الراس ملک دکن ہی تہا۔ یہ تمام غرض نفسانی کی وجہ سے باہم ہمیشہ جنگ و فساد کا بازار گرم کرتے تہے۔ کبہی ایک غالب دوسرا مغلوب کبہی

اسکا عکس ہوتا تہا۔ لیکن طرفین باہم برابر تہے دونون فریق کے باہم برابر ہونیکی وجہ سے
محمود شاہ تخت و تاج کا مالک ہوگیا۔ چونکہ تمام کے نزدیک اسکا وجود و عدم مساوی تہا۔
کسی نے اسکی تخت نشینی کی بابت خلاف نہین کیا۔ بلکہ ہر ایک فریق نے بادشاہ کو اپنے
ترقی اقتدار و اختیار کا ذریعہ بنایا تہا۔ جسکا تقرب بادشاہ سے زیادہ ہوتا تہا۔ وہ فریق غالب
مانا جاتا تہا۔ فریق غالب بادشاہ کے توسل سے فریق مغلوب کو زیادہ ذلیل و خوار کردیتا تہا
بیچارے اہل اصنام مسلمانون کے دونون فریق سے الگ ہتے تہے۔ جنگ و جدال مین کسی
فریق کے شریک نہین ہوتے تہے۔ شاید اسیوجہ سے مورخین اسلام نے اہل اصنام کے ذکر سے
اغماض کیا۔ مسلمانون ہی کی خانہ جنگیون سے صفحات کتاب کو سیاہ کیا۔ سلاطین بہمنیہ اگرچہ
ہنود کے نوکر رکہنے مین دریغ نہین کرتے تہے۔ لیکن اُنسے اندیشہ و خوف کرتے تہے کہ شاید وقت پر
منحرف ہو جائین۔ اور اُن کو معتبر نہین سمجہتے تہے اور شاہان دکن کو ہمیشہ بیجانگر اور دیگر راجگان
اوریا و اوڑیسہ و گونڈوانہ سے جنگ و جدال کا اتفاق پڑتا تہا۔ بنائً علیہ بمقتضائے حال اسبات
کی ضرورت ہوئی کہ زیادہ فوج اہل اسلام سے ہو اکثر نو وارد عجم و عرب و حبش و ترک فوجون مین
بہرتی کئے جاتے تہے۔ اور انکو اعلی مناصب پر ترقی دیتے تہے۔ سلاطین دکن کی قدردانی
کی شہرت سنکے سپاہ پیشہ لوگون کے گروہ کے گروہ چلے آتے تہے۔ اور بعد مسافت وطن اور
عیش و آرام دکن کیوجہ سے ترک وطن کرکے دکن ہی مین سکونت پذیر ہو جاتے تہے۔ اور
چند مدت رہ کے اسکے نو واردین کے مقابلہ مین مدعی ہوتے تہے کہ ہم دکنی ہین۔ اور نو واردین کو
آفاقی و غریب الدیار کہتے تہے۔ جبتک سلطنت بہمنیہ مین سلاطین الوالعزم و مستقل مزاج

و مدبر و عاقل ہوتے رہے۔ اور حسن اتفاق سے وزرا و ارکان دولت بہی لائق و منتظم و خردمند خیر خواہانہ کام کرتے رہے تو سلطنت عظمت و شان کے ساتہہ قائم رہی۔ جب سلاطین سلف کے قائم مقام کم سن بچے یا نوجوان عیش پسند و آرام طلب جانشین کئے گئے تب ہی سے سلطنت کی عظمت و شان کمزور و مضمحل ہونے لگی۔ اور امرائے ذی اقتدار خود مختار بادشاہ بننے لگے۔ جیسا کہ صاحب جمہ یعنے محمود شاہ ثانی شراب کباب کا شائق تہا۔ رات دن رقص و سرود مین مست رہتا تہا۔ اور محبوبان نازنین کی صحبت مین مشغول ہوتا تہا۔ اسکو دنیا و مافیہا سے کچہہ غرض نہین تہی۔ نہ اُسکو سلطنت و رعایا کی رعایت کی پروا تہی۔ وہ صراحی و پیالے کا خواستگار تہا۔ بادشاہ کی ایسی حالت دیکہکر امرائے ذی اقتدار مخالفت کرنے لگے آخر تمام طرفداران دکن خود مختار بادشاہ بنگئے۔ اور دکن مین طوائف الملوکی قائم ہوگئی چنانچہ طوائف الملوک کا ذکر حصہ دوم محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن مین مفصل آویگا حصہ دوم ابہی مطبوع نہین ہوا ہے۔ عنقریب مین طبع ہوگا۔

امرائے ترک و مغل اور دکہنی حبشیون کا باہم اتفاق و مناصب کی تقسیم

فرشتہ و محمود شاہی کے مولفین نے لکہا کہ جب یوسف عادل خان کو یہہ خبر معلوم ہوئی کہ محمد شاہ ثانی فوت ہوگیا۔ اور اُسکا فرزند محمود شاہ ولیعہد تخت نشین ہوا ہے تو وہ اور تمام امرائے مغل و ترک و دکنی جو معرکہ کوکن مین اُسکے ہمراہ تہے باہم ایکدل ہوکے نہایت تزک و تجمل کے ساتہہ جلوس کی مبارکبادی کے لئے دار الخلافہ احمد آباد بیدر مین آئے۔ اور احتیاطاً شہر کے باہر فرو کش ہوئے۔ پہر یوسف عادلخان و دریا خان و فخر الملک و تغرش خان و طوخان

وہلد قاسم بیگ صف شکن واثر در خان غضنفر خان مع ہزار جوان انتخابی وکار آزمودہ مغل و ترک شہر مین داخل ہوئے۔ جب قلعہ ارک مین جانے لگے اسوقت خلاف رسم دو سو آدمی مسلح بخیال غدر ملک حسن نظام الملک بحری ہمراہ لیگئے۔ پس یوسف عادل خان کو وہان معلوم ہوا کہ نظام الملک بحری نے پانسو جوان مسلح میری مدافعت کیلئے اول ہی سے قلعہ مین مستعد کر رکہا ہے۔ یوسف عادل خان و دیگر امرا یہہ حالت دیکہکر مراجعت کو مناسب نہ سمجہکر متوکلاً علی اللہ تلوارین ہاتہہ مین لیکے مردانہ وار دار الامارہ کے طرف گئے۔ ملک حسن نظام الملک بحری و امیر قاسم برید استقبال کیلئے آئے۔ اور بادشاہ کے سلام کیلئے تخت فیروزہ کے قریب لیگئے۔ یوسف عادل خان مبارکبا دا کر کے بدستور قدیم تمام سے اول کہڑا ہو گیا۔ اور نظام الملک عادل خان کے بازو مین تہا۔ اور نظام الملک کے بعد اسکے فرزند ملک احمد کا درجہ تہا بلحاظ شبہہ غدر دریا خان ملک احمد کے درجہ مین کہڑا ہو گیا پدر و پسر مین فاصلہ واقع ہوا۔ دریا خان نے خلاف قاعدہ اسلئے اختیار کیا تہا کہ اگر ملک حسن بحری یوسف عادل خان پر دست اندازی کرے تو خود دریا خان یوسف کی مدد کرے اور دونون باہم ملکر اولاً ملک حسن نظام الملک ملک احمد کا کام تمام کرین بعد ازان جو کچہہ ہونا ہے ہو گا۔ ملک احمد دریا خان کی لیری سے رنجیدہ ہوا۔ اور چاہا کہ دریا خان کو درمیان سے ہٹائے۔ ملک حسن نے اسکو منع کیا۔ اور فوراً بادشاہ سے فتنہ و فساد کے فرو ہونے کے لئے عرض کیا۔ بادشاہ نے اسیوقت یوسف عادل خان و غیرہ امرا کو خلعتہائے معمولی دیکر رخصت کیا۔ چونکہ یوسف عادل خان کو غدر و دغا کا اندیشہ تہا۔ بناءً علیہ ملک حسن کا

ہاتھہ پکڑلیا۔ اور باتون کے بہانہ سے قلعہ کے باہر تک لے آیا۔ جب اپنے لشکر پیادہ و سوار مین
پہنچ گیا تب دوستانہ باہم گفتگو کرکے نہایت تواضع و تکلف کے ساتھہ ایک دوسرے سے
جدا ہوا۔ یوسف عادل خان اُنہین نہ ہزار جوان کار آزمودہ کے ساتھہ شہر مین فروکش ہوا۔ اور
دریا خان کو حکم دیا کہ بیرون شہر لشکر مین احتیاط سے رہین۔ اور ہوشیاری مین غفلت
نکرین۔ جب ملک حسن نظام الملک کو اپنے ارادہ مین کامیابی نہ ہوئی۔ دوسری تدبیر کرنے لگا
چاہتا تہا کہ جسطرح ہو یوسف عادل خان کا کام تمام کیا جائے۔ اسلئے دوسرے دن توام الملک
کبیر و صغیر کو ہمراہ لیکر یوسف عادل خان کے فرودگاہ پر گیا۔ اور اس سے کہا کہ جیسے ہم
شہر مین بادشاہ کے قریب رہتے ہین۔ اسیطرح آپ سب امرائے ترک و مغل بہی شہر مین رہین
تاکہ ہر صبح دربار مین جاکے باہم مشورے سے مہمات سلطنت کو انجام دیا کرین۔ اور باہم
اتفاق و محبت سے ایسے رہین کہ ہمارا دوست آپکا دوست اور ہمارا دشمن آپکا دشمن ہو
یوسف عادل خان نے جواب دیا کہ آپ جو کچہہ دوستی و محبت کی بابت فرماتے ہین وہ
میرا عین مدعا ہے لیکن مین ایک سپاہی آدمی ہون اور مہمات ملکی و مالی سے بیخبر ہون
ہر روز دربار مین میرا آنا مناسب نہین معلوم ہوتا ہے پس جسطرح محمد شاہ مرحوم نے معین
کردیا ہے۔ اور وصیت کر گیا ہے آپ اسیطرح امور سلطنت کو انجام دیتے رہین اور ہم
اپنے کامون مین مشغول رہین۔ اور امرائے ترک کا شہر سے باہر رہنا مناسب و بہتر ہے
اس لئے کہ یہہ قوم جاہل ہین اگر شہر مین رہین مبادا ان کے اور دکنی و حبشیون کے
درمیان بحث و تکرار کا اتفاق ہو جائے تو فتنہ برپا ہو جائیگا۔ اور کشت و خون کا بازار

گرم ہوگا۔ دیر تک نظام الملک و یوسف عادل خان اسی معاملہ مین گفتگو کرتے رہے۔ پھر باہم مشورہ کر کے ایسا قرارداد ہوا کہ ملک حسن نظام الملک بدستور سابق صرف وکیل السلطنت رہے اور باقی عہدے جو وکالت کے ضمیمہ تھے مثلاً وزارت و امیر جملگی و بخشی گری و نیابت طرفی وغیرہا دوسرون کو دئے جائین۔ پس حسب مشورہ وزارت کل قوام الملک کبیر سرلشکر ورنگل کو و بخشی گری قوام الملک صغیر سرلشکر راجمہندری کو دیگئی۔ اور نیابت طرف دلاور خان حبشی کو عطا کی گئی۔ قاسم بیگ منصب سرنوبت سے اور فرہاد الملک کو توالی بلدہ سے سرفراز ہوئے۔ اور اسیطرح دیگر عہدے بھی امراکو دئے گئے۔ پھر تقسیم مناصب و خدمات کے بعد سلطان محمود شاہ کے پاس آئے۔ بادشاہ نے ہر ایک کو خلعت سے سرفراز فرمایا۔ پس یوسف عادل خان دربار سے فرودگاہ پر آیا۔ اور مہمات سلطنت مین کچھہ مداخلت نہین کی دو تین مہینے تک مغل و ترک دکنی و حبشی عاج و آبنوس کے مہرون کی طرح باہم اتفاق سے رہے۔ مدت مذکورہ مین کبھی فتنہ و فساد برپا نہین ہوا۔

محمد شاہ کے عہد مین سرلشکران مندرجۂ ذیل تھے

(۱) سرلشکر بیجاپور۔ یوسف عادل خان

(۲) سرلشکر حسن آباد گلبرگہ۔ دستور دینار حبشی

(۳) سرلشکر دولت آباد۔ نظام الملک دکنی

(۴) سرلشکر جنیر۔ ملک حسن نظام الملک بحری

(۵) سرلشکر راجمہندری۔ قوام الملک صغیر

(۶) سرلشکر ورنگل - قوام الملک کبیر - عادل خان دکنی وہان نیابتًا کام کرتا تہا -
(۷) سرلشکر گاویل برار - فتح اللہ عماد الملک - علاء الدین اُسکا بیٹا وہان نیابتًا کام کرتا تہا
(۸) سرلشکر ماہور برار - خداوند خان حبشی

دکنیون و ترکون کا باہم جنگ و جدال کرنا

تقسیم مناصب و خدمات کے بعد تین چار مہینے تک مغل و ترک دکنی و حبشی باہم شیر و شکر کی طرح اتفاق سے رہے کچہہ فتنہ و فساد نہین ہوا - لیکن ملک حسن نظام الملک بحری و قوام الملک کبیر نے عہد شکنی کی اور یوسف عادل خان کے ہلاک کرنے پر کمر بستہ ہوئے قوام الملک اگرچہ ترک تہا لیکن یوسف عادل خان سے عداوت رکہتا تہا دونون نے باہم ملکے عزم جزم کیا کہ یوسف عادل خان ترک کو قتل کرکے عادل خان دکنی کو اسکا قائم مقام کرنا چاہیے - پس اس غرض کے پورا کرنیکے لئے عادلخان دکنی و فتح اللہ عماد الملک کے نام سے فرامین طلب بہیجے کہ باتفاق امرا و لشکر بادشاہ کے جلوس کی مبارکباد دینے کیلئے دار الخلافہ مین آئین - پس عادلخان دکنی و عماد الملک مع جمعیت سوار و پیادہ آئے اور بیرون شہر فروکش ہوئے - بادشاہ کی خدمت مین جریدہ حاضر ہوکے نذرانہ و پیشکش گزرانا - خلعت پاکے خوشی سے لوٹ آئے - ابہی دو تین ہفتے نہین گذرے تہے کہ ملک حسن نظام الملک نے قوام الملک کبیر سے کہا کہ مین آج امرائے دکنی کے توسل سے یوسف عادل خان کو قتل کراتا ہون تاکہ ہم اُسکے خدشہ سے نچنت ہو جائین - جو امرا اُسکے رفیق ہین اُنکو تہانجات پر بہیجدیتا ہون - اور آپ قتل کے دن مکان ہی پر ہین

باہر نہ نکلین تاکہ آپ پر کوئی الزام نہ آئے۔ اس نادان ترک نے ملک حسن کی بات قبول کرلی اور اصل حقیقت کو نہین سمجہا۔ اس کام کے لئے عادل خان دکنی سے کہا کہ ترکون کو قتل کرے۔ اگر تو قوام الملک یا یوسف عادل خان کو قتل کریگا تو تجکو انکی سرلشکری دونگا فرہاد الملک غدر سے واقف ہوگیا۔ فوراً قوام الملک کبیر کو کہلا بہیجا کہ ملک حسن آپ اور تمام ترکون کے قتل کرنے پر مستعد ہے بظاہر آپ سے یوسف عادل خان کی مدافعت کا بہانہ کیا ہے پس ایسی حالت مین امرائے ترک کو خانہ نشین ہونا دانائی وخردمندی سے دور معلوم ہوتا ہے۔ قوام الملک کبیر یوسف عادل خان کی عداوت کی وجہ سے ملک حسن نظام الملک کے قول پر اعتقاد تمام رکہتا تہا۔ کوتوال کی بات نہین سُنی۔ ملک حسن نے عادل خان دکنی و فتح اللہ عماد الملک سے کہلا بہیجا کہ آپ اپنے اپنے لشکرون کو ہمراہ لیکر آئین۔ اور بادشاہ کے ملاحظہ مین گزرانین۔ پہر رخصت ہوکر اپنے اپنے علاقون مین چلے جائین اور ملک حسن نے بادشاہ کو قلعہ ارک کے برج پر بٹہایا اور اول ہی بادشاہ کو ترکون کی سرکشی و بغاوت سے آگاہ کردیا تہا۔ جب عادل خان دکنی و فتح اللہ عماد الملک مع جمعیت دربار مین آئے۔ محمود شاہ نے دونون سردارون کو بلاکے کہا۔ کہ ترک سرکش ہوگئے ہین انکو معقول سزا دینی چاہئے۔ فتح اللہ عماد الملک یوسف عادل خان کا دوست تہا۔ اس لئے ملک حسن نے اُسکو دربار مین روک لیا۔ اور دونون لشکر عادل خان دکنی کی ماتحتی مین یوسف عادل خان کے لشکر پر حملہ آور ہوئے۔ عادلخان دکنی نے قوام الملک کبیر کو قتل کرکے فرہاد الملک کوتوال کو قید کرلیا۔ اور شہر کے دروازے بند کرکے ترکون کے قتل مین مشغول ہوا۔

مگر تغرش خان و قدم خان ترک لڑتے ہوئے شہر کے دروازہ تک پہنچ گئے۔ اور دریا خان
جو شہر کا غوغا سنکے دس ہزار فوج سے دروازہ پر آگیا تہا۔ اُسکو دروازہ توڑکے اندر لے آئے
شہر مین فریقین مین بیس روز متواتر لڑائی جاری رہی۔ ایک طرف ملک احمد اور
دوسرے طرف یوسف عادل خان سردار تہے۔ طرفین کے تین چار ہزار آدمی مارے گئے
معاملہ باہم فیصلہ نہین ہوتا تہا۔ آخر علما و صلحا صلح کی بابت ہدایت کرنے لگے۔ اس
جنگ مین ترکون کے بہت افسر مارے گئے تہے۔ اسلئے یوسف عادل خان نے حسب ہدایت
علما صلح کرلی۔ چند روز کے بعد بیجاپور چلا گیا۔ اب ملک حسن نظام الملک بحری کو اقتدار
کامل حاصل ہوگیا۔ کسیکا خوف خطر باقی نہین رہا۔ اپنے فرزند ملک احمد کو بیڑ ودہارور کے
پرگنات جاگیر مین عطا کئے اور فخر الملک دکنی کو جو خواجہ محمود گاوان کا غلام زادہ تہا
منصب ہزاری و خطاب خواجہ جہان سے سرفراز فرمایا۔ اور اُسکے لڑکون کو بہی مناصب
مناسب دئے۔ اور فتح اللہ عماد الملک کو منصب وزارت و میر جملگی سے ممتاز کیا۔ اور اُسکے
بیٹے علاء الدین کو نیابتاً سر لشکری برار پر بہیجا۔ اور عادلخان دکنی کو سر لشکر ورنگل کیا۔ اور
قاسم برید سر نوبت کو کوتوالی شہر پر مقرر فرمایا۔ اور قوام الملک صغیر کو راجمہندری روانہ کیا
دلاور خان اور ملک حسن نظام الملک بحری کی باہم نا اتفاقی۔ اور ملک احمد کا جنیر پر تقرر
قوام الملک کبیر وغیرہ ترکون کے قتل کے بعد ملک حسن نظام الملک بحری و فتح اللہ عماد الملک
سلطان محمود شاہ کی والدہ مخدومہ جہان کے مشورے سے چار سال تک اطمینان و جمعی سے
مہمات سلطنت کو انجام دیتے رہے۔ کوئی مزاحمت و مداخلت نہین کرتا تہا۔ نظام الملک

سفید و سیاہ کا مختار کل تھا۔ جو چاہتا تھا کرتا تھا۔ فتح اللہ عماد الملک بھی اُس کے
اطاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہیں رکھہ سکتا تھا۔ مگر دلاور خان حبشی اپنی بے اختیاری سے
تنگ ہو گیا تھا۔ اُس نے عالم تنہائی مین محمود شاہ کو سمجھایا کہ نظام الملک و عماد الملک آپکی
والدہ کے مشورے سے امور سلطنت کا انتظام کرتے ہین اور آپکو لڑکا سمجھتے ہین۔ حالانکہ
آپ عاقل بالغ ہین مہمات سلطنت آپکی صلاح سے کرنا چاہئیے۔ بادشاہ عقل و شعور کے
زیور سے معرا تھا۔ دوسرون کی رائے پر چلتا تھا۔ حکم دیا کہ تو اُن کو قتل کر۔ اتفاقاً وہ دونون
ایک رات سلطان کی والدہ مخدومۂ جہان کے پاس جاکے مرجعت کر رہے تھے کہ یکایک
دلاور خان اور اُسکے ایک رفیق نے رستہ مین اُنکو گھیر لیا۔ مگر وہ دونون مسلح تھے۔ تلوارین
وغیرہ ہتیار پاس رکھتے تھے اور شمشیر بازی مین استاد کامل تھے۔ دلاور خان کی دلاوری
ان کے مقابلہ مین کارگر نہین ہوئی۔ کسیقدر باہم زد و کوب کا بازار گرم ہوا۔ نظام الملک کو
ایک آدھ زخم لگا مگر زخم کاری نہین تھا۔ دونون ہنگامۂ دار و گیر سے صحیح سالم نکل گئے
اور بیرون شہر جاکے اپنے لشکر کو جمع کیا۔ اور قاسم برید کو بھی آگاہ کر دیا کہ بادشاہ تیرے
قتل کا بھی ارادہ رکھتا ہے۔ اپنی جان کی حفاظت مین مستعد رہ۔ قاسم برید نے فوراً قلعہ
ارک کے دروازے بند کر دئے اور مردمان بیرونی کو بادشاہ کے پاس جانے سے ممانعت کر دی
محمود شاہ اس واقعہ کے وقوع سے نہایت پریشان اور اپنے حکم سے پشیمان ہوا بیت

طریق عشق پر آشوب و آفت است اے دل ۔۔۔ بیفتد آنکہ درین راہ باشتاب رود

بامر لاچاری نظام الملک کے پاس چند آدمی بھیجے اور معذرت کی۔ ملک حسن نظام الملک

و فتح اللہ عماد الملک نے بادشاہ کے عذر کو اس شرط پر منظور کیا کہ دلاور خان قتل کیا جائے
مگر دلاور خان اس کیفیت کے سنتے ہی مع جمعیت فرار ہوا۔ چند روز کے بعد برہانپور مین
پہنچ گیا۔ ملک حسن نظام الملک اور اسکا بیٹا ملک احمد شہر مین آگئے۔ لیکن فتح اللہ عماد الملک
وزارت سے دست بردار ہو کے سرلشکری برار پر چلا گیا۔ پھر ملک حسن نے اپنے استحکام کی
تدبیر کی۔ و دکنی شخص ایک ملک حید دوسرا ملک اشرف جو دونون باہم حقیقی بھائی تھے
ابتدا مین خواجہ محمود گاوان کے ماتحتی مین نوکر تھے۔ آخر سلحداروں کے طبقہ مین پہنچ گئے تھے
اب محمود شاہ کے عہد مین ملک حسن نظام الملک کے ہمرکاب تھے۔ ملک حسن نے دونون کو درجۂ
امارت پر پہنچا دیا۔ اور فخر الملک دکنی کو بھی اپنے سایۂ عاطفت مین کہا۔ ان تینون سے
اسبات پر حلف لی کہ وہ ملک احمد اسکے فرزند سے دغابازی نکرین۔ جب عہد و پیمان ہو چکے
تب ملک حید کو دولت آباد کی سرلشکری عطا کی۔ اور ملک اشرف کو بھی جاگیر دیکے اُس کے
تابع کیا۔ اور فخر الملک کو پرینڈہ و شولاپور دیکے وہان روانہ فرمایا۔ پرینڈہ کے علاقے مین
گیارہ محال تھے انکو بیٹھ کہا کرتے تھے اُنکا محاصل چھہ لاکھہ ہون تھا۔ پھر زین خان
برادر فخر الملک دکنی نے محمود شاہ کی خدمت مین درخواست بھیجی کہ بیٹھ سے نصف حصہ
اُسکو عطا کیا جائے۔ چنانچہ محمود شاہ نے ساڑھے پانچ بیٹھ شولاپور کے زین خان کو
عطا کیا۔ مگر فخر الملک نے بجز شولاپور کوئی علاقہ زین خان کو نہین دیا۔ دو تین مہینے
کے بعد بادشاہ سے ملک حسن نے اجازت لی اور اپنے بیٹے ملک احمد کو سوہانی اور اپنا
مال و اسباب دیکر نیابت جنیر کو بھیجدیا۔ یہہ واقعہ ۸۹۱ھ ہجری مین واقع ہوا۔ اسی اثنا مین

عادل خان دکنی کا انتقال ہو گیا۔ قوام الملک صغیر نے راجمہندری سے آگے ورنگل پر قبضہ کیا۔ چونکہ یہہ معاملہ بزرگ تہا۔ بناءً علیہ ملک حسن نے محمود شاہ سے کہا کہ شہر بیدر کی حفاظت دلپسند خان کے حوالے کیجیئے اور خود بادشاہ مع فوج ورنگل کو قوام الملک کی مدافعت کیلئے روانہ ہوا۔ قوام الملک صغیر مین ایسے طاقت کہان جو ملک حسن کی شاہی فوج سے مقابلہ کرے۔ اس لئے وہ سنتے ہی راجمہندری روانہ ہو گیا۔ اور محمود شاہ کو کہلا بہیجا کہ مین اس غرض سے آیا تہا۔ کہ ملک حسن کی خبر لون۔ مین آپکا تابعدار ہون۔ محمود شاہ ملک حسن سے اسقدر خائف تہا کہ قوام الملک صغیر کو کچہہ جواب نہین بہیجا بلکہ یہہ خط ملک حسن کے پاس بہیجدیا۔

ملک حسن کی بغاوت اور دلپسند خان کے ہاتہہ سے اُسکا قتل

جب خواجہ محمود گاوان کے غلام کشور خان کو بندر گوا وغیرہ جاگیر مین دیا گیا تہا تو اُس نے نجم الدین گیلانی کو اپنا نائب مقرر کرکے وہان بہیجدیا تہا۔ اور خود بیدر مین رہتا تہا جب نجم الدین فوت ہو گیا نو بہادر گیلانی کوتوال گوا اُسکا جانشین ہوا۔ اور بندر گوا سے بندر دابل و کولاپور و کلہر و پنالہ تک متصرف ہو گیا۔ اور یوسف عادل خان کی تحریک سے بندر چیول وغیرہ پر بہی قابض ہوا۔ اور ملک احمد کی جاگیر مین تاخت و تاراج کرنے لگا۔ اسیطرح زین الدین علی عباس جاگیردار چاکنہ بہی ملک احمد کی اطاعت سے منحرف ہوا۔ ملک احمد نے تمام حالات والد ماجد کو لکہے اور دریافت کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ ملک حسن نظام الملک نے لکہا کہ فی الحال زین الدین کی مدافعت کیجئے۔ اور ملک وحید و فخر الملک دکنی کو ملک احمد کی

امداد کیلئے لکہا۔ زین الدین نے بہی یوسف عادل خان سے مدد طلب کی۔ یوسف عادل خان نے
پانچ چہہ ہزار سوار امداد کیلئے بہیجے۔ اور سوارون کو ہدایت کی کہ اندا پور کے قریب اونرین
جب ملک احمد زین الدین پر حملہ کرے تو اسکی مدافعت کرین۔ محمود شاہ اور اُسکے تمام
مقربین ملک حسن کے غلبہ سے ناخوش تہے۔ جب سنا کہ یوسف عادل خان نے ملک احمد پر
فوج بہیجی ہے بہت ہی خوش ہوے۔ ملک حسن تمام کی نظرون مین حقیر معلوم ہونے لگا۔ قاسم برید
و دستور دینار حبشی نے بادشاہ سے اُسکی شکایت کی۔ محمود شاہ نے اُنسے کہدیا کہ اگر موقع
ملے تو اُسے مارڈالو لیکن یہ خبر ملک حسن کو معلوم ہوگئی۔ وہ فوراً آدہی رات کو لشکر سے
بہاگ گیا۔ اُسکا فرار ہونا مقام رنگل سے ہوا تہا۔ سوئے اتفاق و تصرف خزانہ کے طمع سے
بجائے جنیر شہر بیدر مین پہنچا۔ ارادہ کیا کہ دل پسند خان کے ذریعہ سے بادشاہی خزانہ پر
متصرف ہوجائے۔ دل پسند خان نے اسکی اطاعت کی۔ اور اسکو شہر مین بلالیا۔ اور
ملک حسن نے ملک احمد کو جنیر سے بلایا اور خزانہ کو صرف کرکے محمود شاہ کے مقابلہ کیلئے
فوج بہرتی کرنے لگا اور بغاوت پر آمادہ ہوگیا۔ محمود شاہ بہی فوراً بیدر آیا۔ ملک حسن نے
چاہا کہ خزانہ لیکر ملک احمد کے پاس چلا جائے مگر دل پسند خان نے اسکو حکمت عملی سے
روک لیا۔ اور بادشاہ کی خدمت مین پوشیدہ کہلا بہیجا کہ مین آپکا تابعدار ہون۔ مین نے
ملک حسن کو آپکے انتظار مین روک رکہا ہے۔ محمود شاہ نے پیغام بہیجا کہ اگر تو خیر خواہ
صادق ہے تو اسکا سر کاٹ کے بہیجدے۔ دل پسند خان نے ملک حسن کے احسانات
کو بالائے طاق رکہا اور پانسو جوان ہمراہ لیکر اُسکے پاس قلعہ مین گیا اور اُس سے

کہا کہ مجکو آپ سے چند باتین ضروری کہنی ہین - ملک حسن اسکو اپنا خیر خواہ سمجہہ کے ایک
خاص کمرے مین لیگیا - دل پسند خان جوان قوی ہیکل تہا - اور ملک حسن ضعیف - دل پسند خان نے پکڑ کے اسکا گلا گہونٹ دیا - اور سر کاٹ کے ہاتہہ مین لیکر باہر آیا - اور
کہنے لگا جو اپنے مالک کے ساتہہ نمک حرامی کرے اُسکی یہ سزا ہے - پہر بادشاہ کے پاس
اسکا سر بہیجدیا - پہر بادشاہ شہر مین آیا مغلون اور ترکون کو اپنا دوست و خیر خواہ بنایا
اب مغلون و ترکون کا عروج شروع ہوا - یہی تمام مہمات سلطنت کے مدار علیہ و معتمد
ہوئے - لیکن بمقتضائے جوانی بدستور سابق شراب و کباب و سماع سرود و رباب مین مشغول
ہوگیا - شب و روز لہو لعب و عیش و طرب مین بسر کرنے لگا - دنیا و ما فیہا سے بیخبر انتظام
ملک کی کچہہ پروا نہین کرتا تہا - اور خزانہ شاہی کو عیش و عشرت کے ساز و سامان مین
بیجا صرف کرتا تہا - چند ہی روز مین خزانہ خالی ہوگیا - آخر یہ نوبت ہوئی کہ تخت
فیروزہ کے جواہر شراب و کباب کے لئے فروخت ہونے لگے - سلاطین ماضیہ نے تخت فیروزہ
مین جو جواہرات زیادہ کئے تہے - اور اس تخت مبارک کو درفش کاویانی کے طرح مرصع بنائے تہے
اس بادشاہ ننگ خاندان نے اُن جواہرات کو اکہیڑ اکہیڑ کر صراحی و پیالہ مین لگائے - اور
تنبور و ستار و مزمار کو مرصع کیا -

ملک احمد کی مستقل حکومت

مفتاح القلوب کے مولف نے لکہا کہ ملک احمد باپ کی زندگی مین جنیر کی سرلشکری پر مامور ہوکے
آیا تہا - اپنے دل مین عزم جزم کیا تہا کہ خود مستقل حاکم بنجائے - ابتدائے شباب مین سرلشکری

راجمہندری مین نیابتًا رہکر اکثر معرکون مین کامیاب فیروز ہوتا رہا۔ تجربہ کار و ہوشیار ہوگیا تہا۔ استقلال و آزادی و خودمختاری کو پسند کرتا تہا۔ لیکن وقت کا منتظر تہا۔ پس اولًا اپنی جاگیر بیڑ وغیرہ کیطرف متوجہ ہوا۔ لیکن وہان خواجہ محمود گاوان کیطرف سے مرہٹے قابض و متصرف تہے۔ اور وہ حکام کی طاعت نہین کرتے تہے۔ جب ملک احمد اُن سے ملک کی نسبت استفسار کرنے لگا تو انہون نے جواب دیا کہ جب تک بادشاہ خود امور سلطنت کا انتظام نہین کریگا تب تک ہم آپکی طاعت نہین کرینگے۔ بناءً علیہ ملک احمد نے اُنپر حملہ کیا۔ اگرچہ بیڑ کا قلعہ سنگین و مضبوط تہا لیکن جبرًا اُسکو فتح کرلیا قلعہ مین پانچ برس کا محاصل جمع تہا وہ تمام اسکے قبضہ مین آیا۔ محاصل کے حاصل ہونے سے اُسکی قوت بڑہ گئی۔ اُس نے جدید بہت سے امیر و سپاہ فراہم کرلئے اور کوکن کے تمام قلعجات پورندہر۔ لورپ۔ جوند۔ لہاگرتنکی۔ بروتی۔ جیون۔ گردرک۔ مرنجن۔ ماہولی وغیرہا۔ غرض کوکن کا اکثر حصہ قبضہ مین آگیا۔ اب وہ دندا راجپوری کی تسخیر کے لئے مستعد ہوا کہ یکایک باپ کے قتل کی خبر پہنچی۔ فورًا جنیر کے طرف مراجعت کی۔ باپ کی تعزیت سے فارغ ہوکے نظام الملک خطاب کو اپنے نام کا جزو قرار دیا۔ اور ملک کے انتظام کیطرف کامل توجہ کی۔ اور سپاہ و رعایا کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دینے لگا باپ کے قتل ہونے سے نہایت غصہ و افسوس کرتا تہا۔ اور بادشاہ سے منحرف ہوگیا جنیر اور جاگیرات مین آزادانہ حکومت کرنے لگا۔ بادشاہ بہمنی کی اطاعت سے منکر ہوا مگر ابہی اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری نہین کیا تہا۔

محمود شاہ کے قتل کیلئے دکنی حبشیوں کا سازش کرنا اور آخر انہیں کا قتل ہونا

دل پسند خان کو ملک حسن کے قتل کرنے سے یہہ امید تہی کہ مین ملک حسن کا قائم مقام ہو جاؤنگا اور بادشاہ میری بہت قدر کریگا لیکن اسکے امید کے خلاف ہوا۔ یعنے مغل و ترک کی قدر بڑہگئی دکنی معرض زوال مین رہے۔ اسوجہ سے دکنی اور حبشیون کے دلون مین حسد و بغض کی آگ مشتعل ہوئی۔ دل پسند خان نے اسبات کی بہت کوشش کی کہ بادشاہ دکنی و حبشیونکو اول کی طرح عہدہائے جلیلہ پر مامور کرے لیکن اُسکی کوشش مفید نہین ہوئی۔ آخر دکنیون اور حبشیون نے باہم ملکے صلاح کی کہ بادشاہ کو قتل کر کے کسی اور شخص کو خاندان بہمنیہ سے تخت نشین کرین۔ پس دکنیون نے قلعہ ارک کے تمام ملازمین و خادمین کو اس سازش مین شریک کرلیا۔ چنانچہ فیلبان و کوتوال و پردہ دار و دربان و غیرہم کل متفق ہوگئے۔ صلاح و مشورے کے بعد اکیس ۲۱ تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ ۸۹۲ ہجری کی رات کو ایک ہزار دکنی حبشی مسلح قلعہ مین داخل ہوگئے۔ اور مغل و ترک کیلئے اندر سے دروازے بند کر دئیے۔ براہ راست بادشاہ کے پاس پہنچ گئے۔ اُسوقت محمود شاہ اپنے مقربین جلسہ کے ساتہہ عیش و عشرت مین مصروف تہا بلحاظ حفظ جان شاہ برج پر چڑہ گیا۔ اسی فرار مین عزیز خان ترک اور دیگر چار غلام ترکی اور حسن علیخان سبزواری اور سید مرزائے مشہدی الملقب بلوخان مارے گئے۔

تاریخ نظامی و قطب شاہی کے مولفین نے لکہا کہ اس ہنگامۂ فساد مین سلطان قلی مع دس سلحداروں کے موجود تہا۔ اُسکے پانچ سلحدار باغیون کے مقابلہ مین مقتول ہوئے۔ اور سلطان محمود شاہ کی جان بچ گئی۔ وہ شاہ برج پر پہنچ گیا۔ تمام قلعہ پر باغیون کا قبضہ ہوگیا

صرف ایک شاہ برج اور بادشاہ کا خاص حرم سرا باقی رہگیا۔ شاہ برج پر محمود شاہ کے ساتھہ
سلطان قلی اور چند مغل و ترک تہے جو بادشاہ کے ساتھہ ہم کاسہ ہم پیالہ و ہم نوالہ رہتے تہے
انہین ترک و مغل سے ایک شخص قلعہ سے نکل کر چلا گیا۔ اور مغلون و ترکون کو خبر دی۔
فرہاد خان۔ قاسم برید۔ شیر خان اردستانی۔ محمود خان گیلانی۔ وکشور خان غلام خواجہ تین
چار سو ترکش بند ہمراہ لیکر قلعہ مین آئے۔ دروازے بند تہے بذریعہ کمند شاہ برج پر چڑہے
صرف آٹھہ آدمی تہے کہ اُنہون نے نعرے مارنا شروع کئے۔ دکنی سمجہے کہ تمام ترک قلعہ مین
پہنچ گئے۔ بزدلی کرکے فرار ہوگئے۔ چند آدمی قلعہ سے نکلے کہ دروازے پر اُنکو پچیس ۲۵ سلحدار
سبزواری ملے۔ آپسمین خوب لڑائی ہوئی۔ دکنی بہاگتے بہاگتے دروازے کے اندر داخل
ہوے چاہا کہ دروازہ بند کرین۔ مگر سلحداروں نے بند کرنے نہین دیا۔ کشور خان بہہ خبر سنکے
مع ایک سو آدمی آیا۔ اور دروازے پر قبضہ کرلیا۔ اُسوقت بہی مغل و ترک بہت مارے گئے۔
آدہی رات تک شور و غوغا ہوتا رہا۔ جب آدہی رات کو چاند نکل آیا تب شاہی ملازمین
وخادمین غریبون کو غالب دیکہہ کے مغلون و ترکون کے طرفدار ہوگئے۔ دکنیون کو مارنے لگے
اور اُنکے گہرون کو جلادئے۔ پہر بادشاہ نے جہانگیر خان ترک کو جو ملک الموت کے لقب سے
مشہور تہا قلعے کے دروازہ پر مقرر کیا۔ اور خانجہان ترک کو شہر و بازار کی حفاظت پر
مامور فرمایا۔ اور اُن کے نوکرون کو شاہی اصطبل کے گہوڑے عطا کئے۔ صبح ہوتے ہی بادشاہ
تخت پر بیٹہا۔ اور دکنیون و حبشیون کے قتل عام کا حکم دیا۔ تین دن تک برابر قتل ہوتا رہا
ہزارون بندگان خدا بیگناہ قتل کئے گئے۔ وہی بیچارے بچ گئے۔ جو معرکہ سے فرار ہوگئے تہے

کسیکی مجال نہ تہی کہ بادشاہ سے سفارش کرے۔ آخر تیسرے دن شاہ محب اللہ کی اولاد سے کسی بزرگ نے نہایت عاجزی سے شفاعت کی۔ تب قتل موقوف ہوا۔ اس قتل عام مین ہزارہا جانین تلف ہوئین۔ پہر محمود شاہ نے اس آفت آسمانی سے محفوظ رہنے کی خوشی مین ایک جشن عالیشان منعقد کیا۔ چار روز تک شہر کے کوچہ و بازار مین روشنی ہوتی رہی۔ ناچ و رنگ خوب ہوئے۔ عراقی و خراسانی و دہلوی و لاہوری و دکنی۔ گوتے اور سازندے جمع ہوئے تہے۔ اور لولیان ہند و عجم بہی موجود تہین۔ اور شاہ برج کے قریب جسکو وہ اپنے لئے مبارک خیال کرتا تہا۔ ایک ایسا محل عالیشان تعمیر کرایا جسکی صفت مین اشعار ذیل کا مضمون صادق آتا ہے۔ اشعار یہہ ہین

نظم

این گلستان ست یا صحن ارم یا بوستان | این شبستان ست یا بیت الحرم یا آسمان
آسمانست این و لیکن آسمانے برقرار | بوستان ست و لیکن بوستانے بیخزان
چون سموات البروج و چون ارم ذات العماد | چون جنان ذات السرور و چون حرم ذات الامان

مکان عالیشان کے تیار ہونے کے بعد صبح سے شام تک اسی عشرت منزل مین عیش و نشاط کے جلسے کرتا تہا۔ جب بادشاہ عیش پسند کی عیاشی و خوش باشی کی شہرت ہوئی تو ہندوستان و سندہ سے ارباب نشاط دکن مین آئے اور بادشاہ کے دربار مین جمع ہوئے۔ اور اسیطرح قصہ خوان و شعرا و ندما بہی بادشاہ کے مصاحب ہمنوالہ و ہم پیالہ ہوئے۔ احمد آباد بیدر رشک ایران و توران ہوا۔ دار الخلافہ کے خورد و بزرگ نے بمصداق الناس علی دین ملوکہم اسی شغل کو اختیار کیا۔ جب حکام اطراف نے بادشاہ کی حالت حسب دلخواہ دیکہی ہر ایک

اپنے اقتدار و اختیار کو بڑہانے لگا۔ حکام کے اقتدارات اسقدر بڑہ گئے جو کوئی انسے موافق ہوا معزز ہو گیا۔ جس نے خلاف کیا معزول ہو گیا۔ تہوڑے زمانہ مین مملکت تلنگانہ و احمد آباد بیدر کے کوئی ملک بادشاہ کے تصرف مین نہین رہا۔ تمام ممالک کے صوبہ دار خود مختار ہو گئے لیکن تمام بجز ملک احمد بحری ظاہرا بادشاہ کی اطاعت کرتے تہے۔ اُنکی اطاعت یہہ تہی کہ جب بادشاہ طرفدارون کو کسی مہم کے لئے بلائے تو مع جمعیت آتے اور بادشاہ کی رفاقت مین رہتے۔ جب بادشاہ مراجعت کا قصد کرتا تو بادشاہ سے رخصت ہو کے اپنی اپنی ولایت مین چلے جاتے۔ اور زمانہ سفر مین بادشاہ کی مجلس مین حاضر نہین ہوتے تہے۔ ملک احمد بحری نے اکثر بادشاہی لشکر کو شکست دی۔ کسی سفر مین بادشاہ کا ہمرکاب نہین ہوا اور شہر احمد نگر کی بنا رکہی۔ اور شاہانہ طرز اختیار کیا۔ اور یوسف عادل خان و فتح اللہ عماد الملک کے پاس سفیر بہیجا اور خطبہ و سکہ وغیرہ لوازم شاہی کی بابت کہلا بہیجا کہ ہم آپ باہم اتفاق کر کے بادشاہی کا اظہار کرین اور پردہ سے برآمد ہو کے ظاہرا شاہی نوبت بجائین۔ بنا علیہ تینون حضرات نے ۸۹۵ھ ہجری مین محمود شاہ کا نام خطبہ سے نکال کے اپنا نام درج کیا۔

قاسم برید کا خود مختار ہونا

۸۹۷ھ ہجری مین قاسم برید ترک سرنوبت نے منصب وکالت اور دار السلطنت کی طرفداری حاصل کر کے قصبۂ قندہار و اوسہ و اودگیر و کلیانہ کو اپنی جاگیر مین مقرر کیا۔ اور چاہا کہ جسقدر قلعجات ان پرگنات مین ہین انکو بہی اپنے تصرف مین لائے۔ لیکن بادشاہی

قلعداروں نے قلعوں کے دینے مین انکار کیا۔ برید نے قلعداروں کے انکار
کو سمجہا کہ یہہ انکار بادشاہی کی تحریک سے ہوا ہے۔ پس بادشاہ کی اطاعت سے منحرف ہوا۔ اور
قلعجات کی تسخیر پر متوجہ ہوا۔ محمود شاہ نے اسکی مدافعت کیلئے لشکر مقرر کیا۔ برید نے بادشاہی
لشکر کو شکست دی۔ اور قریب تہا کہ بادشاہ کو بیدر سے خارج کرے۔ یکایک دلاور خان
حبشی جو نظام الملک بحری کے خوف سے سنہ ۸۹۱ ہجری مین برہانپور چلا گیا تہا اُسوقت سنہ ۸۹۷ ہجری
مین مع جمعیت بیشمار دار الخلافہ مین آیا۔ حسب الحکم بادشاہ قاسم برید کی مدافعت مین مشغول ہوا
قاسم برید کو ایسی شکست دی کہ وہ گولکنڈہ کیطرف فرار ہو گیا دلاور خان حبشی اُسکے تعاقب مین
دوڑا ارادہ کیا کہ اسکی فوج کو درہم برہم کرے۔ اسی اثنا مین کولاس کے اطراف مین دلاور خان
کا ہاتی مست ہو کر سرکشی کرنے لگا۔ فیلبان کے ہاتہ سے رہا ہو کے اکثر سپاہیون کو ہلاک کیا
کسی کے قابو مین نہین آتا تہا۔ اسلئے دلاور خان اپنے ہاتہ مین نیزہ لیکر ہاتی
کے طرف متوجہ ہوا۔ ہاتی نے اُسپر حملہ کیا۔ تمام لشکری فرار ہوئے۔ دلاور خان ہاتی کے
سونڈ مین گرفتار ہو کے ہلاک ہوا۔ یہہ واقعہ سنہ ۸۹۷ ہجری مین واقع ہوا۔ قاسم برید نے
دلاور خان کے واقعہ پر مطلع ہو کے دار السلطنت مین مراجعت کی۔ اور اُسکے تمام
شاہی اسباب پر قابض ہوا۔ اور تکبر کرنے لگا۔ محمود شاہ گہبرایا۔ بمقتضائے وقت حسب دستور
دکن اُسکے عفو گناہ و منصب وکالت کا قول نامہ اُسکے پاس بہیجا۔ قاسم برید مع جمعیت
دار الخلافہ مین آیا۔ مسند وکالت و میر جملگی پر ایسا جما اور ایسا مستقل ہوا کہ سلطان محمود
برائے نام بادشاہ رہا۔ مورخین برید کی سلطنت کی ابتدا اسی سال سے شمار کرتے ہین۔

روز بروز اُسکا استقلال بڑہتا گیا۔

رائے بیجانگر اور بہادر گیلانی کا حملہ قاسم برید کی ترغیب سے بیجاپور پر۔

نظامی کے مولف نے لکہا کہ قاسم برید طرفداران سلطنت بہمنیہ مین یوسف عادل خان کو بلحاظ جرأت وکثرت جمعیت مغل و ترک پنامرد مقابل سمجہتا تہا۔ اور اسکو یہی کہٹکا لگا رہتا تہا۔ کہ بجز عادل خان میری مستقل حکومت وخودمختاری مین مانع ومزاحم نہین ہوگا۔ بناءً علیہ اس بات پر مستعد ہوا کہ عادل خان کی قوت کو کمزور کرنا چاہیے پس رائے بیجانگر کو لکہا کہ فی الحال یوسف عادل خان نے بادشاہ سے بغاوت کرکے اپنے نام کا خطبہ وسکہ جاری کیا ہے اگر آپ مدد کرکے اسکو دفع کرین تمام رائچور ومدکل کا کل تعلقہ آپ کو دیا جائیگا۔ اُسوقت مین راجہ خورد سال تہا مگر اسکا وزیر تیمراج ہوشیار ومختار تہا۔ وزیر تجربہ کار کی توجہ سے بیجانگر کی حالت بہ نسبت سابق درست ہوگئی تہی۔ بدستور قدیم قوت پیدا ہوگئی تہی۔ تیمراج نے حسب تحریک قاسم برید فوج جرار یوسف عادل شاہ کے ملک پر بہیجدی۔ راجہ کا لشکر تاخت وتاراج کے بعد رائچور ومدگل پر متصرف ہوگیا۔ اور بہادر گیلانی حاکم گوا بہی اس زمانہ مین حکمرانی وملک کشائی مین ترقی کررہا تہا بندر دابل وکلہر وچہالہ وکولاپور وبلگوان ومرچ وغیرہ اُسکے قبضہ مین تہے۔ اسکی فوج تخمیناً بارہ ہزار سوار وپیادے بیشمار تہے۔ جزیرہ مہائم جو شاہان گجرات کے قبضہ مین تہا اُسپر بہی قابض ہوگیا تہا۔ جب محمود شاہ بیکرہ گجراتی نے اسکی مدافعت کے لئے کمال خان وصفدر خان کو براہ دریا روانہ کیا تو ان کو شکست دیکر مقید کرلیا۔ اور تمام

اسباب شاہی لوٹ لیا۔ وہ احمد نظام الملک بحری و یوسف عادل خان کو اپنے مقابلہ مین حقیر سمجھتا تہا۔ قاسم برید نے اسکو بہی یوسف عادل خان کے برخلاف ورغلایا۔ بہادر گیلانی ع جیلہ و اشارہ کا منتظر تہا فوراً یوسف عادل خان کے قلعہ جام کہنڈی پر حملہ کیا۔ تہوڑی ہی کوشش و کشش مین قابض ہو گیا۔ اور ارادہ کیا کہ یوسف عادل خان کو بیجاپور سے خارج کرے یوسف عادل خان کو اسقدر طاقت نہین تہی کہ بیجانگر کے راجہ و بہادر گیلانی سے مقابلہ کر سکے اس لئے یوسف عادلخان بہت مضطرب الحال ہوا۔ اور اسکے مصاحبین نے یقین کیا کہ اب یوسف عادلخان کی تباہی کا وقت آگیا ہے حفظ جان کا لحاظ کرنا چاہئے جسطرح ممکن ہو فرار کا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔ یوسف نے متوکلاً علی اللہ مصاحبین کی رائے سے اتفاق نہین کیا۔ ابی حسن تدبیر سے والی بیجانگر کو وہ علاقہ جو ان کے لشکر نے فتح کر لیا تہا اُن کے سپرد کر دیا۔ بیجانگر والے ملک مفتوحہ پر قابض ہو کے اپنے ملک کو واپس ہو گئے۔ اور بہادر گیلانی کو جبر زور شمشیر اپنے ملک سے نکالا لیکن قلعہ جام کہنڈی کو چہوڑ دیا۔ اور اطمینان سے بدستور حکمرانی مین مشغول ہوا۔

ملک احمد نظام الملک کا حملہ ملک اشرف سر لشکر دولت آباد پر

مآثر برہانی کے مولف نے لکہا کہ ملک احمد نظام الملک بحری نے ۸۹۶ہجری مین زیادہ تر جنوبی کی تسخیر کے لئے کوکن پر حملہ کیا۔ دس بارہ مہینے تک محاصرہ کر کے اسکو فتح کر لیا۔ پہر عزم جزم کیا کہ دولت آباد کو بہی قبضہ کرنا چاہئے۔ لیکن اسکا لینا مشکل تہا اسلئے کہ ملک اشرف و ملک وجیہ نے وہان کا انتظام عمدہ طرح سے کیا تہا مخالف کے مدافعت کیلئے جو سامان و آلات جنگ

فراہم کرلئے تھے۔ دولت آباد کے مرہٹہ و رہزنون کا پورا استیصال کر دیا تھا۔ شہر سلطان پور و نذربار مین بگلانہ تک کوئی سرکشی نہین کرتا تھا۔ سب رعایا خوشی و آرام سے زندگی بسر کرتے تھے۔ تمام رعایا خوش اور ملک آباد تھا۔ ملک اشرف و ملک وحید دونون بھائی ملک حسن کے احسانات یاد کرکے احمد نظام الملک سے دوستانہ برتاو رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے احمد نظام الملک نے دندا راجپوری کے فتح کے بعد اپنی بہن بی بی زینب کو ملک وحید سے منسوب کر دی ایک ہی سال مین اُس سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ لیکن جب ملک اشرف نے دیکھا کہ ملک وحید و احمد نظام الملک مین دوستانہ بڑہ گیا ہے ممکن نہین کہ ملک وحید کے بعد یہہ حکومت مجکو ملے اسلئے اُس نے اپنے بھائی کو ملازمین کے توسل سے قتل کرا یا۔ اور اُسکے بعد نظام الملک کے ہمشیرزادے کو زہر دیدیا۔ پس اسکو احمد نظام الملک سے انتقام کا اندیشہ ہوا تو احتیاطاً اُس نے حکام خاندیس و برار سے دوستی پیدا کرلی۔ اور محمود شاہ بیکرہ گجراتی کے پاس تحائف و عرائض بھیجے۔ جب بی بی زینب جنیر مین اپنے بھائی کے پاس آئی اور اس نے اپنے شوہر مقتول کے انتقام کے لئے شور و غل مچائی۔ تو احمد نظام الملک فوج ہمراہ لیکر دولت آباد مین آیا اور حملہ کی تیاری کی اور قصبہ ٹیکا پور کے قریب باغ نظام مین فرد کش ہوا۔ یہہ واقعہ ۸۹۹ھ ہجری مین واقع ہوا ہے۔

یوسف عادل خان کا حملہ قاسم برید پر

فرشتہ و نظامی کے مولفین نے لکہا کہ جب یوسف عادل خان نے بہادر گیلانی کے معاملہ سے فراغت حاصل ہونیکے بعد قاسم برید سے انتقام لینے کی فکر کی تو جمعیت

آٹھہ ہزار سوار مغل و ترک بیدر کے طرف روانہ ہوا۔ قاسم برید نے بہی مدافعت و مقابلہ کی تیاری
کی۔ اور احمد نظام الملک کے پاس تاج الدین و کہنی اور ریو داس پنڈت کو بہیجکر امداد
و کمک طلب کی اور لکہا کہ اگر آپ اسوقت یوسف عادل خان کی مدافعت مین میری
مدد کرینگے تو مین آپکا ممنون منت و مرہون احسان ہونگا۔ اور دولت آباد کے محاصرہ مین
آپکو کامل مدد دونگا۔ نظام الملک خواجہ جہان حاکم پرینڈا کو ہمراہ لیکر قاسم برید کی مدد
کے لئے روانہ ہوا۔ اور دولت آباد کے ارادہ کو فسخ کیا۔ بیدر سے پانچ کوس کے فاصلہ پر
فریقین کا مقابلہ ہوا۔ قاسم برید اس معرکہ مین محمود شاہ کو ہمراہ لایا تہا۔ قلب مین
بادشاہ اور میمنہ پر احمد نظام الملک اور میسرہ پر خواجہ جہان اور اسکا بہائی ثابت قدمی
کے ساتہہ جنگ و جدال کی داد دیرہے تہے۔ اور امیر برید بن قاسم برید ایک ہزار سوار
ہمراہ لیکر مدد کیلئے مستعد کہڑا تہا۔ یوسف عادل خان کی صف بندی بہی اسطرح تہی کہ
میمنہ پر دریا خان۔ اور میسرہ پر فخر الملک ترک اور غضنفر بیگ برادر رضاعی یوسف عادلخان
ایک ہزار مغل تیر انداز لئے ہوئے امداد کیلئے الگ کہڑا ہوا تہا۔ باہم جنگ شروع ہوا۔
یوسف عادلخان و دریا خان نے مخالف کو شکست دی مگر نظام الملک بحری نے یوسف عادلخان
کے میسرہ کو بہت نقصان پہونچایا فخر الملک خانجہان زخمی ہوکے فرار ہوگیا۔ یوسف عادلخان
نے چاہا کہ نظام الملک سے مقابلہ کرے لیکن غضنفر بیگ نے منع کیا کہ ہمارا مقصود قاسم برید کو
شکست دینا تہا وہ مقصود حاصل ہوگیا۔ اب لڑنا بیفائدہ ہے۔ پہر یوسف عادل خان اور
نظام الملک مین باہم پیغام و سلام ہوئے اور دونون اپنے اپنے ملکون کو لوٹ گئے۔ علی بارید کے

مولف نے لکھا کہ یہہ لڑائی ملدرک کے اطراف مین ہوئی تہی اور احمد نظام الملک لڑائی مین موجود نہین تہا۔ بلکہ خواجہ جہان اس کے طرف سے امداد کے لئے آیا تہا۔ قاسم برید کو فتح ہوئی اور یوسف عادل خان کو شکست۔ آخر یوسف عادل خان نے احمد نظام الملک وبہادر گیلانی سے صلح کرلی تہی۔ انتہی کلامہ

محمود شاہ والی گجرات کا محمود شاہ بہمنی کو بہادر گیلانی کی شکایت لکہنا

فرشتہ نے لکہا کہ ۸۹۹ھ ہجری مین سلطان محمود شاہ گجراتی نے سید ہاشم تبریزی کو سفارۃً محمود شاہ بہمنی کی خدمت مین مع ایک خط بہیجا۔ اور خط کا مضمون یہہ تہا کہ بہادر گیلانی نے جو آپکے امرا کے طبقہ مین ہے اور دریا کے کنارہ کو تفرقہ مین رکہتا ہے۔ سوداگران گجرات کے جو بیس جہاز مال و اسباب سے بہرے ہوئے لوٹ لیا۔ اور یاقوت خان حبشی کو مع دوسو جہاز جزیرہ مہایم بہیجا۔ اور تمام جزیرہ کو تاخت و تاراج سے ویران و برباد کیا۔ اور رعایا کو بہت ستایا۔ اور اب چاہتا ہے کہ دریا کے رستہ سے بندر سورت پر جو ہمارے قبضہ مین ہے حملہ کرے۔ اگر مین لشکر گجرات کو اسکی سرکوبی و گوشمالی کے لئے خشکی کے رستہ سے بہیجتا ہون تو آپکا ملک راستہ مین ہے لشکر گجرات کے گذرنے سے ملک دکن مین خرابی و پائمالی واقع ہوگی۔ بجز خرابی بہادر تک پہنچنا ممکن نہین ہے۔ اور اگر دریا کے رستہ سے بہیجون تو فوج جرار کا بہیجنا دشوار ہے۔ انسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسکی مدافعت مین کوشش کرین۔ اگر آپ اسکی مدافعت نکرسکین تو مجکو مطلع فرمائیے کہ مین کسی اپنے معتمد سپہ سالار کو بہیجکر اسکو نیست و نابود کرون۔ سلطان محمود شاہ بہمنی سلطان گجراتی کے پیغام سے بہت رنجیدہ ہوا۔ اور جوش غضب سے قاسم برید کو ہمراہ لیکر بہادر گیلانی کی

بمدافعت کیلئے فوج کشی کی۔ اور طرفداران دکن سے استمداد کی۔ یوسف عادل خان نے بسرکردگی کمال خان دکنی پانچ ہزار سوار بہیجدئے۔ اور ملک احمد نظام الملک نے بہی بسرکردگی مبانو خان بن خواجہ جہان ترک پانچ ہزار سوار روانہ کئے۔ اور اسیطرح فتح اللہ عماد الملک نے بہی ایک سردار کے ساتہہ تہوڑے لشکر کے ساتہہ کمک کی۔ سلطان محمود شاہ بہمنی نے بہادر گیلانی کے نام سے ایک فرمان بہیجا۔ اور اسمین لکہا کہ کمال خان و صفدر خان امرائے گجرات کو مع مال و اسباب ہمارے پاس بہیجدو۔ جب بہادر گیلانی کو معلوم ہوا کہ بادشاہ کا خدمتگار فرمان لئے ہوے آتا ہے تو راہداروں کو حکم دیا کہ اُسکو قصبۂ مرج سے آگے بڑہنے ندین۔

محمود شاہ بہمنی کا بہادر گیلانی پر فوج کشی کر کے اُسے قتل کرنا

جب محمود شاہ بہمنی کو بہادر کی سرکشی معلوم ہوئی۔ اور لشکر کمک بہی جمع ہو گیا۔ تو فوراً بادشاہ اسکی مدافعت کیلئے روانہ ہوا منازل طی کرتے ہوئے قلعہ جام کہنڈی مین پہنچا اور قلعہ کی فتح کے لئے قطب الملک دکنی طرفدار تلنگ کو مامور فرمایا۔ قطب الملک نے حسب الحکم قلعہ کا محاصرہ کیا۔ بہادر گیلانی کے سپاہ جو قلعہ مین تہے برج پر چڑہکے مقابلہ کرنے لگے۔ یکایک محصورین قلعہ کا ایک تیر قطب الملک دکنی کے سینہ پر لگا کارگر ہوا۔ اُسیوقت فوت ہو گیا محمود شاہ نے مقتول کا تابوت نہایت توقیر کے ساتہہ دار السلطنت بیدر بہیجدیا۔ اور سلطان قلی خواص خان ہمدانی کو قطب الملک خطاب دیکر قصبۂ کوتگیر و درکی وغیرہ پرگنات تلنگانہ سے جاگیر مین عطا کئے۔ چند روز کے محاصرہ مین اہل قلعہ نے بوعدہ امان قلعہ محمود شاہ بہمنی کے حوالہ کر دیا۔ بادشاہ نے قلعہ یوسف عادل شاہ کے سرد ہو کمال خان کے سپرد کیا اور قلعہ منگلبیڑہ فتح

متوجہ ہوا۔ بہادر گیلانی قلعہ مین سکونت پذیر تہا۔ ابہی بادشاہی لشکر قلعہ مین نہین پہنچا تہا
کہ بہادر وہان سے فرار ہو گیا۔ بادشاہ نے اس قلعہ کو تین روز مین فتح کر لیا۔ مگر یہان کے
اکثر محصورین بہاگ کے قلعہ مرچ مین قیام پذیر ہو گئے تہے۔ محمود شاہ قلعہ مرچ مین پہنچا
قلعہ والے باہر نکل آئے لڑائی خوب لڑ کے قلعہ مین داخل ہو گئے۔ قاسم برید نے قلعہ کا محاصرہ
کیا۔ اور یہہ صلاح قرار داد ہوئی۔ کہ نقب لگا کر قلعہ کا پانی خندق مین سے آئین تاکہ اہل قلعہ
قلت پانی سے تنگ و عاجز ہو جائین۔ اور قلعہ کے برجون کے مقابلہ مین باہر بہی برج
قائم کرین۔ تاکہ اہل قلعہ پر تیر برسائین قلعدارون نے بشرط امان قلعہ دیدیا۔ بادشاہ بہمنی نے
اہل قلعہ کو حسب وعدہ امان دیا۔ اور قاسم برید نے سپاہ مغل و ترک کے گہوڑے اور ہتیار چہین لئے۔ اور بادشاہ
کے طرف سے حکم سنایا جو شخص نوکری کرے اسکو حسب حیثیت تنخواہ جاگیر عطا کیجائیگی۔ اور جو
شخص بہادر کے پاس جائے اسکو جانے کی اجازت دو۔ بہادر کے سپاہی بادشاہی حکم سنکے بولے
کہ ہم کس منہ سے بہادر کے پاس جائین قلعہ و ہتیار و گہوڑے آپکو دیدئے اس جانے سے ہمارا مرنا
بہتر ہے ہمین آپ قتل کرائے۔ سلطان محمود شاہ بہمنی کو انکا اخلاص بہت پسند آیا
حکم دیا کہ تمام کو گہوڑے و ہتیار دیکے بہادر گیلانی کے پاس روانہ کرین پہر بادشاہ بہمنی مرچ سے مع
جمعیت بیادہ مین گیا۔ اُسوقت مین بہادر گیلانی کے دوستون نے جو محمود شاہ کے لشکر مین
تہے بہادر کو لکہا کہ بادشاہ تجہپر مہربان ہے۔ اگر تو پیشکش بہیجکے معذرت کریگا تو بادشاہ یہ ملک
تجہہی کو دیکر مراجعت کریگا۔ ابتدا مین نصیحت پر عمل کیا۔ خواجہ نعمت اللہ کو بادشاہ کی
خدمت مین بہیجا و عذر خواہی کی حسن اتفاق سے جس روز کہ نعمت اللہ وہان پہنچا اُسیدن

ستائیسوین رجب سنہ مذکور مین بادشاہ کو فرزند سعادتمند پیدا ہوا اُسکا نام احمد کہا گیا
بادشاہ نے میلاد فرزند کی بہت خوشی منائی۔ اور ولادت کو خواجہ نعمت اللہ کے قدوم
میمنت لزوم سے منسوب کیا۔ اور اس بہانہ سے بہادر گیلانی کا قصور معاف کیا۔ خواجہ نعمت اللہ
نے بہادر کو لکھا کہ جلد چلے آؤ۔ بادشاہ نے آپ کی درخواست منظور کرلی ہے۔ بادشاہ بہمنی و
قاسم برید کو یہہ منظور نہین تہا کہ بہادر کو تباہ کرین کیونکہ وہ جانتے تہے کہ بہادر کے تباہ
کرنے مین ہمکو کچہہ فائدہ نہوگا۔ اور ہمارے نئے عہدے دار مقرر کئے ہوئے اس ملک کو
جو دار الخلافہ سے فاصلہ پر ہے احمد نظام الملک یوسف عادل خان جیسے زبردست
ہمسایون سے نہین بچا سکتے۔ مگر بہادر نادان بادشاہ کی معافی کو کمزوری پر محمول کرکے
بادشاہ کے پاس نہین آیا۔ اسلئے محمود شاہ مقام باوہ سے کلہر گیا۔ یہان بہادر گیلانی نے
ایک قلعہ سنگین بنایا تہا۔ محمود شاہ اس قلعہ پر بہی قابض ہوگیا۔ جب ملا شمس الدین
طارمی نے جو بہادر کے طرف سے بندر دابل کا حاکم تہا۔ سُنا کہ بادشاہ بہمنی بہادر کے قلعون و
شہرون پر قابض ہو رہا ہے تو محمود شاہ کی خدمت مین حاضر ہوگیا۔ اب بہادر کی دلیری سے
بیدلی ہوا۔ اور قلعہ پنالہ مین پناہ لینے گیا۔ محمود شاہ نے خیال کیا کہ قلعہ پنالہ کی کشائش
مین دیر ہوگی بناءً علیہ کہولا پور کے طرف متوجہ ہوا۔ کہ وہان سے بندر دابل کی سیر کرے
بہادر نے پنالہ کو چہوڑ دیا اور کہولا پور مین آیا کہ بادشاہ کو روکے لیکن خوف زدہ ہوکے
فرار ہوگیا۔ اُسوقت ہمراہیون نے اسکی حالت دیکہکر اسکی رفاقت ترک کی۔ فراریون
مین سے چند آدمی بادشاہ کے ملازم ہوگئے۔ اور بعض یوسف عادل خان کے پاس چلے گئے۔

پھر بادشاہ بھمنی نے قاسم برید و خواجہ جہان دکنی حاکم پرینڈہ اور عین الملک مینا خان
سرلشکر نظام الملک کو قلعہ پنالہ کے ضبط کرنے کیلئے بھیجا تاکہ وہ پھر پنالہ مین نہ پہنچے۔ بارش
شروع ہونیکی وجہ سے کھولاپور مین سکونت پذیر ہوا۔ اب بہادر کی کمر توٹ گئی۔
عاجز و لاچار ہوگیا۔ پھر خواجہ نعمت اللہ تبریزی اور خواجہ مجدالدین کو مع عرضداشت
بھیجا کہ اگر قولنامہ بمہر خاص و بدستخط قاسم برید بھیجے تو مین خدمت اقدس مین حاضر ہوتا ہون
واقع مین محمود شاہ و قاسم برید کو ملک گیری مقصود نہین تھی فوراً قولنامہ بھیجا۔ اور زیادہ
اطمینان کے لئے خواجہ کے ہمراہ مشرف العمل صدر جہان و زین الدین حسن قاضی کو بھی روانہ کیا
ہمراہان بزرگ ایک نالہ پر ٹھیر گئے۔ خواجہ نعمت اللہ نے جاکر بہادر سے سب کیفیت بیان کی
مگر اُسکی رائے راہ راست سے منحرف ہوگئی۔ اور قطب الملک و قدم خان نے اسکو سمجھایا مگر اس نے
انکی تعظیم و تکریم مین کوتاہی نہین کی مگر انکی نصیحت نہین سُنی۔ صدر جہان اور قاضی نے بھی
اُسکو سمجھایا مگر اسکو قاسم برید سے زیادہ خوف تھا۔ خوف کے سبب دربار مین نہین آیا۔ بلکہ
کہلا بھیجا اگر بادشاہ مرچ کو چلا جائے اور خواجہ پنالہ سے برخاست کرے تو مین حاضر ہوتا ہون
محمود شاہ نے اسکی دورنگی حالت دیکھہ کے خواجہ جہان کو اسکی تنبیہ کیلئے مقرر کیا۔ اور
قطب الملک کو پنالہ کی طرف بھیجا تاکہ بہادر وہان داخل نہ ہوئے۔ پس بہادر دو ہزار سوار
و دو ہزار پیادے اور آلات حرب و ضرب جمع کرکے خواجہ کا مقابل ہوا نہایت سخت لڑائی
ہوئی۔ عین معرکہ جنگ مین ایک تیر بہادر کے پہلو پر لگا اور وہ فوراً مرگیا۔ زین خان
یا مینا خان نے اسکو نیزہ مارکر زین سے گرایا اور خواجہ نے اسکا سر تن سے جدا کرکے

کاٹ ڈالا اور بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے خواجہ پر بڑی عنایت کی اور اسکے صلہ مین خلعت خاصہ وغیرہ وکمر مرصع واسپ تازی اور ایک ہاتہی دیکر اسکے خطاب مین لفظ مخدوم کا زیادہ کردیا۔ پہر بادشاہ پنالہ مین آیا اور ملک الیاس المخاطب عین الملک کنعانی کو بندر گوا اسلیئے بہیجا کہ ملک سعید بہادر کے بہائی کو تسلی و دلاسا دیکے بہادر کے تمام مال واسباب شاہی کیساتہہ بادشاہ کی خدمت مین لائے اب محمود شاہ نے بہادر گیلانی کی تمام جاگیرات کو عین الملک کنعانی کے تفویض کیا۔ اور حکومت بہی اسیکے حوالہ کی اور خود بادشاہ مع قاسم برید بندر دابل گیا۔ اور دریا کی سیر کرکے دارالسلطنت مراجعت کی۔

مراجعت محمود شاہ بہ بیدر براہ بیجاپور اور گجراتی سفیرون کی رخصت

جب محمود شاہ ثانی بہادر گیلانی کے معرکہ سے فیروزی کامیابی کے ساتہہ فارغ ہوا تب دارالسلطنت بیدر کیطرف مراجعت کا ارادہ کیا۔ مع جمعیت و اسباب شاہی قلعہ پنالہ و دابل سے روانہ ہوا۔ جب راستہ مین بیجاپور کے قریب پہنچا تو یوسف عادل خان نے غضنفر آغا کو مع دیگر امرائے دولت بادشاہ کی خدمت مین بہیجا۔ اور بیجاپور مین تشریف آوری کی درخواست کی۔ بادشاہ نے عادل خان کی درخواست خوشی سے منظور کی۔ قاسم برید کے مشورے و صلاح سے لشکر کو بیدر روانہ کردیا۔ اور آپ چند مصاحبین خاصہ خیل کے ساتہہ بیجاپور مین آیا یوسف عادلخان نے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتہہ استقبال کیا۔ اور بادشاہ کو قلعہ ارک مین اتارا اور رہائش کا محل خاص بادشاہ کے لئے مقرر کیا جسکا نام گگن محل تہا۔ بادشاہ کی دعوت شاہانہ نہایت عظمت و شان سے کی اور بیشمار تحائف نفائس پیش کئے۔ اور بقول فرشتہ بادشاہ بہمنی کو

ا۔ بقول تاریخ بیجاپور ۱۲

خواجہ محمود گاوان کے کالا باغ مین اعزاز واکرام سے اوتارا۔ محمود شاہ نے تحائف سے صرف ایک ہاتی انتخاب کرلیا۔ اور باقی تحائف واپس کرکے خفیہ پیغام بہیجا کہ اگر مین یہہ تحائف لیجاؤنگا تو قاسم برید اپنے تصرف مین لائیگا۔ بنائے علیہ آپ ماتتا اپنے پاس کہین۔ اور مجہکو قاسم برید کے ہاتہہ سے رہا کیجئے۔ بعدازان میرے پاس روانہ کرنا۔ یوسف عادل خان نے جواب مین کہلا بہیجا کہ یہہ کام بغیر کمک احمد نظام الملک و فتح اللہ عماد الملک ممکن نہین ہے۔ آپ دارالخلافہ تشریف لیجائیے مین دونون کو متفق کرکے اسکا بندوبست کرونگا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور عادلشاہ نے خفیہ محمود شاہ کو پانچ ہزار ہون نذرانہ دئیے۔ قطب الملک ہمدانی و قاسم برید کو بہی تحائف دیکے رخصت کیا۔ پس محمود شاہ بہمنی دو ہفتہ کے بعد بیدر مین پہنچا۔ اور قاسم برید کی صلاح سے محمود شاہ گجراتی کے سفیرون کو عربی گہوڑے اور زرنقد مرحمت کرکے رخصت کیا اور گجراتی کے لئے پانچ من موتی بوزن دہلوی و پانچ ہاتی و ایک خنجر مرصع برسم سوغات بہیجا اور کمال خان وغیرہ ملازمین گجراتی کو جو بہادر کے قید خانہ مین تہے مع بیس جہازات غارت کردہ بہادر روانہ کیا۔

دستور دینار کی سرکشی اور اُسکا انجام

فرشتہ نے لکہا کہ دستور دینار خواجہ سرا حبشی مدت سے حسن آباد گلبرگہ کا سرلشکر تہا۔ دریائے بہیورہ و تلنگانہ کے درمیان گلبرگہ و ساغر و اندگیر و الند۔ و گنجوٹی وغیرہ پرگنات پر حکمرانی کرتا تہا۔ اور ان تمام علاقون پر قابض و متصرف تہا۔ اور قطب الملک کی طرفدار ورنگل کے فوت ہونیکے بعد ملک تلنگانہ بہی اسکے سپرد کیا گیا تہا۔ اب دستور دینار کی قوت

و قدرت بہت ہی بڑہ گئی بنجیانا باطل مدعی سلطنت ہوا۔ مگر محمود شاہ نے سلطان قلی مخاطب خواص کو کوکن سے آتے ہی سنہ ۹۰۱ ہجری مین تلنگانہ کا طرفدار کیا۔ اور گولکنڈہ و ورنگل کو جاگیر مین عطا فرمایا۔ اب دستوردینار کے پاس صرف گلبرگہ ہی رہا۔ چونکہ بہادر کی بغاوت کے وقت اکثر منصبدار اُسکے ساتہہ ہوگئے تہے۔ اور اہل مناصب کی مدد سے اُسکی قدرت بہت بڑہ گئی تہی۔ اسلئے بادشاہ کی خدمت مین یہہ مقدمہ پیش ہوا کہ اہل مناصب کیوجہ سے امرائے دولت بغاوت پر مستعد ہوجاتے ہین۔ بناءً علیہ قاسم بریدنے دستوردینار کی قوت گہٹانے کیلئے گلبرگہ کے تمام اہل مناصب کو دستوردینار سے علیحدہ کرکے شاہی خاصہ خیل مین شریک کردیا۔ اُس زمانہ سے کبہی اہل مناصب امرا کے طبقہ مین داخل نہین کئے گئے۔ شاہی لشکر مین سلحدارون کیطرح رہتے تہے جو اہل مناصب سلحدارون مین شامل ہوتے تہے وہ بستی سے پانصدی تک کے تہے۔ اُنکو سرگروہ و حوالدار بہی کہتے تہے۔ باقی پانصدی سے زائد امرا مین شمار کئے جاتے تہے۔ فرشتہ نے لکہا کہ سید اشرف کہ مرد دیرینہ تہا مدت تک محمود شاہ بہمنی کی خدمت مین رہا ہوا تہا مین نے اسکی زبانی سنا کہ سلطنت بہمنیہ مین بستی سے پانصدی تک کو منصبدار کہتے تہے اور پانصدی سے زائد کو امرا مین سمجہتے تہے۔ انتہی کلامہ۔

فرشتہ کے روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ بہمنیہ سلطنت مین اہل مناصب کا درجہ بستی سے شروع ہوتا تہا۔ اُسکا انتہا ڈہائی ہزار تک تہا۔ بعض کا قول کہ صدی سے شروع ہوتا تہا انتہا دو ہزار تک الخ۔ فرشتہ کی روایت سے رد ہوتا ہے۔ علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کے زمانہ سے محمود شاہ ثانی کے زمانہ تک کل اہل مناصب امرا کے زمرہ مین شریک ہوتے تہے۔ بستی سے لیکر

منقول ہ مولف ۱۲

رہائی ہزار تک امیر کہلاتے تہے۔ محمود شاہ کے عہد مین پانصدی سے زائد کو امیر کہتے تہے اسی سے
کم منصبدار کو سرگروہ یا حوالدار اطلاق کرتے تہے۔ غرض دستور دینار کو گلبرگہ سے اہل صوبہ مناکو
ہٹانا نہایت ہی ناگوار معلوم ہوا۔ عزیز الملک دکنی کے اتفاق سے بغاوت کا علم بلند کیا
ساتہہ آٹہہ ہزار حبشی و دکنی سوار و پیادہ فراہم کرکے مستعد جنگ ہوا۔ ماثر برہانی کے موءلف نے
لکہا کہ دستور دینار نے جمعیت جمع کرنیکے بعد ملک احمد کو لکہا کہ یوسف عادل شاہ کی مدد سے
فتح اللہ عماد الملک صاحب خطبہ و سکہ ہوگیا۔ اگر آپ میری مدد کرین تو مین بہی صاحب سکہ
و خطبہ ہو جاؤن گا۔ چونکہ ملک حسن نظام الملک بحری دستور دینار کو اپنا فرزند سمجہتا تہا۔ بناءً علیہ
ملک احمد نے اُسکی اعانت و مدد کرنی منظور کی۔ پہر دستور دینار نے اُن قصبات پر جنکا تعلق
دار الخلافہ سے تہا قبضہ کرلیا۔ اور قاسم برید کے دوستون کو وہان سے نکالدیا۔ اور اپنا خطبہ و سکہ
جاری کیا تمام کلام۔ بادشاہ نے دستور دینار کی سرکشی دیکہہ کے بمشورہُ قاسم برید یوسف عادل شاہ
سے استمداد کی۔ یوسف عادل شاہ اپنی قوت و طاقت پر اعتماد تمام رکہتا تہا۔ اور چاہتا تہا
کہ جسطرح ممکن ہو دستور دینار کے ملک پر قبضہ کیجیے۔ فوراً غضنفر بیگ آغا کو مع دیگر امراے
معتبر روانہ کیا۔ اور بادشاہ کی خدمت مین لکہا کہ مین خود اسوجہ سے حاضر نہین ہوا کہ اگر مین
آتا تو ملک احمد بہی جانب مخالف کی امداد کیلئے آتا اور باہم جنگ و خونریزی کا بازار گرم ہوتا
اسی اثنا مین خبر آئی کہ خواجہ جہان ملک احمد کے حکم سے فوج لیکر دستور دینار کی مدد کیلئے آیا ہے
اور ملک احمد تیاری مین مصروف ہے اسلئے یوسف عادل شاہ بہی غضنفر بیگ کے ساتہہ
شامل ہوگیا۔ اور قاسم برید مع بادشاہ دستور دینار پر حملہ آور ہوا۔ دستور دینار حبشی و عزیز الملک

باتفاق تمام امرائے دکنی و حبشی قصبہ مہندری کے قریب بادشاہ کے مقابل ہوئے بیت

دو لشکر بہم برکشیدند کوس چو شطرنج از عاج و از آبنوس

محمود شاہ نے لڑائی کے وقت یوسف عادل شاہ و فخرالملک دکنی کو میمنہ پر اور قاسم برید اور اُسکے فرزند جہانگیر خان کو میسرہ پر مقرر فرمایا۔ اور قطب الملک ہمدانی کو مدد کیلئے رکھا۔ دستور دینار کے پاس آٹھہ ہزار سوار و پیادہ ذاتی اور امدادی خواجہ جہان کے بارہ ہزار سوار تھے۔ فریقین مین سخت جنگ واقع ہوا۔ محمود شاہ کے میمنہ و میسرہ نے مخالف کے میمنہ و میسرہ کو پراگندہ و منتشر کر دیا۔ لیکن دستور دینار نے قلب لشکر پر حملہ کیا۔ بادشاہی لشکر کو تھوڑا سا نقصان پہنچایا پس ایسی حالت مین یکایک قطب الملک اپنی فوج لیکر آیا۔ اور دستور کی فوج مین کھلبلی مچادی قتل و خونریزی کے بعد باغیون کو شکست ہوئی۔ دستور دینار زندہ گرفتار ہو گیا۔ قاسم برید نے بادشاہ سے اُسکے قتل کا حکم حاصل کیا۔ مگر یوسف عادل شاہ نے دیکھا کہ دستور کے قتل مین قاسم برید کو فائدہ ہوگا۔ اور اس کے ملک پر قابض ہو جائیگا۔ برید کی قوت بڑھ جائیگی۔ تو یوسف عادلشاہ نے بادشاہ سے سفارش کی کہ دستور دینار کا قصور معاف کیا جائے۔ اور ملک بدستور اوسپر بحالی رہے بادشاہ نے معاف کیا۔ ملک بھی بدستور اُسکو عطا کیا۔ اس تدبیر سے دو فائدے ہوئے ایک قاسم برید کی قوت نہین بڑھی۔ اور ملک احمد سے کچھہ تنازع نہین ہوا۔ چونکہ بعض بغات معرکہ سے بھاگ کے قلعہ ساغر مین متمکن و متحصن ہو گئے تھے۔ اسلئے بادشاہ وہان پہنچا۔ اور قلعہ کو محاصرہ کیا۔ بادشاہی سپاہ نے حملہ اول ہی مین اولین قلعہ کو فتح کر لیا محصورین گھبرائے۔ چند روز کے بعد خواہان امن ہوئے۔ بوعدہ امن قلعہ بادشاہ کے حوالے کر دیا

بادشاہ نے قلعہ یوسف عادل خان کے سپرد کیا اور خود مع جمعیت دار الخلافہ کیطرف مراجعت کی

قاسم برید کے قبضہ سے محمود شاہ کی آزادی

فرشتہ و تحفۃ الملوک کے مولفین نے لکہا کہ سنہ ۹۰۲ ہجری مین یوسف نام غلام دکنی و نفرش خان دکنی و میرزا شمس الدین نعمت اللہی وغیرہم نے باہم اتفاق کیا کہ قاسم برید کو قتل کرین تاکہ ہم کو اُسکے ظلم سے نجات ملے اور بادشاہ بہی اُسکے تسلط سے آزادی پائے۔ لیکن یہہ راز واقع ہونے سے اول فاش ہوگیا۔ قاسم برید نے فوراً واقعہ ہونے سے اول میرزا شمس الدین و یوسف غلام وغیرہم نام کو قتل کیا۔ اور اُن شرکا کے قتل مین بہی کوشش کرنے لگا بادشاہ خود اس فتنہ کی آگ کو فرو کرنیکے لئے سوار ہوا۔ اور ترکون سے بہت ہی رنجیدہ ہوا ایک مہینہ تک اُنکا سلام نہین لیا۔ آخر بسفارش شاہ محب اللہ انکا قصور طوعاً و کرہاً معاف کیا۔ اور خود بدستور سابق غفلت و بیخبری کے عالم مین یعنے شراب و کباب و نغمہ چنگ و رباب مین مشغول ہوا۔ اس حالت سے اُسکی شان و شوکت ادنی و اعلی کے قلوب سے جاتی رہی

شاہزادے احمد خان کی خواستگاری یوسف عادل خان کی دختر بی بی ستی سے اور عادلخان کا گلبرگہ پر حملہ کرنا

فرشتہ نے لکہا کہ سنہ ۹۰۳ ہجری مین محمود شاہ نے ارادہ کیا کہ اپنے فرزند احمد چار سالہ کی نسبت یوسف عادلخان کی دختر بی بی ستی سے کرے بناءً علیہ معتمدین کے توسل سے خواستگاری کی۔ یوسف عادلخان نے قبول کیا۔ طرفین کے سفیرون کے توسل سے ایسا قرار داد ہوا کہ شادی کا جشن حسن آباد گلبرگہ مین منعقد کیا جائے اور عقد خوانی کے رسوم ادا کیے جائین

اسی قرارداد کے بعد بادشاہ و یوسف عادل خان گلبرگہ مین آئے۔ اور جشن کی تیاری مین مصروف ہوئے۔ شہر گلبرگہ آرائش سے سجایا گیا۔ قطب الملک گولکنڈہ سے اور قاسم برید اودسہ سے اور فخر الملک پرینڈہ سے آئے اور جشن مین شریک ہوئے۔ مولوی عبد السمیع قاضی عسکر نے نکاح پڑہا اور یہہ قرارداد ہوا کہ جب لڑکی دس برس کی ہوجاے تو شاہزادہ کے پاس بہیجدی جائے۔ اس تقریب سے محمود شاہ کی غرض یہہ تہی کہ مجکو یوسف خان کی اعانت سے قاسم برید کے شکنجہ سے آزادی ملے اور یوسف عادل خان کا مقصود یہہ تہا کہ گلبرگہ و الند و گنجوٹی و کلیان ہاتہہ آجائے۔ اور میری اور بادشاہ کی ولایت مین فاصلہ رہے۔ اور دستور دینار کا ارادہ یہہ تہا کہ کنارہ بہنورہ ندی تک عادل خان کا قبضہ رہے۔ اور حسن آباد گلبرگہ و انگیر تا حد تلنگانہ میرے قبضہ مین رہے چنانچہ یوسف عادل خان نے محمود شاہ سے کہا کہ اگر آپ قاسم برید سے خلاصی چاہتے ہین تو گلبرگہ مجھے عطا کیجئے۔ مین یہان اپنی فوج رکہونگا۔ موقع کیوقت جلد دار الخلافہ مین پہنچکے قاسم برید کا کام تمام کرونگا۔ محمود شاہ نے کہا بہت اچہا۔ یوسف عادل شاہ نے دستور دینار سے گلبرگہ وغیرہ کی بابت تنازع شروع کردیا۔ باہم زدوکوب کی نوبت پہنچی۔ دستور دینار قاسم برید کے پاس پناہ پذیر ہوا۔ قاسم برید و یوسف عادل شاہ مین عداوت پیدا ہوی۔ اور قطب الملک ہمدانی ہم مذہب ہونیکی وجہ سے یوسف عادل شاہ کا طرفدار ہوگیا۔ قاسم برید گہبرایا بامر لاچاری خواجہ جہان و دستور دینار الند روانہ ہوے۔ یوسف عادل خان و ملک قطب الملک و ملک الیاس عین الملک جشن شادی کو موقوف کرکے اونکے تعاقب مین گئے۔ اور بادشاہ کو بہی ہمراہ لئے بزم کو رزم سے بدلائے۔ گنجوٹی کے میدان مین سخت لڑائی ہوئی۔ مگر الیاس عین الملک

مقتول ہوا۔ اور یوسف عادل شاہ کو کامیابی حاصل ہوئی۔ قاسم برید وغیرہ شکست کہا کے فرار ہوگئے۔ بادشاہ نے عادل شاہ کی سفارش سے میان محمد بن ملک الیاس کو اسکی جگہہ حاکم گوا مقرر کردیا۔ اور اسکو باپ کا عین الملک خطاب بہی دیا۔ اب یوسف عادل شاہ کا رتبہ زیادہ ہوگیا۔ بادشاہ کے نزدیک اُسکی عظمت اُس درجہ پہنچ گئی کہ بادشاہ اُسکے سامنے تخت پر نہین بیٹہتا تہا پہر بادشاہ و عادل شاہ اپنے اپنے مستقر حکومت کو روانہ ہوئے۔ اور یوسف عادل شاہ نے قاسم برید کی سرکوبی آیندہ سال پر رکہی۔ قاسم برید موقع پاکے بادشاہ کی خدمت مین آیا اور عذر خواہ ہوا۔ اور بدستور سابق خدمت وکالت پر مقرر ہوگیا۔ اُسوقت بادشاہ کو ایسا مجبور کیا کہ وہ قاسم برید کے بغیر اجازت پانی بہی نہین پی سکتا تہا۔

یوسف عادل شاہ کی چڑہائی دستور دینار پر

فرشتہ و تحفۃ الملوک کے مولفین نے لکہا ۹۰۲ سنہ ہجری مین یوسف عادل شاہ نے دستور دینار پر حملہ کیا۔ دستور دینار مقابلہ کی تاب نہ لاکے قاسم برید کی تجویز و صلاح سے ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس چلا گیا۔ ملک احمد اُسکی مدد کیلئے مستعد ہوکے مع فوج جرار برق و باد کی طرح یوسف عادل شاہ پر حملہ آور ہوا۔ عادل شاہ مقابلہ نہین کرسکا بامجبوری دارالسلطنت بیدر مین بہاگ کے آیا۔ محمود شاہ نے ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بذریعہ سفیر کہلا بہیجا کہ آپ یوسف عادل شاہ کے ملک مین دست اندازی کرین۔ اس لئے ملک احمد نے بادشاہی ادب کا لحاظ کرکے یوسف عادل شاہ کے ملک سے کنارہ کشی کی۔ اور بادشاہ کی خدمت مین ایک عرضداشت بہیجی اسکا مضمون یہہ تہا کہ دستور دینار مقطع احسن آباد

گلبرگہ ہے اور خاندان بہمنیہ کا غلام دیرینہ و نمک خوار ہے۔ یوسف عادل شاہ ہمیشہ اُسکے ساتھہ منازعت کرتا ہے اگر بادشاہ یوسف عادل شاہ کو فرمائے کہ اس قدیم نمک خوار کو نہ ستائے۔ اور فتنہ و فساد کا بازار گرم نکرے تو عین بندہ نوازی و ذرہ پروری ہوگی۔ پس بادشاہ نے یوسف عادل شاہ کو حملہ کرنے سے باز رکھا۔ عادل شاہ حسب الحکم بادشاہ اُسوقت حملہ سے دست بردار ہوا۔

قاسم برید کی وفات اور یوسف عادلشاہ کا گلبرگہ وغیرہ کو فتح کرنا

قاسم برید سنہ ۹۱۰ ہجری مین فوت ہوا امیر برید اسکا فرزند باپ کا جانشین ہوا۔ اس نے محمود شاہ کو اپنے باپ سے بہی زیادہ تنگ و عاجز کیا خود مہمات سلطنت کو انجام دیتا تہا۔ بادشاہ کو ملکی معاملات سے مطلقاً بیدخل رکہا تہا۔ اور یوسف عادل شاہ نے اگرچہ بادشاہ کے حکم سے بظاہر دستور دینار سے مخاصمت ترک کردی تہی۔ لیکن باطناً موقع کا منتظر تہا کہ دستور دینار کے ملک کو مسخر کرے فرشتہ نے لکہا کہ یوسف عادل شاہ نے اگرچہ بادشاہ کے حکم سے ظاہراً دستور دینار کی مخاصمت ترک کردی تہی لیکن باطناً موقع کا منتظر تہا کہ دستور دینار کے ملک پر قبضہ کرے۔ اسی خیال و انتظار مین دو چار سال گذر گئے۔ جب سنہ ۹۱۰ ہجری مین قاسم برید نے اس دار فانی سے ملک جاودانی کے طرف رحلت کی۔ اور ملک احمد نظام الملک اپنے ملکی انتظامات مین مصروف ہوا۔ یہی دونون دستور دینار کے مددگار تہے۔ پس یوسف عادل شاہ نے دیکہا کہ یہہ موقع مغتنمات سے ہے فوراً میان محمد خلف اکبر عین الملک کو گوا سے بلایا۔ وہ مع جمعیت چہہ ہزار سوار آیا۔ عادل شاہ نے اُسکو ہمراہ لیکر گلبرگہ پر حملہ کیا۔ دستور دینار بہی مقابلہ کے لئے قائم ہوا۔ اور امیر برید سے امداد کی درخواست کی کہ آپ اپنے والد مرحوم کی طرح میری مدد کیجیے

نہین تو آج عادل شاہ میرا ملک مسخر کرتا ہے۔ اسیطرح کل آپکا بہی ملک چہین لیگا۔ امیر برید فوراً اُسکی مدد کیلئے آیا۔ اور خواجہ جہان حاکم پرینڈہ مع اپنے بہائی زین خان اعانت کیلئے پانچ ہزار سوار لایا۔ فریقین چار پانچ کوس کے فاصلہ پر فروکش رہے۔ یوسف عادل شاہ نے اولاً غضنفر بیگ کو دو ہزار تیر انداز و دو ہزار نیزہ باز کے ساتہہ بہیجا۔ غضنفر بیگ نے دستور دینار کو اطاعت و فرمان برداری کی نصیحت کی۔ لیکن اُسکی نصیحت کارگر نہین ہوئی۔ جواب خلاف پایا فریقین مین جنگ شروع ہوا۔ جنگ کا ابتدا جانبین کے ہراولون سے ہو رہا تہا۔ کہ آخر مین یوسف عادل شاہ و دستور دینار آگئے۔ عادلشاہی کے میمنہ پر غضنفر بیگ اور میسرہ پر حیدر بیگ تہا۔ اور میرزا جہانگیر قمی مقدمۃ الجیش تہا۔ دستور دینار کی صف بندی ہندوستانیون کی طرح ہوی۔ اور اُنکے اطراف مین توپ و تفنگ و بان و ضربزن کے چہکڑے لگائے گئے تہے۔ طرفین سے میدان جنگ خوب گرم ہوا۔ جانبین کے بہادرون نے بہادری و دلاوری کی خوب داد دی۔ آخر دستور دینار مارا گیا۔ اور عادلشاہی امراسے غضنفر بیگ بہی مقتول ہو گیا۔ دستور کے قتل ہوتے ہی اُسکی فوج مین کہلبلی پڑی۔ یوسف عادل شاہ کو کامیابی و فیروزی حاصل ہوئی۔ دستور کا تمام ملک یوسف کے قبضے مین آگیا۔ اور یوسف عادلشاہ کی قوت و قدرت بہت بڑہ گئی۔

یوسف عادل شاہ کا مذہب شیعہ کو جاری کرنا

یوسف عادل شاہ سنیون کی اولاد سے تہا۔ ابتدا مین سنت جماعت کے طریقہ پر قائم تہا۔ بعض مورخین[۱] نے لکہا کہ ترکی الاصل سنی المذہب تہا۔ اور اسکے اکثر امرا سنی حنفی المذہب تہے

[۱] مولف تاریخ طاہری ۱۲

مگر یہ امرائے حنفی المذہب فا عنہ یا ترکمہ تھے۔ اور امرا کے طبقہ مین عجمی علما وفضلا بھی جمع ہوگئے تھے۔ علمائے عجمی تقیۃً سنیون کے ساتھہ شیر وشکر کی طرح ملے ہوئے ہتے تہے۔ عجب نہین کہ علمائے عجمی کی صحبت کی وجہ سے ترک مذہب کیا ہوگا۔ جب تک سنیونکا زور شور تہا۔ بظاہر کوئی شیعہ اپنے مذہب کا اظہار نہین کرسکتا تھا۔ تمام عالم سکوت وگمنامی مین ہتے تھے جب سلاطین بہمنیہ کی سلطنت مین تنزل وضعف شروع ہوا۔ اور امرائے غربا کی قوت وقدرت بڑہ گئی۔ اور امرا غرض نفسانی کی وجہ سے خودمختار بادشاہ بننے کی کوشش کرنے لگے چنانچہ ۹۰۸ ہجری مین یوسف عادل شاہ نے امرائے شیعہ مذہب کے مشورے سے چاہا کہ شیعہ مذہب کو علانیہ طور سے رائج کرے۔ ارباب مشورہ نے عادل شاہ سے کہا کہ ابھی علانیہ رواج کا موقع نہین ہے اسلئے ابھی آپ خودمختار بادشاہ بنے ہین۔ اور اصل وارث ملک محمود شاہ بہمنی زندہ موجود ہے۔ اور دیگر صوبے مثلاً ملک احمد نظام الملک بحری وفتح اللہ عماد الملک وقاسم برید اور دیگر امرا وارکان دولت سنی ہین۔ اور آپکی فوج مین بھی اکثر سردار سنی حنفی المذہب ہین ایسا نہو کہ کوئی فتنہ برپا ہو جائے۔ جسکا تدارک نہایت ہی مشکل ہو جائے۔ اسوقت یوسف عادل شاہ نے خیرخواہون کی رائے سے اتفاق کرکے شیعہ مذہب کو علانیہ طور سے ظاہر نہین کیا۔

فرشتہ نے لکھا کہ جب ۹۱۰ ہجری مین قاسم برید فوت ہوا۔ اور دستور دینار کا ملک یوسف عادل شاہ کے قبضہ مین آگیا۔ اور احمد نظام الملک دولت آباد وبگلانہ وغیرہ کی کشائش مین مصروف تہا۔ فتح اللہ عماد الملک خداوند خان حبشی کی وجہ سے مستقر حکومت سے کہین جا نہین سکتا تہا۔ اور قطب الملک ہمدانی سرلشکر تلنگانہ شیعہ مذہب تہا

تو یوسف عادل شاہ نے مدافعین و مزاحمین سے میدان کو خالی پاکے ۵ ماہ ذی الحجہ سنہ مذکورہ
مین بروز جمعہ بیجاپور کی جامع مسجد مین مذہب شیعہ کا خطبہ پڑہوایا۔ اور خطبہ سے اصحاب
کبار کے نام خارج کرائے۔ یہہ پہلا ہی مرتبہ ہے کہ ہندوستان مین شیعہ مذہب کا خطبہ پڑہا گیا
اہل دکن عادل شاہ سے متنفر ہوئے۔ یوسف عادل شاہ نے فتنہ و فساد کے خوف سے ایک حکم
ایسا سخت صادر کیا تہا کہ کوئی جہال شیعہ سے کہین کوچہ و بازار مین مذہب شیعہ کا تذکرہ نہ کرے
اور معاذ اللہ کسیکو برا کہے۔ اس حکم کی تعمیل کامل طور سے ہوئی کسیکی جرأت نہین ہوتی تہی
کہ صراحتہً یا کنایتہً اصحاب ثلثہ کی نسبت حقارت کا لفظ زبان سے نکالے۔ اور امرائے سنی المذہب
سے کہدیا۔ لکم دینکم ولی دین آپ خوشی سے جاگیرات یا شہر مین رہین اپنے مذہب کے موافق
اذان دیتے رہین اور نماز پڑہتے رہین۔ کوئی آپکا مزاحم نہوگا۔ اور خفیہ مخبر مقرر کردے
جو کوئی مفسد پاتا تو فوراً اسکو سزا دیتا۔ یا شہربدر کردیتا تہا۔

محمد شاہ بہمنی کی فوج کشی یوسف عادل شاہ پر امیر برید کی تحریک سے اور اس کا انجام

مرأت الصفا کے مولف نے لکہا کہ یوسف عادل شاہ کے مذہب شیعہ کو جاری کرنے سے
اہل دکن اُس سے سخت متنفر ہوئے۔ اگرچہ بادشاہ امرائے سنی کی تالیف قلوب کرتا تہا۔
اور جہال شیعہ کو تبرا و لعن سے سخت ممانعت کردی تہی۔ لیکن امرائے سنی المذہب
دلون مین رنجیدہ و ناخوش تہے۔ چاہتے تہے کہ مخالفت کا بازار گرم کرین مگر بعض عقلا کے
فرمانے سے دم بخود رہتے تہے۔ پہلے اُن کی نظرون مین بادشاہ کی عزت و عظمت تہی تبدیل

مذہب سے وہ عظمت و عزت باقی نہین رہی۔ بظاہر کمزور ہونیکی وجہ سے طوعاً و کرہاً فرمان برداری
کے دائرہ سے قدم باہر نہین رکھتے تھے۔ اور اپنے مذہب حنفی کے طریقہ پر ثابت قدم تھے بدستور
اپنی نماز و اذان ادا کرتے تھے کوئی مانع و مزاحم نہین ہوتا تھا۔ اسیطرح اہل شیعہ بھی اپنی
اذان و صلوٰۃ علانیہ ادا کرتے تھے کوئی سنی مزاحمت نہین کرتا تھا۔ فرشتہ نے لکھا کہ
کہ قاسم برید کی تحریک سے محمود شاہ بہمنی نے قطب الملک ہمدانی و فتح اللہ عماد الملک و خداوند خان
حبشی کو لکھا کہ فی زماننا یوسف عادل شاہ نے ہماری طاعت کے دائرہ سے قدم باہر رکھا ہے
اور مخالفت کا علم بلند کیا ہے اور بلاد اسلام مین رسوم مبتدعہ روافض جاری کئے ہین
آپ فوراً اپنی اپنی فوجین ہمراہ لیکر بارگاہ مین حاضر ہو جائین اور ہر ایک فرمان پر بخط
نستعلیق اپنے ہاتھہ سے یہہ بیت لکھی **بیت**

باسباب شوکت چنان غرہ شد ۔۔۔ کہ خورشید در چشم او ذرہ شد

حسب الحکم قطب الملک ہمدانی اگرچہ شیعہ تھا مگر مصلحتاً بیجاپوری ہم مذہب کا لحاظ نکرکے
مع جمعیت و امرائے تلنگ حاضر ہوگیا۔ اور فتح اللہ عماد الملک و خداوند خان حبشی حاضر نہین ہوے
غیر حاضری کا عذر معقول کہلا بھیجا۔ برید دونون سنیون کے نہ آنے اور قطب الملک ہمدانی
کے آنے سے مضطرب الحال ہوا۔ اور خیال کیا کہ اگر قطب الملک و یوسف عادل شاہ ہم مذہبی
کے سبب باہم ملجائین تو سخت مشکل کا سامنا ہوگا۔ اور اسکا دفع کرنا محال ہوگا۔ پس ملک
احمد نظام الملک کے پاس سفیر بھیجکے مدد کا طالب ہوا۔ ملک احمد نظام الملک و فخر الملک خواجہ جہان
وزیر خان برادر خواجہ مع جمعیت مدد کیلئے احمد آباد بیدر مین آئے۔ دس بارہ ہزار فوج.

و توپخانہ زبردست ہمراہ لائے۔ یوسف عادلشاہ نے جنگ کرنا مناسب نہین سمجھا۔ اسلئے
کہ مذہبی پہیر ابہ مین بیشمار سنیون سے مقابلہ کرنا ممکن نہین ہے۔ سُنّی المذہب یہان بیشمار
ہین ہوش و حواس باختہ ہوکے ساغر و گلبرگہ و الندکو دریا خان و فخر الملک ترک کے سپرد کیا
اور اپنے فرزند اسمعیل عادل شاہ کو جو شیر خوار بچہ تہا کمال خان سرنوبت دکنی و دیگر امرائے
معتمد کے ہمراہ بیجا پور روانہ کیا۔ اور تمام خزانہ و اسباب شاہی بہی اُن کے ہمراہ کردیا۔ اور
خود مع جمعیت پانچ ہزار سوار برار روانہ ہوا۔ راستہ مین دولت آباد و بیٹر کو تاخت و تاراج
کرنے لگا۔ ملک احمد نظام الملک اپنے ملک کی تباہی دیکہہ کے محمود شاہ کے پاس آگیا۔ بادشاہ
و امیر برید و ملک احمد نظام الملک و فخر الملک دکنی و قطب الملک ہمدانی اُسکے تعاقب مین
روانہ ہوئے۔ تعاقب کرتے ہوے کاویل گڈہ مین جو عماد الملک کا دار الحکومت تہا پہنچے
فتح اسد عماد الملک نے دیکہا کہ اگر مین اسوقت یوسف عادل شاہ کی حمایت و اعانت کرتا ہون
تو میری بہی خرابی ہوتی ہے بناءعلیہ اُسنے یوسف عادل شاہ سے کہا کہ مین اسوقت ظاہرا آپکی
مدد نہین کرسکتا ہون کیونکہ بادشاہ بذات خاص ہمراہ ہے بادشاہ سے مقابلہ کرنا خلاف
ادب معلوم ہوتا ہے پس اسوقت آپ مجہہ سے ناخوش ہوکے برہانپور چلے جائے۔ اور وہان
چند روز قیام کیجئے۔ مین اور قطب الملک باہم اتفاق سے ایسی تدبیر کرینگے کہ آپکے لئے
بہتر ہوگی۔ یوسف عادل خان فتح اسد کی رائے سے اتفاق کرکے بظاہر رنجیدہ برہانپور
چلا گیا۔ اور بیجاپور کو حکم بہیجدیا کہ وہان سنیتون کا خطبہ چاریاری پڑہا جائے۔ اور اثنا عشری
کا خطبہ موقوف کیا جائے۔ پس فتح اسد عماد الملک نے ملک احمد نظام الملک و قطب الملک

ہمدانی کے پاس سفیر بھیجا اور دونوں کو پیغام دیا کہ امیر برید چاہتا ہے کہ مذہب کے پیرایہ میں یوسف عادلشاہ کو تباہ کرے اور بیجاپور پر قابض ہو جائے جب وہ کامیاب ہوگا تو وہ ہمکو دکن سے جلاوطن کر دیگا۔ پس میری یہ رائے ہے کہ آپ اپنے اپنے مستقر حکومت کو مراجعت کریں آپکے جانیکے بعد میں بادشاہ کو سمجھا کر واپس کرونگا ملک احمد نظام الملک و قطب الملک ہمدانی نے فتح اللہ عماد الملک کی رائے پر عمل کرکے رات کو بغیر اجازت بادشاہ اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوگئے۔ علی الصباح فتح اللہ نے بادشاہ کی خدمت میں عریضہ بھیجا کہ آپ دار السلطنت چلے جائے۔ اور یوسف عادلشاہ کا قصور معاف کیجئے۔ محمود شاہ امیر برید کے ورغلانے سے فتح اللہ عماد الملک کی درخواست منظور نہیں کی اور ارادہ کیا کہ بیجاپور پر لشکر کشی کرے اور یوسف عادلشاہ کے تصرف سے ملک کو نکالے۔ یوسف عادلشاہ ملک احمد نظام الملک بحری و قطب الملک ہمدانی کی مراجعت کی خبر سنکے بجلی کی طرح برہانپور سے فتح اللہ عماد الملک کے پاس آیا دونوں باہم اتفاق کرکے بادشاہی لشکر پر حملہ آور ہوئے۔ امیر برید مقابلہ کی تاب نلاکے تمام احمال و اثقال و اسباب شاہی چھوڑکے مع بادشاہ احمد آباد بیدر گیا۔ یوسف عادلشاہ نے بادشاہی لشکر کو غارت کیا۔ اور فتح اللہ سے رخصت ہوکے بیجاپور آیا۔ اگرچہ خطبہ اثنا عشری جاری کیا۔ لیکن تبرا کی سخت ممانعت کی۔ اور امرائے سنیوں کی بہت خاطر و مدارات کرنے لگا۔ تاکہ فتنہ و فساد نہووے۔ مثلاً عین الملک کنعانی و کمال خان و فخر الملک ترک کا رتبہ جو سنی المذہب تھے زیادہ کیا اور خطابات و جاگیرات سے بھی سرفراز فرمایا یہ امرا بادشاہ کی عنایت سے خوش ہوگئے۔ اور مذہب کی بابت شور و غل نہیں کیا۔ پھر سنہ ۹۱۶ ہجری میں فتح اللہ عماد الملک فخر الملک دکنی بمرگ طبعی فوت ہوئے اور اون کے اخلاف بجائے اسلاف جانشین ہوئے۔ طوائف الملوک کا ذکر اس جلد اول کے حصہ دوم میں مفصل آئیگا۔

محمود شاہ بہمنی کے پاس شاہ اسمعیل صفوی بادشاہ ایران کے سفیر کا آنا

بساتین السلاطین کے مولف نے لکہا جب اسمعیل صفوی ایران کا بادشاہ ہوا۔ تب اُس نے مذہب شیعہ کی
اشاعت مین بہت کوشش کی وہ چاہتا تہا کہ تمام جہان مین مذہب شیعہ رائج ہو جائے۔ بناءً علیہ
تمام ممالک کے اطراف و اکناف مین سفیر بہیجے۔ اور شاہان اسلام سے محبت و اتحاد کا رابطہ مضبوط
کیا۔ اتحاد و دوستی سے اُسکی غرض یہہ تہی کہ تمام کو حکمت عملی سے شیعہ بنائے۔ چنانچہ اس کے
سفیر گجرات و دکن کے بادشاہون کے پاس بہی آئے تہے اور سب نے انکی بہت خاطر و مدارات کی تہی
مگر جو سفیر کہ محمود شاہ بہمنی کے پاس آیا تہا۔ اُسکو امیر برید نے بسبب مخالفت مذہب دو سال تک مہمان
رکہا۔ اور سفیر گوشہ گمنامی مین پڑا رہا۔ سفیر نے اسمعیل عادلشاہ کو اپنی رخصت کی بابت
لکہا۔ اسمعیل نے امیر برید کو سختی سے لکہا کہ سفیر کو جلد رخصت کیجیے۔ امیر برید نے فوراً سفیر کو
رخصت کیا۔ وہ بیدر سے بیجاپور روانہ ہوا۔ اسمعیل عادلشاہ سفیر سے شہر بیجاپور مین عظمت و شان
کے ساتہہ ملا۔ اور بندر دابل مع ایک خط رخصت کیا۔ تب اسمعیل صفوی کو یہان کے حالات سے
خبر ہوئی تو اُس نے ابراہیم ترکان کو اسمعیل عادلشاہ کے پاس بہیجا۔ جسکا عنوان و نامہ یہہ تہا
مجد السلطنۃ و الحشمۃ و الشوکۃ والاقبال۔ اسمعیل عادل شاہ۔ اسمعیل عادل لفظ شاہ کا
ملنے سے بہت خوش ہوا۔ اور فرمایا کہ اب شاہی ہمارے خاندان مین آئی۔ سفیر کی نہایت ہی تعظیم
و تکریم کی اور مہمانداری کے رسوم ادا کیے۔ اور حکم دیا کہ جمعہ و عیدین مین منابر پر شاہ اسمعیل صفوی کیلئے
دعا کرتے رہین۔ علی عادل شاہ کے زمانہ تک دعا کا سلسلہ جاری رہا اور آخر سنہ ۹۳۰ ہجری مین
شاہ اسمعیل صفوی فوت ہو گیا۔ اگر زندہ رہتا تو تمام دنیا مین شیعہ مذہب کو رواج خوب دیتا۔ یہہ بادشاہ شیعہ ہی نہین بلکہ شیعہ گر تہا

سلطان قلی قطب شاہ کا خود مختار بادشاہ ہونا

فرشتہ نے لکھا کہ ۹۱۸ ہجری مین قطب الملک ہمدانی نے بہی یوسف عادل شاہ کی طرح بادشاہ کا نام خطبہ سے نکالا۔ اور بادشاہی کرنے لگا۔ اور اپنا لقب قطب شاہ قرار دیا۔ اور سلاطین ایران کی طرح نوانین وضوابط جاری کئے۔ اور دن مین پانچ مرتبے نوبت بجواتا تہا۔ نوبت نوازی مین محمد شاہ بہمنی اول کی پیروی کی۔ دکن مین محمد شاہ ہی پہلا بادشاہ ہے کہ ہند مین نوبت نوازی کو رائج کیا۔ اور قطب شاہ بادشاہ کے وجود کو محض نابود سمجہتا تہا۔ لیکن اُسکے احسانات کو فراموش نہین کیا تہا۔ بمعاوضۂ حقوق سابقہ تحائف نفائس اور پانچہزار ہون ماہانہ پوشیدہ بادشاہ کے لئے بہیجتا تہا۔ تاکہ امیر برید اسمین دست اندازی نکرے۔

امیر برید کا اسمعیل عادلشاہ پر حملہ اور شکست

فرشتہ نے لکہا کہ ۹۱۰ ہجری مین امیر برید نے دستور دینار کے متبنّی جہانگیر خان کو دستور الممالک خطاب دیکر حسن آباد گلبرگہ اسکی جاگیر مین مقرر کیا۔ اُس نے دکنی و حبشی امرا فراہم کر کے تمام ممالک کا انتظام اور قلعون کا محاصرہ کیا اسمعیل عادلشاہ نے سنا کہ امیر برید نے گلبرگہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ فی الفور مرزا جہانگیر ترک کو مع جمعیت گلبرگہ روانہ کیا۔ مرزا نے وہان پہنچ کے امیر برید کے چارسو سپاہی جنمین برید کا بہائی بہی تہا قتل کیا۔ اور قلعون کا محاصرہ اُٹہا دیا۔ اس سبب سے امیر برید جوش غصہ سے آگ بگولا ہوا اور ارادہ کیا کہ بیجاپور کو مسخر کرنا چاہئے۔ بناءً علیہ برہان الملک بحری و قطب الملک ہمدانی سے مدد طلب کی و خزانہ بہمنیہ کا دروازہ کہولدیا۔ بیشمار زر و جواہر صرف کر کے بیس ہزار پیادہ و سوار فراہم کئے پہر محمود شاہ کو ہمراہ لیکر ندی بہورہ عبور کر کے بیجاپور پر حملہ آور ہوا

اسمعیل عادلشاہ بہی فوج کو آراستہ کرکے بیجاپور مین دشمن کا انتظام کرتا رہا۔ بیجاپور سے بلحاظ ادب
محمود شاہ برآمد نہین ہوا تہا۔ جب امیر برید تاخت و تاراج کرتے ہوئے بیجاپور کے قریب
قصبۂ اللہ پور مین پہنچا اور اُسکا محاصرہ کیا۔ تب اسمعیل عادل خان لشکر آراستہ کے ساتہہ
بیجاپور سے برآمد ہوا۔ بارہ ہزار سوار سے مقابلہ کیا۔ امیر برید کو شکست حاصل ہوئی۔ بحال ابتر
میدان جنگ سے فرار ہوا۔ اور ایسا ہوش و حواس باختہ ہوگیا تہا کہ اسکو بادشاہ کی بہی خبر نہ تہی
کہ کہان ہے۔ محمود شاہ مع شاہزادہ احمد خان اس ہنگامہ دار و گیر مین لشکر سے جدا ہوگیا۔ اور
گہوڑے سے گر پڑا۔ گہوڑا مجروح ہوگیا۔ اور بادشاہ کو بہی ضرب سے صدمہ پہنچا۔ بادشاہ مع شاہزادہ
عین معرکہ مین پڑا ہوا تہا۔ اسمعیل کے سوارون نے بادشاہ کو گہیر لیا اسمعیل نے بادشاہ کی بڑی تعظیم
و تکریم کی اور سواری کے لئے گہوڑے بہیجدئے۔ اور چاہا کہ بادشاہ کو مع شاہزادہ بیجاپور لیجائے
اور امیر برید کے پنجہ سے رہا کرے۔ بادشاہ نے ندامت سے بیجاپور جانا قبول نہین کیا۔ قصبۂ اللہ پور
مین چند روز مقیم رہا۔ مرزا لطف اللہ بن شاہ محب اللہ کی صلاح سے معالجہ مین مشغول ہوا۔
مرزا نے تیمار داری عمدہ طرح سے کی بادشاہ کو صحت حاصل ہوگئی۔ اسمعیل عادل خان نے بادشاہ کی
خاطر داری مین کوتاہی نہین کی۔ چند روز کے بعد بادشاہ مع اسمعیل عادل خان حسن آباد گلبرگہ
مین آیا۔ اور اسمعیل سے اسکی ہمشیرہ بی بی ستی جو شاہزادہ احمد کی منکوحہ تہی طلب کی۔ اسمعیل نے
گلبرگہ مین ایک جشن عظیم منعقد فرمایا۔ اور شادی کے رسوم دوبارہ خوب شان و تجمل سے ادا کرکے
بی بی ستی کو شاہزادے کے سپرد کی۔ پہر محمود شاہ چار پانچ ہزار مغل اسمعیل عادل خان سے ہمراہ لیکر
احمد آباد بیدر روانہ ہوا۔ امیر برید بادشاہ کے ساتہہ فوج دیکہہ کے شہر بیدر سے برآمد ہوکے قلعہ اوسہ

چلا گیا۔ محمود شاہ فراغت سے دار السلطنت پہنچ گیا۔ اور عیش و عشرت مین مصروف ہوا۔ اسمعیل عادل خان کے مرنے سنا کہ امیر برید برہان نظام الملک بحری سے مدد طلب کر کے مع فوج جرار بیدر پر آتا ہے۔ توقف کرنا مناسب نہ سمجھکے فوراً واپس ہوئے۔ فوج کے جاتے ہی امیر برید شہر مین داخل ہو گیا اور بطریق سابق بادشاہ کی نگہداشت کرنے لگا۔ اور اسوجہ سے کہ بادشاہ اور اسمعیل مین قرابتداری کا تعلق ہو گیا ہے۔ ہوشیاری و نگہداری مین زیادہ اہتمام رکہتا تہا۔ اور زیادہ سخت گیری کرتا تہا محمود شاہ رقص و سرود کی مستی مین سخت گیری کی کچہہ پروا نہین کرتا تہا۔ بامرنا چاری سہتا جاتا تہا

محمود شاہ کا برار کو فرار ہونا اور علاء الدین عماد الملک کی مدد سے امیر برید پر حملہ اور شکست

امیر برید نے دیکہا کہ محمود شاہ اور اسمعیل عادل خان کے درمیان قرابت کا رشتہ مستحکم ہو گیا ہے ایسا نہو کہ بادشاہ فرار ہو کے بیجاپور چلا جائے۔ اور فتنہ و فساد کی آگ باہم مشتعل ہو جائے۔ اس لئے محمود شاہ کی حفاظت خوب کرنے لگا۔ شہر کے چارون طرف ناکے و ٹہانے قائم کر دئے۔ تمام بیجاپور کے راستے مسدود کئے۔ جب محمود شاہ امیر برید کی روک ٹوک سے عاجز و تنگ ہو گیا۔ تو مع چند مصاحبین و سواران خاصہ جبل بیدر سے فرار ہوا۔ برار کا راستہ اختیار کیا۔ علاء الدین عماد الملک کے پاس پہنچا اور اُس سے اعانت طلب کی۔ عماد الملک نے بادشاہ کی خاطرداری مہمانی خوب کی۔ اور بادشاہ کو مستعد جنگ کیا۔ اور فوج و سامان شاہی سے کمک کر کے امیر برید کے مقابلہ کیلئے آمادہ فرمایا اور خود بہی ہمرکاب ہوا۔ جب بادشاہ مع فوج براری دار السلطنت مین پہنچا۔ امیر برید قلعہ نشین ہوگیا۔ اور برہان نظام شاہ سے مدد طلب کی برہان نظام شاہ نے خواجہ جہان حاکم پرینڈہ کو

مع فوج مدد کے لئے پہنچا۔ خواجہ جہان کے پہنچتے ہی امیر برید قلعہ سے برآمد ہوا۔ دونوں طرف سے صف بندی ہوئی۔ طرفین مستعد جنگ تھے۔ اسوقت بادشاہ غسل مین مشغول تھا۔ عمادالملک نے اپنے ایک معتمد کو بادشاہ کے پاس بہیجا کہ آپ جلد تشریف لائے۔ ابہی لڑائی شروع ہوتی ہے تاکہ آپ کو دیکھکر فوج کی ہمت وجرأت میدان معرکہ مین جولانی کرے۔ اور انکی دلیری وقوت بڑہے اور اسوقت عمادالملک کے معتمد کو معلوم ہوا کہ بادشاہ حمام مین ہے۔ بے تحاشا معتمد کے منہ سے نکلا کہ ایسے نازمین بادشاہ سے کیا ہو سکتا ہے جو ایسے معرکہ کیوقت مین فضول کامون مین مصروف ہو رہا ہے بیت

ہرکہ باجہل کاہلی پیوست ۔۔۔ پاپش از کار رفت وکار از دست

محمود شاہ کو یہہ بات سنکے غیرت وشرم نہ آئی بلکہ غصہ آیا۔ فوراً حمام سے نکل کے گھوڑے پر سوار ہوکے میدان مین آیا۔ لشکر مین پہنچتے ہی گھوڑا کوداتا ہوا عین جنگ کے وقت علاءالدین عمادالملک کے لشکر سے نکل کر امیر برید کے پاس چلا گیا۔ علاءالدین بادشاہ کی حرکت بیجا دیکھہ عالم سکتہ مین حیران رہا بجز مراجعت کوئی تدبیر نہ سوجہی۔ عمادالملک وسپاہ برار بادشاہ کی نادانی پر نفرین کرتے ہوئے برار چلے آئے۔ پہر امیر برید نے بادشاہ کو ایسا شکنجۂ قید مین کہنچا کہ زندہ درگور تہا۔ قلعہ مین تمام اپنے آدمی محافظ مقرر کئے کہ آیندہ کبہی بادشاہ کو فرار کا رستہ نہ ملے۔ اور تمام علاقجات شاہی پر قابض ومتصرف ہو گیا۔ صرف ایک کٹہانہ بادشاہ کے قبضہ مین رکہا۔ یہ قصبہ بیدر سے دو تین کوس کے فاصلہ پر تہا۔ اور خود برید قندہار اور اوسہ مین رہتا تہا۔ کبہی کبہی بادشاہ کے پاس آتا تہا اور بادشاہ کو دیکہتا تہا مگر کبہی بادشاہ اُس سے خرچ کی تنگی وتہیدستی کی شکایت کرتا تو کہتا تہا کہ

وزرا نے تمام ممالک غصب کر لیا ہے۔ جو کچھ میرے قبضہ مین ہے اُسکی آمدنی خیل و حشم و کارخانجات کے صرف کے لئے کافی نہین ہوتی ہے اور میرے پاس کچھ باقی نہین ہتا۔ شاہی خزانہ خالی ہے۔ بادشاہ جواب سنکے خاموش ہو جاتا تھا۔ بے بس تھا کچھ کر نہین سکتا تھا۔ بے بسی و بیکسی کثرت عیش کیوجہ سے ہوئی تھی شراب و کباب و نغمہ سرود و رباب نے ناکارہ و بیکارہ بنا دیا تھا۔ شراب خانہ خراب سے ہر ایک فرد بشر کو پرہیز و اجتناب کرنا چاہئے۔ فرشتہ نے لکھا کہ محمود شاہ اور اُسکا فرزند احمد شاہ دونون کم حوصلہ و پست فطرت و خفیف العقل آرام طلب و عیش دوست تھے۔ شراب و ساقی و دارالسلطنت و قصر شاہی پر قانع تھے۔ انکو مہمات سلطنت سے کچھ تعلق نہین تھا۔ برائے نام بادشاہ تھے۔

ماہور کا علاقہ علاءالدین کے تفویض ہونا

جب خداوند خان حبشی حاکم ماہور فوت ہو گیا۔ تو اُسکا بڑا بیٹا باپ کا قائم مقام ہوا۔ اُس نے دیکھا کہ اطراف کے تمام امرائے بہمنیہ خودمختار حکمرانی کر رہے ہین۔ اور اپنا ملک بڑہا رہے ہین تو اُس نے بھی سنہ ۹۲۳ ہجری مین امیر برید کے علاقہ پر حملہ کرکے قندہار و اودگیر کے پرگنات پر تاخت و تاراج کا بازار گرم کیا۔ امیر برید نے بادشاہ کو ہمراہ لیکر اُسپر فوج کشی کی۔ ماہور کے قریب فریقین مین سخت معرکہ ہوا۔ خداوند خان کا بیٹا و پوتا شہزرہ خان دونون مارے گئے امیر برید فیروز و کامیاب ہوا۔ مگر خداوند خان کے فرزند دوم غالب خان نے علاءالدین عمادالملک سے کمک طلب کی۔ علاءالدین مع جمعیت امداد کے لئے آیا۔ امیر برید گھبرایا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ نے یہہ فیصلہ کر دیا کہ ماہور کا علاقہ غالب خان کو دیا جائے۔ اور وہ علاءالدین کے

تابع رہے۔ علاء الدین و غالب خان بادشاہ کے فیصلہ سے راضی ہو گئے۔ امیر برید نے مع بادشاہ دار السلطنت مراجعت کی۔

سلطان قلی کا ایلگندل و ملنگور کو قوام الملک صغیر سے واپس لینا

قطب شاہیہ کلاں کے مولف خورشاہ نے لکھا کہ قوام الملک بندامین احمہندری کی سرلشکری پر مامور تھا۔ وہ بیس ہزار پیادہ و سوار کی جمعیت رکھتا تھا۔ آخر وہ تلنگانہ مین ایلگندل کے علاقہ پر مامور ہوا۔ اور ہندو راجاؤن سے اتفاق رکھتا تھا۔ راجمہندری کے اکثر پرگنات راجاؤن کے تفویض کر دئے تھے۔ جب سلطان قلی دیورکنڈہ کے مہمات مین مصروف تھا تو اسوقت قوام الملک نے سلطان قلی کے بعض علاقہ پر دست درازی کی تھی۔ جب سلطان انتظامات و مہمات سے فارغ ہو کے آیا تب قیام الملک کو لکھا کہ آپ نے مسلمان ہوتے ہوے ہمارے ملک پر چڑہائی کی۔ اور اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ کا کچھہ لحاظ و پاس نہین کیا۔ یہ آپکے شان کے لائق نہ تھا کہ میری عدم موجودگی مین میرے ملک پر تاخت و تاراج کرین۔ اب آپکو چاہئے کہ مافات کی تلافی کیجئے تاکہ باہم دوستی مین فرق نہ آئے۔ قوام الملک نے ملک مقبوضہ کے دینے سے انکار کیا۔ پھر سنہ ۹۲۳ ہجری مین سلطان قلی نے ایلگندل پر چڑہائی کی۔ قوام الملک بھی مقابلہ کے لئے برآمد ہوا۔ طرفین مین خوب لڑائی ہوی۔ سلطان قلی کامیاب ہوا۔ قوام الملک شکست کہاکے ایلگندل مین پناہ گیر ہوا۔ سلطان قلی تعاقب مین وہان بھی پہنچا۔ قوام الملک وہان سے فرار ہو کے علاء الدین کے پاس برار چلا گیا۔ پس ایلگندل کا علاقہ سلطان قلی کے قبضہ مین آگیا۔

محمود شاہ ثانی بہمنی کی وفات :

امرائے دولت و ارکان سلطنت کے نزدیک محمود شاہ بہمنی کا وجود و عدم مساوی تھا۔ امرائے ریاست شاہانہ حکمرانی کرتے تھے۔ باوجود انقلابات زمانہ ۳۷ برس بیس روز برائے نام بادشاہ رہا۔ آخر بتاریخ ۴ ماہ ذیحجہ سنہ ۹۲۴ ہجری میں اس دار فنا سے دار البقا روانہ ہوا۔ ایکسو اٹہتر ۱۷۸ برس کے بعد سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ محمود شاہ بہمنی ثانی کی نسبت مورخین نے لکہا کہ وہ بادشاہ پست فطرت و خفیف العقل تہا۔ عیش دوست و آرام طلب تہا۔ رات دن شراب و کباب و نغمہ رباب میں مشغول رہتا تہا۔ اُسکو بجز عیش و نشاط دنیا و ما فیہا سے کچہہ تعلق نہین تہا برائے نام بادشاہ تہا۔ اسکے عہد مین دکن مین طوائف الملوکی قائم ہوی۔ یعنے امرائے دولت و صوبجات سلطنت نے دیکہا کہ بادشاہ عیش و طرب لہو لعب مین مصروف ہے۔ اور مہمات سلطنت و ما فیہا سے بے پرواہے تو تمام خود مختار بادشاہ بنگئے۔ اور شاہانہ حکمرانی کرنے لگے۔ جبتک سلاطین بہمنیہ سے وارثین مملکت برائے نام بادشاہ رہے تو شاہان طوائف الملوک بلحاظ حقوق سوابق ظاہراً بادشاہ کی تعظیم و تکریم مین کوتاہی نہین کرتے تہے۔ اگر کسی مہم اہم کے لئے بادشاہ یاد کرتا تو فوراً مع جمعیت حاضر ہوتے تہے۔ شاہی ادب کا لحاظ رکہتے تہے۔ کبھی کبھی نذرانہ و پیشکش مع تحائف و نفائس بہیجتے تہے۔ چنانچہ سلطان قلی قطب الملک محمود شاہ بہمنی کی خدمت مین ماہانہ پانچہزار ہون بہیجتا تہا۔ بادشاہ کی زندگی تک بہیجتا رہا بادشاہ کے فوت ہوتے ہی موقوف کردیا۔ محمود شاہ کا فرزند احمد شاہ بمصداق الولد سر لابیہ باپ کا ہمقدم و ہم خیال تہا

احمد شاہ بن محمود شاہ ثانی کی تخت نشینی

امیر برید جو محمود شاہ ثانی مرحوم کا وکیل السلطنت تہا۔ بادشاہ پر ایسا حاوی تہا کہ تمام سفید و سیاہ
کا مالک و مختار تہا۔ بادشاہ برائے نام اُسکے قابو مین قیدی کیطرح تہا۔ بقدر ضرورت بادشاہ کو
ماہانہ خرچ دیتا تہا۔ بادشاہ تا مرگ تنگی مین بسر کرتا رہا۔ قطب الملک ہمدانی ماہانہ پانچہزار ہون
بہیجتا تہا۔ اس سے صرف مایحتاج مین کسیقدر تائید ہوتی تہی۔ بادشاہ کے صرف کے لئے پنج پینٹہ
اور دو تین تعلقے باقی رہگئے تہے۔ اُنپر امیر برید قابض و متصرف تہا۔ تین چار ہزار سوار سے زیادہ جمعیت
بہی باقی نہین رہی تہی۔ امیر برید نے سوچا کہ اگر مین بہی دیگر امرائے بہمنیہ کیطرح بادشاہ بنون تو مجکو
عادلشاہ قطب شاہ معزول کرکے خارج البلد کردینگے۔ ہان بہمنیہ خاندان سے اگر کوئی شخص تخت نشین
کیا جائیگا تو میری حکومت بادشاہ کی موجودگی مین باقی رہیگی۔ کوئی مانع و مزاحم نہین ہوگا
پس امیر برید نے احمد شاہ کو تخت نشین کیا۔ اور جو کچہہ باپ کے عیاشی کا سامان تہا مثلاً آلات
نغمہ و سرود و صراحی و پیالہ اُسکے حوالہ کردیا۔ اور بادشاہ کی محافظت کے لئے چند آدمی ہوشیار
مقرر کئے اور اُنکو ہدایت کردی کہ بادشاہ کسی سے ملاقات نہ کرے۔ امیر برید نے بادشاہ کے صرف
مایحتاج کے لئے جو مقرر کیا تہا وہ کافی نہین تہا۔ اور محمود شاہ کے لئے قطب الملک جو ماہانہ
بہیجتا تہا وہ بہی موقوف ہوگیا تہا۔ بادشاہ کو خرچ کی تنگی ہونے لگی تب اُس نے بہمنیہ تاج مرصع
کے جواہر توڑ توڑ کے فروخت کئے۔ اور شراب و کباب مین صرف کئے۔ امیر برید نے اکثر جواہر
شراب فروشون سے جبراً چہین لئے۔ اور بعض خریدارون نے بیجانگر کے راجہ کے ہاتہہ بیچ ڈالے
احمد شاہ نے اسمعیل عادلشاہ کو لکہا کہ مین نہایت تنگ ہون میری امداد کیجئے۔ اسمعیل نے
ایک سفیر مع تحائف نفائس احمد شاہ کے پاس بہیجا اور صیغۂ راز مین چند باتین ایلچی کے

زبانی کہلا بھیجین۔ ایلچی کے پہنچنے سے اول ہی ۹۲۷ھ ہجری کے آغاز مین یکایک فوت ہو گیا
بعض مورخین کا قول ہے کہ اُسکو زہر دیا گیا۔ مدت سلطنت دو سال۔ اسکے عہد مین کوئی
واقعہ لائق تحریر نہین گذرا۔

نوایت کی تحقیق

نوایت کی تحقیق مین رسائل فارسی کے موَلفین نے نہایت ہی غلطی کی ہے۔ تحقیق کے راستہ سے
منزلون دور رہے۔ تاویلات لاطائل سے رسائل کے صفحون کو سیاہ کئے۔ غلطی کے گڑھے
مین سوجہ سے گرے کہ اہل لغات نے نوایت کا مفرد نوتی بمعنی ملاح لکھا جو بزرگ اس قبیلہ سے
منسوب تھے نوتی کی نسبت سے عار وننگ کرنے لگے اور لفظ مین تغیر و تاویل کرکے نوایت کا مفرد نایت
با لنار المثناۃ الفوقانیۃ قرار دیا۔ اور بعض نے جمع و مفرد مین بجائے تاء مثناۃ فوقانیہ طاء مہملہ
نقل کیا۔ اور کہا کہ نائط عرب کے قبائل مین ایک قبیلہ گذرا ہے۔ اور اس قبیلہ کو اپنے زعم مین قریش کا
ایک شعبہ بنایا۔ اور رسائل غیر معتبرہ کے حوالے دئے۔ اور ارباب رسائل نے اپنا منقول عنہ تاریخ
طبری و رسائل سیوطی وغیرہا کو لکھدیا۔ اور ناقل نے رسائل کی نقل کو منقول عنہ سے تصحیح نہین
کی۔ لیکن منقول عنہ اور عرب کی تواریخ و کتب قبائل مین اُسکا پتا نہین ملتا۔ فقیر مولف نے
نوایتہ و نائتہ و نائط کی تحقیق مین اکثر تواریخ عرب و کتب انساب و قبائل و لغات کی ورق گردانی
کی۔ کئی راتین اور دن اسی جستجو مین صرف کئے۔ الحمد للہ کہ آخر میری راتون کی دیدہ ریزی
اور دنون کی جانکاہی منزل تحقیق کو پہنچی۔ مین اس تحقیق کو عطیۂ الٰہی سمجھتا ہون۔ اب
ناظرین با انصاف سے اس تحقیق کی داد چاہتا ہون۔ جو بزرگ منصف مزاج ہونگے۔ داد دینگے

یا اصلاح کے زیور سے مزین فرمائینگے۔ اور جو تاریخ دانی سے واقف و ماہر نہون گے۔ کج فہمی سے شور و غل کرینگے۔ اور مجھکو نشانۂ ملامت بنائینگے۔ مین کسیکا مقابل نہین بنتا ہون۔ نہ اس تحقیق پر ناز کرتا ہون۔ میری غرض فائدہ عام ہے۔ چنانچہ مین نے اپنی اس لغۃ تاریخ مین اسیطرح اکثر عجائب و غرائب باتین محققانہ لکھی ہین کہ ناظرین فی زماننا تواریخ جدید الیتا لیف مین نہین پائینگے۔ اب مین بنو نایتہ و بنو ناعط کی تحقیق شروع کرتا ہون۔ **ھو ھذا**

بنو نوائت و بنو ناعط کی تحقیق

لسان العرب کے مولف نے لکھا کہ نوتی بمعنی ناخدا و ملاح یہہ اہل شام کے لغات سے ہے اسکی جمع نواتی ہے جیسا کہ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کانہ قلع داری عنجۃ نوتیۃ اور لفظ نوتی بلحاظ معنی نات ینوت سے ماخوذ ہے اور وہ بمعنی مائل ہونا ہے یعنی جھک جانا جیسا کہ عرب کہتے ہین ھو نات اذا تمایل من الناس گویا کہ نوتی بمعنی ملاح جھکاتا ہے کشتی کو ایکطرف سے دوسرے طرف۔ ایسا ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول مین سہ تری اعینہم تفیض من الدمع مع انہم کانوا نواتین ای ملاحین۔ انتھی کلامہ

حضرت رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ نوتی اصل مین نوتین بالنون ہوگا کثرت استعمال و معرب ہونیکی وجہ سے تخفیفاً نوتی ہوگیا ہوگا۔ حضرت نے اُسکی جمع باعتبار اصل نواتین فرمایا۔ مگر اہل لغات عرب کے نزدیک نوتی کی جمع نواتی ہے۔ پھر کثرت استعمال سے قلب مکانی کرکے نوابت کہنے لگے۔ جو بزرگ لغات عرب اور عرب کے نحو صرف کے قواعد سے ماہر نہین تھے اُن بزرگون نے نوابت کا مفرد نابت کو قرار دیا۔ اور نوتی کو اسکا مفرد نہین مانا

واقع مین اسکا مفرد نوتی ہی ہے۔ بعض نے نائت بالتاء المثناۃ الفوقانیہ کو بالطاء المہملہ یعنی نائط لکھا۔ اور اُسکی جمع نوائط بتائی۔ بدون شواہد و دلائل مدعی ہوے کہ نائط عرب کے قبائل مین ایک قبیلہ یا بطن قبیلہ ہے حالانکہ عرب کی کتب انساب و تواریخ و قبائل مین اس قبیلہ کا پتا نہین۔ نہ ملک عرب مین اسکا کوئی یادگار ہے۔ جیساکہ مدعی کا دعوی غلط ہے ویسا ہی نائط بالطاء المہملہ کا املا بھی غلط ہے۔ فرشتہ نے ملیبار کے بیان مین لکھا کہ راجگان بندر گوا و دابل و جیول وغیرہ نے بطور حکام ملیبار اُن مسلمانون کو جو عرب سے تجارۃً آئے اُن کو دریا کے کنارون پر سکونت کی اجازت دی۔ اُنکو مخاطب بنوایتہ یعنے خداوند کیا الخ سہو کاتب سے بجائے ناخدا خداوند لکھا گیا۔ یا اہل نوایتہ نے فرشتہ کی عبارت مین تحریف کرکے بجائے ناخدا خداوند لکھدیا ہوگا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

نایت و نائط کے لفظ مین تغیر کی ضرورت

لفظ مین تغیر کی ضرورت اسوجہ سے ہوئی کہ اسکے ماخذ نوتی سے گریز ہوا اسلئے کہ ہند و دکن مین اکثر بنو نوایت بیاوری بخت و اقبال درجۂ جاہ و جلال و مرتبۂ عظمت و کمال پر پہنچے۔ اور خلائق کی نظرون مین معزز و ممتاز ہوئے۔ اعزاز و امتیاز کی حالت مین اپنی نسبت لفظ نوتی سے مکروہ و معیوب سمجھنے لگے۔ اور اس نسبت سے نفرت کرنے لگے۔ اِس فرقہ مین جو بزرگ علما کے طبقہ مین شمار کئے جاتے تھے واقع مین وہ عرب کی تواریخ و کتب انساب و قبائل سے بیخبر تھے۔ اُن بزرگون نے چند رسائل فارسی زبان مین بنو نوایت کی تحقیق مین لکھے۔ اور اُن رسائل مین نقل کیا کہ تاریخ طبری وغیرہ رسائل سیوطی مین مذکور ہے کہ بنو نائط عرب مین ایک قبیلہ سادات

قریش سے تہا۔ اُس قبیلہ کے چند افراد حجاج ثقفی کے ظلم سے جلاوطن ہوکے ہند مین آئے کوکن و دکن مین سکونت پذیر ہوے۔ تمّ کلامہم۔
منقول عنہ تاریخ طبری و رسائل سیوطی مین نوائط کا کہین ذکر نہین ہے جیسا کہ مذکور ہوا معلوم نہین کہ مولفین رسائل کے نزدیک تاریخ طبری سے کونسی تاریخ مراد ہے فی زماننا مطبوعہ تاریخ طبری جو مطبع لیدن مین طبع ہوئی ہے۔ اسمین نوائط کا نام و نشان نہین ہے۔ بعض نے لکہا کہ جب عرب سے سوداگر ہند مین آئے اور یہان سکونت پذیر ہوے تو اہل ہند انکو کہتے تہے کہ یہہ لوگ نایتہ یعنی نوآئے ہوئے ہین۔ پہر عرب نایتہ کو معرب کرکے نائط بالطاء المہملہ کہنے لگے عقل سلیم اس تصنع و تکلف کو قبول نہین کرتی یہہ تاویل نہایت ہی ضعیف ہے۔ اس لئے کہ عرب مین نایتہ کا اصلی و حقیقی لفظ موجود ہوتے ہوئے تاویلاً مجازی لفظ کو اختیار کرنا اور حقیقی کو ترک کرنا درست نہین۔ بلاغت و فصاحت کے خلاف ہے۔

نوناعطہ

سبائک الذہب فی انساب العرب کے مولف نے لکہا کہ بصرہ کے پہاڑ مسمیٰ بہ ناعط کی چوٹی پر ربیعہ بن مرثد جو بنی ہمدان کا ایک بطن ہے بودوباش رکہتا تہا۔ بودوباشی کی وجہ سے ربیعہ بن مرثد ملقب بہ ناعط ہوا۔ اور بعض کا قول یہ ہے کہ اس قبیلہ کا جدِ اعلیٰ پہاڑ مذکور پر سکونت کیوجہ سے بنام ناعط مشہور ہوا ہے۔ اُسکی اولاد نوناعط لقب سے ملقب ہوئی۔ یہہ قبیلہ غیر قریش ہے انتہی کلامہ اور تاریخ بستی سے بہی نقل کیا کہ نوناعط۔ ربیعہ بن مرثد کی اولاد کو کہتے ہین۔ ربیعہ ایک پہاڑ پر جسکا نام ناعط تہا سکونت پذیر ہو۔ اور سکونت کیوجہ سے ملقب بہ ناعط ہوگیا تہا۔ پس

بنو ناعط ایک بطن ہے بطون ہمدان سے۔ اور کتاب الاشتقاق مین ابن درید الازدی نے لکہا کہ قبائل عرب سے بنو ناعط ایک قبیلہ ہے۔ ناعط ایک پہاڑ کا نام ہے نہ ناعط اُنکا باپ ہے بلکہ بود و باش کیوجہ سے ناعط کیطرف منسوب ہوئے۔ بنو ناعط کے قبیلہ سے حمرۃ ذو المشعار بن ایفع زمانہ جاہلیت مین نامور و شریف گذرا ہے۔ مشعار بوزن مفعال ایک ضع کا نام ہے جو حمرۃ کی ملک مین تہا۔ انتہی کلامہ

لسان العرب کے مولف نے لکہا کہ ناعط بوزن صاحب ایک قلعہ کا نام ہے جو ملک یمن مین پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔ اور اس قلعہ مین ملوک حمیر بود و باش کرتے تہے۔ اور یہہ بہی لکہا کہ ناعط ایک پہاڑ کا نام ہے۔ اور ناعط ایک بطن ہے قبیلہ ہمدان سے اور بقول بعض ناعط ایک قلعہ کا نام ہے جو قبیلہ ہمدان کے علاقہ مین تہا۔ چونکہ اس قبیلہ کے بطون سے مرثد بن ربیعہ نے قلعہ مذکورہ مین سکونت اختیار کی تہی۔ سکونت و تعلق کیوجہ سے اسکا عرف عام ناعط ہوگیا تہا اسلئے اسکی اولاد بنو ناعط مشہور ہوئی۔ چنانچہ لبید شاعر اہل قلعہ کی تباہی و بربادی پر افسوس کرکے کہتا ہے۔ ؎

وافنی بنات الدھر ارباب ناعط	بمستمع دون السماء والمنظر
واعوض بالدومی من راس حصنہ	وانزلنا بالاسباب رب المشقر

المراد بہ اکیدر صاحب دومۃ الجندل

انتہی کلامہ

تاریخ خافیخانی کی جلد سوم قلمی و رسالہ تحقیق مولفہ ملا احمد نایتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا مین عرب سے نواتی۔ نوایت یعنی ملاحین جہازرانی کی خدمت پر معین ہوکے ہند مین آئے ملیبار

و کوکن و دکن کے بلاد مین سکونت پذیر ہوئے ۔ اور یہان ملاحی پیشہ کو ترک کر دیا ۔ اور دوسرے پیشے اختیار کئے کسی نے تجارت پسند کی کسی نے سلاطین و راجاؤن کی نوکری ۔ اگرچہ نوایت نے یہان اپنے اصلی خدمت کو ترک کر دیا لیکن بدستور اپنے اصلی خدمت کے لقب سے ملقب رہے بلکہ پیشون کے سبب سے اونکے الگ الگ القاب معین و مستعمل ہو گئے ۔ جسنے نمک کی تجارت کی وہ لونیا مشہور ہو گیا ۔

پھر ان عربون مین دیگر قبائل عرب بھی آکے شامل ہونے لگے ۔ بہہ واردین واقع مین بنو نوایت سے نہین تھے لیکن لوگ انکو بھی نوایت سے شمار کرنے لگے ۔ اسیطرح حجاج ثقفی کے زمانہ مین بھی اُس ظالم سفاک کے خوف سے سادات و غیر سادات کثرت سے آکے بنو ناعط و بنو نوایتہ کے زمرہ مین شریک ہو گئے ۔ بمصداق ع ہرچہ در کان نمک رفت نمک شد ✤ انمین ملنے سے بنو نوایت القب سے مشہور ہوئے پھر ملیبار و کوکن و دکن مین عرب سے ایک جہاز آیا ۔ اُسمین متفرق قبائل کے افراد تھے جب اُنکا جہاز دریا کے کنارے دکہائی دیا ۔ تو لوگون نے اُنکو پکارا وہ لبیک لبیک کہنے لگے ۔ بنا بر علیہ وہ لبے لقب سے مشہور ہوئے ۔ لیکن یہہ غربائے عرب بھی بنو نوایت مین شیر و شکر کی طرح ملگئے اور اپنے جدی لقب و نسب سے ظاہرا الگ ہو گئے ۔ نوایت کے ساتہہ لاحق ہونے سے نوایت کا ایک فریق بنگئے ۔ فقیر مولف کو کسی کتاب و رسائل سے یہہ بات معلوم نہین ہوئی کہ اس فریق مین عرب کے افراد کونسے کونسے قبائل و بطون سے ہین ۔ نہ مجکو ایسا موقع ملا کہ اس فریق کے کسی بزرگ معتبر سے تحقیق کرون ۔ جسقدر معلوم ہوا گزارش کر دیا ۔ اور عرب سے بنو ناعط سے جنکا ذکر صدر مین مذکور ہو چکا ہے متعدد افراد ہند مین آئے اور بنو نوایت مین مل جل کے

رہنے لگے - وہ بھی بنو نوایت کہلائے - اصلی بنو ناعط و بنو نایت قریب المخارج کی وجہ سے
دونو تلفظ و رسم الخط مین ایک ہی ہو گئے - دونون مین فرق کرنا امر دشوار ہے - ہان جنکے پاس
نسب نامہ محفوظ ہو گا وہ ممیّز ہون گے و الّا فلا - جب رسم الخط و تلفظ مین دونون خلط ملط
ہو گئے - اور استعمال مین بنو نوایت باقی رہا - اور مولفین رسائل انساب نوایت عرب کے
قبائل و بطون سے ناواقف تہے - اور نوایت کے اصل مفرد نوتی کو بلحاظ معنی حقارت سے دیکھنے لگے
اور اپنا انتساب اُس سے مکروہ سمجھنے لگے - تکلّفاً و تصنّعاً نعط کے اصلی خذو مادہ مین تغیر کر کے
لکھنے لگے کہ بنو نوایت بالتاء المثناۃ الفوقانیہ نہین ہے بلکہ بالطاء المہملہ ہے یعنی بنو نوائط ہے
جسکا مفرد بنو نائط ہے حالانکہ اُنکی تاویل محض بناوٹ ہی بناوٹ تہی - اس لئے کہ قبائل عرب مین
بنو نائط کوئی قبیلہ و بطن نہین ہے - اگر مولفین قبائل عرب کی کتب انساب و قبائل سے واقف
و ماہر ہوتے تو ایسی تاویلات لا طائل و تکلفات لا حاصل مین نہ پڑتے اور لکھ دیتے کہ ہم قبیلہ بنو ناعط
سے ہین - بنو نابتہ سے الگ ہو جاتے - دونون مین فرق بیّن ہو جاتا - نوایت جسکا مفرد نوتی
ہے اُسکے انتساب سے گریز کی ضرورت نہوتی - تمام تحقیقات مذکورہ سے یہ ثابت و محقق ہوا کہ
سواحل ہند پر ملیبار کوکن و دکن مین عرب سے اولاً بنو نوایت آئے - اور یہان سکونت اختیار کئے
تجارت و نوکری زراعت و پیشہ گری کرنے لگے بعد مین بنو ناعط و غیرہ قبائل کے متعدد افراد
آئے - اور بنو نوایت کے ساتھ رہنے لگے - اسیطرح عرب کے آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہا پھر
قریش و غیر قریش آنے گئے - عربون کی جماعت روز بروز بڑہتی گئی - گویا ہمکو ایسے محل مین
یہہ کہنا چاہئے کہ دکن و کوکن مین عرب کے متفرق قبائل کے افراد باہم ملنے سے نوایت نام کی

پنچ میل سوسائٹی ہوگئی۔ اور تمام پر نوایت کا لفظ اطلاق کیا گیا۔ اس پنچ میل سوسائٹی میں متفرق قبائل کے افراد مجتمع ہیں۔ قریش و غیر قریش باہم شریک ہیں۔ اور یہہ تخصیص کرنا کہ نوایت قریش ہی ہیں۔ پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ نوایت و باعط کی تحقیق تمام ہوئی۔ بہ توفیق اللہ المنعام۔

علاء الدین ثالث بن احمد شاہ بہمنی ثانی کی تخت نشینی

فرشتہ نے لکہا کہ احمد شاہ بہمنی کی رحلت کے بعد امیر برید نے ظاہراً تعزیت و ماتم کے لوازم ادا کئے۔ تقریباً دو ہفتہ تک مہمات سلطنت کو معطل رکہا۔ چاہتا تہا کہ خود تخت نشین ہو جائے لیکن حکام اطراف کے خوف سے جرأت نہیں کر سکتا تہا آخر بہت ہی غور و فکر کے بعد علاء الدین شاہ کو تخت پر بٹہایا اور خود شاہانہ حکومت کرنے لگا۔ علاء الدین عاقل و خردمند و دلاور تہا ہونہار و ہوشیار معلوم ہوتا تہا۔ اُسکے آثار و اطوار سے نمایان تہا کہ آباو اجداد کے نام کو زندہ کریگا۔ اور سلطنت کی عمارت افتادہ کو از سر نو آباد کریگا۔ جب بادشاہ نے جلوس کے بعد دیکہا کہ میرے آباو اجداد بدولت شراب و کباب عیش و عشرت خانہ خراب سلطنت و حکومت سے بے اختیار ہوے۔ اس لئے کبہی شراب و کباب کی رغبت نہیں کی نہ رقص و سرود کے طرف مائل ہوا۔ اور امیر برید و دیگر امرائے غاصبین ملک محروسی کی مدافعت کے طرف متوجہ ہوا۔ اولاً دشمن خانگی کی مدافعت واجب و لازم جان کے حکمت عملی و دانائی سے تملقاً امیر برید سے کہا کہ میرے باپ دادا ہوشیار و خردمند نہیں تہے۔ دنیا و مافیہا سے بیخبر تہے۔ عالم بیخبری میں صاحبان غرض کی باتوں پر عمل کرتے تہے۔ آپکی اور قاسم برید کی کچہہ قدر نہیں جانتے تہے۔ اور آپ کی دولت خواہی کی

مداد نہین دیتے تہے۔ بناءً علیہ آپ جیسے دولت خواہون پر واجب ولازم تہا کہ اُن کی سلطنت
ودولت کے بقا کے لئے اُن کی حفاظت کرین اور اُنکو ارتکاب مناہی سے باز رکہین لیکن
مین شراب خوار نہین ہون اور آپ جیسے خیر خواہون کو پہچانتا ہون۔ پس مجکو محافظین کے
سپرد کرنا فضول ہے۔ اگر آپ نہوتے تو حکام اطراف حملہ کرکے دار السلطنت پر قابض ومتصرف
ہو جاتے۔ اگر آپ مجہہ سے مطمئن نہین ہین تو مجکو مکہ معظمہ روانہ کر دیجے۔ اور فراغت سے
زندگی بسر کیجئے۔ اور امیر برید نے باوجود ہوشیاری و روباہ بازی بادشاہ سے موکلین ومحافظین
کو دور کر دیا۔ بادشاہ اکثر اوقات اُس سے اپنی طاعت و نیازمندی کا اظہار کرتا تہا۔ کبہی ایسی
بات نہین کرتا تہا جس سے اسکا ما فی الضمیر ظاہر ہو جائے۔ پس آخر حسن تدبیر و دانائی سے
ایک جماعت کو اس بات پر آمادہ کیا کہ امیر برید اور اُسکی اولاد کو قتل کرین۔ پہر بادشاہ نے جماعت
مذکورہ کو غرۂ ماہ کی رات مین اپنے محلسرا مین رکہا۔ اور امیر برید حسب دستور غرۂ ماہ کو
صبح کیوقت ماہ نو کی مبارکباد و سلام کیلئے دربار مین آیا۔ بادشاہی محلسرا سے ایک بوڑہی
خادمہ جو اس معاملہ سے بیخبر تہی۔ باہر آئی۔ اور امیر برید کو بادشاہ کے نشست گاہ کے پاس لیگئی
اور امیر برید مع فرزندان و مقربان محل کے قریب پہنچا۔ اسی اثنا مین جو جماعت گہات مین بیٹہی تہی
انمین سے ایک نے چہینکا۔ چہینکنے کی آواز برید نے سُنی اور سنتے ہی فوراً بادشاہی محل سے
باہر آیا۔ اور بوڑہی خادمہ سے پوچہا کہ یہہ آواز کسکی ہے سچ سچ کہہ۔ پیرضعیفہ نے جواب دیا کہ
مجکو معلوم نہین۔ امیر برید نے خواجہ سراؤن کو اندر بہیجا۔ بدبختی سے راز مخفی فاش ہو گیا۔
امیر برید نے تمام جماعت کو باہر نکالا اور ایک ایک کو مار ڈالا اور علاء الدین کو معزول کر کے

قید کیا - پہر چند ہی روز کے بعد اسکا کام تمام کر دیا - مدت سلطنت دو سال تین مہینے
یہہ واقعہ سنہ ۹۲۷ ہجری میں واقع ہوا -

سلطنت شاہ ولی اللہ

علاؤالدین ثالث بہمنی کے فوت ہونیکے بعد امیر برید نے ولی اللہ بن احمد شاہ کو تخت نشین کیا
یہ بادشاہ بہی برائے نام بادشاہ تہا - واقع میں امیر برید ہی بادشاہ تہا - بادشاہ برید کے ہاتہہ
میں گویا کاٹ کا پتلا تہا - برید نے بادشاہ کے صرف مایحتاج کے لئے ماہانہ مقرر کردیا تہا
وظیفہ خوار کی طرح مشکل سے زندگی بسر کرتا تہا - اسی تکلیف و مصیبت سے تقریباً تین برس
گزارے - مقربین و مصاحبین کی تدبیر سے چاہا کہ برادر مرحوم کی طرح امیر برید کے پنجہ سے
رہائی حاصل کرے - ابہی یہ ارادہ وجود میں نہیں آیا تہا کہ امیر برید کو معلوم ہو گیا -
فوراً بادشاہ کو خانہ نشین یا حرم سرا میں قید کر دیا - پہر چند روز کے بعد حرم سرا کی باندیوں
کے ذریعہ سے زہر قاتل پلایا - اور ولی اللہ کا کام تمام کیا - یہہ واقعہ سنہ ۹۳۲ ہجری میں واقع ہوا
فرشتہ کا یہہ زعم ہے کہ امیر برید نے بادشاہ کی منکوحۂ جمیلہ و حسینہ سے تعلق پیدا کیا تہا -
اسی تعلق کیوجہ سے بادشاہ کے وجود بی سود کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کیا -
اور اُسکی منکوحہ پر متصرف ہوا انتہی کلامہ - فرشتہ کا زعم اعتبار و یقین کے راستہ سے
منزلوں تک دور رہے اسلئے کہ دیگر مورخین مثلاً مفتاح القلوب و تاریخ نظامی و تاریخ طاہری
وغیرہم نے اس تعلق کا کچھہ ذکر نہیں کیا - علاوہ این خاندان بہمنیہ کی بیگمات شہزادیان
واغاعنہ و تراکمہ کی بیٹیاں ہوتی تہیں حیا و شرم کی پابند - قوانین عصمت و عفت پر

کاربند رہتی تہین - اس قسم کے افعال سے پرہیز و اجتناب کرتی تہین - مفتاح القلوب کے
مولف نے یہہ بہی لکہا کہ ولی اللہ و کلیم اللہ دونون حقیقی بہائی و دختر زادہ یوسف عادل شاہ
تہے - یوسف عادل شاہ کی دختر مسماۃ ستی بانو اسم بامسمیٰ تہی - اُسکی رگ و پی مین ترکمانی
جوش و خروش مع جزن تہا - دیکہنے مین عورت تہی لیکن دلیری و بہادری مین مردون سے کم نہ تہی
امیر برید نے بے بس کر رکہا تہا - بامر مجبوری ہاتہہ پاؤن ہلا نہین سکتی تہی - اور فرشتہ نے
ولی اللہ کو عنوان بیان مین ابن محمود شاہ لکہا - اور ذیل کی عبارت مین لکہا کہ کلیم اللہ دختر زادہ
یوسف عادلشاہ برادر کوچک ولی اللہ الخ معلوم ہوتا ہے کہ سہو کاتب سے فرشتہ کی عبارت مین
خلاف واقع لکہا گیا ہے - اس قسم کا خلاف واقع فرشتہ کی تحقیق کے خلاف ہے واللہ اعلم
بحقیقۃ الحال رباعی

گل صبحدمے بخود بر آشفت و بریخت　　　با باد صبا حکایتے گفت و بریخت
بدعہدی دہر بین کہ گل در دہ روز　　　سر بر زد و غنچہ کرد و شگفت و بریخت

جلوس کلیم اللہ بن احمد شاہ ثانی بہمنی

کلیم اللہ بن احمد شاہ جو یوسف عادل شاہ کی دختر نیک اختر کے بطن سے تہا - امیر برید نے
بلحاظ ضرورت اسکو تخت نشین کیا - اور بادشاہ کی حفاظت کیلئے اپنے آوردے مقرر رکہے -
اور پوشیدہ اسباب کی تلاش و جستجو کرتا تہا کہ بادشاہ کسی سے ملکے فتنہ و فساد برپا نکرے - کلیم اللہ
حلیم المزاج ہوشیار و ہونہار تہا - اولوالعزم و صاحب ہمت تہا - بامر لاچاری امیر برید کے شکنجہ قید مین
مقید تہا - چاہتا تہا کہ امیر برید کے پنجہ سے رہائی حاصل کرے - اُسوقت ہندوستان مین

انقلاب ہو رہا تہا۔ یعنے بابر بادشاہ نسباً تیموری و حسباً چنگیز خانی تہا۔ باپ کے مرنیکے بعد
ملک فرغانہ کا بادشاہ ہوا۔ پہر وہان سے جلاوطن ہو کے سنہ ۹۱۰ ہجری مین کابل پر قابض و متصرف
ہو گیا۔ پہر جب اُسکے دل مین یہہ شوق پیدا ہوا کہ ہندوستان کو مسخر کرنا چاہیے۔ جو سنہ ۹۳۲ ہجری
مین مع جمعیت بارہ ہزار سوار روانہ ہوا۔ اُسوقت ہندوستان مین ابراہیم لودہی سلطنت
کر رہا تہا۔ بابر و ابراہیم کا مقابلہ پانی پت کے میدان مین ہوا۔ ابراہیم مارا گیا۔ اور بابر کامیاب
ہو گیا۔ بابر کی کامیابی سے ہندوستان مین کہلبلی پیدا ہو گئی۔ ہندوستان کے طوائف
الملوک تملقاً بابر کی خدمت مین تحائف و پیشکش بہیجنے لگے۔ حکام دکن مثلاً اسمعیل عادلشاہ
و برہان نظام شاہ و سلطان قلی قطب الملک وغیرہ نے بہی اپنے اپنے سفیر بہیجے اور اپنی نیازمندی
و اخلاص کا اظہار فرمایا۔ کلیم اللہ نے بہی اپنے ایک خادم کو سفارۃ بہیجنے کیلئے تجویز کیا۔ خادم
جانیکے لئے مستعد ہو گیا۔ پس بابر کی خدمت مین ایک عرضداشت بہیجی۔ اسکا مضمون یہہ تہا
میرے ملازمین و نوکران قدیم نے بمقتضائے تقدیر یا سوئے تدبیر میرے تمام ملک دکن کو غصب
کر لیا ہے۔ اور مجہکو قید کر رکہا ہے۔ اور خود شاہانہ سلطنت کر رہے ہین۔ اگر آپ اسطرف
تشریف لائین اور بندہ با اخلاص کو اس قیدخانہ سے خلاص فرمائین تو ملک برار و دولت آباد
آپکی نذر کرونگا الخ چونکہ بابر ابہی ہندوستان مین مستقل بادشاہ نہین ہوا تہا۔ اور سلطنت کا
پورا انتظام نہین کیا تہا۔ علاوہ این ہند و دکن مین فاصلہ بعید تہا۔ اور راستے مین
شاہان گجرات و مالوہ موجود تہے۔ ان موانع کے وجہ سے بابر نے کچہہ توجہ نہین کی۔ کلیم اللہ کی
[illegible] پر کچہہ نتیجہ مترتب نہین ہوا۔ اور یہہ خبر فاش ہو گئی۔ خبر کے فاش ہوتے ہی شاہ نے کلیم اللہ

حفاظت جان کیلئے سنہ ۹۳۴ ہجری مین فرار کا راستہ اختیار کیا۔ اولاً یہ خیال ہے کہ اسمعیل
عادلشاہ ماموں ہے اعانت و مدد کریگا۔ بیجاپور گیا۔ جب بیجاپور مین پہنچا اور ماموں کو دیکھا
کہ وہ خلاف پر ہے اور اسکو گرفتار کرنا چاہتا ہے تو وہان سے مع اٹھارہ سواران ہمراہی
احمدنگر بہاگا۔ برہان نظام شاہ بحری نے لوازم استقبال ادا کرکے اسکو اعزاز و اکرام کے ساتھہ شہر مین
اتارا۔ اور اسکی خاطر و مدارات مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ جب کلیم اللہ برہان کے پاس
آتا تہا تو برہان ادب سے اسکے سامنے دست بستہ کہڑا رہتا۔ اور چاہتا تہا کہ اس تقریب مین کلیم اللہ
کو بادشاہ بناکر بیدر پر حملہ کرے۔ اور دکن کے تمام ملک پر قابض و متصرف ہو جائے۔ اسیطرح کلیم اللہ
چند روز احمدنگر مین برہان کے پاس مہمان رہا۔ برہان مہمان داری مین سرگرم تہا۔ اور
ادباً مجلس دربار مین کلیم اللہ کے سامنے دست بستہ کہڑا رہتا تہا۔ مگر شاہ طاہر جو حکمت عملی
و علمی خیالات کا منجہا ہوا فرد تہا۔ برہان کے دست بستہ کہڑا رہنے کو ناپسند کرتا تہا۔ اور سمجہتا تہا
کہ اگر ایسی ہی حالت رہی تو امرا اور رعایا کے دل مین کلیم اللہ کی عظمت قائم ہو جائیگی۔ اور
تمام لوگ اسکے مطیع و فرمان بردار ہو جائینگے۔ اور برہان کی وقعت لوگون کی نظر مین باقی نہ رہیگی
اور برہان کی خود مختاری و آزادی بہی نہ رہیگی۔ اور میری شان و عظمت کو بہی نقصان
پہنچیگا اس لئے برہان کو سمجہایا کہ آپ کیا غضب کرتے ہین اور اپنے سلطنت کو ہاتہہ سے
کہوتے ہین۔ بمقتضائے مصرع ہر کسے پنج روزہ نوبت اوست + اس سے پہلے زمانہ مین
اگرچہ حاکمی و محکومی و مالکی کا تعلق تہا۔ لیکن اب وہ تعلق باقی نہین ہے۔ پس اپنے نام کا
خطبہ و سکہ جاری کیجئے۔ ادباً وارث ملک کے سامنے دست بستہ کہڑے رہنا ہوشیاری و دانائی سے

بعید ہے۔ گمان کیا جاتا ہے کہ اگر آپکے امراے دولت کلیم اللہ شاہ کے ساتھہ اتفاق کرکے
کوئی امر ایسا پیدا کرین جسکا تدارک نہو سکے تو اُسوقت بجز حسرت و افسوس حاصل نہوگا۔ پس
شاہ طاہر کا کلام موثر ہوا۔ برہان نظام شاہ متنبہ و آگاہ ہوگیا۔ پھر کبھی کلیم اللہ کو اپنے پاس
مجلس یا دربار مین نہین بولایا۔ اُسی سال مین چندروز کے بعد زہر یا اپنی موت سے احمدنگر
مین فوت ہوا۔ اُسکا تابوت احمدآباد بیدر مین لیجا کے بہمنیہ مقبرہ مین دفن کیا گیا قطعہ

بہشت و نیست مرنجان ضمیر و دل خوش دار ۔۔۔ که نیستی ست سرانجام ہر کمال که ہست
ازین رباط دو در چون ضرورست رحیل ۔۔۔ رواق طاق معیشت چه سر بلند و چه پست

یہی کلیم اللہ خاتم سلاطین بہمنیہ تھا۔ اُسکی نام و وجود پر سلطنت
بہمنیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کے بعد خاندان بہمنیہ سے
کوئی نام کا بھی بادشاہ نہین ہوا نہ کوئی
باقی رہا۔ البقاء والملک
للہ القہار

یہہ خاتمہ سنہ ۹۳۳ ہجری مین واقع ہوا۔

الحمد للہ والمنة علی اختتام ہذہ المجلدة وَاشرع ثانیہا

ان شاء اللہ تعالی